فتاویٰ شرعیہ
جلد 2
قدیم وجدید فقہی مسائل کے حل
کا بہترین مجموعہ
تصنیف:
استاذ العلماء مفتی محمد فضل کریم رضوی حامدی
خلیفہ حجۃ الاسلام حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ
شبیر برادرز

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

2

فتاویٰ شرعیہ

با اہتمام: ملک شبیر حسین

سن اشاعت جنوری 2013ء / ربیع الاول 1434ھ

سرورق باھو گرافکس لاہور

قیمت روپے

فہرست

فتاویٰ شرعیہ (جلددوم)

☆☆☆

عکس

فتاویٰ شرعیہ

المعروف بہ

فتاویٰ کریمیہ

﴿جلد دوم﴾

عکس

فتاویٰ شرعیہ المعروف بہ فتاویٰ کریمیہ
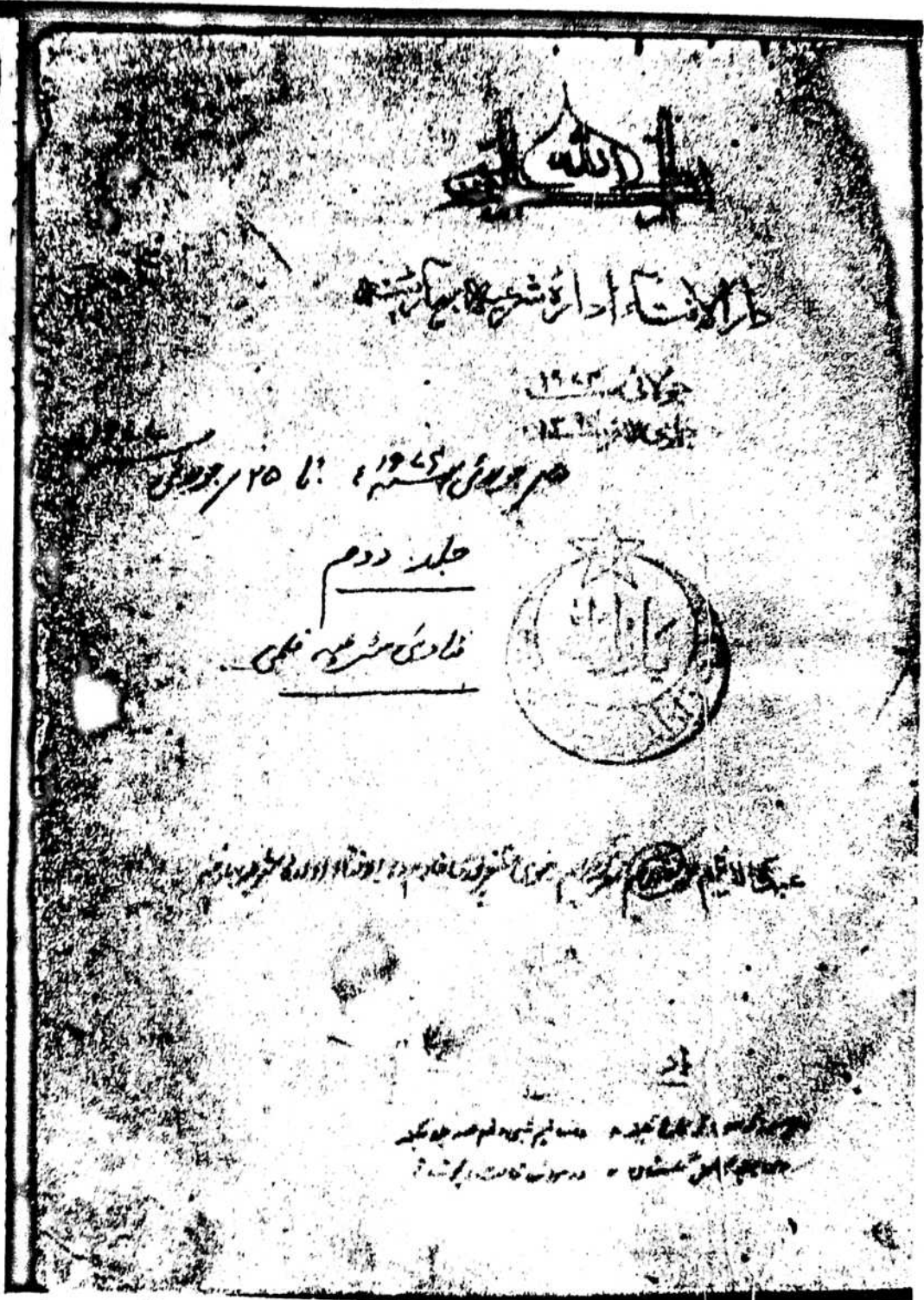
جلد دوم

فتاویٰ شرعیہ کی دوسری جلد کا سرورق

عکس

فتاویٰ شرعیہ المعروف بہ فتاویٰ کریمیہ
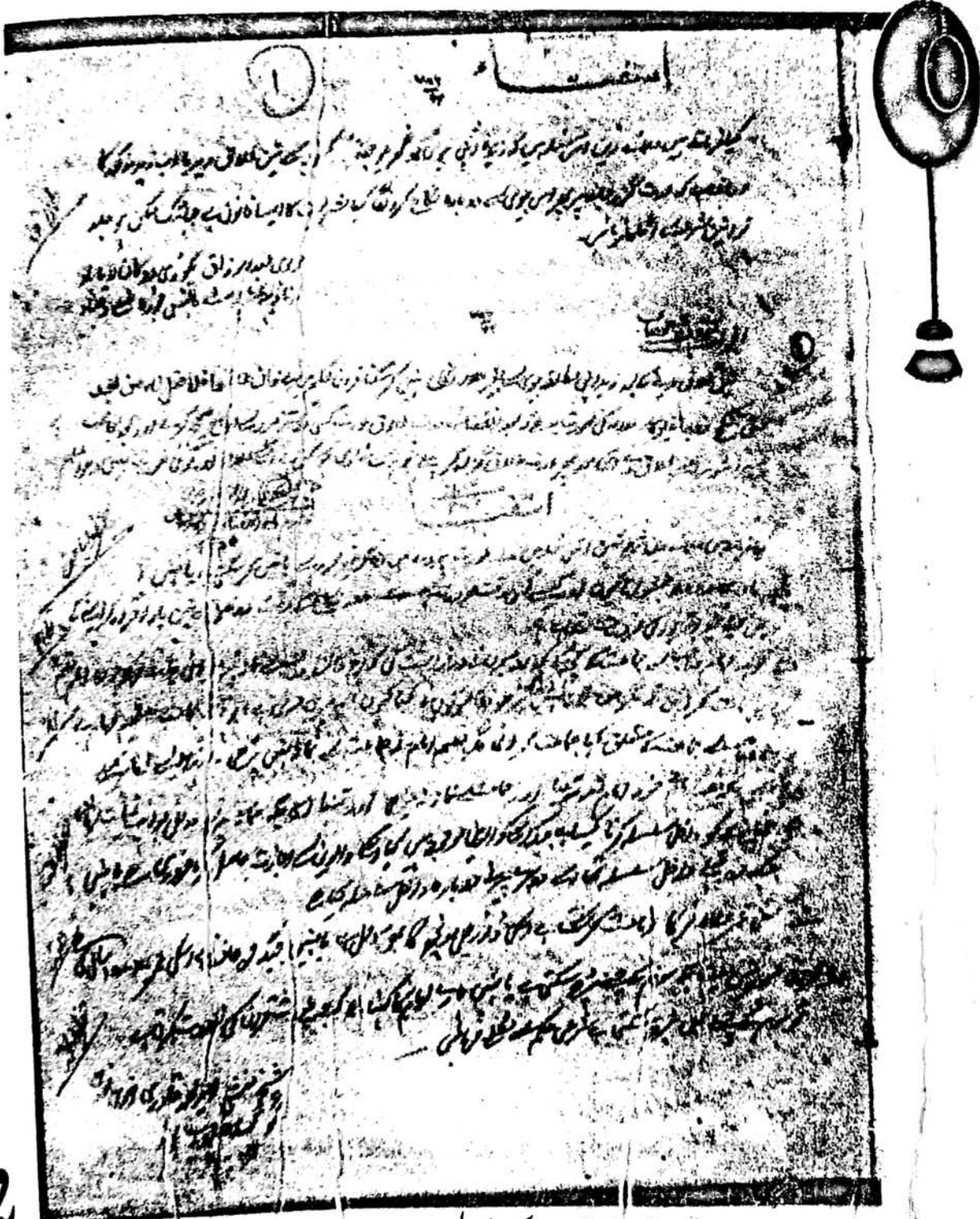
فتاویٰ شرعیہ کی پہلی جلد کا پہلا فتویٰ

عکس

فتاویٰ شرعیہ المعروف بہ فتاویٰ کریمیہ

فتاویٰ شرعیہ کی دوسری جلد کا دوسرا فتویٰ

عکس

فتاویٰ شرعیہ المعروف بہ فتاویٰ کریمیہ

جلددوم

[illegible]

فتاویٰ شرعیہ کی دوسری جلد کا تیسرا فتویٰ

عکس

فتاویٰ شرعیہ المعروف بہ فتاویٰ کریمیہ

فتاویٰ شرعیہ کی دوسری جلد کا چوتھا فتویٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كتابُ الطلاق

استفتـــاء ۴۴۰

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
زید نے اپنی بیوی کلثوم کو حالت غصہ میں کہا کہ ''میں نے تمہیں طلاق دیا'' اور یہ جملہ اس نے دو بار کہا مگر چند ہی لحہ کے بعد زید اپنے فعل پر نادم وشرمندہ ہوتا ہے اور اپنی بیوی کلثوم سے معافی طلب کرتا اور کہتا ہے کہ میں نے غصہ کی حالت میں طلاق دیا ہے، لہٰذا میں طلاق کا لفظ واپس لیتا ہوں اور صدق دل سے توبہ کرتا ہوں۔ زید اپنی بیوی کلثوم سے جدا ہونا نہیں چاہتا ہے۔ اس صورت حال میں کلثوم زید ہی کے گھر ہے۔ جواب طلب امر یہ ہے کہ کیا طلاق واقع ہوگئی؟ اگر ہاں! تو پھر کلثوم اپنے شوہر زید کی زوجیت میں کیسے آسکتی ہے۔ بالتفصیل بیان فرماکر عنداللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: غلام ربانی، جعفرآباد، ضلع مظفرپور، بہار

۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــــــ اللهم هداية الحق والصواب ـــــــــ !

صورت مستفسرہ میں جب زید نے اپنی رفیقہ حیات کو بحالت غصہ دو بار طلاق دی اور پھر فوراً ہی نادم وشرمسار ہوکر تائب ہوگیا تو یہ طلاق رجعی ہوئی۔ قرآن حکیم میں ہے: اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْتَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ ۔ ''یہ طلاق دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے'' (کنزالایمان)۔ لہٰذا طلاق رجعی میں عدت کے اندر رجعت کر لینے سے زید کی بیوی اس کی زوجیت میں علی حالہ باقی رہی۔ آئندہ زید کو اس قسم کی حرکتوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ **وھو اعلم وعلمہ جل مجدہٗ اتم۔**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۱۵/۷/۷۰ء

۴۴۱

استفتاء

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ:

(۱) زید نے اپنی منکوحہ ہندہ سے میکہ میں دھوکہ بازی سے ایک سادہ کاغذ پر انگوٹھے کا نشان لیا مگر یہ بات کسی شخص سے ظاہر نہیں کی اور مکان چلا آیا اور لوگوں سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دیا۔ لڑکی نے دوسرے کی زبان سے سنا تو میکہ سے پانچ آدمیوں کو ساتھ لیکر آئی اور کہتی ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ تم نے طلاق دیا تو زید نے کہا کہ ہم نے طلاق دے دیا اس طرح چند اشخاص نے پوچھا تو سبھوں کو یہی جواب دیا کہ ہم نے طلاق دے دیا تو اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

(۲) زید نے ہندہ کو تین طلاق دے دیا اور وہ پھر دوبارہ اپنے عقد میں لانا چاہتا ہے تو اس کی صورت کیا ہوگی؟

(۳) زید نے ہندہ کو تین طلاق دے دیا اور چاہتا ہے کہ اپنی بیوی ہندہ کا بڑے بھائی سے نکاح کردیں تو کیا بڑے بھائی سے ہندہ کا نکاح درست ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب ــــــ

(۱) صورت مسئولہ میں جب زید خود طلاق کا اقرار کرتا ہے تو طلاق واقع ہوگئی اگرچہ قبل طلاق نہ بھی دی ہو اس لئے کہ اقرار طلاق سے طلاق واقع ہوگئی کیوں کہ زید نے ہندہ سے اور لوگوں سے کہا کہ طلاق دے دی تو یہ کہنے سے ایک طلاق رجعی ہوگئی۔ اور زید کا چند لوگوں کے پوچھنے پر یہ کہنا کہ طلاق دے دی یہ حکایت وخبر ہوئی۔ اس جملہ سے تکرار وتعدد مراد نہیں ہوگا اور رجعی کی صورت میں زید اپنی بیوی سے عدت کے اندر رجعت کرسکتا ہے اور اگر زید کی نیت مُراد ایک سے زیادہ طلاق کی ہوگی تو طلاق مغلظہ واقع ہوگی۔

(۲) طلاق مغلظہ کے بعد پھر کوئی شخص اگر مطلقہ کو رکھنا چاہے تو بغیر حلالہ اس کا رکھنا ناجائز وحرام ہوگا۔ قرآن حکیم میں ہے: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ۔ حلالہ کی صورت یہ ہے کہ مطلقہ بعد انقضائے عدت دوسرے مرد سے نکاح صحیح کرے اور پھر وہ مرد بعد مجامعت اس عورت کو طلاق دے تو عورت بعد انقضائے عدت شوہر اول کے لئے حلال ہوگی اور اس سے شادی جائز ہوگی۔

(۳) عورت کے لئے جس طرح شوہر کے چھوٹے بھائی سے نکاح جائز ہے ایسے ہی شوہر کے بڑے بھائی سے بھی نکاح کرسکتی ہے۔ **وھو اعلم!**

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
۱۸/۱۱/۷۰ء

استفتــــــاء ۴۴۲

مسئلہ: محترمی جناب مفتی صاحب! ادارۂ شرعیہ بہار السلام علیکم!
محمد موسیٰ نامی شخص نے گھریلو معاملات پر بیوی سے جھگڑا کیا۔ اور نہایت غیض وغضب کی حالت میں اپنی بیوی کو گھر سے باہر کی طرف دھکا دیتے ہوئے طلاق طلاق کہا اور کتنی بار کہا اس کا اسے ہوش بھی نہیں۔
لہٰذا جواب باصواب سے مطلع کریں کہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟ فقط والسلام

المستفتی: محمد موسیٰ کیراف محمد ابراہیم فدائی
ساکن ایسٹ بھاگت ڈیہہ کوئیلری، پوسٹ جھریا، دھنباد

۹۲/۸۶ ء

الجواب ـــــــــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب ـــــــــــ !

صورت مذکورہ بالا میں اگر محمد موسیٰ نے غصہ کی حالت میں صرف ''طلاق، طلاق'' کا لفظ استعمال کیا اس کے علاوہ اور کچھ نہ بولا یعنی بیوی کو مخاطب کر کے یہ نہ کہا کہ تجھ کو طلاق تو ایسی صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی اس لئے کہ طلاق میں مخاطبت ضروری ہے اگر عورت کو مخاطب نہ کیا یا طلاق کی نسبت عورت کی طرف نہ کی تو صرف لفظ طلاق کہنے سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ درمختار میں ہے: صریحہٗ مالم تستعمل الافیہ ولو بالفارسیۃ کطلقتک، وانت طالق، ومطلقۃ، بالتشدید قید بخطابھا لانہ لو قال ان خرجت یقع الطلاق اولا تخرجی فانی حلفت بالطلاق فخرجت لم یقع لترکہ الاضافۃ الیھا یعنی صریح طلاق وہ ہے کہ سوائے طلاق کے اور معنی میں مستعمل نہ ہوا گرچہ فارسی میں ہو جیسے عربی میں ''طلقتک'' میں نے تجھ کو طلاق دی یا تو طلاق والی اور مطلقہ ہے۔ ان مذکورہ بالا الفاظ میں خطاب کی قید لگانے سے یہ معلوم ہوا کہ اگر وہ یہ کہے کہ تو نکلی تو طلاق واقع ہوگی یا یوں کہا کہ بغیر میرے حکم کے نہ نکلنا، میں نے طلاق کی قسم کھائی ہے تو طلاق واقع نہ ہوگی اس لئے کہ ان الفاظ میں عورت سے مخاطبت نہیں ہے۔ لہٰذا اگر موسیٰ صرف طلاق کا لفظ بولا اور اس کے ساتھ عورت کو مخاطب نہ کیا تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ وھو تعالیٰ اعلم!

کتبــــــــــہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۷۰/۱۰/۴ ء

استفتاء ۴۴۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
زید اور عارفہ ازدواجی بندھن میں منسلک تھے۔ کچھ روز ہوئے کہ کسی خانگی امور پر دونوں زن وشو میں جھگڑا ہوا۔ زید نے مسماۃ عارفہ کو کچھ فحش گالیاں بھی دیں جس پر مسماۃ عارفہ نے کہا کہ تم میرے ساتھ جو چاہو کرو مگر ہمارے خاندان کے ساتھ تم فحش کلامی نہ کرو۔ اس پر زید نے غصہ میں آکر تین بار اس طرح اپنی بیوی عارفہ کو کہا: ہم تم کو طلاق دے دیتے ہیں، ہم تم کو طلاق دے دیتے ہیں، ہم تم کو طلاق دے دیتے ہیں۔ زید اور مسماۃ عارفہ میں جس وقت یہ باتیں ہو رہی تھیں اس وقت کوئی گواہ موجود نہیں تھا بلکہ یہی دونوں زن وشو ہی تھے۔ براہ کرم شرعی حکم صادر فرما کر عنداللہ وعندالرسول ماجور ہوں۔ زید کی نیت طلاق کی نہ تھی بلکہ زید پھر ازدواجی زندگی گزارنے پر آمادہ ہے۔

المستفتی: قمر الہدیٰ، قمر الہدیٰ ریڈی میڈ، لڈنا بازار، پوسٹ: جھریا، دھنباد

۹۲/۸٦ء

الجواب ــــــــــ وباللہ التوفیــــــــــق!

صورت مستفسرہ میں طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ اب عارفہ زید کے لئے بغیر حلالہ کسی طرح جائز نہیں۔ قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے: فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۔ یعنی تین طلاق کے بعد بغیر دوسرے سے نکاح کئے وہ زوج اول کے لئے حلال وجائز نہیں ہوگی۔ جب زن وشو میں فی البدیہہ گفتگو ہوئی تو شاہد کی ضرورت نہیں جب کہ دونوں کو اس کا اقرار ہے۔ حلالہ کی صورت یہ ہے کہ مطلقہ عدت گزارنے کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح صحیح کرے اور خلوت صحیحہ و مباشرت کے بعد زوج ثانی طلاق دے دے تو پھر بعد انقضائے عدت وہ عورت پہلے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے۔ طلاق صریح میں یہ عذر کرنا کہ طلاق کی نیت نہ تھی لغو اور ناقابل اعتماد ہے۔ وھو اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
۳۰/۷/۷۸ء

استفتاء ۴۴۴

مسئلہ: بحضور اقدس عالی جناب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

احوال گزارش خدمت یہ ہے کہ چند روز قبل میں نے اپنی ذہنی الجھنوں سے مجبور ہو کر سخت خانہ جنگیوں کی بنا پر اپنی اہلیہ صاحبہ کو غصہ کے عالم میں کچھ سخت وست باتیں کہہ دیں اور کلام پاک کا سہارا لیکر یہ قسم کھالی کہ نہ تم آج سے میری بیوی اور نہ میں تمہارا شوہر۔ اب جب کہ ہم لوگوں پر شرمندگی کا دورہ پڑا تو ہم لوگ پھر یکجا ہو گئے مگر باہزار شرمندگی وندامت کے دل اس بات کو گوارا نہیں کر رہا ہے کہ میری اہلیہ میرے نکاح میں رہی یا نکاح فسخ ہو گیا۔ آپ براہ کرم شریعت کا حکم صادر فرمائیں۔ فقط والسلام!

المستفتی: محمد کبیر الدین فدائی کیراف عبدالمجید قریشی

محلہ گول پار، پوسٹ رام گڈھ کینٹ، ضلع ہزاری باغ

۹۲/۷۸۶

الجواب ــــــــــ اللھم ھدایۃ الحق والصواب ــــــــــ !

صورت مستفسرہ میں سائل کا اپنی شریک حیات سے یہ کہنا کہ ''نہ تم آج سے میری بیوی، نہ میں تمہارا شوہر'' یہ طلاق بالکنایہ ہے۔ اس میں طالق کی نیت دریافت کی جائے گی۔ اگر اس نے بہ نیت طلاق یہ کلمہ کہا تو ایک طلاق واقع ہو گئی اور جب طلاق کی نیت سے یہ جملہ نہ کہا تو کچھ نہ ہوگا۔ غایۃ الاوطار شرح درمختار میں ہے کہ اگر زوج نے کہا: **لست لک بزوج اولست لی بامرأۃ اوقالت له لست لی بزوج فقال صدقت طلاق ان نواہ خلافاً لھما** ۔یعنی اگر شوہر نے یوں کہا کہ میں تیرا شوہر نہیں یا تو میری زوجہ نہیں یا زوجہ نے شوہر سے کہا کہ تو میرا زوج نہیں۔ شوہر نے کہا تو سچی ہے تو یہ قول طلاق ہے اگر مرد اس قول سے طلاق کی نیت کرے گا۔ صاحبین کے نزدیک نیت سے بھی طلاق نہ ہوگی۔ **ولو اکدہ بالقسم اوسئل ألک امرأۃ فقال لالا تطلق اتفاقاً** یعنی اور اگر یوں کہا کہ واللہ تو میری بیوی نہیں یا تحریر سے کسی نے پوچھا کہ کیا یہ تیری بیوی ہے؟ اس نے کہا نہیں تو عورت مطلقہ نہ ہوگی بالاتفاق۔ لہٰذا مذکورہ بالا سوال میں طلاق کی نیت شرط ہے۔ اگر اس سے بغیر نیت کے یعنی بغیر نیت طلاق مذکورہ بالا جملہ کہہ دیا ہے تو طلاق واقع نہ ہوگی اور اس سے طلاق بائن یا رجعی مراد لی ہے تو اس کی نیت پر دارومدار ہے۔ بہ لحاظ تقویٰ مناسب اور بہتر ہے کہ تجدید نکاح کرے۔ **وھو اعلم!**

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

۲۷/۷/۷۰ء

استفتاء ۴۴۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
شاہدہ کا نکاح خالد سے ہوا تھا خالد نے شاہدہ کو تین طلاق دے دیا۔ شاہدہ نے اپنے پہلے شوہر کی طرف لوٹنے کے لئے زید سے نکاح کیا۔ زید نے شاہدہ سے بلا وطی کئے ہوئے شاہدہ کو طلاق دے دیا۔ شاہدہ نے اپنے پہلے شوہر سے نکاح کر لیا۔ یہ فعل شاہدہ کا از روئے شرع جائز ہوا یا نہیں؟ فیصلہ کر دیا جائے۔
المستفتی: محمد محی الدین آسی، مدرسہ شمع اسلام، سری پور ۳، ڈاکخانہ سری پور، وایہ کالی پہاڑی، بردوان
۲۵/۱۰/۷۰ء

۹۲/۸۶ ھ

الجواب ــــــــــ وھو الموفق للصواب ــــــــــ !

صورت مذکورہ بالا میں طلاق مغلظہ کے بعد شاہدہ نے بغرض حلالہ جو زید سے نکاح کیا۔ اس نکاح کے بعد چونکہ زید نے شاہدہ سے مباشرت ومجامعت نہ کی۔ اس لئے پھر خالد کا شاہدہ سے دوبارہ نکاح کرنا بالکل جائز نہیں۔ اس لئے کہ حلالہ کے لئے شوہر ثانی کا وطی کرنا شرط ہے۔ جب تک یہ شرط نہ پائی جائے گی نہ حلالہ درست ہوگا اور نہ شوہر اوّل سے شادی کرنا جائز ہوگا۔ لہٰذا اگر نکاح ہو چکا ہے جب بھی دونوں میں تفریق کر دینا ضروری ہے۔ اور شاہدہ کو خالد سے علیحدہ ہو جانا ضروری ہے ورنہ شاہدہ وخالد دونوں شرعاً مجرم وگنہگار رہوں گے۔ وھو اعلم وعلمہ جل مجدہٗ اتم۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۴/۱۱/۷۰ء

استفتاء ۴۴۶

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
آج سے تقریباً دو سال قبل زید کی شادی فریدہ سے ہوئی۔ آج سے چھ ماہ قبل زید اپنی بیوی فریدہ کو بغرض علاج سسرال لے گیا۔ تقریباً تین ماہ کے بعد فریدہ کی ماں، فریدہ اور داماد کو گھر پر چھوڑ کر اپنے بھائی کے یہاں چلی گئی۔ زید اپنی بیوی فریدہ کو پڑوس کی عورتوں کے یہاں آنے جانے سے منع کرتا تھا۔ فریدہ نے ناسمجھی کی بنا پر پڑوس کی عورتوں کو اور اپنی چچی، پھوپھی کو صاف لفظوں میں یہ کہہ دیا کہ تم لوگوں سے ملنے کی

مجھے اجازت نہیں۔ اس پر عورتوں نے زید کو برا بھلا کہا۔ اس بات کو بھی فریدہ نے اپنے شوہر سے کہہ دیا۔ زید باہر نکل کر اپنے مخالفوں کو گالی دیا کرتا تھا۔ ایک روز زید کہیں سے آیا تو مکان میں تالا بند تھا۔ پکارنے پر فریدہ پڑوس کے گھر سے آئی۔ دونوں میاں بیوی تالا کھول کر مکان میں داخل ہوئے۔ زید نے کہا کہ ''طلاق'' اس پر پڑوس کی ایک عورت جو اپنے دروازہ پر تھی بولی کہ اس طرح بھی کوئی طلاق ہوتی ہے۔ زید نے جواب میں کہا کہ ''فریدہ کو'' یہ کہہ کر زید چلا گیا تھوڑی دیر بعد جو آیا تو مکان میں تالا بند تھا، عورتیں بولیں، ''اب کیا لینے آئے ہو؟'' زید نے کہا کہ ہم نے تو ڈرانے کیلئے فریدہ کو طلاق رجعی دیا ہے تا کہ جو کہیں وہ سنے اور کرے۔ جو عورتیں زید کے خلاف تھیں جن کے یہاں آنے جانے سے زید نے فریدہ کو منع کیا تھا وہ سب کہنے لگیں ''نہیں، تم نے تینوں طلاق کہا ہے'' زید نے اپنے ہوش وحواس میں صرف ''طلاق'' کہا ہے اور بضد ہے کہ میں نے طلاق رجعی دیا ہے۔ عورتیں شہادت دیتی ہیں کہ تین بار کہا ہے۔ زید کہتا ہے کہ یہ سبھی عورتیں ہماری دشمن ہیں اس لئے ایسی گواہی دے کر فریدہ کو ہم سے چھوڑوانا چاہتی ہیں کیونکہ ان ہی لوگوں کے یہاں آنے جانے سے روکنے میں باتیں یہاں تک پہونچی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سبھی ہمارے خلاف ہو کر گواہی دیتی ہیں۔ گواہی دینے والی چھ عورتیں ہیں۔ اب فریدہ کو ان کے بہنوئی اپنے گھر لے گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ فریدہ کو طلاق ہوگئی ہے اب فریدہ کو نہیں جانے دیں گے۔ لہٰذا اس کا جواب قرآن وحدیث سے دیکر مشکور فرمائیں۔ فقط بینوا توجروا۔ مکرر اینکہ برادری پنچایت کے اندر فریدہ سے دریافت کیا گیا کہ تم اپنی طلاق کے بارے میں کچھ بتا سکتی ہو؟ تو فریدہ نے کہا کہ میں نے طلاق دیتے بھی نہیں سنا اور انہوں نے کسی طرح کی بات بھی ہم سے نہیں کہا۔

المستفتی: محمد عباس اے، جی، ایم آفس نیو ٹاؤن شپ، برکا کانا، پوسٹ خاص، ہزاری باغ، بہار

۹۲/۸۶ء

الجواب ــــــــــ وھو الموفق للحق والصواب ــــــــــ

بر تقدیر صدق مستفتی صورت مسئولہ میں جب زید ایک طلاق رجعی کا قائل ہے اور فریدہ بھی اپنی عدم واقفیت کا اظہار کر رہی ہے۔ علاوہ ازیں سوال کے مضمون سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ عورتوں نے بر بنائے دشمنی وعداوت تین طلاقوں کی نسبت زید کی طرف کی۔ لہٰذا زید کے کہنے کے مطابق ایک رجعی طلاق واقع ہوئی اور عدت کے اندر زید کو رجوع کرنے کا حق حاصل ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا: اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ یعنی جس طلاق کے بعد رجعت ہوسکتی ہے۔ دو بار ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔ وھو اعلم وعلمہٗ جل مجدہٗ اتم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

استفتاء ۴۴۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں:
بتاریخ ۶ راکتوبر ۱۹۷۵ء بروز منگل بوقت ۱۱ ربجے دن زکریا[۱] عرف ذاکر ولد عبدالرزاق ڈاری ڈیہہ، تھانہ گریڈیہہ، ضلع ہزاری باغ کا اپنی بیوی مہر افروز بنت محمد ادریس مرحوم، ساکن اوپر کلی، جھریا کے ساتھ جھگڑا ہوا، میاں بیوی میں مار پیٹ ہوئے پر محلّہ کی بہت سی عورتیں جمع ہوگئیں۔ تمام عورتوں کو ذاکر میاں نے گواہ رکھا اور کہا کہ آپ سب لوگ گواہ رہیے گا۔ میں نے اپنی بیوی مہر افروز کو طلاق دیا، طلاق دیا، طلاق دیا۔ محلّہ کی چھ سات عورتوں نے حلفیہ بیان دیا علاوہ ازیں گھر کی عورتوں نے بھی حلفیہ بیان دیا۔ مردوں میں لڑکی کے چچا اور پھوپھا نے محلّہ کے کئی لوگوں کے سامنے دو گھنٹہ بعد زکریا کو بلوا کر اس سے تصدیق کیا کہ کیا تم نے اپنی بیوی کو طلاق دے دیا؟ زکریا عرف ذاکر نے جواب دیا جی ہاں! میں نے طلاق دیا۔ میں نے مرد گواہان سے جو تصدیق کے وقت تھے۔ حلفیہ بیان لیا۔ لہٰذا میں نے تحریری کاغذ لکھ کر دے دیا کہ وقت پر کام آئے۔

صدر و سکریٹری جمعیۃ الانصار، کول فیلڈ، ضلع دھنباد رसूल मीयाँ[۲]
مقام اوپر کلی सरदार

بعینہٖ نقل

دفتر مسجد کمیٹی، چھوٹی مسجد، اوپر کلی، جھریا، ضلع دھنباد
وقف ۱۱۱۳
زیر نگرانی انجمن تنظیم ملت، جھریا

میں عبدالمنان سکریٹری چھوٹی مسجد، اوپر کلی، جھریا، دھنباد، اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ مندرجہ ذیل عورتوں نے میرے سامنے حلفیہ بیان دیا کہ زکریا عرف ذکی نے اپنی بیوی مہر افروز کو تین بار طلاق دیا ہے۔ زکریا نے ہم تمام عورتوں کے سامنے یہ کہا کہ تم لوگ گواہ رہو ہم نے مہر افروز کو طلاق دیا ہم نے، اپنی بیوی کو طلاق دیا، ہم نے اپنی بیوی کو طلاق دیا۔ نام گواہان، (۱) زوجہ ماسٹر محمد ادریس صاحب، اوپر کلی جھریا، (۲) زوجہ محمد عثمان صاحب ساکن مذکور (۳) زوجہ محمد منظور صاحب، (۴) زوجہ محمد چھوٹو صاحب (۵) زوجہ محمد اسماعیل شاہ (۶) زوجہ محمد نو ماسٹر۔ اس کے علاوہ محلّہ کی اور بہت سی عورتیں گواہ

ہیں۔ فقط سکریٹری ۳۰/۱۰/۷۰ء

سوال یہ ہے کہ تحریر شدہ دونوں نقول کی روشنی میں علمائے دین ومفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا صورت میں مہر افروز پر طلاق مغلظہ واقع ہوئی یا نہیں اور مہر افروز بعد عدت کسی دوسرے شخص سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد شہادت حسین انصاری، بھنڈاری ڈیہہ، ڈاک خانہ گریڈیہہ، ضلع ہزاری باغ

۹۲/۸۶ے

الجواب ـــــــــــ وھو الموفق للحق والصواب ـــــــــــ !

صورت مستفسرہ میں ذاکر کے اقرار اور گواہوں کی شہادت کے پیش نظر مہر افروز پر تین طلاقیں مغلظہ بائنہ ہوگئیں اور رشتۂ زوجیت منقطع ہوگیا اور زن وشو میں تعلق باقی نہ رہا۔ بعد انقضائے عدت مہر افروز دوسرے آدمی سے شادی کرسکتی ہے۔ اگر ذاکر، مہر افروز کو پھر اپنی زوجیت میں رکھنا چاہے تو بغیر حلالہ مہر افروز سے نکاح ناجائز ہوگا۔ قرآن حکیم میں ہے: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔ تین طلاقوں کے بعد عدت گزار کر عورت دوسرے مرد سے شادی کرے اور وہ شوہر پھر اسے طلاق دے تو بعد انقضائے عدت شوہر اوّل سے اس کا نکاح صحیح ہوگا۔ وھو اعلم وعلمه جل مجدہ اتم۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۱۲/۸/۷۰ء

استفتاء ۴۴۸

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

زید کا نکاح ہوئے سترہ برس ہوگئے۔ اس دوران طلاق دینے والے نے کبھی بھی ذکر نہیں کیا کہ ''ہم نے طلاق نہیں دی ہے۔'' مگر آج وہ بستی میں یہ کہتے چلتے ہیں کہ ''ہم نے طلاق نہیں دی ہے۔'' کیا ان کا کہنا سچ ہے؟ اگر ہاں! تو سترہ سال سے خاموش کیوں تھے؟ ان کے گھر والے رشتہ داروں کو بھڑکاتے ہیں کہ ''اس کے بچے، بچیاں حرامی ہیں شادی مت کرنا۔'' ان کو یہ بات کہنی چاہیے؟ سترہ سال سے کہاں سوئے تھے کہ آج بیدار ہوئے ہیں۔ کیا ان کا قول وفعل صحیح ہے؟ شریعت سے سوال ہے۔ صحیح معنوں میں ان کا کہنا سچ ہے کہ دشمنی کی بنا پر یہ کہہ رہے ہیں کہ ایسی صورت میں زید کیا کرے؟ بینوا توجروا!

المستفتی: محمد یعقوب علی خاں رضوی، ساری پور، بکسر، ضلع شاہ آباد

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــــــ وھوالموفق للصواب ــــــــــــ

سوال تشریح طلب ہے۔ کسی کو بلا وجہ ذلیل ورسوا کرنا شرعاً ممنوع وحرام ہے۔ کسی غیر شرعی امور کے ارتکاب کا جب تک یقین کامل نہ ہوجائے اس کو مجرم قرار دینا خلاف شرع ہے۔ شک وشبہ کی بنا پر کسی کو مجرم نہیں کہا جاسکتا۔ سوال کا مضمون مجمل ہے۔ اس کی پوری تفصیل خلاصہ طور پر لکھئے۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۶/۱/۷۲ء

استفتاء ۴۴۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید کی ازدواجی زندگی بہت ہی خراب ہے۔ برابر جھگڑا فساد ہوتا ہی رہتا ہے۔ ہندہ تکلیف سہتے سہتے تنگ آگئی۔ دوسال قبل تکلیف کی خبر پاکر ہندہ کے والد اسے اپنے گھر لے آئے اور اس وقت تک ہندہ میکہ ہی میں ہے۔ زید برابر سسرال آتا ہے لیکن اخراجات کے لئے ایک پیسہ بھی ہندہ کو نہیں دیتا ہے۔ حالاں کہ ہندہ کو ایک بچہ پانچ سال کا ہے اور دوسرا بچہ شیر خوار ہے۔ ہندہ نے فضا کو سازگار بنانے کی بہت کوشش کی لیکن سب رائیگاں گئی۔ زید سسرال آکر برابر دھمکی دیتا ہے۔ کبھی دونوں بچوں کو چھین کرلے جانے کا ارادہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ''تم کو بغیر طلاق کے سڑادیں گے۔'' ایک بار بچوں کو چھین کرلے جارہا تھا تو بستی والوں نے کہہ سن کر صلح کرایا۔ کل جب زید اور اس کے والد اور کچھ ان کے ساتھی رخصتی کے لئے آئے تو معاملہ ہی کچھ اور ہوگیا جو لڑکی کے بیان سے ظاہر ہے۔

ہندہ کا بیان پنچوں کے سامنے، خدا کو حاضر وناظر جان کر

ایک بار زید اپنے سسرال آیا اور مباشرت کی خواہش ظاہر کی۔ اس پر ہندہ نے انکار کیا اور کہا کہ ''ابھی دو بچے ہیں اور ایک ہم ہیں۔ تینوں کا خرچ والد صاحب کسی طرح پورا کرتے ہیں۔ خاندان کے افراد زیادہ ہیں۔ اس لئے اکثر فاقہ کشی کی نوبت بھی آجاتی ہے۔ والد صاحب غریب آدمی ہیں۔ نہ زمین ہے نہ دولت ہے۔ ڈھائی سو، پانچ سو روپے سے پرچون کی دوکانداری کرتے ہیں۔ آپ تو ایک پیسہ دیتے نہیں اور نہ ہی کبھی کپڑے دینے کی توفیق ہوئی۔ لہٰذا ایسی نازک اور مجبوری کی حالت میں اگر حمل قرار پاگیا تو آنے والے مہمان کی پرورش وپرداخت کون کرے گا اور اس کا خرچ کہاں سے آئے گا؟ اس لئے یہ کام

ہم سے نہ ہوگا۔" یہ سن کر زید غصہ ہو گیا اور اس نے کہا۔" دیکھو تم کو طلاق دیا، دیکھو تم کو طلاق دیا۔" اس جملہ کو استعمال کئے آج پانچ ماہ کا عرصہ ہو رہا ہے۔ زید سے پوچھا گیا کہ:" یہ بات صحیح ہے یا غلط؟" تو اس نے جواب دیا کہ" آج تک میں نے اس کو طلاق دیا ہی نہیں جہاں کہئے میں قسم کھانے کو تیار ہوں۔" پر کوئی گواہ نہیں ہے کیوں یہ باتیں بند کمرے میں ہوئیں۔ لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس بات کو ثابت کردیں کہ ہندہ پر طلاق ہوئی یا نہیں؟ مکمل و مدلل جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں گے۔ والسلام

نوٹ: دین مہر کا دین دار کون ہے اگر لڑکا ہے تو اگر وہ دینے کو تیار نہ ہو تو کس طرح لیا جائے۔ اگر دونوں بچوں کو مہر کے عرض رکھ لیا جائے تو کیا حرج ہے کیونکہ زید دوسری شادی کرنے کی دھمکی دیتا ہے۔

المستفتی: محمد خلیل الرحمٰن کوثر، مقام وڈاکخانہ: ستبرواں، ضلع پلاموں

۱۵/۱۰/۷۱ء

۹۲/۷۸۶

الجواب ــــــــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب ــــــــــ !

برتقدیر صدق مستفتی صورت مسئولہ میں جب زید طلاق کا منکر ہے اور ہندہ طلاق کی مدعیہ ہے تو ہندہ اپنے دعوے پر گواہ پیش کرے کہ واقعی زید نے طلاق دے دی یا زید قسم کھا کر یہ کہہ دے کہ میں نے طلاق نہیں دی۔ شرعی ضابطہ یہی ہے کہ **البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر** ۔" گواہ مدعی پر لازم ہے اور قسم انکار کرنے والے پر۔" لیکن ہندہ نے جس طرح پنچوں کے سامنے خدا کو سمیع وبصیر سمجھتے ہوئے واقعات کی تفصیل بیان کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندہ نے مجبوری کی بنا پر شوہر کے حکم سے انکار کیا اور شوہر نے طلاق دے دی۔ ہندہ کے بیان کی تصدیق، سوال میں دیئے گئے زید کے حالات واخلاق سے بھی ہوتی ہے کہ اس نے نان ونفقہ نہیں دیا اور برابر شرارت کرتا رہا۔ اس لئے ہندہ اپنے بیان میں سچی معلوم ہوتی ہے لیکن تعجب ہے کہ پانچ ماہ اس واقعہ کو گزر گئے اور ہندہ نے کسی سے نہ بیان کیا، نہ کسی کو علم ہوا۔ بہرحال ہندہ کے بیان کے مطابق طلاق واقع ہو گئی چونکہ یہ واقعات خلوت میں پیش آئے اس لئے شہادت مشکل ہے۔ بچے آٹھ سال کی عمر تک ماں کے ساتھ رہیں گے اور ان کا نان ونفقہ زید کے ذمہ ہوگا۔ دین مہر بھی زید کو ادا کرنا ضروری ہے۔ دین مہر میں بچے کو روک لینا درست نہیں۔ **وھو تعالیٰ اعلم بالصواب!**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۲۴/۱۰/۷۱ء

استفتـــــــاء ۴۵۰

مسئلہ: علمائے دین وشرع متین درج ذیل مسائل میں کیا حکم صادر فرماتے ہیں کہ:

(۱) زید نے اپنی بیوی کو طلاق دے دیا ہے اور پھر اُسے اپنے نکاح میں لینا چاہتا ہے۔

(۲) بیوی نے اپنے خاوند کو مارا ہے اور فحش کلامی بھی کی ہے۔

۸۶/۹۲ ے

الجواب ــــــــــــ وھوالموفق للصواب ــــــــــــ !

طلاق مغلظہ دینے کے بعد زید اپنی بیوی کو نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔ اگر اس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیا ہے تو وہ عورت زید پر حرام ہوگئی۔ اگر زید اس سے پھر شادی کرنا چاہے تو طلاق کی عدت گزار کر عورت کسی دوسرے آدمی سے شادی کرے اور اس سے ہم بستر بھی ہو یعنی وہ مَرد عورت سے صحبت کرے پھر وہ طلاق دے تو پھر طلاق کی عدت گزار کر زید اُس عورت سے شادی کرسکتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور صورت نہیں۔ بیوی نے شوہر کو مارا اور پھر فحش کلامی کیا تو عورت سخت گنہگار اور مستحق عذاب نار ہے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

استفتـــــــاء ۴۵۱

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

مجھ سے اور میرے والد سے جھگڑا ہو رہا تھا۔ میں غصہ میں بے خود ہو گیا تھا۔ معلوم نہیں کہ مَیں نے غصہ میں کیا کہا؟ مجھے ٹھیک سے یاد نہیں۔ غصہ مجھ پر اتنا طاری تھا کہ والد کو مارنے کے لئے بھی تیار ہو گیا تھا۔ یہ معاملہ رفع دفع ہوا تو وہ عورتیں جو ہنگامے کے وقت وہاں موجود تھیں کہنے لگیں کہ "تم نے اپنی بیوی کو تین بار طلاق دے دیا ہے۔" مگر مجھے یاد نہیں کہ میں نے کس طرح طلاق دیا جب کہ مَیں اپنے والد سے ہی مخاطب تھا۔ بیوی سے میری کوئی رنجش بھی نہیں۔ حالانکہ وہ اس حادثہ کے بعد بھی اس گھر کو چھوڑنا گوارا نہیں کرتی۔ اب بتایا جائے کہ شرع متین کی رُو سے، اس معاملہ کا فیصلہ کیا ہوگا۔ بینوا بالکتاب و توجروا۔

المستفتی: محمد مبین الحق، ساکن پوپری، ضلع مظفر پور

۲۷ رشوال المکرم ۱۳۹۲ھ

۹۲/۸۶ھ

الجواب

صورت مستفسرہ میں ایسا غصہ جس میں انسان بالکل فاترالعقل ہو جائے اور اُسے کسی چیز کا ہوش وحواس باقی نہ رہے۔ ایسے حالت شاذ ونادر ہی ہوتی ہے اور الشاذ کالمعدوم کے مطابق سائل کا قول نا قابل توجہ ہے۔مزید برآں جب کہ وہ خود کہہ رہا ہے کہ ''میں اپنے والد کو مارنے کے لئے تیار ہو گیا تھا، لیکن اس سلسلہ میں سائل نے اپنی رفیقۂ حیات کے متعلق کچھ نہیں لکھا کہ ''وہ کیا کہتی ہے؟'' اس نے لفظ طلاق سنا، یا نہیں۔اگر وقوع یا عدم وقوع طلاق کے متعلق زن وشو میں اختلاف ہو تو درّ مختار کی عبارت کے پیش نظر، شوہر اگر عدم طلاق کا مدعی ہے، تو قسم کے ساتھ اس کی بات مان لی جائے گی۔فان اختلفا فی وجود الشرط ای ثبوتہ فیعم العدمی فالقول مع الیمین لانکارہ الطلاق الا اذا برھنت۔بہر حال جب سائل کو خود یاد نہیں اور شاہدین میں مَرد کوئی نہیں صرف عورتیں ہی ہیں تو شہادت بھی ناقص ہی ہے۔لہٰذا قضاء طلاق واقع نہ ہوئی اور دیانۃً اس کا فیصلہ خود سائل ہی کو کرانا ہوگا کہ وہ اپنے قول میں کہاں تک صادق ہے؟ اگر اس نے چند روزہ دنیاوی فائدے کے پیش نظر، غلط بیانی سے کام لیا ہے۔تو خسر الدنیا والآخرۃ کے مطابق دونوں جہاں میں ناکامی ونامرادی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔
وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ۶

۱۰/۱/۷۳ء

استفتاء ۴۵۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ہذا میں:

(۱) زید حالت نشہ میں ہے اسی حالت میں زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ ''تم ہمارے گھر سے نکل جاؤ، تم ہماری بیوی نہیں ہو''۔لہٰذا ہندہ زید کی بیوی رہی یا نہیں؟ بکر کا قول ہے کہ زید پر اس کی بیوی حرام ہو گئی اور زید کی بیوی پر طلاق واقع ہو گئی۔اب شریعت پاک کا کیا حکم ہے؟ از راہِ کرم بیان فرمائیں۔

(۲) بکر بہت جھوٹ بولتا ہے اور غلط سلط حوالہ کتابوں کا دیتا ہے۔اس معاملہ میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ آگاہ فرمائیں۔

المستفتی: جنت حسین خاں، رہور، بکسر، آرہ

۳۰/۴/۷۱ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــــــــ وھوالموفق للصواب ــــــــــــــــ !

(۱) برتقدیر صدق سوال زید کا یہ قول کہ "تم ہمارے گھر سے نکل جاؤ! تم ہماری بیوی نہیں ہو" اس سے طلاق بالکنایہ واقع ہوگی۔ عام طور پر نشہ کی حالت میں جو لوگ اس قسم کے الفاظ استعمال کرتے ہیں اس سے طلاق واقع ہو جاتی ہے اور نشہ کا اعتبار نہیں۔ ہدایہ میں ہے: طلاق السکران واقع عندنا "ہمارے نزدیک نشہ کی طلاق واقع ہے۔" زید نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں وہ طلاق بالکنایہ کے ہیں۔ فالکنایات لاتطلق بھا قضاء الابنیة ۔"طلاق بالکنایہ قضاء بغیر نیت کے واقع نہیں ہوتی۔" طلاق بالکنایہ میں، طالق کی نیت پر طلاق موقوف ہوتی ہے طلاق بالکنایہ کے بہت سے الفاظ ہیں۔ بعض لفظوں سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے اور بعض سے رجعی۔ لہٰذا زید سے اس کی نیت معلوم کی جائے اور بہتر یہ ہے کہ زید تجدید نکاح کرلے۔

(۲) جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے۔ قرآن حکیم نے جھوٹے پر لعنت کی لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰذِبِيۡنَ ۔ "جھوٹوں پر اللہ کی لعنت۔" (ترجمہ کنزالایمان) بکر کو توبہ کرنا چاہیے اور غلط حوالہ کتابوں کے دینے سے پرہیز کرنا چاہیے ورنہ شرعاً وہ سخت مجرم، خطار کار، مستحق عذاب نار ہوگا۔ و ھو اعلم۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۷۱/۵/۱۶ء

استفتاء ۴۵۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس متعلق کہ:

میاں بیوی میں جھگڑا ہو رہا تھا اس پر شوہر نے بیوی کو کہا کہ "تم یہاں سے اپنے میکہ چلی جاؤ، چلی جاؤ، لڑکی نے (دوبارہ پنچایت بیٹھنے سے) قبل جناب شکور صاحب اور جناب سلیمان صاحب کے سامنے کہا کہ "ہم لوگوں میں جھگڑا ہو رہا تھا اس پر میرے شوہر نے کہا: ایک۔ دو پھر کچھ دیر ٹھہر کر کہا کہ تین، تم اپنے میکہ چلی جاؤ۔" جب کہ لڑکے نے کہا کہ "میں نے صرف اپنی بیوی کو کہا کہ تم اپنے گھر چلی جاؤ، میں نے طلاق نہیں دیا ہے۔" دوبارہ پنچایت بیٹھنے پر لڑکی والے کے یہاں سے پنچ آئے۔ لڑکی والے کی طرف سے دو پنچ، لڑکے والے کی طرف سے دو پنچ۔ انہوں نے جب لڑکی سے پوچھا تو اس پر لڑکی نے بیان دیا کہ "میرے شوہر نے ایک، دو، تین کہا اور گھر سے چلے جانے کو کہا" لڑکی نے پنچان سے مزید کہا کہ "اس کی خبر میں نے لڑکے کے دو بھائی مظاہر حسین اور محمد منظور کو کیا" (۱) گواہ مظاہر حسین کا

بیان ''ہم گھر میں سوئے ہوئے تھے جب شور وغل ہوا تو ہم اٹھ کر اس کے نزدیک گئے۔ ہمارے سامنے لڑکے نے کہا تھا کہ ''تم ہمارے گھر سے چلی جاؤ! نہیں تو جواب دے دیں گے'' اس جملہ کو لڑکے نے دوبار کہا۔ اس کے بعد ہم لڑکے کو پکڑ کر باہر لے گئے'' (۲) محمد منظور کا بیان: ''اس وقت میں تالاب میں غسل کر رہا تھا مظاہر حسین نے مجھے جاکر خبر دی تو میں اپنے گھر آیا اور لڑکی سے دریافت کیا تو اس نے جواب دیا کہ ''میرے شوہر نے مجھے ایک، دو، تین طلاق دے دیا ہے۔'' اور لڑکے سے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ ''میں نے طلاق نہیں دیا ہے۔''

المستفتی: سنور محمد، محلہ اگر پور، پوسٹ لال گنج، مظفر پور

۲۶/۵/۷۱ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــــــ وباللہ التوفیـــــــــــــــق!

صورت مذکورہ میں طلاق واقع نہ ہوئی اس لئے کہ لڑکی نے جو بیان عبدالشکور وسلیمان صاحب کے سامنے پہلے دیا وہ یہ کہ میرے شوہر نے ایک، دو پھر کچھ وقفہ کے بعد کہا 'تین' تم اپنے میکہ چلی جاؤ'' اور پنچ کے سامنے جو بیان ہے اس میں طلاق کا لفظ ہے اس لئے بیان میں تضاد ہو گیا۔ علاوہ ازیں جن گواہوں کے نام لڑکی نے پیش کئے ان گواہوں کی شہادت سے بھی طلاق ثابت نہیں ہوتی اور لڑکا برابر طلاق سے انکار کر رہا ہے۔ اس لئے اس سلسلہ میں لڑکے کا قول معتبر سمجھا جائے گا۔ درمختار ہے: فان اختلفافی وجودالشرط" ای ثبوته فیعم العدمی " فالقول له مع الیمین " لانکاره الطلاق" الا اذا برهنت ۔''اختلاف کی صورت میں قسم کے ساتھ شوہر کا قول معتبر ہوگا مگر جب عورت دلیل پیش کرے تو عورت کی بات قابل اعتماد ہوگی۔'' اس لئے کہ البیّنة علی المدعی والیمین علی من انکر. ''گواہی مدعی پر لازم ہے اور قسم انکار کرنے والے پر'' ـــــ لہٰذا سوال کے پیش نظر طلاق نہ ہوئی۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کـــــــــــــــــــــــــتـبـه

۳/۶/۷۱ء

استفتاء ۴۵۴

مسئلہ: مخدومی ومکرمی جناب مفتی صاحب دامت برکاتہم! بعد ہدیہ سلام ورحمت گذارش ہے کہ مندرجہ ذیل امور کا جواب عطا فرما کر ثواب عظیم کے مستحق بنیں۔

(۱) زید نے جھگڑے کے دوران اپنی بیوی کو کچھ عورتوں کے سامنے تین بار طلاق کہہ دیا۔ طلاق کہتے وقت

بیوی صاف لفظوں میں انکار کرتی جاتی تھی کہ میں طلاق نہیں لوں گی۔ طلاق دینے کے بعد زید نے اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑ کر زبردستی گھر سے نکال دیا۔ مجبوراً وہ اپنے میکہ چلی گئی۔ میکہ میں ایک سال رہنے کے بعد پھر وہ زید کے گھر چلی آئی اور وہ رہنا چاہتی ہے اور ساتھ ہی زید بھی اسے رکھنا چاہتا ہے۔ کیا وہ مطلقہ کو رکھ سکتا ہے؟ اگر رکھ سکتا ہے تو کس صورت میں؟ جن عورتوں کے سامنے طلاق دی گئی تھی وہ گواہی دینے کے لئے جمع نہیں ہوئی تھیں بلکہ جھگڑے کی آواز سن کر جمع ہوئی تھیں۔ مندرجہ بالا سطور کو مدنظر رکھتے ہوئے بتلائیں کہ کون سی جائز صورت ہے؟ آپ کی نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد عباس انصاری، ڈاکخانہ مدھوپور، سنتھال پرگنہ

۸۶/۹۲ے

الجواب ـــــــــــــــ بعون الملک الوهاب ـــــــــــــــ!

صورت مذکورہ میں زید کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور وہ زید کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ اب زید کے لئے کسی طرح حلال نہ ہوگی۔ اگر زید اسے اپنے پاس رکھے گا تو ناجائز وحرام ہوگا اور دونوں گنہگار۔ قرآن میں ہے: **فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ**۔ ''پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔'' زید اگر اسے رکھنا ہی چاہتا ہے تو وہ عورت بعد عدت کسی مرد سے نکاح صحیح کرے اور بعد مجامعت وہ مرد اسے طلاق دے دے تو پھر عدت گزار کر زید سے اس کی شادی ہوسکتی ہے۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۳۰/۵/۷۶ء

استفتاء ۴۵۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید کی منکوحہ ہندہ، زن وشو میں شکر رنجی ہوجانے کے باعث اپنے میکے چلی گئی۔ ہندہ کے باپ نے یہ سوچ کر کہ زید کے ساتھ اس کا گزارہ نہیں ہوسکتا کیونکہ زید پیدائشی طور پر بہت ہی کم عقل اور آزاد مزاج ہے۔ اسے اپنے گھر بلا کر ہندہ کو طلاق دینے کو کہا۔ زید نے طلاق دینے سے انکار کیا اس پر ہندہ کے میکہ والوں نے ایک کاغذ پر تین طلاق کا مضمون لکھا اور زید سے زبردستی اس پر انگوٹھے کا نشان لے لیا۔ نیز زبان سے تین طلاق کہلوانے کی کوشش کی۔ مگر چونکہ زید کم عقل ہے اور کم عقل ہونے کے ساتھ ساتھ اس

کی زبان میں لکنت اتنی زیادہ ہے کہ وہ زبان سے صاف ادا نہ کرسکا بلکہ تین انگلی دکھا کر تین طلاق کا اقرار کیا۔ صورت مذکورہ میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ ہندہ کو طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوگئی تو پھر دونوں کو ملانے کی کیا صورت ہے؟ یہاں یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ طلاق کے اس واقعہ کو گزرے ہوئے قریب چار ماہ کا عرصہ ہوا اور ہندہ قریب قریب اتنی ہی مدت کی حاملہ بھی ہے۔ جواب صاف صاف تحریر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: سلامت میاں

۸۶/۹۲ھ

الجواب ــــــــــ وباللہ التوفیــــــــــق!

برتقدیر صدق مستفتی اگر زید سفیہہ اور کم عقل ہے اور ساتھ ہی اس کی زبان میں، اتنی زیادہ لکنت ہے کہ الفاظ صاف ادا کرنے پر قادر نہیں تو پھر طلاق دینے سے انکار اس نے زبان سے کیا یا اشارے سے؟ اور جہاں تک زبردستی انگوٹھے کا نشان لینے کا سوال ہے تو اس کے ساتھ کس طور پر اکراہ وزبردستی کی گئی اور جب جبراً نشان انگوٹھا لیا گیا تو پھر اس نے انگلیوں کے اشارے سے طلاق کا اقرار کیا۔ لہٰذا جہاں تک اکراہ کا سوال ہے۔ اگر اکراہ ملجی تھا۔ یعنی طلاق نہ دینے کی صورت میں اگر زید کو مار ڈالنے یا کسی عضو کو کاٹ ڈالنے یا ضرب شدید کا یقین تھا تو ایسی حالت میں طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر ان باتوں کا یقین نہ تھا بلکہ صرف احتمال تھا تو طلاق واقع ہوجائے گی۔ درمختار میں ہے: **ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبدا او مکرھا او ھازلا او سفیھا** یعنی ہر عاقل، بالغ شوہر کی طلاق واقع ہوجاتی ہے اگرچہ شوہر غلام ہو یا زبردستی کیا گیا ہو یا خوش طبعی ومذاق کے طور پر کہا یا شوہر کم عقل ہو۔ اسی میں آگے لکھا ہے: ''لو اخرس'' یعنی گونگے کی طلاق بھی واقع ہوجاتی ہے **باشارته المعهودة فانها تکون کعبارة الناطق استحسانا** یعنی گونگے کی طلاق اشارۂ معلومہ سے ہوجائے گی اس لئے کہ اس کا اشارہ استحساناً ناطق کے بیان کے برابر ہے۔ قدوری میں ہے: **ویقع طلاق الاخرس بالاشارۃ۔** ''اور گونگے کی طلاق اس کے اشارہ سے واقع ہوگی۔'' لہٰذا اگر وہ ''طلاق'' بولنے پر قادر نہ تھا اور مفہوم طلاق کو سمجھتے ہوئے اس نے انگلیوں کے اشارے سے طلاق دیا اور دلالت حال بھی اس کے اقرار کی مؤید تھی تو طلاق واقع ہوجائے گی اور تین انگلیوں سے تین طلاق کا اشارہ ثابت ہونے کے بعد، طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ لہٰذا ایسی صورت میں بغیر حلالہ زید ہندہ کو اپنی زوجیت میں نہیں رکھ سکتا ہے۔ ہندہ چونکہ حاملہ ہے اس لئے حلالہ بعد وضع حمل ہی ہوسکے گا اور تا وضع حمل اس کا نان ونفقہ زید کے ذمہ واجب الادا ہوگا۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۸ مارچ ۱۹۷۱ء

استفتاء ۴۵۶

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ
زید کی شادی آج سے سات آٹھ سال قبل ہوئی تھی۔لڑکی اس وقت نابالغہ تھی۔لڑکا دو ایک بار اپنی سسرال آیا اور لڑکی کو رخصت کرا کر لے گیا اور اس کے ساتھ بدسلوکی کی۔مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا۔ لڑکی اپنے میکہ چلی آئی۔پانچ چھ ماہ بعد پھر لڑکا سسرال آیا اور رخصتی کے لئے کہا تو لڑکی والے نے محلّہ کے لوگوں کو جمع کر کے لڑکے کو سمجھایا کہ لڑکی ابھی نابالغہ ہے گھبراتی ہے۔چار چھ ماہ بعد آپ کو لڑکی رخصت کردیں گے۔لڑکے نے نہیں مانا اور جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے ان لوگوں کے سامنے لڑکے نے اپنی بیوی کو تینوں طلاق دے دیا۔موجودہ لوگوں نے لڑکے کو بہت روکا اور سمجھایا پھر دوبارہ لڑکے نے موجودہ آدمی کے سامنے اپنی بیوی کو تینوں طلاق دیا اور اٹھ کر اپنے گھر چلا گیا۔کچھ دیر کے بعد محلّہ والوں کو اور لڑکے کے گارجین کو بھی معلوم ہوا تو سب لوگ جمع ہو کر لڑکے سے پوچھے کہ کیا یہ صحیح بات ہے کہ تم نے اپنی بیوی کو تینوں طلاق دے دیا؟ لڑکے نے کہا بالکل صحیح بات ہے کہ ہم نے اپنی بیوی کو تینوں طلاق دے دیا۔طلاق دیئے ہوئے قریب چھ سات مہینے ہو گئے۔اب لڑکے کے گارجین دوبارہ اصرار کرتے ہیں کہ لڑکی کو کسی طرح سمجھا بجھا کر رخصت کر دیجئے اور آپ حضور پر بات ختم ہے کہ جو آپ فرمائیں گے وہی یہ ناچیز کرے گا۔

المستفتی: امین الدین، شاہ گنج، مرکچو، ضلع ہزاری باغ
۱۱-۳-۷۶ء

۹۲/۸۶۷

الجواب ــــــ بعون الملک الوھّاب ــــــ!

صورت مذکورہ میں زید کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور وہ زید کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔اب بغیر حلالہ وہ عورت زید کے لئے حلال نہ ہوگی۔حلالہ کی صورت یہ ہے کہ اگر وہ عورت بالغہ ہے تو تین ماہ عدت طلاق گزار کر دوسرے مرد سے نکاح کرے اور وہ دوسرا شوہر بعد مجامعت اسے طلاق دے دے تو پھر عدت گزار کر پہلا شوہر اس سے نکاح کر سکتا ہے۔لڑکے کے گارجین کو لڑکی کی رخصتی کے لئے اصرار کرنا شرعاً ناجائز و گناہ ہے۔ **وھو تعالیٰ اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ
۱-۴-۷۶ء

استفتاء ۴۵۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ہذا میں:
زید وہندہ دونوں کی شادی طرفین کے ولی کی اجازت سے ہوئی اس لئے کہ زید وہندہ دونوں نابالغ تھے۔ چند ماہ کے بعد والد کے دباؤ ڈالنے پر زید نے ہندہ کو طلاق مغلظہ دے دیا۔ زید اب تک نابالغ ہے۔ ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ جواب باصواب سے نوازیں۔
المستفتی: خلیل احمد، مقام وپوسٹ: گڈا، ضلع دمکا، (سنتھال پرگنہ)

۷۸۲/۹۲

الجواب ــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــ!
بصورت مذکورہ چونکہ زید نابالغ ہے اس لئے اُس کے طلاق دینے سے ہندہ پر طلاق واقع نہ ہوگی، درمختار میں ہے: ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل یعنی ہر عاقل بالغ شوہر کی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ زید بالغ نہیں اس لئے اُسے طلاق کا حق حاصل نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۱۶/۱۰/۷۳ء

استفتاء ۴۵۸

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
بی بی اختری بنت رحمت علی شاہ کی شادی بابو خلیل احمد ابن اسحاق شاہ سے بچپن میں ہوئی تھی۔ بچہ ابھی بہت نابالغ ہے اور لڑکی پوری بالغ جوان ہوچکی ہے۔ لہٰذا میں نے اسحاق شاہ سے اپنی لڑکی کا "طلاق نامہ" چاہا تو اُنہوں نے صاف صاف انکار کردیا کہ جب تک لڑکا بڑا ہوکر بالغ نہیں ہوجاتا۔ اُس وقت تک بغیر اس کی رائے کے میں طلاق نہیں دے سکتا۔ لڑکے کے بالغ ہونے میں ابھی قریب آٹھ سال باقی ہیں۔ جب کہ لڑکی لگ بھگ دو تین سال پہلے ہی سے بالغ جوان ہوچکی ہے۔ لہٰذا اس معاملہ میں معقول فیصلہ صادر فرمایا جائے۔ فقط والسلام
المستفتی: رحمت علی شاہ، مقام مرکچو، پوسٹ: مرکچو، ضلع ہزاری باغ

۸۶/۹۲ھ

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ !

صورت مسئولہ میں رحمت علی شاہ نے سخت نادانی کی کہ بالکل ہی بچپن میں شادی کردی اگر ابھی لڑکے کو بالغ ہونے میں آٹھ سال کی مدت لگے گی تو کیا آپ نے چار پانچ سال کے بچے سے شادی کردی تھی؟ اب بچہ جب تک بالغ نہیں ہوجاتا۔ فیصلہ نہیں ہوسکتا۔ نابالغ لڑکا مکلف نہیں کہ اُس پر شرعی قانون نافذ کیا جائے۔ اگر نابالغ طلاق بھی دے دے تو طلاق نہ ہوگی۔ لہٰذا لڑکے کے بالغ ہونے کا انتظار کریں۔ **وھو تعالیٰ اعلم!**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ٦
کتبہ

۱۴/۵/۷۳ء

استفتاء [۴۵۹]

مسئلہ :محترمی! تسلیم! میں لڑکی کا باپ ہوں۔ میری صرف ایک ہی لڑکی ہے۔ میری لڑکی کی شادی ہوئی جب کہ وہ بالکل ہی چھوٹی تھی۔ نابالغ تھی اور بول بھی نہیں سکتی تھی۔ اس وقت طے ہوا تھا کہ لڑکا میرے یہاں رہے گا۔ ابھی لڑکی چودہ سال کی ہوگئی ہے۔ لڑکے کا باپ لڑکی کو لے جانا چاہتا ہے۔ اور یہ کہ میں لڑکے کے نام سمپتی لکھ دوں۔ جب میں نے انکار کیا اور طے شدہ بات کو کہا تو لوگ میرے خلاف ہوگئے اور کہتے ہیں کہ دو روز کے لئے لڑکی کو لے جا کر پھر طلاق دے دوں گا۔ تھانیدار سے بھی ان لوگوں کا بہت اچھا رسوخ ہے۔ ایک سال قبل گھر پر آ کر لڑکا کہہ گیا ہے کہ ”طلاق دیتا ہوں“۔ اس وقت میں نے کچھ خیال نہ کیا۔ پھر چھ ماہ پہلے لڑکا پانچ آدمی کے سامنے ”طلاق دیتا ہوں“ کہہ گیا ہے۔ آپ جواب دیں کہ لڑکی نابالغ ہو تو نکاح جائز ہے یا نہیں؟ لڑکا پانچ آدمی کے سامنے کہہ گیا ہے تو طلاق ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: حنیف میاں، جنتا بائیکل اسٹور، مین روڈ، گریڈیہہ
۲۵/جنوری ۱۷۳ء

۸۶/۹۲ھ

الجواب ـــــــــــــــ وباللہ التوفیـــــــــــــــق !

صورت مسئولہ میں والد نے اگر اپنی نابالغ بچی کا نکاح کردیا تو شرعاً نکاح جائز و درست ہوگیا۔ بعد نکاح لڑکے کے والد کا یہ کہنا کہ کل جائیداد و دولت لکھ دو، ناجائز و شرعاً گناہ کی بات ہے اور دو چار دن رکھ کر پھر طلاق دے دینے کا خیال قطعی ناجائز و حرام۔ لڑکے کا ایک سال قبل پھر دوبارہ پانچ آدمیوں کے سامنے یہ کہنا کہ ”طلاق دیتا ہوں“ اگر یہ الفاظ اس نے اپنی بیوی سے متعلق کہے تو اس سے طلاق واقع ہوگئی۔ اگر اس کے بعد عدت کے اندر لڑکے نے رجوع نہیں کیا ہے تو بغیر تجدید نکاح لڑکی اس کے لئے

جائز وحلال نہیں۔ ایسی صورت میں لڑکی کو دوسری شادی کرنے کا حق حاصل ہے۔ وھو اعلم بالصواب

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ۶

۲۸/۱/۱۷ء

استفتاء ۴۶۰

مسئلہ: قابل احترام جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گزارش ہے کہ ایک سوال خدمت عالی میں حاضر ہے۔ مذہب حنیفہ پر جواب تحریر فرمائیں۔ جوابی لفافہ بھی حاضر خدمت ہے۔

زید کہتا ہے کہ "میں نے اپنی بیوی کو دادی اور والدہ کے سامنے کہا کہ "تمہاری پوتی کو طلاق دیا، طلاق دیا، طلاق دیا" اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ آج سے وہ میری بہن اور ہم اس کے بھائی۔" ہماری بیوی اس وقت وہاں موجود نہیں تھی۔ سینکڑوں میل دُور تھی۔ ازروئے شریعت اس کا کیا حکم ہے؟ برائے مہربانی واپسی ڈاک سے جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ فقط والسلام

۹۲/۸۶ے

الجواب ــــــــــ وھوالموفق للصواب ــــــــــ!

صورت مذکورہ میں جب کہ زید خود اقرار کرتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو والدہ اور دادی کے سامنے تین بار طلاق دیا تو اگر چہ بیوی موجود نہ تھی مگر طلاق واقع ہوگئی۔ بیوی کی عدم موجودگی مانع طلاق نہیں۔ لہٰذا زید کی بیوی مطلقہ بہ طلاقِ بائن ہو کر زید کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ اب وہ بغیر حلالہ زید کے لئے حلال نہیں۔ قرآن حکیم میں ہے: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ۔ "پھر اگر اسے تیسری طلاق دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔" (ترجمہ کنزالایمان) وَهُوَ تَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ جَلَّ مَجْدُهٗ اَتَمُّ۔

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ۶

۲۴/۲/۱۷ء

استفتاء ۴۶۱

مسئلہ: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
زید نے اپنی بیوی ہندہ کو جب کہ وہ میکہ میں تھی۔شکررنجی کی وجہ سے لکھا کہ ''میں تمہیں طلاق دینا چاہتاہوں تمہیں منظور ہے۔'' اور ایک خط ہندہ کے سرپرست کو بھی لکھا کہ ''ابھی وقت نہیں ہے (ہندہ حاملہ تھی) وقت آنے پر فیصلہ کردوں گا جس کا نام ہے (طلاق)۔'' جواب آتا ہے ''منظور ہے۔'' صورت بالا میں ازروئے شرع طلاق ہوئی؟

المستفتی: عبدالحکیم، رحمت نگر، پوسٹ، برنپور، بردوان
۲۹/۷/۷۲ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ !
صورت مذکورہ میں طلاق واقع نہ ہوئی اور نہ ہندہ زید کی زوجیت سے خارج ہوئی اس لئے کہ زید نے طلاق کو آئندہ پر معلق رکھا ہے''میں تجھے طلاق دینا چاہتا ہوں۔''یا وقت آنے پر فیصلہ کردوں گا۔لہٰذا ہندہ زید کی زوجیت (میں) علی حالہ باقی ہے۔وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ
۳۱/۷/۷۲ء

استفتاء ۴۶۲

مسئلہ: کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:
جب ہم کھلیان سے آئے تو اماں اور اس کے درمیان بات ہورہی تھی تو ہم نے منع کیا کہ ''چپ رہو'' تو اس نے کہا کہ ''سب بولا ہے، طعنہ۔'' تو پھر ہم نے بگڑ کر کہا کہ ''لاٹ صاحب کی بچہ ہے تم؟ چُپ نہیں رہے گی ہم طلاق دے دیں گے۔'' تو اس نے کہا کہ ''دے دیجئے، دے دیجئے نا۔'' تو ہم نے کہا کہ ''ایک طلاق، دو طلاق کرکے دے دیں گے اور جاؤ یہاں سے۔'' اتنے میں اماں ہاتھ پکڑ کے دھکا دینے لگی اور راجہ ڈیہہ والی نالی پر سے اُٹھی اور کہنے لگی۔ ''ہو پھولو، ہو پھولو۔'' اور منہ پر ایک چپت بھی مارا اِسی دوران ہم ''دے دیں گے، دے دیں گے'' کہتے ہوئے باہر چلے گئے۔ہم کو شرکی وجہ سے خیال نہیں رہا

کہ طلاق کا لفظ کتنی بار کہا۔ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

۸۶/۹۲ھ

الجواب

صورت مسئولہ میں اگر سائل نے اپنی زوجہ سے کہا کہ "ایک طلاق، دو طلاق کر کے دے دیں گے۔" تو صرف اس جملہ سے طلاق واقع نہ ہوگی اس لئے کہ صیغۂ ماضی یا حال سے طلاق واقع ہوتی ہے۔ صیغۂ مستقبل سے نہیں۔ **وھو تعالیٰ اعلم!**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۴/۱/۷۳ء

استفتاء ۴۶۳

مسئلہ: محترمی و مکرمی جناب مفتی صاحب، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ——— **بعد از سلام مسنون**
گزارش ہے کہ ٹیکی کولیری میں ایک شخص ہیں غیور علی، ولد حافظ علی، جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اُنہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ ٹیکی کولیری کی مقامی انجمن "انجمن اصلاح المسلمین" نے اس کی تفتیش کا کام اپنے ذمہ لیا ہے اور اپنے کچھ ارکان کو، جن میں انجمن ہذا کے سکریٹری مولانا بخش صاحب کی قیادت میں عزیز احمد صاحب اور محمد حنیف صاحب شامل ہیں، یہ کام سونپا ہے۔ مذکورہ حضرات نے ان لوگوں کے بیانات لئے، جو اس معاملہ میں کچھ بھی معلومات رکھتے تھے۔ یہ بیان مندرجہ ذیل ہے:

غیور علی کا بیان ہے کہ انہوں نے کیا کہا اور کیا نہیں کہا، اس کا ان کو ہوش نہیں ہے کیوں کہ وہ تاڑی پیکر نشہ میں تھے۔ مگر اس کے بعد بھی غیور علی نے کئی لوگوں کے سامنے کہا کہ "انہوں نے بیوی کو طلاق دے دی ہے۔"

غیور علی کی بیوی کا بیان ہے کہ غیور علی نے ان کے سامنے کچھ نہیں کہا اور نہ اُس لڑکی نے غیور علی کی زبان سے طلاق کے متعلق کچھ سنا ہے۔

غیور علی کی ماں کا بیان ہے کہ غیور علی نے طلاق کا لفظ اُن کے سامنے نہیں نکالا ہے، لیکن اتنا کہا ہے کہ "تم ماں، میں بیٹا" مگر کئی لوگوں کے سامنے جن میں انجمن کے سکریٹری جناب مولانا بخش صاحب، جناب حنیف صاحب، جناب کلیم صاحب اور ان کی بیوی شامل ہیں کہا ہے کہ "غیور علی نے اپنی بیوی کو "طلاق" دے دی ہے۔" اور انجمن کو جو درخواست لکھ کر دیا ہے۔ اس میں بھی غیور علی کی ماں نے لکھا ہے کہ "غیور علی نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے۔"

غیور علی کے چچا کا بیان ہے جب ان کو ان باتوں کا علم ہوا تو انہوں نے غیور علی کو بلایا اور پوچھا کہ "یہ سب کیا سن رہا ہوں اور یہ سب کیا ہو رہا ہے؟" تو غیور علی غصہ میں یہ کہتے ہوئے اُٹھ کر چل دیئے کہ "آپ گارجین ہیں جا کر لڑکی کو لے آئیں میں نے لڑکی کو طلاق دے دی ہے۔"

مندرجہ بالا بیانات کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن وحدیث کی روشنی میں فیصلہ صادر کریں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ امید ہے کہ جلد از جلد جواب سے نوازیں گے۔ سر دست انجمن نے غیور علی کو بیوی سے الگ رہنے کی تلقین کر دی ہے۔ بینوا توجروا!۔

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــ اللّٰهم هداية الحق والصواب ـــــــــ !

صورت مستفسرہ میں خود غیور علی اور شاہدین کی شہادت سے طلاق دینا ثابت ہے۔ غیور علی کا بیان ہے کہ "نشہ میں اُس نے کیا کہا؟ اس کا اُسے ہوش نہیں یہ قول نا قابل اعتماد ہے۔ درّ مختار میں ہے: **ویقع الطلاق کل زوج بالغ عاقل، ولو تقديرا كذافي البدائع ليدخل السكران، ولو عبداً اومكرهاً اوهازلا اوسفيهاً اوسكراناً** یعنی ہر عاقل، بالغ شوہر کی طلاق واقع ہو جاتی ہے "تقدیراً" کی قید اس لئے لگا دی کہ مست بھی اس میں شامل ہے یعنی نشہ اور عقل میں تباین نہیں ہے۔ اگرچہ شوہر غلام ہو یا مکرہ ہو یا خوش طبعی سے کہا ہو یا خفیف العقل ہو یا مست ہو یعنی نشہ میں ہو علاوہ ازیں اپنے چچا کو غیور علی نے جو جواب دیا ان تمام صورتوں میں اقرار بالطلاق ثابت ہے۔ لہٰذا غیور علی کی بیوی پر طلاق واقع ہو گئی۔ اگر اس نے تین بار لفظ "طلاق" استعمال کیا تو رشتہ زوجیت ختم ہو گیا اور بغیر حلالہ غیور علی اسے اپنی زوجیت میں نہیں رکھ سکتا۔ **وھو تعالیٰ اعلم وعلمهٗ جل مجدهٗ اتم۔**

کتبہ

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

استفتاء ۴۶۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین درج ذیل مسئلہ میں کہ:

مقابل حسین اپنی بہن کے یہاں تین دن رہا۔ تین دن کے بعد مکان آیا اس کے بعد صبح ہو کر کام کرنے کو چلا گیا پھر دوستوں کے ساتھ پکنک پر چلا گیا۔ وہ چار بجے شام کو لوٹ آیا۔ بات یہ ہے کہ بیوی نے اس کو پکنک پر جانے سے روکا تھا مگر مقابل حسین نے نہیں مانا۔ اسی جلن کی وجہ سے اس کی بیوی نے کھانا نہیں بنایا اور صبح کو مقابل حسین نے ناشتہ مانگا تھا اس وقت بھی بیوی نے ناشتہ نہیں دیا۔ اسی غصہ کی

حالت میں مقابل حسین نے جھگڑا کیا، مارا، پیٹا اور گھر میں تالا بند کر کے کام پر چلا گیا اور کنجی بھی ساتھ لیتا گیا۔ لوگوں نے کہا کہ کنجی بیوی کو دے دو تو شوہر مان گیا۔ بیوی کو کنجی دینے آیا مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ "تمہارے گھر میں رکھا ہی کیا ہے جو میں کنجی لوں۔ بہتر یہ ہے کہ تم مجھے طلاق دے دو" مقابل حسین نے تین طلاق دے دیا۔ پھر تین طلاق دیا۔ پھر تین طلاق دیا۔ مقابل حسین کو طلاق دینے کا ارادہ نہیں تھا کہہ رہا تھا کہ "کوئی راضی خوشی سے طلاق نہیں دے رہا ہوں۔" مگر تین آدمی کی موجودگی میں، تین دفعہ، تین تین طلاق دیا۔ علمائے دین صاف صاف تحریر فرمائیں کہ اس کی طلاق ہوئی یا نہیں؟ کتاب وسنت کے مطابق جواب دیں۔ حدیث کا نام مع صفحہ نمبر تحریر فرمادیں۔ رجسٹری خرچ روانہ کر رہا ہوں اور آپ کے جواب کا منتظر ہوں۔ والسلام

۹۲/۸۶ء

الجواب ـــــــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب ـــــــــ !

صورت مسئولہ میں مقابل حسین کے تین بار طلاق دینے پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور وہ اپنے شوہر کی زوجیت سے خارج ہوگئی اور دونوں میں اب کوئی رشتہ وتعلق باقی نہیں رہا۔ قرآن حکیم میں ہے: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ ۔ "پھر اگر اسے تیسری طلاق دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔" (ترجمہ کنزالایمان)
اگر مقابل حسین پھر اُسے اپنی زوجیت میں لانا چاہتا ہے تو اس کے لئے حلالہ شرط ہے۔ بغیر حلالہ وہ عورت اپنے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوسکتی۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۱۴/۲/۸۳ء

استفتاء ۴۶۵

مسئلہ: بحضور جناب مفتی صاحب، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

جناب عالی! خدمت عالی میں گزارش ہے کہ مَیں نے اپنی اہلیہ کی گستاخانہ حرکتوں سے غصہ میں بیتاب ہو کر ایک جملہ صرف ایک ہی بار اس طور پر کہہ ڈالا کہ "میں تمہیں تین طلاق دے دوں گا" لیکن میری اہلیہ نے لوگوں میں اس جملہ کو الٹ دیا اور یوں کہہ دیا کہ "انہوں نے مجھ کو ایک بار اس طرح کہہ دیا کہ میں نے تم کو تین طلاق دے دیا۔" لہٰذا التجا ہے کہ میرے بولے ہوئے جملے اور میری اہلیہ کے مشتہر کردہ جملے پر غور فرما کر بتائیں کہ شرعی حکم میرے لئے کیا ہے؟ اس سے احقر کو جلد از جلد مطلع فرما کر ممنون ومشکور

فرمانے کی زحمت گوارہ فرمائی جائے۔

المستفتی: محمد عبدالمنان، معرفت مولوی محمد یٰسین، محلہ چوابا غ، ڈاک خانہ وضلع مونگیر، بہار

۸۶/۹۲ھ

الجواب ــــــــ وباللہ التوفیق ــــــــ

صورت مستفسرہ میں جب کہ زن وشو میں وقوع اور عدم وقوع طلاق کے متعلق اختلاف ہو تو شرعی ضابطہ واصول کے مطابق البینة علی المدعی و الیمین علی من انکر۔ مدعی کو اپنے دعوے کی تائید وتصدیق کے لئے دلائل وشواہد پیش کرنا ہوگا اور منکر کو قسم کھانی ہوگی۔ سوال میں شوہر نے جس جملہ کا اقرار کیا ہے۔ اس سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ اس لئے کہ اس سے صرف ارادۂ طلاق کا اظہار ہوتا ہے جس کا تعلق مستقبل سے ہے اور بیوی نے جن لفظوں سے طلاق کا اعلان واقرار کیا ہے اس سے طلاق بائن واقع ہوگی۔ لہٰذا اختلاف دور کرنے کی صورت یہ ہے کہ فان اختلف فی وجود الشرط ای ثبوته فیعم العدمی فالقول له مع الیمین لانکاره الطلاق الا اذا برهنت۔ (درمختار) یعنی طلاق سے انکار کی صورت میں شوہر کی بات قسم کے ساتھ تسلیم کی جائے گی لیکن عورت اگر اپنے دعوے پر دلیل وشہادت پیش کرے گی تو عورت کی بات قابل قبول ہوگی۔ اب سائل خود ہی دیانۃً فیصلہ کرے کہ جو کچھ وہ کہہ رہا ہے وہ حقیقت ہے اور اسے اپنے حافظہ پر پورا اعتماد ہے تو اس کی رفیقۂ حیات زوجیت سے خارج نہ ہوگی اور اگر فریق ثانی اپنے دعویٰ میں حق بجانب ہے تو شوہر ہرگز ایسی جسارت خلاف شرع نہ کرے کہ پھر اُسے اپنی زوجیت میں رکھ کر ارتکاب معصیت کرے۔ وھو تعالیٰ اعلم وعلمہٗ جل مجدہٗ اتم۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۲۸/۱۰/۷۲ء

استفتاء ۴۶۶

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

عبدالرحمٰن نے اپنی زوجہ زیتون کو تین دفعہ "طلاق، طلاق، طلاق" کہا مگر اس میں یہ بات بتائی جاتی ہے کہ عبدالرحمٰن نے جو خبر "طلاق" کا لفظ استعمال کیا وہ اس طرح کہ کچھ طبیعت میں خلل واقع ہو گیا تھا۔ اس پر کچھ کروا دیا گیا ہے اور اس کی ہم نے پوری تحقیق کی ہے۔ یہ ہم آپ کو پورے اعتماد کے ساتھ تحریر کرتے ہیں اور ہم از روئے ایمان کہتے ہیں اور عبدالرحمٰن کا کہنا ہے کہ طلاق دینے کے بعد مجھے بالکل معلوم نہیں کہ میں نے کیا کہا؟ بعد میں مجھے پتہ چلا اور عبدالرحمٰن کی بیوی حمل سے ہے۔ لہٰذا براہ کرم حدیث کی روشنی

میں جواس کا جواب ہوتحریر فرمائیں۔عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: خیرادی عبدالرحمٰن ولداحمد جی، محلّہ خیرادیان، پالی، مارواڑ

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــــــــ وھوالموفق للصواب ــــــــــــــ!

صورت مذکورہ میں اگر عبدالرحمٰن نے اپنی بیوی کوصرف ''طلاق، طلاق'' کہا اوراس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ہاں!اگر بیوی کومخاطب کرکے کہا کہ تم کوتین طلاق دیا یادیتا ہوں تو اس طرح کہنے سے طلاق مغلظہ ہوجائے گی اور بغیر حلالہ عبدالرحمٰن اپنی بیوی کونہیں رکھ سکتا۔اگر دماغی خلل کی بناپرطلاق دیا تو پھر بعد میں اسے کس طرح معلوم ہوا کہ میں نے طلاق دے دی ہے۔لہٰذا یہ عذر نا قابل توجہ ہے۔اکثر طلاق دینے کے بعد اس کو جائز کرنے کے لئے لوگ حیلہ بہانہ تلاش کرتے ہیں۔لہٰذا اگر عبدالرحمٰن نے واضح طور پر یہ کہا کہ ہم نے تم کوتین طلاق دی تو ایسا کہنے سے اس کی بیوی زوجیت سے خارج ہوگئی۔

وھوتعالیٰ اعلم۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

استفتاء ۴۶۷

مسئلہ: منتظم کارادارہ دارالاشاعت وعلمائے دین مدظلہم العالیہ!

عرض ہے کہ زید کا اپنی بیوی سے جھگڑا ہوا۔زید نے بیوی کو مارپیٹ کر بیہوش کردیا اور غصہ کی حالت میں زید نے اپنی بیوی کے لئے کچھ لوگوں کے سامنے طلاق کا لفظ نکالا۔یعنی تین بار سے زائد طلاق کا لفظ نکالا۔زید کی عمر اسّی کے قریب ہے اور زید کی بیوی کی عمر ساٹھ سال ہے۔زید کی دو بیوی ہے۔پہلی بیوی سے دولڑکے ہیں اور بعد والی سے ایک لڑکی ہے۔زید نے اسی پچھلی بیوی کو طلاق دی ہے جس کی ایک لڑکی ہے۔جب لوگوں کو معلوم ہوا تو زید سے پوچھا گیا۔زید نے کہا کہ ہاں! ہم نے اس طرح طلاق کا لفظ نکالا ہے یعنی ''طلاق دیا۔دیا۔دیا'' لیکن گواہوں کی زبانی معلوم ہوا کہ زید نے طلاق کا لفظ تین سے زائد مرتبہ نکالا ہے۔زید کے گھر میں کچھ دن بیوی رہی اور بعد میں وہ اپنی لڑکی کے گھر چلی گئی تو اب زید کی خواہش ہے کہ میں اپنی بیوی کو اپنے گھر لے آؤں جب کہ زید کی نفسانی خواہشات مطلق نہیں ہے۔

اس میں شرعی مسئلہ کیا ہے؟ علماء دین کیا فرماتے ہیں؟ فقط والسلام

المستفتی: مولوی عبدالرحمٰن کیراف سخاوت حسن صاحب، مڈل اسکول نبی نگر، پوسٹ نبی نگر، ضلع گیا

۳۱/۷/۱۷ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــــــــــــ وھوالموفق للصواب ــــــــــــــــــــ!

برتقدیر صدق سوال اگر زید نے تین بار یا اس سے زیادہ بار لفظ "طلاق" استعمال کیا تو اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور وہ زید کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ زید اس کو اپنی زوجیت میں نہیں لاسکتا۔ قرآن حکیم میں ہے: فَـاِنْ طَـلَّقَهَا فَلاَ تَحِلُّ لَهُ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ۔ "پھر اگر اسے تیسری طلاق دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔" (ترجمہ کنزالایمان) اور زید کے قول کے مطابق جیسا کہ اس نے کہا کہ "طلاق دیا۔ دیا۔ دیا" اس طرح کہنے سے ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور لفظ "دیا" کی تکرار طلاق کی تاکید ہوگی نہ کہ تعدد طلاق کی۔ اور طلاق عدد کے مطابق واقع ہوتی ہے جو عدد کے ساتھ بولا جائے۔ درمختار میں ہے: والـطـلاق يقع بعدد قرن به عند ذكر العدد. "ذکر عدد کے وقت جو تعداد طلاق بولی جائے اتنی ہی طلاق واقع ہوگی۔" لہٰذا ایسی صورت میں، جب کہ زید کے قول کے مطابق ایک ہی طلاق ہوئی اور گواہوں نے تین یا اس سے زیادہ طلاق دینے کی شہادت دی تو اصول شرع کے مطابق البينة على المدعى واليمين على من انكر ۔ "گواہی مدعی پر لازم ہے اور قسم انکار کرنے والے پر۔" زید قسم کھا کر اپنے دعوے کو ثابت کرے اس لئے کہ زید منکر ہے اور اگر گواہوں نے اپنی شہادت پر دلیل پیش کی اور تین طلاقوں کا بولنا ثابت کر دیا تو تین ہی طلاق واقع ہوں گی اور زید پھر اپنی بیوی کو بغیر حلالہ اپنے پاس نہیں رکھ سکتا۔ درمختار میں ہے: فان اختلفافي وجود الشرط اى ثبوته فيعم العدمى فالقول له مع اليـمين لانكاره الطلاق الااذا برهنت. "اختلاف کی صورت میں قسم کے ساتھ شوہر کا قول معتبر ہوگا مگر جب عورت دلیل وثبوت پیش کرے تو عورت کی بات قابل اعتماد ہوگی۔" وھو تعالیٰ اعلم!

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ۶

۹/۸/۷۱ء

استفتاء ۲۶۸

مسئلہ: بحضور جناب مفتی صاحب ادارۂ شرعیہ السلام علیکم!

ایک امر کی حضور کو تکلیف دیتا ہوں اس سے آگاہ کریں۔ وہ یہ ہے کہ میری اہلیہ بہت ہی بدمزاج قسم کی واقع ہوئی ہیں۔ وہ برابر اپنی بدمزاجی کے ثبوت دیتی رہتی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے میرے مکان مالک کے بہکاوے میں آکر ایک روز یہ کہہ دیا کہ مجھ کو طلاق دے دو۔ میں نے کہا کہ تم پانچ آدمیوں کو جمع کرو، اس وقت تم اپنی رائے ظاہر کروگی تو ہم طلاق دے دیں گے۔ اب انہوں نے دو گواہوں کو جھوٹ کھڑا کر دیا ہے اور کہہ رہی ہیں کہ انہوں نے مجھے طلاق دے دی ہے۔ حالاں کہ یہ بات درست نہیں ہے۔ جلد از جلد

اس سلسلہ میں جو مناسب فتویٰ ہو اس سے مجھے آگاہ کریں تاکہ میں وہ فتویٰ لوگوں کو دکھادوں۔
المستفتی: محمد سلیمان، منی مسجد، گیوال بگہہ، گیا
۲۸/۸/۷۱ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب ــــــــــ !

صورت مذکورہ بالا میں بصورت اختلاف زوجین اگر شوہر نے طلاق نہیں دی ہے اور بیوی نے وقوع طلاق کے ثبوت میں جھوٹے گواہ پیش کئے تو ظاہر ہے طلاق واقع نہ ہوگی۔ مگر شوہر کو قسم کھا کر اپنے قول کو ثابت کرنا ہوگا۔ اگر شوہر نے قسم کھانے سے انکار کیا تو بیوی کے پیش کردہ گواہوں کی شہادت پر اعتماد کرتے ہوئے قضاء طلاق واقع ہوجائے گی۔ اصول یہ ہے کہ: **البیّنۃ علی المدعی والیمین علیٰ من انکر** ۔یعنی مدعی کے ذمہ دلیل وثبوت پیش کرنا ہے اور انکار کرنے والے پر قسم کھانا ہے۔ عورت طلاق کی مدعی ہے اس لئے وہ ثبوت پیش کرے گی کہ طلاق دی ہے اور شوہر طلاق سے انکار کرتا ہے تو اس کے ذمہ قسم کھانا ہے۔ درّ مختار میں ہے: **فان اختلفا فی وجود الشرط فالقول لہ مع الیمین الا اذابرھنت** یعنی اختلاف کی صورت میں قسم کے ساتھ شوہر کا قول معتبر ہوگا مگر جب عورت دلیل وثبوت پیش کرے تو عورت کی بات قابل اعتماد ہوگی۔ **وھو تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال۔**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ
یکم ستمبر ۱۹۷۱ء

استفتاء ۴۶۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ میں کہ:
زید نے اپنی بیوی کو خانگی جھگڑے میں کچھ زدوکوب کیا بیوی نے غصہ میں آکر کہا کہ "اور جتنا مار پیٹ کرنا ہے کیجئے۔" اب زید نے نہایت ہی غصہ میں آکر اپنے تمام گھر والوں کے سامنے یہ جملہ تین بار کہا کہ: "طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے۔" ضروری عرض یہ ہے کہ زید بالکل کورہ مطلق اَن پڑھ ہے۔ اس کے جملے اس طرح ادا ہوتے ہیں "تلاک ہے، تلاک ہے، تلاک ہے۔" پھر یہ کہ زید کی بیوی کا کہیں کوئی پُرسان حال نہیں ہے اب صورت مذکورہ میں لفظ "تلاک" اور "طلاق" اور "طلاق دیا۔ اور طلاق ہے" ان جملوں کے ہیر پھیر میں شرع مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ فقہاء کرام اس مشکل کو حل کرنے کی کوئی گنجائش بیان فرمائیں۔ دونوں میاں بیوی پریشان ہیں حالات مذکورہ میں طلاق بائن یا کفارہ وغیرہ دے کر

رجوع کیا جا سکتا ہے۔ بینوا توجروا عند اللہ تعالیٰ!

المستفتی: محمد ریاض الدین احمد قادری، ریڈی میڈ شوپ، سیمنار روڈ، ڈاک خانہ: برمو، ضلع ہزاری باغ

۳/۱/۷۲ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــــ وھو الموفق للصواب ــــــــــ!

صورت مسئولہ میں الفاظ کی غلطی مانع طلاق نہیں۔ الفاظ محرفہ سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے جیسے تلاغ، طلاک، تلاک، ان لفظوں سے بھی طلاق ہو جائے گی۔ سوال میں زید نے کہا "طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے۔" چونکہ ان الفاظ میں زید نے طلاق کی نسبت بیوی کی طرف نہیں کی ہے۔ اس لئے بدون اضافت واقع نہ ہوگی۔ درّ مختار میں ہے: **لم یقع لترک الاضافة الیھا** ۔ "بیوی کی طرف ترک اضافت کی وجہ سے طلاق واقع نہ ہوگی۔" اگر زید یوں کہتا کہ "تجھ کو طلاق ہے" تو بلاشبہ طلاق واقع ہو جاتی۔ زید چونکہ بالکل جاہل ہے۔ اس لئے اگر چہ مذکورہ بالا لفظ سے قضاءً تو طلاق نہ ہوگی لیکن اگر زید نے اپنی بیوی ہی کو طلاق کی نیت سے یہ کہا تو دیانۃً طلاق واقع ہو جائے گی۔ اب زید کے ایمان و دیانت پر اس کا انحصار ہے۔ **وھو تعالیٰ اعلم وعلمہٗ جل مجدہٗ اتم۔**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۱۹/۱/۷۲ء

استفتاء ۴۷۰

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

عبد القدیر نے اپنی بیوی رئیسہ بیگم کو مغلظات اور گندے الفاظ کہا اور بُری طرح مار پیٹ کر مسلسل تین دنوں تک کھانا بند کر دیا۔ جس کی وجہ سے تنگ ہو کر رئیسہ بیگم اپنی والدہ کو بلا کر اُن کے ساتھ اپنے میکہ آنے کو تیار ہو گئی۔ اس پر عبد القدیر نے رئیسہ بیگم کی والدہ کے سامنے تشدد آمیز لفظوں میں کہا کہ "تم اپنی بیٹی رئیسہ بیگم کو لے جاؤ، اس سے مجھے کوئی مطلب نہیں، اگر تم کہو تو اس کو طلاق نامہ لکھ کر دیدیں۔" عبد القدیر کے ان الفاظ کو سنتے ہی رئیسہ بیگم کی والدہ خاموش ہو گئیں اور لڑکی کو لیکر مکان پر آ گئیں۔ کچھ عرصہ کے بعد رئیسہ بیگم کے والد اور والدہ نے عبد القدیر سے بار بار کہا کہ "رئیسہ بیگم کو اپنے مکان پر لے جاؤ اگر نہیں لے جاؤ گے تو طلاق لکھ کر دے دو۔" لیکن عبد القدیر اب رئیسہ بیگم کو نہ لے جاتا ہے۔ نہ طلاق دیتا ہے۔ غرض کہ ان دونوں صورتوں میں کسی بھی صورت پر راضی نہیں ہوتا ہے۔ اب رئیسہ بیگم

کے لئے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ مدلل جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں! عین کرم ہوگا۔
المستفتی: محمد شریف الحق، مدرسہ اسلامیہ علی پورہ، اودے پور، راجستھان
یکم دسمبر ۱۷ء

۹۲/۷۸۶

الجواب ـــــــــــ وھو الموفق للحق والصواب ـــــــــــ!

صورت مسئولہ میں عبدالقدیر کے اس قول سے کہ "اس سے مجھے کوئی مطلب نہیں اگر تم کہو تو اس کو طلاق نامہ لکھ کر دے دوں" طلاق واقع نہ ہوئی۔ اب اگر عبدالقدیر نے اپنی زوجہ مذکورہ کو معلق چھوڑ رکھا ہے تو آئین اسلامی وقانون شرعی کے پیش نظر کہ "فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا. "اگر تم کو میاں بیوی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے۔" (کنزالایمان) کے حکم پر عمل کیا جائے۔ فریقین کی طرف سے دو آدمی عبدالقدیر کے پاس جا کر اس کو سمجھائیں کہ احکام خداوندی کے مطابق فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ "پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔" (کنزالایمان) پر عمل کرے یعنی حُسن اخلاق کے ساتھ رکھے یا طلاق دے کر اس کی گلو خلاصی کر دے۔ اس طرح عورت کو معلق رکھنا سخت گناہ اور ناجائز ہے۔ اگر عبدالقدیر ان دونوں صورتوں میں سے کسی صورت کو اختیار نہ کرے تو رئیسہ بیگم دارالقضاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶ میں قاضی شرع کے پاس باضابطہ درخواست پیش کرے اور اس میں اپنا اور اپنے شوہر کا نام و پتہ اور تفصیلی حالات لکھے اس کے بعد کوئی کارروائی کی جائے گی۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

استفتاء ۴۷۱

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل میں کہ:
زید نے محمد ادریس کے ذریعہ خبر دیا کہ آپ کے بہنوئی عبدالستار نے آپ کی بہن کو طلاق دے دیا ہے۔ بعدہٗ عبدالستار نے بھی آ کر کہا کہ "ہم نے چار دن قبل اپنی بیوی کو طلاق دے دیا ہے" تو ہم نے دریافت کیا کہ "ایک طلاق دیا ہے یا تین طلاق؟" تو اس نے جواب دیا کہ "میں نے تین طلاق دیا ہے" اس وقت ہم نے دو آدمیوں کو بلا کر کہا کہ "یہ ہمارے بہنوئی ہیں انہوں نے ہم سے آ کر کہا ہے کہ ہم نے اپنی بیوی کو تین طلاق آج سے چار دن قبل دے دیا ہے" تو ان لوگوں نے اس سے دریافت کیا کہ کیا یہ سچ ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ "ہاں" دوسرے دن میں نے پانچ آدمیوں کے ساتھ بہنوئی کے گھر جا کر بہن بہنوئی کے سامنے کہہ سنایا کہ "انہوں نے ہمیں جا کر کہا ہے کہ ہم نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیا ہے

تو لوگوں نے اس سے دریافت کیا کہ ”کیا یہ سچ ہے“ جب میں نے اپنی بہن سے اُس بات کا ذکر کیا جو اس نے کہا تھا تو بہن نے کہا کہ ”ہم کچھ نہیں جانتے ہیں۔ یہ بات غلط ہے۔“ اس لئے از روئے شریعت دریافت طلب ہے کہ عبدالستار کی بیوی یعنی ہماری بہن کو طلاق مغلظہ ہوئی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

المستفتی: محمد منظور عالم قادری، مدرسہ غوثیہ، موتی مسجد، بڑھیا کھاد، گریڈیہہ

۷۱/۳/۳۰ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــــ وھو الموفق للحق والصواب ــــــــــــ !

صورت مستفسرہ میں عبدالستار کی اہلیہ مطلقہ مغلظہ ہو کر اس کی زوجیت سے خارج ہو گئی۔ شریعت مطہرہ نے کلمات کفر و طلاق و عتاق وغیرہ میں خوش طبعی و مزاح کو حقیقت ہی پر محمول کیا ہے۔ چنانچہ طالق کی حالت و کیفیت کو بیان کرتے ہوئے فتح القدیر میں لکھا ہے کہ: بخلاف الهازل واللاعب فانه يقع قضاءً او ديانةً۔ یعنی ہنسی، دل لگی اور کھیل و مذاق سے طلاق دینے والے کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ قضاءً و دیانۃً دونوں اعتبار سے۔ احکام شرعیہ میں مسخرہ پن و مزاح نہیں کیا جاتا کیوں کہ ایسے چند امور میں مذاق بھی حقیقت ہی پر محمول ہوگی۔ اگر چہ قبل اس نے طلاق نہ بھی دی ہو لیکن جب اس نے طلاق کا اقرار کیا تو اسی وقت طلاق واقع ہو گئی۔ لاقرارہ بالطلاق۔ ”اس کے طلاق کا اقرار کرنے کی وجہ سے“ اگر چہ بیوی کو طلاق کا علم ہو یا نہ ہو لیکن طلاق واقع ہو جائے گی۔ والعلم عند الله وهو اعلم بحقيقة الحال۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۹ رمئی ۱۹۷۱ء

استفتاء ۲۷۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں علمائے دین و مفتیانِ کرام کہ:

زید نے اپنے سالے کو دو آدمیوں کے سامنے یہ جا کر کہا کہ ”ہم نے اپنی بیوی کو آج سے چار دن قبل تین طلاق دے دیا ہے“ ان لوگوں نے بھی دریافت کیا کہ ”کیا یہ بات سچ ہے؟“ تو زید نے کہا ”ہاں! سچ ہے“ بعدہٗ زید کا سالا زید کو پانچ آدمیوں کے ہمراہ اپنی ہمشیرہ کے یہاں جا کر اپنے بہنوئی کا بیان اس سے کہلوایا کہ ”یہ بیان سچ ہے یا نہیں؟“ تو سب کے سامنے اس نے کہا کہ ہم نے غلط بیانی سے اپنے سالے کو بلانے کے لئے یہ بات کہی ہے کہ ”ہم نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کی بیوی کو طلاق مغلظہ ہوئی یا نہیں؟ جب کہ زید کی بیوی کا بیان ہے کہ ”ہمیں طلاق

وغیرہ نہیں دیا ہے، ہمارے شوہر کا بیان غلط ہے۔ "بینوا توجروا!

المستفتی: مہدی حسن ڈرائیور، بڑھیا کھاد، گریڈیہہ

۹۲/۸۶ ء

الجواب ــــــــــــ اللهم هداية الحق والصواب ــــــــــــ !

صورت متذکرہ بالا میں زید کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور اس کی شریک حیات اس کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ درمختار میں ہے: ویقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو عبدا ومكرهاوهازلا اوسفيهاً الخ۔ یعنی ہر عاقل بالغ شوہر کی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ اگر چہ وہ شوہر غلام ہو یا زبردستی کیا گیا ہو یا اس نے خوش طبعی وہنسی سے طلاق دی ہو۔ آگے چل کر اس کی شرح میں لکھا ہے: بخلاف الهازل واللاعب فانه يقع قضاءً و ديانة لان الشارع جعل هزله به جدا۔ یعنی بخلاف ہنسی مذاق اور دل لگی کرنے والے اور کھیل کرنے والے کے اس لئے کہ اس کی طلاق ظاہر و باطن ہر اعتبار سے واقع ہوجاتی ہے اس لئے کہ شارع علیہ السلام نے اس کی ہنسی مذاق کو حقیقت پر محمول کیا ہے جیسے کلمات کفر یا توہین رسول وغیرہ۔ اگر کسی نے ہنسی وخوش طبعی کے طور پر کہا تو وہاں حقیقت ہی مراد لی جائے گی۔ لہٰذا زید کے لئے اس کی رفیقہ حیات بغیر حلالہ جائز وحلال نہیں۔ وھوتعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۹/۵/۷۱ء

استفتاء ۴۷۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ:

شاکرہ نے حلالہ کیلئے شاکر سے نکاح کیا مگر شاکر نے بلاوطی کئے ہوئے طلاق دے دی، طلاق ہوئی یا نہیں اس بات پر تنازعہ چل رہا ہے۔ شاکر کہتا ہے میں نے ٹھیک کیا کیونکہ قانون شریعت میں لکھا ہے کہ غیر مدخولہ کی طلاق ہوجاتی ہے۔ مگر صادق کہتا ہے کہ حلالہ کیلئے وطی شرط ہے۔ اس کو واضح کردیا جائے۔ کون صحیح قول پر ہے۔ براہ مہربانی جواب جلد ارسال کریں۔ جاہل لوگ ہیں آپس میں لڑ جانے کا اندیشہ ہے۔

المستفتی: محمد محی الدین آسی، بردوان

۹۲/۸۶ ء

الجواب ــــــــــــ وبالله التوفيــــــــــــق !

صورت مسئولہ میں اگر شاکر نے بغیر وطی کے شاکرہ کو طلاق دے دی تو طلاق واقع ہوگئی مگر حلالہ نہ ہوا۔ اور شاکرہ شوہر اوّل کے لئے جائز نہ ہوگی۔ صادق اپنے قول میں صادق ہے۔ وطی شرط ہے بغیر وطی ومباشرت حلالہ صحیح نہیں۔ درمختار میں ہے:

لاینکح مطلقة حتی یطاھاغیرہ بنکاح نافذ یعنی مطلقہ عورت سے شوہراوّل نکاح نہ کرے، جب تک کہ دوسرا (شوہرثانی) نکاح صحیح کر کے وطی نہ کرے۔لہٰذا شاکرہ کا حلالہ شرعاً جائز نہ ہوااور وہ شوہراوّل کے لئے بغیر وطی کے حلال نہ ہوئی۔ وھو اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاءادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶ کتبہ

۶/۳/۱/۷۱ء

استفتاء ۴۷۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین ان مسائل میں کہ:

(۱) زید تاڑی کے نشہ میں گھر گیا اور اپنی بیوی زاہدہ سے کہا کہ ''کپڑے وغیرہ دے دو، میں باہر جارہا ہوں'' زاہدہ نے کپڑے دینے سے انکار کیا اور زید کو روکنا چاہا اس پر زید نے زاہدہ کو کہا کہ ''ایک، دو، تین۔ گھر سے نکل جا'' محلّہ کے کچھ لوگ وہاں موجود تھے۔محلّہ والوں کا کہنا ہے کہ زاہدہ پر طلاق پڑ گئی اور زید کہتا ہے کہ ایسا جملہ میں نے نہیں کہا ہے یعنی وہ حالت نشہ میں تھا اسے کچھ خبر نہیں۔صورت مسئولہ میں زاہدہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کون سی طلاق واقع ہوئی بالدلیل جواب عنایت فرمائیں۔

(۲) ہندہ نے دوسرے کی بچی خالدہ کو مدت رضاعت میں اپنا دودھ پلایا ان دنوں ہندہ کی گود میں راشدہ تھی۔اب ہندہ کا نسبی لڑکا بکر خالدہ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ازروئے شریعت وہ شادی کرسکتا ہے یانہیں؟ بینوا وتوجروا۔

المستفتی: محمد سلیمان، سرکاہی شریف، پوسٹ قابل پور، ضلع مظفر پور
۲۱/شوال ۹۰ھ

۹۲/۷۸۶

الجواب ــــــــــ وباللہ التوفیــــــــــق!

(۱) صورت مذکورہ بالا میں زاہدہ پر طلاق واقع نہ ہوئی اس لئے کہ اوّل تو لفظ ،طلاق' مذکور نہیں۔ دوسرے یہ کہ طلاق میں عورت کی طرف نسبت واضافت ضروری ہے۔اور سوال میں وہ اضافت مفقود۔درمختار میں ہے: قال ان خرجت یقع الطلاق اولاتخرجی الا باذنی فانی حلفت بالطلاق فخرجت لم یقع لترکہ الاضافة الیھا۔ ''شوہر نے کہا اگر تو نکلی تو طلاق واقع ہوجائے گی یا یہ کہا کہ تو میری اجازت کے بغیر نہ نکلنا اس لئے کہ میں نے طلاق کی قسم کھائی ہے تو اس کی بیوی کے نکلنے سے طلاق واقع نہ ہوگی اس لئے کہ بیوی کی طرف اضافت معدوم ہے۔'' لہٰذا سوال کے الفاظ کے پیش نظر طلاق واقع نہ ہوگی۔ ''گھر سے نکل جا'' اگر بہ نیت طلاق کہا تو طلاق بالکنایہ ہوگی مگر اس میں نیت شرط ہے اور زید اس کا منکر لہٰذا طلاق نہ ہوگی۔

(۲) بہ سبب رشتۂ رضاعت بکر کا خالدہ سے نکاح جائز نہیں کیونکہ ہندہ کا دودھ بکر نے بھی پیا اور خالدہ نے بھی اگر چہ کچھ عرصہ کے بعد مگر پھر بھی رضاعت ثابت ہوگئی۔ وھو اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۲۸ر فروری ۱۹۷۱ء

استفتاء ۴۷۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
زید نے اپنی بیوی حمیدہ کو پہلے طلاق مغلظہ دیا جس کا حلالہ کیا۔ پھر اپنے نکاح میں لایا۔ دو سال بعد پھر طلاق مغلظہ دے دی۔ اب وہ یعنی حمیدہ بیگم زید ہی کے گھر آنا چاہتی ہے اس لئے کہ اس سے ایک لڑکا ہے۔ لڑکے کو زید نے اپنے یہاں رکھ لیا ہے۔ اسی لڑکے کے محبت میں حمیدہ بیگم کہتی ہے کہ میں کسی دوسرے کے یہاں نہیں جاؤں گی اور زید بھی حمیدہ بیگم کو لانے کے لئے راضی ہے۔ لہٰذا از روئے شریعت مطلع کریں کہ کیا جائز صورت ہے؟ دوبارہ حلالہ کرنے کا شریعت حکم دیتی ہے یا نہیں؟
المستفتی: محمد رمضان علی، فرنگ گورا، پوسٹ ٹیوسا، وایہ: کشن گنج، ضلع پورنیہ

۹۲/۷۸۶

الجواب ــــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب ــــــ
صورت مذکورہ میں بغیر حلالہ زید حمیدہ کو اپنے یہاں نہیں رکھ سکتا۔ بعد انقضائے عدت حمیدہ پھر کسی آدمی سے نکاح صحیح کرے اور وہ بعدِ مجامعت اگر اپنی مرضی سے حمیدہ کو طلاق دے دے تو پھر عدت گزار کر وہ زید سے نکاح کر سکتی ہے۔ لڑکا اگر بہت کم سن ہے تو ماں کے حوالہ کر دیا جائے گا۔ اگر زید نے بچہ کو اس نیت سے رکھ لیا ہے اس کی وجہ سے حمیدہ پھر میرے پاس آجائے تو زید سخت گنہگار ہوگا۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۲۲/۲/۱۹۷۱ء

استفتاء ۴۷۶

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
جب کہ ایک شخص اپنی بیوی کو جو کہ حاملہ ہے شخص مذکور کا کلام ہے کہ ہمارا بچہ نہیں ہے یہ دوسرے کا حمل ہے۔ کئی آدمیوں کے سامنے یہ کہہ کر بیوی کو چھوڑ کر چلا گیا اور ایک برس سے خرچ وغیرہ بند کر دیا۔ شخص مذکور اگر اب اسے رکھنا چاہے تو شریعت کا حکم کیا ہے؟ نہ رکھنا چاہے تو کیا راستہ ہے؟ صاف صاف جواب ارشاد فرمایا جائے۔

المستفتی: مسافر حسین۔ اے سی سی سیمنٹ فیکٹری
کھلاری ڈپارٹمنٹ پیکنگ ہاؤس، پوسٹ کھلاری، ضلع رانچی

۸۶/۹۲ ۷

الجواب ــــــــ وھوالموفق للحق والصواب ــــــــ !
صورت مذکورہ میں بیوی کو زنا کا مرتکب بتلانے اور یہ کہنے سے کہ: "بچہ جو حمل میں ہے میرا نہیں۔" وہ عورت نکاح سے باہر نہ ہوگی اور شخص مذکور بیوی کو زانیہ کہہ کر جو ایک سال ہوا چلا گیا اور نان ونفقہ بند کر دیا، سخت گنہگار ولائق تعزیر ہے۔ اس کو چاہیے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھے اور اگر اپنے ساتھ کسی طرح رکھنے کو پسند نہیں کرتا تو اسے طلاق دے کر اپنے سے جدا کر دے تا کہ وہ عورت اپنے مستقبل کو دوسری شادی کر کے خوشگوار بنا سکے۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۶/۶/۷۰ء

استفتاء ۴۷۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:
زید اور ہندہ کی شکایت پر محلّہ کے سر برآوردہ حضرات بہ حیثیت پنچ مقرر کئے گئے اور زید اور ہندہ دونوں نے کہا کہ "پنچ کے لوگ جو بھی فیصلہ کریں گے ہم اُسے تسلیم کریں گے۔" لہٰذا پنچ نے دباؤ ڈالتے ہوئے یہ فیصلہ کیا کہ زید مبلغ پچاس روپے، اپنی بیوی ہندہ کو دے کر "طلاق نامہ" پنچ کے سامنے ہی لکھ سکتے ہیں اور اگر وہ اپنی بیوی کو رکھنا چاہیں تو پنچ میں اس بات کا کاغذ بنا کر کہ "پھر کبھی پنچایت کی نوبت نہیں آئے گی۔" اُسے رکھ سکتے ہیں۔ مگر زید سے جب پنچ نے دریافت کیا کہ "آپ اپنی بیوی کو رکھنا چاہتے

ہیں یا نہیں؟" تو انہوں نے کہا کہ "میں رکھنا نہیں چاہتا ہوں۔" اور اسی وقت طے شدہ رقم میں سے مبلغ پندرہ روپئے جمع کر دیا اور بقیہ روپئے کے لئے پندرہ دن کی مہلت لے لی۔ مگر مہلت اس شرط پر دی گئی کہ اگر وقت مقررہ پر روپئے نہیں دے سکے تو ہندہ کی اتنے دنوں کی خوراکی کے ساتھ مبلغ سو روپئے بطور جرمانہ ادا کرنا پڑے گا۔ پنچ نے تحریری طور پر یہ بھی کہا کہ جب مقررہ تاریخ میں جملہ رقم وصول ہو جائیگی تب "طلاق نامہ" تحریر کر دیا جائے گا تا کہ فریقین کو وقت پر کام آئے۔ اب زید اور ہندہ پھر شوہر اور بیوی کی حیثیت پر رہنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا دریافت طلب بات یہ ہے کہ مذکورہ بالا صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اور اگر واقع ہوگئی تو کون سی طلاق واقع ہوئی؟ اور دوبارہ شوہر بیوی کی حیثیت پیدا کرنے کیلئے کیا کرنا پڑے گا؟ براہ کرم جواب جلد سے جلد مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں۔ بینوا و توجروا!

المستفتی: محمد حنیف سردار، پہاڑی ڈیہہ، گریڈیہہ، بہار

۲۱/ ذیقعدہ ۱۳۹۳ھ

۸۶/۹۲ ۷

الجواب ـــــــــــــ بعون الملک الوهاب ـــــــــــــ !

صورت مسئولہ میں جب زید نے پنچ کے فیصلہ کے مطابق مبلغ پچاس روپئے دے کر طلاق نامہ نہیں لکھا تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔ زید کے صرف اس قول سے کہ "میں ہندہ کو رکھنا نہیں چاہتا" طلاق واقع نہ ہوگی جب تک وہ طلاق نامہ لکھ کر نہ دے۔ اگر چہ سوال کے الفاظ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ زید کا ارادہ طلاق دینے کا تھا مگر صرف ارادۂ طلاق سے طلاق نہ ہوگی۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۲۰/۱۲/۷۳ء

۴۷۸
استفتاء

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

زید اپنی بیوی کے ساتھ اپنے نانا خسر کے گھر سکونت پذیر تھا۔ نانا خسر کے گھر زید کی چند اولادیں ہوئیں۔ شومیٔ قسمت کہ سب قضا کر گئیں۔ زید کے دل میں آیا کہ گھر تبدیل کر دوں کیوں کہ یہ گھر میرے لئے مناسب نہیں ہے۔ نانا خسر کو تبدیلیٔ گھر ناگوار معلوم ہوا۔ زید سے الجھ گئے۔ نانا خسر کے ذمہ زید کا کچھ روپیہ تھا اس کا مطالبہ کیا۔ اس میں چپقلش اور بڑھ گئی۔ زید نے کہا نانا اب میں اس گھر میں قطعی نہیں رہوں گا جو کچھ آپ کا میرے ذمہ نکلتا ہے ایک دو تین چار کر کے لے لیجئے اور جو کچھ آپ کے ذمہ میرا

نکلتا ہے ایک دو تین کر کے رکھ دیجئے۔ دیکھئے بندہ چلا اب نہیں آ سکتا۔ نانا خسر نے افواہ اڑائی کہ زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دیا حالانکہ زید سے پوچھا گیا تو کہتا ہے کہ نہیں میں نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دیا ہے، نانا خسر نے میرا روپیہ ہضم کرنے کے لئے یہ بہانہ تراشا ہے۔ لڑکی سے پوچھا گیا تو کہتی ہے نانا جانیں، میں کچھ نہیں جانتی ہوں۔ اب دریافت طلب یہ ہے کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: نور محمد بلیاوی

۸۶/۹۲ھ

الجواب ــــــــ بعون الملک الوہاب ــــــــ!

بر تقدیر صدق سوال اگر زید واقعی اپنے قول میں صادق ہے تو اس کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوئی جیسا کہ سوال کے مضمون سے واضح ہوتا ہے کہ خسر نے روپئے ہضم کرنے کی غرض سے یہ افواہ اڑائی۔ مزید برآں خود لڑکی بھی دریافت کرنے پر عدم علم کا اقرار کرتی ہے اور کہتی ہے کہ میں کچھ نہیں جانتی۔ لہٰذا ایقاع طلاق کا حکم نہیں دیا جا سکتا۔ **وھو تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کـــــــــــــتـــــــــــــبـــــــــــــہ

۱۵/۷/۷۴ء

استفتـــــــاء ۴۷۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

میری شادی بستی ہی میں ہوئی۔ میری اہلیہ ایک بچی کی ماں بھی ہے اور اس کی آمد و رفت برابر میکہ ہوتی رہتی ہے۔ اہلیہ کا بار بار میکہ جانا مجھے برا معلوم ہوا۔ ہم میاں بیوی کی دعوت سسرال میں تھی۔ ہم دونوں وہاں پہنچے۔ میری خوشدامن اثنائے گفتگو میں بہکنے لگیں اور میرے متعلق کچھ خراب الفاظ بولنے لگیں۔ ہم نے بیوی سے کہا کہ ہم کھانا نہیں کھائیں گے ہمیں چلنا ہے تو میرے شامل چلو۔ لہٰذا میری اہلیہ اور اس کا ایک نابالغ بھائی میرے ساتھ چلا۔ ہم نے دھمکانے کے خیال سے کہا کہ اگر تم بار بار میری بغیر اجازت میکہ آنا جانا کرو گی تو ہم تم کو طلاق دے دیں گے۔ اتنی ہی بات پر اس کا نابالغ چھوٹا بھائی جو بچہ ہے اپنی ماں سے کہہ دیا کہ بھیا نے شہناز بہن کو طلاق دے دیا۔

لڑکی کی والدہ نے لڑکی کو بہکا دیا اور اپنے بچے کو بھی بہکایا کہ تم لوگ یہ کہنا کہ تینوں طلاق میرے شوہر نے دے دیا ہے۔ لڑکا بے چارہ سیدھا سادھا قسم کا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے اتنا معلوم نہیں ہے۔ یہ الزام ہم پر غلط ہے۔ میں اس کے لئے حلف لوں گا اور لڑکے کا نام انظار الحسن ہے اسے اپنی بیوی سے کبھی ان بن

نہیں ہوا۔ اب اسی غلط الزام کو لوگوں نے کہا کہ طلاق ہو گئی۔ کوئی یہ کہتا ہے کہ نہیں ہوئی۔ اس لئے شرعی فیصلہ فرما کر جلد شکریہ کا موقع دیں گے کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کتنی طلاق ہوگی۔

المستفتی: پوسٹ ماسٹر کیراف انظار الحسن، مقام جوہر گنج، پوسٹ داد پور، ہزاری باغ

۹۲/۸۶ء

الجواب ـــــــ بعون الملک الوهاب ـــــــ!

صورت مذکورہ میں جب کہ طلاق دینے والا انکار کرتا ہے اور مدعیہ طلاق قابل اعتماد شہادت پیش نہیں کرتی تو شرعاً طلاق کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ ضابطہ واصول کے مطابق البنیة علی المدعی والیمین علیٰ من انکر. دعویٰ کرنے والا ثبوت و شہادت پیش کرے اور انکار کرنے والا قسم کھائے۔ اگر دو گواہ شہادت دیں کہ میرے سامنے تین طلاقیں دی ہیں تو یقیناً طلاق کا حکم صحیح ہوگا اور بیوی اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی۔ اگر گواہ عینی شہادت نہیں دیتے تو مرد قسم کھائے گا کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے۔ ایسی صورت میں مرد کی بات پر عمل ہوگا اور طلاق کا حکم نہ ہوگا اور جب کہ سوال میں خود غلط الزام اور بہکانے کا لفظ موجود ہے تو سوال کے مضمون کے مطابق ہرگز طلاق واقع نہ ہوئی۔ الزام وتہمت لگانے والے عند اللہ گنہگار ہوں گے۔ وهو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، دار الافتاء ادارہ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبه

۱۵/۷/۴۷ء

استفتاء ۴۸۰

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

زید نے اپنی بیوی ہندہ کو تین طلاق دے دی ہے۔ واقعہ طلاق کے وقت دو عورتیں ایک مرد اس جگہ موجود تھے۔ وہ لوگ گواہ ہیں اور زید بھی حلفیہ کہتا ہے۔ نیز زید کی بیوی ہندہ بھی یہی کہتی ہے کہ میرے شوہر نے نیند کی حالت میں مجھے تین طلاق دی۔ نیز جب سے زید کے منہ سے اس طرح کی بولی نکلی ہے فوری طور پر ہندہ کو الگ کر دیا گیا ہے اور اب تک الگ ہی ہے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ہندہ کو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ زن وشو دونوں اس معاملہ میں پریشان ہیں۔ لہٰذا اطمینان بخش جواب عنایت فرما کر اجر عظیم کے مستحق بنیں۔ **گواہ اول** ـــ میں گھر میں تھا ایک آواز سنائی دی زید کے گھر سے میں دوڑ کر اس کے مکان میں داخل ہوا کہ زید سو رہا ہے اور نیند کی حالت میں سخت سست کہہ رہا ہے۔ ہم نے جیسے اس کو بیدار کرنے کی کوشش کی اس کے منہ سے طلاق کی بولی نکل گئی۔ شیخ کاندو، **گواہ نمبر ۲**، جب زید کے منہ سے طلاق کا ایک لفظ سنا تو فوراً اس کے گھر میں گئی۔ دیکھا کہ وہ سو رہا ہے اور نیند کی حالت میں یہ

کہہ رہا ہے۔ (کلثوم بی بی) **گواہ نمبر ۳**۔زید کے گھر سے میاں بیوی کی آواز آئی۔مکان میں داخل ہوئی کہ ہندہ نے ایک سخت بولی کہی۔زید کے منہ سے بے ساختہ طلاق کا لفظ نکل گیا اور زید نیند ہی کے نشے میں تھا۔(الف جان بی بی)

المستفتی:عبدالرحمٰن،ساکن کانٹاڈیہہ،پوسٹ جھالوہ،پورولیا

۹۲/۸۶ ھ

الجواب ــــــــ بعون الملک الوہاب ــــــــ!

سوال کے مضمون اور شاہدین کی شہادت میں تضاد معلوم ہوتا ہے۔سوال میں تین طلاق کا ذکر ہے اور گواہان کے بیان میں تین طلاق کا کہیں ذکر نہیں۔گواہ نمبرا کے بیان سے ظاہر ہے علاوہ ازیں سوال میں یہ لفظ بھی ہے کہ زید بھی حلفیہ کہتا ہے اور اس کی بیوی بھی کہتی ہے کہ میرے شوہر نے نیند کی حالت میں تین طلاقیں دی۔قابل توجہ بات یہ ہے کہ جب زید نیند کی حالت میں تھا تو اسے کس طرح یاد رہا کہ میں نے طلاق دی۔خاص کر گواہ نمبر۳ کا بیان قابل غور ہے۔لہٰذا بر تقدیر صدق سوال اگر فی الحقیقت زید نے نینداور بے خبری کے عالم میں طلاق کا لفظ استعمال کیا تو خواب کی باتوں پر فتویٰ نہیں دیا جائے گا خواہ ایک طلاق ہو یا تین۔اگر ہوش وحواس رکھتے ہوئے طلاق دیا جو اسے یاد ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی۔غرضیکہ حالت ہوش و بیداری میں طلاق واقع ہوجائے گی اور حالت خواب وبیہوشی میں طلاق واقع نہ ہوگی۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی،خادم دارالافتاء،ادارۂ شرعیہ بہار،پٹنہ

کــــتــــبــــہ

استــفتــــاء[۴۸۱]

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

تاج النساء کلام الدین کی زوجیت میں سات آٹھ سال سے تھی اور تین بچے کی ماں بھی ہے۔مگر اس کی گرم مزاجی سے اکثر وبیشتر لڑائی جھگڑا ہوتا رہا اور کلام الدین ہمیشہ سمجھ بوجھ سے کام لیتا رہا کہ کبھی نہ کبھی اس کا مزاج درست ہو جائے گا۔مگر وہ نہ مانی۔آخر ایک دن بات کچھ ایسی بڑھی کہ زبان کے ساتھ اس کے ہاتھ پاؤں بھی حرکت میں آگئے جس سے کلام الدین دماغی توازن کھو بیٹھا اور بیک وقت تین طلاق یہ کہہ کر دے دیا کہ طلاق دیا طلاق دیا طلاق دیا۔لیکن نہ تو بیوی کہہ کر مخاطب کیا اور نہ اس کا نام لیا اور فوراً گھر سے باہر ہوگیا۔اب اس کی حالت نا قابل بیان ہے اور میں اس بات سے پریشان ہوں کہ بچے کا کیا ہوگا؟ آپ عالم دین ہیں اچھی طرح غور وخوض کے بعد اس کا جواب دیں نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد کلام الدین، گیا
۲۶-۲-۷۶ء

۷۸۶/۹۲
الجواب ـــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــ !
صورت مذکورہ میں اگر چہ وقوع طلاق کے لئے طلاق کی نسبت عورت کی طرف ہونا ضروری ہے جیسے طلقتک یاانت طالق ''ترجمہ: میں نے تمہیں طلاق دیا، تم طلاق والی ہو۔'' یا عورت کا نام لینا ضروری ہے۔ لیکن یہاں جھگڑے کی صورت میں ظاہر ہے کہ طلاق کا لفظ یوں ہی استعمال نہیں کیا۔ لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ سیاق کلام وحالت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کلام الدین نے اپنی بیوی کی گستاخی پر اس کو طلاق دیا۔ وھو تعالیٰ اعلم
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کـــــــــــــــــــــــــــتبہ
۱۸-۳-۷۶ء

استفتاء ۴۸۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ
چند عورتیں خالد کے گھر میں اس کی بیوی شاکرہ سے کہنے لگیں کہ سنا ہے کہ تیرے شوہر نے تجھے طلاق دے دیا ہے۔ شاکرہ نے کہا کہ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ اتنے میں خالد آ گیا۔ عورتیں خالد سے مخاطب ہوکر بولیں کہ کیا تم نے اپنی بیوی شاکرہ کو طلاق نہ دیا؟ اس کے جواب میں خالد نے صرف طلاق طلاق طلاق کہا۔ مگر کس کو! واضح نہ کیا کہ کس کو طلاق کہا۔ عورتیں سن کر اپنے اپنے گھر چلی آئیں۔ خالد اور شاکرہ ایک ساتھ زندگی گزارنے لگے۔ کچھ دنوں بعد خالد کے گاؤں والوں سے اور شاکرہ کے گاؤں والوں سے ذاتی طور پر پارٹی بندی ہوئی اس میں خالد کا دولہا بھائی بھی شریک تھا۔ لوگوں نے خالد کو سمجھایا کہ تم میرے ساتھ رہو مگر خالد پارٹی میں جانے سے انکار کیا تب اس کے دولہا بھائی نے کہا کہ اگر تم اپنی بیوی کو طلاق دے دوگے تو میں تمہاری بہن کو طلاق دے دوں گا۔ ایک روز ایسا ہوا خالد کے گاؤں والے اور شاکرہ کے گاؤں والے جھگڑہ طے کرنے بیٹھے۔ بات طے نہ ہوئی۔ خالد کو اس کے گاؤں والوں نے بلایا اور کہا کہ شاکرہ کو طلاق دے دو۔ خالد نے کہا طلاق دے چکے ہیں۔ یہ سن کر فوراً طلاق نامہ تیار ہوا۔ نہ مضمون پڑھ کر خالد کو سنایا گیا اور نہ پنچ کے سامنے طلاق دیا۔ صرف خالد ایک کاغذ پر دستخط کر دیا اور یہ نہ معلوم ہوا کہ یہ کاغذ کیسا ہے اور اس میں کیا لکھا ہے۔ اس پر گواہوں نے دستخط کیا ہے۔ لڑکے نے طلاق دیا اور خالد

کہتا ہے کہ میں نے پرانی باتوں کو دہرایا۔ ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یانہیں؟ ادھر خالد شاکرہ کے ساتھ رہنے کو تیار ہے اور لوگوں نے ہوا اڑا دیا ہے کہ طلاق دے دیا ہے تو الگ رہو۔ اس کا فیصلہ جلد سے جلد روانہ کریں ورنہ آپس میں لڑائی ہونے کا اندیشہ ہے۔ میرے سامنے خالد نے چار گواہوں کے سامنے گواہی دیا ہے کہ میں نے چھوڑنے کے غرض سے نہیں کہا تھا بلکہ لوگوں کو دھوکہ دینے کے واسطے کہا تھا تاکہ میری دونوں بہن کو دونوں دولہا بھائی طلاق نہ دے سکے اور اُلجھن نہ بڑھے۔ لوگوں کی شہادت خالد کا بیان درست ہے اس لئے اس کا جواب جلد سے جلد عنایت فرمایا جائے۔ عین کرم ہوگا۔ جواب خوب تفصیل سے دیا جائے، مہربانی ہوگی۔

المستفتی: محمد محی الدین

۲۱-۲-۷۶ء

۹۲/۷۸۶

الجواب ــــــــــــــــــ بعون الملک الوہاب ــــــــــــــــــ!

جب خالد نے چند لوگوں کے سامنے یہ اقرار کیا کہ میں نے طلاق دیا ہے اور انہوں نے یہ کہا کہ میں نے پرانی باتوں کو دہرایا ہے تو خالد کے اس اقرار سے طلاق واقع ہوگئی۔ پھر چار گواہوں کے سامنے خالد کا یہ کہنا کہ میں نے چھوڑنے کی غرض سے نہ کہا تھا بلکہ صرف لوگوں کو دھوکہ دیا تاکہ میری بہنوں کو دولہا بھائی طلاق نہ دے سکیں۔ خالد کا یہ کہنا شرعاً قابل قبول نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ طلاق دینے میں دھوکہ، فریب، ہنسی، مذاق کا اعتبار نہیں کیا جاتا بلکہ اسے حقیقت ہی پر محمول کیا جائے گا۔ دُرِمختار میں ہے: **ویقع طلاق کل زوج عاقلا بالغا ولو عبدا ومکرھا او ھازِلًا** ''ترجمہ: ہر عاقل بالغ شوہر کی طلاق واقع ہوجاتی ہے اگرچہ طلاق غلام ہو یا مجبور کیا گیا ہو یا مذاق سے طلاق دیا ہو۔'' خالد نے چونکہ تین بار طلاق دینے کا اقرار نہیں کیا ہے وہ تجدید نکاح کرکے شاکرہ کو اپنی زوجیت میں رکھ سکتا ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۷-۳-۷۶ء

استفتاء ۴۸۳

مسئلہ: قبلہ محترم جناب مفتی صاحب! ادارۂ شرعیہ! السلام علیکم!

ایک مسئلہ دریافت طلب ہے۔ امید ہے کہ جواب باصواب سے شاد فرمائیں گے۔

محمد عبدالحفیظ کی پہلی بیوی سے دو تین بچے ہیں۔ گھر میں کھیتی باڑی کا کام زائد ہے۔ ایسی حالت میں اس نے

اپنی بیوی سے کہا کہ کیا ہی بہتر ہوتا کہ میں ایک اور شادی کرلوں۔ بیوی نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ بہر کیف عبدالحفیظ نے دوسری شادی کرلی۔ کچھ دنوں کے بعد پہلی بیوی کے والد اور تین بھائی عبدالحفیظ کے یہاں آئے اور آواز دے کر اسے بلایا۔ جب وہ باہر آیا تو خسر اور سالے نے پوچھا کہ تم دوسری بیوی کو چھوڑتے ہو یا نہیں؟ عبدالحفیظ نے کہا کیوں چھوڑوں۔ اس پر خسر اور سالوں نے مل کر اسے خوب مارا اور ایک سفید کاغذ پر اس کا اور اس کی بیوی کے انگوٹھے کا نشان زبردستی لے کر چلا گیا۔ اب افواہیں پھیلاتے ہیں کہ عبدالحفیظ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دیا ہے۔ اب عبدالحفیظ مسجد جاتے ہیں تو وہاں لوگ کہتے ہیں کہ تم مسجد میں نماز پڑھنے نہ آؤ تم نے اپنی بیوی کو طلاق دے دیا ہے۔ عبدالحفیظ نے کہا کہ جی نہیں آج بھی میری دونوں بیویاں آپس میں مل کر رہتی ہیں۔

المستفتی: محمد عبدالحفیظ، غلام طاہر حسین، ۱۳۳/۱ اجنتا روڈ

۹۲/۴۸۶

الجواب ـــــــــــــــ بعون الملک الوهاب ـــــــــــــــ!

صورت مذکورہ میں جبراً سادے کاغذ پر انگوٹھے کا نشان لینے سے طلاق واقع نہ ہوئی۔ غلط افواہ پر جو لوگ عبدالحفیظ کو مسجد آنے سے منع کرتے ہیں وہ شرعاً گنہگار ہوں گے۔ محلہ والے عبدالحفیظ کے خسر اور سالوں کو تنبیہ کریں کہ اُنھوں نے ایسی حرکت کیوں کی اور پھر غلط خبر کیوں مشہور کرتے ہیں۔ عبدالحفیظ شرعاً مجرم و گنہگار نہیں۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتـــــــــــــــــــبہ

۲۹-۳-۷۶ء

استفتـــــــــاء ۴۸۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

زید اور اس کی ماں اور بھابھی میں لڑائی جھگڑا ہو رہا تھا۔ زید نے اپنی والدہ سے کہا کہ میرے گھر کو تباہ و برباد کرنے والی تم ہو اور اس کی ماں نے کہا کہ تم نے گھر کو برباد کیا۔ اس کے بعد زید نے گاؤں کے تقریباً پانچ آدمیوں کو جمع کر کے کہا کہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم، ہم نے طلاق دیا، طلاق دیا، طلاق دیا۔ بعد ازاں زید مکان سے ۳-۴ کوس کی دوری پر چلا گیا۔ جب زید کی بیوی کے سرپرست کو معلوم ہوا تو ۷-۸ گھنٹہ کے بعد وہ زید کے یہاں گئے۔ زید نے دیکھتے ہی رونا شروع کر دیا اور کہنے لگا کہ ہم سے کیا خطا ہوئی ہے کہ آپ لوگ آئے ہیں؟ جب اس نے زید سے کہا کہ تم نے اس طرح کا کام کیوں کیا؟ تو زید

نے کہا کہ میرا دماغ اس وقت عجیب طرح کا ہو گیا تھا۔ میرا دماغ کبھی کبھار آؤٹ ہو جاتا ہے۔ زید نے کہا کہ مجھے کچھ معلوم نہیں کہ ہم نے کیا کہا۔ جب زید باہر سے آیا تو گھر کے دروازے پر بہت زور سے گر گیا۔ لوگ اسے ہوش میں لائے۔ سر وغیرہ کو دھویا اور دریافت کیا کہ ایسی حرکت کیوں کیا؟ سبھی لوگ وہاں جمع تھے۔ زید نے صاف کہا کہ مجھے کچھ خیال نہیں کہ ہم نے کیا کہا ہے۔ اس لئے کہ زید کی بیوی کو کچھ علم نہیں کہ کیا ہوا، وہ کچھ نہیں جانتی تھی۔ شریعت اسلامی کے حکم کے مطابق زید کے لئے کیا حکم ہوگا مطلع کریں۔

المستفتی: مسلم انصاری معرفت محفوظ عالم خان، مڈل اسکول، پورداغ، گریڈیہہ

۸-۴-۷۶ء

۹۲/۷۸۶

الجواب ـــــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــــ !

صورت مذکورہ میں چند باتیں قابل غور ہیں۔ اول یہ کہ زید نے صرف یہ کہا کہ ہم نے طلاق دیا۔ اس جملہ میں طلاق کی نسبت واضافت کسی کی طرف نہیں کی گئی۔ حالانکہ طلاق میں بیوی کے نام کی یا اس کی طرف اضافت ضروری ہے جیسے انت طالق یا طلقتک۔ "ترجمہ: تم طلاق والی ہو یا میں نے تمہیں طلاق دیا۔" اگر جھگڑے میں بیوی کا نام نہ تھا، نہ اس کا کوئی تذکرہ کیا گیا، بغیر کسی ذکر وسبب کے اگر مذکورہ جملہ زید نے استعمال کیا تو قضاءً طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر بیوی کا ذکر تھا اور سیاق وسباق سے معلوم ہوا کہ زید اپنی بیوی ہی کو طلاق دے رہا ہے تو طلاق واقع ہوگئی۔ مزید برآں زید کا یہ کہنا کہ میرا دماغ کبھی کبھی آؤٹ ہو جاتا ہے اور مجھے کچھ معلوم نہیں کہ میں نے کیا کہا، اگر زید کا یہ قول حقیقت پر مبنی ہے اور اس سے قبل بھی زید کی ایسی حالت چند بار ہو چکی ہے تو طلاق واقع نہیں اور اگر پہلے ایسی حالت کبھی نہ ہوئی تھی اور اس بہانہ سے وہ اپنے قول سے انکار کرتا ہے کہ رشتہ زوجیت باقی نہ رہے گا تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کـــــــــــتـــــــــــبـــــــــــہ

۶-۵-۷۶ء

استفتاء ۴۸۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں

زید کی بیوی اور گیارہ بچے کے ہوتے ہوئے جس کا علم ہندہ اور اس کے مورث اعلیٰ کو ہے زید نے ہندہ سے نکاح کیا۔ دو روز بعد زید نے ہندہ پر الزام عائد کیا کہ تمہیں دو مہینہ کا حمل ہے۔ دوسرے ہندہ کا ایک بھائی ہے جسے زید شک کی نظر سے دیکھتا ہے۔ قبل نکاح ہندہ اور اس کے والد کو منع کر دیا گیا کہ اب

وہ گھر نہ آئے لیکن نکاح کے بعد بھی آیا۔ انہیں وجوہات کی بنا پر زید نے پانچ آدمیوں کی موجودگی میں ہندہ کو یہ کہا کہ ان وجوہات کی بنیاد پر ہم نے تمہیں طلاق دیا تین بار۔ پہلا الزام غلط ثابت ہوا، دوسرا صحیح ہے۔ ایسی صورت میں کیا زید کے لئے ہندہ حرام ہوگئی؟ صاف طریقہ پر مطلع کیجئے۔ زید اب کہتا ہے کہ شرعاً حرام ہے، تو ہم دین مہر ادا کر دیں گے۔ اگر زید کے لئے اب بھی حلال ہے تو آگاہ فرمائیں کیونکہ زید اب بھی رکھنے پر رضامند ہے۔

المستفتی: محمد نسیم الدین، ساکن پنڈ شریف، جیوارہ، ضلع مونگیر

۲۳رمئی ۱۹۷۶ء

اس استفتاء کے ساتھ انجمن غوثیہ پنڈ شریف کے ممبران کا فیصلہ بھی منسلک ہے اور یہ فیصلہ مدعیہ مطلقہ حبیبہ خاتون کی درخواست پر کیا گیا ہے۔ ممبران نے اپنے فیصلہ میں یہ تحریر کیا ہے کہ جیسا معلوم ہوا کہ انہوں نے کہا تو حاملہ ہے اس لئے تجھے طلاق طلاق۔ ممبران نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ دو طلاقوں کے بعد مصالحت کا راستہ موجود ہے اس لئے نسیم الدین صاحب یا تو اسے میل محبت کے ساتھ رکھیں اور اگر نا اتفاقی و جنگ جدال کا خدشہ ہے تو دین مہر دے کر اس کا حق ادا کر دیں۔

ممبران انجمن غوثیہ

۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــــ !

صورت مذکورہ میں فریقین کے بیانات سماعت فرما کر ممبران انجمن غوثیہ نے جو فیصلہ صادر فرمایا ہے وہ بالکل صحیح و درست ہے۔ ممبران انجمن نے دو طلاقوں کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو مصالحت ممکن ہے۔ بہتر ہے کہ تجدید نکاح کر کے نسیم الدین صاحب پھر اسے اپنی زوجیت میں بدستور سابق رکھ لیں۔ ایسی صورت میں حلالہ کی ضرورت نہیں۔ اگر مصالحت و اتحاد ناممکن ہو تو اسے دین مہر دے کر اپنے حقوق سے سبکدوش ہو جائیں۔ قرآن حکیم میں ہے: **فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ.**

''پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے'' (کنز الایمان)

ممبران انجمن کے اس فیصلہ نامہ کے ساتھ نسیم الدین صاحب کا استفتا بھی منسلک ہے جس میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ تین بار طلاق کا لفظ استعمال کیا۔ اگر نسیم صاحب کی تحریر صحیح ہے تو حبیبہ خاتون پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور وہ زوجیت سے خارج ہوگئی۔ تین طلاقوں کے بعد بغیر حلالہ عورت نسیم الدین کے لئے جائز نہ ہوگی اور یکبارگی تینوں طلاق دینے کی وجہ سے نسیم الدین گنہگار ہوا۔ اس لئے کہ یہ طریقہ طلاق کا خلاف سنت ہے۔ **وھو اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبـــہ

۶-۶-۷۶ء

استفتاء ۴۸۶

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) زید نے اپنی بیوی طاہرہ خاتون کو غصہ کی حالت میں کہہ دیا کہ تم کو تین طلاق دیا۔ طلاق دیتے وقت طاہرہ خاتون حاملہ تھی۔ بعدہٗ زید کو بہت افسوس ہوا اور اپنے قول پر بہت نادم ہے۔ اب زید طاہرہ سے رجوع کرنا چاہتا ہے۔ حالت مذکورہ میں رجعت کر سکتا ہے یا نہیں؟ یا دوبارہ نکاح کر سکتا ہے یا اس کی کیا صورت ہوگی؟ قرآن وحدیث کے حوالہ سے جواب دیں۔

(۲) بکر سویا ہوا تھا۔ اسی حالت میں اس کے منہ سے نکلا کہ تجھ کو طلاق ہے۔ یا یوں کہہ دیا کہ میری بیوی کو طلاق۔ تو اس بڑبڑانے سے طلاق ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: فقیر محمد انصاری، ساکن مرواہا، پوسٹ بریار پور، ضلع مظفر پور

۷-۶-۷۶ء

۴۸۶/۹۲

الجواب ـــــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــــ!

(۱) صورت مذکورہ میں زید کی بیوی طاہرہ پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور یکبارگی تین طلاق دینے کی وجہ سے زید گنہگار ہوا۔ اسلئے کہ اس نے خلاف سنت کام کیا۔ حنفی مسلک کے مطابق ایک ہی بار تین طلاق دینے سے تین ہی واقع ہوں گی۔ اب بغیر حلالہ طاہرہ زید کی زوجیت میں نہیں آسکتی ہے۔ قرآن حکیم میں ہے: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلاَ تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ. ''پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔ (کنز الایمان)

(۲) حالت خواب میں طلاق دینے سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ اس لئے کہ سونے والا مرفوع القلم ہوتا ہے۔ درمختار میں ہے: **ولا یقع طلاق المولیٰ علیٰ امراۃ عبدہ والمعتوہ والمبرسم والمغشی علیہ والنائم الخ.** ''آقا کی طلاق غلام کی بیوی پر اور معتوہ یعنی بوہرے، مبرسم مدہوش اور سونے والے کی طلاق واقع نہیں ہوتی''۔ **وھو اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

استفتاء ۴۸۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ
زید نے اپنی بیوی سلمہ کو تین طلاق دیا ایسی حالت میں جب کہ زید کے دو دولہا بھائی عمرو و بکر نے یہ شرط رکھی کہ اگر تم اپنی بیوی سلمہ کو طلاق نہ دو گے تو ہم تمہاری ہمشیرہ کو طلاق دے دیں گے جس کا جواب بھی ادارہ دے چکا ہے کہ طلاق ہوئی لیکن رجعی ہوئی۔ اگر عدت کے اندر ہے تو زید اپنی بیوی کو لے آئے۔
اب ادارہ کو یہ آگاہ کرنا ہے کہ مندرجہ بالا ساری باتیں مولانا محی الدین پیش امام سیرن پور نے صرف زید سے کہیں۔ زید نے مولانا سے عاجزانہ طور پر کہا کہ جس طرح بھی ممکن ہو ہماری سلمہ واپس آنی چاہیے۔ مولانا نے زید سے کچھ روپے لئے اور اپنی طرف سے من گھڑت باتیں فتویٰ میں لکھ کر جواب منگوایا۔ اب زید کے دولہا بھائی نے جو شرط لگائی ہے اس کا کیا ہوگا کیوں کہ فتویٰ کے جواب پر زید کی مطلقہ بیوی پھر زوجیت میں آچکی ہے۔ اب پنچایت کی بات دراصل یہ ہے کہ زید نے اپنی بیوی سلمہ کو بھری پنچایت میں تین طلاقیں دیں اور پنچ نے مہر و خرچ عدت کی جگہ بطور جرمانہ زید سے مبلغ ایک ہزار روپے لیا اور سلمہ کے والد کو دے دیا اور سلمہ کو اس کے والدین کے حوالہ کر دیا۔ اب ادارہ سے پنچایت شکایت کرتی ہے کہ اتنے بڑے اہم مسئلہ کو بغیر گواہ کے ایک مولوی جو چند روپے کے عوض اصلیت کو چھپا کر غلط مسئلہ بیان کر کے فیصلہ لیا اور یہاں سے ناجائز نسل کو جنم لینے کا موقع دیا۔ آپ بہت جلد مسائل سے آگاہ فرمائیں کیوں کہ بہت سی باتیں ادارہ کے خلاف کی جارہی ہیں۔ لہٰذا اس مسئلہ کا جواب بہت جلد مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: سیرن پور پنچایت، بردوان

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــ !

قبل کے جس فتویٰ کا حوالہ سوال میں دیا گیا ہے وہ فتویٰ سائل کے سوال کے مطابق درست ہے۔ اگر سائل نے حقیقت کے خلاف غلط سوال قائم کر کے فتویٰ لیا ہے تو اس کا گناہ سائل پر ہوگا۔ گزشتہ فتویٰ میں صرف ایک طلاق کا ذکر تھا اور یہ بھی تھا کہ جب خالد سے عورتوں نے پوچھا کہ کیا تم نے اپنی بیوی شاکرہ کو طلاق نہیں دیا ہے، تو خالد نے کہا طلاق طلاق طلاق۔ اس میں طلاق کی نسبت و اضافت کسی کی طرف نہیں کیا کہ کس کو طلاق دیا۔ لہٰذا سوال کے مطابق جواب دیا گیا کہ صرف طلاق کہنے سے طلاق واقع نہ ہوگی جب تک کہ طلاق کی نسبت کسی کی طرف نہ کی جائے۔
اب یہ دوسرا سوال جو دریافت کیا گیا ہے اس میں تین طلاقوں کا ذکر ہے۔ برتقدیر صدق مستفتی اگر یہ صحیح ہے تو سلمہ پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور وہ اپنے شوہر کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ تین طلاقوں کے بعد بغیر حلالہ سلمہ اپنے شوہر زید پر حرام ہے۔ اگر

زید اسے اپنے پاس رکھے گا تو حرام کاری ہوگی اور دونوں گنہگار مستحق عذاب نار ہوں گے۔ پنچوں کو اگر اس کا صحیح علم ہے کہ زید نے تین طلاقیں دے دی ہیں تو پنچوں کا یہ فرض ہے کہ دونوں کو علیحدہ رہنے کی تاکید کریں۔ اگر زید نہ مانے تو اس کا بائیکاٹ کریں۔ زید کے بہنوئی نے جو شرط لگائی ہے وہ لغو اور بیہودہ ہے۔ زید کے بہنوئی زید کی بہن کو بدستور سابق زوجیت میں رکھیں۔ پنچوں کا بطور جرمانہ زید سے ایک ہزار روپے لینا جائز نہیں۔ ہاں دین مہر اور عدت کا خرچ جو ہو وہ حساب کر کے لینا چاہیے۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲-۲-۷۶ء

استفتاء ۴۸۸

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو تین طلاق مغلظہ دے دی اور یہ بات پایہ شہرت کو پہنچ گئی اور ہندہ آزادانہ طور پر شوہر سے علیحدہ رہ کر عدت گزارنے لگی اور مکمل تین ماہ یا زائد عدت کے اختتام کے بعد زید اور اس کی مطلقہ بیوی ایک ہی مکان میں رہنے لگے۔

باشندگان محلہ یہ بودوباش دیکھ کر متحیر ومتعجب ہیں کہ آخر طلاق مغلظہ کے بعد پھر دونوں میں میل جول کی کونسی جائز صورت ہوگئی۔ لوگوں نے استفسار کیا اور پوچھا کہ اس کے قبل علیحدگی تھی اور پھر اب ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ ہندہ مطلقہ نے جواب دیا کہ فتویٰ منگوایا تھا اور مفتی حضرات نے یہ جواب دیا تھا کہ یہ طلاق واقع نہیں ہوئی ہے۔ لہٰذا اس استفسار کے بعد ہم دونوں شوہر و بیوی ایک ساتھ رہنے لگے۔ اس جواب پر جملہ اہل محلہ نے وہ فتویٰ طلب کیا۔ زید و ہندہ فتویٰ دکھانے اور دینے سے ناپسندیدگی کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ بالآخر فتویٰ دکھایا گیا اور پڑھا گیا جس میں سائل نے صورت مفروضہ بنا کر فتویٰ کا جواب طلب کیا تھا۔ وہ یہ کہ بحالت نوم طلاق دیا ہے اور فلاں فلاں گواہ ہے۔ یہ جواب دیکھ کر ہم لوگ ششدر رہ گئے اور گواہوں کو مجمع عام میں طلب کر کے پوچھا تو ان لوگوں نے مشترکہ طور پر کہا اور منفرداً بھی کہ ہم لوگوں نے اس طرح گواہی نہیں دی ہے بلکہ بحالت بیداری اور ہوش کے عالم میں آپس میں جھگڑتے ہوئے اور گالی گلوج کرتے ہوئے غصہ میں آ کر زید نے ہندہ کو تین طلاق دیا ہے۔ اب تو وہ محرر فتویٰ فرضی کا جعل ساز کارنامہ سب کے سامنے عیاں ہو گیا اور حقیقت سامنے آ گئی۔ اس امام کی اقتدا کا حکم شرعی اور زوجین کا کیا فیصلہ ہوگا؟ جواب سے ماجور ہوں گے۔

منجانب: کمیٹی کانٹاڈیہہ، پوسٹ جھالدہ، ضلع پورولیا، مغربی بنگال
۲۳-۶-۷۶ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــ!

برتقدیر صدق سوال تین طلاقوں کے بعد زید کی بیوی اس کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ طلاق مغلظہ کے بعد بغیر حلالہ زن وشوہر کا ایک جگہ رہنا اور باہمی اختلاط میل ملاپ شرعاً ناجائز وحرام ہے۔ زید وہندہ اور فرضی فتویٰ لکھ کر اس کا جواب منگوانے والے سخت گنہگار و مستحق عذاب نار ہوئے۔ نعوذبالله من ذالک ''اس فعل مذموم سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔'' اگر دیدہ ودانستہ طلاق کا علم ہونے کے باوجود بھی جس نے ایسا غلط سوال کیا اور حرام کو حلال بنانے کی ناکام کوشش کی اس پر تجدید ایمان وتجدید نکاح کرنا ضروری ہے اور ساتھ ہی اعلانیہ توبہ کرنا لازم۔ مفتی سے جیسا سوال کیا جائے گا وہ اسی کے مطابق جواب دیں گے۔ یہ ذمہ داری سوال کرنے والے پر ہے کہ صحیح فتویٰ پوچھ رہا ہے یا غلط۔ بہرحال حالت بیداری میں طلاق دینا اور حالت خواب پر اس کو محمول کر کے فتویٰ لینا شرعاً ناجائز وگناہ عظیم کیا۔ زید وہندہ کو فوراً بلا تاخیر علیحدہ ہونا ضروری ہے۔ اگر وہ دونوں الگ نہ ہوں تو عام مسلمانوں کو چاہیے کہ اس سے سلام وکلام، میل جول ترک کردیں۔ قرآن حکیم میں ہے: وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ. ''اور جو کہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔'' اگر کسی امام نے ایسا غلط فتویٰ جان بوجھ کر پوچھا ہے یا لکھا ہے تو اس کی اقتدا میں نماز جائز نہ ہوگی۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

استفتاء ۴۸۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں یہ کہ

زید اور اس کی بیوی ہندہ کے درمیان جھگڑا ہوا اور غصہ کی حالت میں زید نے اپنی بیوی ہندہ سے کہا— تینوں طلاق تم پر واجب ہے (دوبار کہا)۔ بیان بالا زید نے واقعہ کے تقریباً آدھ گھنٹہ بعد ہی ایک آدمی کو دو آدمی کی موجودگی میں دیا (۱۱؍ مارچ ۱۹۷۶ء بعد نماز مغرب)۔ دوسرے دن یعنی ۱۲؍ مارچ ۱۹۷۶ء بعد نماز جمعہ ایک آدمی کو ایک آدمی کی موجودگی میں بایں الفاظ بیان دیا ''میں نے کہا تینوں طلاق واجب ہے'' (دوبار کہا) اور جب مندرجہ بالا بیان کی صراحت کی گئی اور دریافت کیا گیا کہ اب کوئی گنجائش ہے یا نہیں کیوں کہ تمہارے اس جملہ میں گنجائش ہے؟ تو زید نے کہا ''نہیں وہ تو ختم ہوگیا''۔ دوبارہ پھر پوچھا گیا کہ کچھ گنجائش ہے؟ تو پھر زید نے کہا ''نہیں''۔

زید نے ایک آدمی کے سامنے ۱۱رمارچ ۱۹۷۶ء کے واقعہ طلاق کی تفصیل بتائی تو اس آدمی نے دریافت کیا کہ "دین مہر کا روپیہ کہاں سے لا کر دو گے؟" زید نے جواب دیا کہ میرے پاس ہے کیا جو دیں گے؟ تو پھر اس مرد نے مشورہ دیا کہ تم فلاں سے مل کر کچھ وقت مانگو اور روپے کا انتظام کرو۔ اس پر وہ خاموش رہا۔ زید کی بیوی ہندہ نے بھی بیان دیا کہ میرے شوہر نے مجھے دو بار کہا "تینوں طلاق آج تیرے لئے واجب ہو گیا"۔ ۱۱رمارچ و ۱۷رمارچ ۱۹۷۶ء۔

نوٹ—زید نے مختلف لوگوں کے سامنے مندرجہ بیانات دیئے مگر اب وہ بعض مصالح یا غلط مشورہ کے تحت اپنے بیانات بدل ڈالا۔ ساتھ ہی واقعہ طلاق کے وقت جن عورتوں نے پہلی بار براہ راست طلاق کے الفاظ سنے تھے زید کے بیان کے ساتھ ہی ان عورتوں نے بھی اپنے بیان بدل ڈالا ہے۔ مندرجہ بالا بیانات اور حالات کو نظر میں رکھتے ہوئے قرآن وسنت کی روشنی میں انتہائی محتاط فیصلہ کیا جائے ورنہ کئی زندگیاں تلخ ہوں گی۔ جواب جس قدر ممکن ہو جلد ارسال کئے جائیں تا کہ فریقین کی تلخی کا ماحول ختم ہو یا پھر علیحدگی مستقل ہو جائے۔

المستفتی: سردار مجلس انصار، دلاور پور، مونگیر، محمد مقیم الدین

۹۲/۸۶ھ

الجواب—————**بعون الملک الوھاب**—————!

صورت مسئولہ میں زید کے متعدد بار بیان کرنے سے کہ اس نے اپنی شریک حیات سے کہا "تینوں طلاق تم پر واجب ہے" نیز جب زید سے یہ دریافت کیا گیا کہ اب کوئی گنجائش ہے یا نہیں؟ تو اس نے جواب دیا "نہیں وہ تو ختم ہو گیا"۔ ان کلمات سے اس کی زوجہ پر طلاق مغلظہ واقع ہو گئی اور یکبارگی تین طلاق دینے کی وجہ سے زید گنہگار ہوا کہ اس نے طریقہ مسنونہ کے خلاف ایک ہی بار تینوں طلاق دے دی۔ **وبدعية ثلثا اى مجتمعا او متفرقا كانت طالق ثلثا او انت طالق طالق طالق فمثل هذا وقع لكنه يا ثم به وهو المنقول عن جمهور الصحابة والتابعين والائمة والمجتهدين منهم ابن عباس اخرجه عنه مالك وابو هريره اخرجه عنه ابو داؤد عن عمر انه قال فى الرجل يطلق امراته ثلثا قال هى ثلث لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره.** "ایک طہر میں تین طلاق دینا بدعت ہے خواہ ایک ساتھ ہو یا الگ الگ جیسے تم تین طلاق والی ہو، تم طلاق والی ہو، تم طلاق والی ہو تو تین طلاق واقع ہو جائیں گی لیکن طلاق گنہگار ہوگا۔ اور جمہور صحابہ کرام تابعین اور ائمہ مجتہدین سے یہی منقول ہے۔ ان ہی میں سے ابن عباس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ عبد اللہ ابن عباس سے امام مالک رضی اللہ عنہ نے تخریج کی ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابو داؤد نے تخریج کی ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیا۔ سرکار نے فرمایا: پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔" یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تین طلاقیں دینے والے کے

متعلق فرمایا کہ وہ تین طلاقیں ہوں گی اور بغیر حلالہ اس کے لئے جائز نہ ہوگی۔اور یہی مسلک امام ابوحنیفہ کا ہے۔طلاق کے بعد اغراض نفسانی یا غلط مشورہ کی بنا پر خلاف حقیقت بیان دینا اور اپنے جرم کو چھپانے اور ناجائز کو جائز بنانے کی کوشش کرنا شرعاً سخت مذموم و باعث گناہ عظیم ہے۔وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۰-۶-۷۶ء

استفتاء ۴۹۰

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

ایک لڑکے نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ کچھ عرصہ کے بعد پھر دوبارہ اسی لڑکی سے شادی کر لی۔لہٰذا یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں؟ اس لئے خلاصہ تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد حدیث، نئی تار، پوسٹ گھر چٹا، ضلع گریڈیہہ

۱۷-۷-۷۶ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــ

سوال میں طلاق کی تفصیل نہیں کہ لڑکے نے اپنی بیوی کو کیسی اور کتنی بار طلاق دی۔ اگر صرف ایک بار اپنی بیوی کو طلاق دی ہے تو عدت کے اندر رجعت کر سکتا ہے۔ یہ طلاق رجعی ہوتی ہے۔اس میں دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں۔

اور اگر طلاق بائن دی ہے تو دوبارہ نکاح کرنا ہوگا۔طلاق بائن کی بہت سی صورتیں ہیں، جیسے دو طلاق بائن دی یا طلاق کسی چیز پر معلق رکھا وغیرہ۔اور اگر تین بار طلاق دی ہے تو اب دوبارہ نکاح کرنے پر بھی وہ عورت اس کے لئے جائز نہ ہوگی بلکہ اس کے لئے حلالہ کی ضرورت ہوگی۔ یہ طلاق مغلظہ کہلاتی ہے۔تین طلاق کے بعد وہ عورت عدت گزار کر کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے اور وہ مرد اس سے مجامعت کرے پھر طلاق دے دے تو پھر عدت گزار کر پہلے شوہر سے اس کی شادی ہو سکتی ہے۔وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۴-۷-۷۶ء

استفتاء ۴۹۱

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ

زید دو شاہدین کے ساتھ عمرو کے پاس آیا اور ایک طلاق کے مسئلہ میں رجوع کیا۔ عمرو بنفس خود مسئلہ بتانے کی بجائے زید اور اس کے گواہوں سے بیان لے کر من وعن نقل کر کے ادارہ میں بھیج دیا۔ عمرو کی حیثیت صرف ایک ناقل کی ہے اصل معاملات سے عمرو قطعاً ناواقف ہے۔ بعد میں شاہدین نے اپنے بیان کی صداقت سے انحراف کیا۔ حالانکہ پہلے وہ حلفیہ بیان اپنے انگوٹھے کے نشان کے ساتھ دیا تھا۔ پہلے بیانات کے بموجب مسئلہ کے جواب میں مفتی شرع نے زید کے صدق یا کذب بیانی کی بنیاد پر عمل کے لئے اسی کو مختار بنایا تھا۔ چنانچہ زید نے اپنی زوجہ سے تعلقات قائم کر لیا۔ لیکن مفتی شرع کو جب شاہدین کے بیان سے انحراف کی خبر ملی تو صورت مسئولہ میں زید کی بیوی اس کے لئے حرام قرار دی گئی۔

مضمون بالا کے پیش نظر عمرو نے صرف اپنا قلم استعمال کیا جب کہ زید اور اس کے شاہدین استفتاء قلمبند کرنے سے قاصر تھے عمرو نے صرف یہ کیا کہ بنگلہ زبان کے بیان کو اردو میں لکھ دیا۔ ایسی صورت میں عمرو پر کوئی شرعی جرم عائد ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی جرم عمرو پر عائد نہیں ہوتا تو اگر کوئی شخص اس کا بہانہ بنا کر اور ایک متصلب دیوبندی مولوی کا سہارا لے کر بدنام ورسوا کرنے کی ناپاک سعی کرے، اس کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟ اور جو لوگ اس کام میں اس کا ساتھ دینے والے ہیں انہیں کیا کہا جائے گا۔ اس کی اقتداء میں نماز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: محمد تاج الدین، صدر مدرسہ حنفیہ غریب نواز، سیوان، بوکارو اسٹیل سٹی، دھنباد

۹۲/۸۶ ء

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوہاب ــــــــــ !

اللھم ارنا الحق حقا وارنا الباطل باطلاً. صورت مذکورہ میں عمرو بالکل بے گناہ ہے۔ شرعاً اس پر کوئی الزام یا اعتراض جائز نہیں۔ عمرو نے تو صرف زید اور اس کے مقرر کردہ شاہدین کے بیانات وشہادتوں کو لکھا۔ اگر شریعت مطہرہ کے مطابق عمرو جائز یا ناجائز فتویٰ بھی دیتا جب بھی وہ مجرم نہ ہوتا اور ایسی صورت میں بھی لوگوں کو کوئی حق نہ تھا کہ عمرو کو مجرم قرار دے۔ مگر عمرو نے خود مسئلہ کی وضاحت نہ کی بلکہ اسے مفتی شرع کے پاس بھیج دیا اور مفتی نے زید اور اس کے گواہوں کی شہادت کے پیش نظر جواب دیا اور دیانۃً اس کی صداقت کا ذمہ دار زید ہی کو قرار دیا۔ اگر گواہوں نے اپنی پہلی شہادت سے انکار کیا تو اس کی ذمہ داری انہی پر ہوگی۔ لہٰذا اگر گواہوں نے جھوٹی شہادت دے کر اصل مسئلہ کی نوعیت بدل دی ہے تو وہ اعلانیہ توبہ کریں۔ واقعی زید نے ناجائز وجائز بتانے کیلئے غلط طریقہ استعمال کیا ہے تو اسے فوراً اعلانیہ توبہ کرنا چاہیے اور اپنی بیوی سے الگ ہو جانا چاہئے ورنہ وہ سخت گنہگار ہوگا۔

غرضیکہ عمرو کا مسئلہ کے جواز یا عدم جواز سے کوئی تعلق نہیں۔ جو لوگ عمرو کو مجرم قرار دیتے ہیں، اسے رسوا و ذلیل کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں وہ شرعا سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہیں کہ انہوں نے ایک بے قصور کو بدنام کرنے کی کوشش کی۔ ایسے شرپسندوں کی اقتدا میں نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ لوگوں کو ایسے فتنہ پروروں سے علیحدگی اختیار کرنا چاہیے۔ قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا: وَاِمَّا یُنۡسِیَنَّکَ الشَّیۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّکۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ۔ ''اور جو کہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (کنز الایمان)

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۸-۸-۷۶ء

استفتاء [۴۹۲]

مسئلہ: حضرت مولانا مفتی اعظم صاحب! قدم بوس سلام ورحمت!

التماس خدمت یہ ہے کہ مورخہ ۲۸ مئی کو ماں اور چھوٹے بھائی اور ان کی بیوی میں تنازع ہوگیا۔ جس دن یہ واقعہ ہوا کچھ بات زیادہ نہیں بڑھی۔ دوسرے دن چھوٹے بھائی سو کر اٹھے، منہ ہاتھ دھو کر بیٹھے ہوئے تھے اور ابھی کل کا غصہ فرو نہیں ہوا تھا۔ اسی سبب سے اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم اپنے میکہ چلی جاؤ۔ وہ بولی میں نہیں جاؤں گی۔ دو تین بار اس نے اپنی بیوی سے کہا لیکن اس نے کوئی توجہ نہ دی۔ تو میرے بھائی نے کہا ٹھیک ہے تم نہیں جاتی ہو نہ جاؤ، میں خود ہی چلا جاتا ہوں۔ پھر وہ اپنا کپڑا وغیرہ بکس میں رکھنے لگا۔ جب بیوی نے یہ دیکھا تو اس نے کپڑا چھیننا شروع کیا۔ اس افراتفری میں میرے بھائی کا غصہ اور زیادہ ہوگیا اور انہوں نے ایک دم تین طلاق دے دیا۔ یعنی طلاق طلاق طلاق کا لفظ ایک سانس میں کہہ دیا۔ اب جب کہ وہ طلاق دے چکے تو لڑکی طلاق لینے سے انکار کرتی ہے۔ حالانکہ طلاق دیتے وقت ایک لفظ بھی نہ بولی تھی۔ ابھی وہ اپنے میکہ میں ہے۔

طلاق دینے کے بعد میرے چھوٹے بھائی بہت افسوس کر رہے ہیں اور پھر انہیں سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ اب آپ اس کی راہ نکالیں کہ طلاق ہوگئی تو اس کی صورت کیا ہوگی اور اگر طلاق نہ ہوئی تو کیا صورت ہوگی۔ آپ سے بصد ادب عرض کروں گا کہ آپ اس مسئلہ کو تفصیل سے تحریر کریں۔ عین نوازش ہوگی۔ میرے بھائی کا ایک لڑکا ۸-۹ ماہ کا ہے جو طلاق کے وقت ساتھ تھا اور اسی کی وجہ سے دوبارہ زوجیت میں لانا چاہتے ہیں۔

المستفتی: فضل الحق، ڈرونڈہ چوک، پوسٹ ہنسو، رانچی-۲
۱۲-۷-۷۶ء

۸۶/۹۲ ۷

الجواب ـــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــ!

صورت مذکورہ میں اگر آپ کے بھائی نے اپنی شریک حیات کو مخاطب کر کے تین طلاقیں یکبارگی دی ہیں تو طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور اس کی بیوی زوجیت سے خارج ہوگئی اور طریقہ مسنونہ کے خلاف یکبارگی تین طلاق دینے کی وجہ سے شوہر گنہگار ہوا۔ درمختار میں ہے: والبدعی ثلاث متفرقة اوثنتان بمرة اومرتین وفی ابوداؤد عن عمروابن العاص سئلوا عن البکر یطلقھازوجھاثلاثا فکلھم قال لاتحل له حتی تنکح زوجا غیره. ''ترجمہ اور طلاق بدعی تین طلاق ہے متفرق طور پر یا بیک لفظ تین طلاقیں۔ اور ابوداؤد شریف میں عمرو بن عاص سے مروی ہے کہ صحابہ کرام نے اس باکرہ عورت کے بارے میں دریافت کیا کہ جس کے شوہر نے تین طلاقیں دی تو فرمایا کہ تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اس کے لئے وہ حلال نہ ہوگی جب تک کہ دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔'' اور یہی مسلک امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔ لہٰذا اب بغیر حلالہ آپ کے بھائی کی اہلیہ اس کی زوجیت میں نہیں آسکتی۔ ہاں اگر بوقت طلاق صرف طلاق طلاق طلاق کہا اور اپنی بیوی کو مخاطب نہ کیا نہ اس کی طرف طلاق کی نسبت و اضافت کی تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ اس لئے کہ طلاق واقع ہونے کے لئے تخاطب یا نسبت ضروری ہے، جیسے انت طالق یا طلقتک۔ اس کی تحقیق کریں اور جو حقیقت ہو اس کے مطابق عمل کریں۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ
۶-۸-۷۶ء

استفتاء ۴۹۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

زید اپنی بیوی کو لانے کے لئے سسرال والوں سے کہا تو سسرال والوں نے کہا کہ نہیں جائیگی۔ خود اس کی بیوی ہندہ نے گالی دیتے ہوئے کہا کہ تم ہمارا فیصلہ کر کے جاؤ۔ اس پر زید نے غصہ میں آکر کہا میں نے تجھے طلاق دیا۔ جب پنچایت ہوئی تو ہندہ نے کہا تین طلاق دی ہے۔ کون سی طلاق ہوئی۔ اگر زید و ہندہ رجوع کرنا چاہیں تو کیا صورت ہوگی؟ ہندہ کے پاس قبل شادی یا بعد شادی جو زیورات ہیں اس کا کون مالک ہوگا۔

المستفتی: محمد ہارون خاں، مقام و پوسٹ سورسنڈ، ضلع سیتامڑھی

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــ!

(۱) صورت مذکورہ میں جب ہندہ اور اس کے بھائی نے یہ اقرار کیا کہ زید نے تین طلاقیں دی ہیں اور زید نے اس کی تردید نہیں کی تو تین طلاقوں کے بعد ہندہ زید کی زوجیت سے قطعی طور پر خارج ہوگئی اور یہ طلاق مغلظہ ہوئی جس میں بغیر حلالہ ہندہ زید کے لئے حلال نہ ہوگی اور تین طلاق ایک بار میں دینے سے زید گنہگار رہا۔ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ. "پھر اگر تیسری طلاق دی تو وہ اسے حلال نہ ہوگی جب تک کہ دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے" (کنزالایمان) لہٰذا بغیر حلالہ ہندہ زید کے لئے جائز نہ ہوگی اور اگر زید نے صرف ایک طلاق دی ہے تو عدت کے اندر بیوی سے رجعت کرسکتا ہے۔

(۲) ہندہ کے پاس جو زیورات قبل شادی کے ہوں یا بعد کے وہ ہندہ کی ملکیت ہیں۔ اگر زید نے کچھ زیور دیا ہے تو اسے واپس لینا زید کے لئے جائز نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــبـہ

۱۲-۹-۷۶ء

استفتاء ۴۹۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

حافظ سراج الدین نے اپنی بیوی کو نشوز و نافرمانی کی بنا پر طلاق مغلظہ دے دی۔ حافظ موصوف کے خسر پنچایت کے جنرل سکریٹری ہیں۔ گیارہ ماہ بعد پنچایت کی گئی۔ حافظ موصوف سے طلاق کی وجہ دریافت کی گئی۔ انہوں نے بتلایا کہ مجھے اور میرے گھر والوں کو ہندہ بہت ایذا دیتی تھی اس لئے مجبوراً طلاق دیدی۔ پنچوں نے فیصلہ کیا کہ تم کو دین مہر عدت کا خرچ سامان جہیز کا روپیہ اور پندرہ سو روپیہ جرمانہ ۲۰ تاریخ تک ادا کرنا ہے اور وقت گزر جانے پر اس کا دوگنا یعنی کل رقم ۴۴سو روپے کا دوگنا دینا ہوگا۔ لہٰذا پنچوں کا یہ فیصلہ درست ہے یا نہیں اور حافظ صاحب کو کون کون سی رقم دینا ضروری ہے؟

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــ!

صورت مذکورہ میں طلاق دینے پر حافظ سراج الدین کو مطلقہ بیوی کا دین مہر اور عدت کا خرچ دینا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ اور کچھ دینا ضروری نہیں۔

حافظ موصوف کے متعلق پنچایت والوں نے جو فیصلہ کیا ہے وہ سراسر غلط اور شریعت مطہرہ کے خلاف ہے۔ اس لئے فیصلہ کرنے والے شرعاً گنہگار و مستحق عذاب نار ہوں گے۔ قرآن حکیم میں ہے: اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى. پنچوں کا فیصلہ ہرگز قابل عمل نہیں۔ یہ فیصلہ شرعی قانون کے خلاف ہے۔ تعزیر بالمال (مالی جرمانہ) قطعی ناجائز و حرام ہے اور ایسے رہبروں کی رہبری شرعاً غلط، ایسے کو قوم کا سردار بننا یا بنانا ناجائز ہے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۱۶-۹-۷۶ء

استفتاء ۴۹۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ

بارہ سال قبل ہوئے ہماری شادی عائشہ خاتون ولد عبدل میاں مرحوم ساکن اسلام پور، ضلع پٹنہ کے ساتھ ہوئی تھی۔ ہماری اہلیہ (عائشہ خاتون) کم پڑھی لکھی بھی ہیں اور تنگ مزاج بھی۔ لیکن میں ان سے نباہ کرر ہا تھا۔ ہماری ذریعہ آمدنی سبزی کی تجارت ہے جس سے دس افراد کی کفالت کرتا ہوں۔ حالیہ سیلاب نے ہماری تمام لگی ہوئی سبزیوں کو برباد کر دیا جس سے ہماری آمدنی ختم ہوگئی۔ ایک طرف آمدنی ختم ہو جانا دوسری طرف روزمرہ کے اخراجات نے ہمیں ذہنی طور پر پریشان کرر کھا تھا۔ ۶ رشوال المکرم یوم جمعہ کو میں سخت اُلجھنوں میں تھا۔ اسی دوران جب میں باہر سے گھر پہنچا تو مکان کے سامنے ایک بھیڑ سی لگی دیکھی۔ مکان میں داخل ہونے پر دیکھا کہ ہماری بیوی (عائشہ خاتون) ہماری بوڑھی ماں سے جھگڑا کررہی ہے۔ ماں کی بے عزتی ہم سے برداشت نہ ہوئی اس کے باوجود ہم نے عائشہ کو سمجھایا کہ تم تلخ کلامی بند کرو اور یہاں سے ہٹ جاؤ۔ لیکن اس نے ہمیں بھی اندھا وغیرہ کہہ دیا۔ بھیڑ بڑھتی جارہی تھی اور ہمارے ماں کی پیہم بے عزتی ہورہی تھی۔ چونکہ میں پہلے ہی سے ذہنی پریشانی میں مبتلا تھا اس لئے عائشہ کی بدکلامی سے مجھے غصہ آگیا اور میں نے اسے سات مرتبہ طلاق دے دی۔ معاً مجھے اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا لیکن ذہنی توازن کھو بیٹھنے کے باعث بات زبان سے نکل چکی تھی۔

میں ایک شریف آدمی ہوں اور عائشہ کی بدمزاجیوں کے باوجود اسے اپنے پاس رکھنا چاہتا ہوں۔ نیز عائشہ کو بھی اس کی امید نہ تھی کہ نوبت طلاق تک پہنچ جائے گی۔ اسے بھی اس کا صدمہ ہے اور وہ بھی ہمارے ساتھ رہنا چاہتی ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ از روئے شرع کیا عائشہ عدت کی مدت گذارنے کے بعد دوبارہ ہمارے عقد میں آسکتی ہے؟ امید کہ جواب سے سرفراز فرمایا جائے گا۔

المستفتی: محمد نعیم الدین، (دستخط) محمد نعیم الدین ولد اللہ رکھو میاں ۔
محلہ نبھی (مہادے استھان)، جہان آباد، ضلع گیا
۹ رشوال المکرم

۸۶/۹۲ھ

الجواب ـــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــ

صورت مسئولہ میں آپ کی بیوی عائشہ خاتون پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور وہ آپ کی زوجیت سے قطعی خارج ہو چکی اور چونکہ آپ نے طریقہ مسنونہ کے خلاف ایک ہی دفعہ سات بار طلاق کے الفاظ استعمال کئے اس لئے آپ گنہگار بھی ہوئے۔ درمختار میں ہے: **والبدعی ثلاث متفرقة اوثنتان بمرة اومرتين وفى ابو داؤد عن عمرو ابن العاص سئلوا عن البكر يطلقها زوجها ثلاثا فكلهم قال لاتحل له حتى تنكح زوجا غيره.** ''ترجمہ: اور طلاق بدعی تین طلاق ہے متفرق طور پر یا بیک لفظ تین طلاقیں۔ اور ابوداؤد شریف میں عمرو بن عاص سے مروی ہے کہ صحابہ کرام نے اس باکرہ عورت کے بارے میں دریافت کیا کہ جس کے شوہر نے تین طلاقیں دی۔ تو فرمایا تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے اس کے لئے وہ حلال نہ ہوگی جب تک کہ وہ دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔'' اور یہی مسلک حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔ لہٰذا اب آپ کی بیوی بغیر حلالہ آپ کے عقد نکاح میں نہیں آسکتی۔ ہاں بعد انقضائے عدت وہ دوسرے آدمی سے نکاح کرے اور بعد مجامعت وہ شوہر اسے طلاق دے دے تو پھر عدت گزار کر آپ سے اس کی شادی ہوسکتی ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کـتـــــــــــــبـــــــــــــــه

استفتـــــــاء [۴۹۶]

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ کہ بیچ میں طلاق دینے میں گواہ کا قول قابل قبول ہے یا شوہر کا۔ سوال یہ ہے کہ زید نے نجمہ سے نکاح کیا۔ کچھ دنوں کے بعد زید کے گاؤں والوں سے اور نجمہ کے گاؤں والوں سے جھگڑا ہوا۔ اس کا اثر زید اور نجمہ پر آگیا۔ نجمہ کے بستی والے کہتے ہیں کہ طلاق دے دیا ہے تم نجمہ کو چھوڑ دو۔ زید کہتا ہے میں اپنی بیوی کو طلاق نہیں دیا۔ اس میں اور عوام پڑ گئی۔ آخر بات کیا ہے؟ دونوں کا جھگڑا کیسے ختم ہوگا۔ اس لئے عوام ادارۂ شرعیہ کے دروازہ پر حاضری دے رہی ہے۔ حضور خلاصہ طور پر فیصلہ فرمادیا جائے۔ عوام زید کے بات پر اعتماد کرے یا نجمہ کے گاؤں والوں پر،

نہ کوئی اپنی گواہ کہنے کو تیار کہ مرے سامنے زید اپنی نجمہ کو طلاق دیا صرف سنی سنائی باتوں پر شور ہے۔عوام
میں بھی اختلاف ہے۔کوئی کہتا ہے طلاق دیا، کوئی کہتا ہے نہیں دیا۔اس لئے فیصلہ طلب ہے۔

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــــــ !

طلاق کہنے یا طلاق دینے والا خود اقرار کرے کہ میں نے طلاق دیا ہے یا دو آدمی معتبر دیندار گواہی دیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ زید نے میرے سامنے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے۔بغیر اس کے طلاق واقع ہونے کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا۔سوال میں اس کا بھی ذکر نہیں ہے کہ نجمہ کیا کہتی ہے۔اگر نجمہ بھی طلاق کا اقرار کرے گی تو زید کے انکار کی صورت میں صرف نجمہ کے کہنے پر طلاق کا حکم نہ ہوگا۔جب تک گواہ حلفیہ شہادت نہ دیں اگر صرف باہمی رنجش وعداوت کے بنا پر لوگوں نے یہ افواہ پھیلائی ہے تو وہ سب شرعاً گنہگار ولائق تعزیر ہوں گے۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۱۸-۱۰-۷۶ء

استفتاء ۴۹۷

مسئلہ: جناب مولانا صاحب! السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

میری شادی آج سے تقریباً آٹھ سال قبل ہوئی تھی۔ایک سال ہوئے ہمارے میاں بیوی میں جھگڑا ہوا۔غصہ میں آکر میں نے دو طلاق دے دیا تھا اور سارے گاؤں کے لوگوں سے یہ کہہ دیا تھا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی ہیں۔اس کے بعد میں گھر گیا اور بیوی سے بات چیت کرتا رہا۔ہم دونوں کا جھگڑا ختم ہوگیا۔دس دنوں کے بعد لوگوں نے مجھ سے کہا کہ جب تم نے طلاق دے دیا ہے تو اپنے گھر میں اسے کیوں رکھے ہوئے ہو؟ وہ تو تمہارے نکاح سے خارج ہوگئی۔میری بیوی اس وقت حمل سے تھی اس لئے میں نے اس کو گھر میں رکھا۔قریب کے ایک مولانا سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ تم نے دو طلاق دے دیا ہے اور گھر میں رکھے ہوئے ہو تو پھر سے نکاح پڑھالو، ایسے گھر میں رکھنا ٹھیک نہیں ہے۔میں گھر آکر میلاد شریف کیا اور نکاح پڑھالیا۔دو ماہ کے بعد بچہ پیدا ہوا۔ہم لوگ خوشی خوشی زندگی بسر کررہے تھے۔مگر گاؤں والے خلاف میں بولتے رہے کہ تم نے ناجائز طور پر بیوی کو رکھا ہے، تمہارا نکاح جائز نہ ہوا۔ایسی حالت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: نور محمد میاں، موضع سکھوا، پوسٹ بائن (پلاموں)

۹۲/۸۶ء

الجواب ـــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــ!

صورت مذکورہ میں جب آپ نے گاؤں کے لوگوں سے یہ کہہ دیا کہ میں نے تین طلاق دے دی ہیں تو وہ تین ہی طلاق واقع ہوں گی اور وہ بیوی آپ کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ وہ آپ کے لئے جائز نہ ہوگی۔ اگر آپ اسے رکھنا چاہیں تو بعد انقضائے عدت اس عورت کو دوسرے مرد سے نکاح صحیح کرنا ہوگا۔ پھر جب وہ شوہر بعد مجامعت اسے طلاق دے دے تو عدت گزر جانے کے بعد آپ اس سے شادی کر سکتے ہیں۔ قرآن حکیم میں ہے: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ الآية. ''پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک کہ دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔'' گاؤں والوں کا اعتراض درست ہے۔ آپ اس بیوی کو اپنے سے علیحدہ کریں۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

استفتاء ۴۹۸

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ

زید نے اپنی بیوی کو دو طلاق دی جس کے گواہ بھی موجود ہیں اور زید اور اس کی بیوی کو اس کا اقرار ہے۔ مگر کچھ شر پسندوں نے یہ کوشش کی ہے کہ یہ معاملہ بجائے سلجھنے کے اور الجھ جائے۔ ایک شر پسند نے یہ افواہ اڑائی ہے کہ زید نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی ہے۔ لہٰذا گزارش ہے کہ شرعی فیصلہ سے آگاہ کیا جائے۔ فقط

المستفتی: عبدالباسط عرف صاحب، دکھن باسکھالی، پوسٹ راجہ ڈانگا، ضلع جلپائی گوڑی

۲۷-۲-۷۷ء

۹۲/۸۶ء

الجواب ـــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــ!

صورت مسئولہ میں طلاق مغلظہ نہیں ہوئی۔ اگر فی الحقیقت زید نے اپنی شریک حیات ... دو طلاق دی ہیں تو وہ عدت کے اندر رجعت کر سکتا ہے۔ اگر عدت ختم ہو چکی ہو تو بغیر حلالہ صرف تجدید نکاح کر لے اور ہندہ کو اپنی ازدواجیت میں حسب دستور سابق رکھے۔ وھو اعلم

اور اگر تین طلاق دیدی ہیں تو بغیر حلالہ کے زید کا نکاح اس سے نہیں ہو سکتا۔ مصحح

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

استفتاء ۴۹۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے اس مسئلہ میں
زید نے ایک ہفتہ قبل اپنے گھر میں اپنی بیوی سے نا اتفاقی کی بات چیت کی تھی۔ ایک روز چند آدمی جمع ہوئے اور زید کو بلایا۔ کچھ لوگوں کو جمع دیکھ کر زید بہت غصہ ہوا اور انہیں لوگوں کے سامنے اس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیا۔ اب زید یہ کہتا ہے کہ اس وقت میرا دماغ پاگل ہو گیا تھا۔ ایسی صورت میں زید پر کیا حکم ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: زیاست حسین، نلنی پارہ، پوسٹ اسکن پارہ، ضلع ہوگلی

۹۲/۷۸۶

الجواب ـــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــ!
صورت مذکورہ میں زید کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور وہ زید کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ وہ زید کی زوجیت میں نہیں آسکتی۔ زید کا یہ کہنا کہ اس وقت میرا دماغ پاگل ہو گیا تھا، قابل قبول اور لائق توجہ نہیں۔ لہٰذا زید کی بات تسلیم نہیں کی جائے گی۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتــــــــــــــــــــبہ

۶-۴-۷۷ء

استفتاء ۵۰۰

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ
گزشتہ جمعہ کو اپنی بیوی سے جھگڑا ہو گیا اور مار پیٹ ہوگئی۔ بیوی نے ایسا لفظ کہہ دیا کہ میرے غصہ کی انتہا نہ رہی۔ میں نے کافی جنون میں آکر اپنی بیوی کو تین بار طلاق دے دیا اور یہ بھی کہا کہ تم چلی جاؤ۔ وہ دونوں بچوں کو لے کر اپنے ابا کے گھر چلی گئی۔ اب آپ لوگ اس کا فیصلہ کریں میں نے کافی غصہ کی حالت میں یہ کہہ دیا اور اب مجھے افسوس ہے کہ یہ میں نے کیا کہہ دیا۔ بات دراصل یہ ہے کہ میرے دو بچے ہیں اور بچوں کے بغیر میں نہیں رہ سکتا۔ اس کا فیصلہ میں آپ لوگوں پر چھوڑتا ہوں۔ جیسا آپ فیصلہ کریں مجھے منظور ہوگا۔ مگر طلاق کے دوران میری بیوی نے یہ نہیں کہا کہ میں آپ کی طلاق منظور کرتی ہوں۔ پھر اپنی

زوجیت میں رکھنے کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟

محمد گلشن رحمانی، نیو کرانا شوپ، چونی محلہ، گریڈیہہ
۲۴-۴-۷۷ء

۹۲/۸۶ ۷

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــ!

صورت مذکورہ میں آپ کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور رشتہ زوجیت ختم ہوگیا۔ وہ عورت بغیر حلالہ آپ کی زوجیت میں نہیں رہ سکتی۔ طلاق غصہ کی حالت ہی میں دی جاتی ہے، محبت میں نہیں دی جاتی۔ آپ کی بیوی طلاق قبول کرے یا نہ کرے بہرحال اس پر طلاق واقع ہوگئی۔ اگر آپ پھر اسے زوجیت میں لانا چاہیں تو اس کے لئے حلالہ ضروری ہے۔ اس کے علاوہ کوئی دوسری صورت اس کے جواز کی نہیں۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۱۰-۵-۷۷ء

استفتاء ۵۰۱

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسئلوں میں:

(۱) گل صنور نے اپنی اہلیہ عائشہ خاتون کو ۱۵/اپریل ۱۹۷۷ء بروز جمعہ غصہ کی حالت میں چار بار طلاقیں دیں اور یہ طلاق اس نے اپنی اہلیہ کے سامنے اپنے گھر کے آنگن میں دی۔ اس وقت اس کے گھر کے مرد و زن ورشتہ دار سبھی موجود تھے۔ آپس میں نوک جھونک کی وجہ سے طلاق دی۔ اس کے علاوہ برابر اپنی بیوی کو اس کی دھمکی دیا کرتا تھا کہ ہم تم کو چھوڑ دیں گے۔ آخر کار مذکورہ واقعہ پیش آیا اور اس نے مار پیٹ کر رکشہ میں سوار کر کے اس کے والدین کے یہاں بھیج دیا۔ لہٰذا طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کونسی طلاق واقع ہوئی؟

(۲) طلاق ہوجانے پر عائشہ خاتون اپنا دین مہر مبلغ پانچ سو روپے دو دینار سرخ لینے کی حقدار ہے یا نہیں؟

(۳) دینار سرخ کا وزن کیا ہے؟ تشریح فرمائیں۔

(۴) عائشہ خاتون کے بطن سے گل صنور کو ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔ لڑکے کی عمر تقریباً ۶ سال اور لڑکی کی عمر تین سال ہے۔ لہٰذا بچوں کا حقدار کون ہے اور ماں کے پاس بچے کتنے دنوں تک رہ سکتے ہیں اور ان کی خوراک و پوشاک کس کے ذمہ ہوگی اور یہ بھی تشریح فرمائیں کہ شریعت نے ماہانہ ایک بچہ کی خوراک لگ بھگ

کیا مقرر کی ہے؟

(۵) عائشہ خاتون کی خواہش ہے کہ بچوں کو اپنے پاس رکھے، شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۶) گل صنوراپنی شادی کا خرچ اپنی اہلیہ یا اس کے والدین سے کسی بھی صورت میں لے سکتا ہے کہ نہیں؟ شرعی حکم کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

المستفتی: محمد ابراہیم قریشی کیرآف کلٹی سائیکل اسٹور، بی بی سی روڈ، گریڈیہہ

۲۱-۴-۷۷ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــــ !

(۱) صورت مذکورہ میں عائشہ خاتون پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور وہ اپنے شوہر کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ اب وہ بغیر حلالہ شوہر مذکور کے لئے حلال نہ ہوگی۔

(۲) عائشہ خاتون کا مہر شوہر پر واجب الادا ہے اور وہ اپنا مہر لینے کی مستحق ہے اور والد نے جو سامان اسے دیا تھا وہ بھی واپس لے سکتی ہے۔

(۳) دینار سرخ اب نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔ یہ طلائی سکہ ہے جو تقریباً ۸؍آنے بھر کے ہوتا ہے۔ اس کی قیمت سونے کے اعتبار سے گھٹتی بڑھتی ہے۔

(۴) بچہ جب تک سمجھدار نہ ہو جائے ماں کے پاس رہے گا۔ اس سلسلہ میں فقہائے کرام نے لڑکے کی عمر سات سال اور لڑکی کے لئے ۹؍سال مقرر کی ہے۔ اس کے بعد باپ کو حق ہے کہ بچہ کو عورت سے لے کر اپنے پاس رکھے۔ مدت مذکورہ میں جب تک بچہ ماں کے پاس رہے گا باپ کو اس کے تمام اخراجات جیسے خوراک و پوشاک دینا ہوگا۔ شریعت مطہرہ میں خوراک کی کوئی حد مقرر نہیں کی ہے۔ گرانی وارزانی کے لحاظ سے کھانے پینے کے اخراجات کا تخمینہ لگایا جائے گا اور وہ باپ کو ادا کرنا ہوگا۔

(۵) شرعاً عائشہ خاتون کو سمجھدار ہونے تک بچہ کو اپنے پاس رکھنے کا حق ہے۔

(۶) شادی کا خرچہ اہلیہ یا اس کے والدین سے نہیں لے سکتا ہے۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبــــــــــــــــــــــــــــــــــــہ

۱۶-۵-۷۷ء

استفتاء ۵۰۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

شیخ لالو نے اپنی بیوی کو ماں کہتے ہوئے اپنے بچہ کو جو تقریباً سات ماہ کا ہے، چھین لیا اور کہا کہ آج سے تو میری ماں ہے اور میں تیرا بیٹا۔ اور اپنی بیوی کو گھر سے نکال دیا۔ شیخ لالو کی ماں نے کہا کہ بیٹا یہ کیا غضب کرتے ہو کہ اپنی بیوی کو ماں کہہ رہے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں اماں جان! آج سے یہ میری بیوی نہیں بلکہ یہ میری ماں ہے ماں ہے ماں ہے۔ لالو کی بیوی نے میکہ پہنچ کر جب اپنا سرگزشت بیان کیا تو پنچایت کے لوگوں نے لالو سے پوچھا۔ اس نے اقرار کیا کہ ہاں آج سے یہ میری بیوی نہیں ماں ہے۔

پنچان نے اس کی ماں سے دریافت کیا کہ یہ تمہاری بہو کیا کہتی ہے؟ تو لالو کی ماں نے بھی اقرار کیا کہ میرے بیٹے نے اپنی بیوی کو میرے سامنے ماں کہہ کر گھر سے نکال دیا اور بچہ چھین لیا۔ میں خدا اور رسول کو حاضر ناظر جان کر سچ کہتی ہوں میرا بیٹا ہے تو کیا۔ لہٰذا لالو کی بیوی پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ جواب باصواب سے آگاہ کریں۔

المستفتی: عبدالجلیل، پیش امام مسجد چاس، پوسٹ چاس، ضلع دھنباد

۱۸-۶-۷۷ء

۹۲/۸۶ء

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــ!

صورت مذکورہ میں لالو کے اس جملہ سے کہ تو میری ماں ہے اور میں تیرا بیٹا ہوں، طلاق واقع نہ ہوگی اور نہ ظہار ہی صحیح ہوگا۔ اس لئے کہ ظہار بیوی کو ماں کے جسم کے کسی حصے سے تشبیہ دینے پر صحیح ہوتا ہے اور یہاں ایسی تشبیہ نہیں۔ لہٰذا لالو کا اپنی بیوی کو ایسا کہنا لغو اور باعث گناہ ہوگا۔ ہاں اگر لالو نے اس جملہ سے طلاق مراد لی اور بہ نیت طلاق یہ لفظ کہا تو دیانۃً طلاق واقع ہوگئی۔ اس لئے لالو سے دریافت کیا جائے کہ اس نے کس ارادہ اور نیت سے بیوی کو ماں کہا۔ اگر بہ نیت طلاق کہا تو طلاق ہوگی ورنہ نہیں۔ اور اگر بغیر کسی نیت کے بیوی کو ماں کہہ دیا تو لالو گنہگار ہوگا لیکن طلاق نہ ہوگی۔ **وھو تعالیٰ اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۷-۶-۷۷ء

استفتاء ۵۰۳

مسئلہ: قبلہ مکرم مفتی شرع متین بعد ہدیہ سلام مسنون گذارش ہے کہ
کیا فرماتے ہیں ذیل کے مقدمہ میں شرع شریف سے جواب صحیح دے کر مطلع فرمائیں۔

طلاق نامہ

میں مسیح الزماں ولد عبدالقادر مقام وگوار ضلع ہزاری باغ کا ہوں اور ۱۸؍اٹھارہ ۱۹؍انیس سال قبل میری شادی آمنہ خاتون بنت عبدالقادر، ساکن مذکور سے ہوئی تھی جس سے دولڑکا، ایک لڑکی ہے۔ میاں بیوی میں نااتفاقی کی وجہ سے اپنی بیوی مذکورہ کو تین طلاق مغلظہ دیا اور دین مہر دوسو پچاس روپئے دیا اور چھوٹے بچے کی دودھ کی قیمت پانچ روپئے ماہوار دوسال تک دیں گے اور مذکورہ بیوی کو ایک سلائی کی مشین دیا۔ اب آج کی تاریخ سے بیوی مذکورہ کو کسی طرح کا حق یا عذر باقی نہ رہا نہ آئندہ ہوگا۔ بیوی مذکورہ مشین لے جائے اس میں کسی طرح کا عذر نہ رہا نہ آئندہ ہوگا۔ اس واسطے ہم اپنے ہوش وحواس رکھ کر، لکھوا کر، پڑھوا کر سمجھ لیا اور اپنا صحیح نشان بنایا جو وقت ضرورت کام آئے۔ کاتب وگواہ مصاحب علی بتھ مارا، ۱-۳-۷۷ء، دستخط مسیح الزماں، عبدالمجید، شیخ محمد مرتضیٰ، غیاث الدین، لال محمد انصاری، ۱-۲-۷۷ء، واضح ہو کہ مسیح الزماں نے دوسری شادی کر لی ہے اور اب پھر مطلقہ بیوی کو رکھنا چاہتا ہے۔ شرع شریف کا کیا حکم ہے؟

۸۶/۹۲ھ

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــ!

جب مسیح الزماں نے اپنی بیوی آمنہ خاتون کو تحریری طور پر تین طلاقیں دے دیں تو اس کی بیوی زوجیت سے خارج ہوگئی اور یہ طلاق مغلظہ ہوئی۔ اب اگر مسیح الزماں پھر اس عورت کو رکھنا چاہتا ہے تو بغیر حلالہ زوجیت میں نہیں رکھ سکتا۔ تین طلاقیں بیک وقت دےدینے سے تین ہی واقع ہوں گی اور یہی مسلک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ لہٰذا اب مسیح الزماں آمنہ خاتون کو ایسی صورت میں اپنی زوجیت میں رکھ سکتا ہے کہ بعد انقضائے عدت آمنہ دوسرے مرد سے نکاح صحیح کرے اور دوسرا شوہر بعد مجامعت اس کو طلاق دے تو پھر عدت گزار کر مسیح الزماں سے اس کی شادی ہوسکتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کے جائز ہونے کی کوئی صورت نہیں۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبــــــــــــــــــــہ

۹-۷-۷۷ء

استفتاء ۵۰۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
زید باہر سے اندر گھر میں گیا تو دیکھا کہ اس کی بیوی ہندہ بستر پر لیٹی ہوئی ہے افطار کا وقت تھا زید نے بیوی سے کہا کہ افطار کے وقت تم لیٹی ہوئی ہو یہ مناسب نہیں اسی اثناء میں زید کی لڑکی ریحانہ نے افطار کا سامان والد کے سامنے لاکر رکھا۔ زید پھر بیوی پر غصہ ہوا اب ہندہ کو بھی غصہ آ گیا اور شوہر پر لعن طعن کرنے لگی زید بھی ہندہ کی ماں کو گالی دینے لگا۔ ہندہ نے کہا کہ تم اپنی ماں ہی کو گالی دو، دونوں میں بات بڑھتی گئی۔ غصہ میں آ کر ہندہ نے شوہر زید کے سامنے رکھی ہوئی افطار کی تھالی کو اٹھا کر پھینک دیا زید نے بھی غصہ میں کہا طلاق دیا اس کے بعد لگا تار کہا کہ جواب دیا! جواب دیا! زید کا کہنا ہے کہ میری نیت خراب نہ تھی خدا، رسول حاضر، جو لوگ وہاں پر حاضر تھے انہوں نے بھی گواہی دی کہ زید حالت غصہ میں تھا ہی اس میں کہا کہ طلاق دیا اور بعدہ کہا جواب دیا! جواب دیا! اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ہندہ مذکورہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ چند بال بچے ہیں دونوں پشیمان ہے خلاصہ جواب شرع مرحمت فرمائیں۔
المستفتی: محبّ الحسین کیر اف مولوی ایوب صاحب، مدرسہ اسلامیہ اہلسنّت براٹ نگر نیپال

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــ وهو الموفق للحق والصواب ـــــــــــ!

صورت مذکورہ میں اکثر مقامات پر جواب دیا کا مطلب طلاق دیا ہی ہوتا ہے اور اکثر لوگ طلاق کے بجائے جواب دیا ہی بولتے ہیں۔ لہٰذا محاورۂ عام کے پیش نظر زید کا یہ جملہ جواب دیا طلاق ہی پر محمول کیا جائے گا اور اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہونے کا فتوی دیا جائے گا لہٰذا اب رشتہ زوجیت باقی نہ رہا اور ہندہ زید کی زوجیت سے خارج ہوگئی اور اب بغیر حلالہ ہندہ زید کے لئے جائز نہ ہوگی۔ وھو تعالی اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۷/۹/۷۷ء

استفتاء ۵۰۵

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ:
میاں بیوی میں جھگڑا ہوتے وقت میاں نے کہا کہ اگر تم ایسا کروگی تو ہم طلاق دے دیں گے بیوی نے کہا دیدو! میاں نے ایک دوتین طلاق ہوگیا جاؤ کہہ دیا۔ کیا ایسا کہہ دینے سے طلاق واقع ہوگئی کسی نے کہا کہ اس حالت میں طلاق نہیں ہوئی کیا یہ صحیح ہے اگر اب زوجیت میں رکھا جائے تو از روئے شرع یہ فعل جائز ہوگا یا نہیں؟ اگر طلاق ہوگئی تو یہ بائن ہوئی یا رجعی۔ اب پھر سے وہ زوجیت میں آسکتی ہے یا نہیں؟ اگر آسکتی ہے تو طریقہ بتائیں، پروردگار آپ کو ثواب دارین عطا کرے۔
المستفتی: مجید عالم معرفت برکت اینڈ کمپنی اندر چوک، کاٹھمنڈو نیپال

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــ!

صورت مذکورہ میں جب بیوی کے مطالبہ طلاق پر شوہر نے یہ کہہ دیا ایک دوتین طلاق ہوگیا جاؤ! اس جملہ سے طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور شوہر گنہگار رہوا اس لئے کہ اس نے ایک بار میں تین طلاقیں دے دی۔

درمختار میں ہے: وبدعة ثلاثا ای مجتمعا او متفرقا کانت. طالق ثلثا او انت طالق طالق طالق فمطلقة هذا یقع ولکنه یاثم وهو المنقول عن جمهور الصحابة والتابعین والائمة المجتهدین منهم ابن عباس اخرجه عنه مالک وابوهریره اخرجه عنه ابو داؤد عن عمر رضی الله عنه قال فجاء رجل وقال انه یطلق امراته ثلثا قال هی ثلث لا تحل له حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ اخرجه سعید بن منصور ومثله روی عن علی رضی الله عنه اخرجه البیهقی وابونعیم وعن ابن عباس ابی هریرة وابن الزبیر اخرجه مالک وعن ابن عمرو مغیرة وشعبة وعن الحسن بن علی رضی الله عنهم وغیر ذالک من الصّحابة والتابعین.

''ایک طہر میں تین طلاق دینا بدعت ہے خواہ ایک ساتھ ہو یا الگ الگ ہو جیسے تم تین طلاق والی ہو، یا تم طلاق والی ہو، تم طلاق والی ہو، تم طلاق والی ہو۔ تو تین طلاق واقع ہو جائیں گی لیکن طالق گنہگار رہوگا۔ اور جمہور صحابۂ کرام، تابعین اور ائمہ مجتہدین سے یہی منقول ہے۔ ان ہی میں ابن عباس اور حضرت ابو ہریرہ ہیں ان سے امام مالک رضی اللہ عنہ نے تخریج کی ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابو داؤد نے تخریج کی ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیا ہے۔ سرکار نے فرمایا وہ اب تمہارے لئے حلال نہیں ہے یہاں تک کہ وہ

دوسرے شوہر سے نکاح صحیح کرلے۔ اس کی تخریج سعید بن منصور نے بھی کی ہے اور اسی کے مثل حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس کی تخریج بیہقی اور ابونعیم نے کی ہے۔ اور حضرت ابن عباس سے بھی مروی ہے وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں جس کی تخریج امام مالک رضی اللہ عنہ نے کی ہے۔ امام مالک اپنی تخریج میں فرماتے ہیں ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے ابن عمر، مغیرہ اور شعبہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے مذکورہ صحابہ کرام حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں (مذکورہ بالا صحابۂ کرام کے علاوہ) دیگر صحابۂ کرام اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اس طرح کی حدیثیں مروی ہیں۔

اور یہی مسلک امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے لہٰذا اب بیوی بغیر حلالہ شوہر کے لئے جائز نہ ہوگی۔ وہو اعلم

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

۹/۸/۷۷ء

استفتاء ۵۰۶

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین حسب ذیل مسئلہ میں:

مسمّٰی حشمت اللہ خاں ولد کفایت اللہ خاں مرحوم ساکن پپراڈا کخانہ ڈمریا ضلع پلاموں نے اپنی زوجہ حدیثہ بیوی کو رنجش سے یہ کہا کہ میں تم کو طلاق دے دوں گا۔ گواہ (۱) عزت اللہ خاں ولد کفایت اللہ خاں مرحوم ساکن مذکور نے کہا کہ ایک مرتبہ کہا طلاق دے دوں گا بعد اس کے طلاق طلاق کہا۔ گواہ ۲ طیب خاں ولد الطاف خاں ساکن مذکور نے بھی یہی کہا کہ طلاق دے دیں گے اس کے بعد طلاق طلاق کہا۔ دونوں میاں بیوی جھگڑ رہے تھے تو ہم نے جاکر ڈانٹا تو یہ لوگ خاموش ہوگئے اس کے بعد ہم نہیں جانتے۔ **نوٹ:** اس کے بعد بستی کے لوگ جمع ہوئے تو ان لوگوں نے اپنی معلومات و سمجھ کے مطابق کہا کہ طلاق تو ہوگئی اس لئے یہ عرض ہے کہ جو بات ہو وہ بتائیں۔

المستفتیان: حشمت اللہ خاں، حکمت اللہ خاں اسرار احمد خاں
بقاء اللہ خاں عزت اللہ خاں مولوی شہاب الدین خاں

۷۸۶/۹۲

الجواب

صورت مذکورہ میں حشمت اللہ خاں کے اس قول سے کہ میں تم کو طلاق دے دوں گا طلاق واقع نہ ہوئی اس کے بعد صرف طلاق طلاق کہا اور طلاق کی نسبت و اضافت بیوی کی طرف نہیں کی نہ اس کو مخاطب کیا نہ نام لیا تو بشرط صدق مستفتی صرف طلاق

بولنے سے طلاق نہ ہوگی جب تک طلاق کی نسبت بیوی کی طرف نہ کرے یا نام لے کر کہے یا یہ کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی لہٰذا اگر سائل کی نیت کچھ نہ تھی یوں ہی بول دیا تو طلاق نہ ہوگی اور اگر بہ نیت طلاق ہی کہا تو عنداللہ طلاق ہو جائے گی اور عندالفقہاء نسبت مفقود ہونے کی وجہ سے طلاق نہ ہوئی۔ سائل اس کا فیصلہ ایمانداری سے خود کرے۔

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

۱۳/۱۰/۷۷ء

استفتاء ۵۰۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ:

شوہر کے چال چلن یا غربت یا گھر کے رہن سہن غرضیکہ کسی بھی وجہ سے عورت اپنے شوہر کے گھر جانا پسند نہ کرے اور طلاق طلب کرے تو طلاق لینے کے کیا شرائط ہیں اگر شوہر کھانا کپڑا نہ دے اور نہ طلاق ہی دے تو ایسی حالت میں عورت اپنے شوہر کے نکاح میں کتنے دن رہے گی۔

۹۲/۷۸۶

الجواب!

بغیر کسی شرعی عذر اور معقول وجہ کے شوہر سے طلاق طلب کرنے والی عورت سخت گنہگار و مستحق عذاب نار ہوگی۔ شوہر پر بیوی کا نان ونفقہ دینا اور حقوق زوجیت ادا کرنا ضروری ہے نہ ادا کرنے پر شوہر گنہگار و مستحق تعزیر ہے بستی کے معزز حضرات شوہر کو عورت کے حقوق ادا کرنے پر مجبور کریں اگر شوہر عورت کو معلقہ رکھ کر پریشان کر رہا ہے اور معدومۃ النفقہ ہونے کی بناء پر عورت پریشان ہے تو دارالقضاء میں اپنا مقدمہ پیش کرے درخواست میں مدعیہ ومدعا علیہ کا نام مع ولدیت وسکونت ہونا ضروری ہے اگر شوہر بیوی کا نفقہ وحقوق ادا نہ کرے جب بھی اس کی بیوی نکاح میں علی حالہ باقی رہے گی جب تک شوہر طلاق نہ دے یا قاضی شریعت نکاح فسخ کر کے دوسری شادی کی اجازت نہ دیں عورت کو دوسرا نکاح کرنا حرام وناجائز ہوگا۔ وھو اعلم

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

۱۳/۸/۷۷ء

استفتاء ۵۰۸

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں کہ علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں:
زید نے اپنی بیوی کو عدول حکمی اور نافرمانی کی بنا پر تحریری طور پر طلاق دے دیا جہاں تک زید کے شعور کا تعلق ہے۔ طلاق غصہ کی حالت میں دی اسے یہ بھی شعور ہے کہ بوقت طلاق اس کی بیوی حاملہ تھی۔
عرصہ دس سال بعد زن وشوہر اپنے اپنے کئے گئے پر نادم ہوئے اور دونوں کو پھر سے زن وشوہر کی حیثیت سے زندگی گزارنے کا احساس ہوا ویسی حالت میں زید اپنی بیوی سے رجوع کرسکتا ہے۔
جو احکام شرعی ہوں ہمارے حوالہ جات سے مطلع فرمائیں۔
المستفتی: نورالحق نرکٹ گھاٹ، مڈل اسکول، پٹنہ
۸۶/۹۲ ء

الجواب
صورت مذکورہ میں اگر زید نے اپنی شریک حیات کو تحریری طور پر صرف ایک طلاق دی ہے تو اسے عدت کے اندر رجوع کر لینا چاہیے۔ اب طویل مدت گزرنے کے بعد زید کو زن وشوہر کے تعلقات کا احساس ہوا اگر اس نے ایک ہی طلاق دی ہے تو تجدید نکاح کر کے اپنی شریک زندگی کو ساتھ رکھ سکتا ہے۔ اور اگر تین طلاقیں دے چکا ہے تو بغیر حلالہ وہ مطلقہ زید کے لئے حلال نہ ہوگی۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ
۸؍۹؍۷۷ء

استفتاء ۵۰۹

۲/اکتوبر ۷۷ء
مسئلہ: علماء دین کیا فرماتے ہیں کہ:
زید کی بیوی ہندہ کچھ دنوں سے اپنے میکے رہتی تھی زید نے کسی وجہ سے خط کے ذریعہ ہندہ کو طلاق لکھ کر بھیج دیا۔ کچھ دنوں کے بعد زید اپنی سسرال گیا اور اپنی بیوی ہندہ کو رخصت کرنے کے لئے اپنی ساس کو مجبور کیا۔ یہ بات بستی والوں نے سنا کہ زید ہندہ کو بلانے آیا ہے کہ جب کہ زید خط کے ذریعہ طلاق لکھ کر ہندہ کے پاس بھیج چکا ہے یہ بات گاؤں کے ہر آدمی جانتے ہیں تو کیوں رخصت کرانے آیا ہے۔ کچھ

لوگوں نے زید سے پوچھا بھی کہ تم نے تو خط کے ذریعہ ہندہ کو طلاق لکھ کر بھیجا ہے تو زید نے اقرار بھی کیا ہے کہ ہاں ہم نے خط میں طلاق لکھ کر ہندہ کے پاس بھیجا تھا گاؤں والوں نے رخصت کرنے پر منع کیا لیکن زید نے اپنی ساس کو ہندہ کی رخصتی کے متعلق بہت مجبور کیا تو ہندہ کی والدہ نے گاؤں کے ایک اچھے اور بڑے آدمی سے پوچھا کہ زید نے بہت تنگ کیا ہے کہ رخصت کر دو تو وہ اس شخص نے ہندہ کی والدہ کو اجازت دے دیا کہ ہندہ کو رخصت کر دو لیکن جو شخص اجازت دیا وہ مذہبی تعلیم سے واقف نہیں ہے کچھ ہندی وغیرہ لکھنا پڑھنا جانتے ہیں۔ کوئی خاص تعلیم بھی نہیں ہے۔ لیکن وہ شخص بھی جانتا تھا کہ زید ہندہ کو طلاق خط کے ذریعہ دے چکا ہے۔ جب ہندہ کی والدہ نے اپنی لڑکی کو زید کے ساتھ رخصت کر دیا تو گاؤں والوں نے ہندہ کی والدہ سے پوچھا کہ تم نے کیوں رخصت کیا ہے؟ تو ہندہ کی والدہ نے کہا فلاں شخص نے اجازت دیا ہے کہ تم اپنی لڑکی کو رخصت کر دو۔ اس لئے ہم نے رخصت کر دیا۔ آج گاؤں والوں نے اس شخص کو پکڑا جو اجازت دیا تھا ان سے دریافت کیا کہ آپ جانتے ہیں کہ زید خط کے ذریعہ ہندہ کو طلاق دے دیا ہے تو آپ نے کیوں اجازت دیا ہے انہوں نے اقرار بھی کیا کہ ہم جانتے ہیں کہ زید طلاق دے دیا ہے لیکن ہم نے اجازت دیکر غلطی کی ہے۔ اب اس غلطی کی شرع کے مطابق کیا سزا ہونی چاہیے۔ صاف صاف لکھیں یہ بات یعنی طلاق کے متعلق جانتے ہوئے بھی جو شخص اجازت دیا تھا ہندہ کو رخصت کر دینے کی اس شخص کی سزا کیا ہونی چاہیے۔

المستفتی: محمد جمال الدین مقام حکم چند پکالائن ۵ روم ۲۱، پوسٹ حاجی نگر ضلع ۲۴ پرگنہ

۸۶/۹۲ ء

الجواب

خط کے ذریعہ طلاق رجعی دی تھی یا بائن؟ بائن دی تھی تو خفیفہ یا غلیظہ؟ صورت اولیٰ میں عدت کے اندر اندر رخصتی کر کے لے گیا یا بعد انقضاء عدت اگر عدت کے اندر رخصتی کرا کے لے گیا اور رجعت کی تو کوئی قباحت نہیں۔ اور اگر بعد انقضاء عدت رخصتی کرا کے لے گیا تو عدت کے اندر رجعت کی تھی یا نہیں رجعت کر لی تھی تو کوئی حرج نہیں۔ رجعت نہیں کی تھی یا طلاق بائن دی تھی تو رخصت کرا کر لے جانیوالا رخصت ہو کر جانے والی اور جو دانستہ اس سے راضی رہا سب گنہگار ہوئے ان پر توبہ ہے فوراً ایک دوسرے سے جدا ہو جانا اور توبہ استغفار کرنا فرض ہے۔ ہاں بائن غلیظہ نہ دی تھی تو اب طرفین کی رضامندی سے نئے مہر کے ساتھ دوبارہ عقد ہو سکتا ہے اور اگر بائن غلیظہ دی تھی تو بغیر حلالہ درست نہیں۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اعلم

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

۱۳/۱۰/۷۷ء

استفتاء ۵۱۰

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:
اگر کسی عورت نے غصہ کی حالت میں اپنے شوہر سے کہا کہ تم میرے شوہر نہیں تم میرے باپ ہو یہ الفاظ متواتر بیس مرتبہ کہا اور عقل سلیم رکھتے ہوئے ہوش وحواس میں کہا تو اس حالت میں شرعی حکم کیا ہے۔ نکاح رہا یا ٹوٹ گیا اگر نکاح ختم ہو گیا تو اس کا دین مہر شوہر کو دینا ہوگا یا نہیں؟ براہ کرم شرعی حکم سے نوازیں۔

المستفتی: محمد عبدالرشید چاس

۹۲/۸۶ھ

الجواب

عورت کے اس قول سے کہ تم مرے شوہر نہیں میرے باپ ہو نکاح باطل نہ ہوگا عورت گنہگار ہوگی۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ. "نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں ہے" اگر ایسا کہنے سے نکاح فسخ ہو جائے تو عورت ناقصات العقل والدین جب چاہے مرد کی قید زوجیت سے آزاد ہو جایا کرے۔ لہٰذا عورت بدستور اپنے شوہر کی بیوی ہے۔ جب نکاح باقی ہے تو مہر کا ذکر ہی کیا یعنی مہر کی ادائیگی فی الفور واجب نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۷/۱۱/۷۷ء

استفتاء ۵۱۱

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
ہندہ کی شادی زید سے ہوئی جس سے دو اولاد بھی ہوئی زید اور ہندہ میں کسی بات کو لیکر ناچاقی پیدا ہوگئی ہندہ بکر کے ساتھ رہنے لگی بکر سے ایک اولاد بھی ہوگئی ہے جو بالکل ناجائز ہے بکر کے گاؤں والوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ غیر مطلقہ ہے جب معلوم ہوا تو سختی کی گئی اور طلاق لینے پر مجبور کیا گیا یا زید کے ساتھ رہنے پر مجبور کیا گیا۔ نہ تو زید طلاق دینے کے لئے تیار ہے۔ نہ ہندہ زید کے ساتھ رہنے پر آمادہ ہے ایسی صورت میں بکر کیا کرے اور کس طرح جائز بنا کر ہندہ کے ساتھ زندگی بسر کرے۔ بینوا توجروا۔

المستفتی: محیط شامی، موضع وڈاکخانہ رامپور، وایہ باسوپٹی، ضلع مدھوبنی (بہار)

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــــــــــــــ!

بغیر طلاق ہندہ کی دوسری شادی شرعاً ناجائز وحرام ہوئی ہندہ وبکر دونوں گنہگار و مستحق عذاب نار ہوئے دونوں کو فوراً علیحدہ ہو جانا چاہیے۔ اور اعلانیہ توبہ کرنا چاہیے اگر وہ دونوں ایسا نہ کریں تو عام مسلمانوں کو ان سے ترک تعلقات یعنی بول چال کھانا پینا سلام کلام بند کردینا چاہیے جو بچہ پیدا ہوا وہ حرامی ہوا۔

ہندہ کو چاہیے کہ جس صورت سے بھی ممکن ہو پہلے شوہر زید سے طلاق حاصل کرے اور زید کو بھی چاہیے کہ ایسی صورت میں ہندہ کو طلاق دیکر زوجیت سے خارج کردے اگر وہ راضی نہ ہو تو بستی کے لوگوں کو چاہیے کہ زید و ہندہ کے معاملات صفائی سے سمجھادیں جب زید طلاق دیدے تو پھر بکر ہندہ سے شادی کرسکتا ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم!

کتبہ ـــــــــــ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

۲۳/۱/۷۸ء

استفتاء ۵۱۲

مسئلہ: بحضور جناب قاضی ادارۂ شرعیہ، سلطان گنج، پٹنہ۔۶

گزارش خدمت یہ ہے کہ فدوی کا نام حصار احمد خاں ولد بخشش احمد خاں ساکن مجھولیا ڈاکخانہ مجھولیا ضلع مغربی چمپارن بہار کا رہنے والا ہوں بیان دیتا یہ ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دیا ہے جس کے گواہ میرے والد اور والدہ صاحبہ ہیں۔ اور اس کو میں نے اُس کے ماں باپ کے گھر پہونچا دیا ہے وہاں جانے کے بعد معلوم ہوا کہ اس کو ایک لڑکا پیدا ہوا ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ وہ لڑکا بھی میرے دانستہ میرا ہے اس میں کوئی شک شبہہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

حضور والا سے میں فتویٰ لینا چاہتا ہوں کہ نمبر ا ایک بیوی کو رکھنے کے لیے کیا صورت ہوگی اور نمبر ۲ بیوی سے قطع تعلق کرلینے میں ادارۂ شرعیہ قرآن اور حدیث کی روشنی میں کیا حکم نافذ کرتی ہے (یعنی میں اپنے خدا اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قانون کا محتاج ہوں جو جواب ادارہ مع مہر کے فتویٰ دستیاب ہوں۔

المستفتی: حصار احمد خان، ساکن وڈاکخانہ: مجھولیا، مغربی چمپارن، بہار

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــ!

تین طلاق کے بعد آپ کی بیوی آپ کی زوجیت سے خارج ہوگئی، طلاق مغلظہ کے بعد وہ بغیر حلالہ آپ کی زوجیت

میں نہیں آسکتی۔قرآن حکیم میں: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ. "پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے (ترجمہ کنزالایمان)۔" طلاق کے بعد جب ہندہ کو بچہ پیدا ہوگیا تو اس کی عدت ختم ہوچکی اب اگر وہ آپ کی زوجیت میں آنا چاہے تو اسے دوسرے مرد سے نکاح صحیح کرنا ہوگا اور وہ مرد اس سے مجامعت کرنے کے بعد اگر طلاق دے گا تو پھر طلاق کی عدت گزر جانے پر اس عورت کی شادی آپ سے ہوسکتی ہے آپ نے بیک وقت تین طلاق دیدی ہیں اس لئے آپ گنہگار ہوئے کہ آپ نے طریقہ مسنونہ کے خلاف طلاق دی مگر بہرحال طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔

درمختار میں ہے: وبدعیۃ ثلثا ای مجتمعا او متفرقا کانت طالق ثلثا وانت طالق طالق طالق فمثل ھذا یقع ولکنہ یاثم وھو المنقول من الجمھور الصحابۃ والتابعین والائمۃ والمجتھدین جب آپ نے اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دیدی تو اب اس سے آپ کا کوئی تعلق رشتہ باقی نہ رہا اور اگر آپ نے اس کا مہر اب تک ادا نہیں کیا ہے تو آپ کو چاہیے کہ اس کا دین مہر جو آپ پر واجب ہے وہ دیدیں اور عدت کا نفقہ بھی آپ کو دینا چاہیے۔ وھو اعلم بالحق والصواب!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۹/۷/۷۸ء

استفتاء ۵۱۳

مسئلہ: جناب مولانا ارشد القادری صاحب قبلہ السلام علیکم بعد از سلام کے عرض یہ ہے کہ ایک مسلمان نے اپنی بیوی کو غصہ میں تین طلاق دیدی اور شاید کسی بدکار عورت نے ایک عورت کو جلوہ میں نشہ ڈال کر کھلا دیا جس سے عورت اپنے شوہر سے جھگڑا کرنے لگی اور اس درمیان میں شوہر غصہ میں آکر تین طلاق دیدیا۔ بعد میں چند لوگ جمع ہوکر ڈرا دھمکا کر بی بی کو اس کے حوالہ کردیا لڑکے نے چھوڑ دیا تھا اب عورت اپنے شوہر کے گھر میں ہے سوال یہ ہے کہ یہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں عورت کو اگر شوہر رکھنا چاہے تو کس حساب سے رکھے گا یہ تمام خلاصہ جوابی خط میں برائے مہربانی لکھ کر بھیجنے کی تکلیف کریں گے۔

المستفتی: غلام شمشیر خان، مقام و پوسٹ چتر و، وایا کونارڈیہہ، گریڈیہہ

۹۲/۸۶ء

الجواب

تین طلاق دینے کے بعد رشتہ زوجیت ختم ہوگیا اور وہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہوگئی شوہر کو چاہیے کہ فوراً اس عورت کو علیحدہ کردے اور اس سے کسی قسم کا کوئی تعلق باقی نہ رکھے جن لوگوں نے طلاق کے بعد عورت کو شوہر کے حوالہ کیا یا شوہر کو ڈرا دھمکا کر

رکھنے پر مجبور کیا وہ سب گنہگار ہوئے ان لوگوں کو اعلانیہ توبہ کرنا چاہیے اور فوراً اس عورت کو شوہر سے علیحدہ کر دینا چاہیے۔ ورنہ زنا کا گناہ مرد و عورت اور ان تمام لوگوں پر ہوگا۔ اب اگر مرد اسے رکھنا چاہے تو اس کے لئے حلالہ ضروری ہوگا۔ وھو اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۷۸/۸/۳ء

استفتاء ۵۱۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ میں کہ:

"زید کی بیوی نے دوسرے مرد سے ناجائز تعلق پیدا کرلیا۔ آخرکار جب یہ بات مشہور ہوئی تو چند اشخاص نے تحقیقات شروع کر دی تو زید کی بیوی اور اس کے عاشق نے جرم کا اقرار کیا۔ اس کے بعد زید نے بیوی سے کہا کہ تم اپنے میکے چلی جاؤ تم کو وہیں خرچہ دیں گے زید کی بیوی حاملہ تھی اس کے باپ اسے میکے لے گئے لیکن زید نے اقرار جرم کرتے وقت ہی کہہ دیا تھا کہ ہم اس کو طلاق دے دیں گے اور کسی قیمت پر نہیں رکھیں گے یہ ہمارے لائق نہیں ہے اور زید کے والد نے بھی کہا تھا کہ جس صورت سے بھی ہو اس کا مہر دیکر علیحدہ کر دیں گے آج ڈیڑھ سال کی مدت ہوگئی ہے۔ اب بستی کے چند لوگوں نے زید کے باپ کو بلا لیا ہے اور اس نے اس عورت کو اپنے گھر بلا کر رکھ لیا ہے لیکن زید برابر یہ کہتا رہا ہے کہ ہم کسی حالت میں بھی اس سے تعلق پیدا نہیں کریں گے یہاں تک کہ جس روز وہ کھانا پکاتی ہے زید گھر میں کھانا نہیں کھاتا ہے کہتا ہے کہ جن لوگوں نے اس کو گھر میں رکھا ہے ثواب عذاب اس کے سر ہوگا ہم تو اس کو ماں بہن کی طرح سمجھتے ہیں جس وقت چاہے ہم سے طلاق لے لے۔ لہٰذا حکم شرع سے مطلع فرمائیں!

المستفتیان: شوکت علی، علی حسن، محمد اسلام انصاری، نعیم الدین، عبدالحلیم وغیرہم، پلاموں

۷۸/۸/۱۳ء

۷۸۶/۹۲

الجواب

صورت مذکورہ میں جب زید کی بیوی نے ارتکاب زنا کا خود اقرار کیا تو شرعاً وہ سخت گنہگار مستحق عذاب نار و لائق غضب جبار و قہار ہوئی۔ اس ارتکاب گناہ کے بعد زید کی مرضی جیسی ہو اگر وہ رکھنا چاہے تو اعلانیہ توبہ کے بعد اسے زوجیت میں رکھ سکتا ہے اور اگر وہ اس بات کو گوارہ نہ کرے اور ایمانی غیرت کی وجہ سے ایسی فاحشہ عورت سے تعلقات اور ازدواجی رشتہ قائم کرنا پسند

نہ کرے تو زید اس کا دین مہر دیکر زوجیت سے خارج کر دے۔ طلاق دینے کی صورت میں زید مجرم نہ ہوگا۔ وھو تعالیٰ اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۱۴/۸/۷۸ء

استفتاء ۵۱۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان شرع عظام اس مسئلہ میں کہ:

زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو ایک مجلس میں تین طلاق دی، ہندہ اور زید کے مابین تنازع کی نوبت بھی پہونچی تھی جس کے باعث زید نے ہندہ کو زدوکوب بھی کیا تھا اور اسی درمیان میں زید نے ہندہ کو تین طلاق دی یعنی اس نے یہ کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی ہندہ زدوکوب کی بناء پر بیہوش پڑی تھی اسے جو بھی دیکھنے آئے تھے ان سے زید اعلانیہ کہتا تھا کہ میں نے اپنی بیوی ہندہ کو تین طلاق دی۔ اب صورت مسئولہ میں شرعی احکام مدلل و مفصل بیان فرمایا جائے۔ بینوا توجروا!

المستفتی: محمد ہارون الرشید، مسکونہ پربھلی، ڈاکخانہ پربھلی، ضلع کٹیہار

۹۲/۸۶ے

الجواب ——————————————————— !

صورت مسئولہ میں ہندہ پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور وہ زید کی زوجیت سے خارج ہوگئی اور یکبارگی تین طلاق دینے کی وجہ سے زید گنہگار ہوا، درمختار میں ہے: **والبدعی ثلاث متفرقة او ثنتان بمرة او مرتین** ''ترجمہ: اور طلاق بدعی یہ ہے کہ تینوں بہ یک وقت متفرق طور پر دے یا دو طلاق ایک جملے میں دے یا دو جملے میں دے۔''

عن عمرو بن العاص سئلوا عن البکر یطلقھا زوجھا ثلاثا فکلھم قال لاتحل له حتی تنکح زوجا غیرہ.

''ترجمہ: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا اس باکرہ عورت کے بارے میں جس کے شوہر نے تینوں طلاق دیدی ہوں تو کیا تینوں واقع ہوگئیں؟ فرمایا شوہر اول کے لئے اس وقت تک حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔''

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۲/۸/۷۸ء

استفتاء ۵۱۶

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں

(۱) اگر پہلا شوہر طلاق نہیں دیتا ہے تو عورت مرد کو طلاق دے سکتی ہے یا نہیں؟

(۲) وہ عورت جس شخص کے ساتھ عقد کرنا چاہتی ہے، آج دو سال سے دونوں بالکل میاں بیوی کی طرح زندگی گذارتے ہیں۔ جس طرح ایک میاں کو اپنی بیوی سے تعلق اور بیوی کو میاں سے ہوتا ہے، اس حال میں کتنے دنوں کی عدت ہے۔

(۳) جب وہ عورت دوسرا عقد کرے گی تو بعد عقد کون کون بچے اپنی ماں کے ساتھ شریعت کے مطابق رہنے کا حق رکھتے ہیں؟

(۴) تین سال سے اس کے شوہر نے نان ونفقہ نہیں دیا ہے۔ مع بچوں کے نان ونفقہ کا خرچ لینے کا دعویٰ شریعت کے مطابق کورٹ سے کرسکتی ہے یا نہیں؟

(۵) اس عورت کے والدین راضی ہیں عقد کر لینے کے لئے۔

۸۶/۹۲ ء

الجواب بعون الملک الوھاب!

(۱) شریعت مطہرہ نے طلاق دینے کا حق شوہر کو دیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ. نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں ہے۔ لہٰذا عورت مرد کو طلاق نہیں دے سکتی۔ جب تک شوہر طلاق نہ دے یا قاضی فسخ نکاح نہ کردے عورت کے لئے دوسری شادی حرام ہوگی۔

(۲) غیر مرد کے ساتھ عورت کو میاں بیوی کی طرح رہنا حرام وناجائز ہے۔ دونوں کو فوراً الگ ہوجانا چاہئے۔ عورت کے ساتھ وہ مرد بھی گنہگار مستحق عذاب نار ہوگا جو اسے بیوی کی طرح رکھے ہوا ہے۔ عام مسلمانوں کو چاہئے کہ دونوں کو فوراً علیحدہ کردیں۔

(۳) سات سال سے کم عمر کا لڑکا یا لڑکی ماں کے ساتھ رہے گی، اس سے زیادہ عمر والے بچے پر باپ کا اختیار ہے۔ اگر وہ چاہے تو لے جاسکتا ہے۔ عورت منع نہیں کرسکتی۔ بے نکاحی عورت کے جو بچے زنا کے پانی سے ہوئے وہ سارے بچے بے قید عمر ماں کے ساتھ رہیں گے کیونکہ زنا کے پانی کا شرع میں کوئی اعتبار نہیں۔ **منہ مصحّح**

(۴) اگر عورت اپنے شوہر کی فرمانبردار ہے اور شوہر کے پاس رہنا چاہتی ہے، مگر وہ نہیں لے جاتا ہے تو شرعاً وقانوناً نان نفقہ کا دعویٰ کورٹ میں کرے۔

(۵) اس عورت کے ماں باپ اس کی دوسری شادی کردینے کو آمادہ ہیں تو وہ بھی گنہگار مستحق غضب جبار وقہار ہوں گے کہ بغیر طلاق کے وہ ناجائز طور پر اپنی لڑکی کی شادی کرنا چاہتے ہیں۔

اگراس لڑکی کا شوہر اسے نہ طلاق دیتا ہے، نہ رکھتا ہے تو بستی کے معزز لوگ جمع ہو کر اس کے شوہر کو مجبور کریں کہ وہ اپنی بیوی کو رکھے، ورنہ طلاق دے کر زوجیت سے خارج کرے۔ اگر ویسے وہ طلاق نہ دے تو عورت دین مہر معاف کر کے شوہر سے خلع کرائے۔ اگر کوئی صورت نہ ہو تو دارالقضاء ادارۂ شرعیہ بہار پٹنہ میں قاضی شریعت کے نام فسخ نکاح کی درخواست پیش کرے اور وہ عورت اپنا نام ولدیت اور شوہر کا نام وولدیت پورے پتہ کے ساتھ لکھے اور درخواست کے ساتھ مقدمہ کی تجویز فیس مبلغ تیس (۳۰) روپے منی آرڈر بھیج دے۔ درخواست میں پوری بات تفصیل کے ساتھ لکھی جائے گی اور آخر میں لڑکی کا دستخط یا نشان انگشت ضروری ہوگا۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۲۳ر ستمبر ۱۹۸۲ء

استفتاء ۵۱۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

۳۰ سالہ زید نے اپنی ۲۲ سالہ بیوی کو طلاق دیکر اس کے والدین کے گھر بھیج دیا۔ چار ماہ کے بعد وہ لڑکی خود بخود زید کے یہاں چلی آئی اور رہنے لگی۔ اب شریعت کے مطابق اس لڑکی کو پھر سے عدت گزارنی ہوگی یا جو عدت گزر چکی اسی سے عدت پوری ہو جائے گی۔ اور لڑکی کا دوسرا نکاح ہو جانے پر جب پھر طلاق ہو جائے تو وہ لڑکی زید کے گھر ہی عدت گزار سکتی ہے یا نہیں؟

(ii) لڑکی زید کے یہاں ۱۵ر روز رہی پھر ہم لوگوں نے اسے والد ہی کے پاس بھیج دیا۔

المستفتی: مولوی عبدالشکور انجمن حمایت الاسلا، رحیم پور، ٹی وی، پوسٹ پیر بارا، جلپائی گوڑی

۹۲/۸۶ے

الجواب!

جب زید نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی اور بعد انقضائے عدت وہ لڑکی اگر خود سے آ گئی تو زید نے اسے اپنے گھر میں کیوں رہنے دیا ایسی صورت میں دونوں مجرم ہوں گے۔ طلاق کی عدت گزر چکی، دوبارہ عدت گزارنے کی ضرورت نہیں۔ دوبارہ وہ لڑکی بیوی کی حیثیت سے زید کے گھر نہیں آئی بلکہ اس کا آنا بالکل ناجائز تھا۔ جب لڑکی کی دوسری شادی ہو جائے اور شوہر بعد مجامعت اسے طلاق دیدے تو وہ لڑکی زید کے گھر رہ کر عدت نہیں گزار سکتی اس لئے کہ زید سے اس کو کوئی رشتہ نہیں اور چونکہ زید پہلے اس کا شوہر رہ چکا ہے اس لئے خوف معصیت ہے ہاں بعد طلاق عدت گزر جانے پر پھر زید سے اس لڑکی کی شادی ہو سکتی ہے۔

(ii) آپ لوگوں نے اچھا کیا کہ لڑکی کو اس کے والدین کے پاس پہونچا دیا بلکہ لڑکی جس وقت زید کے گھر آئی تھی۔ اسی

وقت اس کو لوٹا دینا چاہیے تھا۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۲۳/۸/۷۹ء

استفتاء ۵۱۸

مسئلہ: محترم و معظم جناب مفتی صاحب ادارۂ شرعیہ سلطان گنج، پٹنہ بہار
عرض ہے کہ ظفیر احمد کی شادی پھوپھی زاد بہن سے ہوئی ایک دن کا واقعہ ہے کہ ظفیر نشہ کی حالت میں گھر آیا اور دادی جان سے کسی بات پر الجھ گیا۔ نشہ کا سرور بڑھتا گیا غصہ کے جذبات ابھرتے گئے اسی درمیان میں دادی جان کو دھمکی دی کہ اگر تم اور زیادہ بک بک کروگی تو میں تمہاری نتنی کو طلاق دے دوں گا جب کہ اس کی بیوی اور سسرال والے اس کے گھر موجود نہ تھے تو کیا شرعا طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: عبدالستار، کلیر گیا

۹۲/۸۶ھ

الجواب

صورت مسئولہ میں ظفیر احمد کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوئی اس لئے کہ اس نے طلاق دی نہیں بلکہ طلاق دینے کو ہندہ پر موقوف اور طلاق دینے کی دھمکی دی۔ لہٰذا طلاق دینے کا وعدہ یا آئندہ کے لئے اقرار طلاق یہ دونوں صورتیں وقوع طلاق میں باطل ہیں و اقرار الطلاق باطل عالمگیری۔ لہٰذا ظفیر احمد کی بیوی بدستور سابق اس کی زوجیت میں باقی ہے۔ و ھو اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۱۱ ربیع النور ۱۴۰۰ھ

استفتاء ۵۱۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
زید کی شادی ہندہ کے ساتھ ہوئی دریں حالت کہ زید و ہندہ دونوں نابالغ تھے شادی کے بعد کچھ دن ہندہ زید کے گھر رہی اس کے بعد اپنے میکہ میں رہنے لگی جب دونوں سن بلوغ کو پہونچے تو زید ہندہ کے گھر آیا۔ ہندہ کے والد اور بہت سے لوگوں نے زید سے کہا تم اپنی بیوی کو لے جاؤ زید نے لے جانے سے

انکار کیا تو لوگوں نے زید سے کہا جب تم اپنی بیوی کو نہیں لے جاؤ گے تو طلاق دیدو زید نے انکار کیا تب لوگوں نے زید کو زبردستی کیا اس حال میں زید نے لوگوں کے سامنے اپنی زبان سے یہ لفظ کہا کہ میں طلاق کیا دوں گا جب کہ مجھ کو یہ معلوم ہی نہیں کہ ہندہ کے ساتھ میرا نکاح ہوا ہے ایسی صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور ہندہ زید کی بیوی رہی یا نہیں؟ فقہ و حدیث کی روشنی میں اس مسئلہ کو واضح کر کے جواب دیں۔

المستفتی: عبدالحبیب

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــ وھو الموفق للحق والصواب ـــــــــ ا

زید کے صرف اس قول سے کہ میں طلاق کیا دوں گا جب کہ مجھ کو یہ معلوم ہی نہیں کہ میرا نکاح ہوا ہے۔ ہندہ پر طلاق واقع نہ ہوگی ہندہ بدستور زید کی زوجیت میں باقی ہے جب تک زید ہندہ کو طلاق نہ دے گا ہندہ اس کی زوجیت سے خارج نہ ہوگی۔

وھو اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۸/۱۲/۷۸ء

استفتاء ۵۲۰

مسئلہ: جناب مفتی صاحب السلام علیکم!

(۱) عرض ہے کہ شبراتی میاں نے اپنی بیوی سے غصہ کی حالت میں کہا کہ طلاق دے دیں گے۔ طلاق دے دیں گے دوبار کہا تو کسی نے بتایا کہ ایسے نہیں بلکہ ایسے کہو تین طلاق دیں گے تب شبراتی میاں نے کہا کہ جاؤ تین طلاق دے دیں گے اس کے بعد کہتا ہے کہ ہم نے نہیں دیا ہے۔ غصہ میں ایسے کہنے سے طلاق ہوگی یا نہیں اور گاؤں والے کہتے ہیں کہ ہوگئی اور اس کو ہر کام سے علیحدہ کر دیا اس کے چار لڑکے ہیں اور اس کی عمر ۵۰ سال کی ہے تقریباً ایک سال سے ایسا ہو رہا ہے اس کا فتویٰ دیجئے اس کے لڑکے تعلیم یافتہ ہیں اور اس کو قبل بھی بستی والے ستاتے تھے کیونکہ غریب آدمی ہے۔

(۲) ایک شخص جس کا نام لعل محمد ہے وہ سود کھاتا ہے اسے چند بار منع کیا گیا لیکن وہ نہیں مانتا ہے وہ کہتا ہے کہ ہمارے پاس روپیہ ہے ہم لیں گے تمہارے پاس روپیہ ہو تم بھی لو اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے۔

المستفتی: شبراتی میاں، موضع ریکسہار، پوسٹ خاص وایا پاٹل، ضلع پلاموں بہار

۸۶/۹۲ھ

الجواب

(۱) برتقدیر صدق سوال اگر شبراتی میاں نے اپنی بیوی کو وہی الفاظ کہا جو سوال میں مذکور ہے تو اس کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوئی اس لئے کہ شبراتی میاں نے یہ نہیں کہا کہ میں نے طلاق دیدی بلکہ کہا کہ طلاق دے دیں گے تو اس قول سے طلاق نہیں ہوگی۔ خواہ وہ ایک بار ایسا کہے یا تین بار؟ ہاں اگر یہ کہا کہ ہم نے تم کو طلاق دے دیا تو اس صورت میں طلاق واقع ہو جائیگی ایک بار کہنے سے رجعی اور تین بار کہہ دیا تو طلاق مغلظہ واقع ہو جائے گی جیسی اور جتنی بار طلاق دی جائے گی ویسا ہی حکم ہوگا۔

(۲) شریعت مطہرہ نے سود لینا و دینا حرام قرار دیا ہے لال محمد میاں اگر حرام سمجھ کر سود لیتے ہیں تو وہ سود خور سخت گنہگار و مجرم و خطاوار ہوں گے اور اگر اسے حلال جان کر لیتے ہیں تو وہ پھر توبہ کر کے تجدید ایمان و نکاح کریں اس لئے کہ حرام کو حلال جاننا کفر ہے لال محمد میاں کو چاہیے کہ اعلانیہ توبہ کریں خدا سے معافی طلب کریں۔ سود کھانا بالکل بند کریں جن لوگوں سے سود کی رقم وصول کی ہے اسے واپس کردیں اگر ایسا نہ کریں تو عام مسلمان اس سے میل جول کلام ترک کردیں۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۲/۱۰/۷۸ء

استفتاء ۵۲۱

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید نے اپنی منکوحہ جُبلی کو بحالت غصہ بیک بار تین طلاق دیدیا زید کی بیوی مذکورہ عمر کے یہاں دایہ کا کام کرتی تھی۔ عمر نے اس کے ساتھ ناجائز حرکت کرنے کی کوشش کی مگر ہندہ مذکورہ کسی طرح بچ کر اپنے گھر آ کر رو رہی تھی۔ اسی اثناء میں زید بھی آ گیا رونے کی وجہ دریافت کی تو بیوی نے پوری حقیقت جو کچھ عمر نے کیا زید سے کہہ دیا اس واقعہ کو سن کر زید اتنا غصہ ہوا کہ وہ اپنے حواس کو کھو بیٹھا اور حقیقت حال کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی منکوحہ کو تین طلاق دے دیا۔ لہٰذا معروض خدمت ہوں کہ اس کے متعلق جو شرعی حکم ہو اس سے مطلع فرمائیں۔

المستفتی: سید محمد نورالامام رضوی برکاتی قادری، امام جامع مسجد، موسی بنی سنگھ بھوم

۲۹/۹/۷۸ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــ اللهم هداية الحق والصواب ــــــــ !

صورت مسئولہ میں زید کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور بیک وقت تین طلاق دینے کی بنا پر زید گنہگار ہوا اور اس کی بیوی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ درمختار میں ہے: **والبدعی ثلاث متفرقة اوثنتان بمرة اومرتين عن عمرو بن العاص سئلوا عن البكر يطلقها ثلاثا فكلهم.**

"ترجمہ: بدعی طلاق یہ ہے کہ تینوں بیک وقت متفرق طور پر دے یا دو طلاق ایک جملے میں دے یا دو جملے میں دے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس باکرہ کے سلسلے میں سوال کیا گیا جس کے شوہر نے تین طلاق دیدی ہو تو کیا سب واقع ہوگئیں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا شوہر اول کے لئے اس وقت تک حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔"

اور یہی مسلک امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے کہ بیک وقت تین طلاقوں سے تین ہی واقع ہونگی۔ غصہ میں حواس کھو بیٹھنے کا عذر نا قابل توجہ ہے اس لئے کہ طلاق غصہ میں ہی دی جاتی ہے، محبت میں نہیں۔ **وهو اعلم!**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارہ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲/۱۰/۷۸ء

استفتاء ۵۲۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس باب میں کہ:

محمود نے اپنی بیوی سے کھانا مانگا تو وہ کہنے لگی کہ "مَیں نماز پڑھ لوں گی تو کھانا دوں گی۔" لہٰذا اسی بات پر فریقین میں بات بڑھ گئی اور محمود نے غصہ میں آ کر یہ کہہ دیا کہ "اگر تم نے نماز پڑھ کر کھانا دیا تو تمہیں میں نے طلاق دی۔" اور طلاق کے الفاظ کو اس نے تین بار کہا۔ پھر بھی اس کی بیوی نے کھانا دیئے بغیر نماز ادا کی۔ ایسی صورت میں محمود کی بیوی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ طلاق نہیں ہوئی کیونکہ اس نے احکام رب پر اپنے حکم کو فوقیت دینا چاہا۔ جواب حنفی مسلک کے تحت ہو۔

المستفتی: سید نیاز الدین، اسلام پور، پٹنہ

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــ وهو الموفق والصواب ــــــــ !

محمود نے مشروط طلاق دی تو جب شرط پائی گئی، طلاق واقع ہوگئی۔ اگرچہ **لاطاعة لمخلوق فی معصية الخالق۔**

"اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں۔" مگر یہاں بیوی شوہر کو کھانا کھلا کر بھی نماز پڑھ سکتی تھی۔ مگر اس نے پہلے نماز پڑھ لی تو شرط پوری ہوگئی اس لئے طلاق بھی واقع ہوجائے گی۔ وھو اعلم

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ۶

۲۹/۵/۷۱ء

استفتاء ۵۲۳

مسئلہ: بیان عطر النساء: عطر النساء بنت شیخ جمن زوجہ عبدالرحیم خاں ولد جماعت علی خاں، میاں بیوی کے نزاع کے درمیان عبدالرحیم اپنی بیوی عطر النساء سے کہا کہ "ہمیں تمہیں رکھنا نہیں ہے۔ طلاق دے دیا، میرا زیور دے دو، طلاق دے دیا، یہ لفظ وہ تین بار بولا اور یہ بھی کہا کہ "تم ماں ہم بیٹا۔

گواہ نمبرا: بیت النساء۔ جھگڑے تکرار کے درمیان رحیم خاں نے اپنی بیوی سے کہا کہ "میرا زیور اور روپیہ دے دے دو ہم نے تمہیں طلاق دے دیا۔

گواہ نمبر۲: عبدالحکیم نے کہا کہ "رحیم خاں بولا 'میرا سامان دیدو، تمہیں طلاق دے دیا۔"

گواہ نمبر۳: شیخ بدھن ولد خدا بخش نے اقرار کیا کہ میرے سامنے و شیخ دلاور و واجد حسین ولد چھکن کے سامنے عبدالرحیم خاں نے اقرار کیا کہ "میں نے اپنی بیوی عطر النساء کو کہا کہ "تم ماں، میں بیٹا۔"

گواہ نمبر۴: ملتان ملک ولد سمیع الدین ملک کتھرا میرے سامنے عبدالرحیم خاں بولا کہ "میرا سامان دے دو، طلاق تو دے چکے، دے دیا۔"

گواہ نمبر۵: حافظ جمال الدین صاحب ولد روزن میاں: "ملتان ملک کا بیان صحیح ہے۔"

لہٰذا ایسی صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ بینوا و توجروا!

المستفتی: ہارو مہتو کھیا، دھر گلی، ہزاری باغ

۸۶/۹۲ھ

الجواب

صورت مذکورہ میں تین طلاقوں کے بعد عطر النساء اپنے شوہر عبدالرحیم خاں کی زوجیت سے خارج ہوگئی، زن وشو میں رشتۂ زوجیت باقی نہ رہا۔ اب بغیر حلالہ عبدالرحیم خاں کا عطر النساء کو اپنی زوجیت میں رکھنا شرعاً ناجائز وحرام۔ قرآن حکیم میں ہے: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ۔ "پھر اگر اسے تیسری طلاق دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔" (ترجمہ کنز الایمان) وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۱۰/۱/۷۳ء

استفتاء ۵۲۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
زید کی اہلیہ طیب النساء اپنے والد محترم کے ساتھ میکے جانے کے لئے تیار ہوگئی اور زید کے والدین نے طیب النساء کو ان کے والد محترم کے ساتھ رخصتی دے دی۔ اس وقت زید کا دل کچھ ملول تھا۔ کچھ دیر کے بعد زید نے اپنے خسر محترم کے پاس بذریعہ پوسٹ کارڈ یہ مضمون تحریر کیا جو ذیل میں درج ہے۔ ''بعد خیریت کے معلوم ہو کہ طیب النساء کو یہاں لانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ مجھے ویسی عورت رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ میں اس خط کے ذریعہ سے طیب النساء کو تین طلاق دیتا ہوں۔ بہرحال یہاں لانے کی کوشش نہ کرنا اور لانے پر بھی میں نہیں رکھوں گا۔ میں نے جو مضمون اس خط میں لکھا ہے۔ خلوص دل سے لکھا ہے۔ میں ہرگز نہیں رکھوں گا۔ آپ جو چاہیں کر سکتے ہیں۔'' یہ خط پہنچنا تھا کہ زید کی سسرال میں کہرام مچ گیا کہ طیب النساء پر تین طلاق ہوگئی۔ مگر زید اقرار کرتا ہے کہ میں نے صرف ڈرانے کیلئے ایک طلاق سمجھ کر لکھا تھا اور میں یہ حلف کے ساتھ کہہ رہا ہوں۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا واقعی تین طلاق واقع ہوگئیں اور طیب النساء کے پاس، ایک لڑکی بھی اس وقت دو سال کی ہے۔ اس صورت میں بیوی مذکورہ نیز زید کو کیا کرنا چاہیے؟ بحکم شرع جواب عنایت فرمائیں ممنون ہوں گا۔ بینوا وتوجروا۔

محمد عباس غفرلہ، رضوی
۷۰/۱۰/۲۵ء

۹۲/۸۶ء

الجواب ـــــــــ اللّٰهم هداية الحق والصواب ـــــــــ!

برتقدیر صدق مستفتی صورت مذکورہ بالا میں زید کی رفیقۂ حیات طیب النساء پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ اب وہ بغیر حلالہ زید کی زوجیت میں نہیں آسکتی۔ قرآن حکیم میں ہے: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ تین طلاقوں کے بعد دوسرے مرد سے شادی کئے بغیر عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوسکتی۔ اگر زید اس کو اپنی زوجیت میں لانا چاہتا ہے اور عورت بھی زید کی زوجیت میں آنا چاہتی ہے تو اس کی صورت یہ ہے کہ بعد انقضائے عدت عورت دوسرے آدمی سے شادی کرے اور مباشرت ومجامعت کے بعد وہ آدمی اسے طلاق دیدے پھر بعد انقضائے عدت زید سے شادی ہوسکتی ہے۔ زید کا یہ کہنا کہ میں نے ڈرانے۔ دھمکانے کی غرض سے ایسا لکھا تھا۔ شرعاً نا قابل قبول ہے کیوں کہ طلاق صریح میں نیت دریافت نہیں کی جاتی۔ وھو اعلم وعلمہ جل مجدہٗ اتم۔

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ۶
۷۰/۱۰/۲۹ء

استفتاء ۵۲۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین ان مسئلہ میں کہ:
خالد کی بیوی اور خالد کی ماں میں جھگڑا ہورہا تھا۔ خالد کہیں باہر سے آیا اور کچھ بولا۔ اس پر خالد کی ماں خالد کو مارنے لگی اور کہنے لگی کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔ ورنہ میں جان دے دوں گی۔ خالد نے پہلے بہت انکار کیا۔ ''ماں! میں ایسا نہ کروں گا۔'' مگر خالد کی ماں بضد ہوگئی اور خالد کا پیر پکڑ کر کہنے لگی کہ ''تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو، ورنہ مَیں جان دے دوں گی'' اس پر خالد کو غصہ آیا اور تین مرتبہ کہا ''طلاق دیا، طلاق دیا، طلاق دیا'' مگر خالد کو طلاق دینے کی نیت نہ تھی مجبوری میں طلاق دیا۔ ایسی حالت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ از روئے شرع فیصلہ کردیا جائے۔

المستفتی: محمد محی الدین آسی، مدرس مدرسہ شمع الاسلام
سری پور نمبر ۳، ڈاکخانہ: سری پور، وایہ: کالی پہاڑی، بردوان
۹۲/۸۶ء

الجواب

صورت مستفسرہ میں جب خالد نے ماں کے اصرار پر طلاق دے دی تو طلاق واقع ہوگئی۔ درمختار میں ہے: ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبدا ومکرھا. ''ہر عاقل وبالغ شوہر کی طلاق واقع ہے اگر چہ وہ غلام ہو یا مجبور کیا گیا ہو۔'' خالد نے چونکہ تین طلاقیں یکبارگی دی۔ اس لئے مغلظہ واقع ہوگئی اور ایک بار تین بار طلاق دینا طلاق بدعی وخلاف سنت ہونے کی وجہ سے خالد گنہگار بھی ہوا۔ اب بغیر حلالہ خالد کو اس عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ. ''پھر اگر اسے تیسری طلاق دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔'' (ترجمہ کنز الایمان) وَهُوَ اَعْلَمُ

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۶/۳/۷۱ء

استفتاء ۵۲۶

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
زید نے اپنی بیوی کو، لڑکے کے کھانے کے متعلق جھگڑا ہونے کے باعث ''تین طلاق'' کہہ دیا۔ اس وقت زید کی بیوی سات ماہ کی حاملہ تھی۔ لڑکا تولد ہوچکا، آج قریب ڈیڑھ دوسال کا عرصہ گزر چکا۔ لہٰذا ایسی

صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر طلاق واقع ہوگئی تو زید کا کہنا ہے کہ میں اپنی بیوی کو رکھنا چاہتا ہوں۔ لہٰذا زید کو کس صورت میں بیوی کو رکھنا ہوگا۔ زید کا کہنا ہے کہ اگر حلالہ کے بعد بیوی کو رکھنا ہوگا تو اس صورت میں، میں بیوی کو قبول نہیں کروں گا۔ لہٰذا اگر کوئی اور طریقہ شریعت کے مطابق ہو تو مطلع فرمائیں۔ بینوا و توجروا!

المستفتی: علاء الدین، اوتم لانڈری، نزد مسلم لائبریری، پورولیہ، بنگال

۷۱/۳/۲۰ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــــــــــــ اللّٰهم هداية الحق والصواب ـــــــــــــــ!

صورت مسئولہ میں، طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور طلاق کی عدت بھی وضع حمل کے ساتھ ختم ہوچکی۔ زید اگر پھر اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو بغیر حلالہ زید کے لئے اس سے شادی کرنا جائز وحلال نہیں۔ قرآن کریم میں ہے: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ. "پھر اگر اسے تیسری طلاق دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔" (ترجمہ کنزالایمان) درمختار میں ہے: لاینکح مطلقة حتّٰی یطاها غیره بنکاح نافذ۔ "مطلقہ سے جب تک کہ دوسرا آدمی نکاح صحیح کرکے وطی نہ کرے پہلے شوہر کے لئے وہ عورت جائز نہ ہوگی۔" لہٰذا زید کے لئے بغیر حلالہ اس سے شادی کرنے کی شریعت مطہرہ میں کوئی دوسری صورت نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم وعلمهٗ جلّ مجدهٗ اتم!

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۷۱/۳/۲۱ء

استفتاء ۵۲۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

مختار احمد ولد عبدالرزّاق نے اپنی بیوی اصغری خاتون بنت محمد سلیمان کو تین طلاقیں دیں۔ صورت حال یہ ہے کہ مختار احمد کلکتہ میں تھے اور بیوی حاجی پور ضلع گیا میں تھی۔ کلکتہ میں مختار احمد نے کسی شخص سے کچھ روپیہ طلب کیا اس نے جواب دیا کہ تمہارے گھر سے خط آیا ہے کہ "مختار احمد کو روپیہ نہ دینا، اس لئے میں نہیں دوں گا۔" مختار احمد نے غصہ سے کہا: "میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیا، طلاق دیا، طلاق دیا۔" اب چند ماہ بعد شوہر اور بیوی ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ براہ کرم شریعت اسلامیہ کا حکم صادر فرمائیں۔

بینوا و توجروا۔

المستفتی: جمال اصدق نعیمی، عماد پور، رفیع گنج، ضلع گیا
۱۳/۷/۱۷ء

۸۶/۹۲ے

الجواب ــــــــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب ــــــــــ !

صورت مستفسرہ میں تین طلاقوں کے بعد اصغری خاتون، مختار احمد کی زوجیت سے خارج ہوگئی اور اس پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اگرچہ ایک بار تین طلاق دینے سے مختار احمد گنہگار رہوا۔ مجمع الانہر میں ہے: **وبدعیۃ تطلیقھا ثلاثا او ثنتین بکلمۃ واحدۃ مثل ان یقول انت طالق ثلثا او ثنتین وھو حرام حرمۃ غلیظۃ وکان عاصیا ولکن اذا فعل بانت منہ۔** ''اور تین طلاق یا دو طلاق ایک جملے میں دینا طلاق بدعی ہے۔ مثلاً یہ کہے کہ تمہیں تین طلاق یا دو طلاق ہے اور یہ سخت حرام ہے اور طالق گنہگار ہوگا لیکن جب طلاق دیدیا ہے تو واقع ہوگئی۔'' لہٰذا رشتۂ زوجیت منقطع ہوجانے کی وجہ سے مختار احمد کا اصغری خاتون کو اپنے ساتھ رکھنا کسی طرح حلال و جائز نہیں۔ ہاں حلالہ کے بعد پھر مختار احمد نکاح ثانی کر کے اس سے رشتۂ زوجیت قائم کر سکتا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے: فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. ''پھر اگر اسے تیسری طلاق دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔'' (ترجمہ کنزالایمان) وَهُوَ تَعَالٰى أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ وَ إِلَيْهِ الْمَرْجِعُ وَالْمَآبُ۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کـــــــتـــــــبـــــــہ
۱۴/۷/۱۷ء

استفتاء ۵۲۸

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:
عرصہ دراز سے زن وشوہر ہندہ وبکر میں نوک جھونک ہوتی رہی۔ اسی اثناء میں بکر کی بیوی ہندہ نے بکر کو کسی دن بہت بری گالی دے دی۔ لہٰذا غصہ میں آکر بکر نے جواباً اپنی بیوی ہندہ کو تین طلاقیں دے دیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ بکر کے گھر پر کسی دشمن نے سحر کر دیا ہے جس کی بنا پر یہ سب کچھ ہوا۔ بکر کا مزید بیان ہے کہ اس سحر کی وجہ سے میرے دل ودماغ قابو میں نہیں تھے اور یہ سب حرکت ہوگئی۔ جب احساس ہوا تو اپنی پھوٹی ہوئی قسمت پر رو دیا اور شریعت مطہرہ کی طرف رجوع کیا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ از روئے شریعت مطہرہ بکر کی بیوی ہندہ مطلقہ ہوئی یا نہیں؟ براہ کرم جلد از جلد جواب مرحمت فرمائیں۔

بینوا وتوجروا۔

المستفتی: محمد رفیق، محلہ موہن پور، گریڈیہہ (بہار)
۲۱/۸/۱۷ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــــ وباللہ التوفیــــــــــــق !

صورت مسئولہ میں ہندہ کے گالی دینے پر بکر نے غصہ میں آ کر جواباً طلاق دی۔اس لئے تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں بکر کی بیوی اس کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔اب بغیر حلالہ ہندہ بکر کی زوجیت میں نہیں آ سکتی ہے اور بیک وقت تین طلاق مغلظہ دینے کی بنا پر بکر گنہگار بھی ہوا۔اب اگر بکر ہندہ کو اپنی زوجیت میں لانا چاہتا ہے تو اس کے لئے حلالہ کی ضرورت ہوگی۔سحر ایک موہوم شئی ہے اس لئے سحر کا عذر نا قابل مسموع وغیر معقول ونا قابل اعتبار ہے۔ **وھو تعالیٰ اعلم وعلمہٗ جل مجدہٗ اتم!**

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی،خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار،پٹنہ ۶

یکم ستمبر ۷۱ء

استفتاء ۵۲۹

مسئلہ :جناب مفتی صاحب ــــ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

دوسوال خدمت میں ارسال ہے۔گزارش ہے کہ بہ مذہب حنفیہ فتویٰ ارشاد فرمائیں:

(۱) زید کہتا ہے کہ مجھے ایک غیر مسلم عورت سے تعلق ہوگیا۔کچھ دنوں کے بعد اس نے اسلام قبول کرلیا۔اس کے بعد زید نے اس سے نکاح کرلیا۔اس واقعہ کو چھ سال ہوئے۔دونوں میاں بیوی بڑی مسرت کی زندگی گزار رہے تھے۔ایک دن خانگی معاملات میں میاں بیوی میں جھگڑا ہوگیا اور غصہ میں آ کر زید نے یک بارگی تین طلاقیں دے دیں۔غصہ فرو ہونے پر زید پشیمان ہوا۔اب پھر زید ہندہ کو اپنی زوجیت میں رکھنا چاہتا ہے اور ہندہ بھی راضی ہے۔ازروئے شریعت حکم صادر فرمائیں کہ زید پھر کس طرح ہندہ کو اپنی زوجیت میں رکھ سکتا ہے؟

(۲) ہندہ کو کوئی دُوسرا سہارا نہیں۔آیا ہندہ زید کے گھر میں عدت گزار سکتی ہے؟ اگر گزار سکتی ہے تو عدت کی مدت کیا ہوگی؟ براہ مہربانی واپسی ڈاک سے جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: حافظ محمد ظہیر الحق،پیش امام جامع مسجد لواباد،لواباد بازار،پوسٹ باسن جورا،دھنباد

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــ اللّٰهم هداية الحق والصواب ـــــــــــ

(۱) صورت مذکورہ میں، ہندہ پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور ہندہ زید کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔اب بغیر حلالہ ہندہ زید کی زوجیت میں نہیں آسکتی۔قرآن حکیم میں ہے: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ۔"پھر اگر اسے تیسری طلاق دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔"(ترجمہ کنزالایمان)۔ہندہ بعد عدت دوسرے مرد سے نکاح صحیح کرے اور پھر جب وہ شخص بعد مجامعت ہندہ کو طلاق دے دے تو عدت گزار کر پھر زید اس سے شادی کرسکتا ہے اس کے علاوہ کوئی دوسری صورت نہیں۔

(۲) ہندہ زید کے گھر میں عدت گزار سکتی ہے لیکن زید سے کوئی تعلق نہ رہے گا۔طلاق کی عدت تقریباً تین ماہ ہوگی۔جب تک ہندہ عدت میں رہے گی دوسرا نکاح نہیں کرسکتی۔عدت گزار کر دوسرا نکاح دوسرے شخص سے کرے گی۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۹/۷/۷۲ء

استفتاء ۵۳۰

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
مشتاق احمد نے بہ حالت غصہ اپنے گھر کے لوگوں کے علاوہ محمد شفیع بالغ اہلیہ محمد کلیم الدین و اہلیہ محمد باقر علی مرحوم کی موجودگی میں ایک ہی جلسہ میں اپنی بیوی کو تین بار طلاق دیا۔کچھ دیر بعد اس کے بعد پھر اس نے کہا کہ "خدا اور رسول کا واسطہ دے کر ہم نے تم کو طلاق دیا، طلاق دیا، طلاق دیا۔"اس طرح لفظ "طلاق" اس نے چھ بار استعمال کیا۔اب اس کے بارے میں شرعی فیصلہ کیا ہے؟ کیا طلاق رجعی ہوئی یا بائن یا مغلظہ؟ جواب باصواب مرحمت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔مکرر آں کہ لڑکے اور لڑکی کے گارجین کی طرف سے یہ دباؤ ڈالا جارہا ہے کہ تم سب لڑکا اور لڑکی دونوں طلاق سے مُکر جاؤ۔اب ایسی حالت میں مسلمانان گواہ کیا کریں؟ بینوا توجروا!!

المستفتیان: گواہان و مسلمانان گواہ، ضلع گیا، بہار
معرفت محمد جمال الدین، ساکن ڈاکخانہ و تھانہ گوہ، ضلع گیا، بہار
۱۷/۲/۷۲ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب ـــــــ !

برتقدیر صدق مستفتی اگر واقعی مشتاق احمد نے اپنی رفیقۂ حیات کو مذکورہ بالا گواہوں کے سامنے تین طلاقیں دے دی تو اب اس کا انکار بے سود ہوگا اور ان کے سرپرستوں کا انکار کے لئے جبر و دباؤ ڈالنا شرعاً ناجائز و حرام ہے۔ اس طرح حرام کو حلال کرنے والے سخت گنہگار مستحق عذاب نار و لائق غضب جبار ہوں گے۔ تین طلاقوں کے بعد مشتاق احمد کی زوجہ اس کی زوجیت سے خارج ہوگئی اور اس پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ مشتاق احمد کا اپنی مطلقہ بیوی کو زوجیت میں رکھنا حرام حرام حرام، قرآن حکیم میں صراحتاً ارشاد فرمایا گیا: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ ''پھر اگر اسے تیسری طلاق دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔'' (ترجمہ کنزالایمان) اگر مشتاق احمد اپنی مطلقہ بیوی کو علیحدہ نہ کرے تو مسلمانوں کو اس کے ساتھ میل جول، سلام و کلام ترک کردینا ضروری ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری ہے: وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔ یعنی شیطان بھلا بھی دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔ حرام کو حلال سمجھنے والا ظالم، جفاکار، مستحق غضب جبار و قہر قہار ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۲۷/۷/۷۲ء

استفتاء ۵۳۱

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

بشارت حسین ابن احمد حسین اپنی زوجہ منکوحہ زبیدہ خاتون بنت علیم الدین کو بہ سبب مابین رنجیدگی بیک وقت تین طلاقیں پانچ گواہوں کے رُوبرو مع تحریری طلاق نامہ و دستخط گواہان کے زبیدہ خاتون کو دے دیا۔

اب بشارت حسین مطلقہ زوجہ زبیدہ خاتون کو اپنی زوجیت میں لانا چاہتا ہے۔ بایں صورت حکم شریعت محمدی کیا ہے؟ جواب باصواب سے واضح فرمائیں۔ یہ آپ کی عین نوازش ہوگی۔ فقط والسلام

المستفتی: محمد عثمان انصاری، مقام بانس جوڑا، ۶۔ پوسٹ: بانس جوڑا، ضلع دھنباد

۷/دسمبر ۷۲ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــ وھو الموفق للصواب ـــــــ !

صورت مذکورہ میں زبیدہ خاتون مطلقہ بہ طلاق بائنہ مغلظہ ہوکر بشارت حسین کی زوجیت سے خارج ہوگئی اور تین طلاقیں

یکبارگی دینے کی بنا پر بشارت حسین مجرم وگنہ گار ہوا۔ مسلک حنفیہ میں تین طلاق ایک بار دینے سے تین ہی واقع ہوتی ہیں اور طالق، خلاف سنت عمل کرنے کی وجہ سے خطاوار ہوگا۔ درمختار میں ہے: والبدعی ثلث اوثنتان مرة اومرتین۔ ''ترجمہ: طلاق بدعی بیک وقت ایک جملے میں تین طلاق یا دو طلاق دینا ہے۔'' مزید برآں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے جو حدیث مروی ہے، اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تین طلاقوں کے متعلق سوال کرنے پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بائنہ ہوگئی اور تو گنہگار ہوا۔ وهكذا في سنن ابي داؤد۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تین طلاق دینے والے سے فرمایا کہ وہ عورت بائنہ ہوگئی اور تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی۔ اور اسی مضمون کی حدیث طحاوی شریف، مؤطا امام مالک وغیرہا میں اکثر صحابہ کرام سے مروی ہے: مجمع الانہر میں ہے: وبدعية تطليقها ثلثاً او ثنتين بكلمة واحدة مثل ان يقول انت طالق ثلثا او اثنتين وحرام حرمة غليظة وكان عاصياً ولكن اذا فعل بانت منه ''طلاق بدعی بیک وقت ایک جملے میں تین طلاق یا دو طلاق دینا مثلاً یہ کہنا کہ ''انت طالق ثلثا او ثنتين'' یہ سخت حرام ہے اور طالق گنہگار ہوگا لیکن جب اس نے طلاق دیدی تو واقع ہوگئی۔'' لہٰذا اب بشارت حسین کا زبیدہ کو بغیر حلالہ اپنی زوجیت میں لانا حرام ہے۔ قرآن کریم میں مطلقہ ثلاثہ کے متعلق ارشاد فرمایا: فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔ ''پھر اگر اسے تیسری طلاق دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔'' (ترجمہ کنز الایمان) وهو تعالىٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۱۴/۹/۷۲ء

استفتاء ۵۳۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

- میرے ابا جان رمضان علی میاں جن کی عمر پچپن ساٹھ سال کی ہے اور میری والدہ کے درمیان جن کا نام کبیر النساء اور جو خود بھی عجوزہ ہو چکی ہیں کچھ گالی گلوج کی بات ہوئی پھر غصہ میں آکر میرے والد صاحب نے ذیل کے الفاظ بول دیئے اور جس وقت یہ بول رہے تھے چند آدمی موجود تھے۔ انہوں نے کہا: ''جاؤ! ہم نے تم کو طلاق دیا۔'' چار پانچ بار یہ لفظ بول کر پھر یہ بھی کہا کہ ''ہم نے اپنے سر کا بوجھ اُتار دیا۔'' پھر بوڑھی کبیر النساء دو سال تک اپنے میکہ میں رہیں اور اب میں اپنی والدہ کو اپنے گھر میں لاکر رکھے ہوا ہوں، یہ گھر الگ تھلگ ہے اور خاص کر میں نے اُسے ماں کے لئے ہی بنوایا ہے۔ اب یہ بات دریافت طلب ہے کہ میری والدہ کو طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کونسی؟ اور میں نے جو اپنے

گھر میں اپنی والدہ کو لاکر رکھا ہے اُس میں شرعاً کوئی جُرم تو نہیں؟ تفصیل کے ساتھ آگاہ فرما کر ممنون فرمائیں۔ فقط والسلام

المستفتی: محمد الٰہی بخش، ڈانٹو خرد، پوسٹ پدما، ضلع ہزاری باغ

۷۲/۹/۲۲ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــــــ اللّٰھم ھدایة الحق والصواب ـــــــــ!

صورت مذکورہ بالا میں کبیر النساء پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور وہ رمضان علی کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ وہ رمضان علی کی زوجیت میں نہیں آسکتی۔ قرآن حکیم میں ہے: فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ ''پھر اگر اسے تیسری طلاق دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔'' (ترجمہ کنز الایمان) آپ نے جو اپنی ماں کے لئے علیحدہ مکان تعمیر کیا اور اس میں اس کو رکھا ہے تو شرعاً درست ہے اور آپ کو اجر وثواب ملے گا۔ وہ بہر حال آپ کی والدہ ہیں۔ ان کی ہر طرح خدمت کرنا آپ کا فرض ہے۔ ہاں! والد اور والدہ میں کوئی تعلق ونسبت نہیں ہونا چاہیے اس لئے کہ طلاق کے بعد اب کوئی رشتہ وتعلق باقی نہ رہا۔ وھو تعالیٰ اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۷۲/۹/۳۰ء

استفتاء ۵۳۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید اپنی دوکان سے دس بجے شب کو مکان آیا۔ اپنی بیوی نعیمہ کو جو سوئی ہوئی تھی جگا کر اس نے کھانا طلب کیا۔ نعیمہ اُٹھی اور مجھے یعنی زید کو گالیاں بکنے لگی۔ میرے سمجھانے پر بھی وہ خاموش نہ ہوئی بلکہ مسلسل گالیاں بکتی رہی میں نے کہا ''زبان سنبھال کر بولو۔ ورنہ! حالت خراب کردوں گا۔'' اس نے کہا ''اگر تم اصل کے جنے ہو تو مار کر دیکھو۔'' تو میں نے نعیمہ کو مارا۔ وہ رونے لگی اور اس نے گالی دیکر کہا ''تم ایک کے جنے ہو تو مجھ کو جواب دے دو، تمہارے یہاں میری گزر ہونے والی نہیں۔'' میں نے کہا کہ ''اگر تم یہی چاہتی ہو تو ٹھیک ہے۔'' میں نے بلا کسی نیت کے غصہ کی حالت میں اپنی زبان سے کہہ دیا کہ ''ایک، دو، تین۔ ہم نے تم کو جواب دے دیا تم جہاں چاہو، چلی جاؤ۔'' نعیمہ صبح ہو کر اپنی بچی کو چھوڑ کر میکہ چلی گئی۔ نعیمہ کے والد پنچوں کو لے کر میرے یہاں آئے۔ پنچوں نے مجھ سے سوال کیا۔ میں نے پورا واقعہ مذکورہ ان سے بیان کیا۔

پنچوں نے کوئی فیصلہ نہ کیا اور یہ کہہ کر چلے گئے کہ "کسی مفتی سے فتویٰ منگوا لو کہ ایک، دو، تین جواب دے دیا۔ طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو کتنی طلاق مانی جائے گی؟ رجعی یا بائن یا مغلظہ! قرآن وحدیث وفقہ کی مستند کتابوں سے جواب عنایت فرمائیں کہ صحیح مسئلہ حضور علیہ السلام وصحابہ کرام وائمہ عظام سے کیا ثابت ہے۔

المستفتی: زید موضع بنی پٹی، ڈاکخانہ: خاص، ضلع دربھنگہ

۲۰ رمضان المبارک ۹۲ھ

۸۶/۹۲ھ

الجواب

صورت مسئولہ میں ایک بار تین طلاق دینے سے زید گنہگار ہوا اور نعیمہ پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ وہ زید کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ قرآن حکیم میں ہے: فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔ "پھر اگر اسے تیسری طلاق دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔" (ترجمہ کنزالایمان) اس سلسلہ میں نسائی شریف کی حدیث اور وہ حدیث جس کے راوی ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں کہ تین طلاق یک بار دینا ناجائز وحرام وباعث گناہ ہے۔ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے دریافت کیا کہ اگر تین طلاق دے تو کیسا ہے؟ تو حضور نے فرمایا کہ تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری زوجہ تجھ سے جدا ہوگئی۔ کذافی حاشیۃ الھدی. وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارہ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۲۴/۱۱/۷۲ء

استفتاء ۵۳۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ:

زید کی شادی ہندہ سے آج سے تقریباً دو ڈھائی سال پہلے ہوئی تھی جس سے ایک اولاد بھی ہے۔ اس کی عمر ایک سال ہے۔ زید شرابی اور جواری ہے۔ اس نے شراب اور جُوئے کی لت میں جہیز کی گھڑی اور کچھ زیورات بیچ دیئے۔ زیور بیچنے کے دُوسرے دن جب رات میں وہ گھر آیا تو اس نے ہندہ کو بلایا اور کہا کہ "تمہارے باپ ہم کو، ہر جگہ جواری شرابی کہتے پھرتے ہیں اور حساب مانگتے ہیں اور ہمیں بے عزت کرتے ہیں اس لئے میں تم کو نہیں رکھوں گا۔ تم میری عورت کے لائق نہیں ہو۔" "میں نے تم کو طلاق دیا، میں نے تم کو طلاق دیا، میں نے تم کو طلاق دیا۔" کاغذ پنسل لاؤ کہ لکھ دوں اور اپنے ماں باپ سے جا کر کہہ دو۔" اور پھر زید نے ہندہ کو اپنے کمرے سے دھکا دے کر باہر کر دیا اور دروازہ بند کر لیا۔ ہندہ اپنے

باپ ماں کے کمرے میں چلی آئی اور اُس نے مندرجہ بالا بیان دیا۔ طلاق دیتے وقت ہندہ کا بھائی جس کی عمر سترہ سال ہے وہاں موجود تھا۔ اس کے تیسرے روز زید اپنے لڑکے کو مانگنے آیا ہندہ کے والد نے جواب دیا کہ ''لڑکا تم کو نہیں دیا جائے گا۔'' تب زید نے کہا کہ مجھ سے صفائی لے لیجئے۔'' زید کچھ لوگوں کو لے کر آیا۔ ان لوگوں نے یعنی ''پنچایت'' نے ہندہ سے پوچھا کہ: ''کیا تم کو زید نے طلاق دے دیا ہے؟'' ہندہ نے جواب دیا کہ ''زید نے میرے بھائی کے سامنے تین طلاق دے دیا ہے۔'' تب لوگوں نے یعنی ''پنچایت'' والوں نے زید سے کہا کہ ''تم ایک تحریر لکھ دو۔'' تب زید نے کہا کہ ''میں قرآن شریف اُٹھاؤں گا، میں نے طلاق نہیں دیا ہے۔'' تب لوگوں نے کہا کہ ''اگر لڑکی قرآن شریف اُٹھائے تو'' زید نے جواب دیا کہ ہم مان لیں گے۔'' اس کے بعد اُن لوگوں میں سے ایک آدمی ہندہ سے دریافت کرنے چلا۔ تب زید نے کہا کہ ''میں قرآن تو ران (نعوذ باللہ) نہیں مانتا ہوں'' اس پر لوگوں نے طلاق نامہ کی تحریر لکھا اور زید نے طلاق نامہ پر انگوٹھے کا نشان لگایا۔ اس کے بعد ہندہ نے دَین مہر کا معافی نامہ لکھ دیا۔ طلاق نامہ ہندہ کو دے دیا گیا اور معافی نامہ زید کو طلاق ہونے کے دو روز بعد سے زید یہ پروپیگنڈہ کرتا پھر رہا ہے کہ ''ہم سے زبردستی طلاق لی گئی ہے۔'' کچھ لوگ زید کے ہم خیال ہو گئے ہیں اور فتنہ کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا جواب حتی الامکان جلد سے جلد بھیجنے کی کوشش فرمائیں۔ والسلام

المستفتی: عبدالجبار اشرفی

نوٹ: طلاق نامہ کی تحریر حسبِ ذیل ہے:

میں صاحب الدین ولد مطاع الدین ساکن کوریا کوٹھی محمد پور کا ہوں عبدالجبار صاحب کی لڑکی زہرہ خاتون ساکن دھروندہ سے میری شادی ہوئی تھی جس سے قریب ایک سال کا بچہ بھی ہے۔ میں اپنی بیوی یعنی زُہرہ خاتون کو ہنسی خوشی سے دو پنچوں کے سامنے ہوش وحواس درست کر کے تین بار طلاق دیدیا اور پنچوں کے سامنے پنچ نامہ لکھ دیا کہ وقت پر کام آوے۔

تحریر طلاق نامہ: بقلم فرید حسین ہے اور طلاق نامہ پر چھ پنچوں کا دستخط ہے۔

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــ وھو الموفق للصواب ــــــــــ !

برتقدیر صدق سوال ہندہ پر طلاقِ مغلظہ بائنہ واقع ہوگئی اور وہ زید کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ زید کے غلط پروپیگنڈے سے شرعی مسئلہ میں کوئی تبدیلی نہیں لائی جائے گی!

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

استفتاء ۵۳۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ:

عبدالکریم میاں ولد گھورا میاں ساکن بہار کلاں اپنی سسرال سے رنجیدہ ہوکر غصہ کی حالت میں روز محمد کے مکان پر پہونچے اور جیسا کہ روز محمد کی شہادت ہے انہوں نے اُن سے کہا کہ "وزیر میاں کی لڑکی کو میں نے تین طلاق دے دیا" تب روز میاں نے عبدالرحمان میاں اور پھاگو میاں کو بلایا جو کہ اُسی وقت راستہ سے گزر رہے تھے۔ اب پھاگو میاں ساکن پیتاوہ کا بیان ہے کہ "بلانے پر جب ہم اور عبدالرحمٰن میاں گئے تو عبدالکریم میاں نے کہا کہ: ہم نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیا ہے چلئے، گھومئے اب کاغذ لکھنا ہے" اور عبدالرحمٰن میاں، ساکن پیتاری کا بیان ہے کہ "جب ہم لوگ آئے تو عبدالکریم میاں نے کہا کہ "میں نے وزیر میاں کی بیٹی کو تین طلاق دے دیا میں نے خوشی راضی سے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیا" تو روز محمد میاں نے اُنہیں روکا کہ" بابو غصہ کی حالت میں ایسا کیوں بک رہے ہو؟" اس کے بعد عبدالکریم میاں بولے کہ "نہیں" دھرتھ میاں کے گھر چلئے، کاغذ لکھنا ہے۔" عبدالکریم میاں برابر یہ کہا کرتے تھے کہ "ہمارے اوپر الزام لگایا گیا ہے۔" وہ برابر یہ بھی کہتے رہے کہ "گواہوں کا بیان سراسر جھوٹا بیان ہے۔" مگر اس بستی اور پیتاری گاؤں میں جہاں یہ معاملہ ہوا ہے تحقیقات سے صاف پتہ چلا کہ بات سچی ہے۔ عبدالکریم میاں کے والد بھائی اور بستی والوں نے کہا کہ "عبدالکریم! تم سچ سچ بیان کرو کہ کیا بات ہے" تو عبدالکریم میاں نے بیان کیا کہ "ہم اپنی سسرال سے غصہ ہوکر روز محمد میاں کے دروازے پر پہونچے اور ایک مرتبہ اپنی بیوی کو طلاق دیا جس کا گواہ خدا اور رسول ہے۔" بہرحال اب اس معاملہ کو لے کر بستی میں سخت اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ پنچ لوگوں نے عبدالکریم میاں کا بائیکاٹ کر دیا ہے یعنی اُن کا حقہ تمبا کو بند کر دیا ہے۔ لہٰذا اس سلسلہ میں جو شرع شریف کا حکم ہو اُسے خلاصہ تحریر کریں کہ اصل میں کتنی طلاق ہوئی اور عبدالکریم میاں کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے؟ واضح رہے کہ وہ اپنی بیوی کو اپنے گھر رکھے ہوئے ہیں۔

نوٹ: روز محمد میاں، پھاگو میاں و عبدالرحمٰن میاں گواہان ساکن موضع پیتاری کی زبانی عبدالکریم میاں ساکن بہار کا اپنی منکوحہ کو تین طلاق دینا ثابت ہو رہا ہے جو کہ اوپر کی سطروں میں تفصیل سے مذکور ہے۔ جب کہ عبدالکریم میاں صرف ایک طلاق کا اقرار کرتے ہیں۔ اس صورت میں کتنی طلاق ہوئی؟ خلاصہ

جواب تحریر کریں۔
سائلان وگواہان موضع بہار و پتیاری، عبدالشکور، عابد حسین وعبدالعزیز وغیرہم
المستفتی: مولوی رمضان علی ساکن بہار، ضلع پلاموں
۶ صفر ۱۳۹۳ھ

۸۶/۹۲ھ

الجواب ــــــــــــ وھو الموفق للحق والصواب ــــــــــــ!

جب عبدالکریم نے تین گواہوں کے سامنے اپنی بیوی کو تین طلاق دینے کا اقرار کیا تو اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور بیوی اُس کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ عبدالکریم کا اپنے قول سے انکار اور صرف ایک دینے کا اقرار غلط سمجھا جائے گا اور عبدالکریم کا اپنی مطلقہ بیوی کو ساتھ رکھنا کسی طرح جائز و درست نہیں ہوگا۔ قرآن حکیم میں ہے: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ الخ۔ بغیر حلالہ عبدالکریم مطلقہ بیوی کو نہیں رکھ سکتا۔ اگر اُسے رکھنا چاہے تو عدت طلاق گزر جانے کے بعد وہ عورت کسی دُوسرے آدمی سے نکاحِ صحیح کرے اور مجامعت کے بعد دُوسرا شوہر اُسے طلاق دے تو پھر عدت گزار کر عبدالکریم سے شادی ہو سکتی ہے۔ جب تک عبدالکریم اپنی مطلقہ بیوی کو علیحدہ نہ کرے۔ برادری کے لوگ اس سے سلام کلام میل جول ترک کر دیں۔ وھو اعلم

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۳/۴/۷۳ء

استفتاء ۵۳۶

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ہذا میں کہ:

موضع سگونا کے یقین میاں ولد رسول میاں کی بیوی سکویا بی بی آج عرصہ سے لوگوں سے یہ کہہ رہی ہے اور بتا رہی ہے کہ "میرے شوہر یقین میاں نے تین طلاق دے دیا ہے گواہ رسول میاں ہیں۔" پنچایت کی بیٹھک میں رسول میاں نے گواہی دی ہے کہ "یقین نے تینوں طلاق دے کر اس کی ناک کا پھول لے لیا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ہم لوگوں کا اس سے کوئی لگاؤ نہیں ہے۔" پنچ نے اسے طلاق قرار دیا ہے۔ ان دونوں کو الگ الگ رہنے کا حکم لگایا گیا ہے۔ دونوں ہی تقریباً دو سال تک الگ رہنے کے بعد موضع دوامان گئے۔ وہاں کے لوگوں سے انہوں نے نہ معلوم کیا بتایا کہ وہ سب طلاق نہیں ہونے کا شبہ کرنے لگے۔ پھر ان لوگوں نے سگونا کے لوگوں کو بلا کر اس کی تحقیق کرنی چاہی۔ مگر سگونا والے یہ کہہ کر دوامان نہیں گئے کہ "ہم لوگوں نے فیصلہ دے دیا ہے۔ ہاں! البتہ اصل واقعہ کے ساتھ کسی مفتی سے فتویٰ لیا

جائے تو ہم لوگ تسلیم کرلیں گے۔'' بہرحال اب میاں بیوی ایک ساتھ رہنے لگے۔ گاؤں والے کے اعتراض کے بعد سکویا بی بی نے بتایا کہ '' ہم اپنے بیٹے کے ساتھ رہتے ہیں۔ ہمیں شوہر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔'' اب دھیرے دھیرے شوہر سے تعلق پیدا ہوگیا ہے۔ ایک بچی بھی اُس عورت کے پیٹ سے پیدا ہوئی ہے۔ گاؤں والوں نے موضع بھنڈار کے برادروں کو بلا کر پنچایت کی۔ دونوں گاؤں والوں نے مل کر اُنہیں برطرف کردیا ہے آج تک، مگر وہی کچھ عمل میں آرہا ہے۔ اب یہ بات دریافت طلب یہ ہے کہ یقین میاں کی بیوی پر شرعی طلاق ہوئی یا نہیں؟ نیز یقین میاں کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے؟

بینوا توجروا!

نوٹ: اصل یہ ہے کہ یقین میاں کو ایک غیر مسلم عورت سے ناجائز تعلق ہوگیا تھا۔ وجہ یہی تھی کہ یقین میاں کے ساتھ یہ سب ہنگامہ ہوا۔ وہ اس عورت سے شادی چاہتے تھے۔

المستفتیان: خلیل محمد، آس محمد، احمد اللہ میاں، محمد ستار، امیر احمد، رسول میاں، قمر الدین، انوار احمد، گاما حسین، بھنڈاری: مقام سکونا

۸۶/۹۲ھ

الجواب ـــ!

برتقدیر صدق سوال یقین میاں نے جب اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی جس کی شہادت رسول میاں نے بھی دی تو اس صورت میں یقین میاں کی بیوی پر طلاقِ مغلظہ واقع ہوگئی۔ زن وشو کا رشتہ باقی نہ رہا اور بیوی اس کے نکاح سے خارج ہوگئی۔ اب یقین میاں پھر اسے رکھنا چاہتا ہے تو اس مطلقہ کو عدت گزار کر کسی مرد سے نکاح صحیح کرنا ہوگا۔ پھر جب وہ شوہر مجامعت کے بعد اُسے طلاق دے دے تو عدت گزار کر پھر یقین میاں سے شادی ہوسکتی ہے۔ بغیر حلالہ کے وہ عورت یقین میاں پر حرام ہے۔ اگر طلاق کے بعد دونوں ایک ساتھ رہتے ہیں تو مسلمانوں کو چاہیے کہ اُن سے سلام کلام میل جول ترک کردیں۔ قرآن کریم میں ہے: فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ۔ '' پھر اگر اسے تیسری طلاق دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔'' (ترجمہ کنز الایمان) پنچ لوگوں کو چاہیے کہ فوراً دونوں کو الگ کردیں۔ **وھو تعالیٰ اعلم!**

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۱۴/۵/۷۳ء

استفتاء ۵۳۷

مسئلہ: کیا فرماتے علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ:
زید نے اپنی بیوی کو جھگڑے کے درمیان کہا کہ "میں نے تمہیں طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی۔" لیکن بیوی یہ کہتی ہے کہ میں نے صرف دو طلاق دیتے ہوئے سنی اور شوہر کہتا ہے کہ تین طلاق دی تھی۔ حالات یہ ہیں کہ ان کے پانچ بچے ہیں اور جانبین کا یہ خیال ہے کہ ہم دونوں شریعت کے احکام کے مطابق ایک ہو جائیں۔ براہِ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرما کر ممنون ومشکور فرمائیں کہ کس صورت یا کس طرح دونوں ایک ہو سکتے ہیں۔

المستفتی: عبدالقیوم، کواٹر نمبر B/1 و کیمپ ۲، بی۔ ایس، سیٹی، دھنباد
۷۳/۱۲/۱۴ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــ بعونہ تعالیٰ ـــــــــــ!

صورت مذکورہ میں زید کی بیوی پر بقول زید طلاق مغلظہ واقع ہو گئی اور رشتۂ زوجیت ختم ہو گیا۔ اب بغیر حلالہ دونوں آپس میں نہیں مل سکتے۔ قرآن حکیم میں ہے: فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ ۔ "پھر اگر اسے تیسری طلاق دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔" (ترجمہ کنزالایمان) اس کی صورت یہ ہے کہ بعد انقضائے عدت وہ عورت دُوسرے مرد سے نکاح صحیح کرے اور بعد مجامعت وہ مَرد اُسے طلاق دے دے تو پھر طلاق کی عدت گزار کر زید اُس عورت سے شادی کر سکتا ہے اس کے علاوہ باہمی اتحاد کی شرعاً کوئی صورت نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم!

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
۷۳/۱۲/۱۷ء

استفتاء ۵۳۸

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ:
زید نے اپنی بیوی ہندہ کو غصہ کی حالت میں تین طلاق دے دیں بایں الفاظ کہ "میں نے تم کو طلاق دیا، طلاق دیا، طلاق دیا۔" "جاؤ میرے گھر سے چلی جاؤ، میں نے تم کو تین طلاق دیا۔" گواہوں میں

دوعاقلہ بالغہ عورتیں ہیں جو دونوں سگی بہنیں ہیں اور دولڑکے ہیں جو دونوں سگے بھائی ہیں اور متذکرہ دونوں عورتوں میں سے ایک کے لڑکے ہیں۔ دونوں میں سے ایک کی عمر ۱۴-۱۵ سال اور دُوسرے کی عمر ۱۷-۱۸ سال ہے۔ زید نے طلاق دینے کے بعد بستی کے اشخاص سے یہ بھی کہا کہ ''آج میں نے اپنا معاملہ صاف کرلیا۔ اپنی بیوی کو طلاق دے دیا۔'' سننے والوں نے پوچھا کہ ''کونسی طلاق'' تو اس نے جواب میں کہا کہ ''تین طلاق'' دوچار دنوں کے بعد جب زید کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو اپنے کیئے پر پردہ ڈالنے کے لئے اس نے لوگوں سے کہا کہ ''میں نے اپنی بیوی کو ایک ہی طلاق دیا ہے، تین نہیں'' سننے والوں نے اس کا تذکرہ کیا تو بستی میں پنچایت بیٹھی اس میں بھی زید نے ایک ہی طلاق کا اقرار کیا اور جب وہ دونوں عورتیں اور وہ دونوں لڑکے گواہی میں پیش ہوئے تو اُس نے کہا کہ ''ان کے گھر سے میری عداوت چلی آرہی ہے اسی بناپران چاروں نے مجھے پریشان کرنے کو یہ جھوٹی گواہی دی ہے'' پھر زید نے ایک دُوسرا عذر یہ بھی پیش کیا کہ عورتوں کی گواہی معتبر نہیں اور یہ لڑکے چونکہ ان کو مونچھ داڑھی نہیں نکلی ہے۔ لہٰذا وہ نابالغ ہیں اور نابالغ کی گواہی معتبر نہیں۔ لہٰذا میرا تین طلاق دینا ثابت نہیں ہوتا ہے۔'' اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں زید اور ہندہ کے بارے میں شریعتِ مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ اس سے مطلع فرمائیں عین کرم ہوگا ہاں! ہندہ بھی پہلے تین طلاق کا اقرار کرتی تھی لیکن اب ایک طلاق کا اقرار کرتی ہے اور زید کی عمر تقریباً ستر سال اور ہندہ کی پچاس، پچپن سال۔ جو حکم ہو بیان کریں۔ والسلام

المستفتی: عبدالرحیم، بسنت پور، ضلع مظفر پور

۹۲/۸۶ء

الجواب ـــــــــــ وهو الموفق للصواب ـــــــــــ !

صورت مذکورہ بالا میں جب زید پہلی بار لوگوں کے سامنے تین طلاق دینے کا اقرار کرچکا تو ہندہ پر طلاقِ مغلظہ واقع ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ زید اُسے اپنی زوجیت میں نہیں رکھ سکتا۔ بعد میں اپنے کیئے پر نادم ہوکر قولِ اوّل سے انکار شرعاً ناقابل قبول ہوگا۔ علاوہ ازیں شاہدین میں دو عورتیں، دولڑکے کی شہادت کو عداوت پر محمول کرنا بھی قابل اعتماد و یقین نہیں اور نہ بلوغ کے لئے داڑھی مونچھ کا ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا وقوع طلاق میں ہرگز شک وشبہ نہیں۔ مزید برآں جب کہ ہندہ نے خود بھی پہلے تین طلاق کا اقرار کرلیا اور اب مصلحتاً انکار کرتی ہے تو اس کا انکار بھی قابل تسلیم نہ ہوگا۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۱۰/۲/۷۴ء

استفتاء ۵۳۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین کہ
بتاریخ ۱۶؍رمضان المبارک کو زید نے اپنی منکوحہ بیوی کو مغلظہ تین طلاق دے دیا۔ اس وجہ سے کہ گھریلو جھگڑوں میں اس کے بڑے بھائی نے بہت سخت سست کہا تھا اور طعنہ زنی کی تھی۔ اس بنا پر زید کو غصہ آیا اور اپنی بیوی کو مغلظہ تین طلاق تین بار کہہ دیا۔ طلاق کا لفظ کہتے وقت زید کا بڑا بھائی اور اس کی بہن موجود تھی اور زید کی بیوی گھر میں تھی۔ وہ طلاق کا لفظ نہ سن پائی۔ وہ گھر میں اپنے کام کاج میں مشغول تھی۔
اب ایسی حالت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: محمد علاء الدین رشیدی، ایسٹ بھکنڈ یہہ، پوسٹ جھریا، ضلع دھنباد
۲۳؍اکتوبر ۱۹۷۵ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــ!

صورت مذکورہ میں زید کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور زید گنہگار رہا۔ اس لئے کہ اس نے طریقہ مسنونہ ومشروعہ کے خلاف یکبارگی تین طلاقیں دے دیں۔ احسن طریقہ یہ تھا کہ زید تین طہر (تین ماہ) میں تین طلاقیں دیتا۔ اگرچہ مسلک اہلسنّت و جماعت کے مطابق بیک وقت تین طلاق دینے سے تین ہی واقع ہوتی ہیں۔ وبدعیة ثلثا ای مجتمعا او متفرقا کانت طالق ثلثا او انت طالق طالق طالق فمثل هذا یقع لکنه یاثم به هو المنقول عن جمهور الصحابة والتابعین والائمة والمجتهدین. "ترجمہ: طلاق بدئی تین طلاق ہے۔ یعنی تینوں طلاق بیک وقت دی ہو یا الگ الگ جیسے انت طالق ثلثاً، یعنی تجھے تین طلاق، یا انت طالق، طالق، طلاق یعنی تجھے طلاق، طلاق، طلاق تو اس طرح تینوں طلاق تو واقع ہو جائیں گی لیکن طلاق دینے والا گنہگار ہوگا۔ جمہور صحابہ، تابعین، وائمہ مجتہدین سے ایسا ہی منقول ہے۔" منهم ابن عباس اخرجه عنه مالک وابو هریرة اخرجه عنه ابو داؤد وعن ابن عمر رضی الله عنه انه قال فی الرجل یطلق امراته ثلثا قال هی ثلث لا تحل له حتی تنکح زوجا غیره اخرجه سعد بن منصور ومثله روی عن علی رضی الله عنه اخرجه بیهقی وابو نعیم وعن ابن عباس وابی هریرة وابن الزبیر اخرجه مالک وعن ابن عمرو ومغیره بن شعبه وعن الحسن بن علی وغیر ذالک من الصحابة والتابعین رضی الله عنهم اجمعین. اور یہی مسلک امام ابوحنیفہ کا ہے۔ لہٰذا اب بغیر حلالہ زید کے لئے اس کی بیوی حلال نہ ہوگی۔ زید کی بیوی کا لفظ طلاق نہ سننا مانع طلاق نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

استفتاء ۵۴۰

مسئلہ: جناب مفتی صاحب..........السلام علیکم!

گزارش ضروری یہ ہے کہ ایک مسئلہ یہ ہے۔ واقعہ بیان یہ ہے کہ ایک شخص کچھ عرصہ سے بیمار تھا اور اس کو کچھ پیسہ کی سخت ضرورت تھی۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر کچھ پیسہ ہے تو دو۔ اس نے انکار کیا تو مجھے غصہ آ گیا۔ غصہ کی حالت میں ہم نے دیگچی وغیرہ اٹھا کر ہم لے کر چلنے لگے تو میری بیوی نے منع کیا اور کہا کہ آپ بیچ کر کتنا دن کھائیے گا؟ اس پر ہم نے کہا ہم کما کر پورا کریں گے۔ بہر حال ہم اس کو فروخت کر کے پیسہ لایا اور لڑکن کو کھانے کا سامان پورا کیا۔ سب لوگوں نے مل کر کھایا۔ رات میں میرا لڑکا آیا اور میرے خلاف گالی گلوج کرنے لگا، ماں کی طرفداری میں اور مارنے کیلئے اٹھا تو ہم بھی مارنے کیلئے اٹھے۔ اس گھر میں ایک لڑکا اور تھا جو میرے لڑکے کو باہر لے کر چلا گیا۔ اس وقت ہم نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو کہہ دیا کہ طلاق دیا، تین بار کہہ دیا۔ مگر بیوی نے کچھ نہیں کہا اور نہ اس وقت کوئی دوسرا آدمی موجود تھا۔ ایسی حالت میں حضور عالی سے التجا ہے کہ شرعاً اس کا جواب دیں کیونکہ بچوں کا سوال ہے۔ فقط

المستفتی: محمد عبدالعزیز عرف موہن، ساکن باڑھ، ضلع پٹنہ

۲۰-۱۰-۷۵ء

۹۲/۸۶ے

الجواب ـــــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــــ!

صورت مذکورہ میں سائل کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور وہ اس کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ ایکبارگی تین طلاق دینے کی بنا پر شخص مذکور گنہگار ہوا۔ اس لئے کہ اس نے طریقہ مسنونہ کے خلاف طلاق دی۔ اگر چہ ایک بار تین طلاق دینے سے تین ہی واقع ہوتی ہے۔ درمختار میں ہے: **وبدعیہ ثلثا ای مجتمعًا او متفرقا کانت طالق ثالثا او انت طالق طالق طالق مثل ھذا یقع لکنہ یا ثم بہ.** ''ترجمہ: طلاق بدعی تین طلاق ہے یعنی تینوں طلاق بیک وقت دی ہو یا الگ الگ جیسے انت طالق ثلثا، تجھے تین طلاق، یا تجھے طلاق، طلاق، طلاق تو اس طرح تینوں طلاق تو واقع ہو جائیں گی لیکن طلاق دینے والا گنہگار ہوگا'' لہٰذا مسلک امام ابوحنیفہ کے مطابق اب بغیر حلالہ وہ شخص اپنی بیوی کو نہیں رکھ سکتا۔ قرآن حکیم میں ہے: **فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.** ''پھر اگر اسے تیسری طلاق دی تو وہ اس کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک کہ دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔'' **وھو اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۰-۱۰-۷۵ء

استفتاء ۵۴۱

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ
تقریباً تین سال کا عرصہ ہوا کہ انوری خاتون کی شادی محمد شعیب سے ہوئی۔ لیکن اب تک محمد شعیب نے اپنی بیوی کا کچھ خیال نہ کیا۔ آمد ورفت، نان ونفقہ سب بند کر دیا ہے اور نہ وہ رخصتی کراتا ہے۔ لڑکی کے والد نے پنچوں کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا۔ جب لوگوں نے محمد شعیب سے اس کی وجہ دریافت کی تو اس نے جواب دیا کہ لڑکی میں کوئی عیب نہیں ہے۔ لیکن مجھ سے اس کا کھانا خرچ نہیں ادا ہوگا۔ میں اسے طلاق دوں گا۔ لوگوں نے کہا کہ خوب اچھی طرح سوچ سمجھ لو۔ اس نے کہا کہ میں نے سب کچھ سمجھ لیا ہے۔ میرا ہوش وحواس ٹھیک ہے۔ چنانچہ محلہ والوں کے سامنے اس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیں اور لڑکی نے بخوشی مہر معاف کر دیا۔ اب لڑکی کے والدین اس کی دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں۔ ایسی صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد اسماعیل، کیڈ اسٹریٹ، پوسٹ پارک اسٹریٹ، کلکتہ
۲۸-۱۰-۷۵ء

۹۲/۸۶ء

الجواب ـــــــــ بعون الملک الوهاب ـــــــــ
صورت مذکورہ میں انوری خاتون پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور اب شرعاً وہ محمد شعیب کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ طلاق کے بعد زن وشو کا رشتہ بالکل ختم ہوگیا۔ طلاق کی عدت گزار کر انوری دوسری شادی کر سکتی ہے۔ وھو اعلم
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتـــــــــــــــــــــــبہ
۲۸-۱۰-۷۵ء

استفتاء ۵۴۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ میں کہ
شوہر بیوی میں لڑائی ہوئی۔ بیوی نے تین مرتبہ قسم دیتے ہوئے اپنے شوہر کو کہا کہ اگر تم اصل باپ کے ہو تم مجھے طلاق دے دو۔ تو شوہر نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ پانچ چھ آدمیوں کے سامنے شوہر نے تین طلاق دینے کا اقرار بھی کیا ہے کہ جب بیوی نے ایسا کہا اور مطالبہ طلاق کیا تو میں نے تین طلاقیں

دے دی ہیں۔اس کی بیوی کے ساتھ ایک لڑکا ۴ سال کا اور ایک لڑکی ایک سال کی ہے۔دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایسی شکل میں طلاق ہوئی کہ نہیں اور اگر ہوگئی تو پھر شوہر پر مہر کی رقم اور عدت کا خرچ دینا ضروری ہے کہ نہیں؟ شرع مطہرہ کا کیا حکم ہے ظاہر فرمایا جائے۔بینوا و توجروا.

المستفتی: عبدالعزیز، محلہ شمشیر نگر، جھریا، دھنباد

۲۸ر نومبر ۱۹۷۴ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــ بعون الملک الوهاب ــــــــ!

صورت مذکورہ میں زید کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور طریقہ مسنونہ کے خلاف طلاق دینے کی بنا پر شوہر گنہگار رہوا۔

والبدعی ثلاث متفرقة او ثنتان بمرة او مرتين وفي ابو داؤد عن عمرو ابن العاص سئلوا عن البكر يطلقها زوجها ثلاثا فكلهم قال لاتحل له حتى تنكح زوجاغيره ۔اور طلاق بدعی تینوں طلاق بہ یک وقت متفرق طور پر یا دو طلاق ایک جملے میں یا دو جملے میں رہنا ہے۔اور ابوداؤد میں ہے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس باکرہ عورت کے بارے میں سوال کیا گیا جس کے شوہر نے تینوں طلاق دیدی ہو تو کیا سب واقع ہوگئیں آپ نے فرمایا اب وہ عورت شوہر اول کے لئے اس وقت تک حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

چونکہ طلاق کا مطالبہ عورت نے کیا اور اس کے کہنے کے مطابق شوہر نے طلاق دی اس لئے وہ شوہر سے دین مہر کا مطالبہ نہیں کرسکتی اور نہ عدت کے خرچ لینے کی وہ مستحق ہے اس لئے کہ ناشزہ کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں۔**وھو تعالیٰ اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲-۲-۷۵ء

استفتاء ۵۴۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

زید نے اپنی بیوی کو گھریلو جھگڑے کی وجہ سے تین طلاق دے دیا۔اب زید مذکور کا ارادہ ہے کہ عدت گزر جانے پر پھر اس بیوی سے دوبارہ نکاح کروں گا۔کیا شریعت کا ایسا قانون ہے؟ جہاں تک ممکن ہو جلد قوانین شرعیہ سے آگاہ فرمائیں۔

المستفتی: مولوی عبدالرزاق، پکوڑی دوکان، لایاباد، مدناڈیہہ-۷، پوسٹ بانس جوڑہ، ضلع دھنباد

۸۶/۹۲ھ

الجواب ـــــــــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــــــــ!

تین طلاق دینے کے بعد زید اپنی مطلقہ بیوی سے بغیر حلالہ نکاح نہیں کرسکتا۔قرآن حکیم میں ہے:فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ. ''ترجمہ:پھر اگر اسے تیسری طلاق دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔'' حلالہ کی صورت یہ ہے کہ بعد انقضائے عدت طلاق عورت کسی دوسرے مرد سے نکاح صحیح کرے اور بعد مجامعت دوسرا شوہر اسے طلاق دے۔اس کے بعد پھر عدت طلاق گزار کر پہلے شوہر سے شادی ہوسکتی ہے۔اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں۔وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتـــــــــــــــــــــــبہ

۵/۷/۴۲ء

استفتاء ۵۴۴

مسئلہ: حضرت جناب مفتی صاحب دام فیوضکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

حسب ذیل سوالات کے جوابات ازروئے شرع دے کر جزاء خیر کے مستحق ہوں۔

(۱) زید نے اپنی شریک حیات سے جھگڑا کیا۔یہاں تک کہ ہاتھا پائی کی نوبت آگئی۔اسی حالت میں اپنی شریک حیات سے کہہ دیا کہ تم کو طلاق دیا طلاق دیا۔متعدد بار یہ الفاظ زید نے کہا۔کیا طلاق واقع ہوگئی؟ اگر طلاق ہوگئی تو اب رجعت کی کیا صورت ہوگی؟ کچھ عالموں سے دریافت کیا تو کہا کہ کسی قریبی رشتہ دار سے بعد گزرنے عدت کے نکاح کر دیا جائے۔پھر وہ طلاق دے تو عدت گزار کر پھر نکاح کر لے۔مگر مطلقہ اس بات پر راضی نہیں۔اب دوسری شرعی صورت کیا ہوسکتی ہے تحریر فرمائیں گے اور مطلقہ یہ بھی کہتی ہے کہ ہم اس گھر میں جائیں گے بھی نہیں کیوں کہ شوہر نے مجھے طلاق دے دی ہے۔مگر ہمارے بچے بھی ہیں۔وہ کس پر رہیں گے؟ کیا وہ اس گھر میں رہ سکتی ہے اور زید اس کے ہاتھ کا کھانا کھا سکتا ہے اور وہ بھی کھلا سکتی ہے؟

(۲) کچھ لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ مطلقہ جب اس گھر میں رہنا چاہتی ہے تو دایہ کے طور پر رہ سکتی ہے۔کیا یہ شرعاً جائز ہے؟

(۳) بکر نے بھی اپنی منکوحہ میمونہ کو بذریعہ رجسٹری طلاق نامہ بھیجا ہے۔تحریر ہے کہ ''میمونہ کو معلوم ہو میں تمہارا شوہر بکر ہوں۔میں تم کو طلاق نامہ لکھ کر بھیج رہا ہوں...''۔یعنی تم کو طلاق دیتا ہوں سو بار لکھا ہے۔

طلاق واقع ہوگئی؟

(۴) ہمارے یہاں دین مہر کا رواج ہے ۵۰۰ روپئے دو دینار۔ اب دریافت کرنا ہے کہ ایک دینار کتنا ہوتا ہے اور دینار کیا چیز ہے؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ایک دینار ایک بھر سونا ہوتا ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟ اور دو دینار کی قیمت کیا ہوتی ہے؟ اگر ایک بھر سونا کے برابر ہے تو سونے کی جو قیمت ہوتی ہے وہی ہوگا؟ جواب جلد دیں گے۔

المستفتی: جماعت علی، کیشکو ال، پوسٹ کیرواہ، وایا چترا، ضلع ہزاری باغ

۱۷-۶-۷۴ء

۸۶/۹۲ھ

الجواب ــــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــــ!

(۱) صورت مذکورہ میں تین طلاق کے بعد زید کی بیوی اس کی زوجیت سے خارج ہوگئی اور زن وشو کا رشتہ قطعی طور پر ختم ہوگیا۔ اب بغیر حلالہ عورت مذکورہ زید کے لئے حلال نہیں ہوگی۔ حلالہ کی وہی صورت ہے جس کو عالم نے بتایا ہے دوسرے مرد سے نکاح کرنے میں مجامعت شرط ہے۔ حلالہ کے علاوہ دوسری کوئی صورت جواز کی نہیں ہے۔ قرآن حکیم میں ہے: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ. ''ترجمہ: پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔''

(۲) مطلقہ بیوی دایہ کی حیثیت سے شوہر کے ساتھ نہیں رہ سکتی نہ شوہر سے گفتگو کر سکتی ہے کہ محل فتنہ وخطرۂ معصیت ہے۔

(۳) بکر کے تحریری طلاق دینے سے میمونہ پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور وہ بکر کی زوجیت سے خارج ہوگئی بشرطیکہ بکر اس تحریری طلاق کا اقرار بھی کرے یا شاہدین شہادت دیں۔

(۴) دینار سونے کا ایک سکہ ہے جو تقریباً آٹھ آنے بھر کا ہوتا ہے۔ یہ عرب میں چلتا تھا۔ اب یہ نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔ اس کی قیمت سونے کی قیمت کے اعتبار سے گھٹتی بڑھتی رہتی ہے۔ پہلے اس کی قیمت کم تھی، اب زیادہ ہوگئی۔ ایک بھر سونا ایک دینار سے بہر صورت زیادہ ہوتا ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۱۸/۷/۷۴ھ

استفتاء ۵۴۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ
زید نے ہندہ کو چھ سال قبل تین طلاق دے دی۔ مگر میاں بیوی کے تعلقات برقرار رہے۔ یعنی آج تک دونوں میں جدائی نہیں ہوئی۔ اس چھ سال کے عرصہ میں چند بچے بھی پیدا ہو گئے ہیں۔ لیکن اب زید چاہتا ہے کہ اپنی اہلیہ کو جائز طریقے سے رکھے۔ عندالشرع اس کی کیا صورت ہے؟ جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

المستفتی: عبدالعزیز قادری، گڑھ جے پور، ضلع پورولیا، بنگال

۹۲/۸۶ء

الجواب بعون الملک الوھاب!

صورت مسئولہ میں بغیر حلالہ زید کے لئے ہندہ کے جائز ہونے کی شرعاً کوئی صورت نہیں۔ اگر زید اس طویل مدت تک حرامکاری کرنے کے بعد اب تائب ہو کر ہندہ کو اپنی زوجیت میں رکھنا چاہتا ہے تو اسے ارتکاب معصیت سے اعلانیہ توبہ کرنا چاہئے اور فوراً ہندہ سے الگ ہو جانا چاہیے۔ پھر تین ماہ عدت گزار کر ہندہ دوسرے مرد سے نکاح صحیح کرے۔ بعدازاں اگر شوہر ثانی ہندہ کو طلاق دے دے تو پھر عدت طلاق گزار کر ہندہ کی شادی زید سے ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ شرعاً کوئی دوسری صورت نہیں۔ قرآن حکیم میں ہے: فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. ''ترجمہ: پھر اگر اسے تیسری طلاق دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔'' **وھو تعالیٰ اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۰/۹/۴۷ء

استفتاء ۵۴۶

مسئلہ: مخدوم و محترم حضرت قاضی صاحب، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ، مدظلہ العالیٰ! السلام علیکم
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
زید اپنی منکوحہ بیوی کو غصہ کی حالت میں تقریباً دس بار طلاق طلاق بول دیا ہے۔ از روئے شرع اس حالت میں طلاق ہوئی کہ نہیں؟ اور پھر فوراً زید منکوحہ بیوی کو رکھنا چاہتا ہے اور ہندہ بھی رہنا چاہتی ہے تو اب کیا

ہونا چاہئے؟ بہت جلد جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: حافظ محمد رفیق عالم رضوی، مقام کھیری، پوسٹ برڈیہا، ضلع پلاموں

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــــ!

اگر کوئی شخص صرف تین بار اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو اس سے طلاق مغلظہ واقع ہو جائے گی اور اس کی بیوی نکاح سے خارج ہو جائے گی، رشتہ زوجیت ختم ہو جائے گا اور زید نے جب دس بار طلاق دیا تو تین ہی سے اس کی بیوی زوجیت سے خارج ہو گئی۔ باقی طلاقیں لغو ہوئیں۔ اب اگر زید بیوی کو پھر زوجیت میں رکھنا چاہتا ہے تو اس کے لئے حلالہ ضروری ہے۔ قرآن حکیم میں ہے: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ. ''پھر اگر تیسری طلاق دی تو وہ حلال نہ ہوگی جب تک کہ دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔ (کنزالایمان) وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــہ

۳۰-۱۲-۷۵ء

استفتاء ۵۴۷

مسئلہ: محترم جناب مفتی اعظم صاحب ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں

زید نے اپنی بیوی ہندہ کو غیر مرد سے زنا کراتے ہوئے دیکھ لیا۔ ہندہ فوراً اپنی غلطی پر نادم ہو گئی اور زید کے قدموں پر گر کر غلطی کی معافی مانگنے لگی۔ زید نے ہندہ کو معاف کر دیا۔ دو سال بعد جب زید اپنی ملازمت پر کلکتہ میں تھا تو گھر سے اس کی والدہ نے لکھا کہ تمہاری بیوی دوسرے مرد کے ساتھ پھنس گئی ہے اور ناجائز کر رہی ہے۔ خط پڑھ کر زید گھر گیا اور اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیا۔ گاؤں کے پنچوں نے جب زید سے طلاق دینے کی وجہ دریافت کی تو زید نے از اول تا آخر تمام باتیں بیان کی اور خط کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ میں تنگ آ گیا ہوں۔ کب تک اس کی نگرانی کرتا رہوں گا؟ اس لئے میں نے طلاق دے دی۔ بعد ازاں ہندہ میکہ چلی گئی اور زید نے دین مہر نہیں دیا۔ زید کی والدہ نے اپنی آنکھوں سے زنا کراتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ ایسی حالت میں زید طلاق دے کر قصوروار ہوا یا نہیں اور زید پر کوئی شرعی کفارہ یا سزا اور دین مہر کا حق ہوتا ہے یا نہیں؟ اور ہندہ پر کوئی کفارہ یا شرعی سزا عائد ہوتی ہے یا نہیں؟

شرع کے مطابق صاف صاف خلاصہ تحریر فرمائیں اور جواب سے مشکور فرمائیں۔

المستفتی: محمد شفیع احمد، مقام حکیم چند، پختہ لائن-٦، روم-١٩، پوسٹ حاجی نگر، ضلع ۲۴ پرگنہ
١٩-١٠-٧٥ء

۹۲/۷۸۶

الجواب ــــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــــ !

شرعی قانون کے پیش نظر زانی وزانیہ کو اگر شادی شدہ ہوں تو رجم یعنی سنگسار کرنا ہے اور غیر شادی شدہ کو ١٠٠ کوڑے مارنا ہے۔ لیکن ہندوستان میں یہ سزا ناممکن ہے اس لئے ترک تعلقات کے سوا اور کیا تدبیر ہوسکتی ہے۔ زانی وزانیہ اس فعل قبیح سے توبہ کرے۔ چونکہ زید نے طریقہ مشروعہ مسنونہ کے خلاف یکبارگی تین طلاقیں دے دی اس لئے وہ گنہگار رہوا اور ہندہ پر بہرحال طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ طلاق کے لئے شرعی اصول تو یہ ہے کہ تین طہر میں ایک ایک کر کے تین طلاقیں دی جائیں مگر اہلسنّت وجماعت کے مسلک کے مطابق بیک وقت تین طلاقیں دینے سے تین ہی واقع ہوں گی اور طالق گنہگار رہوگا۔ وبدعية ثلثا اى مجتمعًااو متفرقاً كانت طالق ثلثا او انت طالق طالق طالق فمثل هذا يقع لكنه ياثم به هو المنقول عن جمهور الصحابة والتابعين والائمة والمجتهدين منهم ابن عباس اخرجه عنه مالك وابوهريرة اخرجه عنه ابوداؤد وعن عمررضى الله عنه انه قال فى الرجل يطلق امراته ثلثا قال هى ثلث لاتحل له حتى تنكح زوجاًغيره. ومثله روى عن على اخرجه بيهقى وابونعيم وعن ابن عباس وابى هريرة وابن الزبير اخرجه مالك وعن ابن عمر ومغيره بن شعبة وعن الحسن بن على وغيرذالك من الصحابة والتابعين ''طلاق بدعی تین طلاق ہے یعنی بیک وقت تینوں طلاق دی ہوں یا الگ الگ، جیسے تجھے تین طلاق'' یا تجھے طلاق، طلاق، طلاق تو اس طرح تینوں طلاق تو واقع ہو جائیں گی لیکن طالق گنہگار ہوگا۔ جمہور صحابہ تابعین ائمہ مجتہدین سے یہی منقول ہے۔'' اور یہی مسلک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ طلاق کے بعد اگر ہندہ مہر معاف نہ کرے تو زید کو مہر دینا ہوگا۔ زید پر کوئی کفارہ نہیں۔ وھو اعلم وعلمه جل مجده اتم۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتـــــــــــــــــبہ
٢٨/١٠/٧٥ء

استفتاء ۵۴۸

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید کی شادی ہندہ سے نابالغی میں ہوئی اور اتفاق سے نابالغی ہی میں طرفین کی کچھ معمولی سی کشیدگی میں زید نے ہندہ کو طلاق دے دیا۔ اب وہ ایک برس کے اندر اندر چاہتا ہے کہ ہندہ سے پھر عقد کر کے اسے

گھر لے آئے۔ ہندہ اب تک بالغ نہیں ہے اور زید بالغ ہے اور سن بلوغ ہی میں اس نے طلاق دی ہے۔اب اس کا عقد کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟ برائے کرم واضح طور پر تحریر فرما کر مشکور وممنون فرمائیں۔

المستفتی: مشتاق احمد، شیلا ڈیہہ، ہزاری باغ

۸۶/۹۲ ے

الجواب ـــــ بعون الملک الوھاب ـــــ !

سوال میں اس بات کی وضاحت نہیں ہے کہ زید نے ہندہ کو طلاق رجعی یعنی ایک طلاق دی یا طلاق مغلظہ تین طلاقیں دیں۔اگر زید نے صرف ایک بار طلاق دی ہے تو پھر نکاح کر کے ہندہ کو زوجیت میں رکھ سکتا ہے اور اگر طلاق مغلظہ دی ہے تو بغیر حلالہ ہندہ سے نکاح نہیں کر سکتا۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتـــــــــــبہ

۱۷-۲-۷۶ء

استفتاء ۵۴۹

مسئلہ: مخدومی ومحترمی جناب مفتی صاحب قبلہ دامت برکاتہم! بعد ہدیہ سلام ورحمت از راہ نوازش مندرجہ ذیل امور کا جواب جلد عطا فرما کر ثواب عظیم کے مستحق بنیں۔

(۱) زید نے اپنی بیوی سے کسی بات پر غصہ ہو کر ایک دو آدمی کے سامنے کہہ دیا کہ جاؤ تم کو تین طلاق دے دیں۔ یہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اب اگر دونوں پھر آپس میں مل کر رہنا چاہیں تو کیا کوئی صورت ہے؟ صاف صاف تحریر فرمائیں۔

(۲) طلاق دیئے ہوئے ایک سال ہو گیا۔ کیا لڑکے کو طلاق شدہ بیوی کا نفقہ دینا پڑے گا۔ اگر ہاں تو کتنے دن تک کا نفقہ دینا پڑے گا یہ بھی لکھ کر بھیج دیں۔

المستفتی: عبدالحمید، محلہ لکھنا، مدھوپور

۵ / مارچ ۱۹۷۶ء

۸۶،۹۲ ے

الجواب ـــــ بعون الملک الوھاب ـــــ !

(۱) زید کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور رشتہ زوجیت ختم ہو گیا۔اب بغیر حلالہ زید کے لئے اس کی بیوی حلال نہ ہوگی۔ یعنی زید کی بیوی دوسرے آدمی سے نکاح کرے اور وہ آدمی بعد مجامعت اس کو طلاق دے تو پھر عدت طلاق گزار کر زید

سے اس عورت کی شادی ہو سکتی ہے۔

(۲) زید کو مطلقہ بیوی کا دین مہر اور ایام عدت (تین ماہ) کا کھانا خرچ دینا ہوگا۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۸-۳-۷۶ء

استفتاء ۵۵۰

مسئلہ: مکرمی قاضی صاحب قبلہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کیا حکم ہے شریعت مطہرہ کا مسئلہ ذیل میں کہ:

زید کے خسر نے زید سے کچھ روپئے قرض لئے کچھ عرصہ بعد زید کی ساس اُس کے گھر آئی۔ زید نے روپئے کا مطالبہ کیا تو زید کی بیوی (خواہ کسی بنا پر) کہنے لگی "روپیہ نہیں ملے گا اور نہ دینے دیں گے۔" بیوی کی بات سن کر زید کو غصہ آ گیا اور ساس کی موجودگی میں بات بڑھتی چلی گئی۔ ساس بیٹھی رہی اپنی لڑکی کو منع بھی نہیں کیا۔ بیوی نے کہا: "نہیں دیں گے تو کیا کرو گے۔" زید نے کہا "بہت کچھ کر سکتے ہیں" پھر بیوی نے کہا "کیا کرلو گے زیادہ سے زیادہ طلاق دے دو گے۔ زید غصہ میں تھا ہی" کہہ دیا کہ "ہاں، ہاں! طلاق بھی دے سکتے ہیں" یہ ساری باتیں ساس سنتی رہی اور اپنی لڑکی کو زبان درازی سے باز آنے کی تاکید نہیں کی۔ بیوی نے تاؤ دلایا کہ "اگر اصل کے ہو تو طلاق دیکر دیکھ لو۔" بس زید نے جھٹ انجام سے بے خبر ہو کر بیک وقت تین طلاق دے دی۔ بیوی اپنے میکہ چلی گئی اور اب شوہر سے پورے دین مہر کا مطالبہ کر رہی ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس معاملہ میں شرعی حکم کیا ہے؟ اور فیصلہ کی صورت کیا ہے؟ جب کہ زید اپنے قرض کا مطالبہ بھی پیش کر رہا ہے۔ از راہِ کرم فیصلہ کن جواب مرحمت فرمایا جائے۔

المستفتی: عبدالرزاق عرف پکوڑی مولوی، ساکن لایاباد، مدناڈیہہ، پوسٹ بانس جوڑہ، ضلع دھنباد

یکم جولائی ۱۹۷۶ء

۹۲/۷۸۶

الجواب ــــــــــ وھوالموفق للصواب ــــــــــ !

صورت مسئولہ میں زید کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور وہ زید کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ مطلقہ بیوی کا دَین مہر زید کو دینا ضروری ہے اور زید کی رقم جو اس کے خسر کے ذمہ باقی ہے، اس کے خسر کو چاہیے کہ قرض کی رقم جلد ادا کرے۔ اگر بیوی

اپنے والد کو قرض ادا کرنے سے منع کرے تو زید مہر کی ادائیگی میں تاخیر کر سکتا ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ
۸/۷/۴۷ء

استفتاء ۵۵۱

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:
زید نے اپنی بیوی کو گھریلو جھگڑے کی وجہ سے تین طلاق دے دیا۔ اب زید مذکور کا ارادہ ہے کہ عدت گزر جانے پر پھر اس بیوی سے دوبارہ نکاح کروں گا۔ کیا شریعت کا ایسا قانون ہے؟ جہاں تک ممکن ہو۔ جلد قوانین شرعیہ سے آگاہ فرمائیں۔

المستفتی: مولوی عبدالرزّاق، پکوڑی دوکان، لالاباد، مدناڈیہہ ۷، پوسٹ بانس جوڑا، ضلع دھنباد

۹۲/۸۶ ۷

الجواب ـــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــ!

تین بار طلاق دینے کے بعد زید اپنی مطلقہ بیوی سے بغیر حلالہ نکاح نہیں کرسکتا۔ قرآن حکیم میں ہے: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَاتَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ۔ ''پھر اگر اسے تیسری طلاق دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔'' (ترجمہ کنزالایمان) حلالہ کی صورت یہ ہے کہ بعد انقضائے عدتِ طلاق، عورت کسی دُوسرے مرد سے نکاح صحیح کرے اور بعد مجامعت دوسرا شوہر اُسے طلاق دے اس کے بعد پھر عدت طلاق گزار کر پہلے شوہر سے شادی ہوسکتی ہے۔ اُس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ
۵/۵/۴۷ء

استفتاء ۵۵۲

مسئلہ: جناب مفتی صاحب! السلام علیکم
گزارش یہ ہے کہ عبدالحمید نے اپنی بیوی کی غلطی کے بعد منھ پر کہہ دیا ''ایک، دو، تین۔ اب کیا جاؤ طلاق ہوگئی'' تو اس بات کا ہم فتویٰ چاہتے ہیں کہ شریعت کے دائرے میں کیا ہوا؟ زیادہ کیا عرض کروں۔

والسلام

المستفتی: عبدالحمید، موتیہاری

۹۲/۸۶ھ

الجواب

صورت مسئولہ میں عبدالحمید کے قول سے طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔اس لئے کہ ظاہر ہے کہ ''ایک، دو، تین'' سے مُراد طلاق ہی لی جائے گی جیسا کہ سیاقِ کلام سے ظاہر ہوتا ہے اور مسلک امام ابوحنیفہ کے پیش نظر ایک بار تین طلاق دینے سے تین ہی واقع ہوں گی۔ اگر چہ طلاق دینے والا گنہگار ہوا مگر عورت اس کے لئے مثل اجنبیہ ہوجاتی ہے۔جیسا کہ مجمع الانہر میں ہے:
وبدعية تطليقها ثلثااوثنتين بكلمة واحده مثل ان يقول انت طالق ثلاثااواثنتين وهو حرام حرمة غليظة وكان عاصياولكن اذا فعل بانت منه. ''بیوی کو تین طلاقیں یا دو طلاقیں ایک ہی جملہ کے ساتھ دینا طلاقِ بدعی ہے مثلاً کوئی شخص یوں کہے'' تجھے تین طلاق یا تجھے دو طلاق'' تو اگر چہ اس طرح طلاق دینا حرام بلکہ اشد ترین حرام ہے۔اور طلاق دینے والا گنہگار ہوگا۔مگر طلاق طلاق واقع ہوجائے گی اور بیوی مطلقہ بائنہ ہوجائے گی۔لہٰذا اب بغیر حلالہ عبدالحمید کے لئے وہ عورت حلال نہ ہوگی۔وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۱۰/۴/۷۴ء

استفتاء ۵۵۳

مسئلہ: بخدمت شریف جناب مفتی صاحب ادارۂ شرعیہ، پٹنہ   السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید کی شادی ہوئے بیس برس گزر گئے اور اس کی بیوی زیب النساء سے چار اولادیں ہیں آج زید اور زیب النساء میں کسی بات پر جھگڑا ہوا اور بہت زیادہ لڑائی بڑھ گئی اور زیب النساء بولنے لگی کہ'' تم اپنی والدہ اور والد سے ہم کو الگ رکھو'' مگر زید نے انکار کیا تو زیب النساء بولی'' ہم کو طلاق دے دو۔'' آخر زید نے غصہ میں آکر طلاق مغلظہ دے دیا۔تین مرتبہ طلاق کے الفاظ کہہ دیا کہ'' جاؤ! میں نے تم کو تین طلاق دیا، تین طلاق دیا، تین طلاق دیا۔'' اس کے بعد وہ لڑکی زیب النساء اپنے میکے چلی گئی۔مگر پھر ڈھائی ماہ کے بعد زید زیب النساء کو اپنے گھر لے آیا اور بیوی بنا کر رکھ لیا۔ابھرپوری بستی اور'' انجمن اسلام'' کرنیوال ہرلی کے رہنے والے سب جمیعۃ المسلمین نے زید کو اپنی برادری سے بائیکاٹ کر دیا ہے۔
اب مفتی صاحب سے گزارش ہے کہ بتائیں شریعت اسلام میں اس کا راستہ کیا ہے؟ قرآن وحدیث کی

روشنی میں ارشاد فرمائیں کہ زید اور زیب النساء کا ایک جگہ رہنا کیسا ہے؟ وہ اب بیوی و شوہر کہلا سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر شریعت میں کوئی راستہ ہو تو جواب مرحمت فرمائیں۔ واضح رہے کہ زید اور زینب پھر ایک کمرے میں ہی رہتے ہیں۔ ہماری انجمن کو تشفی بخش جواب عنایت فرما کر جمیعۃ المسلمین، ہرلی کو شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں گے۔ بڑی بے چینی کے ساتھ حضور کے جواب کا ہمیں انتظار ہے۔

المستفتی: محمد ظہور، مقام چھوتیاں، ڈاکخانہ: بڑکا گاؤں، ضلع ہزاری باغ

۲؍۱۲؍۷۲ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب ـــــــــ

صورت مسئولہ میں زیب النساء پر طلاق مغلظہ بائنہ واقع ہوگئی اور وہ زید کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ بغیر حلالہ زید کا اس کو اپنے گھر میں رکھنا اور میاں بیوی کی طرح رہنا شرعاً حرام و ناجائز ہے۔ قرآن حکیم میں تین طلاقوں کے بعد صریح حکم موجود ہے۔ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ یعنی مطلقہ بائنہ بعد انقضائے عدت دوسرے مرد سے نکاح صحیح کرے پھر بعد مباشرت وہ مرد اسے طلاق دے دے تو پھر عدت گزارنے کے بعد پہلے شوہر سے شادی ہوسکتی ہے۔ اسی کو شرع میں حلالہ کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تین طلاق کے متعلق سوال کرنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بائنہ ہوگئی اور تو گنہگار ہوا۔ وھکذا فی سنن ابی داؤد۔ حضرت عبداللہ ابن عباس نے بھی تین طلاق دینے والے سے کہا کہ عورت بائنہ ہوگئی اور تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی۔ اس مضمون کی حدیث طحاوی، مؤطا امام مالک وغیرہ میں اکثر صحابہ سے مروی ہے۔ مجمع الانہر میں ہے: وبدعية تطليقها ثلاثا او ثنتين كلمة واحدة مثل ان يقول انت طالق ثلثا او اثنتين وهو حرام حرمة غليظة و كان عاصيا ولكن اذا فعل بانت منه۔ ”عورت کو دو یا تین طلاق ایک ساتھ دینا بدعت ہے مثلاً شوہر کہے کہ تم تین طلاق یا دو طلاق والی ہو اس طرح طلاق دینا سخت حرام ہے اور طلاق گنہگار ہوگا لیکن دے گا تو واقع ہوجائے گی۔“ لہٰذا بیک وقت تین طلاق دینے سے زید گنہگار ہوا اور زیب النساء اس کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ اب زید کا اس کو اپنے گھر میں رکھنا حرام حرام حرام۔ مسلمانوں نے جو زید کا بائیکاٹ کیا ہے وہ صحیح و درست ہے۔ جب تک زید زیب النساء کو علیحدہ نہ کرے۔ جمیعۃ المسلمین کو چاہیے کہ اس سے سلام کلام، اس کے ساتھ کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا ترک کردیں۔ قرآن حکیم میں ہے: وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ. ”اور جو کہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔“ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب والیه المرجع والمآب۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۷؍فروری ۱۹۷۲ء و یکم محرم الحرام ۱۳۹۲ھ پنجشنبہ

استفتاء ۵۵۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ
زید نے اپنی بیوی ہندہ کو کچھ جھگڑا اور تکرار ہونے کی وجہ سے اپنے گھر میں سب لوگوں کے سامنے تین طلاق دیں۔ بعدۂ اپنی بیوی ہندہ سے رجعت کرلیا اس کی بیوی جیسے پہلے رہتی تھی۔ ویسے ہی اب بھی رہتی ہے۔ زید نان ونفقہ ادا کرتا ہے۔ ان دونوں میں سے کوئی بھی کسی وقت الگ نہیں ہوا۔ لہٰذا دریافت طلب یہ ہے کہ اس کی بیوی اس کی زوجیت سے نکل گئی یا نہیں اور وہ اب تک جو اُسے اپنے پاس رکھے ہوئے ہے تو یہ حرام کاری ہوتی ہے یا نہیں؟ اور اگر وہ رکھنا ہی چاہے تو حلالہ کرانا ہوگا یا نہیں۔ حلالہ کی صورت کیا ہوگی؟ مفصل ومدلل جواب مرحمت فرمائیں۔ بینوا وتوجروا۔

المستفتی: محمد علی حسن انصاری، جھریا، دھنباد
۱۹/فروری ۱۹۷۱ء

۹۴/۷۸۶

الجواب وباللّٰہ التوفیق!

صورت مسئولہ میں تین طلاقوں کے بعد زید کی بیوی اس پر حرام ہوگئی۔ قرآن کریم میں ہے: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ الخ۔ "پھر اگر اسے تیسری طلاق دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔" (ترجمہ کنزالایمان) زید نے احکام خداوندی اور قانون شرعی کی خلاف ورزی کی جس کی بنا پر وہ سخت گنہگار مستحق غضب جبار ہے۔ رجعت طلاق رجعی میں ہوتی ہے۔ طلاق مغلظہ میں رجعت نہیں اور بغیر حلالہ عورت شوہر اول کے لئے حلال نہ ہوگی۔ حلالہ کی صورت یہ ہے کہ مطلقہ عورت بعد انقضائے عدت کسی دوسرے مرد سے نکاح صحیح کرے اور بعد وطی ومباشرت شوہر ثانی مرجائے یا طلاق دے دے تو پھر عدت پوری کرکے وہ عورت شوہر اوّل کے لئے حلال وجائز ہوگی۔ زید کو چاہیے کہ اس عورت کو فوراً اپنے پاس سے الگ کردے۔ اگر زید ہندہ کو علیحدہ نہ کرے تو مسلمانوں کو اس سے کلام وسلام میل جول ترک کردینا چاہیے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

استفتاء ۵۵۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
زید نے اپنی بیوی کو ایک بار یعنی ایک وقت میں سات بار طلاق دیا اور گھر سے نکال بھی دیا۔ بلکہ زید کی بیوی ایک ماہ میکہ میں رہی۔ مگر پھر کسی کے کہنے پر زید نے اپنی بیوی کو لاکر رکھ لیا ہے۔ کیا یہ از روئے شرع جائز ہے یا ناجائز؟ جلد از جلد مطلع فرمائیں۔

المستفتی: محمد ناصر الدین، مقام مارو، پوسٹ اسپاگ، ضلع پورولیہ، ویسٹ بنگال

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــ وھوالموفق للحق والصواب ــــــــــ !

صورت مسئولہ میں زید کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور وہ زید پر حرام ہوگئی۔ بغیر حلالہ زید اس کو اپنی زوجیت میں نہیں رکھ سکتا قرآن حکیم میں ہے: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ۔ ''پھر اگر اسے تیسری طلاق دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔'' (ترجمہ کنزالایمان) حلالہ کی صورت یہ ہے کہ عورت عدت گزار کر کسی دوسرے مرد سے نکاح صحیح کرے اور بعد مباشرت وہ مرد طلاق دے دے یا مرجائے تو پھر بعد انقضائے عدت زید اس سے شادی کرسکتا ہے۔ زید نے اگر بغیر حلالہ اس عورت کو اپنے پاس رکھ لیا ہے تو اس کا یہ فعل قطعی حرام وناجائز وباعث غضب جبار وقہار ہے۔ زید کو چاہئے کہ فوراً اس عورت سے علیحدہ ہوجائے اگر زید اس کو الگ نہ کرے تو مسلمانوں کو اس کا سوشل بائیکاٹ کرنا اور اس سے سلام وکلام چھوڑ دینا چاہئے۔ وھو تعالیٰ اعلم وعلمہ وجل مجدہٗ اتم۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتــبہ

۲۸ فروری ۱۹۷۱ء

استفتاء ۵۵۶

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
زید نے عمر کی لڑکی مسلمہ خاتون سے شادی کی جس سے دو بچے بھی ہیں۔ ایک بار میاں بیوی میں کسی بات پر نااتفاقی ہوگئی۔ مسلمہ خاتون تو اپنے میکہ میں رہ گئی اور زید نے تقریباً پانچ یا چھ سال کے بعد دوسری شادی کرلی۔ تب عمر نے اپنے داماد زید کو بلایا اور کہا کہ میری لڑکی کے ہوتے ہوئے آپ نے دوسری شادی

کرلی ہے۔ لہٰذا اب میری لڑکی کو طلاق دے دیجئے۔ زید نے کہا کہ میری بیوی اگر طلاق لینے پر راضی ہے تو بلایئے! میں طلاق دے دوں گا۔ عمر نے اپنی لڑکی مسلمہ خاتون کو بلایا اور اس سے پوچھا گیا تو مسلمہ خاتون نے کہا کہ میرے شوہر نے ثانی شادی کرلی ہے اگر اسی کو رکھنا چاہتے ہیں تو ہم کو طلاق دے دیں، ہم راضی ہیں اور اگر ہم کو رکھنا چاہتے ہیں تو ثانی کو طلاق دیدیں۔ تب زید نے مسلمہ خاتون کو زبانی تین طلاق دے دی اور طلاق نامہ پر دستخط بھی کردیا۔ تین چار ماہ کے بعد مسلمہ خاتون بیل گاڑی پر مہمانی میں جارہی تھی راستہ زید کی بستی سے ہو کر گزرتا تھا۔ زید چار چھ آدمی لیکر پہنچا اور مطلقہ مسلمہ خاتون کو اتار کر اپنے گھر لے گیا اور رکھ لیا۔ اس واقعہ کو قریب ایک سال ہو گیا۔ اور مسلمہ حمل سے بھی ہے۔ اب زید کی بستی کے لوگوں نے زید کو پکڑا اور کہا کہ آپ حافظ قرآن ہیں اور مسجد کے امام ہیں اور آپ نے مطلقہ عورت کو رکھ لیا ہے۔ ہم لوگ اب آپ کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے۔ آپ امامت کے قابل نہیں آپ کے یہاں کھانا پینا بھی جائز نہیں۔ تب حافظ زید نے کہا کہ میں نے بنگلہ ۱۳۷۲ میں عبدالخالق کو اپنی بیوی مسلمہ خاتون کی طلاق کا وکیل بنایا تھا اس کے بعد میں نے طلاق دیا تو یہ میرا طلاق دینا صحیح نہ ہوا۔ اس لئے میں مسلمہ خاتون یعنی اپنی زوجہ کو مکان میں لے آیا۔ تب بستی کے ایک اور مولوی صاحب نے کہا کہ ”بھائی حافظ جی! وکیل کردینے کے بعد مؤکل طلاق دے دے تو طلاق ہو جائے گی۔“ اب عالم صاحب کا یہ فرمانا ٹھیک ہوا یا نہیں؟ زید امامت کے لائق رہا یا نہیں؟ اس کے یہاں کھانا پینا کیسا ہے؟ جواب حضرت امام ابوحنیفہ کے مسلک پر دیا جائے۔

المستفتی: مولوی سید حسین رضا رضوی، ساکن پوسٹ: ہاٹ اسرائیہ، ضلع بانکورہ

۲۴؍۲؍۷۱ء

۹۲/۸۶ء

الجواب ـــــــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب ـــــــــ !

زید کے متعلق سوال میں جو باتیں لکھی ہیں اس کے پیش نظر زید کی بیوی مسلمہ خاتون تین طلاقوں کے بعد قطعی طور پر زید کی زوجیت سے خارج ہوگئی اور زید سے اس کا کوئی رشتہ و تعلق باقی نہ رہا بستی کے مولوی صاحب نے مسئلہ صحیح بتایا اور زید کی دی ہوئی طلاق واقع ہوگئی۔ زید جاہل شرعی احکام سے ناواقف ہے اس نے مسلمہ خاتون کو گھر میں رکھ کر ناجائز و حرام کیا۔ ایسا شخص امامت کے لائق نہیں جب تک وہ توبہ نہ کرے اور مسلمہ خاتون کو الگ نہ کرے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اس سے تعلقات ختم کردیں۔ سلام و کلام اور اس کے ساتھ کھانا پینا چھوڑ دیں۔ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ قرآن حکیم میں ارشاد خداوندی ہے: وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۔ ”اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔“ (ترجمہ کنزالایمان) زید کو چاہیے کہ مسلمہ خاتون کو فوراً اپنے پاس سے الگ کردے۔ اگر اس کو رکھنا ہی چاہتا ہے، تو اس کے لئے

حلالہ ضروری ہے۔ بغیر حلالہ مسلمہ خاتون، زید کے لئے حلال نہیں ہو سکتی۔ اس کی صورت یہ ہے کہ مسلمہ خاتون عدت گزار کر کسی دوسرے مرد سے نکاح صحیح کرے پھر وہ مرد بعد وطی مسلمہ کو طلاق دے دے تو عدت گزار کر زید سے اس کی شادی ہو سکتی ہے۔ قرآن حکیم میں ہے: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَاتَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ۔ "پھر اگر اسے تیسری طلاق دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔" (ترجمہ کنز الایمان) درمختار میں ہے: لاینکح مطلقة حتی یطاها غیره بنکاح نافذ یعنی مطلقہ سے جب تک کہ دوسرا آدمی نکاح صحیح کر کے وطی نہ کرے پہلے شوہر کے لئے وہ عورت جائز نہ ہوگی۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۸ مارچ ۱۹۷۱ء

استفتاء ۵۵۷

مسئلہ: علمائے اہل سنت ادارۂ شرعیہ ــــ دام ظلکم۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:
زید نے اپنی بیوی سے لڑائی جھگڑا کیا اور اپنی بیوی کو مار پیٹ کر حالت غصہ میں بالکل راضی وخوشی حسب ذیل گواہوں کی موجودگی میں تین طلاقیں دے دیں۔ گواہوں کے نام حسب ذیل ہیں: محمد صدیق صاحب، محمد یٰسین، محمد نظیر الدین، الٰہی بخش، محمد مسلم، محمد اسرائیل، عبدالمجید۔ بعد طلاق زید کی بیوی زید کے گھر میں رہی۔ ایک ہفتہ کے بعد زید کی بیوی اپنے میکے چلی گئی۔ ایک ہفتہ میکہ رہ کر پھر زید کی بیوی زید کے گھر میں چلی آئی۔ لہٰذا جماعت کی جانب سے زید پر پابندی بھی لگادی گئی۔ زید سے دریافت بھی کیا گیا کہ "کیا تم نے اپنی بیوی کو واقعی تین طلاق دے دی ہیں۔" زید نے پہلے اقرار کیا۔ بعدہٗ جب لوگوں نے اعتراض کیا تو زید نے صاف صاف انکار کر دیا اور کہا کہ "میں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی ہیں مگر میری بیوی نے مجھے طلاق نہیں دی ہے میں کسی صورت سے اپنی بیوی کو ترک نہیں کر سکتا جو کرنا ہے، کریں۔" زید کو حلالہ کرنے کا قاعدہ بھی بتایا گیا اور کہا گیا کہ تمہاری بیوی بالکل حرام ہوگئی، بعد حلالہ تم اُسے رکھ سکتے ہو۔" زید ہماری جماعت سے بالکل علیحدہ ہو گیا۔ غیر مسلم کی نظر عاطفت میں چلا گیا بلکہ اس نے حلالہ کو بھی غلط ثابت کیا۔ زید نے فتوے کو بھی غلط قرار دیا۔ زید شرعی مسئلہ سے بالکل کنارہ کش ہو گیا ہے۔ زید نے اپنی بیوی کو آج سے قریب چھ ماہ قبل طلاق دے دی ہے اور پھر آج تک اپنی بیوی کو رکھے ہوئے ہے۔ حکومت ہند میں ہم سب اسلامی قانون رائج نہیں کر سکے۔ زید، ہم لوگوں سے بالکل ہی بدظن ہو گیا ہے۔ اپنی قوم سے زید کو ذرہ برابر رغبت نہیں ہے۔ لہٰذا ہم تمام جماعت کے لوگ اس کے منتظر ہیں کہ اس میں شرعی مسئلہ کیا ہے؟ زید کے ساتھ ہم لوگ عید الفطر کی نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

آگاہ فرمائیں، نوازش ہوگی۔

المستفتیان: موضع بسڈ یہہ کے عام مسلم

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــ وھو الموفق للصواب ــــــــ !

بصورت مذکورہ تین طلاقوں کے بعد زید کی بیوی اس کی زوجیت سے خارج ہوگئی اور بغیر حلالہ زید کے لئے وہ حرام ہے۔ ہاں حلالہ کے بعد زید پھر اس سے شادی کرسکتا ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا گیا: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ. "پھر اگر اسے تیسری طلاق دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔" (ترجمہ کنزالایمان) "زید کا یہ کہنا کہ مَیں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں لیکن میری بیوی نے مجھے طلاق نہیں دی ہے۔" یہ اس کی انتہائی حماقت وجہالت ہے کہ اُسے یہ بھی معلوم نہیں کہ طلاق کا حق مَرد کو ہے عورت کو نہیں۔ بہر حال زید مطلقہ بیوی کو رکھ کر کھلم کھلا آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ کے خلاف کررہا ہے۔ مطلقہ کو رکھنے کی وجہ سے زید سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہے۔ اُس کو فوراً توبہ کرنا اور علیحدہ ہوجانا چاہیے احکام شرعیہ کی خلاف ورزی کرنے والا ظالم جفا کار ہے۔ قرآن حکیم نے ظالموں کے پاس بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۔ "اور جو کہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔" (کنزالایمان) زید اگر توبہ نہ کرے نہ اُس مطلقہ کو چھوڑے تو عام مسلمانوں کو اس سے ترک موالات کرنا ضروری ہے۔ اس کے ساتھ اُٹھنا، بیٹھنا، سلام وکلام، کھانا پینا سب ترک کردینا چاہیے۔ وھو تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہٗ اتم۔

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۲۸/۱۰/۱۷۱ء

استفتاء ۵۵۸

مسئلہ: جناب عالی! بعد سلام مسنونہ گزارش خدمت یہ ہے کہ:

زید کی شادی دور کے رشتہ میں چچازاد بہن سے ہوئی تھی۔ رنجش اور غصہ کی حالت میں زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی اس کے بعد زید کو کافی صدمہ اور غم ہوا۔ زید کی زوجہ کا سرپرست اور پرسانِ حال کوئی نہیں ہے۔ زید کی سسرال بھی اس لائق نہیں کہ لڑکی کی پرورش کرے اور اسے اپنے ساتھ رکھ سکے۔ زید کا بھی اِس دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ والد اور والدہ کا سایہ بھی نہیں ہے اور زید کا کوئی رشتہ دار بھی نہیں ہے۔ جس کو وہ اپنے پاس رکھے۔ زید اب دوسری شادی بھی نہیں کرنا چاہتا ہے۔ زید کا خیال ہے اور اس کا کہنا

یہ ہے کہ ''رشتۂ زوجیت ختم ہوگیا، لیکن بھائی بہن کا رشتہ تو ہے، وہ بس بہن کی طرح ہمارے پاس رہے گی اور جب تک میری زندگی ہے۔ میں اُس کی پرورش سے منہ نہیں موڑوں گا بلکہ ہر حال میں شریک اور ساتھ رہوں گا۔ اگرچہ ''معطون فریقین'' میں پردہ ہے۔ لیکن سفر کے مواقع میں بیماری کی حالت میں اور ڈاکٹر کے پاس لے جانے کے مواقع میں زید کے سامنے ہونا پڑتا ہے۔ زید اُسے ''بہن کی نگاہ سے دیکھتا ہے ایسی صورت میں زید کے پاس وہ عورت رہ سکتی ہے یا نہیں؟ مطلع فرمائیں۔ ایک دیوبندی مولوی اسحاق صاحب چترویدی کا کہنا ہے کہ ''اگر کسی نے طلاق کا لفظ زیر کے ساتھ استعمال کیا۔ یعنی ''طلاق'' کی بجائے ''طِلاق'' تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ صحیح لفظ تو ''طَلاق'' ہے اس لئے طلاق نہیں ہوئی اور رشتۂ زوجیت ختم نہیں ہوا زید نے جب مجھ سے پوچھا تو میں نے کہا کہ ''طلاق ہوگئی'' اب بغیر حلالہ کے نکاح درست نہیں ہاں حلالہ کے بعد تم اس کو اپنی زوجیت میں لاسکتے ہو۔'' مگر زید کی زوجہ حلالہ نہیں چاہتی ہے۔ زید نے کہا کہ ''بہن کی طرح تم رہو۔ زوجین کا رشتہ ختم ہوگیا۔ دو بھائی بہن کی طرح رہو۔'' اب دونوں ہی دوسری شادی کرنا نہیں چاہتے ہیں۔

المستفتی: احقر العباد محمد اکرام الحق نوری، القادری، کوارٹر نمبر ۱۹ ڈی
گورنمنٹ کالونی، پوسٹ آئی، اِی، گومیہ، ضلع گریڈیہہ، ہزاری باغ
بتاریخ: ۱۹ر دسمبر ۱۹۷۳ء

۹۲/۸۶ ے

الجواب ــــــــ اللّٰهم هداية الحق والصواب ــــــــ

جب طلاق ثلاثہ سے رشتۂ زوجیت ختم ہوگیا تو زید کی بیوی (چچازاد بہن) غیر محرم ہوگئی اور اُن دونوں کا ایک جگہ بھائی بہن کے رشتہ کے پیش نظر رہنا شرعاً جائز نہیں اس لئے کہ یہ دونوں پہلے میاں بیوی کی طرح ایک ساتھ رہ چکے ہیں۔ جب اجنبی مرد و عورت ایک جگہ تنہائی میں نہیں رہ سکتے تو ان دونوں کے قبل والے تعلقات و رشتہ کو مدنظر رکھتے ہوئے بھائی بہن بن کر بھی ایک جگہ رہنا جائز نہیں۔ اس لئے کہ ایسی صورت میں بوجہ اتم خطرۂ معصیت یقینی ہے۔ اگر زید اُسے رکھنا چاہے تو بغیر حلالہ اس کے لئے حلال نہیں اور اگر بہن سمجھ کر اس کے ساتھ احسان کرنا چاہتا ہے اور اس کی بیکسی پر زید کو رحم آتا ہے تو اپنے سے دور رکھ کر بھی اس کی پرورش کرسکتا ہے۔ یہ حیلہ، حیلۂ شرعی نہیں بلکہ نفس اور شیطان کا دھوکہ ہے۔ مولوی چترویدی کا کہنا غلط ہے۔ شاید ان کو یہ معلوم نہیں کہ ''محرفہ (صورتِ کلمہ) جیسے طلاغ، طلاک، تلاغ وغیرہ سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ ان سے کہئے کہ اس طرح لوگوں کو گمراہ کرنا سخت گناہ ہے۔ عوام کو زیر اور زبر سے کیا مطلب؟ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ ''ترجمہ: اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔''

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

استفتاء ۵۵۹

مسئلہ: جناب علماء دین شرع متین کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ
زید نے اپنی بیوی سے جھگڑا کیا اور یہ جھگڑا بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچ گیا کہ زید نے غصہ میں آکر اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیا اور اب اپنے اہل وعیال کے بچھڑنے کے خیال سے بہت پریشان ہے، روتا ہے کیوں کہ زید کی منکوحہ کے پاس تین اولاد ہیں اور اب آپ بتائیے کہ ایسی حالت میں کیا کیا جائے؟ آیا وہ عورت اپنے خاوند کی طرف لوٹ سکتی ہے یا نہیں؟ آپ برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں ہمیں بتائیں کہ اللہ اور اللہ کے رسول کا کیا فرمان ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کیوں کہ میں اس وقت بہت پریشان ہوں۔ والسلام
المستفتی: راقم الحروف زید بن بکر

۸۶/۹۲ ء

الجواب ـــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــ

صورت مذکورہ میں زید کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور وہ زید کی زوجیت سے خارج ہوگئی اور چونکہ ایک دفعہ تین طلاق دینا طریقہ مسنونہ کے خلاف ہے اس لئے زید گنہگار ہوا۔ وعن عمر رضی اللّٰہ عنہ قال فی الرجل یطلق امراتہ ثلثا قال ھی ثلث لا تحل لہ حتی تنکح زوجاً غیرہ. یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تین طلاقیں دینے والے کے متعلق فرمایا کہ وہ تین ہی طلاقیں ہوں گی اور بغیر حلالہ اس کے لئے جائز نہ ہوگی اور یہی مسلک امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا ہے۔ لہٰذا اگر زید پھر اس مطلقہ بیوی کو زوجیت میں لانا چاہے تو اس کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ عدت ختم ہوجانے کے بعد وہ عورت دوسرے مرد سے نکاح کرلے اور مجامعت کے بعد وہ مرد اسے طلاق دے تو پھر عدت گزار کر زید اس سے شادی کرسکتا ہے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتـــــــــــــبہ
۱۵-۱۱-۷۶ء

استفتاء ۵۶۰

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ
زید کو اپنی بیوی سے نااتفاقی تھی۔ جھگڑا ہوا، بات یہاں تک آگئی کہ زید نے غصہ کے عالم میں ایک عورت کی موجودگی میں اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ ایک دو تین طلاق ایک دو تین طلاق ایک دو تین طلاق۔ اب

زید اپنے اس قول پر سخت نادم ہے اور اپنی بیوی کو رکھنا چاہتا ہے۔ دریافت طلب ہے کہ شریعت مطہرہ کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟ زید اپنی بیوی کو رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ اگر رکھ سکتا ہے تو اس کی کیا صورت ہوگی؟ شریعت نے اس کے لئے کیا فیصلہ کیا ہے؟ خلاصہ ارشاد فرمایا جائے۔ بیّنوا توجروا!

المستفتی: محمد خلیل انصاری، تانپور، سیتامڑھی

۱۳-۱۰-۷۶ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــ بعون الملک الوهاب ـــــــــــ !

صورت مذکورہ میں زید کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور وہ اس کی زوجیت سے خارج ہوگئی اور یکبارگی تین طلاق دینے کی وجہ سے زید گنہگار رہا۔ اس لئے کہ اس نے طریقہ مسنونہ کے خلاف طلاق دی یکبارگی تین طلاق دینے سے تین ہی واقع ہونگی۔ درمختار میں ہے: **وبدعية ثلثا اى مجتمعا او متفرقا كانت طالق ثلاثا. او انت طالق طالق طالق فمثل هذا يقع لكنه يأثم به وهو المنقول عن جمهور الصحابة والتابعين والائمة والمجتهدين وعن عمر رضى الله عنه قال فى الرجل يطلق امراته ثلثا قال هى ثلث لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره.** "اب بغیر حلالہ زید اس عورت کو نہیں رکھ سکتا۔ یعنی بعد انقضائے عدت وہ عورت دوسرے مرد سے نکاح صحیح کرے اور بعد مباشرت وہ مرد اسے طلاق دے پھر طلاق کی عدت گزرنے کے بعد وہ عورت زید کے نکاح میں آسکتی ہے"۔ **وهو تعالىٰ اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۱۷-۱۰-۷۶ء

استفتاء ۵۶۱

مسئلہ: مکرمی جناب مفتی صاحب دام فیوضکم! عرض خدمت یہ ہے کہ

جمال الدین ولد محمد یٰسین نے اپنی بیوی نسیمہ خاتون کو تین باران الفاظ میں طلاق دے دی ہے کہ ہم نے تمہیں طلاق دیا۔ اسی لفظ کو تین بار کہا۔ وجہ طلاق کی یہ ہوئی کہ محمد جمال الدین کو برابر سسرال سے تقاضہ کرنے پر کچھ نہ کچھ ملتا رہتا تھا۔ حسب معمول اس بار بھی اس نے روپیہ اور اسٹوپ طلب کیا جس پر ان کی خوشدامن نے دینے سے انکار کیا۔ بس یہ آپے سے باہر ہوگئے اور اپنی بیوی کو طلاق دے دی جس کی گواہ لڑکی کی والدہ اور دادی ہیں اور وہ خود بھی لوگوں کے سامنے اقرار کیا ہے اور کرتے ہیں۔ اب لڑکے کے والد کا قول ہے کہ طلاق نہیں ہوئی صرف ایک بار ہوئی کیوں کہ ایک ہی جگہ پر تین طلاق دے دی

ہیں اس لئے صرف ایک ہی واقع ہوگی اور لڑکی اس کو ماننے سے انکار کرتی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ انہوں نے مجھے طلاق دے دی ہے میں کبھی ان کے گھر نہیں جاسکتی اور لڑکی آٹھ ماہ کی حاملہ بھی ہے۔ لہٰذا اس کا حل کر کے اس الجھن سے ہم لوگوں کو نجات دلائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد سراج الدین، بیڑی دکان، مقام و پوسٹ رفیع گنج ضلع اورنگ آباد

۸۶/۹۲ھ

الجواب ــــــــ بعون الملک الوهاب ــــــــ!

صورت مذکورہ میں نسیمہ خاتون پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور وہ جمال الدین کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ اور چونکہ جمال الدین نے طریقہ مسنونہ کے خلاف ایک ہی بار تین طلاقیں دے دیں اس لئے وہ گنہگار رہا۔ درمختار میں ہے: **والبدعی ثلاث متفرقة اوثنتان بمرة اومرتین وفی ابوداؤد عن عمروابن العاص سئلوا عن البکر یطلقها زوجها ثلاثا فکلهم قال لاتحل له حتی تنکح زوجا غیره.** "ترجمہ: اور طلاق بدعی تین طلاق ہے متفرق طور پر یا بیک لفظ تین طلاقیں۔ اور ابوداؤد شریف میں عمرو بن عاص سے مروی ہے کہ صحابہ کرام نے اس باکرہ عورت کے بارے میں دریافت کیا کہ جس کے شوہر نے تین طلاقیں دی۔ تو فرمایا تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے اس کے لئے وہ حلال نہ ہوگی جب تک کہ وہ دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔" اور یہی مسلک حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ تین طلاق ایک بار دینے سے تین ہی واقع ہوں گی اور پھر وہ بغیر حلالہ شوہر کے لئے حلال نہیں ہوسکتی۔ **وهو تعالیٰ اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبــــــــــــــــــــــــه

۲۳-۹-۷۶ء

استفتاء ۵۶۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے شریعت مطہرہ مسئلہ ذیل میں کہ

زید نے اپنے حالت مرض میں اپنی بیوی ہندہ سے کچھ سامان بیچ کر علاج کرانے کو کہا مگر ہندہ نے سامان بیچنے سے انکار کیا۔ اس پر زید نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیا جس کو ہندہ نے اپنے کانوں سے سنا۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا ایسی صورت میں طلاق ہوگئی اور اگر پھر دونوں شادی کرنا چاہیں تو اس کی کیا صورت ہوگی؟

المستفتی: عبدالرب خاں، مقام رحم بیگہ، پوسٹ پرما، وایا ہریہر گنج ضلع اورنگ آباد

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــ بعون الملک الوهاب ــــــ !

زید کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور چونکہ زید نے طریقہ مسنونہ کے خلاف بیک وقت تین طلاقیں دے دیں اس لئے وہ گنہگار ہوا اور زید کی بیوی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ زید اسے اپنی زوجیت میں نہیں رکھ سکتا۔ دوبارہ شادی کے لئے حلالہ ضروری ہے۔ وہ یہ کہ ہندہ بعد انقضائے عدت دوسرے آدمی سے نکاح کرے اور مجامعت کے بعد وہ مرد ہندہ کو طلاق دے تو پھر عدت گزارنے کے بعد زید اس سے نکاح کرسکتا ہے۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۸-۹-۷۶ء

استفتاء ۵۶۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی ہیں۔ طلاق کے وقت چند مرد اور عورتیں موجود تھیں۔ زید حلفیہ کہتا ہے کہ ہم نے نیند کی حالت میں طلاق دی ہے۔ نیز زید کی بیوی بھی یہی کہتی ہے۔ اس واقعہ کے بعد زید نے اپنی بیوی کو الگ کردیا۔ اس معاملہ میں زن وشوہر کافی پریشان ہیں۔ لہٰذا قرآن وحدیث کے مفصل حکم سے مطلع فرماکر اجر عظیم کے مستحق بنیں۔

طلاق کے بعد بستی کی کمیٹی والوں نے ایک میٹنگ کی اور تحقیقات شروع کی۔ اسی میٹنگ میں درستی کانٹا ڈیہہ وحسین ڈیہہ کے مکھیا اور دیگر حضرات موجود تھے۔ تحقیق کے وقت گواہوں نے قسم کھاکر اس طرح بیان دیا جو نیچے درج ہے۔

گواہ اول کا کہنا ہے کہ زید کے مکان کے قریب میرا بھی مکان ہے۔ زید کے گھر سے جھگڑے کی آواز سنائی دی۔ میں زید کے مکان پر گیا اور زید سے کہا کہ تم یہاں سے چلو۔ اس وقت زید چارپائی پر سو رہا تھا۔ زید کی طرف سے کوئی آواز نہ آئی۔ میں اپنے گھر واپس آگیا۔ کچھ دیر کے بعد پھر جھگڑے کی آواز سنائی دی۔ میں دوبارہ زید کے مکان پر حاضر ہوا اور زید سے کہا کہ تم یہاں سے چلو۔ زید نے اپنی بیوی سے کوئی ضرورت کی چیز طلب کی۔ زید کی بیوی نے زید کو گالی سے سخت کلامی کی۔ اتنے میں زید نے کہا کہ تم اگر اس طرح کی بدکلامی کروگی تو میں تجھے طلاق دے دوں گا۔ پھر دوبارہ کچھ کہنے پر زید نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی۔

گواہ دوم سے جب کمیٹی کے لوگوں نے پوچھا تو اس نے بھی یہی کہا کہ زید نے جھگڑے کے بعد تین طلاق دی۔
گواہ سوم کا بھی یہی کہنا ہے جو گواہ دوم نے کہا۔
گواہ چہارم یہ گواہ دوسری بستی حسین ڈیہہ کے کھیا ہیں۔ طلاق کا واقعہ ہونے کے بعد زید بازار میں آئے تو کھیا صاحب نے پوچھا کہ بھائی تم سمجھدار ہو کر ایسا کیوں کئے؟ زید نے کہا کہ بھائی کیا کریں ہماری بیوی بڑا ظلم کرتی رہتی ہے۔ گالی وہ اس طرح کی دیتی ہے کہ شوہر کا کچھ خیال نہیں رہتا ہے اس لئے ہم نے تین طلاق دے دیں۔

منجانب: کمیٹی کاناڈیہہ وحسین ڈیہہ، پوسٹ جھالدہ، ضلع پورولیا، مغربی بنگال
۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــ بعون الملکؒ الوھاب ــــــــــ

صورت مسئولہ میں گواہوں کی شہادت کے پیش نظر زید کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور وہ زید کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ ہندہ زید کی زوجیت میں نہیں آسکتی۔ قرآن حکیم میں ہے: فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. (البقرہ:۲۳۰) ''پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے'' تین طلاق کے بعد ہندہ زید پر حرام ہوگئی۔ اگر زید پھر اسے اپنی زوجیت میں رکھنا چاہے تو ہندہ بعد انقضائے عدت دوسرے مرد سے شادی کرے اور مجامعت کے بعد وہ ہندہ کو طلاق دے تو پھر عدت گزار کر ہندہ زید کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ
۸-۶-۷۶ء

استفتاء ۵۶۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ
محمد حسین ولد محمد غنی ساکن بشن پور تھانہ، ضلع گریڈیہہ نے اپنی بیوی رحیمہ خاتون بنت رمضان شیخ ساکن پورنانگر تھانہ، ضلع گریڈیہہ کو مورخہ ۱۳؍فروری ۱۹۷۶ء کو ہم مندرجہ ذیل گواہان کے سامنے اپنی زبان سے تین بار طلاق دے دیا۔ جس روز طلاق دی اسی روز رحیمہ خاتون اپنے والدین کے گھر چلی گئی اور اب تک وہیں ہے۔ اب محمد حسین طلاق سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ دیکھوں گا رحیمہ خاتون کیسے دوسرا نکاح کرتی ہے۔ لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی صورت میں رحیمہ خاتون پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

گواھان— محمد صو بیدار، غلام حسین، محمد زین العابدین، محمد ادریس۔

المستفتی: شہاب الدین قادری قصاب محلّہ مسجد، گریڈیہہ

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــ بعون الملک الوهاب ـــــــ !

صورت مسئولہ میں رحیمہ خاتون پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور وہ محمد حسین کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔اب بغیر حلالہ محمد حسین رحیمہ کو نہیں رکھ سکتا۔محمد حسین کا طلاق دے کر انکار کرنا شرعاً ناجائز و گناہ ہے۔قرآن حکیم میں ہے فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. (البقرہ:۲۲۹)''ترجمہ: پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔''محمد حسین کا اب رحیمہ پر کوئی اختیار نہیں رہا اور رحیمہ دوسری شادی کر سکتی ہے۔وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۱۵-۶-۷۶ء

استفتاء ۵۶۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

میری منکوحہ رشیدہ بیگم نے مجھے کچھ الٹی سیدھی بات بولی میں نے غصہ میں آ کر دو عورتوں کی موجودگی میں اس سے کہا کہ میں نے تجھے طلاق طلاق طلاق تین طلاق دیا دراں حالیکہ وہ حاملہ تھی طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ میں اپنی منکوحہ سے پھر دوبارہ ازدواجی تعلقات قائم کرنا چاہتا ہوں۔ایسی صورت میں مجھے کیا کرنا ہوگا۔جواب دیکر شکر گزار کریں۔

المستفتی: شیخ محمد حسین، مقام نوادہ، پوسٹ تریکونہ، کٹک اڑیسہ

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــ !

جب آپ نے اپنی رفیقہ حیات کو بیک وقت تین طلاقیں دیدی تو طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور آپ کی زوجہ رشیدہ بیگم آپ کی زوجیت سے خارج ہوگئی اور ایک بار ہی تین طلاقیں دینے کی وجہ سے آپ گنہگار ہوئے۔درمختار میں ہے: **وبدعية ثلثا اى مجتمعا او متفرقا كانت طالق ثلثا او انت طالق طالق طالق فمثل ذالک يقع ولكنّه ياثم وهو المنقول عن جمهور الصحابة والتابعين والائمة والمجتهدين۔**''اور تین طلاق بدعی ہیں یعنی تینوں طلاق یکبارگی ہوں یا الگ الگ، جیسے انتِ طالق ثلثا یا انت طالق طالق طالق تو ان جیسی طلاق واقع ہوجائیں گی لیکن طلاق دینے والا گنہگار ہوگا۔یہی جمہور صحابہ، تابعین وائمہ مجتہدین سے

منقول ہے۔" لہٰذا اب رشیدہ بیگم بغیر حلالہ آپ کے لئے حلال نہ ہوئی۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔ "پھر اگر اس کو طلاق دی تو وہ اس کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک کہ دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔" وھو تعالیٰ اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۳/۸/۷۹ء

استفتاء ۵۶۶

مسئلہ: مکرم و محترم جناب عالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ خدمت اقدس میں گزارش ہے کہ:

ایک شخص نے اپنی بستی کے لوگوں کے سامنے کہا کہ میں نے بیوی کو سو طلاق دے دیا اور کئی بار طلاق نامہ پر تین طلاق بول کر لکھا اور اسے پھاڑ دیا اس کی بیوی سال بھر سے میکہ میں ہے بیوی کو یا اس کے والدین کو اس طلاق کی خبر نہ تھی ایک سال بعد باپ نے اپنی لڑکی کو زید کے یہاں پہونچا دیا اور زید نے دوبارہ نکاح کر کے بیوی کو رکھ لیا دونوں بالغ ہیں۔ یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں اور نکاح پڑھانے والے قاضی کے لئے کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد شکر الدین ناواسار، پوسٹ نئی ٹائڈ، وایہ سریا، گریڈیہہ

۹۲/۸۶ء

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ !

صورت مذکورہ میں جب اس شخص نے اپنی بیوی کو زبان سے تین طلاق دیدیں اور تحریری طور پر تین طلاقیں لکھ کر پھاڑ تا رہا تو اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور وہ عورت اس شخص کی زوجیت سے خارج ہوگئی قرآن حکیم میں اس کی صراحت موجود ہے اب وہ عورت بغیر حلالہ شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی دوبارہ نکاح کرنے سے وہ عورت حلال نہ ہوئی یہ نکاح شرعاً جائز نہ ہوا۔ لہٰذا فوراً دونوں کو علیحدہ ہو جانا چاہیے۔ ورنہ حرامکاری ہوگی اور نکاح پڑھانے والے نے اگر مطلقہ جانتے ہوئے نکاح پڑھایا تو اس پر بھی اعلانیہ توبہ لازم ہے اور جو لوگ اس میں شریک ہوئے اگر اس واقعہ کو جانتے تھے تو سبھوں پر توبہ لازم۔ اگر دونوں الگ نہ ہوں تو مسلمانوں کو چاہیے کہ ان دونوں کا سوشل بائیکاٹ کر دیں۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۰/۱۱/۷۸ء

استفتاء ۵۶۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں کہ:

(۱) کلو میاں نے اپنی بیوی زبیدہ بنت سلیم میاں کو تین طلاقیں دیں اس طرح کہ "تم کو طلاق دیا، طلاق دیا، طلاق دیا، میرے گھر سے نکل جاؤ، ہم نہیں رکھیں گے" اس جگہ منیر الدین، جمن میاں و مسلم و محمد اسلام صاحبان موجود تھے۔ پھر بعد میں جب کہ بہت سے لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا آپ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دیا ہے؟ تو کلو میاں نے اقرار کیا بہ الفاظ بالا کہ ہاں! ہم نے اپنی بیوی کو طلاق دے دیا ہے۔ مگر اس بیوی کو اب تک کلو میاں اپنے گھر میں رکھے ہوئے ہیں۔ فی الحال وہ عورت حاملہ بھی ہے۔ اب نہ وہ عورت ان سے جدا ہونا چاہتی ہے اور نہ وہ اسے جدا کرنا چاہتے ہیں۔ ان حالات میں ان دونوں کے درمیان از روئے شرع کیا حکم نافذ ہوتا ہے۔

(۲) حمید علی نے اپنی منکوحہ کو تین طلاق دے دی اور لوگوں کے سامنے اقرار بھی کیا کہ ہم نے اپنی زوجہ کو اس طرح طلاق دیا ہے۔ جس سے تین طلاقیں ثابت ہوتی ہیں اور ان کی منکوحہ نے بھی موضع کے معزز لوگوں کو، اس طلاق کے متعلق جا جا کر خبر کیا، لوگوں کا کہنا ہے کہ جس وقت حمید علی نے طلاق دی اس وقت وہ بھانگ یا گانجے یا تاڑی کے نشہ میں تھے، چونکہ تحقیق شدہ بات یہ ہے کہ وہ تاڑی، بھانگ اور گانجہ خوب پیا کرتے ہیں۔ جب وہ نشہ میں نہیں رہتے ہیں تو لوگوں کے ساتھ ٹھیک سے باتیں کرتے ہیں اور جب نشہ میں ہوتے ہیں تو پاگل کی طرح باتیں کرتے ہیں اور بہت زیادہ بولتے ہیں۔ اپنے گھر کے لوگوں کو گالی گلوج کرتے رہتے ہیں مگر غیروں کو نہیں۔ جو بات بولتے ہیں اپنے نفع کی اپنے خسارے کی ایک بات بھی نہیں بولتے ہیں اس لئے طلاق نہیں ہوئی چونکہ ان کا دماغ خراب ہے۔ اور زیادہ تر لوگوں کا کہنا ہے کہ حمید علی نشہ باز ہیں، انہوں نے نشہ میں طلاق دی ہے، اس لئے طلاق ہوگئی۔ حمید علی بھی اپنی زوجہ کو گھر میں رکھے ہوئے ہیں۔ از روئے شرع اس کا کیا حکم ہے؟ براہ کرم جواب جلد دیں گے۔

المستفتی: محمد سلیم الدین، موضع بلہا، ڈاک خانہ: رجواڑا، ضلع دربھنگہ
۱۴/۱/۱۷ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــــ وھوالموفق للحق والصواب ــــــــــ

(۱) صورت مسئولہ میں تین طلاقوں کے بعد زبیدہ بنت سلیم کلو میاں کے نکاح سے قطعی طور پر خارج ہوگئی اور ان دونوں میں زن و شو کا رشتہ باقی نہ رہا۔ قرآن حکیم میں ہے: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ یعنی

تین طلاقوں کے بعد عورت شوہر کے لئے حلال نہیں جب تک دوسرے آدمی سے شادی نہ کرے یعنی بغیر حلالہ شوہر اوّل کے لئے کسی طرح جائز وحلال نہیں۔ لہٰذا کلومیاں کو چاہئے کہ فوراً زبیدہ سے علیحدگی اختیار کرے اور اگر وہ الگ نہ کرے تو بستی کے لوگ اس سے سلام وکلام ترک کردیں۔

نوٹ: اگر عورت حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل ہوگی جب تک بچہ پیدا نہ ہوگا۔ اس کی عدت پوری نہ ہوگی۔

(۲) جو جواب، سوال نمبر ا میں دیا گیا ہے۔ سوال نمبر ۲ کا جواب بھی وہی ہوگا حمید علی کی بیوی بھی بطلاق مغلظہ ہو کر اس کے نکاح سے خارج ہوگئی اس لئے کہ حالت نشہ میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ درمختار میں ہے: **ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبداً او مکرھا او ھازلا او سفیھا او سکرانا**۔ ''ترجمہ: ہر شوہر کی طلاق واقع ہوجاتی ہے جو بالغ ہو عاقل ہو اگرچہ وہ غلام ہو یا مکرہ (جبراً طلاق دینا) ہو یا مذاق میں ہو یا بیوقوفی میں ہو یا نشہ کی حالت میں ہو۔'' لہٰذا ان کو فوراً الگ ہونا چاہیے۔ اگر الگ نہ ہوں تو عام مسلمانوں کو ان کا سوشل بائیکاٹ کرنا چاہیے۔ ان کو بھی حلالہ کے بعد ہی اس سے شادی کرنا جائز ہوگا۔ ویسے اگر اپنے پاس رکھیں گے تو قطعی حرام وناجائز سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہوں گے۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۲۴ جنوری ۱۹۷۱ء

استفتاء ۵۶۸

مسئلہ: علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ
۱۹۷۵ء کی بات ہے۔ میں کلکتہ رہتا ہوں۔ عابدہ خاتون عرف بچی بی بی نے خط لکھا کہ میری طبیعت خراب ہے آپ جلد مکان آئیں۔ میں فوراً مکان پہنچا۔ خیریت پوچھنے پر اس نے کہا کہ میری طبیعت بالکل ٹھیک ہے لیکن کچھ لوگ میرے آرام کو دیکھ کر دشمن ہو گئے ہیں۔ ایک شخص کے ساتھ برا الزام لگا رہے ہیں۔ جب ہم مکان سے باہر گئے تو کچھ لوگ مجھے دیکھ کر بات کرنے لگے کہ اس کی بیوی نے اس شخص سے برائی کی ہے۔ یہ سن کر میرا دماغ پاگل ہو گیا۔ مکان آ کر جب بیوی سے پوچھا کہ تمہارے بارے میں لوگ شور وغل کر رہے ہیں، کیا یہ بات صحیح ہے؟ اس نے خدا اور رسول کی قسم کھا کر کہا یہ بات بالکل غلط۔ وہ لوگ غلط الزام لگا رہے ہیں۔ اس کے بعد میں ان کو کلکتہ لے آیا۔ تین ماہ بعد پھر مکان واپس کر دیا۔ ایک ہفتہ مکان پہنچے ہوا کہ ایک شخص نے پھر مجھ سے وہی پرانی بات کہا۔ پھر میرا دماغ پاگل ہو گیا۔ اس شخص کے کہنے پر کچھ عورتوں کے سامنے طلاق دے دیا۔ لیکن اس کو تین ماہ کا حمل تھا۔ اس غصہ کی وجہ سے میں کچھ نہیں کر سکا۔ بچے لوگوں کی تکلیف دیکھ کر اب میرا دماغ کھولا کہ دوسرے کے کہنے پر عمل کیا بہت ہی غلط کیا۔ چار بچے ہیں۔ ان کی عمر بارہ سال سے لے کر پانچ سال تک کی ہے۔

المستفتی: ولی الرحمٰن، تل جالا لین کیراف ریاض الدین، کلکتہ-۱۹

۹۲/۷۸۶

الجواب ـــــــــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــــــــ!

اگر آپ کی بیوی پر لوگوں نے غلط الزام لگایا اور درحقیقت وہ مجرم نہ تھی تو آپ نے اسے طلاق دے کر سخت غلطی کی۔ اگر آپ نے اسے طلاق مغلظہ دے دی ہے، جب تو کوئی صورت نہیں کہ پھر آپ اسے اپنی زوجیت میں رکھیں۔ ہاں طلاق مغلظہ کے بعد حلالہ کر کے پھر بعد انقضائے عدت آپ اس سے نکاح کر سکتے ہیں اور اگر صرف ایک بار طلاق دی ہے یعنی طلاق رجعی دی ہے تو عدت کے اندر آپ رجوع کر سکتے ہیں جب کہ صرف ایک طلاق دی اور ابھی اسے بچہ پیدا نہیں ہوا ہے تو آپ اسے اپنی زوجیت میں واپس لے سکتے ہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۹-۱۱-۷۵ء

استفتاء ۵۶۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:
زید نشہ کی حالت میں اپنی خوشدامن سے جھگڑ رہا تھا۔ درمیان گفتگو میں زید کی خوشدامن نے کہا کہ میری لڑکی کو طلاق دے دو۔ زید نے اضطراری کیفیت میں کہا کہ میں نے تمہاری لڑکی کو جواب دے دیا۔ اب دریافت طلب یہ ہے کہ اس لفظ سے عند الشرع طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اس واقعہ کو سات ماہ ہو گیا ہے۔ ہندہ اپنے سابق شوہر کے ساتھ رہنا چاہتی ہے۔ جواب سے مشکور فرمائیں۔

المستفتی: محمد حدیث، وطن اقامت خان مرزا، پٹنہ
۸-۱-۷۵ء

۹۲/۷۸۶

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــ !

صورت مذکورہ میں زید کی بیوی پر طلاق واقع ہو گئی۔ شرعاً زید کے نشہ کی حالت و اضطراری کیفیت نا قابل اعتبار ہے۔ اس لئے کہ نشہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ درمختار میں ہے: **ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبدا او مکرھاً او ھازلا او سفیھا او سکرانًا.** "ہر عاقل و بالغ شوہر کی طلاق واقع ہے اگر چہ وہ غلام ہو، مجبور کیا گیا ہو، مذاق کر رہا ہو، جاہل ہو یا حالت نشہ میں ہو۔" زید نے طلاق کے بجائے جواب دے دیا کہا۔ چونکہ عرف عام میں لفظ جواب طلاق کے معنی میں بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ لہٰذا اس لفظ سے بھی طلاق واقع ہو جائے گی۔ زید نے صرف ایک بار جواب دیا کہا اور اب عدت بھی گزر چکی ہے لہٰذا اگر زید پھر اپنی بیوی کو زوجیت میں رکھنا چاہتا ہے تو اسے تجدید نکاح کرنا ہوگا۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ
۹-۱-۷۵ء

استفتاء ۵۷۰

مسئلہ: محترم مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

(۱) زید نے ایک خط میں یعنی ایک کاغذ میں یہ مضمون لکھا کہ "میں نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی تحریری دیا، تقریری نہیں۔" یہ خط زید نے مورخہ ۲۷ جون ۱۹۷۳ء کو لکھ کر اپنی سسرال میں رکھ دیا۔ سسرال والوں نے ۲۸ جون کو یہ خط پایا۔ اب بتائیے کہ طلاق رجعی واقع ہوئی یا نہیں اور اگر طلاق رجعی واقع ہوئی تو پھر کیا

صورت ہوگی، مفصل تحریر کریں۔

(۲) مضمون بالا میں زید نے ۲۷ تاریخ کو خط لکھنے کے بعد ۲۸ تاریخ کو اپنی بیوی سے صحبت کیا۔ اب اس صورت میں رجعت ثابت ہوئی یا نہیں؟

(۳) ہمارے محلہ کے امام مسجد ڈاکٹری کا بھی پیشہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ ان کے لئے امامت کرنا کیسا ہے؟ مفصل تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد شریف

۹۲/۸۶ے

الجواب ــ!

(۱) و (۲) صورت مسئولہ میں جب طلاق رجعی کے بعد زید نے اپنی شریک حیات سے صحبت کیا تو رجعت ثابت ہوگئی۔ اگر رجعت نہ کرتا تو بعد عدت تجدید نکاح ضروری تھا۔

(۳) ڈاکٹری مانع امامت نہیں۔ اگر امام میں امامت کی تمام شرطیں پائی جاتی ہیں تو ڈاکٹری کے باوجود بھی اس کی امامت شرعاً جائز و درست ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶ کتبہ

۲۹/۹/۷۳ء

استفتاء ۵۷۱

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین درج ذیل مسئلہ میں کہ:
زید کی اپنی بیوی ہندہ سے لڑائی ہوئی۔ زید غصہ میں آکر عمر سے مشورہ لے رہا تھا کہ "آپ اگر مشورہ دیں تو میں اپنی بیوی ہندہ کو طلاق دے دوں۔" یہ لفظ زید نے دوبار استعمال کیا۔ اس پر عمر نے جواب دیا کہ "اس کے متعلق میں کچھ نہیں کہتا، تمہاری مرضی ہے۔" اس پر بکر نے کہا کہ "اس لفظ سے تمہاری بیوی ہندہ پر دو طلاق واقع ہوگئی۔" تو زید نے کہا کہ "ہم نے دو طلاق دے دیا اپنی بیوی ہندہ کو۔" اب اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ اور زید کو کیا کرنا ہوگا؟ واضح رہے کہ زید اور ہندہ دونوں ایک ہی گاؤں کے رہنے والے ہیں۔ بس محلہ الگ الگ ہے۔ زید نے جو طلاق کا لفظ استعمال کیا ہے وہ ہندہ کے محلہ میں یعنی ہندہ کے گھر کے قریب میں اس وقت ہندہ اپنے باپ کے گھر تھی۔ بتائیں کہ کسی نے اپنی بیوی کو دو طلاق دے دیا تو کیا کرنا ہوگا اور اگر ایک طلاق دیا تو اس میں کیا کرنا ہوگا؟

آپ کا خادم: عبدالعزیز انصاری، مقام راحم، پوسٹ ٹینڈوا، ضلع ہزاری باغ
۲۳/۳/۲۳ء

۸۶/۹۲ھ

الجواب

صورت مذکورہ میں زید ہندہ سے تجدید نکاح کر لے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں۔ رجعی طلاق میں شوہر کا عدت کے اندر اپنی بیوی سے رجعت کر لینا ہی کافی ہوتا ہے۔ جدید نکاح کی ضرورت نہیں ہوتی اور دو طلاق بائن میں بغیر حلالہ دوبارہ نکاح کرنا ہوگا۔
وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ
۲۳/۴/۳ء

استفتاء ۵۷۲

مسئلہ: جناب عالی! میری بہن نرہشہ خاتون جس کی شادی ہو چکی ہے "بارہ وفات" کے چاند میں، جب کہ وہ میرے یہاں یعنی میکہ میں تھی اور اس کا شوہر عبدالصمد بھی اس کے ساتھ تھا ان دونوں کی آپس میں کسی بات پر تکرار ہوگئی اور اس نے اپنی بیوی کو دوبار یہ کہا کہ "میں تم کو طلاق دیتا ہوں" یہ الفاظ کہنے کے بعد وہ وہاں سے چلا گیا۔ ۲۷ جنوری ۱۹۷۱ء کو وہ لڑکا پھر واپس آیا اور لڑکی اس کے ہمراہ چلی گئی اس وقت گھر میں کوئی ذمہ دار آدمی نہ تھا۔ اب آپ سے گزارش ہے کہ پنچایت اگر کوئی سوال کرے تو میں ان لوگوں کو کیا جواب دوں؟ اس کا موزوں جواب اور آپ اپنی رائے ہمیں لکھ بھیجیں۔ نوازش ہوگی۔
المستفتی: محمد اسلام، سائیکل ریپیرنگ سوپ، کرجلی بازار، پوسٹ برتو، ہزاری باغ
۲۹/۱/۱۷ء

۸۶/۹۲ھ

الجواب

آپ نے سوال میں جن حالات کا تذکرہ کیا ہے اس کے مطابق آپ کی ہمشیرہ کو طلاق ہوگئی۔ جب عبدالصمد نے اپنی بیوی نرہشہ خاتون سے دوبار کہا کہ "میں تم کو طلاق دیتا ہوں" اور اس کے بعد عدت طلاق گذر چکی ہو۔ تو اب شرعاً نہ تو اسے نرہشہ خاتون کو لے جانے کا حق تھا اور نہ بیوی کو اس کے ساتھ جانا جائز تھا۔ غرض کہ اس خلاف شرع کام پر دونوں سخت گنہگار ہوئے۔ ان دونوں کو توبہ کرنا اور فوراً ایک دوسرے سے الگ ہو جانا چاہیے۔ ہاں! اگر ایک ساتھ میاں بیوی کی طرح رہنا چاہیں تو پھر دوبارہ نکاح کرنا ضروری ہے۔ بغیر نکاح کئے رکھنا ناجائز و حرام۔ اگر پنچایت میں آپ سے سوال کیا جائے تو جو سچی باتیں ہوں وہی

آپ کہیں کہ گھر پر کوئی آدمی منع کرنے یا روکنے والا نہیں تھا۔انہوں نے زبردستی زہشہ کو اپنے ہمراہ چلنے پر مجبور کیا اور وہ چلی گئی۔ لوگوں کو چاہیے کہ ان دونوں کو تجدید نکاح پر مجبور کرلیں تو پھر ایک ساتھ رہ سکتے ہیں۔وھو اعلم بالصّواب!

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ٦

۳۱/۱/۱۷ء

استفتاء ۵۷۳

مسئلہ: کیا حکم ہے شریعت مطہرہ کا کہ

زید نے اپنی بیوی کو آج سے ایک سال قبل ایک طلاق دی تھی اور عدت کے اندر میل جول کر کے ویسا ہی رہا جیسا کہ میاں بیوی کو رہنا چاہیے۔پھر ایک سال کے بعد جھگڑا وغیرہ ہونے کی وجہ سے وہ ایک طلاق اور دے دیتا ہے۔اس مسئلہ پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ مع دلائل جواب دیا جائے۔بینوا توجروا۔

المستفتی: شیخ عدالت حسین، مقام کانٹاڈیہہ، پوسٹ جھالدہ، ضلع پورلیا، مغربی بنگال

۶/۷/۲۷ء

۹۲/۷۸۶

الجواب ـــــــــ وھوالموفق للحق والصواب ـــــــــ!

صورت مذکورہ میں جب کہ اس سے قبل زید اپنی شریک حیات کو ایک طلاق دے کر رجعت کر چکا ہے، اب پھر دوسری طلاق دے دی تو شرعاً اسے بغیر حلالہ صرف تجدید نکاح کرنا ضروری ہے اور آئندہ چونکہ اب وہ ایک ہی طلاق کا مالک رہا اس لئے اُسے احتیاط کرنا چاہیے اور مزید طلاق دینے سے پرہیز کرنا ضروری ہے ورنہ تین طلاق پوری ہوجانے پر زید کی منکوحہ زوجیت سے خارج ہوجائے گی۔وھو تعالیٰ اعلم وعلمہٗ جل مجدہٗ اتم۔

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ٦

۹/۷/۲۷ء

استفتاء ۵۷۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید کو باعث علالت دماغی صلاحیت برقرار نہ تھی۔ اس حالت میں اس نے اپنی بیوی کو بقول اس کی اہلیہ کے طلاق دی۔ حالانکہ اس کی اہلیہ کو لفظ طلاق کا علم دوبار ہوا ہے۔ لیکن زید طلاق دہندہ کو قطعی علم نہیں ہے کہ اس نے طلاق دی ہے۔ زید کی اہلیہ بھی لفظ طلاق پر ثابت قدم نہیں ہے کیونکہ اس نے طلاق دے دیا'' کہایا'' وہ'' طلاق دے دیں گے'' اس جملہ میں وہم وگمان میں مبتلا ہے۔ زید کے گھر کے افراد کا کہنا ہے کہ زید نے طلاق دے دی زید کی بیوی سے زید کے خاندانی افراد قبل سے ہی عداوت ونفرت کرتے ہیں۔ اس ضمن میں ممکن ہے کہ طلاق کا ثبوت پیش کرنے کی شہادت میں گھر کے افراد ایسا کہہ رہے ہوں لیکن طلاق دہندہ صاف انکار کرتا ہے کہ ذرا بھی خیال نہیں ہے۔ خدا کو حاضر وناظر جانتے ہوئے اس نے لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مندرجہ بالا مضمون کی روشنی میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ ازروئے شرع جواب مرحمت فرما کر شکر گزار بنائیں۔

المستفتی: محمد اسحاق کیراف محمد حنیف ٹیلر، نزد فیشن مارکیٹ، ساکچی، جمشید پور

۹۲/۸۶ ء

الجواب ــــــــــ وھوالموفق للحق والصواب ــــــــــ !

صورت مذکورہ بالا میں جب زید کی شریک حیات دوبار طلاق کا اقرار کرتی ہے لیکن لفظ'' دے دیا'' یا'' دے دیں گے'' میں شبہہ ہے اور گھر والے بھی طلاق دینے کی شہادت دے رہے ہیں۔ لہٰذا اس اقرار وشہادت کے پیش نظر زید کی منکوحہ پر دو طلاق واقع ہوگئی۔ اور زید کو بغیر حلالہ تجدید نکاح کرنا ہوگا۔ قرآن حکیم میں ہے: اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاکٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْتَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ۔'' طلاق دوبار ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا۔'' لہٰذا زید پھر اپنی رفیقۂ حیات سے عدت کے اندر دوبارہ نکاح کرے۔ وھو اعلم وعلمہٗ جل مجدہٗ اتم

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۱۶/۱۲/۷۰ء

استفتاء ۵۷۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:
میری بیوی مجھ سے جھگڑا کر کے اپنے پہلے شوہر کے لڑکے کے گھر چلی گئی چند روز کے بعد میں اپنی دقت اور تکلیف کو محسوس کرتے ہوئے اس کو بلانے کے لئے گیا۔ اس کے لڑکے نے مجھ سے کہا کہ "میں نہیں جانے دوں گا۔" آخر میں وہ مار پیٹ کرنے کو تیار ہو گیا۔ ہم مجبور ہو گئے اور غصہ میں ہم کو جہاں تک یاد ہے کہ ہم نے کہا "اگر تم نہیں جاؤ گی تو تم کو طلاق دیا۔" مجھے یاد ہے کہ میں نے یہ لفظ طلاق صرف ایک بار کہا اور اس کا لڑکا بھی صرف ایک ہی بار کا اقرار کرتا ہے۔ وہاں پر بستی کے بہت سے لوگ جمع ہو گئے تھے جن میں صرف دو آدمی یہ کہتے ہیں کہ "تم نے تین بار 'طلاق' کا لفظ استعمال کیا ہے۔" اور باقی لوگ ایک ہی بار کی شہادت دیتے ہیں جن دو آدمیوں نے کہا ہے کہ "تم نے تین طلاق دیا۔" ان سے اور ہم سے کوئی راہ و رسم نہیں ہے۔ ایسی صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد حنیف ساکن رام چندر پور، ڈاکخانہ: رامچند ر پور، ضلع سرگجا، مدھیہ پردیش
یکم فروری ۷۲ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــــــــــ وھو الموفق للصواب ـــــــــــــ !

صورت مسئولہ میں جب سائل خود اور اس کی بیوی کا لڑکا جس سے نزاع ہوا وہ اور دوسرے گواہان ایک ہی طلاق کا اقرار کرتے ہیں اور جو دو آدمی تین طلاق کے متعلق کہتے ہیں اُن سے سائل کی راہ و رسم نہیں تو ایسی صورت میں قضاء ایک ہی طلاق ہوگی اور شوہر کو عدت کے اندر رجعت کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ قال تعالیٰ فَاِمْسَاکٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْتَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ۔ "پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔" (کنز الایمان) ایک طلاق رجعی ہوگی جس میں شوہر کو عدت کے اندر اپنی اہلیہ کو رکھنے کا حق حاصل ہے۔ ہاں! اگر وہ لڑکا جس سے جھگڑا ہوا اور دوسرے تمام لوگ تین طلاق کی شہادت دیتے تو بلاشبہ طلاق بائن و مغلظہ واقع ہوتی اور شوہر کے لئے بغیر حلالہ اس عورت کو رکھنا جائز نہ ہوتا۔ قرآن حکیم میں ہے: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ۔ "پھر اگر اسے تیسری طلاق دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔" (ترجمہ کنز الایمان) وھو اعلم و علمہ جل مجدہٗ اتم۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۲/۲/۷۲ء

استفتاء ۵۷۶

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
عبدالقدوس نے اپنی بیوی کو مندرجہ ذیل باتیں کہیں۔ اس سے پہلے کچھ گھریلو کام اور کچھ گھریلو معاملہ کے بارے میں بی بی منزہ خاتون کو (یعنی اپنی بیوی کو) تنبیہ کرتے رہے کہ گھر کو اس طرح سنبھالنا اس طرح کام کرنا چاہیے۔ ایک دن ہم نے (عبدالقدوس نے) کوئی کام کرنے کو کہا تو بی بی مذکور (منزہ خاتون) نے وہ کام نہیں کیا اور ڈیڑھ سال کے بچے کو چھوڑ کر میکہ چلی گئی۔ صبح کو جب لڑکا لینے آئی بھی تو دُوسرے آدمی سے لڑکا منگوالیا جب ہم نے لڑکے کو تلاش کیا تو لے جانے والے نے کہا کہ "وہ لے گئی" ہم نے دینے والے سے لڑکا طلب کیا تو انہوں نے لا کر دیا۔ اس کے بعد کچھ گھریلو اُلجھن میں بات کر رہے تھے تو ایک آٹھ دس سال کے لڑکے نے کہا "وہ کیوں ایسا کرتی ہے ایسا ہی میری ماں بھی کرتی تھی تو میرے والد نے چھوڑ دیا آپ بھی چھوڑ دیجئے طلاق دے دیجئے۔" اس لڑکے کے کہنے پر غصہ میں میں نے کہہ دیا کہ "ہاں رے! طلاق طلاق کیا کہتا ہے جا! ہم نے بھی اس کو طلاق دے دیا۔" یہ کہہ کر چپ ہوگیا۔ اسی لڑکے نے بی بی مذکور (منزہ خاتون) سے جا کر کہا کہ "تم کو طلاق ہوگئی" وہ آئی بہت کچھ بولی کہ "ہم نہیں جانتے ہیں ہمارے پیچھے میں طلاق کیسے ہوگئی؟" بستی کے لوگ آ کر پوچھنے لگے کہ "طلاق دے دیا ہے؟" تو وہ لڑکا سب کو یہی کہتا گیا کہ ہاں! دے دیا ہے ہاں! دے دیا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ بیوی مذکورہ کو طلاق واقع ہوگئی یا نہیں۔ اگر طلاق ہوگئی تو اس کے متعلق کیا کیا جائے گا جس سے یہ حلال ہوجائے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں صاف صاف جواب مرحمت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ "طلاق" بولنے کے وقت وہاں لڑکی موجود نہ تھی اور نہ کوئی بڑا آدمی تھا بس وہی لڑکا وہاں موجود تھا اور اسی لڑکے نے لوگوں تک خبر پہونچائی۔ اس سلسلہ میں شریعت کا جو بہتر سے بہتر راستہ ہو اُسے بتا کر سرفراز فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: عبدالقدوس، جوہر گنج، ڈاکخانہ: داد پور، ہزاری باغ
۱۹/۶/۷۲ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــ وھو الموفق للصواب ـــــــــــ!

برتقدیر صدق مستفتی بی بی منزہ خاتون کو ایک طلاق رجعی ہوئی۔ عبدالقدوس کو چاہیے کہ عدت کے اندر اپنی بیوی سے رجعت کرے اگر اس نے قبل انقضائے عدت بیوی سے رجوع کرلیا یعنی اس سے اظہار محبت میل جول کرلیا تو جدید نکاح کی

ضرورت نہ ہوگی۔ رجعت قول سے ہو یا فعل سے یعنی زبان سے کہے کہ میں نے رجوع کیا یا بیوی کے ساتھ پیار و محبت کا ایسا کام کرے جس سے اُس کا رجوع ہونا ثابت ہو جیسے چمٹا لینا یا بوسہ لینا وغیرہ۔ ہاں! عدت گزرنے کے بعد اگر رجعت کرے گا تو تجدید نکاح کی ضرورت ہوگی۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۷/۷/۲/۷۲ء

استفتاء ۵۷۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید نے اپنی بیوی ہندہ کو بلا کر کہا کہ "یہ سو روپے دین مہر دیتے ہیں اور طلاق دیتے ہیں۔" اور پندرہ منٹ کے اندر زید مذکور نے اپنے ہاتھوں سے لکھ کر "طلاق نامہ" دے دیا جس کی عبارت مندرجہ ذیل ہے:

"میں محمد شرف الدین انصاری ولد تاج محمد انصاری، ساکن ہتھوریا کسمی، پوسٹ گادی بھرکٹ، ضلع گریڈیہہ کا رہنے والا ہوں۔ میری شادی سائرہ بانو، ولد محمد یوسف انصاری ساکن امباٹانڑ، گریڈیہہ کے ساتھ ہوئی تھی۔ بتاریخ ۱۸/ مارچ ۱۹۷۲ء کو بیوی کو میں نے آج طلاق رجعی دیا۔ تقریری کے علاوہ آگے کام آنے کے لئے میں نے ایک کاغذ بھی بنا دیا۔" راقم: محمد شرف الدین، ۲۷ جون ۱۹۷۳ء —— اور جب گھر سے نکل گیا تو اس نے دو تین آدمیوں کو کہا کہ "آج اپنی بیوی کو طلاق دے کر جا رہا ہوں۔" دریافت طلب امر یہ ہے کہ شرعاً کون سی طلاق پڑی؟ براہِ کرام جلد از جلد جواب مرحمت فرمائیں نوازش ہوگی۔

فقط بینوا و توجروا!

المستفتی: محمد یوسف، امباٹانڑ، پوسٹ گریڈیہہ، ضلع گریڈیہہ، بہار

۲۳/ اگست ۱۹۷۳ء

۹۲/۷۸۶

الجواب ــــــ بعون الملک الوھاب ــــــ !

صورت مسئولہ میں طلاق رجعی واقع ہوئی۔ عدت کے اندر شرف الدین اپنی بیوی سائرہ بانو سے رجوع کر سکتا ہے۔ بعد انقضائے عدت رجعت کا حق باقی نہ رہے گا۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۲۶/۸/۱۹۷۳ء

استفتاء ۵۷۸

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ
زید کی بیوی بحالت حیض تھی زید نشہ کی حالت میں تھا۔ میاں بیوی میں تو تو میں میں ہو رہی تھی۔ زید نے کہا چپ رہو ورنہ ہم تم کو طلاق دے دیں گے، ہم تم کو طلاق دے دیں گے، جاؤ! ہم نے تم کو طلاق دیا۔ زید کے بھائی نے فوراً اسے اس جگہ سے ہٹا دیا۔ معاملہ درہم برہم ہوگیا۔ زید نے اپنی بیوی سے تعلق ختم نہ کیا اور عرصہ دو سال کا ہو چکا۔ اب تک بیوی ساتھ ہے۔ زید کے کہنے کے وقت اس کا بھائی، اس کی مائی اور خالہ موجود تھی اور زید کے بھائی کی بیوی بھی۔ اس واقعہ کا علم جب دوسرے لوگوں کو ہوا تو زید سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ جب لوگوں نے زید سے طلاق کے متعلق پوچھا تو کہا جو ہم نے کیا ٹھیک کیا۔ بمطابق مذہب حنفی فتویٰ مطلوب ہے۔

المستفتی: محمد فاروق، ساکن شیخ بیگہ، پوسٹ سون نگر، تھانہ بارون، اورنگ آباد

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــ بعون الملک الوهاب ــــــــ

زید کے اس قول سے کہ چپ رہو ورنہ ہم تم کو طلاق دے دیں گے، طلاق واقع نہ ہوئی۔ ہاں آخر کے جملہ سے کہ جاؤ ہم نے تم کو طلاق دے دیا۔ اس سے ایک طلاق واقع ہوئی۔ اس کے بعد زید اپنی بیوی کے ساتھ رہتا رہا تو رجعت ہوگئی۔ لہٰذا حنفی مسلک کے مطابق ایک طلاق رجعی کے بعد جب شوہر اپنی بیوی سے رجعت کرے تو پھر حلالہ یا تجدید نکاح کی ضرورت نہیں۔ زید کا اپنی بیوی کے ساتھ رہنا جائز ہے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ
۱۴-۴-۷۶ء

استفتاء ۵۷۹

مسئلہ: بخدمت جناب مولانا صاحب! السلام علیکم
گزارش خدمت یہ ہے کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ کے والد سے کہا کہ آپ اپنی لڑکی کو لے جایئے ہم نے طلاق دے دیا ہے۔ مگر زید یہ الفاظ یعنی طلاق ایک بار بولا ہے۔ لوگوں میں یہ افواہ ہوگیا کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دے دیا ہے۔ اس وقت دریافت حال کے لئے تین شخص عمر، بکر، زاہد زید کے مکان پر آئے

اور دریافت کیا تو وہاں کی عورتوں نے اور ہندہ نے انکار کیا کہ طلاق نہیں دیا ہے۔ ایک ماہ کے بعد ہندہ اپنے میکہ جاتی ہے۔ ہندہ کے والدین نے لوگوں کو بلایا اور کہا کہ زید نے ہماری لڑکی کو طلاق دے دیا ہے تو خرچ اخراجات اور دین مہر کا روپیہ بھی دے دے۔ لیکن ہندہ نے دین مہر لینے سے انکار کیا۔ پنچوں نے زید سے پوچھا کہ آپ نے طلاق دے دیا ہے؟ تو زید بولا کہ ہاں اسی روز نہ دے دیا ہے، کیا بار بار بولیں گے؟ اب زید و ہندہ دونوں نے آپس میں رجوع بھی کر لیا ہے۔ عوام کا یہ کہنا ہے کہ مطلقہ عورت سے زید کیوں ملتا جلتا ہے اور بات چیت کیوں ہوتی ہے؟ از روئے شرع محمدی خلاصہ تحریر فرمائیں تا کہ شک رفع ہو۔

المستفتی: محمد دبیر الدین، پڑریہ، پوسٹ پڑریہ، وایہ مدنپور، ضلع پورنیہ

۹۲/۸۶ے

الجواب ـــــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــــ

زید نے جب صرف ایک بار طلاق کا لفظ استعمال کیا تو اس کی بیوی پر ایک رجعی طلاق واقع ہوئی اور ایک طلاق کے بعد عدت کے اندر اگر زید نے رجعت کر لی ہے یعنی بیوی سے مل گیا تو اس کی بیوی اس کے نکاح میں باقی رہی۔ زن و شوہر کا آپس میں مل جانا شرعاً جائز ہوا۔ لیکن اب زید صرف دو طلاقوں کا مالک رہا۔ اب جب کبھی بھی وہ دو طلاق دے گا اس کی بیوی زوجیت سے خارج ہو جائے گی۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۸-۶-۷۶ء

استفتاء ۵۸۰

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید نے بے طرح شراب پیا۔ پھر وہ ایسا بیہوش ہو گیا کہ اسے کسی چیز کی خبر نہ رہی۔ اس عالم میں اپنی بیوی ہندہ کو کہا کہ جاؤ تم کو جواب دیا۔ یہ بات بھی ایک ہی بار کہا تو صورت مسئولہ میں ہندہ مطلقہ ہوئی یا نہیں؟ زید نے نشہ کی حالت میں جو کچھ بھی کہا تھا صبح کو کچھ بھی نہ یاد تھا اور نہ خیال بلکہ کسی دوسرے نے کہا کہ زید رات تم ایسا بولے تھے۔

محمد اسرائیل خان و محمد ولی خان، ساکن پوپری، تھانہ پوپری، ضلع سیتامڑھی، بہار

بیان زوجہ مستفتی مسماۃ قمر النساء بنت سبیل، ساکن پوپری، سیتامڑھی

میں سوئی ہوئی تھی کہ میرا شوہر شراب پی کر بدمست و بیہوش آیا اور بہت طرح کے خرافات بکتا رہا حتیٰ کہ اس نے یہی کہا جاؤ تم کو جواب دیا اور یہ بات ایک ہی بار کہا۔

المستفتیہ: قمر النساء بنت سہیل

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــ!

صورت مذکورہ میں زید کی بیوی قمر النساء پر ایک رجعی طلاق واقع ہوگئی۔ اگر ابھی عدت ختم نہیں ہوئی ہے تو زید اپنی بیوی سے رجعت کرے یعنی کہہ دے کہ میں تم سے رجعت کرتا ہوں یا اس سے مل جائے اظہار محبت کرے لیکن واضح رہے کہ آئندہ زید صرف دو طلاق کا مالک رہا۔ جس دن دو طلاق اور دے دے گا اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو جائے گی اور عدت طلاق ختم ہو چکی ہے تو زید تجدید نکاح کرے۔ **وھو تعالیٰ اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

ک ـــــــــــــــــــــــ ہ

۱۱-۱۲-۷۶ء

استفتاء ۵۸۱

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

میں نے اپنی منکوحہ کو باہمی نااتفاقی وتنازع کی بنا پر یہ کہہ دیا کہ میں فیصلہ کر چکا ہوں اور یہ بیوی میرے لائق نہیں ہے اور اس وقت میں نے اپنی والدہ کے سامنے اپنی بیوی کو طلاق دیا۔ لیکن الفاظ کی تعین میں نے نہیں کی۔ صرف میں نے ایک بار اپنی بیوی کو طلاق دیا۔ طلاق کو تقریباً ۱۸ ماہ ہو گئے لیکن طلاق کے بعد ہی سے پورے اخراجات برداشت کر رہا ہوں۔ اس کے تین بچے ہیں اور اس کا کوئی سہارا نہیں ہے۔ اس لئے آگاہ فرمائیں کہ نکاح کی ضرورت پڑے گی یا رجعت ہوگی یا کہ وہ ختم ہوگئی؟ براہ کرم جلد از جلد مطلع فرمائیں۔ صرف میں نے ایک بار طلاق کا لفظ نکالا ہے۔ اس کے بعد ہی سے اخراجات دے رہا ہوں اور میری نیت بھی تین کی نہیں تھی۔ فقط والسلام

المستفتی: محمد شرف الدین، گوموہ، پرانا بازار، ضلع، دھنباد

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــ!

صورت مذکورہ میں اگر آپ نے صرف ایک بار اپنی بیوی کو طلاق دی ہے تو یہ طلاق رجعی ہوئی۔ عدت کے اندر آپ

رجعت کر سکتے تھے۔ اب جب کہ طلاق کی مدت ڈیڑھ سال گزر چکی تو ایسی صورت میں آپ کو تجدید نکاح کرنا ہوگا۔ آپ دوبارہ نکاح کر کے اپنی بیوی کو زوجیت میں رکھ سکتے ہیں۔ اس میں حلالہ کی ضرورت نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۱۵-۱۱-۷۶ء

استفتاء ۵۸۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین جب کہ میں نے اپنی بیوی کو بڑی غصے کی حالت میں دو مرتبہ طلاق دے دیا ہے۔ اس وقت میری حالت ایسی تھی کہ میں اپنے ہوش حواس میں نہ تھا۔ لیکن گواہوں کے بیان سے معلوم ہوا کہ میں نے دو مرتبہ طلاق کا الفاظ استعمال کیا ہے۔ جیسا آپ لوگ لکھ کر جواب دیں گے اس پر ہم عمل کر لیں گے۔ جواب بہت جلد دیں گے کیوں کہ آج ایک مہینہ سے ہماری بیوی بچے الگ ہیں۔ یعنی اپنے میکے چلی گئی ہے اور میں نے بچوں کا منہ تک نہیں دیکھا ہے ایک مہینہ سے۔ اس لئے آپ لوگوں سے گزارش ہے کہ جواب بہت جلد دیں گے کیوں کہ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ ہم لوگ فتویٰ کے قائل ہیں۔ جیسا فتویٰ ہوگا ویسا کیا جائے گا۔ بہت جلد جواب دینے کی زحمت کریں گے۔ اس لئے ایک لفافہ بھی پتہ لکھ کر ڈال کر بھیج رہے ہیں کہ جواب میں تاخیر نہ ہو۔ فقط والسلام

۹۲/۷۸۶

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــ

صورت مذکورہ میں جب آپ نے واقعی اپنی بیوی کو دو طلاق دی ہیں تو عدت کے اندر آپ رجعت کر سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں حلالہ کی ضرورت نہ ہوگی۔

واضح ہو کہ اس سے قبل بھی یہ استفتا ادارۂ شرعیہ میں آیا تھا جس کا جواب، یہاں سے مورخہ ۲۴-۴-۷۷ء کو دیا گیا ہے۔ مگر مسئلہ کی نوعیت وصورت بدلی ہوئی تھی۔ قبل کے استفتا میں تین طلاقوں کا ذکر تھا۔ باقی باتیں وہی تھی جو اس میں ہے۔ سائل کا نام و پتہ بھی ایک ہی ہے۔ نہ معلوم کس بنا پر مسئلہ کی نوعیت بدل دی گئی ہے۔ تین طلاقوں میں رشتۂ زوجیت بالکل ختم ہو جاتا ہے اور دو طلاقوں میں بالکل ختم نہیں ہوتا بلکہ کچھ باقی رہتا ہے کہ رجعت کرے تو پھر عورت اس کی زوجیت میں آسکتی ہے۔ بہر حال حقیقت کے مطابق عمل چاہیے۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۱۳-۵-۷۷ء

استفتاء ۵۸۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
محمد اسرائیل نے اپنے خسر صاحب کو ذیل مضمون کا خط لکھا کہ میں نے اپنی بیوی ہندہ کو طلاق طلاق دوطلاق دیا۔ آپ اپنے سے لے جایئے ورنہ اس کو بھی بھیج دیں گے۔ تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ ہندہ پر طلاق ہوئی کہ نہیں اگر ہوئی تو کونسی طلاق رجعی یا بائن یا مغلظہ بحوالہ کتب معتبرہ جواب مرحمت فرمائیں بینوا توجروا۔

المستفتی: محمد عظیم الدین مقام ٹیٹا ڈانر، ڈاکخانہ سارم ضلع گریڈیہہ بہار
۷۸/۷/۳ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــــــ!

سائل کا سوال تشریح طلب ہے جملہ بے ربط مفہوم خبط ہے اگر زید نے اپنی بیوی کو دو طلاق دی ہیں اور ابھی عدت ختم نہیں ہوئی ہے تو عدت کے اندر بیوی سے رجعت کر سکتا ہے اور اگر عدت طلاق ختم ہو چکی ہے تو تجدید نکاح کرنا ہوگا اس لئے کہ طلاق رجعی میں عدت کے اندر رجعت کرنے پر دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ بعد انقضائے عدت تجدید نکاح ضروری ہو جاتا ہے۔ وھو اعلم!

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارہ شرعیہ بہار، پٹنہ
۷۸/۷/۱۵ء

استفتاء ۵۸۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ میں کہ
محمد قسیم الدین نے اپنی منکوحہ بیوی مبینہ خاتون کے لئے اپنی مذکورہ بیوی کی غیر موجودگی میں اپنے سالہ اور اپنی سالی کے سامنے ان کے مطالبہ طلاق پر یہ کہا کہ ہم تمہاری بہن کو طلاق دے رہے ہیں، دے رہے ہیں، دے رہے ہیں۔ اس کے بعد ایک شخص کے سوال کرنے پر کہ آپ کیا کر کے آرہے ہیں تو قسیم نے جواب دیا کہ میں شمس الحق (محمد قسیم کے سسر) کی لڑکی کو طلاق دے کر آرہا ہوں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ از روئے شرع مطہرہ طلاق ہوئی یا نہیں اور اگر ہوئی تو کتنی طلاق ہوئی۔ بہت جلد جواب

مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: محمد جسیم الدین خان، آرہ آٹو گیرج او پر جلی جھریا، ضلع دھنباد (بہار)

۹۲/۷۸۶

الجواب ـــــــــ بعون الملک الوہاب ـــــــــ !

صورت مسئولہ میں مبینہ خاتون پر طلاق رجعی واقع ہوئی۔ دے رہے ہیں کہ الفاظ سے طلاق واقع ہونے کی تاکید ہے، نہ کہ تعداد مراد ہے۔ لہٰذا اگر عدت ختم نہیں ہوئی ہو تو قسیم الدین کو اپنی بیوی مبینہ خاتون سے رجعت کا حق حاصل ہے۔ **قال تعالیٰ** اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاکٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍ "طلاق دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔" (کنز الایمان) بعد انقضائے عدت تجدید نکاح ضروری ہوگا۔ حلالہ کی ضرورت نہ ہوگی۔ **وھو تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم!**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار پٹنہ

کـــــــــــــــــــــــبہ

۱۲/ذوالقعدہ ۱۴۰۲ھ

استفتـــــاء ۵۸۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

مجھے اپنی بیوی سے کبھی کسی قسم کا جھگڑا تکرار کچھ نہیں تھا کسی وجہ سے چھوٹے سالہ سے جھگڑا کیا اور اس کے بعد غصہ کی حالت میں ڈرانے دھمکانے کی نیت سے دو بار کہا میں نے تم کو طلاق دیا اس کے بعد جب غصہ کم ہوا تو بیوی کو بلا کر کہا مجھ سے غلطی ہوگئی یہ سب غصہ کی حالت میں منہ سے نکل گیا ہے مجھے معاف کر دو اس کے بعد کچھ دنوں تک بیوی کے پاس رہ کر کھایا پیا سوئے بیٹھے مل جل کر باہر اپنے کام پر چلے گئے جب ایک سال بعد گھر واپس آئے تو بیوی سے ملنے سے روک دیا گیا اب آپ بتائیے کہ اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ میں اس چیز کو لیکر رات دن پریشان رہتا ہوں کیونکہ بیوی بالکل بے قصور ہے۔

المستفتی: ابوالحسنات، موضع وڈاکخانہ چانپ، ضلع سیوان

۱۹۷۹/۱۱/۱۱ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــــــــــــــــــ !

بر تقدیر صدق مستفتی اگر واقعی سائل نے دو ہی طلاق دی تو یہ طلاق رجعی ہوئی اگر عدت کے اندر بیوی سے رجوع کرلیا ہے

تو بعد مراجعت بدستور سابق وہ زوجیت میں باقی رہی اور اگر بعد انقضائے عدت بیوی سے مراجعت کی تو جب تک تجدید نکاح نہ ہو بیوی کو زوجیت میں رکھنا جائز نہ ہوا۔ قرآن حکیم میں: اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاکٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ. ''طلاق دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔'' فتاویٰ خیریہ میں: لہ مراجعتھا فی العدۃ وبعدھا بعقد جدید۔ واضح ہو کہ اب سائل صرف ایک طلاق کا مالک رہا جس دن ایک طلاق دیگا بیوی قطعی طور پر زوجیت سے خارج ہو جائے گی اور پھر بغیر حلالہ اس کے لئے جائز نہیں ہوگی۔ وھو اعلم

نوٹ: سوال مذکور سے واضح ہوتا ہے کہ طالق نے جس دن طلاق دیا اسی دن قولی وفعلی رجعت بھی کرلی۔ اس کے بعد سے اپنی بیوی سے ملنے پر پابندی عائد کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ مصحح

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارہ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۱۱/۱۲/۱۹۷۹ء

استفتاء ۵۸۶

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:
زید کی بیوی ہندہ کو زید کے چھوٹے بھائی نے زید کی غیر موجودگی میں کسی ناجائز حرکت پر مارا اور گھر سے نکال دیا جب زید آیا اور اسے یہ خبر ملی تو اس نے کہا کہ ایسی بات ہے تو ٹھیک ہے۔ ہم نہیں رکھیں گے۔ بعدہٗ اپنے کچھ احباب سے تذکرہ یہ بھی کیا کہ ہم نے اپنی بیوی کو چھوڑ دیا، اسے طلاق دے دیا۔ اس طرح کی گفتگو چند بار لوگوں سے کیا اور ایک سال تک وہ میکہ میں رہی اور زید اس کی طرف سے بے پرواہ رہا۔ بعدہٗ زید نے پھر اسے بلالیا اور کسی شرعی فیصلہ کے بغیر اس کے ساتھ رہنے لگا اور ابھی تعلقات زن وشو قائم ہیں۔ درمیان میں ایک بچی کی بھی ولادت ہوئی ہے۔ زید کی اس حرکت پر گاؤں والے اس کا بائیکاٹ کیئے ہوئے ہیں دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کی مندرجہ بالا حرکتیں اور پھر اس کے ساتھ گاؤں والوں کا سلوک اور موجودہ برتاؤ کے بارے میں شرعی فیصلہ کیا ہے؟ بینوا توجروا!

محمود عالم، قابل پور، مظفر پور، بہار
۲۵/مئی ۱۹۷۰ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــــ وھو الموفق للحق والصواب ــــــــــ!

صورت مسئولہ میں جب زید نے یہ کہا کہ ہم نے اسے طلاق دے دی تو یہ طلاق رجعی ہوئی مگر چونکہ عدت کے اندر زید نے رجوع نہیں کیا اور ایک سال تک بغیر رجعت بیوی کو چھوڑ رکھا تو بعد انقضائے عدت یہ طلاق بائن ہوگی۔ اب زید بغیر جدید نکاح کئے ہندہ کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتا۔ جب تک زید ہندہ سے دوبارہ نکاح نہ کرے گاؤں والے اس سے ترک موالات کریں یعنی اس سے سلام وکلام اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ترک کریں گاؤں والوں کا زید کے ساتھ موجودہ برتاؤ بالکل صحیح ودرست ہے۔ زید اپنی مذموم حرکت کی بنا پر سخت گنہگار واجب التعزیر ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے: **وَاِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔** ''اور جو کہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔'' (کنزالایمان)
لہٰذا زید کو چاہیے کہ پھر ہندہ سے دوبارہ نکاح کرے تاکہ احکام شرعیہ کے خلاف ورزی کا مرتکب نہ ہو۔ وھو تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۱۳/جون ۱۹۷۰ء

استفتــــــــاء ۵۸۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں:
امینہ خاتون ولد محمد یٰسین سوانگ کوئیلری پوسٹ سوانگ کوئیلری، ضلع ہزاری باغ میری شادی محمد رستم ولد چھوٹن میاں اساڑھ پوس، اساڑھ ضلع مونگیر سے ہوئی رخصتی کے بعد کل دو ماہ اپنے شوہر کے پاس رہی اس دو ماہ میں کبھی بھی مجھ سے بات چیت نہ ہوئی۔ ساتھ ہی ساتھ نان ونفقہ میں بھی تکلیف دینا شروع کیا جو بیان سے باہر ہے ایک روز زبردستی ایک سادہ کاغذ پر انگوٹھے کا ٹیپ لے لیا اور سختی کے ساتھ پیٹا اور اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ مجھ کو میکہ بھیج دیا اور دھمکی کے ساتھ مجھ کو ڈرایا اور ساتھ ہی ایک طلاق اس نے دے دی اور کہا تا زندگی نہیں رکھوں گا۔'' جس کو عرصہ ۴ر سال ۶ مہینہ ہوتا ہے۔ میری والدہ مرچکی ہیں اور میرے والد اس قابل نہیں کہ میری ضرورت کو پوری کرسکیں۔ اس لئے ملتجی ہوں ازروئے شریعت حکم صادر فرمایا جائے۔ آخر میں کب تک بے مراد رہوں گی۔

المستفتی: امینہ خاتون بنت محمد یسٰین، سوانگ کوئیلری، پوسٹ سوانگ کوئیلری، ہزاری باغ

۸۶/۹۲ ۷

الجواب ـــــــــــــــ وھو الموفق للحق والصواب ـــــــــــــــ !

برتقدیر صدق سوال جب امینہ خاتون بنت محمد یٰسین کو ان کے شوہر محمد رستم نے سختی سے مار پیٹ کر اپنے بھائی کے ساتھ میکہ بھیج دیا اور ایک طلاق دے دی اور کہا ''تا زندگی نہ رکھوں گا'' اگر ایک طلاق دینے کے بعد پھر رستم نے امینہ خاتون سے رجعت نہ کی بلکہ طلاق دے کر بالکل چھوڑ دیا اور اس کے بعد امینہ سے ملاقات واظہار محبت نہ کیا تو ایسی صورت میں امینہ اس کی زوجیت سے خارج ہوگئی اس کی بیوی نہ رہی۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا: **وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ** یعنی مطلقہ عورتیں اپنے نفسوں کو تین حیض تک روک رکھیں۔ طلاق رجعی میں شوہر کو عدت کے اندر رجوع کا حق ہوتا ہے اس مدت میں اگر شوہر نے رجعت نہ کی بلکہ قطعی چھوڑے رکھا تو بعد انقضائے عدت عورت کو دوسری شادی کرنے کا حق ہوجاتا ہے۔ لہٰذا اب امینہ اپنا دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔ وھو اعلم!

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

۳۰/۵/۷۰ء

استفتاء ۵۸۸

مسئلہ: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
زید نے اپنی بیوی کو غصہ اور نشہ کی حالت میں دوبار لفظ ''جواب دیا'' کہا اس پر تھوڑی دیر بعد زید کی بیوی گالی اور بُرے الفاظ بہت تیزی میں بولنے لگی اس پر دھمکانے کے لئے دوبارہ زید نے دوبار ''طلاق'' کہا اور پھر پانچ منٹ کے بعد وہ دونوں تانی تننے کے لئے ایک ساتھ گئے اور ان دنوں سے وہ دونوں ابھی تک ایک ساتھ ہی ہیں۔ لگ بھگ اس کو چھ مہینہ ہو رہا ہے۔ آگے کیا لکھوں۔

المستفتی: عبدالغفور، محلہ لہریا گنج، پوروا اڑی ٹولہ، مدھوبنی، دربھنگہ
۲۸ر شعبان ۱۳۹۰ھ

۹۲/۸۶۷

الجواب ــــــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب ــــــــ

صورت مستفسرہ میں زید کا بحالت غصہ ونشہ اپنی بیوی کو دوبار ''جواب دیا'' کے لفظ سے اس کی نیت طلاق کی تھی تو طلاق واقع ہوگئی۔ بعد ازاں عورت کی دشنام دہی وزبان درازی پر دوبار پھر طلاق دیا تو اب زید کی بیوی پر طلاق مغلظہ بائنہ واقع ہوگئی اور عورت زید کے نکاح سے خارج ہوگئی۔ ارشاد ربانی ہے: اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمۡسَاکٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِیۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ یعنی طلاق دوبار ہے، اس کے بعد اس کو بھلائی کے ساتھ روکے رکھنا ہے یا احسان ونکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے اور اگر دو سے زیادہ طلاق دے دی ہے تو اس کے متعلق ارشاد خداوندی ہے: فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰی تَنۡکِحَ زَوۡجًا غَیۡرَهٗ۔ یعنی دو سے زیادہ طلاق دینے پر بغیر حلالہ شوہر کے لئے عورت حلال نہیں۔ لہٰذا زید نے پہلے دوبار لفظ ''جواب'' سے طلاق دی اور پھر دوبار ''طلاق'' کا لفظ بعد میں کہا۔ اس لئے اب وہ عورت بغیر حلالہ زید کے لئے جائز نہیں۔ حلالہ کی صورت یہ ہے کہ عدت گزر جانے کے بعد عورت دوسرے مرد سے نکاح کرے اور دوسرا شوہر اس سے مجامعت ومباشرت کر کے طلاق دے یا مر جائے۔ پھر بعد انقضائے عدت وہ پہلے شوہر سے شادی کر سکتی ہے۔ غصہ ونشہ کی حالت میں، طلاق دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ ڈرانے، دھمکانے کے لئے طلاق کا لفظ نہیں استعمال کیا جاتا ہے۔ ڈرانے کے لئے کوئی دوسری صورت بھی ممکن تھی۔ چھ ماہ سے شرع کے خلاف عورت کو اپنے ساتھ رکھ کر زید گنہ گار ہوا۔ اگر زید اپنے ساتھ رکھنا ہی چاہتا ہے تو حلالہ کے بعد عورت اس کے لئے جائز ہو جائے گی۔ وھو تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہٗ اتم۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۴؍۱۱؍۷۰ء

استفتاء ۵۸۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ:۔

زید اپنی بیوی ہندہ کو آج سے ایک ہفتہ قبل طلاق رجعی دے چکا ہے۔اس درمیان میں اس نے رجعت بھی نہیں کی پھر چودہ دن بعد زید نے اپنے ماموں کے رُوبرو یہ کہا کہ "ایک، دو، تین ہم نے صاف کر دیا ،طلاق دے دیا، اب دریافت یہ کرنا ہے کہ کونسی طلاق واقع ہوئی؟ رجعی، بائن یا مغلظہ؟ کتب متداولہ کا حوالہ یا عربی عبارت سے آگاہ فرمائیں۔زید اقرار کرتا ہے۔جو شخص بھی اس سے پوچھتا ہے تو کہتا ہے ہاں! ہم نے یہ الفاظ کہا ہے طلاق دی ہے۔خوش دامن صاحبہ اور داماد میں کچھ جھگڑا تھا جس کو اب بہانہ بنایا جارہا ہے کہ ساس کو دھمکانے کے لئے کہا تھا۔

المستفتی: صیانت علی، ہرلا پوسٹ چٹی بار باتو، تھانہ برکا گاؤں، ضلع ہزاری باغ

۸۶/۹۲ھ

الجواب ــــــــــــ وهو الموفق للصواب ــــــــــــ !

صورت مسئولہ میں جب زید نے ایک رجعی طلاق دے کر عدت میں رجعت نہیں کی اور اس کے بعد پھر تین دے دیں تو اب تین واقع ہوگئیں اور وہ عورت زید پر حرام ہوگئی۔درّ مختار میں ہے: **طلقها واحده بعد الدخول فجعلها ثلثاً صح كما لو طلقها رجعيا فجعله قبل الرجعة بائنا او ثلثا** یعنی ایک طلاق بائن دخول کے بعد دے دی، پھر اس ایک کو تین کر دیا تو یہ ایک کا تین کر دینا صحیح ہے۔چنانچہ یہ بھی صحیح ہے کہ اگر عورت کو ایک طلاق رجعی دے دی پھر اس کو قبل رجعت کے بائن کر ڈالا یا ایک رجعی طلاق کو تین کر دیا۔**وكذا لو قال في العدة الزمت امراتي ثلث تطليقات بتلك التطليقة او الزمتها تطليقتين بتلك التطليقة فهو كما قال** ۔"اور ایسے ہی اگر شوہر عدت کے اندر کہے کہ میں اپنی عورت کو اس ایک طلاق سے تین طلاق لازم کر دیا یا میں اس ایک طلاق کو دو طلاق لازم کر دیا تو جتنی طلاقیں کہے گا واقع ہو جائیں گی۔" غرض کہ مدخولہ کو ایک طلاق دی پھر عدت میں کہا کہ میں نے اسے بائن کر دیا یا تین تو بائن یا تین واقع ہو جائے گی۔لہٰذا ہندہ کو تین طلاق واقع ہوگئیں۔**وهو اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۲۲/۷/۷۲ء

استفتاء ۵۹۰

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
ایک شخص برابر اپنی بیوی سے گھریلو جھگڑوں میں کہتا رہتا ہے کہ "میں تم کو چھوڑ دوں گا، نہیں رکھوں گا۔"
اور ایک دن غصہ کی حالت میں اس نے دُوسرے گھر میں دوسرے لوگوں کے سامنے یہ بھی کہہ دیا کہ
"میں قرآن کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اس کو (یعنی اپنی بیوی کو) دل سے چھوڑ دیا اور اس کو اب ہم
سے کوئی واسطہ نہیں رہا۔" اس حالت میں یہ کہنے پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ جواب سے مطلع فرمائیں
اور بتائیں کہ اس کو کیا کرنا ہوگا؟

الملتمس: محمد محب الدین اودھر مین، سرکا کوئیلری، ڈاکخانہ ارگڈا، ضلع ہزاری باغ
۷۳/۶/۱۳ء

۸۶/۹۲ ۷

الجواب ـــــــــــ وهو الموفق للصواب ـــــــــــ!

صورت مسئولہ میں طلاق بالکنایہ ہوئی اور اب شخص مذکور کو تجدید نکاح کرنا ہوگا اس لئے کہ طلاق بالکنایہ کی چند صورتیں ہیں جس میں کچھ الفاظ ایسے ہیں جن سے طلاقِ بائن واقع ہوجاتی ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں پھر سے دوبارہ نکاح کرنا ضروری ہے۔ وهو اعلم

نوٹ: چھوڑ دیا اردو زبان میں طلاق صریح ہے ہم سے کوئی واسطہ نہیں رہا۔ طلاق کنایہ ہے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ
۷۳/۶/۱۸ء

استفتاء ۵۹۱

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ:
زید اپنی زوجہ ہندہ کو میکہ پہونچا کر یہ کہتا ہے کہ "اگر تم چھ مہینے سے ایک دن قبل بھی میرے گھر آ گئی تو تم کو فیصلہ منظور۔" واضح ہو کہ اس علاقہ میں لفظ "فیصلہ" کو طلاق بھی سمجھا جاتا ہے۔ نیز آج سے ایک سال قبل زید ہندہ کو دو طلاق رجعی دے کر رجعت کر چکا ہے۔ اب شریعت مطہرہ کا اس مسئلہ میں کیا حکم ہے؟ بالتفصیل جواب عنایت فرمائیں۔ عین وکرم ہوگا۔

المستفتی: محمد منیر الدین، موضع کاشاڈیہہ، پوسٹ جھالدہ، ضلع پرولیا
۲۶ راگست ۷۲ء

۸۶/۹۲ھ

الجواب ـــــــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب ـــــــــ!

طلاق بالکنایہ کے الفاظ تین طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) ایسے الفاظ جس میں سوال کے رَد کرنے کا احتمال ہو۔

(۲) کچھ ایسے الفاظ ہیں جن میں گالی کا احتمال۔

(۳) بعض الفاظ ایسے ہیں جو محض جواب کے لئے آتے ہیں ـــــ رَد والے الفاظ میں نیت ضروری ہوگی۔ گالی والے الفاظ میں خوشی اور ناراضگی کی حالت میں نیت دریافت کی جائے گی۔ اگر میاں بیوی میں طلاق کا ذکر ہو رہا تھا تو نیت کی ضرورت نہ ہوگی اور جواب والے الفاظ میں خوشی کی حالت میں نیت ضروری ہوگی اور غصہ و طلاق کے تذکرے کے وقت نیت کی ضرورت نہ ہوگی۔ درمختار میں ہے: **فالکنایات لا تطلق بھاقضاء الا بنیۃ او دلالۃ الحال وھی حالۃ مذاکرۃ الطلاق او الغضب** ۔ ''ترجمہ: کسی بولی سے قضاءً طلاق واقع نہیں ہوتی ہے مگر نیت یا دلالت حال سے اور یہ غصہ یا مذاکرۂ طلاق کی حالت ہے'' ہدایہ اولین میں ہے: **ففی حالۃ الرضاء لایکون شیئامنھاطلاق الا بالنّیۃ** ۔ ''خوشی کی حالت میں بغیر نیت کے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔'' بصورت مذکورہ زید سے اس کی نیت دریافت کی جائے۔ اگر بہ نیت طلاق کہا تو طلاق واقع ہوگئی۔ ورنہ نہیں۔ اگر ''فیصلہ'' سے زید کی مُراد طلاق ہے تو یہ تعلیق ہوئی یعنی مدت مقررہ سے ایک دن قبل آنے پر طلاق کو معلق رکھا اور جب وہ گھر میں آ گئی تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ وھو تعالیٰ اعلم!

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
۱۲/۹/۷۲ء

استفتاء ۵۹۲

مسئلہ: بخدمت شریف معظم و مکرم جناب مفتی صاحب السلام علیکم!

گزارش یہ ہے کہ بی بی عمرن کی شادی شوکت سے ہوئی۔ کچھ روز ہو جانے کے بعد شوکت نے پھر دوسری شادی کی جس کا نام بی بی زیتون ہے۔ یہ تینوں باہمی محبت کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے۔ کچھ عرصہ کے بعد بی بی زیتون کو لڑکی ہوئی جس کا نام حسینہ رکھا گیا۔ لڑکی کی عمر جس وقت تقریباً ایک سال کی ہوئی تو شوہر اور دونوں بیویوں کے اندر تفرقہ پیدا ہو گیا۔ شوکت نے زیتون سے کہا تم چلی جاؤ مجھے تمہاری

ضرورت نہیں۔ وہ مایوس ہوکر اسٹیشن آئی اور ٹکٹ لیکر گاڑی پر سوار ہوگئی شیر خوار لڑکی کو لیکر راستہ میں طیب سے ملاقات ہوگئی وہ اسے پہچانتی تھی۔ اس نے اپنا گزشتہ واقعہ بیان کیا۔ طیب اسے سمجھا بجھا کر اپنے گھر لے آیا۔ کچھ روز کے بعد طیب نے دو خط زیتون کے بھائی عبدالستار کے پاس بھیجا کہ آپ اپنی ہمشیرہ کو آ کر لے جائیں لیکن انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا نہ خود ہی آئے۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ نو۔ دس سال کا عرصہ گزر گیا۔ لڑکی بھی طیب ہی کو باپ کہتی ہے اور طیب ہی ان لوگوں کی پرورش کررہا ہے۔ زیتون بھی طیب ہی سے نکاح کرنا چاہتی ہے اور طیب سے از حد محبت بھی ہوگئی ہے۔ اس لئے وہ اپنے عقد میں لانا چاہتا ہے لیکن طلاق نہیں ہوئی ہے۔ آپ براہ کرم از روئے شریعت معلوم کرائیں کہ زیتون پر طلاق عائد ہوئی ہے یا نہیں اور نکاح جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: مولوی عبدالرشید، ساکن کیٹن، پوسٹ و ڈسٹرکٹ: پرولیا، ویسٹ بنگال

۹۲/۸۶ ل

الجواب

مذکورہ بالا سوال میں جن حالات و واقعات کا تذکرہ کیا گیا ہے اس کے پیش نظر شوکت نے بی بی زیتون کو طلاق صریح نہیں دی ہے۔ اس لئے طیب سے اس کا نکاح جائز نہ ہوگا۔ شوکت نے جو یہ کہا کہ "تم چلی جاؤ مجھے تمہاری ضرورت نہیں" اگر ان الفاظ سے اس نے طلاق مراد لی ہے تو یہ طلاق بالکنایہ ہوگی۔ ایسی حالت میں شوکت سے اس کی نیت دریافت کی جائے گی اگر اس کی نیت ان الفاظ سے طلاق کی ہے تو طلاق واقع ہوجائے گی ورنہ نہیں۔ بہرحال شوکت کی نیت و ارادے معلوم ہونے کے بعد ہی طلاق واقع ہونے یا نہ ہونے کا حکم دیا جائے گا۔ **وھو تعالیٰ اعلم وعلمہٗ عزّ وجلّ اتم واحکم!**

کتبہ

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

۲۵ رجون ۷۰ء

استفتاء ۵۹۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زرینہ کی شادی زید سے ہوئی جس کو چار سال کا عرصہ ہورہا ہے۔ اس درمیان میں صرف شادی کے وقت زرینہ اپنے سسرال گئی اور ایک ماہ رہنے کے بعد زید کے گھر والوں نے زرینہ کو مار پیٹ کر نکال دیا اور زرینہ اپنے میکے چلی آئی۔ اس کے بعد زید یا اس کے گھر والوں نے زرینہ کی کوئی خبر نہ لی اور نہ ہی اسے رخصت کرا کے لے گئے۔ ادھر دو ماہ قبل زید کا بڑا بھائی زرینہ کو رخصت کرا کے لے گیا مگر ایک

ہفتہ رکھ کر پھر زرینہ کو مار پیٹ کر نکال دیا اور زید اب تک خود سے زرینہ کو رخصت کرا کے نہیں لے گیا اور نہ ہی لے جانا چاہتا ہے بلکہ اس نے بڑے بھائی کے پاس یہ خط لکھا کہ ہم کو زرینہ سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ وہ کیوں ہمارے یہاں آئی ہے۔ اور پھر یہ بھی کہ زید نے اور اس کے بھائی و زید کی والدہ نے کہا کہ تم جاؤ اور اپنی شادی کرلو ہم کو کچھ غرض نہیں ہے۔ تو اب زرینہ زید اور اس کے گھر والوں کا یہ سب سلوک دیکھ کر زید کے گھر جانا بھی نہیں چاہتی ہے اور زید صاف طور پر طلاق دینے کے لئے بھی تیار نہیں ہے اور زرینہ کے گھر والے میں یہ طاقت نہیں ہے کہ زرینہ کے اخراجات برداشت کرسکیں تو ایسی صورت میں زرینہ کے لئے کیا حکم ہے۔ اس کا جواب ازروئے شرع عنایت کیا جائے۔

المستفتی: آس محمد، دامودر پور، مظفر پور

۸۶/۹۲ھ

الجواب ــــــــــــــ وھو الموفق للصواب ــــــــــــــ !

مذکورہ بالا صورت میں زید کا یہ کہنا کہ ہم کو اب زرینہ سے کوئی مطلب نہیں ہے اور مزید برآں زید اور اس کی والدہ اور بھائی کا یہ کہنا کہ تم جاؤ اور اپنی شادی کرلو۔ اس جملہ سے اگر زید کی مراد طلاق کی ہوگی تو یہ طلاق بالکنایہ ہوگی لیکن زید سے اس کی نیت دریافت کرنی ہوگی کہ اس نے کس غرض سے یہ بات کہی۔ اس سے اس کا مقصد کیا ہے؟ بغیر زید کی نیت دریافت کئے ہوئے طلاق کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔ بہتر صورت یہ ہوگی کہ اگر زرینہ شوہر کے پاس نہیں جانا چاہتی اور نہ شوہر رکھنے پر آمادہ ہے تو اس کے شوہر کو سمجھایا جائے اور اس سے کہیں کہ اس طرح عورت کو معلق رکھنا ناجائز و گناہ ہے اس لئے تم طلاق دے دو اور یہ بھی دریافت کریں کہ مذکورہ بالا جملہ سے اس کی کیا مراد تھی۔ اگر چھوڑنے یا طلاق کی نیت سے کہا ہے تو عدت گزر جانے کے بعد زرینہ اس کے نکاح سے خارج سمجھی جائے گی۔ اگر زید طلاق دینے پر آمادہ نہ ہو تو زرینہ کی طرف سے، ایک درخواست فسخ نکاح کی، اپنے اور شوہر کے مکمل پتے اور ولدیت کے ساتھ لکھ کر دار القضاء میں پیش کرے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۷۰/۹/۳ء

استفتاء ۵۹۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:
حمیدہ بیگم کا ایک جگہ عقد ہوا۔ شوہر کے گھر گئی لیکن کچھ عرصہ بعد چند وجوہات کے باعث شوہر کے گھر سے اپنے والدین کے گھر آئی شوہر بہت بڑا شرابی، جواری اور زانی ہے۔ پلے درجہ کا غنڈہ۔ شراب پی کر اپنے گھر آتا اور اپنی عورت کو زدوکوب کرتا اور اسے طرح طرح کی اذیتیں دیتا۔ اس وجہ سے عورت کو اس کے ساتھ زندگی گزارنا سخت دشوار ہوگیا اور اپنی عصمت کا سنبھالنا مشکل۔ عورت بدرجہ مجبوری اپنے والدین کے گھر آگئی۔ شوہر نے میکہ آتے وقت کہا کہ "اب میرے گھر مت آنا کسی دوسری جگہ جا کر مَر دبنالینا" اور نیز طرح طرح کا الزام لگایا۔ اس کے بعد اپنے ہاتھ سے میرے پاس خط تحریر کیا کہ "اب تو میرے لائق نہ رہی کسی دوسری جگہ جا کر اپنا نکاح کر لینا۔" میرے شوہر نے تقریباً ۸؍آٹھ ۹؍نو سال سے یوں چھوڑ دیا کہ نان ونفقہ، کپڑا کچھ نہیں دیتا اور نہ کبھی یہاں آتا ہے۔ میرے ماں باپ بہت غریب ہیں مہنگائی کا زمانہ ہے۔ میں اپنے زندگی سے بہت تنگ آگئی ہوں اب تو میرے ماں باپ بھی اپنی غربت کی وجہ سے کچھ توجہ وخیال نہیں کرپاتے۔ پردہ والی عورت کیا کرے مجبور اور سخت مجبور غمزدہ شباب کا زمانہ، طرح طرح کا خطرہ، کس طرح خود کو بچائے اور اپنی زندگی کس طرح گزارے؟ ایسی صورت میں حکم شرع کیا ہے؟ حمیدہ بیگم خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مدنظر رکھتے ہوئے حلفاً عرض ومعروض کرتی ہے کہ یہ جو کچھ تحریر کیا ہے بالکل صحیح ودرست ہے۔

المستفتی: حمیدہ بیگم کیراف قاری صاحب، بدھوارا بازار، پوسٹ ڈونگر گڑھ، ضلع درگ (ایم پی)

۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــــ وباللہ التوفیـــــــق!

صورت مسئولہ میں حمیدہ بیگم کے شوہر نے جو الفاظ اپنی رفیقۂ حیات (بیوی) کے متعلق استعمال کئے وہ طلاق بالکنایہ کے الفاظ ہیں اگر اس سے اس کی نیت طلاق کی تھی تو حمیدہ بیگم پر طلاق واقع ہوگئی۔ لہٰذا مزید اطمینان کے لئے اس کے شوہر سے کسی شخص کے ذریعہ یہ دریافت کرلیں کہ اس نے جو حمیدہ بیگم سے یہ کہا کہ "اب میرے گھر مت آنا کسی دوسری جگہ جا کر مرد بنالینا" تو اس جملہ سے اس کی مراد کیا تھی؟ اگر رشتۂ زوجیت منقطع کرنے کی غرض سے یہ کہا تو حمیدہ بیگم کے لئے دوسرا نکاح کر لینا جائز ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ۶
کتبہ

۹؍۶؍۷۱ء

استفتاء ۵۹۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
مسماۃ شبراتن بی کے شوہر محبوب الدین نے دس آدمیوں کے سامنے شبراتن بی کو خوب زدوکوب کیا اور کہا کہ "تم ہمارے گھر سے چلی جاؤ! نکل جاؤ،!!! اب تمہارے واسطے میرے گھر میں کوئی گنجائش نہیں۔" بار بار تکرار سے کہا کہ "تم نہ میرے لائق ہو اور نہ میں تمہارے لائق ہوں۔" محبوب الدین دوسری عورت کو شادی کرکے گھر میں لے آیا۔ اس نے شبراتن سے یہ بھی کہا کہ "اب تمہاری ضرورت نہیں! تم جہاں چاہو چلی جاؤ! تم کو اختیار ہے تم دوسرا مرد بنالو، دس بارہ آدمی جو تمہاری حمایت میں آئے ہیں۔ میں ان کو بھی ماروں گا اور تم کو بھی مار کر زمین میں دفن کر دوں گا۔" تو شبراتن بی مجبوراً اپنے ماں باپ کے گھر چلی آئی۔ آج دس سال کا عرصہ ہوگیا اس درمیان محبوب الدین اس معاملہ کو کورٹ میں لے گیا۔ اگرچہ جماعت کے اچھے اچھے اور زود اثر آدمی اس کے گھر گئے اسے سمجھایا اور کہا کہ "تم نے اب دوسری شادی کرلی ہے تو پھر شبراتن بی کو چھٹکارا دے دو" مگر وہ جوان ضدی اور مغرور آدمی ہے، دولت مند بھی ہے وہ کسی کی بات نہیں مانتا تو مجبوراً شبراتن بی بھی اپنا معاملہ عدالت میں لے گئی اور مجسٹریٹ کے سامنے اپنی درخواست پیش کی مگر محبوب الدین چونکہ ایک امیر آدمی ہے اس نے رشوت دیکر عدالت سے یہ فیصلہ کرالیا کہ وہ اپنی عورت شبراتن کو بیس روپے ماہوار بھیجا کرے گا مگر حال یہ ہے کہ جب سے مجسٹریٹ صاحب نے فیصلہ دیا ہے اس وقت سے اب تک محبوب الدین نے ایک ماہ کا بھی ۲۰ بیس روپیہ نہیں دیا۔ شبراتن کے چند بھائی ہیں وہ بھی بہت غریب ہیں شبراتن بی کا زمانہ شباب کا ہے ہر قسم کا خطرہ محسوس کرتی ہے۔ عصمت کا بچانا دشوار عظیم ہے بلکہ شبراتن بی اپنی تکلیف کی وجہ سے اپنی جان بھی تلف کرنے کے لئے تیار ہوگئی تھی مگر خوف خدا کو مدنظر رکھتے ہوئے اس سے باز رہی اپنی جان تلف نہ کی۔ اس مسئلہ میں ہمارے علمائے کرام کیا فیصلہ دیتے ہیں؟ جلد جواب عنایت کریں ممنون ومشکور ہوں گی۔

نشان انگوٹھا: شبراتن بی

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــ اللّٰهم هداية الحق والصواب ــــــ!

برتقدیر صدق مستفتی محبوب الدین نے جو الفاظ اپنی بیوی شبراتن کے متعلق کہا کہ "تم ہمارے گھر سے چلی جاؤ اب تمہارے واسطے میرے گھر میں کوئی گنجائش نہیں۔ نہ تم میرے لائق ہو، نہ میں تمہارے لائق ہوں۔" وغیرہ الفاظ اگر محبوب الدین نے طلاق کی نیت سے ان الفاظ کو کہا تو طلاق واقع ہوگئی۔ لہٰذا محبوب الدین سے دریافت کیا جائے کہ اس نے کس نیت سے ایسا جملہ

استعمال کیا۔ اگر وہ اقرار کرے کہ رشتۂ زوجیت منقطع کرنے کے لئے اور بہ نیت طلاق میں نے ایسا کہا تو بعد انقضائے عدت، شبراتن کو دوسرا نکاح کرنا جائز ودرست ہے اس لئے کہ مندرجہ بالا الفاظ کہنے کے بعد عورت شوہر کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ اگر محبوب الدین اس کا اقرار نہ کرے تو شبراتن فسخ نکاح کے لئے ایک درخواست اپنی جانب سے دارالقضا ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ میں قاضی شرع کے پاس پیش کرے جس میں اپنا اور اپنے شوہر کا پورا نام مع ولدیت وسکونت لکھے اور شادی کب ہوئی؟ کتنے دنوں تک شوہر کے پاس رہی، شوہر کا برتاؤ کیسا رہا؟ اور کتنے دنوں سے شوہر نے چھوڑ رکھا ہے؟ شوہر نے کبھی نان ونفقہ دیا یا نہیں اور شبراتن بی اب کیا چاہتی ہے؟ غرض کہ پوری تفصیل لکھ کر بھیجے۔ یہ اس صورت میں ہے جب کہ محبوب الدین طلاق کی نیت سے مذکورہ الفاظ کہنے کا اقرار نہ کرے۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ٦
کتبہ

۹/٦/۷۱ء

استفتاء ۵۹٦

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

ایک شخص نے اپنی بیوی کو گھر سے نکال دیا اور کہا کہ "تو مجھ کو اب نہیں چاہیے، اپنے باپ کے گھر چلی جاؤ" وہ عورت نہیں نکلی تو مرد نے دوبارہ مار پیٹ کر کہا کہ: "تو مجھ کو نہیں چاہیے، میرے گھر سے نکل جا" پھر مرد نے تیسری بار یہی الفاظ کہا اور چوٹی پکڑ کر اُسے گھر سے نکال باہر کر دیا۔ اس عورت نے سوچا کہ میرا مرد تین بار کہہ چکا ہے کہ "تو مجھ کو نہیں چاہیے" اس لئے اب چلا جانا لازم ہے۔ مرد کے نفرت کرنے اور مار پیٹ کرنے اور تین بار خلاف شرع کہنے اور ظلم کرنے پر مجھ کو چلے ہی جانا چاہیے اس لئے کہ اب طلاق ہوگئی، اب اس مرد کے گھر رہنا حرام ہے۔ چنانچہ وہ عورت اپنے بڑے بھائی کے یہاں چلی گئی اور سارا واقعہ بیان کیا۔ بھائی نے کہا "میں جا کر سمجھاؤں گا۔" جب اس کا بھائی اس شخص کو سمجھانے لگا تو اُس مرد نے کہا تمہاری بہن اب مجھ کو نہیں چاہیے۔" تو اس نے کہا: "اگر آپ کو ضرورت نہیں تھی تو پہلے سوچ کر نکاح کرنا چاہیے تھا۔" تو اس نے جواب دیا کہ "میری پہلی بیوی کے انتقال کے بعد بچے چھوٹے تھے اُن بچوں کی پرورش کے لئے میں نے دوسرا نکاح کیا۔ اب میرے بچے بڑے ہوگئے ہیں اس لئے اَب مجھ کو تمہاری بہن کی ضرورت نہیں ہے اور اب مَیں نہیں رکھنا چاہتا ہوں۔" چنانچہ بھائی نے بہن کو اپنے گھر رکھا اور دو مہینہ کے بعد پھر بہنوئی سے کہا کہ "آپ نے غصہ میں ایسا کہا تھا، اب کہیے تو مَیں اس کو آپ کے گھر پہونچا دوں گا۔" مرد نے کہا کہ "مجھ کو نہیں چاہیے۔" اس بات کو قریب پندرہ

مہینے گزر گئے۔ اس عرصہ میں مرد نے نہ نان ونفقہ دیا نہ کوئی خبر لی۔ اس طرح بیچاری غریب لڑکی باپ کے گھر بیٹھی ہے اور پریشان ہے۔ وہ دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے۔ لہٰذا ان حالات میں شرعاً اس کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: مولانا فتح محمد بن رحیم بخش جی، مقام کودار شریف، پوسٹ: کانکروا، ضلع اودے پور، راجستھان

۷۱/۱۲/۳۰ء

۸۶/۹۲ھ

الجواب ـــــــ وھو الموفق للصواب ـــــــ!

صورت مذکورہ میں شوہر نے غصہ کی حالت میں بیوی سے جو یہ الفاظ کہا کہ "تو مجھ کو نہیں چاہیے" یا بیوی کے بھائی (سالے) کے سمجھانے پر جو یہ کہا کہ "تمہاری بہن کی اب مجھ کو ضرورت نہیں اور اب میں نہیں رکھنا چاہتا ہوں" اگر اس نے طلاق کی نیت سے کہا تو طلاق ہو گئی ورنہ نہیں۔ اس لئے کہ اس قسم کے الفاظ طلاق بالکنایہ کے ہوتے ہیں اور طلاق بالکنایہ میں وقوع طلاق کے لئے نیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا اس شخص سے دریافت کیا جائے کہ اس نے بہ نیت طلاق ایسا کہا ہے یا نہیں؟ اگر وہ طلاق کی نیت کا اقرار کرے تو طلاق ہو گئی۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۷۲/۱/۱۹ء

استفتاء ۵۹۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

ہندہ (کنیز فاطمہ) کی شادی زید (عظیم میاں) کے ساتھ ہوئی اور بفضلہ تعالیٰ ایک لڑکا بھی تولد ہوا لیکن بدقسمتی سے ہندہ اور زید میں نااتفاقی ہو گئی یہاں تک کہ پنچایت کی نوبت آ پہنچی اور حاضرین نے فیصلہ کیا کہ ایک اور موقع زید کو دے دیا جائے۔ زید نے حاضرین مجلس نیز ہندہ کے والدین اور رشتہ داروں کے اطمینان کے لئے ایک تحریر بھی اس مجلس میں دی جس میں اُس نے وعدہ کیا کہ اب میں کسی قسم کا جھگڑا فساد نہیں کروں گا اور اگر میں لڑائی کر کے یا یوں ہی چھوڑ کر کہیں چلا گیا تو ہندہ کو اختیار ہوگا کہ وہ دوسری شادی کر لے۔ اس تحریر کے تھوڑے ہی دنوں بعد زید لڑ جھگڑ کر نہ جانے کہاں چلا گیا۔ اس واقعہ کو تقریباً سولہ مہینے ہو رہے ہیں۔ اب دریافت طلب اَمر یہ ہے کہ ہندہ زید کی مذکورہ بالا تحریر کے مطابق دوسری شادی کر سکتی ہے کہ نہیں؟ براہ کرم جواب جلد سے جلد از روئے شریعت تحریر فرمائیں۔ بینوا وتوجروا!

المستفتی: عبدالرحمٰن ساکن سولہ ۱۶، گریڈیہہ، بہار
۷؍دسمبر ۱۹۷۱ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــ وباللہ التوفیق!

صورت مذکورہ میں زید کا تحریری طور پر اپنی زوجہ کو اجازت دینا کہ ''اگر میں کہیں چلا گیا تو ہندہ کو اختیار ہوگا کہ وہ دوسری شادی کرلے۔'' چونکہ یہ الفاظ طلاق صریح کے نہیں ہیں۔ اس لئے وقوع طلاق کا انحصار زید کی نیت پر ہوگا۔ اگر اس نے اجازت نامہ تحریر کرتے وقت، طلاق کی نیت سے یہ جملہ لکھا تو شرط کے پائے جانے پر طلاق واقع ہوجائے گی۔ فی القنیة زوج امراتہٗ من غیرہ لم یکن طلاقا ثم رقم ان نویٰ طلقت ''یعنی شوہر نے اپنی بیوی کی شادی کسی غیر سے کردیا تو طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر طلاق کی نیت کی تو طلاق واقع ہوجائے گی''۔ ایسا ہی اگر شوہر نے کہا وابتغی الازواج یعنی شوہر تلاش کرو تو اس قسم کے الفاظ میں بھی نیت یا دلالت حال سے طلاق واقع ہوگی۔ وھو تعالیٰ اعلم وعلمہٗ جل مجدہٗ اتم۔

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
۲۹/۱/۷۱ء

استفتاء ۵۹۸

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

زید نے اپنی منکوحہ کریمن بی بی بنت بھورے خاں کو محض اس بنا پر مار پیٹ کیا کہ وہ اپنے میکہ تین یوم کے واسطے گئی اور آگئی تھی اور اس کے جانے اور پھر اس کی آمد کی جانکاری اس کے شوہر کو تھی لیکن وہ شخص کوئی بہانہ تلاش کررہا تھا۔ اس بات کو بہانہ بنا کر اس نے اپنی منکوحہ کریمن بی بی کو یہ کہہ کر گھر سے نکال دیا کہ ''اب مجھے تیری ضرورت نہیں۔ میں تجھے اپنے گھر میں نہیں رکھتا اور نہ ہی میں تجھ سے کوئی تعلق رکھنا چاہتا ہوں۔ تو جہاں چاہے اپنا نکاح کرلے میں بھی اپنا دوسرا نکاح کرلوں گا۔'' یہ سب کہنے کے بعد زید نے اپنی منکوحہ کریمن کو خوب مارا پیٹا اور جبراً گھر سے نکال دیا۔ پھر ایک ماہ بعد زید نے دوسری شادی کرلی۔ فی الحال اس دوسری عورت سے دو یا تین بچے پیدا ہوچکے ہیں اور کریمن بی بی بہ مجبوری حکیم خاں نامی آدمی کے یہاں رہتی ہے لیکن نکاح نہیں ہوا ہے۔ خدارا کرم فرمایئے اور اس ''حرام کاری'' کا سدّ باب کیجئے۔ آپ کے جواب پر عمل کیا جائے گا۔

المستفتی: عبدالحکیم خاں، کھیرا گنڈھ، درگ ایم۔ پی

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــــ وھوالموفق للصواب ــــــــــــ !

صورت مذکورہ میں زید نے اپنی زوجہ کریمن بی بی کے لئے جو الفاظ استعمال کئے وہ طلاق بالکنایہ کے الفاظ ہیں۔ لہٰذا زید کے قول سے اس کی زوجہ پر طلاق بالکنایہ واقع ہوگئی۔ اور اب وہ عورت زید کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ بعد انقضائے عدت کریمن بی دوسری شادی کرسکتی ہے۔ **وھو تعالیٰ اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۷۳/۲/۴ء

استفتاء ۵۹۹

مسئلہ مفتی شرع کا درج ذیل میں کیا حکم ہے

ایک شخص مسلم نام کا ہے۔ اس نے دو بیویاں رکھی ہوئی ہیں اپنے نکاح میں۔ دونوں سوتن میں کسی بات پر جھگڑا چھڑ گیا۔ ان کا شوہر نامدار مسلم نے دونوں کو ڈانٹ ڈپٹا اور چونکہ مسلم نشہ میں تھا یعنی اس نے تاڑی پی رکھی تھی دوڑ کر گھر کے اندر سے لاٹھی نکال لایا۔ جونہی لاٹھی لے کر آیا اس کی پہلی منکوحہ بنت رحیم بخش عرف خلیفہ جائے وقوع سے بھاگ کر دوسرے صحن میں ایک دوسری عورت کی پناہ میں بیٹھ گئی۔ دوسری منکوحہ بنت محمد یعقوب جھگڑا کی جگہ یعنی اپنے گھر کے ورنڈا میں موجود رہی۔ شوہر نامدار مسلم نے بنت یعقوب کو خوب مارا پیٹا اور کہا کہ تم لوگ اگر اس طرح لڑتی جھگڑتی رہوگی تو تم لوگوں کو طلاق دے دیں گے۔ مگر پہلی منکوحہ اس جگہ موجود نہیں تھی (البتہ متصل صحن میں دوسری عورت کی پناہ میں بیٹھی ہوئی تھی)۔ دوسری منکوحہ کو اس نے مخاطب کر کے کہا اور پھر مارنا شروع کیا۔ غرض اپنی ضرب سے اس کے شوہر مسلم نے مارنے میں کوئی کسر نہ چھوڑا اور پھر مارتے وقت ہی اس کے شوہر مسلم نے دھکا دے کر اپنی دوسری منکوحہ کو گھر سے نکال دیا اور کہا کہ ایک دو تین، تم نکل جاؤ میرے گھر سے۔ میں کل تمہارا دین مہر ادا کردوں گا۔ اتنے میں ایک دوسرا امیر آدمی آپہنچا تو مسلم نے کہا کہ آپ مجھے روپیہ دے دیجئے میں آپ کو زمین بدلہ میں دوں گا۔ اس کا دین مہر چکانا ہے۔ اور پھر کہا اپنی دوسری منکوحہ بنت محمد یعقوب کو کہ میں ایک باپ کی اولاد ہوں گا تو تمہارا دین مہر کل ادا کردوں گا۔ لیکن منکوحہ بنت محمد رحیم اس کے بعد سے اپنے شوہر کے گھر سے نکل گئی اور اپنی بہن کے یہاں پناہ گزیں ہے۔ مگر دوسری منکوحہ بنت محمد یعقوب ابھی تک اپنے شوہر کے ساتھ رہتی ہے۔ جس وقت جھگڑا ہو رہا تھا دونوں سوتن میں اور شوہر نامدار کی تمام کارروائیوں

میں گاؤں کے بہت سے مرد اور عورتیں موجود دیکھ رہی تھیں۔ تقریباً پندرہ بیس آدمیوں سے پوچھ کر اور حلفیہ بیان لے کر یہ استفتاء زیر تحریر آیا ہے۔ یہ شاہدین ہمہ وقت حلفیہ بیان دینے کے لئے تیار ہیں جو درج بالا ہے و بیان من و عن صحیح ہے۔ اب حضور سے استدعا ہے کہ جواب عام فہم مدلل اور خوشخط تحریر کریں۔ عین کرم ہوگا۔ بینوا توجروا۔

۳ر جمادی الاخری ۱۳۹۵ھ بمطابق ۱۹-۶-۷۵ء

۹۲/۸۶ ۷

الجواب ــــــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــــــ !

صورت مذکورہ میں مسلم کے یہ الفاظ کہ "ایک دو تین" اس سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ اس لئے کہ طلاق صریح میں لفظ طلاق اور زوجہ کی طرف نسبت ہونا ضروری ہے۔ اور پھر یہ کہنا کہ "میں تمہارا دین مہر ادا کردوں گا" اس سے بھی طلاق نہ ہوگی۔ ہاں یہ کہنا کہ "تم نکل جاؤ میرے گھر سے میں تمہارا دین مہر ادا کردوں گا" اگر طلاق کی نیت سے مذکورہ الفاظ کہے ہیں تو طلاق بالکنایہ ہوگی۔ مسلم سے دریافت کیا جائے کہ اس نے کس نیت سے یہ کہا۔ اگر طلاق کا ارادہ نہ تھا بلکہ صرف تنبیہ دینے یا ڈرانے کے لئے کہا تو کچھ نہیں اور طلاق کی نیت سے کہا تو طلاق بائن واقع ہوگی۔ ایسی صورت میں بغیر حلالہ تجدید نکاح کرنا ہوگا۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کـــــــــــــــــــــــتـــــــــــــــــــــــبـــــــــــــــــــــــہ

۲۰-۶-۷۵ء

استفتاء ۶۰۰

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

زید کا بیان ہے کہ وہ اپنی تانی بنانے گیا تھا اس کے ساتھیوں نے اس سے کہا کہ آج ۱۳ر تیرہ تاریخ ہے تانی نہ بناؤ ہم لوگوں کے ساتھ سیر میں چلو اس کے بعد ساتھی لوگ کنارہ لے کر چلے گئے۔ اس بات پر زید کو غصہ آگیا کچھ تانی نوچ ڈالی اس کے بعد زید اپنے مکان پر واپس آگیا۔ مکان پر آکر کیا دیکھا کہ اس کی بیوی اپنے بچوں کو مار رہی ہے۔ پہلے سے تو غصہ تھا ہی اسے اور غصہ آگیا اس کے بعد وہ اپنی سسرال گیا اور اپنی ساس سے کہا کہ جا کر اپنی لڑکی کو بلا لاؤ ہم نے اس کو چھوڑ دیا ہے۔ زید یہ بات اپنی ساس سے کہہ کر اپنے مکان پر آیا اور اس نے ایک پُرزہ ہندی میں لکھا "محمد علی کی لڑکی کو امین الدین نے

طلاق دے دی۔" اس کے بعد زید اپنی بیوی کے پاس گیا اور بیوی سے کہا" جاؤ! ہم نے تمہیں چھوڑ دیا"
اس صورت میں کیا طلاق ہوگئی؟ بینوا توجروا۔

المستفتی: امین الدین معرفت حاجی محمد عمر صاحب ولد حاجی محمد صفی صاحب
مکان ۱۷/A۱۸ محلہ پٹھان ٹولی، حلقہ ادم پور، بنارس
۴/۶/۷۱ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــــــــ وھوالموفق للصواب ــــــــــــ !

صورت مسئولہ میں زید کی بیوی پر طلاق رجعی واقع ہوئی۔ اگر زید پھر اپنی بیوی کو رکھنا چاہے تو عدت کے اندر اس سے رجعت کرسکتا ہے۔ تجدید نکاح کی ضرورت نہیں۔ بیوی سے یہ کہے کہ میں نے رجعت کر لی اور آپس میں میل محبت کرلے اور پھر آئندہ ایسے جملے استعمال کرنے سے احتراز کرے۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ
۳/۶/۷۱ء

استفتاء ۶۰۱

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
زید کی بیوی زبیدہ اور بہن سلمٰی دونوں میں جھگڑا ہوا اسی درمیان زید آیا اور اپنی بیوی زبیدہ کو دو چار طمانچہ رسید کرتے ہوئے یہ کہا کہ "ایک۔ دو۔ تین۔ تم کو جواب دے دیا۔ تمہارے ہاتھ کا دانہ کھانا میرے لئے حرام ہے۔" ایسی صورت میں کونسی طلاق واقع ہوگی؟ کیا لفظ "جواب" طلاق کے معنی میں لیا گیا ہے؟ مفصل ومدلل تحریر کریں۔

المستفتی: محمد اسرار الحق، محمد پور، پوسٹ: بینی پٹی، دربھنگہ

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــــــ وھوالموفق للحق والصواب ــــــــــــ !

صورت مسئولہ میں زبیدہ پر طلاق واقع ہوگئی اس لئے کہ ناخواندہ لوگوں میں عام طور پر جواب سے مراد طلاق ہی لی جاتی ہے اور لوگ جواب کو طلاق ہی کے معنی میں لیتے ہیں۔ لہٰذا زید کا مقصد بھی لفظ جواب سے طلاق ہی سمجھا جائے گا۔ ومن الالفاظ

المستعملة الطلاق یلزمنی والحرام یلزمنی وعلی الطلاق وعلی الحرام فیقع بلانیة للحرف (القدوری)
لہٰذا زبیدہ پر طلاق مغلّظہ واقع ہوئی۔ وھو تعالیٰ اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۲۴/۵/۷۱ء

استفتاء ۶۰۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ:
زید کی بیوی شمسہ خاتون، گھریلو معاملات سے بددل ہوکر میکے چلی گئی۔ جب زید کو مسافرت میں یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے تنبیہاً شمسہ خاتون کو مندرجہ ذیل مضامین کے خط لکھے کہ "چونکہ تم اپنی مرضی سے میکے چلی گئی ہو جو شریف النفس انسان کے لئے مناسب نہیں ہے اب تم میری اجازت کے بغیر واپس آئیں تو میرا راستہ الگ تمہارا راستہ الگ انشاء اللہ تعالیٰ۔" لیکن اس خط کا علم زید کے مربّی کو نہ تھا اور انہوں نے شمسہ کو خبر بھیج دی کہ "جس طرح تم گئی ہو اُسی طرح واپس آ جاؤ۔" اور وہ واپس آ گئی۔ زید نے اپنے گارجین کی فرماں برداری اور اُن کا احترام کرتے ہوئے اس سے رجوع کرلیا۔ اب سوال یہ ہے کہ مذکورہ خط کے مضامین سے زید اور شمسہ کی اَزدواجی زندگی میں کوئی خلل واقع ہوا یا نہیں؟
المستفتی: محب اللہ اسسٹنٹ ٹیچر، بردوان

۹۲/۸۶ھ

الجواب

صورت مذکورہ میں شمسہ پر طلاق واقع نہ ہوئی اس لئے کہ زید نے تفریق کو انشاء اللہ پر معلق رکھا۔ درّ مختار میں ہے: قال لھا انت طالق انشاء اللہ صح الاستنشاء۔ لہٰذا زید کا شمسہ سے رجوع کرنا صحیح و درست اور رشتۂ زوجیت باقی رہا۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۲۶/۱۰/۷۲ء

استفتاء ۶۰۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ:
زید اور اس کی بیوی میں جھگڑا ہوا۔ آپس میں تو تو ! میں میں !! ہوئیں۔ زید کی بیوی نے کہا "مجھے چل کر میکہ پہونچادو"۔ تو زید نے کہا: "اچھا تم کو پہونچادوں گا"۔ تو پھر زید کی بیوی نے کہا کہ "جو کوئی اس گھر میں آئے گا میرے چلے جانے کے بعد....." یعنی بہت سخت جملہ اشارہ کر کے زید کی ماں کو کہا جس پر زید کو غصہ آیا اور اس نے کہا "میں نے تم کو طلاق نو (No) دے دیا" اور پھر دوبارہ کہا کہ "میں نے تم کو طلاق نو (No) دیا" لفظ "نو" (No) آہستہ سے کہا کہ اگر زید کی بیوی سن بھی لے تو وہ "نو" (No) جملہ انگریزی کا مطلب سمجھ نہ پائے اور پھر ایسا سخت جملہ استعمال نہ کرے اور ہمیشہ کے لئے ڈر جائے۔ "نو" (No) کا مطلب اردو میں "نہیں" ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں زید کو کیا کرنا چاہیے۔ زید نے انگریزی بھی پڑھا ہے۔ اس نے تین مرتبہ "نو" (No) کا استعمال کیا ہے۔

المستفتی: محمد نوشاد، جنرل مرچنٹ، چین پور، ضلع اعظم گڑھ
۱۲/۴/۱۷ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــ وهو الموفق للصواب ــــــــ !
بر تقدیر صدق مستفتی اگر زید نے طلاق دیتے وقت ہر بار "نو" (No) کا استعمال کیا تو طلاق واقع نہ ہوئی۔ اس لئے کہ "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ" "عمل کا دار ومدار نیتوں پر ہے اور وہ بھی جب کہ صراحتاً زید نے لفظ "نو" (No) کا استعمال کیا اور لفظ "طلاق" صرف ڈرانے کے لئے تنبیہاً کہا۔ لہٰذا طلاق نہ ہوئی۔ وهو تعالیٰ اعلم وعلمہٗ جل مجدہٗ اتم۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

استفتاء ۶۰۴

مسئلہ: جناب حضرت مولانا مفتی صاحب ادارۂ شرعیہ، سلطان گنج، پٹنہ، بہار السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین درج ذیل مسئلہ میں کہ:
ہندہ کا شوہر زید شادی کے چند ماہ بعد بغیر کسی خاص وجہ کے ہندہ سے نفرت کرنے لگا ہندہ جب بھی اس کے قریب جاتی ہے، حقارت بھری نظروں سے گھورتے ہوئے زید کہتا ہے کہ "بدذات! تو میرے سامنے

کیوں آتی ہے۔ میں نے تجھے چھوڑ دیا۔ اب مجھ کو تم سے اور تجھ کو مجھ سے کوئی واسطہ نہیں۔ تیری مرضی جہاں جی میں آئے چلی جا یا دوسری شادی کر لے۔ اب میں تیرے نان ونفقہ کا ذمہ دار نہیں۔'' قبلہ رُو ہو کر کہتا ہے ''قسم خدا کی! میں نے تجھے چھوڑ دیا مجھے تجھ سے از حد نفرت ہے۔ میرا تیرے ساتھ نباہ ناممکن ہے۔'' اس کے علاوہ ہندہ کے ساتھ نازیبا سلوک کرتا۔ رات دن کے بیجا برتاؤ اور لعن طعن سے عاجز آ کر ہندہ کہتی ہے کہ اگر تم مجھ کو حقیقت میں رکھنا نہیں چاہتے ہو تو طلاق دے دو۔'' تب زید کہتا ہے کہ ''جا! میں نے تجھے دے دیا۔'' آخر ہندہ مجبوراً اپنے بھائی کے ساتھ میکہ چلی آئی۔ یہاں وہ چھ ماہ تک بیٹھی رہی۔ اس کے درمیان بھی زید نے ہندہ کی کچھ خبر نہ لی۔ تب ہندہ نے اپنے والدین کی رائے سے دوسرا عقد کر لیا۔ چوں کہ ہندہ کے والد اور اس کے قرابت دار شرعی قانون سے ناواقف ہیں۔ لہٰذا زید سے کوئی تحریری ثبوت حاصل کئے بغیر انہوں نے ہندہ کی دوسری شادی کر دی۔ اب محترم علمائے کرام سے گزارش ہے کہ کیا از روئے شریعت مطہرہ ہندہ کا دوسرا عقد جائز ہے یا ناجائز؟ جواب سے آگاہ کر کے مشکور فرمائیں۔

المستفتی: سکریٹری محمد قمر الدین انصاری، ایچ۔ سی۔ پکالائن ۲۸/۴، پوسٹ حاجی نگر، چوبیس پرگنہ
۱۴/اگست ۱۹۷۳ء

۷۸۶/۹۲

الجواب

بر تقدیر صدقِ سوال زید نے اپنی رفیقہ حیات کے متعلق جن کلمات کا استعمال کیا اُن الفاظ سے ہندہ پر طلاق بالکنایہ واقع ہوگئی اور جب چھ ماہ تک زید نے اس کی کوئی خبر نہ لی تو عدت کے ایام بھی پورے ہوگئے۔ اب ہندہ نے جو دوسرا نکاح کر لیا یہ نکاح شرعاً جائز و درست ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
۱۹۷۳/۸/۹ء

استفتاء ۶۰۵

مسئلہ: علمائے کرام ومفتیانِ شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ:
محمد طیب کی شادی بی بی سلیم النساء سے ہوئی۔ قریب تین سال تک دونوں ساتھ رہے۔ اسی اثنا میں ایک لڑکی تولد ہوئی پھر زن وشو میں نا اتفاقی ہوگئی۔ وہ لڑکا اپنی نوکری پر چلا گیا اور اُس نے اپنی ماں اور والد کو

خط لکھا کہ "میری بیوی کو گھر سے نکال دیں اور اس سے کہہ دیں کہ وہ اپنے والد کے مکان چلی جائے۔ میں نے اس سے رشتہ توڑ دیا۔" پھر وہ لڑکا اپنے مکان آیا تو اس سے بی بی سلیم النساء کے رشتہ داروں نے کہا "اس کو رخصت کرا کے کیوں نہیں لے جاتے ہیں۔" تو لڑکی اور اُس کے ماں باپ کے سامنے اس لڑکے نے کہا کہ "میں نے اس کا رشتہ توڑ دیا اب اس کی جگہ میرے دل میں نہیں ہے وہ جہاں چاہیں لڑکی کی شادی کر دیں" تب لڑکے کے والد نے کہا کہ "اس کا کوئی راستہ نکال دو تو بہتر ہے۔" تو لڑکے نے کہ کہا کہ میں اس کو نہ زبان سے طلاق دوں گا اور نہ اس کو کچھ لکھ کر دوں گا بلکہ اس کی زندگی ایسے ہی برباد کر دوں گا۔" لڑکی کو اپنے والد کے یہاں رہتے ہوئے چھ سال کا عرصہ گزر چکا ہے اور لڑکی کے والد بہت ہی مفلس آدمی ہیں۔ اتنی اوقات نہیں ہے کہ اس کو تاحیات رکھیں۔ وہ اب اس کی شادی کر دینا چاہتے ہیں اس کا راستہ کیا ہوگا؟ از روئے شرع اس کا جواب دیں۔

المستفتی: مدرسہ ضیاء الاسلام، لکھن پور شریف، مونگیر

۹۲/۷۸۶

الجواب بعونہ تعالیٰ!

محمد طیب نے اپنی زوجہ کے متعلق جو الفاظ استعمال کیے ہیں اس سے اُس کی بیوی پر طلاق بالکنایہ واقع ہوگئی اور لڑکی کو دُوسری شادی کرنے کا اختیار ہے۔ لڑکے سے کہہ دیا جائے کہ تم نے جو الفاظ کہے کہ "میں نے اُس سے رشتہ توڑ دیا۔" تو اب باقی کیا رہ گیا۔ اس لئے تم اس کو صریح لفظوں میں طلاق دے دو۔ وھو اعلم

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ٦

۲۱/۱/۷۴ء

استفتاء ٦٠٦

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ:

زید عنین ہے۔ زید کی بیوی ہندہ نے تین چار بار اُسے علاج کرانے کا موقع دیا۔ زید نے علاج کرایا آپریشن بھی کرایا لیکن ٹھیک نہیں ہوا۔ اب ہندہ اُس سے طلاق مانگتی ہے اور سمجھایا بھی کہ "میری زندگی برباد نہ کیجئے۔ میں آپ کے قابل نہیں ہوں اور نہ آپ کے پاس رہ سکتی ہوں"۔ مگر زید طلاق نہیں دیتا ہے۔ ہندہ نے یہ بھی کہا کہ "اگر آپ طلاق نہیں دیتے تو میرے گناہوں کے ذمہ دار آپ ہوں گے"۔

مگر تب بھی وہ طلاق نہیں دیتا ہے۔ البتہ جھگڑے لڑائی میں کئی بار وہ کہہ چکا ہے کہ "ہمارے گھر سے تو نکل جا ہمارے اوپر تیرا کوئی حق نہیں ہے تو ہماری طرف سے آزاد ہے جہاں چاہے جا سکتی ہے۔ ہم تجھ کو نہیں روکیں گے" مار کر بھگاتا بھی ہے مگر طلاق نہیں دیتا ہے۔ چار ماہ سے خرچ بھی نہیں دیتا اور کہتا ہے "اگر تو ہماری کمائی کھائے گی تو سور کا گوشت کھائے گی"۔ ایسا کئی بار کہہ چکا ہے۔ ایسی صورت میں ہندہ کے لئے کیا حکم ہے؟ کنایہ سے اُس پر طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ زید کی عمر تقریباً ۷۰-۷۵ سال کی ہے جب کہ ہندہ کی عمر تقریباً ۳۰-۳۲ سال کی ہے۔ جواب جلد مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: محمد رضا قادری، شہادہ ضلع دھولیہ، مہاراشٹر ۲۶ رجون ۷۳ء

۹۲/۸۶ ک

الجواب ـــــــــ اللّٰهم هداية الحق والصواب ـــــــــ !

صورت مسئولہ میں زید نے جو الفاظ کہے ہیں اُن میں سے بعض لفظ، الفاظ کنایہ کے ہیں۔ لہٰذا ان لفظوں سے طلاق بالکنایہ واقع ہو گئیں۔ ہندہ بعد انقضائے عدت دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ مزید احتیاط کے لئے اگر ہندہ چاہے تو فسخ نکاح کے لئے دارالقضاء میں درخواست پیش کر سکتی ہے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارہ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۳/۷/۷۳ء

استفتاء ۶۰۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ مسمیٰ الٰہی بخش نے اپنی بیوی صابرہ خاتون سے ایک طلاق دینے کی نیت سے کہا اور مرعوب کرنے کی خاطر کہا کہ جاؤ تم کو "تین طلاق دیا"۔ لیکن الٰہی بخش کی نیت ایک ہی طلاق دینے کی تھی۔ آیا اس صورت میں غیر ارادی طور سے لفظ "تین" جو الٰہی بخش کے منہ سے نکل گیا ایسی حالت میں صابرہ خاتون پر ایک طلاق پڑی یا تینوں پڑ گئیں۔ واضح اور مفصل جواب عنایت فرمائیں۔ الٰہی بخش صابرہ خاتون کو جدا کرنا نہیں چاہتا اور صابرہ خاتون بھی الٰہی بخش سے جدا ہونا نہیں چاہتی۔ وہ کہتی ہے کہ جب الٰہی بخش کی نیت ایک طلاق دینے کی تھی تو مجھ کو اس کی باتوں پر یقین اور بھروسہ ہے۔ مجھ پر ایک ہی طلاق پڑی ہے۔ صابرہ خاتون دو بچوں کی ماں ہے اور تیسرا بچہ بھی ہونے والا ہے۔ ۷ رماہ کا حمل ہے۔ مہربانی فرما کر شرعی احکام سے مطلع

فرمائیں۔فقط والسلام

المستفتی: سید آفتاب کریم، امام مسجد، ضلع ہزاری باغ (بہار)

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــ بعون الملک الوہاب ــــــ!

صورت مذکورہ میں صابرہ خاتون پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئیں اور وہ الٰہی بخش کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔اب وہ بغیر حلالہ الٰہی بخش کے لئے حلال نہ ہوگی۔قال تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ الآية. ''اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: پھر اگر اسے تیسری طلاق دی تو اب وہ عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔'' (کنزالایمان) درمختار میں ہے: ولو کرّ لفظ الطلاق وقع الکل. ''اور اگر لفظ طلاق کی تکرار کی تو سب واقع ہوجائیں گی۔'' طلاق صریح میں نیت کا اعتبار نہیں۔الٰہی بخش چھوڑنا نہیں چاہتا یا صابرہ جدا ہونا نہیں چاہتی ان دونوں کے نہ چاہنے سے کچھ حاصل نہیں، نہ اب شرمندہ ہونا مفید۔شرعی قانون بہر حال خواہشات نفس پر غالب رہے گا اور اس پر عمل کرنا ہر مسلمان کے لئے واجب و ضروری ہے۔ وھو اعلم

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

۸/ستمبر ۱۹۸۲ء

استفتاء ۶۰۸

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید کھانے کے بارے میں اپنی بیوی سے ناراض ہوکر گھر سے نکلا۔ایک مولوی صاحب سے ملاقات کی اور کہا کہ ایک درخواست کمیٹی کے پاس لکھ دیں میں اپنی بیوی کو طلاق دے کر آگیا ہوں۔اسے دین مہر دے دوں گا۔کمیٹی اس کو میرے گھر سے نکال دے۔جب مولوی صاحب درخواست لکھ چکے تو ان کو خیال ہوا کہ عورت سے دریافت کریں کہ (یعنی بیوی) کیا بات ہے؟ عورت سے دریافت کرنے پر اس نے کہا مجھے کچھ معلوم نہیں۔مگر زید نے چند اشخاص سے مندرجہ بالا الفاظ کہے یعنی طلاق دے چکا ہوں۔مگر اب تک اپنی بیوی سے مخاطب ہوکر زید نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی ہے۔زید سے چند لوگوں نے دریافت کی کہ طلاق کے الفاظ کہہ کر طلاق دینا مقصد تھا یا دھمکی؟ زید کہتا ہے مجھے صرف دھمکی دینا تھا۔اس مسئلہ پر تنازع ہے۔کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ طلاق ہوگئی اور کچھ لوگوں کا کہنا ہے طلاق نہیں ہوئی۔از روئے شرع

جواب دیں کہ طلاق ہوا یا نہیں؟

المستفتی: ایس کے ولی کیراف سبحان ہوسیس، سری پور بازار، بردوان

۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــــ بعون الملک الوہاب ـــــــ !

صورت مسئولہ میں اگرچہ زید نے اپنی بیوی کو اس کے سامنے طلاق نہیں دیا لیکن جب مولوی صاحب اور دیگر اشخاص کے سامنے اقرار طلاق کیا تو طلاق واقع ہوگئی۔ مگر سوال میں تعدد طلاق کا ذکر نہیں۔ صرف حکایت طلاق مذکور ہے۔ یعنی زید نے چند بار طلاق دینے کا ذکر لوگوں کے سامنے کیا۔ تین طلاق کا ذکر نہیں کیا۔ لہٰذا ایسی صورت میں طلاق رجعی واقع ہوگی۔ زید چاہے تو عدت کے اندر رجوع کرسکتا ہے۔ اگر عدت ختم ہوچکی ہو اور زید بیوی کو رکھنا چاہے تو بغیر حلالہ صرف تجدید نکاح کر کے زوجیت میں رکھ سکتا ہے۔ طلاق رجعی میں حلالہ ضروری نہیں۔ قال اعز اسمهٗ اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمۡسَاكٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِيۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ. ''طلاق دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔'' (کنزالایمان) وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

ـــــــ کـــــــ ب

۱۵ ذوالقعدہ ۱۴۰۲ھ

استفتاء ۶۰۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ہمارے قریب کے ایک شخص جس کا نام محمد اسماعیل صدیقی ہے اور جن کی عمر ۶۵ تا ۷۰ سال ہے۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ ان کے اپنے لڑکے سے تکرار ہوگئی۔ اس پر انہوں نے غصہ کی حالت میں اپنے لڑکے کو کہا کہ میں نے تیسری ماں کو طلاق دیا، طلاق دیا، طلاق دیا۔ اس وقت لڑکے کی ماں وہاں موجود نہیں تھی۔ کیا یہ صرف گالی ہوئی یا طلاق واقع ہوگئی، یا نہیں ہوئی؟ براہ کرم از روئے شرع اس مسئلہ کا تشفی بخش جواب ارسال فرمانے کی زحمت گوارہ کریں۔

المستفتی: نثار احمد، معرفت نور پان دوکان، محلہ رحمت گنج، دھنباد

۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــــ بعون الملک الوہاب ـــــــ !

برتقدیر صدق سوال محمد اسماعیل صدیقی کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ تین طلاقوں کے بعد رشتہ زوجیت ختم ہوگیا۔ اب بغیر حلالہ اسماعیل کے لئے اس کی مطلقہ بیوی حلال نہ ہوگی۔ قال تعالیٰ فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ

الآیۃ. ''پھر اگر تیسری طلاق دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔'' (کنزالایمان) بوقت طلاق بیوی کی موجودگی ضروری نہیں۔ غائبانہ میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ صریح طلاق ہے گالی کا احتمال نہیں۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۴ر ستمبر ۱۹۸۲ء

استفتاء ۶۱۰

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

ایک شخص کی شادی ۲۸ر محرم الحرام ۹۶ھ مطابق ۳۰ جنوری ۱۹۷۶ء شب شنبہ کو ہوئی اس درمیان میں ہندہ صرف دو مرتبہ دس بارہ دن اپنے شوہر کے ساتھ رہی اس کے بعد شوہر کی رضا سے میکہ آئی اور اب شوہر نہ اسے لے جاتا ہے نہ نان ونفقہ ہی دیتا ہے اس پر طرفہ تماشہ یہ ہے کہ اس نے دو خطوط اپنے خسر کو لکھے جن کے مضامین بالترتیب درج ذیل ہیں۔ (۱) ''دست بستہ گذارش ہے کہ آپ اپنی اکلوتی لڑکی کے لئے جو بہتر راستہ کرنا چاہیں کر سکتے ہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے بلکہ میں خوش رہوں گا۔ میری کوئی بیوی نہیں اور نہ کوئی لڑکا ہے آپ نے مجھے دھوکہ دیکر اپنی لڑکی سے شادی کروایا ہے میں زیادہ بات کرنا نہیں چاہتا ہوں مجھے امید ہے کہ دوبارہ کچھ کہنے پر مجبور نہ کرینگے''۔ (۲) ''اب آپ کی اکلوتی بیٹی آپ ہی کی زیر نگاہ میں ہے اس کے لئے جو بہتر سمجھیں راستہ ہموار کر سکتے ہیں میری جانب سے اجازت ہے کیونکہ آپ نے مجھے غلط طمع دیکر اپنی لڑکی سے شادی کرنے پر مجبور کیا تھا اور وہ وعدہ ابھی تک آپ نے تکمیل نہیں کیا۔ آپ کا وعدہ آپ کو مبارک۔ آپ کی بیٹی آپ کو مبارک زیادہ لکھنا بہتر نہیں سمجھتا ہوں'' اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ مذکورہ بالا سطور کی بنیاد پر اس شخص کی بیوی پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔ اور واقع ہوئی تو کتنی طلاق واقع ہوئی براہ کرم شریعت مطہرہ کا جو حکم ہو۔ جلد از جلد مرحمت فرمائیں نوازش ہوگی۔ بیّنوا توجروا!

المستفتی: جلیل احمد گریڈیہہ کیراف مولانا سلامت اللہ صاحب، لائن مسجد، اسٹیشن روڈ، گریڈیہہ

۹۲/۸۶ء

الجواب ـــــــ اللھم ھدایۃ الحق والصواب ـــــــ!

صورت مذکورہ میں خط کے مضمون سے طلاق بالکنایہ ثابت ہوتی ہے اور یہ طلاق شخص مذکور کی نیت پر موقوف ہوگی اگر اس

نے بہ نیت طلاق جملہ مذکورہ لکھا تو ایک بائن طلاق واقع ہوگی۔ لہٰذا شوہر مذکورہ سے اس کا مقصد دریافت کیا جائے۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۲۷/۸/۷۷ء

استفتاء ۱۱۶۱

مسئلہ: علمائے دین کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ کے اندر کہ زید نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں طلاق دے دیا اور صاف لفظوں میں تحریر کیا کہ میں نے تین طلاق دے دیا، طلاق دے دیا، طلاق دے دیا اور وہ رقعہ زید نے یہاں پر بھیج دیا کیوں کہ زید پردیس میں ملازمت کرتا تھا اور اس کی بیوی یہاں پر تھی مگر اس کی بیوی کو یہ خبر گوش گزار نہیں ہوئی کیوں کہ یہ رقعہ یہاں پر بکر کے ہاتھ میں ملا اور بکر نے اس رقعہ کو پوشیدہ رکھ دیا مگر چند ہفتے کے بعد یہ رقعہ زید کی بیوی کو ملا۔ زید کی بیوی نے یہ خط پڑھ کر اپنے پاس رکھ لیا اور چند ماہ کے بعد زید یہاں آیا تو زید کی بیوی نے یہ داشتہ رقعہ زید کے سامنے پیش کیا مگر زید نے لاکاہلی کی وجہ سے دوبارہ رقعہ نہیں پڑھا صرف اتنا ہی اقرار کیا کہ رقعہ میرا ہی لکھا ہوا ہے۔ اس پر زید کی بیوی نے اس رقعہ کو پھاڑ کر پھینک دیا اور دونوں میاں بیوی باہم رہنے لگے اور اس طرح رہتے ہوئے قریب قریب دو برس گزر گئے۔ اس عرصہ میں زید کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اس کے بعد زید نے کسی دانا سے دریافت کیا تو اس دانا نے کہا کہ تم بہت غلط فعل کر گزرے اور کسی عالم دین سے دریافت نہیں کیا اور اس واقعہ سے والدین بھی ناواقف تھے کیوں کہ وہ بے خبر تھے۔ اس لئے اب زید کے نجات کی صورت دین و دنیا میں کیا ہے؟ از روئے شریعت مطلع کریں زید اپنی بیوی کے ساتھ کیسے رہ سکتا ہے؟

المستفتی: عبدالحی، ساکن گورہ ڈاک خانہ انڈار، سیوان

۸۶/۹۲

الجواب ـــــــ وهو الموفق للحق والصواب ـــــــ !

برتقدیر صدق مستفتی زید کی بیوی تین طلاقوں کے بعد اس پر حرام ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ زید اس کو اپنی زوجیت میں نہیں رکھ سکتا۔ جب زید نے اقرار کرلیا کہ یہ تحریر میری ہے تو اسے انکار کی گنجائش باقی نہ رہی۔ قرآن حکیم میں ہے: **فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ** ـ ”ترجمہ: پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے“ (کنزالایمان) ہاں! اگر زید اس تحریر سے انکار کرتا تو قضاءً اس کی بیوی کو طلاق نہ ہوتی مگر اقرار جرم کر لینے کے بعد اب اس کی بیوی زوجیت سے خارج ہوگئی زید کو فوراً اس سے علیحدہ ہو جانا چاہیے۔ اگر وہ بیوی کو اپنے پاس رکھنا چاہے تو اس کی صورت یہ ہے کہ وہ عورت کسی دوسرے مرد سے نکاح صحیح کرے اور بعد مباشرت زوج ثانی اسے طلاق دے دے تو پھر بعد انقضائے عدت زید کی شادی اس سے ہو سکتی ہے۔ وهو تعالیٰ اعلم وعلمه جلّ مجدهٗ اتم واحكم.

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
۲۸/۵/۷۰ء

استفتـــاء ۶۱۲

مسئلہ: کیا فرماتے علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
زید نے اپنی منکوحہ کو مالی پریشانیوں سے تنگ آکر اس جملہ کے ساتھ طلاق نامہ بھیج دیا کہ "میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے کر ازدواجی بندھن سے ہمیشہ کے لئے آزاد کر دیا۔" یہ طلاق نامہ پردیس سے لکھ کر بھیجا گیا۔ لکھتے وقت کوئی فرد دیگر موجود نہ تھا۔ طلاق نامہ بھیجے ہوئے کئی ماہ ہو گئے۔ اب زید کی مالی حالت درست ہو گئی ہے اور وہ اس قابل ہو گیا ہے کہ بیوی بچوں کا خرچ برداشت کر سکے۔ شخص مذکور اپنی مطلقہ بیوی سے پھر رجوع کرنا چاہتا ہے۔ طلاق نامہ جس آدمی کے پتہ سے بھیجا گیا۔ اُس آدمی نے اس نامۂ مذکور کو پوشیدہ رکھا اور پانچ ماہ کا عرصہ گذر جانے کے بعد خبر کیا۔ کیا واقعی طلاق واقع ہو گئی؟ اگر ہو گئی تو اب رجوع کی کوئی گنجائش یا راستہ ہے یا نہیں؟ بالتفصیل جواب دیا جائے۔

المستفتی: رسول احمد، موضع وڈا کھانہ وگھروا ضلع سمستی پور

۱۷/۱/۷۴ء

۸۶/۹۲ ۷

الجواب

صورت مسئولہ میں اگر زید اس تحریر طلاق کا اقرار کرتا ہے تو اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو گئی۔ مسلک احناف میں تین طلاق بیک بار دینے سے تین واقع ہوتی ہیں۔ اگرچہ طلاق دینے والا گنہگار ہوگا اور اب بغیر حلالہ زید کے لئے وہ عورت حلال نہ ہوگی۔ آثار واقوال ائمہ سے یہی ثابت ہوتا ہے۔

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۱۸/۱/۷۴ء

استفتـــاء ۶۱۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
زید کی بیوی سخت بیمار ہو گئی تو زید نے اُسے سواری کر کے میکہ پہونچا دیا۔ آٹھ روز بعد زید نے ایک دستی خط ہندہ کے والد کو بھیجا جس کا مضمون یہ ہے "آپ کو یعنی عبدالحمید کو معلوم ہو کہ آپ نے اپنی لڑکی کو آج شام چھ بجے کے اندر میرے یہاں نہیں پہونچایا تو طلاق ہو جائے گی۔" چونکہ ہندہ سخت بیمار تھی اس لئے

اس کے والد نے ہندہ کو زید کے پاس نہیں پہنچایا۔ اب ہندہ پر کس قسم کی طلاق واقع ہوئی۔ تحریر فرمائیں۔ بینوا توجروا!

المستفتی: عبدالمجید ساکن کمراؤں، پوسٹ کمراؤں، ضلع سمستی پور

۸۶/۹۲ ے

الجواب

صورت مذکورہ میں ہندہ پر طلاق رجعی ہوگی۔ یہ طلاق چونکہ تحریری ہے اس لئے زید کو یہ اقرار کرنا ہوگا کہ وہ خط و تحریر میری ہی تھی اگر زید تحریر سے انکار کرے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۲۸/۱۱/۷۳ء

استفتاء ۶۱۴

مسئلہ: جناب مفتی صاحب ادارۂ شرعیہ ——— السلام علیکم

آپ کی خدمت میں ایک لفافہ ارسال کررہا ہوں۔ برائے مہربانی اس کا جواب ارسال کردیں گے۔ لڑکے نے پنچان رسول گنج کے سامنے اقرار کیا ہے اور جناب عبدالقیوم صاحب رسول گنج کے سامنے بھی اقرار کیا ہے کہ "خط (طلاق نامہ) میں نے لکھوایا ہے" اور جناب مولانا غلام قادر صاحب کے سامنے بھی اقرار کیا ہے۔ لہٰذا جو بھی مناسب ہو آپ حق حق فیصلہ دیں گے اور منظوری۔

نوٹ: لڑکے کا تحریری طلاق نامہ استفتاء کے ساتھ ہے۔

المستفتی: محمد ابراہیم ٹیلر، رسول گنج

۸۶/۹۲ ے

الجواب

صورت مذکورہ میں جب لڑکے نے اپنی بیوی کو تین طلاق مغلظہ دے دیا جس کا وہ اقرار بھی کرتا ہے تو طلاق واقع ہوگئی اور اس کی بیوی اس کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ اس کی منظوری کا سوال ہی غلط ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۳/۴/۷۳ء

استفتاء ۶۱۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

اگر کسی نے مندرجہ ذیل تحریر لکھ کر اپنی بیوی کے باپ کے پاس بھیج دیا تو طلاق واقع ہوئی کہ نہیں۔ شوہر کی تحریر ــــ "خسر صاحب وخوشدامن صاحبہ! السلام علیکم۔ بڑوں کو سلام چھوٹوں کو دعا و پیار۔ خط لکھنے کی صورت یہ ہے کہ آپ کی لڑکی کا ہمارے یہاں جب تک آب ودانہ قسمت میں تھا ہمارے یہاں رہی۔ اب اس کا آب ودانہ ہمارے یہاں نہیں ہے۔ آپ آکر اپنی لڑکی کو جائیں اور فیصلہ ہوگا ہمارے والد صاحب کے آنے کے بعد۔ کچھ روز تک ملتوی رہے گا۔ ۱- میں نے طلاق دیا ۲......۳......۔

طلاق دینے کا سبب یہ ہے کہ ساس بہو میں جھگڑا ہو رہا تھا قریب تین روز سے۔ لیکن آخری روز معاملہ کافی اُلجھ گیا۔ دونوں میں کافی بات بڑھ گئی۔ میں نے دونوں کو سمجھایا لیکن نہ مانی۔ پھر ہم اپنا کام کرنے باہر نکل گئے تو غصہ کی حالت میں ہماری بیوی ہم سے طلاق کا مطالبہ کرنے لگی آخر ہم بھی غصہ پر قابو نہ پاسکے اور اوپر لکھا ہوا مضمون لکھ کر ایک بچہ کے معرفت ان کے (یعنی بیوی کے) والد صاحب کے پاس روانہ کردیا اور ہم بھی اپنی زندگی سے کھیلنے کو مکان چھوڑ کر نکل گئے۔ لیکن لوگوں نے ہم کو مجبور کردیا۔ آخر ہم ہوش میں آئے، غصہ ٹھنڈا ہوا تو کافی افسوس ہوا اور اب ہم اس بیوی کو رکھنا چاہتے ہیں اور اگر وہ نہ رہی تو ہمارے دونوں بچے کی زندگی خراب ہوتی ہے اور ہماری بھی۔ المستفتی: شبیر عالم

۹۲/۸۶ء

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوهاب ــــــــــ!

خط کے الفاظ ومضمون کے پیش نظر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور اب وہ عورت بغیر حلالہ اپنے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی۔ اگرچہ الفاظ طلاق میں اضافت ونسبت بیوی کی طرف نہیں ہے مگر سیاق تحریر سے اس کی وضاحت ہوتی ہے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے رہا ہے اور بیک وقت تین طلاقیں دینے سے شوہر گنہگار رہوا۔ **وبدعية ثلثا اى مجتمعًا او متفرقا كانت طالق ثلثا او انت طالق طالق طالق فمثل هذا يقع لكنه ياثم وهو المنقول عن جمهور الصحابة والتابعين والائمة والمجتهدين وعن عمر رضى الله عنه انه قال فى الرجل يطلق امراته ثلثا قال هى ثلث لاتحل له حتى تنكح زوجا غيره.** "طلاق بدعی تین طلاق ہے یعنی تینوں طلاق بیک وقت دی ہوں یا الگ الگ جیسے تجھے تین طلاق یا تجھے طلاق، طلاق طلاق، اس طرح تینوں طلاق تو واقع ہوجائیں گی لیکن طالق گنہگار رہوگا۔ ایسا ہی جمہور صحابہ، تابعین اور ائمہ مجتہدین سے منقول ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے اس مرد کے بارے میں فرمایا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی تو وہ تینوں واقع ہوگئیں اب وہ عورت اس کے لئے حلال نہ

ہوگی جب تک کہ دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔" اور یہی مسلک امام ابوحنیفہ ہے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۱۵-۱۱-۷۵ء

استفتاء ۶۱۶

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اِن مسائل میں کہ:

(۱) لڑکے نے کسی عزیز سے ہندی میں لکھوا کر اپنے سسر کے نام طلاق نامہ بھجوادیا، اس وقت لڑکی بھی اپنے باپ ہی کے گھر تھی۔ اس طلاق نامہ کا مضمون یہ تھا "محمود خان کی طرف سے خسر صاحب کو السلام علیکم عرض یہ ہے کہ ہم اتنے روز سے آپ کی لڑکی کو سمجھاتے رہے لیکن وہ اپنے حال سے واقف نہیں ہے۔ اب میں اس کو طلاق دیتا ہوں۔ ہم دونوں کا اب دوسرا راستہ ہوگیا اب کسی کو کسی سے تعلق نہ رہا۔ آپ کا محمود خاں ۱۹/۳/۷۲ء۔" اس خط سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

(۲) ہم لوگ برسوں سے قرآن مجید پڑھتے چلے آئے ہیں "ولا الضّالین" ابھی ایک مولوی دیوبند سے پڑھ کر آئے ہیں وہ "ولا الظالین" کہتے ہیں۔ ایک اور حافظ صاحب ہمارے یہاں مدرسہ قاسمیہ سے آئے ہیں وہ بھی "ولا الظالین" ہی پڑھتے ہیں۔ لہٰذا کون طریقہ صحیح ہے؟ یہ بتایا جائے اور یہ کہ "ولا الظالین" پڑھنے والے کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

۹۲/۸۶ے

الجواب

(۱) بر تقدیر صدق سوال جب لڑکے نے طلاق نامہ لکھوا کر خسر کے نام بھیج دیا اور مزید یہ بھی لکھا کہ "اب ہم دونوں کا دوسرا راستہ ہوگیا اور کسی کا کسی سے تعلق نہ رہا۔" تو اس مضمون سے طلاق واقع ہوگئی۔ اب اگر بیوی کو رکھنا چاہتا ہے تو دوبارہ نکاح کرے۔ اگر صرف ایک طلاق کہتا تو رجعی ہوتی مگر جب یہ لکھا کہ تعلق باقی نہ رہا تو طلاق بائنہ ہوگئی اس لئے تجدید نکاح کرنا ہوگا حلالہ کی ضرورت نہ ہوگی۔

(۲) سورہ فاتحہ میں "ولا الضالین" پڑھنا صحیح ہے اور "ولا الظالین" پڑھنا غلط ہے۔ اس طرح پڑھنے سے نماز نہ ہوگی۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۱۳/۱۰/۷۲ء

استفتـــاء ۶۱۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:
زید نے اپنی بیوی ہندہ کو آپسی نااتفاقی کی بناپر درج ذیل مضمون کا طلاق نامہ گواہوں کی موجودگی میں تحریر کر کے ہندہ کو دے دیا کہ ہم دونوں میاں بیوی کی آپسی نااتفاقی کی بناپر میں نے موہن پور پنچ کے سامنے یہ طلاق نامہ لکھ دیا کہ "ساتھ ہوش وحواس اپنے راضی خوشی کے ساتھ اور پورے پنچ کے سامنے اپنی بیوی کو تین طلاق دیا۔ آج سے "ہماری بیوی" آمنہ بیگم پر ہمارا کسی طرح کا کوئی حق نہیں رہا۔ جس کے لئے یہ طلاق نامہ لکھ دیا" اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ بالا طلاق نامہ کے مضمون سے ہندہ پر تین طلاق واقع ہوئیں یا نہیں؟ براہ کرم جواب تحریر فرما کر ممنون فرمائیں۔ بینوا اتوجروا!

المستفتی: محمد حاتم، موضع موہن پور، پوسٹ: لچھیہ، گریڈیہہ
۱۰/۶/۷۲ء

۹۲/۸۶ے

الجواب ــــــــــــــــ وهو الموفق للصواب ــــــــــــــــ!

زید کے مذکورہ بالا تحریری طلاق کے پیش نظر اس کی شریک حیات آمنہ بیگم پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور وہ زید کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے: ان ارسل الطلاق فکما کتب یقع وتلزمها العدة من وقت الکتابة. "ترجمہ: اگر تحریری طلاق بھیجی ہو تو جو کچھ اس میں لکھا ہے اتنی طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور تحریر کے وقت سے عدت شمار ہو جائے گی" اور ردالمحتار میں ہے: ان کتب علی وجه الرسالة مصدرا معنونا وثبت ذلک باقراره اوبالبینة فکالخطاب "ترجمہ: اگر طلاق نامہ باقاعدہ سرنامہ کے ساتھ بھیجنے کے انداز میں لکھا گیا ہو اور لکھنے والے کے اقرار سے یا گواہوں سے اس کا ثبوت ہو تو وہ زبانی طلاق کی طرح نافذ العمل ہوگا۔" لہٰذا زید کی تحریر کے مطابق ہندہ پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ بعد انقضائے عدت ہندہ جس سے چاہے شادی کر سکتی ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفر لہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتـــــــــــبہ

۱۶/۷/۷۲ء

استفتاء ۶۱۸

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ مسئلہ میں کہ:
طلاق نامہ جو لڑکی کے شوہر نے بھیجا ہے ارسال خدمت ہے۔ مدلل جواب سے سرفراز فرمائیں۔
(نوٹ) شوہر نے طویل خط طلاق نامہ کے سلسلہ میں لکھا ہے جس میں لڑکی کی ناشائستہ حرکتوں کو بیان کیا ہے اور یہ لکھا ہے کہ اس وجہ سے ہم آپ کی لڑکی کو باعزت طلاق دے رہے ہیں۔ ایک دو تین کہہ کر۔ اور اب ہمارے دروازے پر قدم نہیں رکھ سکتی ہے ورنہ ہم سے برا کوئی نہ ہوگا اور یہی وجہ ہے کہ ہم نے پہلی بیوی کو چھوڑا ہے۔ نہیں یقین ہے تو نثار سے پوچھ لیجئے گا۔

۹۲/۸۶ء

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــ!
بر تقدیر صحت طلاق نامہ اگر واقعی لڑکی کے شوہر ہی نے لکھا ہے تو لڑکی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور وہ اپنے شوہر کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ بعد انقضائے عدت طلاق لڑکی دوسری شادی کرسکتی ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ
۲-۴-۷۶ء

استفتاء ۶۱۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ذیل کے مسئلہ میں کہ:
زید نے اپنی زوجہ ہندہ کے خلاف اپنے دستخط اور تاریخ کے ساتھ ہندہ کے والد کو ایک تحریر بھیجی۔ اس تحریر میں زید نے اپنی زوجہ ہندہ کی گفتگو کا تذکرہ کیا ہے کہ اس نے کہا ''تم میرے کوئی نہیں'' خیریت چاہو تو جواب دے دو۔ زید کی اس تحریر سے معلوم ہوا کہ ایسی بات ہندہ نے چار پانچ بار کہی تھی۔ اس کے رد عمل میں زید نے تحریر بالا کے اختتام پر یہ لکھ دیا ''میں نے تلاک دے دیا، میں نے تلاک دے دیا، میں نے تلاک دے دیا راستہ صاف ہوگیا'' اس تحریر پر کسی شخص کی گواہی نہیں ہے۔ لیکن اسے ہندہ کے والد پہچانتے ہیں کہ یہ تحریر زید کی ہے۔ تحریر مذکورہ بالا سے متعلق اب یہ امور دریافت طلب ہیں۔
(۱) کیا زید کی اس تحریر سے ہندہ کو طلاق واقع ہوگئی؟

(۲) اگر طلاق واقع ہوگئی تو کس قسم کی طلاق ہوئی؟
(۳) اگر رجعی طلاق ہوئی تو کتنی مدت کے بعد اور کس طرح رجوع کیا جائے؟
(۴) کیا ہجے واملا کی غلطی نکاح کو باقی رکھنے کے لئے عذر شرعی نہیں بن سکتی؟
(۵) کیا بغیر ضمیر استعمال کئے بھی (کسی کو طلاق دی) ہندہ زید کی زوجیت سے نکل گئی؟
(۶) ''راستہ صاف ہوگیا'' یہ کنایہ کا جملہ ہے یا صریح کا؟

شریعت مطہرہ کی روشنی میں بحوالہ کتب دینیہ جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ والسلام مع الاکرام

المستفتی: فقیر قیس محمد خاں قادری رزّاقی رضوی غفرلہ، شمس آباد، گیا

۱۵ ربیع الاول ۹۱ھ

۹۲/۸۶ ھ

الجواب ـــــــ وهو الموفق للحق والصواب ـــــــ !

(۱) صورت مستفسرہ میں زید کی مذکورہ تحریر سے ہندہ پر طلاق واقع ہوگئی یعنی اگر یہ تحریر بروجہ مرسوم ومعتاد تھی جس طرح غائب کو لکھتے ہیں تو الفاظ مذکورہ لکھتے ہی عنداللہ طلاق واقع ہوگئی اور عدت کا شمار بھی اسی وقت سے ہوگا۔ درمختار میں شارح نے مسائل ملحقہ میں لکھا ہے کہ **کتب الطلاق ان متبيناً على نحو لوح وقع ان نوىٰ وقيل مطلقا** ''یعنی ایسی چیز پر طلاق لکھی کہ حروف ممتاز وظاہر ہوں جیسے تختی وغیرہ پر تو طلاق واقع ہوجائے گی اگر بہ نیت طلاق لکھا ہے اور بعض کا قول ہے کہ نیت ہو یا نہیں بہرحال طلاق واقع ہوجائے گی۔'' اور عالمگیری میں ہے: **يلزمها العدة من وقت الكتابة** اور تحریر کے وقت سے عدت شمار ہوگی۔ **والله تعالىٰ اعلم!**

(۲) چونکہ الفاظ طلاق تین بار لکھے گئے اس لئے طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ اگرچہ طلاق دینے والا گنہگار ہوگا۔ مجمع الانہر میں ہے: **وبدعية تطليقها ثلاثااو ثنتين بكلمة واحدة مثل ان يقول انت طالق ثلاثااو اثنتين وهو حرام حرمة غليظة وكان عاصيا ولكن اذا فعل بانت منه۔** ''اور تین طلاق یا دو طلاق ایک جملے میں دینا طلاق بدعی ہے مثلاً یہ کہے کہ تمہیں تین طلاق ہے یا دو طلاق ہے اور یہ سخت حرام ہے۔ اور طالق گنہگار ہوگا لیکن جب طلاق دیدی تو واقع ہوگئی۔''

(۳) اگر طلاق رجعی ہوتی تو عدت کے اندر رجوع کرلینا جواز کے لئے کافی ہوجاتا۔

(۴) الفاظ واملا کی غلطی مانع وقوع طلاق نہیں ہوسکتی۔ الفاظ محرفہ بھی طلاق صریح میں داخل ہیں۔ درمختار میں ہے: **ويدخل نحو طلاغ وتلاغ وطلاك وتلاك او ط ل ق او طلاق باش بلا فرق بين عالم وجاهل** یعنی الفاظ محرفہ طلاق صریح میں داخل ہیں جیسے طلاغ تلاغ وطلاک وطلاک یا طلاق کو بطور تہجی کے ط ل اق کہا۔ ایسے الفاظ کے استعمال کرنے میں عالم وجاہل کا فرق نہیں ہوگا۔ **وان قال تعمدته تخويفا لم تصدق قضاءً الا اذا اشهد عليه قبله به يفتى** یعنی اگر شوہر نے کہا کہ میں نے ان الفاظ محرفہ کو خوف دلانے کے لئے کہا تو قاضی اس کی تصدیق نہیں کرے گا۔ ہاں!

اگر قبل کہنے کے اس نے تخویف پر گواہ قائم کرلیا ہوگا تو اس کی بات تسلیم کی جائے گی۔ اسی قول پر فتویٰ ہے۔

(۵) ہاں! وقوع طلاق کے لئے ضمیر اور اضافت کا ہونا ضروری ہے جیسے طلقتک یا انت طالق و مطلقة۔ مگر سوال میں جو الفاظ تحریر ہیں اس کا سیاق وسباق بتارہا ہے کہ زید کی مراد ان الفاظ سے اپنی رفیقۂ حیات ہی کو طلاق دینا ہے جیسا کہ الفاظ سوال سے ظاہر ہے کہ زید کی بیوی نے چند بار اس سے کہا کہ "تم میرے کوئی نہیں ہو خیریت چاہو تو جواب دے دو" اس کے جواب میں زید نے الفاظ مذکورہ تحریر کئے اور خط کے مضمون سے بھی پوری طرح یہی مفہوم مترشح ہوتا ہے۔ اس لئے قضاء طلاق واقع ہوگئی۔ اگر زید کی نیت ترک اضافت سے عدم وقوع طلاق تھی تو عند اللہ طلاق واقع نہ ہوگی مگر یہ قیاس مع الفارق ہے۔

(٦) یہ الفاظ، طلاق بالکنایہ کے مشابہ ہیں — واضح ہو کہ تحریری طلاق کے سلسلہ میں شوہر کا اقرار کرنا ضروری ہے کہ میں نے یہ تحریر لکھوائی یا خود لکھی ہے۔ صرف اس کے خط وتحریر سے مشابہ ہونا ثبوت طلاق کے لئے کافی نہیں۔ ہاں! اگر بیوی کو یہ یقین کامل ہو کہ یہ اسی کی تحریر ہے تو بیوی کو اس پر عمل کرنے کی اجازت ہے۔ اگر شوہر انکار کرے گا تو بیوی کو اس پر گواہ پیش کرنا ہوگا۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ٦

کتبہ

۱۰/۷/۷۱ء

استفتاء ۶۲۰

مسئلہ: حضرت قبلہ عالم مفتی صاحب دام اقبالہ! عرض ہے کہ:

عبد الدیان میاں نے اپنی عورت کو سمڈول کی عدالت میں وکیل کے کہنے کے مطابق تین طلاق لکھ دیا لیکن زبانی طلاق نہیں دیا۔ اس کی عورت طلاق لے کر اپنے گھر رہنے لگی۔ ادھر عبد الدیان نے اپنے گھر آکر ہر خاص وعام کے سامنے کہنا شروع کیا کہ ہم نے اپنی بیوی رابعہ کو سمڈول کی عدالت میں تین طلاق دے دیا۔ دو ڈھائی مہینے تک ہندو مسلمان کے سامنے یہی اقرار کرتا رہا کہ میں نے رابعہ کو تین طلاق دے دیا اور عبد الدیان کے والد بھی یہی کہتے رہے کہ میرے لڑکے عبد الدیان نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیا ہے اچھا کیا۔ لیکن دو ڈھائی مہینے کے بعد کسی کو بھیج کر عبد الدیان نے رابعہ کو اپنے یہاں منگوالیا اور لوگوں کو دکھلانے کے لئے بریلی شریف سے فتویٰ منگوالیا کہ تحریری طلاق نہیں ہوتی ہے جب تک زبان سے طلاق نہ دے۔ لیکن دو ڈھائی مہینہ تک ہر خاص وعام کے سامنے بستی میں علی الاعلان کہتا رہا کہ

میں نے رابعہ کو تین طلاق دے دیا ہے تو کیا اعلان کرنے سے طلاق نہیں ہوتی ہے۔ لہٰذا صحیح مسئلہ سے آگاہ کیا جائے۔

المستفتیان: عبدومیاں، محمد حنیف، سلیمان، نور محمد، بشیر الدین

۹۲/۸۶ء

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوهاب ــــــــــ!

جب عبدالدیان نے اپنی بیوی کو تحریری مغلظہ طلاق دے دی اور اس کے بعد لوگوں سے یہ کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی ہیں تو اب طلاق واقع ہونے میں کوئی شبہ باقی نہ رہا۔ لہٰذا اس کی بیوی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ عبدالدیان اسے اپنی زوجیت میں نہیں رکھ سکتا ہے۔ اگر رکھے گا زنا وحرام کاری ہوگی۔ تحریری طلاق کے بعد اگر شوہر انکار کرے کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے اور یہ تحریر میری نہیں ہے تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہونے کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا۔ غالباً سوال کی صورت تبدیل کر کے بریلی شریف بھیجا گیا ہوگا ورنہ وہاں سے صورت مذکورہ میں عدم وقوع طلاق کا فتویٰ ہرگز نہیں دیا گیا ہوگا۔ اگر عبدالدیان نے مطلقہ بیوی کو رکھ لیا ہے تو اسے فوراً الگ کر دیا جائے۔ اگر وہ دونوں علیحدہ نہ ہوں تو عام مسلمانوں کو چاہئے کہ عبدالدیان سے میل جول سلام کلام چھوڑ دیں۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کــــــــــــــــــــــــــــــــــــتــــــــــــــــــــــــــــــــــــبــــــــــه

۸-۳-۷۶ء

استفتــــــاء [۶۲۱]

مسئلہ: جناب مولانا صاحب السلام علیکم!

میری ہمشیرہ کی شادی ہوئے تقریباً پندرہ ماہ ہوگئے۔ شادی کے بعد پہلی رخصتی ہوئی اور ایک ہفتہ کے اندر لڑکی کا شوہر کچھ زیور وغیرہ لیکر گھر سے فرار ہوگیا۔ معلوم ہونے پر میں اپنی بہن کو وہاں سے اپنے گھر لے آیا کیونکہ ان کے خسر وخوش دامن دونوں بہت تکلیف دیتے تھے۔ قریب پانچ ماہ ہوئے کہ لڑکا نے ایک دستی خط لکھ کر کسی انجان آدمی کی معرفت بھیجا کہ آپ اپنی بہن کی شادی کسی جگہ کر دیجئے میں نہیں رکھوں گا میں اس لائق نہیں۔ اس لڑکا کا اب کوئی پتہ نہیں ہے اور نہ وہ لڑکا اپنے گھر پر ابھی تک آیا ہے اور نہ ہی اس نے ابھی تک اپنے گھر پر ایک خط لکھا ہے۔ ہماری ہمشیرہ کے خسر برابر رخصتی کے لئے خبر بھیجتے ہیں لیکن ہماری ہمشیرہ سسرال جانے سے انکار کرتی ہے کیونکہ اس کے شوہر نے دوسری جگہ شادی کرنے کے لئے لکھ بھیجا تھا۔ اب ہماری ہمشیرہ دوسری جگہ شادی کرنا چاہتی ہے۔ ایسی حالت میں آپ کی کیا

رائے ہے آپ جیسا مشورہ دیں گے ہم ویسا ہی کریں گے۔

المستفتی: محمد حبیب کیراف محمد علاء الدین، مارواڑی بازار، سستی پور، ضلع: دربھنگہ

۳ر اگست ۱۹۷۰ء

۹۲/۸۶ ع

الجواب ــــــــــ وھوالموفق للحق و الصواب ــــــــــ !

بر تقدیر صدق سوال اگر واقعی لڑکے نے ایسا خط لکھا ہے کہ "اپنی بہن کی شادی کسی جگہ کر دیجئے میں نہیں رکھوں گا" تو ایسے الفاظ سے طلاق بالکنایہ واقع ہو جائے گی مگر ایسی صورت میں لڑکے سے اس کی نیت دریافت کرنی ہوگی کہ اس کا مقصد کیا ہے۔ اگر درحقیقت یہ تحریر اسی لڑکے کی ہے اور اس نے طلاق کی نیت سے لکھا ہے تو طلاق ہو جائے گی اور خط ملنے پر لڑکی عدت گزار کر دوسری شادی کر لے گی۔ جب لڑکی کا خسر رخصتی کے لئے کہتا ہے تو اس کو یہ خط دکھلایئے اگر وہ اس خط کی تصدیق کر دے اور کہے کہ واقعی یہ تحریر اسی لڑکے کی ہے تو آپ اس خط کو بطور ثبوت اپنے پاس رکھیں اور لڑکے کی تلاش کریں۔ اس کے والد سے پتہ پوچھیں اور لڑکے کا خیال وارادہ معلوم کریں اگر وہ کہے کہ میں نے طلاق کی نیت سے ایسا لکھا ہے تو پھر آپ اپنی بہن کی شادی بعد انقضائے عدت کر سکتے ہیں۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۸/۸/۷۰ء

استفتاء ۶۲۲

مسئلہ: از روئے شرع علمائے کرام کیا فرماتے ہیں کہ:

دین محمد ابن ٹیکو میاں مقام جیرانگ ڈیہہ کولیری، ہزاری باغ اور بی بی منڈلی بنت الطاف حسین مقام آستاپانی ہزاری باغ بی بی منڈلی اس وقت دین محمد کی زوجیت میں ہے۔ تقریباً چار سال کا عرصہ گزر رہا ہے اور یہ نکاح ثانی ہے شوہر اوّل نے ذیل کے گواہوں کے سامنے طلاق دے دیا اور گواہوں کا کہنا ہے کہ طلاق نامہ بھی تحریری تھا۔ لیکن دین محمد کا کہنا ہے کہ میں نے اسے غلطی سے کھو دیا اس وقت کچھ لوگوں نے طلاق نامہ طلب کیا ہے اور وہ گواہوں کی زبانی سن کر تسلیم نہیں کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ تحریری طلاق نامہ دکھلاؤ۔

گواہ (۱) بی بی منڈلی کے چچا دل جان (۲) بی بی منڈلی کے چچا اسلام اور (۳) بی بی منڈلی کے والد الطاف حسین از روئے شرع مطلع فرمائیں کہ صورت مذکورہ میں طلاق کا ہونا صحیح تسلیم کیا جائے یا نہیں؟

اور اس صورت میں دین محمد کو کون سا طریقہ اختیار کرنا ہے جب کہ اس کے پاس تحریر شدہ طلاق نامہ موجود نہیں۔

المستفتی: دین محمد، جیرانگ ڈیہہ، ہزاری باغ
۲۴/۴/۷۱ء

۹۲/۸۶ے

الجواب ــــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب ــــــ !

برتقدیر مستفتی صورت مسئولہ میں وقوع طلاق کے لئے تحریری طلاق کی شرط نہیں۔ اگر شوہر اول نے مذکورہ بالا گواہوں کے سامنے اقرار طلاق کیا تو طلاق واقع ہوگئی۔ ہاں! اگر گواہوں کی شہادت میں جانب داری کذب بیانی، دروغ گوئی یا کسی مصلحت کے پیش نظر شک وشبہہ ہو تو شوہر سے مزید تصدیق کی جا سکتی ہے۔ ورنہ گواہوں کی شہادت کو مدنظر رکھتے ہوئے قضاء وشرعاً طلاق واقع ہونے میں کوئی شک نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم وعلمہٗ جل مجدہٗ اتم۔

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۶/۵/۷۱ء

استفتاء ۶۲۳

مسئلہ: میں حاجی عبدالکریم ساکن موضع ریول گنج، ڈاکخانہ: ریول گنج ضلع چھپرہ کا رہنے والا ہوں۔ میری بیوی جس کا نام مینا اور عمر ساٹھ برس ہے مجھ کو رات دن تنگ کرتی ہے اور مار پیٹ کرتی ہے۔ ایک منٹ کے لئے بناؤ نہیں ہوتا ہے۔ ایک اولاد ہے اس کو بھی وہ دیکھنا نہیں چاہتی ہے۔ بیٹا عرصہ سے کلکتہ ہے۔ ماں کے ظلم سے گھر نہیں آتا ہے۔ میں نے اس کو طلاق دے دی ہے۔ مگر ایک طلاق نامہ لکھا ہوا اس ادارے سے چاہتا ہوں تاکہ ضرورت پر عدالت سرکار میں کام آئے۔ میری بیوی غیر خدا کو پوجتی ہے۔

نشان انگوٹھا

المستفتی: حاجی عبدالکریم، مقام وڈاکخانہ: ریول گنج، چھپرہ
۱۶/۴/۷۱ء

۹۲/۸۶ے

الجواب ــــــ !

طلاق کا حق شوہر کو ہے۔ کوئی دوسرا شخص طلاق نامہ لکھ کر دینے کا مجاز نہیں۔ جب حاجی عبدالکریم نے اپنی بیوی مینا کو طلاق

دے دی تو طلاق ہوگئی اور وہ عورت اس پر حرام ہوگئی۔ حاجی صاحب موصوف کو چاہیے کہ ایک طلاق نامہ خود یا کسی دوسرے سے لکھوا کر اور اس پر ان لوگوں کے دستخط لے کر بطور ثبوت اپنے پاس رکھ لیں جن لوگوں کے سامنے انہوں نے طلاق دی ہے تاکہ ان لوگوں کی شہادت بوقت ضرورت کام آئے۔ اس ادارہ سے طلاق نامہ لکھ کر دینا خلاف اصول ہے اور جیسا کہ آخر سوال میں لکھا ہے کہ ''وہ غیر خدا کو پوجتی ہے۔'' تو ایسی صورت میں وہ مرتدہ ہوگئی اور شرعاً مرتدہ کا نکاح ختم ہوجاتا ہے۔ اب وہ عورت حاجی صاحب کے نکاح میں نہ رہی۔ بعد انقضائے عدت دوسرے سے شادی کر سکتی ہے۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۲۴/۵/۷۱ء

استفتاء ۶۲۴

مسئلہ: مکرم جناب مفتی صاحب السلام علیکم ـــــ عرض یہ ہے کہ:

(۱) ایک صاحب نے ایک مجلس میں اپنی بیوی کے نام ایک خط تحریر کیا کہ ''ہم تم کو برابر خط لکھتے رہے کہ تم میرے گھر چلی آؤ لیکن نہ آنے کی وجہ سے ہم نے تمہیں تین طلاق دیا، طلاق دیا، طلاق دیا۔'' اب سوال یہ ہے کہ ایسی صورت میں تین طلاق واقع ہوگی یا فقط ایک۔ یہاں ایک صاحب ہیں جن کا تعلق جماعت اسلامی سے ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ''چونکہ ایک ہی مجلس میں ''تین'' دی گئی ہیں اس لئے ایک ہی واقع ہوگی۔'' جواب جلد تحریر فرمایا جائے۔

(۲) دوسرا سوال یہ ہے کہ جس نے طلاق نامہ بھیجا اس کو پھر احساس ہوا کہ کام غلط ہوا۔ چنانچہ اس طلاق نامے کو بھیجنے والے نے پھر ڈاک سے حاصل کر لیا تو اس پر بھی کہنا یہ ہے کہ طلاق نامہ نہیں ملنے کی وجہ سے طلاق نہیں ہوئی۔ تو کیا واقعی طلاق نہیں ہوئی۔ بینوا توجروا۔

المستفتی: محمد سراج الدین بیڑی دوکان، رفیع گنج، ضلع گیا

۱۹/شعبان ۱۳۹۱ھ

۹۲/۸۶ ۷

الجواب ـــــــــــ وھو الموفق للحق والصواب ـــــــــــ ۱

صورت مذکورہ میں تین طلاقیں ہوگئیں اور وہ عورت مطلقہ بطلاق بائن اپنے شوہر کی زوجیت سے خارج ہوگئی اور طلاق دینے والا سخت گنہگار ہوا کہ اس نے طلاق بدعی دے کر خلاف سنت عمل کیا۔ درمختار میں ہے: والبدعی ثلث اوثنتان مرة او مرتین۔ ''طلاق بدعی یہ ہے کہ دو یا تین طلاق ایک ساتھ دیا ہو یا الگ الگ۔'' یکبارگی تین طلاق دینے سے ہمارے یہاں تین ہی واقع

ہوتی ہیں بخلاف حضرت امام شافعی ودیگر ائمہ کے۔ ہماری دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ جس میں تین طلاق کے متعلق سوال کرنے پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بائنہ ہوگئی اور تو گنہگار ہوگا۔ وھکذا فی سنن ابی داؤد۔ حضرت عبداللہ ابن عباس نے تین طلاق دینے والے سے فرمایا کہ وہ عورت بائنہ ہوگئی اور تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور اسی مضمون کی حدیث طحاوی، وموطا امام مالک وغیرہ میں اکثر صحابہ سے مروی ہے۔ مجمع الانہر میں ہے: وبدعیة تطلیقها ثلثاوثنتین بکلمة واحدة مثل ان یقول انت طالق ثلثا اوثنتین وھو حرام حرمة غلیظة وکان عاصیاولکن اذا فعل بانت منه ۔"طلاق بدعی یہ ہے کہ عورت کو تین یا دو طلاق ایک ہی کلمہ سے دے مثلاً شوہر کہے کہ تم تین یا دو طلاق والی ہو اور یہ سخت حرام ہے اور طالق گنہگار ہوگا لیکن دے گا تو واقع ہو جائے گی۔"

(۲) خط کے طور پر بذریعہ تحریر جو طلاق دی گئی اگر یہ تحریر بروجہ مرسوم ومعتاد تھی یعنی جس طرح غائب کو خط لکھا جاتا ہے اس طرح لکھنے سے کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں لکھتے وقت ہی عنداللہ طلاق واقع ہو جائے گی اور اسی وقت سے عدت کا شمار بھی ہوگا۔ والکتابة نوعین مرسومة وغیرہ مرسومة ونعنیٰ بالمرسومة ان یکون مصدرا اومعنونا مثل مایکتب الی الغائب فان کانت مرسومة یقع الطلاق نویٰ اولم ینوثم ارسل الطلاق بان کتب امابعد فانت طالق فلما کتب یقع الطلاق ویلزمها العدة من وقت الکتابة ۔"کتابت کی دو قسم ہے مرسومہ اور غیر مرسومہ۔ مرسومہ سے مراد یہ ہے کہ مصدر یا معنون ہو یعنی جس طرح غائب کو خط لکھا جاتا ہے۔ اور اگر طلاق ایسی چیز پر لکھے کہ حروف ممتاز ہوتے ہوں تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ خواہ طلاق کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ اور اگر لکھ کر بھیجا (یعنی اس طرح لکھا جس طرح خطوط لکھے جاتے ہیں کہ معمولی آداب والقاب کے بعد لکھے کہ) تم طلاق والی ہو اور یہ طلاق لکھتے وقت پڑے گی اور اسی وقت سے عدت شمار ہوگی۔"

لہٰذا لکھتے وقت ہی طلاق واقع ہوگئی اور جب طلاق واقع ہوگئی پھر واپس نہیں ہوگی۔ مطلقہ کو وہ خط اور طلاق نامہ ملے یا نہ ملے۔ چونکہ تین طلاق لکھی گئی اس لئے اب بغیر حلالہ وہ طالق پر حلال نہیں ہوسکتی۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۱۲/۱۱/۱۷ء

استفتاء ۶۲۵

مسئلہ: بعالی جناب مفتی اعظم صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین درج ذیل مسائل میں کہ:

(۱) زید کی بیوی ہندہ شادی کے بعد تین چار مرتبہ زید کے یہاں آئی گئی اور آج کل عرصہ نو دس ماہ سے میکہ رخصت ہو کر آئی ہے۔ اسی درمیان میں زید نے اپنے سسر کے پاس متواتر تین خط ہندی میں لکھ کر بھیجا

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

(۲) مجھے گھڑی اور سائیکل اور ریڈیو ہی ملے گا تو اپنی بیوی ہندہ کو گھر لائیں گے اور ایک ہزار تلک ملے گا دودھ کھانے کو۔ تو پردے میں رکھوں گا اور اگر اتنا نہیں ملے گا تو نہیں رکھوں گا۔ ایک ہفتہ کے اندر دیں گے تو ٹھیک ہے۔ نہیں ملے گا تو میں طلاق دے دوں گا۔ میں نے دل سے طلاق نہیں دیا ہے۔

(۳) مجھے گھڑی، سائیکل اور ریڈیو بھیجیں اور ایک ہزار تلک دیں تو آپ کی لڑکی کو طلاق نہ دیں گے۔ ایک ہفتہ کے اندر یہ سب سامان بھیجیں، نہیں تو طلاق نامہ مان لیجئے گا۔

(۴) شہباز میاں کی عرض ہے کہ ایک گھڑی، سائیکل دیجئے گا تب آپ کی لڑکی لائیں گے۔ نہیں تو آپ کے یہاں بیس مرتبہ کہنے نہیں آئیں گے اور نہ ہی لڑکی لائیں گے۔

(۵) ایک شخص کے پاس یہاں کے مسلمان صدقۂ فطر جمع کر دیتے ہیں جس سے وہ مدرسہ اسلامیہ کے معلم کو تنخواہ ماہ بہ ماہ دیتے ہیں اور اس سے اپنا بھی کام چلاتے ہیں اور اپنے بچوں کو مقدور ہونے کے باوجود اسی مدرسہ میں تعلیم دلواتے ہیں کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

(۶) بعض لوگ اپنی بیوی کی چھوٹی بہن سے ہنسی مذاق کرتے ہیں کیا ایسا کرنے سے منکوحہ بیوی کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟ صحیح مسئلہ سے آگاہ کریں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا کرے گا۔

عبدالمجید میاں، واجھگواں پوسٹ: کون، مرزاپور

۲۶/۷/۲ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب ــــــــــــ!

(۱) زید کی مذکورہ بالا تحریر سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ خط کا مضمون خبط بے ربط غلطیوں سے بھرا ہوا ہے۔ زید نے ایک خط میں لکھا ہے ''گھڑی، سائیکل اور ریڈیو ملے گا تو لڑکی کو رکھیں گے۔'' دوسرے خط کا مضمون یہ بتا رہا ہے ''مجھے گھڑی، سائیکل، ریڈیو اور ایک ہزار روپئے بھیجیں تو طلاق دیں گے۔'' تیسرے خط سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا چیزیں دیجئے گا تو آپ کی لڑکی کو لائیں گے۔ نہیں تو میں بیس مرتبہ کہنے نہیں آؤں گا۔'' ان تینوں خطوط کے مضامین میں کس قدر اختلاف ہے وہ ظاہر ہے۔ لہٰذا ایسی تحریر سے طلاق واقع نہ ہوگی۔

(۲) صدقۂ فطر کو اپنے مصرف میں لانا جائز نہیں اور معلم کو اس سے تنخواہ بھی نہیں دے سکتے ہیں لیکن اس روپئے سے اپنا کام چلانا شرعاً جائز نہیں۔ جب مدرسہ عام طلبا کی تعلیم کے لئے بنایا گیا ہے تو امیر غریب سب تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر مدرسہ خاص اپنے بچوں کے لئے ہی قائم کیا گیا ہے تو ایسے مدرسہ میں صدقۂ فطر بھی نہیں دیا جا سکتا اور اگر صرف

غریب ونادار طلباء کے لئے اس کا قیام عمل میں آیا ہے تو ایسی صورت میں امیروں کے بچوں کا وہاں پڑھنا درست نہیں۔ اس لئے کہ صدقہ کے مستحق غریب ونادار طلباء ہیں نہ کہ امیر اور صاحب ثروت۔

(۳) زوجہ کی چھوٹی بہن سے شرعاً ہنسی مذاق جائز نہیں۔ اگر محل فتنہ وخطرۂ معصیت ہو تو اور بھی شدید حرام۔ لیکن اس سے نہ تو نکاح ٹوٹے گا اور نہ بیوی شوہر کی زوجیت سے خارج ہوگی۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۱۰/۸/۷۲ء

استفتاء ۶۲۶

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید نے اپنی منکوحہ بیرن بی کو دو گواہوں کے سامنے لکھ کر طلاق دیا لیکن وہ کاغذ جو شوہر کا لکھا ہوا تھا گم ہوگیا حالانکہ گواہ بیان دیتے ہیں کہ "طلاق ہو چکی ہے اور اس عورت کا شوہر دُوسرا نکاح بھی کر چکا ہے اس کے یہاں بچے بھی ہوگئے ہیں مگر بیرن بی نے ابھی تک نکاح نہیں کیا بلکہ دیہاتی ماحول کے تحت وہ عورت مصطفیٰ نامی آدمی کے ساتھ ہے چوڑی پہنا کر اس کے یہاں دو بچے بھی ہو چکے ہیں۔ اور بیرن حرام کاری میں مبتلا ہے۔" جب اس کو نکاح کے لئے کہتے ہیں کہ تو جواب دیتی ہے کہ "طلاق نامہ گم ہوگیا ہے اب نکاح کیسے ہوگا؟" ایسی حالت میں حرام کاری کا سدِ باب کریں اور مسئلہ کی نوعیت پر اجازت نکاح دیں تا کہ مزید کارروائی عمل میں لائی جائے۔ جواب جلد عنایت فرمائیں۔ والسلام

المستفتی: عبدالغفار خاں، محمد یعقوب خاں نیازی
نیازی منزل، کھیرا گڑھ جامع مسجد روڈ، راج نانید گاؤں

۹۲/۸۶ء

الجواب

صورت مذکور میں جب بیرن بی کو اس کے شوہر نے تحریری طلاق دے دی جس کا اقرار خود بیرن بی کر رہی ہے اور گواہ بھی اس کی شہادت دیتے ہیں۔ لہٰذا بیرن بی کو شرعی طور پر عدت گزار کر دوسری شادی کرنی چاہیے۔ جب لکھ کر طلاق دے دی گئی تو کاغذ گم ہو جانے سے کوئی مضائقہ نہیں اور نہ ہی طلاق ونکاح میں کوئی نقصان ہوگا۔ اس لئے جس قدر جلد ممکن ہو بیرن بی کا نکاح کر دیا جائے۔ ورنہ حرام کاری کی بنا پر بیرن بی کے ساتھ دوسرے لوگ بھی گنہگار رہوں گے، مصطفیٰ کو چاہیے کہ فوراً اسے اپنے یہاں سے علیحدہ کر دے ورنہ سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہوگا۔ بغیر نکاح جتنے بچے پیدا ہوئے سب حرامی قرار دیئے جائیں گے۔ اگر بیرن

ومصطفےٰ علیحدہ نہ ہوں تو عام مسلمانوں کو چاہیے کہ اُن دونوں سے سلام کلام میل جول ترک کردیں۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۱۹/۶/۷۳ء

استفتاء ۶۲۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

خالد کی شادی نجمہ سے ہوئی تھی۔ اتفاق سے خالد بیمار ہوگیا۔ اس درمیان خالد کے والد نے اور نجمہ کے والد نے آپس میں گفتگو کی اور ایک طلاق نامہ لکھوایا اور اس پر خالد سے انگوٹھے کا نشان لے لیا۔ خالد نے انگوٹھے کا نشان دیتے وقت نہ کاغذ کا مضمون پڑھوا کر سنا اور نہ زبان سے کچھ کہا اور نہ معلوم کیا کہ یہ کاغذ کیسا ہے؟ جس پر انگوٹھے کا نشان دے رہا ہوں ایسی حالت میں نجمہ کو طلاق ہوئی یا نہیں۔ خالد کے لئے نجمہ حلال ہے یا حرام؟ لڑکے کی شہادت شامل ہے۔ یہ شہادت لڑکے نے میرے سامنے دیا۔ اچھی طرح فیصلہ کردیا جائے۔ ابھی لڑکا لڑکی بالکل راضی ہیں۔

المستفتی: محمد محی الدین آسی، سریپور-۳، ضلع بردوان

۹۲/۸۶ ے

الجواب ـــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــ!

صورت مذکورہ میں اگر فی الحقیقت خالد کو یہ معلوم نہیں تھا کہ کاغذ میں کیا لکھا ہے اور نہ کسی نے اس سے کہا اور بغیر معلومات کے خالد نے دستخط کردیئے تو شرعاً طلاق واقع نہ ہوئی۔ محمد ادریس (خالد) نے جو اپنی صفائی کے سلسلہ میں تحریری شکل میں بیان دیا ہے جس پر چند لوگوں کے دستخط ہیں اس تحریر میں یہ نہیں لکھا ہے کہ مجھے طلاق کا علم نہ تھا اور نہ کسی نے مجھے کہا بلکہ اس نے فقط یہ لکھا ہے کہ میں نے اپنی زبان سے تین طلاق نہیں دیا ہے۔ اس سے مضمون مشتبہ معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اگر زبان سے طلاق کا لفظ نہیں کہا لیکن اسے معلوم تھا کہ یہ طلاق نامہ ہے یہ جانتے ہوئے اگر اس نے دستخط کیا تو طلاق واقع ہوجائے گی اور اگر اسے بالکل معلوم نہ تھا کہ یہ تحریر کیسی ہے اور بغیر جانے سمجھے ہوئے اس نے دستخط کردیا تو طلاق واقع نہ ہوئی۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۱۹-۱-۷۶ء

استفتاء ۶۲۸

مسئله : میں چند ضروری باتوں کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ میں نے ساتھ لگے ہوئے کاغذ کے ذریعہ طلاق تو دے دی ہے لیکن اب بے حد پشیماں ہوں۔ واقعہ حسب ذیل ہے۔ سسرال سے میرے تعلقات اچھے نہیں ہیں اس لئے میں نے عشرت (یہ میری بیوی کا نام ہے) کو یہ سخت تاکید کردی تھی کہ وہ اپنے گھر جانے کا نام نہ لے نہ ہی اپنے گھر جائے۔ نہیں تو میں اسے چھوڑ دوں گا لیکن وہ برابر مجھ سے جانے کے لئے پوچھتی رہی۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر وہ گھر گئی تو مجھ سے تعلقات ختم ہو جائیں گے، رشتہ ٹوٹ جائے گا لیکن پھر بھی وہ وقتاً فوقتاً جانے کا تذکرہ کرتی رہی جس سے غصہ اور بھڑکتا۔ میں نے پھر یہ دھمکی دی کہ جس دن تمہارا گھر پر قدم پہنچا اس دن کے بعد سے پھر تم کبھی نہ آسکوگی۔ میری اتنی دھمکی کے باوجود بھی وہ جانے کا اصرار کرتی رہی ہمیشہ پوچھتی رہی۔ میں نے عاجز آ کر کہنا شروع کیا۔ ٹھیک ہے جاؤ! ابھی رکشہ منگا دیں لیکن وہ میرے ارادہ کو بھانپ جاتی نیت کو سمجھ کر وہ نہ جاتی۔ ایک دفعہ اسی طرح سے اس نے گھر جانے کے لئے پوچھا میں نے پہلے کی طرح پھر کہا۔ ٹھیک ہے جاؤ! صبح رکشہ منگا کر چلی جانا۔ دوسری صبح تک پھر کوئی تذکرہ نہ ہوا اور میں کالج چلا گیا۔ جب دوپہر کو کھانا کھانے کے لئے آیا تو وہ غائب تھی۔ معلوم ہوا کہ گھر چلی گئی۔ مجھے چونکہ سسرال سے نفرت تھی اس لئے غصہ پر قابو نہ کرسکا۔ پچھلی شکایتیں بھی ذہن میں اُبل پڑیں اور میں نے شام کو طلاق نامہ اس کے گھر بھجوادیا جو کہ ساتھ لگا ہوا ہے۔ جب بعد میں مجھے دوسروں کے ذریعہ اس کی زبانی معلوم ہوا کہ سچ مچ اس نے قصداً عدول حکمی نہیں کی ہے بلکہ میرے اس طنز کو اس نے اجازت سمجھ لیا تھا تو مجھے اپنے فیصلہ پر افسوس ہونے لگا۔ دو مہینہ کے بعد جب اس سے بھی یہی حقیقت معلوم ہوئی تو بڑی ندامت ہوئی۔ کچھ دن سوچنے میں گزار دیا کچھ دن ذہن صاف کرنے میں۔ کئی دفعہ سسرال والوں سے جھگڑا بھی ہوتا گیا جس سے میں غصہ میں پھر لانا نہیں چاہتا تھا۔ جب غصہ ہلکا ہوا کسی کی فریاد، سسکی، آہیں میرے کانوں میں گونجنے لگیں تو میں ساحل پہ کھڑا ہو کر اسے دریا میں ڈھکیل نہ سکا۔ غیرت نے طوفان کے حوالے نہ کرنے دیا معصوم زندگی کی تباہی و بربادی کے بھیانک تصور سے روح چیخ اٹھی اور میں اسے گھر لے آیا۔ لیکن اب لوگوں کا کہنا ہے کہ طلاق ہوچکی اس لئے رکھنا ناجائز ہے۔ رشتہ ٹوٹ گیا۔ اس لئے میں نے آپ کو تکلیف دی ہے یہ جاننے کے لئے کہ کیا واقعی رشتہ ٹوٹ گیا طلاق ہوگئی۔ اب میں اسے کسی صورت سے نہیں رکھ سکتا۔ کیا کوئی صورت باقی نہ رہی؟ میرا دماغ پھٹا جارہا ہے۔ للہ کوئی صورت

نکالیں۔ میں اپنے کیے پر بے حد نادم ہوں۔ اس لئے میں آپ سے یہ التجا کرتا ہوں کہ جلد سے جلد اس بارے میں مجھے فتویٰ بھیج دیں جواب کیسا ہی کیوں نہ ہو لیکن فتوے کی صورت میں ہی اپنے جواب سے مطلع کریں۔ میں ہر جواب سننے کے لئے تیار ہوں۔ اگر شریعت اجازت دے دے تو (آپ) کوئی راہ نکال دیں کوئی اور بات جاننی ہو تو مجھے فون کر کے مطلع کریں۔ 52633 پر آپ بلا سکتے ہیں۔ اللہ جلد اور فوراً جواب دیں۔ میں بے حد مشکور ہوں گا۔ میرا ہر دن اور رات کرب میں گزرتا ہے۔ میں آپ کے جواب کا انتظار کر رہا ہوں۔ فقط

المستفتی: دستخط محمد نعیم الدین۔

18/7/70

طلاق نامہ

Patna, 6/1/70

عشرت!

تمہاری لگاتار ہٹ دھرمی، سرکشی، خودسری، لاپرواہی کو دیکھ کر الگ ہونے پر مجبور ہو رہا ہوں۔ تمہاری آوارگی، بدچلنی، کھینی کا برابر کھانا بستر پر پیشاب کرنا اور اس طرح کی بہت سی حرکتیں جن کو لکھتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے اور قلم کانپنے لگتا ہے (ان سب) کو دیکھ کر میں رشتہ توڑ رہا ہوں۔ تم نے کبھی میری بات نہ مانی اور میرے بار بار منع کرنے کے باوجود آخر میرے پیچھے میں گھر سے بھاگ گئی۔ اب جو اپنے گھر چلی آئی ہو تو ہمیشہ کیلئے اپنے گھر ہی رہو میرے یہاں آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میرا اب تم سے کوئی رشتہ نہ رہا اور نہ ہی کوئی تعلق۔ تمہاری ان سب حرکتوں سے مجبور ہو کر میں نے تمہیں طلاق دی۔ طلاق دی۔ طلاق دی۔ اب تمہارا مجھ سے کوئی واسطہ نہیں رہا۔ دین مہر کا مبلغ ۵۰۰ پانچ سو روپیہ میں حسب لیاقت قسط وار ادا کرتا رہوں گا۔ میں خود اس دین سے جلد سے جلد سبکدوش ہو جانا چاہتا ہوں۔ فقط

محمد نعیم الدین

۶/۱/۷۰ء

۹۲/۸۶ء

الجواب ــــــــــ وھو الموفق للحق للصواب ــــــــــ !

مذکورہ بالا طلاق نامہ کے پیش نظر آپ کی رفیقۂ حیات مطلقہ بطلاق ثلاثہ ہو کر آپ کی زوجیت سے خارج ہو گئی۔ قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ۔ ''یعنی تین طلاقوں کے بعد جب تک مطلقہ دوسرے مرد سے شادی نہ کرے پہلے شوہر کے لئے حلال و جائز نہیں ہو سکتی'' اس صورت کو شریعت میں حلالہ کہا جاتا ہے کہ

عورت مطلقہ بعد انقضائے عدت دوسرے شخص سے نکاح صحیح کرے اور دوسرا شوہر بعد مباشرت اس کو طلاق دے تو پھر تین ماہ عدت گزار کر پہلے شوہر سے اس کی شادی ہو سکتی ہے۔آپ نے یک بارگی تین طلاقیں دے کر بڑا قبیح و مذموم فعل کیا۔طلاق واقع بھی ہوگئی اور آپ گنہگار بھی ہوئے یہ بدترین قسم کی طلاق ہے۔ہاں!اگر آپ نے ایک یا دو بار طلاق رجعی دی ہوتی تو پھر آپ کی رفیقۂ حیات آپ کی زوجیت میں بغیر حلالہ آ سکتی تھی۔اب آپ فوراً بلا تاخیر اس کو اپنے سے علیحدہ کر دیں۔ وھو تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہٗ اتم۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۰/۷/۷۰ء

استفتاء ۶۲۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

ذاکر حسین نے دوسرا عقد زوجہ اولیٰ کی موجودگی میں اس کی علالت مدیدہ کی وجہ سے بی بی سراج النساء بنت محمدی میاں سے کر لیا۔علاقائی برادری کی بندش ہو چکی تھی کہ بیوی کی موجودگی میں دوسرا عقد ممنوع ہے۔مگر ذاکر حسین نے مجبور ہو کر اول بیوی کے بیمار اور پاگل کی طرح رہنے کی وجہ سے ایک نہایت ہی نیم وفادار لڑکی سے اور گاؤں کے کچھ خاص لوگوں کے کہنے کی بنا پر سراج النساء سے نکاح کر لیا۔اب ذاکر وسراج دونوں ایک جگہ رہنے لگے۔ برادری کی انجمن والوں کو جب یہ پتہ چلا تو لوگوں نے ذاکر کو ایک مقام پر بلایا اور ایک کاغذ پہلے سے لکھا ہوا تھا،۱۲از۵ سنائے اور کہے ذاکر کے سامنے کیا اور ذاکر کو دھمکی و مار پیٹ کیا اور کہا کہ اس پر دستخط کرو۔ذاکر نے اس پر دستخط کر دیا۔ذاکر حسین کا کہنا ہے کہ دستخط سے پہلے نہ مجھے یہ کہا گیا کہ یہ طلاق نامہ ہے اور نہ یہ کہا گیا کہ تم طلاق دے دو۔ بعد دستخط مجھ کو کہا گیا کہ یہ طلاق نامہ ہے اور تم نے اپنی نئی بیوی کو طلاق دے دیا اور لڑکی کو انجمن والوں نے ذاکر کے گھر سے میکہ پہنچا دیا۔سراج النساء کا کہنا ہے کہ میں ذاکر حسین ہی کے گھر رہوں گی ورنہ موت کو ترجیح دوں گی۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ کیا ایسی صورت میں جب کہ ذاکر حسین انجانے میں طلاق نامہ پر دستخط کیا اور اپنی زبان سے کچھ نہ کہا۔سراج النساء کو طلاق ہوگئی یا نہیں؟ شریعت کا کیا فیصلہ ہے؟ ذاکر حسین دونوں بیوی کو رکھنا چاہتا ہے اور وہ اس لائق ہے۔

المستفتی: مناظر حسین

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــ

برتقدیر صدق سوال جب ذاکر حسین کو قبل سے اس تحریر کے متعلق کچھ معلومات نہ تھی اور نہ اس سے زبانی طلاق دینے کو کہا گیا اور نادانستگی میں بحالت اکراہ اس نے طلاق نامہ پر دستخط کر دیا اور بعد میں اس کو یہ علم ہوا کہ جس تحریر پر میں نے دستخط کیا وہ طلاق نامہ تھا تو ایسی حالت میں سراج النساء پر طلاق واقع نہ ہوئی۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ ''اعمال کا مدار نیتوں پر ہے'' جن لوگوں نے ایسی حرکت کی وہ شرعاً مجرم و گنہگار ہوں گے جب کہ شریعت طاہرہ نے ایک سے زیادہ شادی کی اجازت دی ہے تو پھر کسی کو اس سے بغیر معقول وجہ کے منع کرنے اور زن وشو میں تفریق کرانے کا حق نہیں۔ پھر جب کہ ذاکر حسین دونوں بیویوں کو رکھنے اور اس کے حقوق ادا کرنے کو آمادہ ہے تو ایسی صورت میں انجمن والوں کا یہ فعل سخت قبیح و شنیع ہے۔ لہٰذا صورت مذکورہ میں سراج النساء پر طلاق واقع نہ ہوئی۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۸-۷-۷۶ء

استفتاء ۶۳۰

مسئلہ: السلام علیکم! کیا فرماتے ہیں علماء دین ذیل کے مسئلہ میں کہ:

زید کہتا ہے میں سسرال گیا ہوا تھا۔ میرا سسر مجھ سے یہ کہہ کر ایک کاغذ پر دستخط لیا کہ سرکاری لون (قرض) مل رہا ہے اس پر دستخط کر دو (میں لکھنا پڑھنا نہیں جانتا مشکل سے اپنا دستخط کر سکتا ہوں)۔ میں اس پر دستخط کر دیا اور جب میں رخصتی مانگا تو انہوں نے کہا کہ تم تو طلاق دے چکے ہو میں رخصتی نہیں کر سکتا۔ اب زید کہتا ہے کہ مجھ سے دھوکے میں دستخط لے لیا گیا ہے میں زبان سے طلاق کا لفظ نہیں نکالا۔ طلاق کیا ہو جائے گی (کونسی)؟ از راہ کرم جواب عنایت فرمائیں۔ کیا یہ طلاق شریعت کے رو سے صحیح مانا جائے گا؟ فقط

المستفتی: منیر الدین، سیندور پور، ڈاکخانہ دلہی، ضلع سنگھ بھوم (بہار)

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــ

صورت مذکورہ میں جب آپ کو اس کا علم قطعی نہ تھا کہ مجھے طلاق کے سلسلہ میں دستخط لیا جا رہا ہے بلکہ آپ کو دھوکہ دیا گیا کہ لون کا روپیہ مل رہا ہے اور آپ نے یہی سمجھ کر بغیر معلوم کئے ہوئے دستخط کر دیا تو ایسی صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی اور زید کی

بیوی علیٰ حالہ اس کی زوجیت میں ہے۔ لڑکی کے والد کو چاہیے کہ وہ اپنی لڑکی کو رخصت کردے۔ **وھو اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۲-۲-۷۷ء

استفتاء ۶۳۱

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید نے ہندہ کے رہتے ہوئے اس نے دوسری شادی کرلی۔ اس کے بعد ہندہ اپنے سسرال چلی آئی جس کو لگ بھگ چار سال ہوئے۔ اسی دوران زید نے جو دوسری شادی کی، جھگڑا کے دوران اس نے ایسی گالی دی کہ لوگوں نے کہا کہ یہ تو ماں بیٹے کا رشتہ ہندہ سے ہوگیا۔ اس پر زید نے دوسری بیوی کو کہا کہ میں نے تجھ کو تین طلاق دیا تین طلاق دیا تین طلاق دیا۔ اس پر لوگ زید سے لکھت مانگتے ہیں۔ وہ لڑکی ابھی تک اپنے باپ کے یہاں موجود ہے جس کو قریب قریب چار سال ہوئے۔ آپ اس کا جواب قرآن و حدیث کے ساتھ مدلل عنایت فرمائیں کہ اس لڑکی کی دوسری شادی کردی جائے یا نہیں؟ جواب دیں۔ عین نوازش ہوگی۔ دو چار لوگوں کے سامنے اس سوال کو لکھا جارہا ہے۔

المستفتی: رحیم میاں، مقام نرسنگھ پور، پوسٹ نرسنگھ پور، سکرہ، ضلع مظفر پور، بہار

۲۳-۲-۷۷ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــ !

صورت مذکورہ میں جب زید نے اپنی بیوی کو صراحتاً تین طلاقیں دے دیں تو اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئیں اور وہ زید کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ جب زید نے اپنی زبان سے طلاق دے دی اور اس کا اقرار بھی کرتا ہے تو لکھ کر دینے کی ضرورت نہیں۔ تحریری شکل میں اگر طلاق نامہ نہ بھی ہو جب بھی زید کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی عدت گزار کر دوسری شادی کرسکتی ہے۔ **وھو تعالیٰ اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۴-۲-۷۷ء

استفتـــاء ۶۳۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:
ہندہ کے نام اس کے شوہر زید کی طرف سے ایک رجسٹری آئی جس کو ہندہ نے وصول نہیں کیا کچھ دنوں کے بعد پھر ایک خط آیا جس کا مضمون حسب ذیل ہے خط (۱) ''پیاری نجم النساء خوش رہو ہم لوگ خیریت سے رہ کر آپ لوگوں کی خیریت نیک چاہتا ہوں دیگر احوال ضروری یہ کہ اس کاغذ میں چند باتیں ہیں جو ایک حقیقت میں زندگی کے رخ کو بدل دینے والی ہیں جو بھی کام کیا ہے تمہاری مرضی پر اور یہ کام بھی کروں گا تمہاری مرضی پر میں اپنے الفاظ ان باتوں پر ختم کرتا ہوں۔ ایک ہفتے کے اندر نہیں آنے پر تینوں طلاقیں ہو جائیں گی''۔ محمد صلاح الدین نقل مطابق اصل۔ ہندہ خط پاتے ہی دوسرے دن شوہر کے گھر روانہ ہوگئی ہندہ کے سسرال پہونچنے پر سسرالی رشتہ داروں نے چہ می گوئیاں شروع کر دیں کہ زید اپنی بیوی کو شریعت کے خلاف اپنے گھر رکھے ہوئے ہیں کیونکہ اس رجسٹری کے ذریعہ اپنی بیوی کو طلاق دے دیا ہے چہ می گوئیاں جب زیادہ بڑھیں تو ہندہ اپنے شوہر کے ہمراہ میکہ چلی آئی زید تقریباً چار ماہ ہندہ کے ہمراہ رہا پھر اپنے مکان واپس گیا اب اس نے ایک دوسرا خط بھیجا ہے یہ خط اس نے ساس کے نام لکھا جس کا مضمون مندرجہ ذیل ہے۔

خط (۲) ''پیاری ماں السلام علیکم ہم لوگ خیریت سے رہ کر آپ لوگوں کی خیریت چاہتے ہیں گزارش یہ ہے کہ نظام بھائی نرگہ آئے تھے میں نظام بھائی کو بات جو ساری تھی کہہ دیا ہوں تم کو (ہندہ کو) اگر میرے ساتھ رہنا ہے تو شریعت کے ساتھ رہنا ہے کیوں کہ تم کو طلاق خط (رجسٹری) کے ذریعہ دے چکا ہوں اور میں بھی مولانا صاحب سے دریافت کیا ہوں۔'' (محمد صلاح الدین نقل مطابق اصل)
رجسٹری تو ہندہ نے وصول نہیں کیا لیکن ہندہ کے بیان کے مطابق مجھ کو معلوم ہوا کہ اس میں یہی مضمون تھا کہ اگر ایک ہفتہ کے اندر نہیں آؤ گی تو طلاق دے دوں گا رجسٹری واپس جانے کے تقریباً ایک ماہ بعد خط (۱) موصول ہوا اور ہندہ دوسرے ہی دن سسرال روانہ ہوگئی یہ دریافت کرنے پر کہ تم نے رجسٹری کیوں نہیں وصول کی اس کا بیان ہے کہ چونکہ مرے سسرال والے اکثر گالی گلوج سے بھرا خط مجھے لکھتے رہے ہیں میں نے سوچا کہ یہ خط بھی ویسا ہی ہوگا وصول نہیں کیا مجھے ذرہ برابر بھی شبہ نہ تھا کہ اس میں طلاق کا ذکر ہوگا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ پوری تفصیلات کو مدنظر رکھتے ہوئے جواب مرحمت فرمائیں کہ ہندہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں اگر ہوئی تو پھر زید کے ہمراہ رہنے کی شرعی صورت کیا ہے اور

اگرنہیں تو ہندہ کو پریشان کرنے والوں کے لئے شرعی حکم کیا ہے۔بینوا توجروا!

المستفتی: پیر محمد موضع ایشی پونہ ڈاکخانہ خاص ضلع بھاگل پور

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــ!

صورت مذکورہ میں زید کے خط نمبر ا کے مضمون کے مطابق جس میں زید نے ایک ہفتہ کے اندر نہ آنے پر طلاق معلق رکھا تھا جب ہندہ دوسرے ہی دن زید کے گھر پہنچ گئی تو طلاق واقع نہ ہوئی۔

خط نمبر ۲ کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ زید بذریعہ رجسٹری طلاق نامہ بھیج چکا ہے اگر اس تحریر میں وقت کی قید نہیں تو جس وقت زید نے یہ طلاق نامہ تحریر کیا دیانۃً اسی وقت طلاق واقع ہوگئی پھر اگر تحریری طلاق نامہ میں ایک طلاق کا ذکر ہے تو ایک رجعی ہوگی اور تین کا ذکر ہے تو طلاق مغلظہ واقع ہوگی اور تین کی صورت میں رشتۂ زوجیت ختم ہوجائیگا پھر بغیر حلالہ ہندہ زید کے لئے حلال نہ ہوگی۔

رجسٹری اول کے متعلق ہندہ نے جو بیان دیا ہے کہ "بعد کو معلوم ہوا کہ اس میں بھی یہی مضمون تھا" اگر ایک ہفتہ میں نہ آؤ گی تو طلاق دے دوں گا اگر یہ صحیح ہے تو رجسٹری ا کے ذریعہ مرسلہ خط کے مندرجہ مضمون پر طلاق واقع نہ ہوگی اس لئے کہ لفظ "طلاق دے دوں گا" ہے۔ زید یا تو قطعی جاہل ہے یا انتہائی عیار و چالاک۔ خط نمبر ۲ میں دو متضاد باتوں سے زید کی مکاری وعیاری کا پتہ چلتا ہے اول تو یہ کہ "تم کو اگر میرے ساتھ رہنا ہے تو شریعت کے ساتھ رہنا ہے کیوں کہ تم کو طلاق خط رجسٹری کے ذریعہ دے چکا ہوں بہر حال خط کے آخری جملہ سے طلاق دینے کا اقرار ثابت ہے جیسی طلاق اس نے لکھی ہوگی ویسا ہی حکم ہوگا۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۱۸/۸/۷۷ء

استفتاء ۶۳۳

مسئلہ: محترمی مفتی صاحب السلام علیکم!

ایک نہایت اہم مسئلہ جاننے کی وجہ سے یہ تحریر آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں امید ہے کہ آپ ضرور غور فرمائیں گے۔کوئی شخص اپنی بیوی کو لانے سسرال گیا تو اس کی بیوی نے عجیب اُلجھی ہوئی بات کہی اور بے مرّوتی سے پیش آئی جس کی وجہ سے اس شخص کا دماغ پاگل ہوگیا اور وہ اسی پاگل پن میں آکر ایک مولوی سے اپنی بیوی کے لئے ایک طلاق نامہ لکھوادیا وہ مولوی طلاق نامہ لکھ کر اس شخص کو سنادیا لیکن بات یہ پیدا ہوتی ہے کہ اس نے کبھی بھی اپنی زبان سے لفظ تین طلاق نہیں نکالا لیکن طلاق نامہ

سننے کے بعد اس نے اپنی بیوی کے نام بذریعہ رجسٹری بھیج دیا اس کی بیوی نے رجسٹری لینے سے انکار کیا آخر اس حالت میں کہ وہ کبھی بھی اپنی زبان سے لفظ تین طلاق اقرار نہیں کیا ہے۔
کیا ایسی صورت میں یہ طلاق جائز قرار دی جائے گی حالانکہ وہ شخص پھر اپنے پاگل پن پر بہت نادم ہے اور اسے اپنے گھر رکھنے کو چاہ رہا ہے۔ لہٰذا آپ براہ کرم اس کے بارے میں فیصلہ بھیج دیں اس کے ساتھ اپنا طلاق نامہ جو ہندی میں لکھا ہے بھیج رہا ہوں۔
المستفتی: محمد مسلم انصاری کیراف محمد نظام الدین تیغی القادری، ساکن الکھنا، محلہ سیہا مدھوپور، ستھال پرگنہ

۹۲/۸۶ء

الجواب

برتقدیر صدق سوال اگر مسلم انصاری اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ میں نے طلاق نامہ لکھوا کر اور سن کر اپنی بیوی کو بھیج دیا تو اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ لان الامر بکتابة الاقرار ایسی صورت میں اب اگر وہ اپنی بیوی کو رکھنا چاہے تو اس کے لئے حلالہ ضروری ہوگا۔ وھو تعالیٰ اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارہ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۲/۸/۷۸ء

استفتاء ۶۳۴

ازطرف غازی میاں!

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ دین شرع متین اس مسئلہ میں:
گزارش ہے کہ غازی میاں کا لڑکا غلام میاں اور جگو میاں کی لڑکی سوگو بی بی کو آج ان کو غلام میاں نے طلاق طلاق طلاق تین طلاق دیا شوہر کی بات نہ ماننے کی وجہ سے طلاق دی گئی۔ یہ طلاق نامہ ہندی میں لکھ کر بھیجا ہے اسی کو میں نے اردو میں لکھ دیا ہے۔ لہٰذا حضور سے گذارش ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل طریقہ پر فتویٰ دیں کہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ طلاق نامہ میں لڑکے نے اپنا ''ٹیپ'' بھی دیا ہے طلاق دینے کے بعد اب لڑکا بولتا ہے کہ میں لڑکی کو لے آؤں گا پھر لڑکا کہتا ہے کہ میں نے طلاق نامہ لکھنے والے سے کہا تھا کہ صرف طلاق نامہ لکھ دو آپ نے مضمون میں تین طلاق لکھ دیا۔ اب ایسی صورت میں کیا حکم ہے؟ تحریر فرمائیں عین کرم ہوگا حضور سے گزارش ہے کہ بہت جلد لکھ کر بھیج دیں۔
المستفتی: عبدالرؤف قادری، مدھوپور

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــــــ اللھم ھدایۃ الحق والصواب ـــــــــــــــ!

صورت مذکورہ میں اگر غلام میاں نے دوسرے سے طلاق نامہ لکھوایا اور لکھنے کے بعد اس کو پڑھوا کر اور سنکر دستخط کیا یا نشان انگوٹھا لگایا تو اس کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں اور بیوی وشوہر کا رشتہ ختم ہوگیا اگر اب غلام میاں اس کو رکھنا چاہے تو بغیر حلالہ نہیں رکھ سکتا۔ تحریری طلاق میں شوہر کا اقرار طلاق بھی ضروری ہے۔ اگر غلام میاں نے لکھنے والے کو تین طلاق لکھنے کو نہیں کہا صرف طلاق یا ایک طلاق لکھنے کو کہا اور لکھنے والے نے تین طلاق لکھ دیا تو غلام میاں نے بغیر مضمون کو پڑھے ہوئے نشان دیا اس نے خود نہیں پڑھا، نہ اس مضمون کو کسی سے پڑھوا کر سنا یعنی بے پڑھے یا سنے اس پر نشان لگا دیا اور اس کی نیت تین طلاق کی نہ تھی بلکہ ایک طلاق سمجھ کر دستخط یا نشان دیا تو ایسی صورت میں طلاق رجعی واقع ہوگی اور عدت کے اندر غلام میاں اپنی بیوی سے رجعت کر سکتا ہے جاہل اور ناخواندہ ہونے کی صورت میں قضاءً شوہر کی بات تسلیم کی جائے گی بشرطیکہ لکھنے والا بھی شوہر کی بات کی تصدیق کرے۔ وھو اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارہ شرعیہ بہار، پٹنہ

کـــتـــــــبـــــــہ

۲/۸/۷۸ء

استفتـــــــــاء ۶۳۵

مسئلہ: بخدمت شریف عالی جناب مفتی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

(۱) گزارش یہ ہے کہ زید نے گھریلو جھگڑا لڑائی میں اپنی بیوی کو تحریری شکل میں لکھ دیا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیا۔ اب ہماری بستی کی انجمن میں کوئی کہتا ہے کہ طلاق ہوگئی اور کوئی کہتا ہے کہ نہیں ہوئی۔ اسی ہاں و نہیں میں دو سال گزر گئے۔ اب زید اپنی بیوی کو لانا چاہتا ہے اور بیوی بھی آمادہ ہے۔

اب دریافت طلب یہ ہے کہ تحریری شکل میں صرف ایک بار لکھ دیا جائے تو اس سے طلاق ہوگی یا نہیں؟ اس مسئلہ کو قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان فرما کر ہم ساکنان بڑکا گاؤں انجمن اصلاح المسلمین کو شکریہ کا موقع دیں۔

(۲) ایک مسئلہ میں یہاں بہت زیادہ تکرار و فساد ہو رہا ہے۔ ایک مولوی صاحب چترا سے پڑھ کر آئے ہیں۔ وہ اپنی تقریر میں یہ فرماتے ہیں کہ آج بوقت نکاح جو مولوی صاحبان دین مہر سکہ رائج الوقت کے ساتھ دو دینار سرخ کہتے ہیں وہ گناہ عظیم ہے۔ دینار ہندوستان کا سکہ نہیں ہے۔ اس سے علاقہ میں انتشار پیدا

ہو گیا ہے اور بہت جگہ دینار بند ہو گیا ہے۔ امید ہے کہ سارے علاقہ کے لوگ دینار بند کر دینا چاہتے ہیں۔ علمائے اہلسنّت سے مقابلہ ہوا تو جواب میں دینار کو جائز وضروری بتایا گیا مگر سوال یہ ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیا جائے کہ دینار کیا چیز ہے؟ اس کی ابتدا کہاں سے ہوئی اور دین مہر میں اسے رکھنا جائز ہے یا ناجائز؟ مہربانی فرما کر جواب دیں۔

المستفتی: بدرالدین صابری، صدر مدرس مدرسہ ارشد العلوم، مقام سرما، ڈاکخانہ بڑکا گاؤں، ہزاری باغ

۲۲-۷-۷۶ء

۹۲/۷۸۶

الجواب ـــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــ !

(۱) زید نے اگر تحریری طلاق صرف ایک بار دی ہے تو یہ رجعی طلاق ہوئی۔ زید اگر اپنی بیوی سے رجعت کرنا چاہتا تو عدت کے اندر رجعت کر سکتا تھا۔ اب چونکہ طلاق دیئے ہوئے دو سال ہو گئے تو بغیر تجدید نکاح زید اس بیوی کو نہیں رکھ سکتا۔ اگر زن وشو دونوں راضی ہیں تو دوبارہ نکاح کر کے زید اپنی بیوی کو زوجیت میں رکھ سکتا ہے۔ اس کے لئے حلالہ کی ضرورت نہیں۔ وھو اعلم

(۲) بوقت نکاح دین مہر میں سکہ رائج الوقت کے ساتھ دینار سرخ کا اضافہ ناجائز وگناہ نہیں۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ دینار چونکہ ہندوستان کا سکہ نہیں ہے اور یہاں دینار نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔ مہر میں جو رقم مقرر کی جائے وہ ایسی ہو کہ ادا کرنے میں آسانی ہو۔ اگر عورت مہر کا مطالبہ کرے تو شوہر دینار کہاں سے لائے گا اور اگر وہ نہیں دے سکا تو خواہ مخواہ آپس میں لڑائی جھگڑا ہوگا۔ اس لئے مہر میں بجائے دینار اگر اس کے مقدار رقم بڑھا دی جائے تو بہتر ہے۔ دینار کا اضافہ مہر میں واجب وفرض نہیں کہ رکھنا ضروری ہو۔ بلکہ اگر اس کے ملنے کی امید نہ ہو تو ہرگز مہر میں دینار نہ رکھا جائے۔ اس لئے کہ ایسی چیز جس کا حصول ناممکن ہو اسے مہر میں مقرر کرنا عبث ولغو ہے۔ دینار عرب کا سکہ ہے جو سونے کا تقریباً اٹھنی برابر ہوتا ہے۔ سونے کی قیمت کے اعتبار سے اس کی قیمت کم وزیادہ ہوتی رہتی ہے اور اب تو عرب میں بھی اس کا دستور نہیں۔ اس کی جگہ ریال رائج ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کـــــــــــــــــــــــــــــبہ

۳-۸-۷۶ء

استفتاء ۶۳۶

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:
آج سے تین سال قبل ایک عورت کی شادی ہوئی جو اپنے سسرال آتی جاتی رہی لیکن ایک سال ہوا کہ شوہر نے مار پیٹ کر نکال دیا ہے اور وہ اپنے میکے میں ہے۔ شوہر اچھا سلوک نہیں کرتا ہے شوہر نے خط کے ذریعہ طلاق مغلظہ دیدیا ہے۔ عورت کے سامنے دو پریشانیاں ہیں۔(۱) شوہر زودوکوب کرتا ہے (۲) طلاق مغلظہ دیدیا ہے۔ لہٰذا عورت اس طرح قاضی کے یہاں دعویٰ پیش کرنا چاہتی ہے۔ (۱) شوہر نے مجھے بذریعہ خط طلاق مغلظہ دیدیا ہے اس لئے مجھے میرا دین مہر دلوادیا جائے۔(۲) شوہر مجھے بہت زیادہ زودوکوب کرتا ہے اس لئے میں اس شوہر کے پاس نہیں رہوں گی۔ مجھے فسخ نکاح کا حکم دیا جائے۔ مجھے بتایا جائے کہ یہ عورت مذکورہ دونوں دعوے بیک وقت کرسکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: حبیب اللہ انصاری ممبئ

۹۲/۸۶ ۷

الجواب

جب شوہر بذریعہ خط طلاق مغلظہ دے چکا ہے تو القلم احد اللسانین کے پیش نظر طلاق واقع ہوگئی۔ پھر فسخ نکاح کی درخواست عبث و بیکار ہے۔ ایک استغاثہ میں دو متضاد دعوے نہیں کرسکتی ہے۔ یا تو مطالبہ دین مہر ہو یا مطالبہ تفسیخ نکاح۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ پٹنہ، بہار
کتبہ
۴؍اکتوبر ۱۹۸۰ء

الجواب صحیح
عبدالواجد قادری غفرلہ
۴؍اکتوبر ۱۹۸۰ء

استفتاء ۶۳۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:
ایک شادی شدہ لڑکے نے دوسرا نکاح کرلیا نکاح کی خبر سن کر پہلی بیوی کے رشتہ دار بہت غصہ ہوئے اور لڑکے کو مارنے پر آمادہ ہوگئے ہر طرف ہنگامہ ہوا۔ لڑکا حواس باختہ ہو کر وہاں سے بھاگا پہلی بیوی کے رشتہ دار اس کی تلاش میں نکلے لڑکا خوف سے رات بھر باہر کھیت میں رہا صبح ہو کر وہ اپنی ملازمت پر روانہ ہوگیا۔ خلاف پارٹی بھی وہاں پہونچ گئی اور لڑکے کے دوستوں اور والدین کو بہکایا۔ لوگوں کے سامنے

لڑکے کو قلم کاغذ دیا گیا اور کہا گیا کہ جس طرح ہم کہیں اسی طرح لکھو۔ چنانچہ پہلے لڑکی کے والدین کا نام پھر لڑکی کا نام لکھوایا اس کے بعد یہ لکھوایا کہ لڑکی آوارہ بدچلن ہے اس کا تعلق غیر مردوں سے ہے اس لئے طلاق دیتا ہوں لڑکی کو بدنام وذلیل کرنے کے لئے ایسا لکھوایا۔ اب پورے علاقہ میں لڑکی کی بدنامی مشہور ہوگئی اب دوسرا کوئی شخص اسے اپنی زوجیت میں نہیں لاسکتا لڑکی بہت ہی غریب ہے۔ لڑکا اب تک اس کا خرچ پورا کررہا ہے۔ اب وہ لڑکی لڑکے کے ساتھ رہ سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: علی حیدر پوسٹ ماسٹر رحمت ڈامگار، پوسٹ آفس رحمت نگر برن پور
۲۳/ جولائی ۸۰ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــــــ !

زوجہ اولیٰ کے رشتہ داروں اور بہی خواہوں کو لڑکے کے ساتھ اس طرح کی غیر شریفانہ حرکت نہیں کرنی چاہیے۔ اس لئے کہ لڑکے نے خلاف شرع کوئی ایسا کام نہیں کیا تھا جس کی بنا پر وہ شرعاً مستحق سزا یا قابل ملامت ہوتا۔

لڑکے سے جو طلاق نامہ لکھوایا اس میں اس بات کی صراحت نہیں ہے کہ لڑکے نے ایک طلاق لکھی یا تین؟ اور بوقت تحریر اس نے زبان سے بھی طلاق کا لفظ استعمال کیا یا نہیں؟ اور لکھتے وقت طلاق کی نیت بھی تھی یا نہیں؟ اگر بوقت تحریر زبان سے بھی اقرار طلاق کیا اور نیت بھی طلاق کی تھی تو طلاق واقع ہوگئی اگر ایک یا دو لکھی تو رجعی اور تین لکھا تو طلاق مغلظہ واقع ہوگی۔ لیکن اگر لڑکی غیر مدخولہ ہے زن وشوہر میں خلوت صحیحہ نہیں ہوئی تو صرف ایک ہی طلاق سے لڑکی بائن ہوجائے گی۔ اور اگر لکھتے وقت طلاق کی نیت نہ تھی نہ زبان سے اقرار کیا صرف ڈر اور خوف سے طلاق لکھ دی تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ مختصر یہ کہ لڑکے سے حالات دریافت کرکے اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ اگر لڑکی غیر مدخولہ ہے تو طلاق واقع ہونے کی صورت میں بغیر حلالہ صرف تجدید نکاح کرکے لڑکا اسے زوجیت میں رکھ سکتا ہے بشرطیکہ ایک طلاق دی ہو یا تین علیحدہ علیحدہ دی ہوں اگر یکبارگی تینوں طلاق دیدی تو طلاق مغلظہ ہوگی۔ وھو تعالیٰ اعلم!

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
۲/ اگست ۸۰ء

استفتاء ۶۳۸

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ:
زید نے اپنی بیوی ہندہ کو ایک خط لکھ کر بھیجا کہ یہ تمہارا طلاق نامہ ہے لیکن چار مہینہ کے بعد زید پھر آ کر اور رو کر کہتا ہے کہ مجھ سے غلطی ہوئی رخصتی کر دیجئے مگر ہندہ اس کے یہاں رہنا نہیں چاہتی اور ہندہ اس سے راضی بھی نہیں اور ہندہ بالغہ ہو چکی ہے اور ہندہ کے والد اس کی دوسری شادی کر دینا چاہتے ہیں۔
لہٰذا قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل جواب عنایت فرمائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں اگر نہیں واقع ہوئی تو ہندہ کا نکاح فسخ کر دیا جائے تاکہ ہندہ کی زندگی سنور جائے۔ بینوا توجروا!

المستفتی: عبدالستار ساکن رنگیلہ پوسٹ نہار ضلع بھوجپور
۸۶/۹۲ھ

الجواب

صورت مسئولہ میں جب زید مذکورہ طلاق نامہ کی صحت کا اقرار کرتا ہے کہ طلاق نامہ اسی نے لکھا تو ہندہ پر طلاق واقع ہوگئی اس لئے الکتاب کالخطاب "کتابت خطاب کی طرح ہے۔" فتاوی رضویہ میں ہے: الکتابۃ احد اللسانین۔ زبانی طلاق کی طرح تحریری طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے سوال میں اس کی صراحت نہیں کہ زید نے خط میں ایک طلاق لکھی یا زیادہ لہٰذا یہ طلاق نامہ کے مضمون پر موقوف ہوگا درمختار میں ہے: ان کرر لفظ الطلاق وقع الکل۔ "طلاق کا لفظ مکرر کرنے سے کل واقع ہو جاتی ہے۔" بہرحال وقوع طلاق میں شک وشبہہ نہیں۔ اب جبکہ طلاق نامہ کو چار ماہ گزر گئے تو عدت بھی ختم ہو چکی ہندہ دوسری شادی کر سکتی ہے۔ وھو تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہٗ!

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
۲۳/۶/۷۹ء

استفتاء ۶۳۹

مسئلہ: مکرمی السلام علیکم گزارش ہے کہ ہم لوگ مشکل میں پڑ گئے ہیں اس لئے آپ کو تکلیف دے رہے ہیں ایک خط ہے جس کی تحریر نیچے درج ہے خط کا مضمون جس طرح کا ہے وہ پورا کا پورا بھیج رہا ہوں کیا شرائط کے حساب سے طلاق ہوتی ہے کہ نہیں حضور سے گزارش ہے جواب سے آگاہ کریں گے خط کا مضمون اس طرح ہے خط لڑکی کے والد کے نام سے ہے لڑکی کا نام زاہدہ بیگم ہے۔

مکرمی نظام الدین صاحب سے گزارش ہے کہ آپ اور آپ کے مشیر کار کہ جن لوگوں نے میرا زبردستی عقد زاہدہ بیگم کے ساتھ کر دیا جو ہم کو اس وقت بھی ناپسند تھی اور آج بھی۔ اس لئے میں آپ کی لڑکی زاہدہ بیگم کو تاریخ ۷ر۱۰ر۷۸ء کو تین طلاق دیا یعنی زاہدہ بیگم کو طلاق دیا طلاق دیا طلاق دیا آج سے نہ وہ میری بیوی نہ میں اس کا شوہر آپ سے عرض ہے کہ دو اچھے آدمی کے ساتھ زاہدہ بیگم کو بھیج دیں جو اس کا دین میرے ذمہ ہے وہ میں ادا کر دوں گا اور جو شرائط لکھانا ہوگا وہ لکھا جائے گا جو اس کے لیے بھی فائدہ ہوگا اور میرے لئے بھی۔

آپ کا فرمانبردار: منظر امام

اس طرح کا خط میرے پاس آیا ہے اب جب کہ سماج کے لوگوں کے سامنے بات آئی تو لڑکا کو بلایا گیا اب وہ رکھنے کو تیار ہے لیکن مذکورہ طلاق نامہ سے طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ آپ کے جواب کے بعد کوئی فیصلہ ہوگا۔

المستفتی: فرمانبردار ماش مسجد کٹی باڑا چاس

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ !

صورت مذکورہ میں خط کے مضمون کے مطابق زاہدہ بیگم پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور وہ اپنے شوہر کی زوجیت سے خارج ہوگئی اگر شوہر اس کی تصدیق کرتا ہے کہ مذکورہ خط یعنی طلاق نامہ میں نے ہی لکھا ہے تو طلاق واقع ہونے میں کوئی شک وشبہ باقی نہ رہا اگر شوہر اس طلاق نامہ کی تصدیق نہ کرے یا عدم واقفیت کا اظہار کرے کہ میں نے خط نہیں لکھا ہے تو شرعاً طلاق واقع نہ ہونے کا شرعی حکم دیا جائیگا۔ اگر شوہر اقرار کرتا ہے تو ایسی صورت میں بغیر حلالہ زاہدہ بیگم اس کے لیے جائز وحلال نہ ہوگی بیک وقت تین طلاق دینا اگر چہ گناہ ہے مگر طلاق مغلظہ ہی واقع ہوتی ہے قرآن حکیم میں ہے: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ. ''پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے (کنز الایمان)۔''

والبدعی ثلاث اوثنتان بمرة اومرتین. ''طلاق بدعی یہ ہے کہ تینوں طلاق بہ یک وقت متفرق طور پر دے یا دو طلاق ایک جملے میں یا دو جملے میں دے۔'' عن عمرو بن العاص سئلوا عن البكر يطلقها ثلاثا فكلهم لَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ.

''ترجمہ: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے ایک باکرہ کے سلسلے میں سوال کیا گیا جس کے شوہر نے تینوں طلاق دے دی ہو تو کیا سب واقع ہوگئیں؟ انہوں نے فرمایا اب وہ عورت شوہر اوّل کو حلال نہیں یہاں تک کہ دوسرے مرد کے پاس نہ رہے۔'' وھو اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۱۶/۱۲/۷۸ء

استفتاء[۶۴۰]

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ہذا میں کہ:
زوج نے اپنی زوجہ کو ایک مرتبہ بھی لفظ طلاق کا نام نہیں لیا۔ زوجہ مذکورہ کے والد نے اپنی طرف سے طلاق نامہ پہلے ہی سے لکھ کر اور چند گواہوں سے اس پر دستخط کرا کر زوج کا ہاتھ پکڑ کر اس طلاق نامہ پر زبردستی انگوٹھے کا نشان لے لیا ہے حالانکہ لڑکا پڑھا لکھا ہوا ہے۔ ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ جواب سے مطلع فرمائیں۔

المستفتی: خیر الوریٰ صدر اردو ٹیچر، مڈل اسکول یوسف میرال گڑھوا، پلاموں

۷۸۶/۹۲

الجواب

جب شوہر نے اپنی زبان سے طلاق نہیں دی اور جبراً طلاق نامہ پر اس کا نشان لے لیا گیا تو شرعاً طلاق واقع نہ ہوئی اور زوجہ کے والد و شاہدین گنہگار ہوئے۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۲۵/۹/۷۸ء

استفتـــاء ۶۴۱

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ
شیخ داؤد نے اپنے لڑکے سے جھگڑا کیا جس میں لڑکے نے زمانے کے مطابق اپنے باپ کو مارا اس کی ماں لڑکے کی طرفدار بنی ہوئی تھی۔ جس کو دیکھ کر شیخ داؤد نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تم لڑکے کی طرف دار ہوتی ہو تو تم کو "طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے" اور اگر تو اپنے بیٹے کا ساتھ نہیں دے گی تو، تو میری بیوی ہے۔ اسی وقت دونوں مذکورہ باتیں اس نے کہی۔ عورت نے اسی وقت کہا کہ میں لڑکے کا ساتھ نہیں دوں گی۔ اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں۔ اگر شیخ داؤد کی بیوی نے اپنے بیٹے کو کچھ کھلایا یا کچھ دیا یا اس سے بات چیت کی تو اس صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: شیخ داؤد کیراف مولانا سلیمان، مدرسہ اسلامیہ ککروں
پوسٹ: اماری ککروں، وایا دھمداہا، ضلع پورنیہ

۸۶/۹۲ ک

الجواب ــــــــــ وهو الموفق للصواب ــــــــــ !

صورت مذکورہ بالا میں شیخ داؤد نے لڑکے کی طرف داری پر طلاق کو معلق رکھا اور ساتھ ہی یہ کہا کہ اگر تو بیٹے کا ساتھ نہ دے گی تو، تو میری بیوی ہے۔ بیوی نے فوراً جواباً یہ کہا کہ میں لڑکے کا ساتھ نہ دوں گی۔ لہٰذا فی الحال طلاق واقع نہ ہوئی۔ ہاں! جس وقت یہ تعلیق ختم ہو جائے گی طلاق واقع ہو جائے گی، بایں معنی بیوی اگر لڑکے کی طرف داری کرے گی تو وہ شیخ داؤد کی زوجیت سے خارج ہو جائے گی۔ لہٰذا اب وہ کسی حال میں لڑکے کی طرفداری نہ کرے۔ اگر شیخ داؤد اپنے لڑکے سے قطعی بے تعلق ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ کھانا پینا اور دیگر تعلقات منقطع کر چکا ہے تو بیوی اگر لڑکے کو کھلائے پلائے گی تو یہ بھی طرفداری پر محمول ہوگا اور طلاق واقع ہو جائے گی۔ وهو تعالیٰ اعلم وعلمه اتم۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبـــہ

۷۰/۹/۳ء

استفتاء ۶۴۲

مسئله: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ ذیل میں کہ:
زید کی شادی ہندہ کے ساتھ ہوئی اور ہندہ تین مرتبہ سسرال بھی گئی۔ بعد میں اس کو زید سے نفرت ہوگئی اب وہ زید کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔ ہندہ اپنی خلاصی کے لئے خلع چاہتی ہے لیکن زید اس کو طلاق دینے اور چھوڑنے کا منکر ہے اور تین سال سے غائب ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ اگر اس کی (ہندہ کی) دوسری شادی نہ ہوئی تو زنا کا ارتکاب ہوجائے گا۔ واضح ہو کہ زید نہ تو طلاق دیتا ہے اور نہ اپنے گھر رکھنے کو تیار ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا صورت اختیار کی جائے کہ ہندہ دوسری شادی کرے۔ بینوا توجروا۔
المستفتی: محمد مسلم، بھگوت پور، دھرم پور، مظفر پور
۲۸/جولائی ۱۹۷۹ء

۹۲/۷۸۶

الجواب ــــــــــ اللّٰهم هداية الحق والصواب ــــــــــ!
صورت مذکورہ بالا میں ہندہ اپنے شوہر کا پتہ چلائے اور اس کا صحیح پتہ مع ولدیت وسکونت لکھ کر اور بحیثیت مدعیہ ایک درخواست قاضی شریعت کے پاس بھیجے جس میں ہندہ کا بھی مکمل وتفصیلی پتہ اور عرضی دعویٰ کا مضمون ہوگا۔ نیچے مدعیہ کا دستخط یا نشان انگوٹھا۔ اور فیس تجویز مبلغ ۲/روپیہ بھیج دے۔ درخواست اس طرح لکھے "استغاثہ بعدالت قاضی شریعت دار القضاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ میں مسماۃ فلاں بنت الخ۔"

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ
۲۷/جون ۷۰ء

استفتاء ۶۴۳

مسئله: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
زید کی شادی آج سے گیارہ سال قبل ہوئی تھی۔ مگر اسی اثناء میں زید کی والدہ زبیدہ خاتون نے ہندہ کے والد سے عقد ثانی کرلیا۔ مگر دو سال کے اندر زید اور اس کی والدہ میں تفریق ہوگئی۔ زید نے والدہ کو گھر سے نکال دیا اور بیوی سے کہا کہ تم میکہ نہ آسکتی ہو نہ جاسکتی ہو۔ اگر میرے حکم کے خلاف آئی گئی تو تمہیں تینوں طلاقیں ہیں اور تو مجھ پر حرام ہوجائے گی۔ یہ کہہ کر زید گھر سے چلا گیا اور کھانا خرچہ بند کردیا۔ کچھ

دنوں تک وہ لڑکی باپ کے یہاں سے خرچ منگا کر کھاتی رہی اور گیارہ مہینہ کے بعد وہ خبر دے کر اپنے والد کے گھر چلی آئی اور آج تقریباً پانچ سال سے میکہ میں پڑی ہے۔ دو چند ماہ قبل اس کی پنچایت کئی بار ہوئی مگر وہ بولا کہ ہماری بیوی نے جب کہ شرط توڑ دی تو طلاق ہوگئی اور وہ لڑکی مجھ پر حرام ہوگئی۔ اسے ہر حال میں میں حرام سمجھتا ہوں۔ اسے میں ہرگز نہیں لاسکتا۔ وہ مجھ پر حرام ہے ہر طرح حرام ہے۔
آخیر میں پنچوں نے عاجز و لاچار ہو کر جواب دیا کہ جب لڑکے کا بیان ایسا ہے تو آپ جہاں چاہیں شادی کر دیں۔ جب رشتہ لگا دیا تو لڑکا اب رکھنے پر راضی ہے۔ کیا ایسی صورت میں لڑکے کے یہاں لڑکی بھیجی جا سکتی ہے یا نہیں؟ برائے کرم اس کا جواب جلد عنایت فرما کر مشکور فرمائیں۔

المستفتی: عبدالوہاب، شاہ گنج، مرکچو، ہزاری باغ

۹۲/۸۶ ء

الجواب ــــــــ بعون الملک الوهاب ــــــــ !

صورت مذکورہ میں زید کے حکم کی خلاف ورزی کرنے کی بنا پر ہندہ پر طلاق واقع ہوگئی اور رشتہ زوجیت ختم ہوگیا۔ اب بغیر حلالہ زید کے لئے ہندہ حلال نہیں اور شرعاً زید ہندہ کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتا۔ ہندہ آزاد ہے، جس سے چاہے شادی کر سکتی ہے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتــــــــــــــــــــــــــــــــــبہ

۱۶-۶-۷۵ء

استفتاء ۶۴۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:
ایک شخص انجمن کے سامنے اپنی بیوی کے بارے میں اس طرح اقرار نامہ تحریر کرتا ہے۔ بلفظہ منقول ہے
"محمد امین ولد عبدالرحمٰن انصاری، موضع سرجوڈیہہ ٹولہ سوٹیاڈیہہ، تھانہ پیٹریا، پرگنہ گولہ، ضلع گریڈیہہ کا ہوں۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں اپنی بیوی کو اپنے گھر رکھنے اور کھانا کپڑا دینے میں کسی طرح کوتاہی نہیں کروں گا جیسا کہ گزشتہ دو مرتبہ رخصت کرانے اور بیوی کو اپنے باپ کے گھر میں کئی سال تک رہنے کی شکایت ہوئی ہے اب کسی طرح آئندہ اتنا دن نہیں چھوڑوں گا اور کھانے پینے میں حسب اوقات تکلیف نہ دوں گا۔ اگر پہلے کی طرح اپنی بیوی کے ساتھ برتاؤ کروں گا تو بلا عذر میں قصوروار ہوں اور میری بیوی کو مجھ پر کوئی دعویٰ نہیں رہے گا اور نہ مجھ کو اپنی بیوی پر کوئی حق رہے گا۔ یعنی دونوں میں جدائی سمجھی جائیگی۔
یعنی شرعی اعتبار سے طلاق مغلظہ ثابت ہوگا اور یہ کاغذ اس لئے لکھ کر دے دیا اور پڑھوا کر سن لیا کہ وقت

ضرورت کام آئے'' فقط

یہ اقرار نامہ بھرے مجمع میں اس شخص مذکور نے پیش کیا اور اسی روز اپنی بیوی کو اپنے گھر لے گیا۔ ایک ہفتہ اپنے گھر رکھا اور ایک کپڑا بھی دیا۔ اس کے بعد لڑکی کو واپس کر دیا اور کپڑا بھی چھین لیا اور اب تک اسی طرح چھوڑے ہوا ہے۔ بیوی کو گھر سے نکالے ہوئے پندرہ مہینہ کا عرصہ گزر رہا ہے جب کہ اقرار نامہ قبل چھ سات مہینہ چھوڑ نا ہوا تھا۔ شریعت مطہرہ کا جو حکم ہو واضح کیا جائے۔ فقط والسلام۔

المستفتی: رحیم گل انصاری، کسمار، ضلع گریڈیہہ

۱۶-۶-۷۵ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــــ!

شخص مذکور کا تحریری اقرار نامہ لکھنا اور پھر اس کی خلاف ورزی کر کے اپنی بیوی کو گھر سے نکال دینا اور جب خود اس نے عدم ایفائے عہد پر طلاق کو معلق رکھا تھا تو جب وعدہ کی خلاف ورزی کی تو طلاق واقع ہوگئی اور اب ہندہ دوسری شادی کر سکتی ہے۔ اقرار نامہ کے پیش نظر شخص مذکور کا اپنی بیوی پر کوئی دعویٰ کرنا صحیح نہ ہوگا۔ وھو تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہٗ اتم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتــــــــــــــــــــــــبہ

۱۸-۶-۷۵ء

استفتاء ۶۴۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ:

زید و ہندہ میں خانگی معاملات کو لے کر آپس میں برابر نا اتفاقی رہی اور زن وشو کے تعلقات خراب ہونے کی وجہ سے اتحاد واتفاق کی کوئی صورت نہ نکل سکی۔ ہندہ بالعوض معافی دین مہر زید سے طلاق حاصل کرنا چاہتی تھی۔ لہٰذا مطالبہ طلاق پر بصورت خلع زید نے مشروط طلاق دی کہ اگر ہندہ دین مہر معاف کر دے گی اور کوئی جھنجھٹ نہیں ہے تو میں اپنی اہلیہ کو طلاق مغلظہ دیتا ہوں، ذلت ورسوائی مجھے پسند نہیں ہے۔

المستفتی: ضیاء الحسن فردوسی منیری

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــــ!

برتقدیر صدق مستفتی صورت مستفسرہ میں ہندہ پر طلاق واقع نہ ہوئی اس لئے کہ خود ہندہ بالعوض معافی مہر طلاق لینا چاہتی

تھی تو زید نے مطالبہ طلاق پر مشروط طلاق دی جیسا کہ لفظ اگر سے واضح ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر ہندہ مہر معاف کردے گی طلاق واقع ہوجائے گی۔ اس کی مثال یوں ہوئی کہ ان دخلت الدار فانت طالق. ''اگر تو گھر میں داخل ہوگی تو طلاق۔'' طلاق کو دخول دار پر معلق رکھا جب گھر میں داخل ہوگی طلاق واقع ہوجائے گی۔ جب تک دخول دار ثابت نہ ہوگا طلاق نہ ہوگی۔ اس لئے کہ اذافات الشرط فات المشروط. ''جب شرط فوت ہوگئی تو مشروط بھی فوت ہوگیا'' پھر اگر وجود شرط میں زوج وزوجہ کے درمیان اختلاف واقع ہوجائے تو ایسی صورت میں زوج کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا۔ درمختار میں ہے: فان اختلفا فی وجود الشرط ای ثبوتہ فیعم العدمی فالقول له مع الیمین لا نکارہ الطلاق. ''اگر وجود شرط میں زوجین کے درمیان اختلاف ہوجائے تو عدم ثبوت عام ہوگا۔ ایسی صورت میں شوہر کا قول قسم کے ساتھ مانا جائے گا۔ اس کے انکار کی وجہ سے۔''

لہٰذا جب طلاق کو معافی دین مہر پر معلق رکھا تو جب تک ہندہ مہر معاف نہیں کرے گی طلاق واقع نہ ہوگی۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۴-۷-۷۵ء

استفتاء ۶۴۶

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل صورت حال کے متعلق جو نیچے اس کی بعینہٖ نقل پیش کی جارہی ہے اور یہی کیفیت بھی بیان کی جارہی ہے جولڑکے کے ساتھ پیش آئی۔ شریعت مطہرہ کے مطابق اس کا تشفی بخش جواب فرمایا جائے۔

نقل کاغذ شرائط نامہ:

''میں عنایت حسین بن محمد حسین ساکن بوڑھی بیڑ تھانہ چین پور ضلع پلاموں کا رہنے والا ہوں۔ میری شادی نور عائشہ ساکن بانسڈیہہ تھانہ چین پور ضلع پلاموں سے ہوئی ہے۔ مگر اب ہماری مجبوری کو دیکھ کر وہ ہمیں برابر کے لئے اپنے گھر بانسڈیہہ میں ہی رکھنا چاہتی ہے اور شرط یہ ہے کہ جیسے ہم رکھیں گے ویسے ہی رہنا پڑے گا اور ہم نے بھی یہ شرط منظور کرلی اور اگر جس دن ہم ان کی مرضی کے خلاف کوئی قدم اٹھایا اسی دن ان کی لڑکی کو طلاق مغلظہ ہوجائے گی۔ یہ بات مندرجہ ذیل آدمیوں کے سامنے کہی اور ہم نے خوشی سے منظور کیا اور دستخط بنادیا کہ وقت پر کام آئے۔ (گواہان) معین الدین، شاکر میاں، کبیر میاں۔

شرط—(۱) ہمیں موقع پر ان کے پریوار کی ہر بات سہنا پڑے گا۔

(۲) جہاں بھی ہمیں جیسا کام کے لئے کہیں گے ہمیں وہ کرنا ہوگا۔

(۳) اپنی طبیعت سے ہم کوئی کام کرنے کے حقدار نہیں ہیں۔
(۴) بغیر اجازت اگر ہم ۱۵ روز غائب رہے تو طلاق ہو جائے گی۔

دستخط لڑکا ــــ عنایت حسین، بوڑھی بیڑ

اس کے بعد مذکورہ لڑکا ۱۳ تاریخ کے سویرے ہی اپنی خوشدامن وخسر کی اجازت سے اپنے رشتہ دار کے یہاں گیا اور وعدہ کیا کہ پرسوں روز چلا آؤں گا مگر آج ۱۸ صفر ۱۳۹۶ھ کو آرہا ہے۔ لہٰذا یہ بتایا جائے کہ مذکورہ شرائط کے مطابق نور عائشہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

المستفتی: قمر الدین انصاری، بوڑھی بیڑ، پلاموں

۸۶/۹۲

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــ !

صورت مسئولہ میں اگر عنایت حسین کو خسر وخوشدامن نے ۱۳ رتاریخ سے ۸ رصفر تک اپنے رشتہ دار کے یہاں ٹھہرنے اور اتنے دنوں تک گھر سے باہر رہنے کی اجازت نہیں دی تھی تو شرط کے مطابق اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ اس لئے کہ شرط نمبر (۳) میں اس نے یہ لکھا ہے کہ اپنی طبیعت سے ہم کوئی کام کرنے کے حقدار نہیں ہیں۔ لہٰذا ایسی صورت میں اگر وہ اپنی طبیعت سے بغیر اجازت وقت مقررہ سے زیادہ غائب رہا تو پھر طلاق واقع ہونے میں شبہ نہیں۔ مزید برآں شرط نمبر (۴) میں ۱۵ ردنوں کی قید بھی لگادی ہے۔ اس کی بھی اس نے خلاف ورزی کی جیسا کہ سوال کے مضمون سے ظاہر ہے۔ **وھو تعالیٰ اعلم**

نوٹ: عنایت حسین کی غیبوبت کے ایام کو جوڑنے میں غلطی ہوئی ہے پانچ دنوں کو پچیس دنوں میں تبدیل کردیا گیا ہے۔ غالباً یہ ناقل کی غلطی ہے۔ **مُصحّح**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۱۸-۵-۷۶ء

استفتاء ۶۴۷

مسئلہ: مکرمی ومعظمی جناب مفتی صاحب! السلام علیکم۔
میرے شوہر نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر تم کو کھانا کپڑا نہیں دیں گے تو تم پر تین طلاق واقع ہو جائے گی لہٰذا اس دفعہ میرے ساتھ چلو۔ میرے شوہر کا برابر یہی حال رہتا ہے کہ رخصتی کرا کر مجھے لے جاتے ہیں اور مجھ کو چھوڑ کر لاپتہ ہو جاتے ہیں۔ میرے ماں باپ مجبور ہو کر پھر مجھے اپنے گھر بلا لیتے ہیں اور میں خود بھی مجبور ہو کر ماں باپ کے گھر چلی آتی ہوں۔ میرے شوہر کو میرے ماں باپ نے بہت کافی پیسہ دیکر

مدد بھی کیا اور زندگی بنانا چاہا لیکن وہ برابر بھاگ جاتے ہیں اور پتہ نہیں چلتا ہے کہ کہاں گئے۔ سال دو سال غائب ہو جاتے ہیں۔ پھر اس دفعہ بھی غائب ہو گئے ہیں۔ اس دفعہ میرے ماں باپ نے اس شرط پر رخصتی کیا تھا کہ تم کو کھانا کپڑا دینا ہوگا اور ساتھ ہی رکھنا ہوگا۔ اس پر میرے شوہر نے جواب دیا کہ ہم ٹھیک سے رکھیں گے اور کسی طرح کی تکلیف نہیں دیں گے، بھاگ کر کہیں نہیں جائیں گے، اگر ٹھیک سے نہیں رکھا اور کہیں بھاگ جائیں گے تو آپ کی لڑکی پر تین طلاق واقع ہو جائے گی۔ ساتھ ہی عدت پوری کر کے دوسری شادی کر سکتی ہے۔ یہ بات تمام پنچوں کے سامنے ہم کہتے ہیں اور اقرار بھی کرتے ہیں۔ تب میرے ماں باپ نے مجھ کو رخصت کیا لیکن پھر وہ بھاگ گئے ہیں جس کا پتہ ایک سال سے نہیں ہے کہ وہ کہاں ہیں۔ لہٰذا میں جوان ہوں اپنی زندگی کے واسطے راستہ چاہتی ہوں۔ میرا راستہ شریعت کے مطابق آپ لوگ کر دیں۔ گواہ کے ساتھ میرے انگوٹھے کا نشان بھی اس کاغذ پر موجود ہے۔

گواہ—(۱) عبدالمجید، (۲) مظہر الحق، (۳) ولی محمد

المستفتیہ میمو النساء، ساکنہ منڈی سرہا، ڈاکخانہ چندن پٹی، مظفر پور

۹۲/۸۶ء

الجواب ــــــــ بعون الملک الوہاب ــــــــ!

صورت مذکورہ میں جب عدم نان ونفقہ پر طلاق کو معلق رکھا اور یہ شرط لگائی کہ اگر کھانا کپڑا نہ دیں گے تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور وہ شرط پوری نہیں کی یعنی کسوہ ونفقہ نہیں دیا تو طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور چونکہ تین طلاقیں بیک وقت دینا طریقہ مسنونہ کے خلاف ہے اس لئے طلاق دینے والا گنہگار رہا۔ درمختار میں ہے: **والبدعی ثلاث متفرقة اوثنتان بمرة اومرتين وفى ابوداؤد عن عمروابن العاص سئلوا عن البكر يطلقهازوجها ثلاثا فكلهم قال لاتحل له حتى تنكح زوجا غيره.** ”اور طلاق بدعی تین طلاق ہے متفرق طور پر یا بیک لفظ تین طلاقیں۔ اور ابوداؤد شریف میں عمرو بن عاص سے مروی ہے کہ صحابہ کرام نے اس باکرہ عورت کے بارے میں پوچھا کہ جس کے شوہر نے تین طلاقیں دیں۔ تو فرمایا کہ تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے اس کے لئے وہ حلال نہ ہوگی جب تک کہ وہ دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔“ اور یہی مسلک حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ کا ہے۔ لہٰذا ہندہ پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ بعد انقضائے عدت وہ دوسری شادی کر سکتی ہے۔ **وھو تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۱۹/۷/۷۶ء

استفتاء ۶۴۸

مسئلہ: بحضور حضرت مفتی اعظم صاحب قدم بوسی وسلام قبول فرمائیں۔

التماس خدمت یہ ہے کہ دسمبر ۱۹۷۶ء میں مجھ سے اور میری اہلیہ صاحبہ سے تنازعہ ہوگیا۔ سلسلہ کلام یہ ہے کہ میں ٹفن میں گھر آیا۔ اہلیہ گھر میں موجود نہ تھی۔ معلوم ہوا کہ وہ فلانے کے یہاں گھومنے گئی ہے۔ میں ان کے انتظار میں بیٹھا رہا۔ جب وہ آئیں تو میں نے اس سے پوچھا کہ تم بغیر میری اجازت کے کیوں گئیں؟ اس نے برجستہ کہا بے کار بیٹھی تھی فلاں کی بیوی نے بلایا چلی گئی۔ تنبیہاً میں نے کچھ کہنا شروع کیا تو فوراً وہ بولی اگر میں اسماعیل بھیا کے کوارٹر چلی جاتی تو اور دیر ہو جاتی۔ ان کا کلام سن کر میں غصہ میں آپے سے باہر ہوگیا اور اسی حالت میں منہ سے نکل گیا کہ اگر اسماعیل بھیا کے کوارٹر گئی تو تجھے ایک طلاق ہو جائے گی۔ اس کے بعد وہ رونے پیٹنے لگی اور میں کھانا کھا کر ڈیوٹی پر چلا گیا۔ اس کے بعد مجھے بے حد افسوس ہوا کہ میں نے کیا کر ڈالا۔ ساتھ ہی بیوی کو نصیحت مل گئی اور آئندہ وہ بغیر اجازت کہیں جانے سے توبہ کرتی ہے۔ آپ سے گذارش ہے کہ کوئی ایسی صورت نکالیں جس سے وہ اسماعیل بھیا کے کوارٹر میں جایا کرے۔

المستفتی: م محمد فضل حق، ہائی سیکنڈری اسکول، ڈی وی سی، پوسٹ مائتھن، دھنباد

۹۲/۸۶ ے

الجواب ـــــــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــــــ !

جو صورت آپ نے تحریر فرمائی ہے شریعت میں اسے تعلیق کہتے ہیں کہ جب آپ کی اہلیہ اسماعیل کے گھر جائے گی اسے طلاق ہو جائے گی۔ اگر کبھی نہ جائے تو طلاق نہ ہوگی۔ اب آپ چاہتے ہیں کہ وہ اسماعیل کے گھر آمد و رفت کرے تو اس کی صورت یہ ہے کہ آپ کی بیوی اس کے گھر جائے۔ اس کے بعد آپ اس سے تجدید نکاح کر لیں۔ اس میں حلالہ کی ضرورت نہ ہوگی اور اس کے بعد وہ ہمیشہ اسماعیل کے گھر آیا جایا کرے گی۔ اس لئے کہ ایک بار جانے سے تعلیق ختم ہو جائے گی۔ پھر اس کے بعد آنے جانے میں مضائقہ نہیں۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۱۰-۴-۷۷ء

استفتاء ۶۴۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ:

زید نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دی جس وقت طلاق دی زید کے والد والدہ، بڑی ہمشیرہ، چھوٹی ہمشیرہ اور بھابھی یہ سب لوگ موجود تھے مگر زید نے طلاق معلق دی ہے۔ یوں کہا ہے کہ ''اگر تم وہاں (یعنی اپنی ماں کی ہاں) جاؤ گی تو دو طلاقیں ہوں گی۔ اب زید کے والد، والدہ اور بڑی ہمشیرہ کا کہنا ہے کہ ہم لوگوں نے صرف لفظ طلاق سنا ہے ایک یا دو کا لفظ نہیں سنا ہے بلکہ صاف سنا ہے صرف طلاق بولے ہو۔ اور زید کی بھابھی اور چھوٹی ہمشیرہ کا کہنا ہے کہ لفظ تین طلاق سنا ہے۔ زید کا کہنا ہے کہ ہمیں اچھی طرح یا ہے کہ ہم نے کہا ہے کہ وہاں یعنی ماں کے ہاں جاؤ گی تو دو طلاق۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس صورت میں زید کی بیوی اگر کبھی ماں کے گھر چلی جائے تو طلاق رجعی واقع ہوگی یا مغلظہ؟ گواہوں کے دو فریق میں کس فریق کی گواہی کا اعتبار کیا جائے۔ ساتھ ہی یہ بھی واضح فرمایا جائے کہ اگر اس صورت میں تین ہی طلاق کا اعتبار کیا گیا تو کیا طلاق معلق بالشرط میں طلاق مغلظہ کے وقوع سے بچنے کے لئے کوئی حیلہ شرعی ہے۔ اگر ہے تو اس کی وضاحت فرمادی جائے۔ جواب بحوالہ کتب مرحمت فرمایا جائے۔ والسلام!

المستفتی: حافظ زبیر احمد، مقام وڈاکخانہ سبحانپور، کٹوریہ، وایہ عمرپور، بھاگلپور

پتہ برائے جواب: ایم اے خان، اریلی روڈ، آسام

۹۲/۷۸۶

الجواب ــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــ!

صورت مسئولہ میں جب کہ زید خود جزم کے ساتھ اقرار کر رہا ہے کہ اس نے دو طلاقیں معلق کی ہیں تو اس کے والد وغیرہ کے نہ سننے سے کچھ نہیں ہوتا۔ زید کی بھابھی اور چھوٹی بہن تین طلاق کی گواہیوں میں صرف عورتیں ہیں جن کی تنہا گواہی کافی نہیں ہدایہ میں ہے:

قال وماسوی ذلک من الحقوق یقبل فیھا شھادۃ رجلین اورجل وامرأتین سواء کان الحق مالا اوغیر مال مثل النکاح والطلاق۔

''ترجمہ: اس کے علاوہ دیگر معاملات میں دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی معتبر ہے۔ جس حق کی شہادت دی گئی ہو وہ مال ہو یا غیر مال مثلاً نکاح، طلاق۔''

زید کی بیوی جب ماں کے یہاں جائیگی اس پر دو رجعی طلاقیں واقع ہوں گی۔ ہاں اگر زید کی بیوی اس وقت میکے جا رہی

تھی۔ زید روک رہا تھا مگر وہ مصر تھی کہ زید نے تعلیق کی تو کچھ بھی واقع نہ ہوگی۔

عنایہ میں ہے: فان الحالف فی العادة ومایقصد بهذااللفظ منعهماعن الخرجة التی تهئیت لها لامن الخروج علی التابید فاذاعادت فقد ترکت تلک الخروج وانتهت الیمین فلا یحنث بعد ذلک وان خرجت والعرف له اعتبار فی باب الایمان.

"ترجمہ: اس لئے کہ یہ لفظ حدیث (یعنی ان لا ینصراه) ان دونوں کو نکلنے سے منع کرتا ہے جس کی طرف نکلنے کا ارادہ کئے نہ کہ ہمیشہ نکلنے کا۔ پھر اگر دوبارہ نکلا تو وہ خرج متروک ہو جائے گا اور یمین ختم ہو جائے گا اور اس کے بعد حانث نہیں ہوگا۔ اور باب ایمان میں عرف کا اعتبار کیا گیا ہے۔"

لیکن یہ اس صورت میں ہے جب کہ تابید کی نیت نہ کی ہو فتح القدیر میں ہے: والکلام فیمااذالم یکن للحال فنیة.

"ترجمہ: اور کلام اس میں ہے کہ جب حالف نے کوئی نیت نہ کی ہو۔" والمولیٰ تعالیٰ اعلم۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارہ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۱۲/۱۰/۷۷ء

استفتاء ۶۵۰

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ:

زید کا عقد بکرہ کے ساتھ ہوا عرصہ ۸ سال کا ہوا، ۸ سال کے اندر تین بار زید کے گھر گئی پہلی بار تین دن دوسری بار آٹھ دن تیسری بار ۱۵ دن کے لئے حالات ناخوشگوار رہے۔ طرفین سے خوشگواری تعلقات کی گفتگو ہوتی رہی۔ لیکن حالات سازگار نہ ہوئے۔

زید نے بر سر مجمع خسر سے یہ بات کہی کہ تم لوگ تعلقات بنانا نہیں چاہتے ہو حالانکہ میری بیوی بکرہ میرے ساتھ رہنے کو تیار ہے۔ اور مجھ سے خوش ہے۔ اگر میری بیوی بکرہ میرے ساتھ رہنے کو تیار نہیں ہے تو میری طرف سے اس کو تین طلاق ہے۔ تو اس کی تحقیق کی گئی تو بکرہ نے عدم رضا کا اظہار لیا۔ پیش شدہ حالات میں آیا طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟۔ بیّنو اتو جروا!!

گواہ: محمد امین صاحب، بابو میاں جونپوری، عبدالمجید صاحب

المستفتی: محمد فرید شاہ، پوکھریا، سیتامڑھی

۱۲/۱۱/۷۸ء

۹۲/۸۶ء

الجواب ـــ !

برتقدیر صدق مستفتی جب زید نے اپنی شریک حیات کی عدم رضا پر طلاق کو معلق رکھ کر مشروط طلاق دی اور تحقیقات کرنے پر شریک زندگی کا زید سے راضی ہونا ثابت نہ ہوا اور وہ زید کے ساتھ رہنے کو تیار نہیں ہے۔ تو ایسی صورت میں اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ وھو اعلم!

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

۱۷/۱۰/۷۸ء

استفتاء ۶۵۱

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ:

محمد ظہیر الحسن نے قسم کھا کر اپنی بیوی اصغری بیگم سے کہا ایک سال تک اگر ایک لفظ بھی منہ سے بات کی یا ہمبستری کی تو تین طلاقیں پڑ جائے گی۔ اس لئے اب اس صورت میں محمد ظہیر الحسن اپنی بیوی مذکورہ سے خط وکتابت کر سکتا ہے یا نہیں؟ یا کوئی چیز لین دین کر سکتا ہے یا نہیں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد ظہیر الحسن موضع سمری عالم پور پوسہا، وایہ اورائی، ضلع مظفر پور، بہار

۹۲/۸۶ء

الجواب ـــ !

صورت مسئولہ میں طلاق واقع ہونے کے لیے ایک لفظ بھی منہ سے بات کرنے کی شرط ہے اور یہ شرط خط وکتاب یا لین دین میں نہیں پائی جاتی۔ لہٰذا اذا فات الشرط فات المشروط. ''جب شرط فوت ہوجائے تو مشروط بھی فوت ہوجائے۔'' کے پیش نظر طلاق واقع نہ ہوگی اگر چہ تحریری طور پر بھی مافی الضمیر کا اظہار ہوتا ہے لیکن سوال میں منہ سے بات کرنے کی شرط ہے اور وہ صورت مذکورہ میں مفقود۔ لہٰذا طلاق کا حکم نہ ہوگا۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

۲۰/۱۱/۷۸ء

استفتاء ۶۵۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:
پندرہ سال قبل زید کی شادی ہندہ سے ہوئی زید برابر تہذیب وتمدن کے لئے ہندہ کو ڈراتا دھمکاتا رہا۔ ہندہ اپنی حرکت سے باز نہ آئی نہ ہندہ کے والدین نے اس کا کچھ خیال کیا محلّہ والوں کو جب خبر ہوئی تو پنچایت کی صورت میں زید کو سمجھا کر راضی کر لئے اور ہندہ کو اس کے حوالہ کر دیئے۔ چند بار ایسا ہوا اس کے بعد زید نے قید لگا دی کہ بغیر میری اجازت میکہ بھاگ کر جاؤ گی تو تم کو تین طلاق۔ کچھ عرصہ بعد زید نے ہندہ کو کسی بنا پر مارا پیٹا ہندہ بھاگ کر میکہ چلی گئی جس کو چھ ماہ ہو گیا ہندہ کا میکہ سسرال ہی کے محلّہ میں ہے ہندہ پر یہ قید اس وقت لگائی گئی جب اس کے والد و بھائی وغیرہ محلّہ کے لوگ موجود تھے۔ بعد میں پنچایت ہوئی تو زید سے پوچھا گیا کہ ہندہ کو رکھو گے تو وہ تیار ہو گیا لیکن ہندہ اس کے یہاں جانے سے انکار کرتی ہے کہ میں کبھی نہیں جاؤں گی چاروں بچے زید کے حوالہ ہیں۔

المستفتی: ڈاکٹر انوار الحسن، موضع سموہاں، پوسٹ بانکہ، ضلع بیگوسرائے

۷۸۶/۹۲

الجواب

زید نے جب گھر سے بغیر اجازت بھاگ جانے پر تین طلاقوں کو مشروط رکھا اور ہندہ بھاگ کر میکہ چلی گئی تو زید کی شرط کے مطابق ہندہ پر تین طلاق واقع ہو گئیں اور اب زید بغیر حلالہ ہندہ کو اپنی زوجیت میں نہیں رکھ سکتا، حلالہ کی صورت یہ ہے کہ ہندہ بعد انقضائے عدت دوسرے مرد سے نکاح صحیح کرے اور وہ مرد بعد مجامعت ہندہ کو طلاق دیدے تو پھر عدت گزار کر زید سے اس کی شادی ہو سکتی ہے۔ وھو اعلم!

کتبہ محمد فضل کریم غفر لہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

۲۰/۱۱/۷۸ء

استفتاء ۶۵۳

مسئلہ: بخدمت شریف جناب مفتی صاحب ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہماری بستی میں زید نامی ایک شخص ہے۔ اس نے گھریلو جھگڑے میں اپنی بیوی کو غصہ سے فقط دو طلاقیں دے دیا اور اس کے ماموں کے گھر بھجوادیا۔ پھر دو گھنٹہ بعد بہت رونے لگا کہ میں نے بہت غلطی کیا یا اللہ اب کیا ہوگا؟ تو ہمارے امام مسجد جو علامہ ارشد القادری کے شاگرد ہیں اور فیض العلوم سے فارغ ہیں۔ ان سے شرع کے مطابق مسئلہ دریافت کیا کہ دو طلاقوں کے بعد شریعت کے مطابق کوئی راستہ بتائیں۔ تو ہمارے امام صاحب موصوف نے مدرسہ گلشن بغداد منڈی کلاں، ہزاری باغ کے صدر مدرس علامہ مولانا عبدالقادر صاحب سے مسئلہ کی تحقیق کے لئے رجوع کیا اور صورت مسئلہ کو پیش کر کے جواب طلب کیا کہ اگر حاملہ کو دو طلاق دے دی جائے تو کیا حکم ہوگا؟ عدت کے اندر رجعت کر کے نکاح پڑھا کر رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ تو مولانا عبدالقادر صاحب نے جواب دیا کہ حاملہ پر طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اگر چہ دو ہی طلاقیں دیا تو عدت کے اندر رجعت کر لیں اور نکاح پڑھالیں۔ چنانچہ ہمارے خطیب صاحب نے ایسا ہی کیا۔ پانچ چھ آدمیوں کی موجودگی میں باضابطہ گواہان ووکیل کے سامنے شرعی قانون کے مطابق نکاح پڑھادیا اور زید اپنی بیوی کو گھر لے آیا۔ ہماری بستی میں چند شر پسند عناصر ہیں جو برابر ملت کا شیرازہ منتشر کرنا چاہتے ہیں۔ ان میں سے دو ایک آدمی نے لوگوں کو بہکانا شروع کیا کہ مولانا نے شریعت مطہرہ کے خلاف نکاح پڑھایا۔ بستی میں کسی کو خبر نہیں کیا صرف پانچ آدمیوں کے سامنے نکاح پڑھا دیا، وہ بھی عورت حاملہ تھی۔ لہٰذا یہ نکاح درست نہیں ہوا۔ جب تک ادارۂ شرعیہ سے فتویٰ نہ منگوایا جائے گا ہم لوگ مولانا کا کھانا پینا، میل ملاپ سب بند کر دیں گے۔ لہٰذا عاجزانہ التماس ہے کہ شریعت مطہرہ کی روشنی میں مسئلہ کی صاف وضاحت فرمادیں۔ یوں تو پوری بستی سنیت کا علمبردار ہے اور ہم لوگ ادارۂ شرعیہ کے ماننے والے ہیں۔

المستفتی: محمد بدرالدین صابری ارشدی کیراف شرف الدین کلاتھ مرچنٹ
مقام و پوسٹ بڑکا گاؤں، ہزاری باغ
۱۹-۳-۷۶ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوهاب ــــــــــ!

صورت مذکورہ میں مطلقہ حاملہ کے متعلق علامہ سید شاہ عبدالقادر صاحب نے جو مسئلہ کا جواب دیا ہے وہ شرعاً بالکل صحیح ودرست

ہے اور دوبارہ رجعت کرنا اور نکاح کے جائز ہونے میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ حاملہ پر طلاق واقع ہوجاتی ہے اور حاملہ کا نکاح اس کے شوہر سے جائز ہے۔ جولوگ اس مسئلہ کے خلاف ہنگامہ آرائی کررہے ہیں وہ شرعی مسائل سے ناواقف ہیں۔ بغیر مسئلہ جانے ہوئے اس قسم کا غلط پروپیگنڈہ کرنا اور ایک عالم دین کے خلاف بولنا گناہ عظیم ہے۔ نکاح کے لئے مجمع کثیر ضروری نہیں۔ اگر پانچ آدمیوں کی موجودگی میں نکاح پڑھایا گیا تو اس کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں بلکہ اگر صرف دوگواہ اور ایک وکیل کے سامنے ایجاب وقبول کرایا گیا جب بھی نکاح جائز ودرست ہوگا۔ عوام کو بلاوجہ ایسے غلط پروپیگنڈے سے اجتناب وپرہیز کرنا چاہیے۔ وھو تعالیٰ اعلم.

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۴-۴-۷۶ء

استفتاء ۶۵۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

محمد جمیل نے اپنی بیوی کو جھگڑے کی حالت میں تین طلاقیں دے دی۔ بیوی اس وقت حالت حمل میں ہے۔ ایسی صورت میں کیا طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ نیز عدت گزارنے کی کیا صورت ہے۔ آیا وہ تین حیض عدت گزارے گی یا وضع حمل اس کی عدت ہوگی؟

المستفتی: محمد حفیظ لاکھے، صدر ادریسہ پنچایت، لاکھے، ہزاری باغ، بوساطت شاہ مظہر حسین وارثی۔ سملی .... پٹنہ

۹۲/۷۸۶

الجواب ـــــــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــــــ

صورت مذکورہ میں محمد جمیل کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور بیک وقت تین طلاقیں دینے کی وجہ سے محمد جمیل گنہگار ہوئے۔ اس لئے کہ یکبارگی تین طلاقیں دینا خلاف سنت ہے۔ لیکن عورت زوجیت سے خارج ہوجاتی ہے اور پھر بغیر حلالہ شوہر اس سے نکاح نہیں کرسکتا۔ چونکہ ہندہ حاملہ ہے اس لئے اس کی عدت وضع حمل ہوگی۔ جب تک بچہ پیدا نہ ہو اس کی عدت باقی رہے گی۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

استفتاء ۶۵۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے شریعتِ مطہرہ مسئلہ ذیل میں کہ:
زید اپنی زوجہ ہندہ کو لانے کے لئے اس کے میکے گیا۔ اپنے خسر عمرو سے رخصتی کے لئے کہا۔ عمرو نے زید سے کہا کہ ''آج رخصتی نہیں دیں گے۔ آٹھ، دس روز کے بعد آپ آیئے یا ہم پہنچا دیں گے۔'' زید نے کہا کہ ''ہم آج ہی رخصتی لے جائیں گے۔'' عمرو نے وہی جواب دیا کہ ''آج رخصتی نہیں دیں گے۔'' زید نے غصہ میں آکر کہا کہ ''اگر رخصتی نہیں دیجئے گا تو ہم نے طلاق دیا، طلاق دیا، طلاق دیا'' دس گیارہ بار یہ لفظ کہا۔ لہٰذا علمائے ملت اسلامیہ سے گزارش ہے کہ کتب معتبرہ سے دلائل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔

نوٹ: عمرو کا عذر اس بنا پر تھا کہ ہندہ حاملہ تھی بچہ کا تولد والدین کے گھر ہونے میں زیادہ پریشانی کا باعث نہیں ہوتا ہے لہٰذا عدت بھی تحریر کریں۔

المستفتی: محمد عبدالحفیظ، مسکونہ سدھولی، پوسٹ: سدھولی، ضلع پورنیہ، بہار
۷۲/۳/۱۷ء

۸۶/۹۲ھ

الجواب ــــــــــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب ــــــــــــ

صورت مذکورہ میں تین طلاقوں کے بعد ہندہ زید کے حوالۂ نکاح سے خارج ہوگئی۔ قرآن کریم میں: مطلقہ ثلاثہ کے متعلق ارشاد فرمایا گیا: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ. یعنی تین طلاقوں کے بعد بغیر حلالہ زوجہ، شوہر کے لئے حلال نہیں جب تک کہ بعد انقضائے عدت اس سے دوسرا مرد نکاح صحیحہ کر کے مباشرت کے بعد طلاق نہ دے۔ جب شوہر ثانی وطی کے بعد طلاق دے دے گا تو پھر عدت گزار کر پہلے شوہر کی زوجیت میں ہندہ آسکتی ہے۔ اگر زید نے حالت حمل میں تین طلاقیں دیں تو وہ سخت گنہگار ہوا اور اس طلاق کی عدت وضع حمل ہوگی یعنی جب بچہ پیدا ہو جائے گا عدت ختم ہو جائے گی۔ خواہ وضع حمل کتنی ہی مدت کے بعد ہو۔ وھو اعلم

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۷۲/۳/۱۸ء

استفتاء ۶۵۶

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:
زید نے اپنی بیوی ہندہ کو تین طلاقیں غصہ میں دے دی اور ہندہ ابھی حالت حمل میں ہے۔لہٰذا دریں حالت حمل ہندہ کی طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر طلاق ہوگئی تو عدت کس طرح گزارے گی جواب باوضاحت مرحمت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: غلام حیدر رضوی امام مسجد ٹپکا، ساکن: ٹپکا ڈیہہ، تانتری۔ گریڈیہہ

۸۶/۹۲ھ

الجواب

زید کی بیوی ہندہ پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور وہ زید کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔اور اس کی عدت وضع حمل ہے جب تک بچہ پیدا نہ ہوجائے عدت باقی رہے گی بعد ولادت ہندہ زید کے علاوہ جس سے چاہے نکاح کرسکتی ہے۔وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۹/۵/۷۸ء

استفتاء ۶۵۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں علمائے دین کہ:
غیاث الدین عرف ڈومن میاں نے اپنی بیوی کو طلاق دیا کچھ دنوں بعد وہ پھر ان کے گھر میں چلی آئی مگر حاملہ ہے اس عورت کو حلالہ کے بعد پھر غیاث الدین اپنے نکاح میں لا سکتے ہیں یا نہیں؟ بعد ولادت دوسرے کے نکاح میں دی جائے یا ایام حمل میں بھی نکاح ہوسکتا ہے۔یا بعد ولادت کتنے دنوں کے بعد نکاح کیا جائے گا؟

المستفتی: محمد ایوب مقام رحلہ، ڈاکخانہ رحلہ، ضلع پلاموں، بہار

۱۳/۸/۷۸ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــ !

غیاث الدین نے اگر اپنی بیوی کو طلاقیں مغلظہ یعنی تین طلاقیں دیدی ہیں تو حالت حمل میں اس کا حلالہ نہ ہوگا اس لئے کہ جب تک بچہ پیدا نہ ہوجائے عدت باقی رہے گی اور عدت کے اندر دوسرے سے نکاح شرعاً ناجائز وحرام۔ قرآن کریم میں ہے: لَاتَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهٗ ۔ "اور نکاح کی گرہ پکی نہ کرو جب تک لکھا ہوا حکم اپنی میعاد کو نہ پہنچ لے (ترجمہ کنزالایمان)۔ لہٰذا جب اس عورت کو بچہ پیدا ہوجائے تو دوسرے مرد سے نکاح صحیح پڑھائے اس لئے کہ ولادت کے بعد عدت ختم ہوگئی اور جب دوسرا شوہر بعد مجامعت اس عورت کو طلاق دیدے تو پھر طلاق کی عدت گزارنے کے بعد پہلے شوہر غیاث الدین سے اس عورت کا نکاح ہوسکتا ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم!

کتبہ ـــــــــــــــــــــــ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

۱۴/۸/۷۸ء

استفتاء ۶۵۸

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:
زید کی بیوی ہاجرہ کو اپنے شوہر کی جیب سے روپیہ چرانے کی عادت تھی۔ جب زید اس سے دریافت کرتا تو کہتی کہ کچھ پیسے نکالے ہیں۔ زید سمجھ جاتا کہ اسی نے روپیہ چوری کیا ہے ایک بار زید نے کسی سے قرض روپیہ لیا اور گھر میں رکھا۔ دوسرے دن روپیہ غائب تھا۔ بیوی میکہ چلی گئی تھی۔ جب اس سے پوچھا تو کہنے لگی جب کوئی کہیں جاتا ہے تو دس بیس تیس لے جاتا ہے۔ اس پر زید نے کہا کہ آئندہ سے یہ کام کروگی تو تم کو جواب ہو جائے گا۔ اس کے کچھ دنوں بعد پھر اس نے روپیہ لے لیا۔ پوچھنے پر وہ خاموش رہی۔ زید نے کہا کہ ہم لڑکے سے پوچھتے ہیں۔ اگر تم نے لیا ہے تو تم کو تو جواب دیئے ہی ہیں گھر سے نکال دیں گے۔ بعد میں ہاجرہ رورہی تھی۔ عورتوں نے پوچھا تو کہنے لگی ہم نے کچھ روپیہ لیا ہے لیکن شوہر کو کہنا بھول گئی اور میرا شوہر یہ کہہ چکا ہے کہ آئندہ سے چراؤ گی تو جواب ہو جائے گا۔ پنچایت میں جب زید سے پوچھا کہ تم اپنی بیوی ہاجرہ کو جواب دیئے ہو تو اس نے کہا کہ ہم صاف صاف کہے ہوئے ہیں چند سال پہلے کہ اگر تم اب چوری کروگی تو تم کو جواب ہے۔ لہٰذا زید کی بیوی ہاجرہ کو جواب ہوا یا نہیں؟ اگر طلاق ہوئی تو کس قسم کی اور اس کو درست کرنے کی کیا صورت ہوگی؟

المستفتی: محمد عثمان، مقام کربگھیا، پٹنہ

۹۲/۷۸۶

الجواب ـــــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــــ !

زید نے اگر لفظ جواب سے طلاق مراد لی ہے تو اس کی بیوی ہاجرہ پر شرط پائے جانے کی بنا پر طلاق واقع ہو گئی۔ چونکہ یہ طلاق بائن ہوئی اس لئے اگر زید پھر اسے اپنی زوجیت میں لانا چاہتا ہے تو تجدید نکاح کرے۔ بغیر نکاح وہ عورت زید کے لئے حلال نہ ہوگی۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتـــــــــــبـــــــــــہ

۱۸-۱۱-۷۴ء

استفتاء ۶۵۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین ان مسائل میں کہ:

(۱) میرے شوہر نشہ کی حالت میں شدید مار پیٹ کرتے ہیں بلکہ بار ہا میری جان مارنے کی کوشش کی جس کو میرے پڑوسی بخوبی جانتے ہیں۔ان سب حالات کے پیش نظر میں نے اپنے والدین کو اطلاع دی کہ ''مجھے آ کر لے جاؤ ورنہ مجھے جان کا خطرہ ہے۔'' چنانچہ بھائی آئے اور حکمت عملی سے مجھے اپنے ماں باپ کے گھر لے گئے۔ میرے شوہر نے ان شرائط پر مجھے اجازت دی کہ ''اگر تم اپنے باپ کے مکان کے سوا دوسرے رشتہ داروں بھائی، بہن، چچا، تایا یا خالہ، پھوپھی وغیرہ کے مکان پر جاؤ گی تو تمہیں تین طلاق ہو جائے گی۔'' لیکن میں برخلاف شوہر کی اجازت کے ہر ایک رشتہ دار کے مکان پر گئی کیا اس سے طلاق واقع ہو گئی؟

(۲) بوقتِ روانگی یہ کہا کہ ''تم حاملہ ہو بچہ یا بچی جو بھی ہو اس کو میرے حوالہ کر دو گی تو میں مہر ادا کروں گا ورنہ نہیں۔ کیا اس سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں واقع ہوتی ہے؟

(۳) بار ہا بکثرت حضرات کے سامنے کہا کہ ''میں تو اُسے صرف ایک بار بلا کر اُس کے یعنی میرے ناک کان کاٹ کر بدصورت کر کے آزاد کر دوں گا۔'' ان سب وجوہات کے پیش نظر میں ہرگز ہرگز شوہر کے مکان پر جانا نہیں چاہتی ہوں۔'' لہٰذا مذکورہ وجوہات کی بنا پر کیا مجھے طلاق ہو گئی یا نہیں؟ اور اب مجھ کو کیا کرنا چاہیے؟ یہ سب بیان میں حلفیہ دے رہی ہوں۔

(۴) ایک بار یہ بھی کہے کہ ''تو چلی جا مجھے تیری ضرورت ہی نہیں ہے۔'' جواب باصواب شرع کے مطابق عطا کریں۔ والسلام

المستفتیہ: سائرہ بانو کیراف محمد نور محمد بشیر خاں جی
محلہ گھانٹی کھادیا، پوسٹ، ڈونگر پور، ضلع دونگر پور (راجستھان)

۹۲/۸۶ ھ

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــ !

صورت مذکورہ میں سائرہ پر طلاق مغلظہ واقع ہو گئی اور وہ شوہر کی زوجیت سے خارج ہو گئی۔ بعد انقضائے عدت سائرہ دُوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ اس لئے کہ مشروط طلاق میں ایقاعِ طلاق رشتہ داروں کے گھر جانے پر موقوف تھا جب سائرہ خلاف شرط رشتہ داروں کے گھر گئی۔ طلاق واقع ہو گئی۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبــــــہ

۵/۱۰/۷۳ء

استفتاء ۶۶۰

مسئلہ: میں مستقیم ولد عبدالعزیز قائم مقام سرجوڑ یہہ، تھانہ کسمار (پٹیر دار) ضلع ہزاری باغ کا رہنے والا ہوں۔ میری شادی جناب عبدالجبار علی کی دختر مسماۃ طیر النساء مقام چاڑی تھانہ، گولا، ضلع ہزاری باغ کے ساتھ ہوئی ہے۔ آج قریب پانچ ماہ سے میں بیوی کو خرچ نہیں دے رہا ہوں۔ وہ اس عرصہ میں اپنے میکہ میں گزر بسر کر رہی تھی میں اُسے نان ونفقہ نہیں دے رہا تھا آج میں حاضر پنچان کے سامنے اقرار کرتا ہوں کہ اب آئندہ دو ماہ میں مَیں اپنے بچے اور بیوی کو مبلغ ۳۰؍ روپے مہینہ خرچ دیا کروں گا اور مَیں بھی بیچ بیچ میں کبھی کبھی آیا کروں گا۔ میں دو ماہ کے اندر اپنی بیوی بچے کو خرچ نہیں دوں گا اور نہیں دوں گا تو میری بیوی کو شرطیہ طلاق ہو جائے گی یعنی میری بیوی کو تین طلاق ہو جائے گی۔ عرصہ دو ماہ وقت میں لیتا ہوں۔ دو ماہ کے اندر میں خرچ ضرور دوں گا۔ اس لئے یہ شرطیہ طلاق نامہ لکھ دیا کہ وقت پر کام آئے۔

مستقیم مقام سرجوڑیہہ عبدالجبار کاتب مقام چاری گواہ: محمد عباس نشان: علی حسین مولا
۳۰/۹/۷۱ء ۳۰/۹/۷۱ء گواہ: شیخ غلام نبی نشان: گزر علی مقام چاری

نوٹ ۱: مندرجہ بالا اقرار نامہ لڑکے کو پڑھ کر سنا دیا گیا۔ زبان سے وہ کچھ نہیں بولا اور سن سمجھ کر اقرار نامے پر اس نے دستخط کر دیا اور دو ماہ ۲۷ دن کے بعد لڑکا پھر آیا جب کہ مدت اقرار نامہ کے مطابق ختم ہو چکی تھی۔ اس بیچ میں لڑکے نے خرچ نہیں دیا اور نہ آیا۔ اور آیا تو وقت گزر جانے پر آیا۔ اس کی ایک بچی تھی جو قضا کر گئی تھی۔ چند ماہ کی تھی جب خبر دی گئی اس کے قریب آٹھ دس دنوں کے بعد خالی ہاتھ وہاں سے آیا اور کہا کہ میں بیوی کو لے جانے آیا ہوں، اس کو یہاں ٹھہرنے کی جگہ نہیں دی گئی۔ لہٰذا آپ براہِ کرم از روئے شریعت مطلع فرمائیں کہ مذکورہ بالا شرائط کے مطابق لڑکی مذکور کو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ جلد از جلد جواب سے مطلع فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

نوٹ ۲: لڑکے نے کہا تھا کہ میرا دین مہر معاف کرا دیا جائے۔

المستفتی: یار علی میاں، مقام و پوسٹ چاڑی، وایا گولا، ضلع ہزاری باغ
۲۲/۱/۷۲ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــــــ وھوالموفق للصواب ـــــــــــــــ

مذکورہ بالا تحریری اقرار نامہ کے مطابق جب مستقیم دو ماہ تک نہ خود آیا نہ وعدہ کے مطابق اپنی بیوی کو خرچ دیا تو اس کی بیوی

پر شرط کے پیش نظر طلاق واقع ہوگئی اور وہ مستقیم کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ اگر چہ اس نے خود نہ لکھا لیکن مضمون کو سن کر اور سمجھ کر دستخط کر دینا ہی اس کا اقرار سمجھا جائے گا۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ٦
کتبہ

۲۴/۲/۲۷ء

استفتاء ٦٦١

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
زید نے اپنی بیوی ہندہ سے اس کی ناز یبا حرکات کو دیکھ کر یہ کہا کہ تم اپنی عزیزہ زینب کے یہاں نہ جایا کرو تو جب وہاں جاتی ہے تیرا دماغ خراب ہو جاتا ہے اور تو گھر میں آ کر خرافات بکتی ہے۔ تو نوٹ کر لے آج سے اگر تو گئی تو طلاق پڑ جائے گی۔ زید کا یہ کہنا اپنے گھریلو ماحول کو قابو میں رکھنے کے لئے ڈرانے کی غرض سے تھا نہ کہ طلاق ہی مقصود تھا۔ تو کیا طلاق پڑ گئی؟ اگر ہاں تو کون سی؟ درمیان میں حالات سازگار رہے اور ازدواجی تعلقات بھی حسب دستور رہے۔ پھر ایک روز چپکے سے ہندہ زینب کے گھر چلی گئی۔ اب کونسی طلاق پڑے گی۔ اب زید کو کیا کرنا چاہئے جب، کہ اسے خبر ہوگئی کہ اس کی بیوی نے اس کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے وہی عمل کیا جس سے اسے منع کیا گیا تھا؟ شرع سے باخبر فرمائیں۔

المستفتی: احقر محمد امانت اللہ خان قادری، کوپا، سارن (بہار)

۹۲/۸٦ء

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــ!

زید نے اپنی بیوی کو زینب کے گھر جانے سے منع کیا اور کہا کہ آج سے اگر گئی تو طلاق پڑ جائے گی۔ اگر چہ اس جملہ میں زینب کا نام نہیں ہے مگر سیاق کلام سے ظاہر ہے کہ زید نے زینب ہی کے گھر جانے پر طلاق کو معلق کیا۔ لہٰذا جب شرط پائی گئی طلاق واقع ہوگئی۔ زید کا یہ کہنا کہ طلاق مقصود نہ تھا ڈرانے کے لئے کہا یہ قول شرعاً غلط ہے۔ **لان الصریح لایحتاج الی النیۃ.** قول صریح میں نیت حاجت نہیں۔ ہدایہ میں ہے: **اذا اضافہ الی شرط وقع عقیب الشرط مثل ان یقول لامراتہ ان دخلت الدار فانت طالق ھذا بالاتفاق.** " جب طلاق کی اضافت کسی شرط کی طرف کی گئی تو شرط پائی جانے کے بعد طلاق واقع ہو جائے گی جیسے اپنی بیوی سے شوہر کہے اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق یہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔" لہٰذا یہ طلاق رجعی ہوئی۔ اگر ابھی عدت ختم نہیں ہوئی ہے تو زید بیوی سے رجعت کرے۔ یہ کہہ دے کہ میں نے رجوع کیا اور اگر عدت ختم ہوگئی ہو تو دوبارہ تجدید نکاح کرے۔ حلالہ کی

ضرورت نہیں۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۱۰ر ستمبر ۱۹۸۲ء

استفتاء ۶۶۲

مسئلہ: محترم جناب مفتی اعظم صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
ایک لڑکے سے زبردستی لوگوں نے اپنی بیوی کو طلاق دلوایا جس کو پانچ ماہ ہورہا ہے۔ لڑکے کی نیت بالکل اپنی بیوی کو چھوڑنے کی نہ تھی اور نہ اَب ہے۔ اب پھر لڑکی والے بھی چاہتے ہیں کہ شوہر اپنی بیوی کو لے جائے مگر وہ تو طلاق دے چکا ہے۔ شریعت کا کیا حکم ہے؟ جب کہ لڑکے نے اپنی جان کے خوف سے اپنی بیوی کو طلاق دیا تھا۔ اگر اسے ''طلاق'' ہوگئی تو اس کے حلال ہونے کی کیا صورت ہے؟ جب کہ شوہر اور بیوی دونوں چاہتے ہیں کہ پہلے کی طرح میاں بیوی بن کر رہیں۔ اُمید ہے کہ قرآن وحدیث کی رُو سے جواب سے مطلع کریں گے۔

المستفتی: محمد عباس کیراف حافظ عبدالمجید جامع مسجد، سمستی پور، ضلع دربھنگہ
۱۵/۹/۷۲ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــــ وھوالموفق للصواب ــــــــــــ !

صورت مذکورہ میں زبردستی طلاق دینے کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں (۱) اکراہ تام جس کو ''ملجی'' کہتے ہیں (۲) دوسری صورت ''اکراہ غیر تام'' کی ہے۔ اگر لڑکے نے ''اکراہِ تام'' کی صورت میں طلاق دی ہے یعنی واقعی وہ اپنی بیوی کو طلاق نہ دیتا تو لوگ اسے جان سے مار ڈالتے اور لڑکے کو اس بات کا یقین بھی تھا اور جن لوگوں نے زبردستی طلاق دلوائی اگر وہ طلاق نہ دیتا تو یہ لوگ اس کو جان سے مار ڈالنے پر قادر بھی تھے۔ تو ایسی صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی (مگر ایسی صورت شاذ ونادر ہی ہوتی ہے) اگر ''اکــراہ تــام'' نہ تھا بلکہ صرف مارنے پیٹنے یا تکلیف دینے کی دھمکی دی تو طلاق واقع ہوجائے گی۔ اگر لڑکے نے تین بار طلاق مغلظہ دے دی ہے تو بغیر حلالہ بیوی کو اپنی زوجیت میں نہیں رکھ سکتا۔ قرآن حکیم میں ہے: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَاتَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ ''پھر اگر اسے تیسری طلاق دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔'' (ترجمہ کنز الایمان) حلالہ کی صورت یہ ہے کہ طلاق کی عدت گزار کر وہ عورت کسی مَرد سے نکاح صحیح کرے اور پھر وہ مَرد اس سے مجامعت بھی کرے اس کے بعد اگر وہ طلاق دے دے تو پھر عدت گزار کر وہ عورت پہلے شوہر سے شادی کرسکتی ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ
۲۷/۹/۷۲ء

استفتـــــاء ۲۶۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ہذا میں کہ:
زید نے اپنی بیوی کو اپنے سسر عمرو کے دباؤ ظلم اور زبردست قسم دینے کی بنا پر بحالت مجبوری تین طلاقیں دیں۔ جب کہ زید ہندہ کو قطعی طور پر اپنی طرف سے طلاق دینا نہیں چاہتا تھا۔ عمرو نے اسے قسم دے کر مجبور کیا کہ تم میری لڑکی ہندہ کو طلاق دو اب چونکہ زید اور ہندہ کے باہمی تعلقات ایسے گہرے ہیں کہ ہندہ کسی صورت میں جدا ہونا نہیں چاہتی اور زید بھی ہندہ سے جدا ہونا نہیں چاہتا۔ طلاق مذکورہ طلاق کی کونسی قسم ہے؟ طلاق رجعی یا طلاق مغلظہ؟ اگر طلاق رجعی ہے تو لوٹانے کی کیا صورت ہوگی؟ اور اگر یہ طلاق مغلظہ ہے تو پھر زید اپنی بیوی ہندہ کو اپنی زوجیت میں کس طرح لاسکتا ہے؟ از روئے شرع مفصل ومدلل جواب دے کر مطمئن فرمائیں۔ والسلام

المستفتي: محمد حبیب بانس جوڑا بستی، پوسٹ لایاباد، ضلع دھنباد
۲/۷/۱۷ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــــ وباللہ التوفیــــــــــق!

صورت مذکورہ میں زید کو اس کے خسر نے طلاق دینے پر مجبور کیا اور اس نے بحالت مجبوری تین طلاقیں دیں۔ جبر وزبرتی کرنے کو شریعت میں ''اکراہ'' کہتے ہیں۔ اکراہ کی دو قسمیں ہیں ایک ''اکراہ تام'' دوسری ''اکراہ ناقص''۔ اکراہ تام کی صورت یہ ہے کہ عضو کاٹ ڈالنے یا جان سے مارڈالنے یا ضرب شدید کی دھمکی دینا اور ایسا کہنے والا عضو کاٹنے یا مارڈالنے پر قدرت تامہ بھی رکھتا ہو اور یقین ہو کہ اس کے حکم کی تعمیل نہ کرنے سے وہ فعل مذکورہ کرڈالے گا تو ایسی صورت میں اگر طلاق دی اور صرف ڈر اور خوف کی وجہ سے لفظ ''طلاق'' بولا مگر دل میں یہ ارادہ نہ تھا تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ دوسری صورت اکراہ ناقص کی ہے جس میں اس سے کم ضرب کی دھمکی دی جائے۔ لہٰذا زید کے خسر نے جو قسم دے کر طلاق دینے پر مجبور کیا تو زید پر اس کا ایفا ضروری نہ تھا۔ قسم دینے والا شرعاً مجرم و گنہگار ہوگا۔ دوسرے کے قسم دینے پر زید کو مطلق اس کا پورا کرنا ضروری نہ تھا اس لئے ہندہ پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ درمختار میں ہے: ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبدا او مکرھا۔ ''یعنی ہر عاقل بالغ شوہر کی دی ہوئی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اگرچہ وہ غلام ہو یا زبردستی کیا گیا ہو۔'' لہٰذا بصورت مذکورہ ہندہ زید کی زوجیت سے خارج ہوگئی اب وہ بغیر حلالہ زید کے نکاح میں نہیں آسکتی۔ قرآن حکیم میں ہے: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔
''پھر اگر اسے تیسری طلاق دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔'' (ترجمہ کنزالایمان)۔

وھوتعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۷/۶/۷۱ء

استفتاء ۲۶۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ
خالد نے شاہدہ سے نکاح کیا خالد اور خالد کے گھر والوں نے شاہدہ کو چند قسم کی ذہنی تکلیفیں دیں۔ شاہدہ نے کل باتیں اپنے والدین اور بھائیوں سے سنایا۔ خالد جب شاہدہ کو لے جانے کے لئے اپنی سسرال آیا تو اس کے سالے نے اس سے طلاق لے لیا طلاق دینے سے خالد نے ایک مرتبہ انکار کیا مگر شاہدہ کے گھر والوں نے زور دیا مگر مارنے پیٹنے کی کوئی دھمکی نہ دی۔ آخر میں خالد نے امام مسجد کے سامنے یہ کہہ دیا کہ میں نے شاہدہ کو تین طلاقیں دیں۔ اس کے بعد کاغذ میں طلاق نامہ پر دستخط کر دیا۔ طلاق ہوئی یا نہیں؟ ازروئے شرع فیصلہ کر دیا جائے کیونکہ کافی تنازعہ چل رہا ہے۔
المستفتی: محمد محی الدین آسی، مدرسہ شمع اسلام، سری پور۳، ڈاکخانہ سری پور، وایا کالی پہاڑی، ضلع بردوان
۲؍مئی ۱۹۷۰ء

۹۲/۸۶۷

الجواب ــــــــــــ وھوالموفق للحق والصوابــــــــــ !
صورت مستفسرہ میں جب خالد کو سسرال والوں نے مارنے پیٹنے کی دھمکی نہ دی بلکہ صرف طلاق کے لئے اصرار کیا اور اصرار کرنے پر خالد نے امام مسجد کے سامنے تین طلاقیں دے دیں۔ مزید برآں طلاق نامہ پر دستخط بھی کر دیا تو طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ درمختار میں ہے: **ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبدا ومکرھا** ۔یعنی طلاق عاقل وبالغ شوہر کی واقع ہوجائے گی اگرچہ وہ شوہر غلام ہو یا مکرہ ہو۔ یعنی اس کو طلاق دینے پر اصرار کیا گیا ہو۔ علاوہ ازیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے مکرہ کی طلاق کو روا رکھا اور شعبی ونخعی اور زہری وقتادہ وابی قلابہ سے جو روایت ہے اس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ مکرہ کی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ لہٰذا شاہدہ اب خالد کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ وہ خالد کی زوجیت میں نہیں آسکتی۔ وھواعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۱۲/۶/۷۰ء

استفتاء ٦٦٥

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:
٦٣ء میں شادی ہوئی۔لڑکی کی ماں زندہ نہ تھی۔لڑکی اپنی نانی کے پاس رہتی تھی۔شادی کے دوتین ماہ کے اندرلڑکے کی مرضی کے خلاف لڑکی کے والدلڑکی کواپنے ساتھ سفرمیں لے گئے۔لڑکا اپنے سسر کے پاس گیا۔دامادوسسرمیں تعلقات بگڑ گئے۔لڑکا اپنی ملازمت پر چلا گیااور تعلقات خراب ہوتے گئے۔کچھ بہی خواہوں کے کہنے پرمصالحت ہوئی۔لڑکالڑکی کواپنے چچاکے گھرلے گیا۔کسی موقع پرلڑکی اپنے باپ کے گھر آئی اور باپ نے پھرلڑکی کوروک لیااور یہ شبہہ کیا کہ لڑکی پر بے جا تشدد کیا جاتا ہے۔ایک سال تک یہی ہوتا رہا پھرلڑکا سسر کے پاس گیا دفعتاً تعلقات اچھے ہوگئے لیکن لڑکے کے ساتھ ایک دور کا رشتہ دار تھا اس نے لڑکی کے باپ سے کہا کہ لڑکی کو رخصت نہ کریں لڑکے کی نیت خراب ہے۔وہ دوسری لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے۔لڑکی کوصرف دَین مہرمعاف کرانے کی غرض سے یہ لے جانا چاہتا ہے۔واضح ہوکہ لڑکی کوایک بچی بھی پیدا ہوئی تھی۔چنانچہ اس کے بہکانے پر،لڑکی کے والد نے یہ مصمم ارادہ کرلیا کہ جوکچھ ہوجائے لڑکی کورخصت نہ کیا جائے گا۔چنانچہ جھگڑا بڑھا،لڑکی کے والدایس۔ڈی۔او(S.D.O) ہیں۔جس وقت یہ جھگڑا ہورہا تھالڑکی کے والد کے دودوست مجسٹریٹ ایک ہندواورایک مسلمان لڑکی کے والد کے گھرپر موجود تھے جب جھگڑا بہت بڑھ گیا تو لڑکی کے والد دونوں مجسٹریٹ کولڑکے کے کمرے میں لے آئے اورلڑکی نے یہ کہا کہ آپ لوگ میرا فیصلہ کروادیجئے۔واضح رہے کہ لڑکی کے یہ کہنے کا مقصد یہ تھا کہ کسی صورت سے یہ طے ہوجائے کہ میں اپنے باپ کے گھر رہوں اورلڑکا میرااور بچی کا کھانا پینا دے لیکن لڑکی نے اپنا مقصد واضح طور پران لوگوں کے سامنے ظاہر نہ کیا۔رات کا وقت تھا لڑائی جھگڑے کا ماحول،لڑکی پوری بات نہ کہہ سکی۔یہ گیارہ بجے رات کا وقت تھا۔اردگرد میں رہنے والے سب آفیسران ہی تھے اورلڑکی کے والد کے تعلق والے سب تھےلڑکا اکیلا تھاایک رشتہ داران کے ساتھ تھےمگروہ بوڑھےاورنحیف تھےان سے کسی طرح کی مدد کی توقع نہ تھی۔رات ہی کے وقت غالباً ان لوگوں نے یہ طے کرلیا تھا کہ طلاق نامہ لکھوالیا جائے۔چنانچہ مسلمان مجسٹریٹ نےلڑکے سے مطالبہ کیا کہ طلاق دے دیں اور طلاق نامہ لکھنے کے لئے کاغذ وقلم بھی دیا شبہہ ہوتا ہے کہ لڑکے کواپنی جان کا یا جیل کا یا مار پیٹ کا خطرہ ہوا ہو چونکہ وہ تقریباً تنہا تھا سوائے ایک بوڑھے رشتہ دار کے اور وہ ایس۔ڈی۔او کے سرکاری کوارٹر میں تھا اور دو مجسٹریٹ بھی اس کی یعنی ایس۔ڈی۔او(S.D.O) کی مدد کے لئے

تھے۔اس کے علاوہ نوکر اور چپراسی وغیرہ بھی تھے۔لڑکے نے طلاق نامہ لکھنے سے انکار کیا اور کہا کہ مجھے کچھ کہنے کا موقع دیں۔لیکن وہ لوگ نہ مانے اور کہنے لگے کہ ہم کو سب کچھ معلوم ہو چکا ہے بس آپ کو طلاق نامہ لکھنا ہے انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔لڑکے نے کہا کہ لڑکی کو بلایا جائے۔لڑکی بلائی گئی لیکن اس کو یہ علم نہ تھا کہ طلاق نامہ لکھوانے پر اصرار ہو رہا ہے۔قلم دوات دیکھ کر اور یہ سن کر کہ لوگ ان کو کچھ لکھنے کو کہتے ہیں اور یہ انکار کر رہے ہیں تو اس نے خود بھی کہا کہ لکھئے کیوں نہیں رہے ہیں؟ یہ کہہ کر لڑکی چلی گئی۔ لڑکے نے مجسٹریٹ کے کہنے کے مطابق ایک ایک لفظ لکھا اپنی طرف سے کچھ بھی نہ لکھا، پھر مجسٹریٹ کے مطالبہ پر انہوں نے زبانی بھی زبردستی طلاق دیا۔اس واقعہ کے دوسرے ہی دن لڑکا اپنے ایک رشتہ دار کو لے کر لڑکی کے گھر آ رہا تھا کہ کچھ مصالحت ہو جائے لیکن وہی پہلے والے بوڑھے رشتہ دار نے پھر لڑکی کے والد سے کہا کہ لڑکا دین مہر معاف کرانے آ رہا ہے۔اس لئے لڑکی کے والد نے لڑکے کو گھر آنے نہ دیا اور راستہ ہی سے واپس لوٹا دیا۔اس کے بعد تقریباً پانچ سال کا عرصہ گزر گیا نہ تو لڑکے نے دوسری شادی کی اور نہ لڑکی نے۔اب سوال یہ کہ کیا واقعی طلاق ہو گئی؟ اگر ہو گئی تو رجعت کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟

۹۲/۸۶ء

الجواب ـــــــــــــ هوالموفق للحق والصواب ـــــــــــــ !

برتقدیر صدق سوال اگر شوہر پر طلاق دینے کے لئے جبر و دباؤ ڈالا گیا اور زبردستی طلاق لکھوائی گئی تو یہ صورت اکراہ کی ہوئی اور اکراہ کی دو قسمیں ہیں۔ایک اکراہ تام جس کو ملجی کہتے ہیں۔دوسری ناقص جس کو اکراہ غیر ملجی کہتے ہیں۔اکراہ تام میں جان سے مار ڈالنے، عضو کاٹ لینے یا ضرب شدید کی دھمکی دی جاتی ہے اور اکراہ ناقص کا درجہ اس سے کم ہوتا ہے۔اس میں طمانچہ مارنے یا جوتا مارنے یا ہاتھ پاؤں باندھ دینے یا مکان میں بند کر دینے کی دھمکی ہوتی ہے "اکراہ" کی چند شرطیں ہیں: (۱) دھمکی دینے والا اس فعل پر قدرت رکھتا ہو جس کی وہ دھمکی دے رہا ہے۔(۲) جس کو دھمکی دی جا رہی ہے اس کا غالب گمان ہو کہ جس تکلیف کی دھمکی دے رہا ہے اُسے ضرور کر ڈالے گا۔لہٰذا یہ جبر و دباؤ کس قسم کا تھا؟ کیا واقعی طلاق نہ لکھنے کی صورت میں، لڑکی کے والد اور ان کے معاونین مار ڈالتے یا عضو کاٹ لیتے، اس کو تو شوہر ہی سمجھ سکتا ہے کہ اکراہ تام تھا یا ناقص؟ اور انہوں نے کس آلام و مصائب کے پیش نظر طلاق دی۔سوال کے جملوں سے تو اکراہ تام ظاہر نہیں ہوتا اور اکراہ تام نہ ہونے کی صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی۔درمختار میں ہے: **ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبدا او مکرھا** یعنی ہر عاقل، بالغ شوہر کی طلاق واقع ہو جاتی ہے اگرچہ زوج غلام یا مکرہ ہو یعنی شوہر نے جبر و دباؤ سے طلاق دے دی جب بھی طلاق واقع ہو جائے گی۔ہاں! اکراہ تام کی صورت میں جہاں قتل کرنے یا کسی عضو کے کاٹے جانے یا ضرب شدید کا گمان غالب ہو اور اکراہ کی تمام شرطیں بھی پائی جاتی ہوں تو ایسی صورت میں اگر تحفظ جان کے خیال سے، دل سے نہیں صرف زبان سے کلمات طلاق ادا کئے تو طلاق واقع نہ ہو گی،

لیکن یہاں یہ صورت اور اکراہ تام کا مفہوم سوال سے مترشح نہیں ہوتا۔ تین طلاقوں سے طلاق مغلظہ واقع ہوتی ہے اور پھر بغیر حلالہ بیوی، شوہر کے لئے جائز نہیں ہوسکتی۔ حلالہ کی صورت یہ ہے کہ عدت طلاق گزر جانے کے بعد کسی دوسرے مرد سے مطلقہ عورت شادی کرے اور شوہر مجامعت و مباشرت کے بعد اسے طلاق بائن دے تو پھر بعد انقضائے عدت پہلے شوہر سے شادی ہوسکتی ہے۔ وھو اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ٦

۱۱/۱۱/۷۰ء

استفتاء ٦٦٦

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ:

زید کے سسر خالد نے زید کو زبردست قسم دے کر مجبور کیا کہ اپنی بیوی ہندہ کو طلاق دے۔ جب خالد نے زبردست قسم دی اور مظالم زید پر ڈھائے تو زید نے مجبور ہو کر اپنی بیوی ہندہ کو تین طلاقیں دیں جب کہ زید کا دلی ارادہ طلاق دینے کا نہ تھا صرف خالد یعنی اپنے سسر کے ظلم اور قسم کی وجہ سے طلاق دینی پڑی۔

اب چونکہ زید ہندہ کو اپنی زوجیت میں لانا چاہتا ہے اور ہندہ بھی اس کی زوجیت میں آنا چاہتی ہے۔ آیا یہ طلاق مغلظہ ہوئی یا رجعی؟ اگر طلاق مغلظہ ہوئی تو از روئے شرع شریف زید ہندہ کو کس طرح زوجیت میں لاسکتا ہے۔ مفصل و مدلل جواب سے نوازا جائے۔

المستفتی: محمد حبیب، بانس جور البستی، پوسٹ: لالا باد، ضلع دھنباد

۳/۸/۷۱ء

۹۲/۷۸٦

الجواب ــــــ وھو الموفق للحق والصواب ــــــ !

صورت مذکورہ میں جب کہ زید نے خالد کے قسم دینے اور مجبور کرنے کی بنا پر اپنی رفیقہ حیات کو تین طلاقیں دیں تو یہ جبر و دباؤ کس قسم کا تھا؟ شریعت مطہرہ میں اس کو ''اکراہ'' کہتے ہیں۔ ایک اکراہ تام ہوتا ہے جس کو ملجی بھی کہتے ہیں۔ دوسرا اکراہ ناقص غیر تام۔ اکراہ تام میں کسی عضو کے کاٹنے یا جان مار ڈالنے یا ضرب شدید کی دھمکی ہوتی ہے اور حکم کی تعمیل نہ کرنے میں یہ یقین ہو کہ دباؤ ڈالنے والا جیسا کہتا ہے ضرور کر گزرے گا۔ اس لئے کہ اسے ایسا کرنے پر قدرت تامہ کاملہ حاصل ہے۔ اگر یہاں یہی صورت تھی جس کی بنا پر زید نے طلاق دی تو طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر صورت اکراہ ناقص کی تھی یعنی ایسی صورت میں جس میں جان لینے یا عضو کاٹنے یا ضرب شدید کا امکان نہ تھا تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ درمختار میں ہے: ویقع طلاق کل زوج بالغ

عاقل ولو عبداً و مکرها۔ ''ہر عاقل و بالغ شوہر کی طلاق واقع ہے اگر چہ وہ غلام ہو یا زبردستی کیا گیا ہو۔'' لہٰذا اگر اکراہ ناقص تھا تو بغیر حلالہ ہندہ زید کی زوجیت میں نہیں آسکتی۔ قرآن حکیم میں ہے: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ ''پھر اگر اسے تیسری طلاق دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔'' (ترجمہ کنز الایمان) وھو تعالیٰ أعلم وعلمه جل مجده اتم!

کتبہ: محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۸/۸/۷۱ء

استفتاء ۶۶۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام مسئلہ ہٰذا میں کہ:

زید باہر سے اپنے گھر آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کی والدہ اور اس کی بیوی ہندہ میں زبردست جھگڑا ہو رہا ہے۔ زید نے اپنی بیوی ہندہ اور اپنی والدہ کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن زید کی والدہ نے زید کا کپڑا اپنے ہاتھوں سے پکڑ لیا اور بحالت غصہ کہا کہ ابھی فوراً اپنی بیوی ہندہ کو طلاق دو اگر طلاق نہیں دیتے ہو تو پہلے میں تمہاری جان مار دوں گی اور پھر اس کے بعد چھری بھونک کر میں بھی مر جاؤں گی۔ حالانکہ زید نے معاملہ سلجھانے کی کوشش کی لیکن زید کی والدہ اس طرح مضبوطی سے کپڑا پکڑے ہوئے تھیں کہ کپڑا پھٹ گیا۔ یہاں تک کہ والدہ نے ہاتھ سے مارنا شروع کر دیا تو زید نے مارے خوف کے کہ کہیں واقعی جان نہ ماردیں تین طلاق دے دیں جب کہ دلی ارادہ طلاق کا قطعی نہ تھا۔ لہٰذا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا یہ طلاق مغلظہ ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوگئی تو پھر کیا صورت ہے؟ کیونکہ زید اور ہندہ دونوں اس بات پر راضی ہیں کہ سابقہ زن وشوہر والے تعلقات قائم ہو جائیں۔ جلد مدلل جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

المستفتی: صابر احمد، سری پوری کولیری، بردوان

۱۶/۸/۷۱ء

۹۲/۸۶ے

الجواب ــــــــــ اللّٰهم هداية الحق والصواب ــــــــــ!

صورت مستفسرہ میں جب کہ زید نے والدہ کے مجبور کرنے پر اپنی رفیقۂ حیات کو تین طلاقیں دیں تو اگر یہ مجبوری ایسی تھی کہ واقعی اگر زید ہندہ کو طلاق نہ دیتا تو اس کی والدہ اس کو جان سے مار ڈالتیں یا کوئی عضو کاٹ ڈالتیں اور اس کا یقین کامل تھا اور والدہ ایسا کرنے پر پوری قدرت اور پورا اختیار بھی رکھتی تھیں تو یہ ''اکراہ تام'' کہلاتا ہے ایسی صورت میں طلاق واقع نہیں ہوتی لیکن

ایسی صورت شاذ ونادر ہی پیش آتی ہے۔ دوسری صورت ''اکراہ غیر تام'' کی ہے جس میں صرف مارنے یا دوسری تکلیف دینے کی دھمکی دی جاتی ہے۔ ''اکراہ غیر تام'' میں طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ماں کی فطری شفقت ومحبت کے پیش نظر بیٹے کو جان سے مار ڈالنے کا خیال غلط ہے۔ زید نے جب تین بار طلاق دے دی تو طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور بیوی اس کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ زید اس کو اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ ''پھر اگر اسے تیسری طلاق دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے'' (ترجمہ کنز الایمان) ہندہ بعد انقضائے عدت دوسرے مرد سے نکاح صحیح کرے پھر جب وہ طلاق دے یا مر جائے تو بعد عدت زید اس سے شادی کر سکتا ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۳۱/۸/۷۱ء

استفتاء ۶۶۸

مسئلہ: حضرات علمائے کرام! السلام علیکم

درج ذیل مسئلوں کے جواب مطلوب ہیں:

(۱) خالد کو سسرال والوں نے ایک طمانچہ مارا اور گردن میں کپڑا لگایا کہ اور ماریں گے ورنہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔ مارا بھی اور مارنے کے لئے دھمکی بھی دی۔ خالد نے مار کے ڈر سے اپنی بیوی کو ''تین طلاق'' اپنی زبان سے بول دیا اور کاغذ بھی طلاق نامہ کا بنا دیا۔

(۲) دُوسری شادی کرنے کے لئے بیوی کی موجودگی میں بیوی سے اجازت لینا ضروری ہے یا نہیں؟ بیوی کی اجازت کے بغیر دوسرا نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) سنا ہے جیسے مرد کو مونچھ رکھنا بڑھانا ناجائز ہے، اسی طرح عورتوں کو بلاق پہنانا پہننا ناجائز ہے کیوں کہ بُلاق بھی بالکل منہ پر لٹکتا ہوا ہوتا ہے اور اس میں ریٹھ لگ جاتی ہے اور کھانا پانی کھاتے پیتے وقت اُس سے چھو جاتا ہے۔ حضور تحریر فرمائیں کہ شریعت کیا حکم دیتی ہے؟

المستفتی: پیر محمد انصاری، ساکن و پوسٹ گڑھوا، پلاموں
۲۴/۹/۷۳ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــ وباللہ التوفیـــــــــــق!

(۱) اکراہ کی صورت میں اگر مجبوراً لفظ ''طلاق'' زبان سے ادا کیا تو اس کی دوصورتیں ہیں۔ اگر ''اکراہ ملجی'' تھا جب تو طلاق نہیں ہوگی یعنی جبرو دباؤ کی صورت یہ تھی کہ اگر خالد طلاق نہ دیتا تو سسرال والے اُسے قتل کر دیتے یا کوئی عضو کاٹ ڈالتے یا ضرب شدید کر کے انتہائی تکلیف پہونچاتے اور اس ایذا رسانی پر وہ قادر بھی تھے جس کا خالد کو یقین کامل تھا، ایسی حالت میں اگر طلاق دیا حالانکہ اس کی طلاق کی نیت نہ تھی تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ اگر ''اکراہِ غیر ملجی'' تھا جیسے صرف طمانچہ وغیرہ مار کر چھوڑ دینے یا ڈرانے، دھمکانے کے لئے ایسا کیا تو طلاق واقع ہو جائے گی۔

(۲) دُوسری شادی کے لئے زوجہ اولیٰ سے اجازت لینا ضروری نہیں، بیوی کی بغیر اجازت بھی دُوسری شادی کرنا جائز ہے۔

(۳) ہندوستان میں بہت ساری رسمیں برادرانِ وطن سے لی گئی ہیں جس پر آج مسلمان بھی عامل ہیں۔ ایسی رسم کو شریعت سے کوئی واسطہ نہیں رہا عورتوں کا بلاق پہننا نہ یہ شرعی رسم ہے نہ اُسے حرام ہی قرار دیا جاسکتا ہے۔ مونچھ اور داڑھی کے متعلق تو حدیث شریف موجود ہے۔ قصوا الشوارب واعفوا اللحی. ''مونچھیں پست کرواؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ'' اس پر قیاس کر کے بلاق کو حرام نہیں کہا جاسکتا ہے۔

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۲/۱۰/۷۳ء

استفتاء ۶۶۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید نے ہندہ سے شادی کی اپنے گھر لے جا کر رکھا لیکن برابر اُسے تکلیف خانہ داری دیتا رہا۔ بنا بریں ہندہ کے بھائی نے زید کو اپنے گھر بلایا۔ گھر میں بند کر کے گالی گفتہ، لپڑ تھپڑ کیا اور کہا کہ ''ہندہ کو طلاق دے دو'' اس طرح کی دھمکی دی کہ زید نے مجبور ہو کر ہندہ کو تین طلاقیں دے دیں۔ اگر زید طلاق نہیں دیتا تو جان کا خطرہ تھا۔ ہندہ کا بھائی کچھ اسی قسم کا آدمی ہے کہ اس سے کوئی بھی ناجائز فعل ہو جانا کوئی بعید نہیں ہے۔ بینوا توجروا۔

المستفتی: صوفی محمد موسیٰ رضوی، مظفر پور

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــ بعون الملک الوہاب ـــــــــــ !

صورت مذکورہ میں اگر اکراہِ تام یعنی ملجی تھا کہ گر زید طلاق نہ دیتا تو جان کا خطرہ یقینی تھا جیسا کہ سوال سے ظاہر ہوتا ہے تو ایسی صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

استفتاء ۶۷۰

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام مسئلہ ہذا میں کہ:
زید نے اپنی بیوی ہندہ کو چند لوگوں کے ورغلانے اور ڈرانے دھمکانے یعنی خطرناک سازشوں کی بنا پر جبراً تین طلاقیں بحالت حمل دیں۔ جب کہ ہندہ قطعی طلاق منظور نہیں کرتی ہے اور طلاق کا اقرار زید نے پنچ کے سامنے بھی کیا۔ اب لڑکی کا کہنا ہے کہ زید نے لوگوں کی دھمکیوں کے خوف سے طلاق دیا ہے۔ اگر واقعی طلاق واقع ہے تو ہم اپنی جان دے دیں گے لیکن زید سے علیحدگی برداشت نہ کریں گے اور اگر طلاق واقع ہو جانے کی اطلاع ہندہ کے وارثین کو مل گئی تو زید کی جان بھی خطرے میں ہے۔ اب دریافت طلب یہ ہے کہ زید و ہندہ دونوں کی جان خطرے میں ہے اور یہ طلاق زید کی خوشی سے نہیں بلکہ جبراً ہے تو اس خطرناک صورت میں اگر کوئی صورت عندالشرع ہے تو جواب دیا جائے۔ معاملہ بہت سنگین ہو چکا ہے۔
المستفتی: منجانب جمعیۃ القریش، اوپر کہی، جھریا
۶-۷-۴۷ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــ بعون الملک الوہاب ـــــــــــ !

صورت مذکورہ میں اگر واقعی زید کو طلاق نہ دینے کی صورت میں اپنی جان کا خطرہ تھا یا ظن غالب تھا کہ اس کے اعضاء و جوارح کاٹ دیئے جائیں گے یا شدید ضرب سے تکلیف دی جائے گی اور ایسی حالت (اکراہ ملجی) میں اس نے طلاق دی تو شرعاً طلاق واقع نہ ہوگی (جب کہ زید کا ارادہ طلاق دینے کا نہ تھا) اور اگر یہ صورت نہ تھی (یعنی اگر وہ غیر ملجی تھا) تو طلاق مغلظہ واقع ہو جائیگی اور بغیر حلالہ اس کے لئے ہندہ حلال نہ ہوگی۔ قرآن حکیم میں ہے: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ. ''پھر اگر اسے تیسری طلاق دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔'' وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، دارالافتاء ادارہ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ
۲۲/۷/۴۷ء

استفتاء ۶۷۱

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ذیل کے مسئلہ میں کہ:
زید کے سسرال والوں نے زید سے جبراً لڑکی کو طلاق دلوا دیا۔ بعد ازاں لڑکی زید کے پاس آنے کو تیار ہے۔ نیز لڑکی کے والد بھی راضی ہیں۔ لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ جبراً طلاق دلوانے سے واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر طلاق واقع ہوگئی تو پھر دوبارہ لڑکی کو نکاح میں لانے کی کیا صورت ہوگی؟ برائے کرم تفصیل سے جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

المستفتی: محمد عثمان کیر آف عبد الرزاق ٹیلر، ساکن کارگل بازار، ڈاکخانہ برمو، گریڈیہہ

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــــ

صورت مذکورہ میں اگر جبر ملجی تھا جب تو طلاق واقع نہ ہوئی یعنی ایسا جبر کہ اگر زید طلاق نہ دیتا تو اس کو شدید طور پر زدو کوب کیا جانا یقینی تھا یا جسم کا کوئی حصہ کاٹ لیا جاتا یا ہاتھ پاؤں توڑ دیا جاتا اور جبر کرنے والے ایسی تکلیف دینے پر قادر بھی تھے۔ اگر ایسی مجبوری کے عالم میں زید نے طلاق دی تو طلاق واقع نہ ہوئی اور اگر یہ صورت جبر کی نہ تھی صرف ڈرانے دھمکانے سے زید نے طلاق دے دی تو طلاق واقع ہوگئی۔ اگر زید نے صرف ایک بار لفظ طلاق استعمال کیا تو عدت کے اندر اپنی بیوی سے رجعت کرسکتا ہے۔ اس لئے کہ ایک طلاق رجعی ہوئی اور اگر ایک سے زیادہ تین طلاق دے چکا ہے تو بغیر حلالہ اپنی زوجیت میں نہیں رکھ سکتا اور اگر ایک ہی طلاق دی ہے اور عدت ختم ہوچکی ہے تو صرف تجدید نکاح کرے۔ اس کے لئے حلالہ ضروری نہیں۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۱۲-۲-۷۶ء

استفتاء ۶۷۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام کہ:
جناب منی میاں کی لڑکی سے کجرلی میاں کے لڑکے کی شادی ہوئی۔ کچھ دنوں کے بعد دونوں میں جھگڑا ہوگیا۔ منی میاں نے کہا کہ ہم تمہارے یہاں اپنی لڑکی کو نہیں رہنے دیں گے تم طلاق دے دو۔ کجری میاں نے کہا کہ ہاں لے لو۔ دوسرے شخص نے طلاق نامہ لکھ دیا۔ کجری میاں نے اپنے لڑکے کو بلا کر ڈانٹا اور

کہااس پر دستخط کر دو۔لڑکے نے مجبوراً دستخط کر دیا۔لڑکی اپنے میکے چلی گئی۔اس وقت وہ حاملہ تھی۔ کچھ عرصہ بعد لڑکا پیدا ہوا۔لڑکی والے نے کمیٹی میں کیس کیا۔ کمیٹی نے کجرلی میاں کو کہا جب تم نے طلاق دے دیا ہے تو دین مہر دے دو۔اس نے پانچ سو روپے جمع کر دیا۔ کمیٹی نے لڑکی کو مہر دینا چاہا تو لڑکی نے کہا کہ ہم مہر نہیں لیں گے۔ ہمارے باپ اور سسر نے لڑائی کیا ہم نہیں جانتے ہیں۔تو اس کے شوہر کو بلا کر پوچھا گیا تم نے اپنی بیوی کو طلاق دیا ہے؟ اس نے کہا ہم سے زبردستی طلاق لیا ہے۔اب لڑکی آنا چاہتی ہے اور لڑکا بھی رضامند ہے۔سب لوگ بھی کہتے ہیں کہ لڑکی کو رکھ لو کیوں کہ لڑکا و لڑکی کا کوئی قصور نہیں ہے۔سمدھی سمدھی میں جھگڑا کر کے لڑکی کو کیوں تکلیف دیتے ہو۔اس میں علمائے دین کیا فرماتے ہیں۔ وہ جائز ہے یا نہیں؟ کیوں کہ لڑکی اپنے شوہر کے پاس آنے پر زور دے رہی ہے۔عرصہ ایک سال کا ہو رہا ہے۔اس کا جواب بہت جلد دے کر مشکور فرمائیں گے۔

المستفتی: کجرلی میاں، مقام ڈمر چٹیو، پوسٹ پرداغ، ضلع گریڈیہہ
۲۰-۸-۷۵ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــــــــــ بعون الملک الوهاب ــــــــــــــــــ!

صورت مسئولہ میں جب کجرلی میاں کے لڑکے نے اپنے والد کے حکم کے مطابق تحریری طلاق نامہ پر دستخط کر دیئے تو طلاق واقع ہوگئی۔اب لڑکی یا اس کے شوہر کا انکار شرعاً قابل قبول نہیں ہوسکتا۔لڑکے کا یہ کہنا کہ ہم نے زبردستی طلاق دی ہے شریعت اسے تسلیم نہیں کرتی۔جبراً کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اگر طلاق نہ دیتا تو اس کو شدید طور پر مارا پیٹا جاتا یا اس کے جسم کا کوئی حصہ کاٹ دیا جاتا یا بگاڑ دیا جاتا اور زبردستی کرنے والا مارنے اور جسم کے کسی حصہ کو کاٹ ڈالنے پر قادر بھی ہوتا۔اس طرح کی زبردستی کو شریعت میں اکراہ ملجی یا اکراہ تام کہتے ہیں۔ایسی مجبوری کی حالت میں اگر کوئی صرف زبان سے طلاق دے دے تو طلاق واقع نہ ہوگی لیکن یہاں یہ صورت نہیں پائی جاتی۔صرف باپ کے حکم دینے پر لڑکے نے طلاق نامہ پر دستخط کر دیا۔لہٰذا طلاق واقع ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ ہاں اگر طلاق نامہ میں صرف یہ لکھا ہوا تھا کہ میں نے طلاق دی۔ دو یا تین طلاقوں کا ذکر نہ تھا تو اب لڑکا دوبارہ نکاح کر کے اس لڑکی کو اپنی زوجیت میں رکھ سکتا ہے۔اگر تین طلاقیں لکھی ہوئی تھیں اور لڑکے نے اس کو پڑھ کر یا پڑھوا کر دستخط کیا تو بغیر حلالہ وہ اپنی مطلقہ بیوی کو نہیں رکھ سکتا۔طلاق میں لڑکی کی رضا و خوشی یا ناراضگی کا سوال نہیں ہوتا۔وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتــــــــــــــــــــــــــــــــبہ
۲۸-۸-۷۵ء

استفتاء ۶۷۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
زید کی شادی کنیزہ سے ہوئی۔ بعد نکاح براتیوں اور محلہ والوں میں بدنظمی پیدا ہوگئی۔ صبح کو کنیزہ کے والد و دیگر رشتہ دار طلاق لینے پر بضد ہوگئے مگر زید اور اس کے والد طلاق دینے پر بالکل تیار نہ تھے۔ زید کے والد کا کہنا تھا کہ جو کچھ ہونا تھا ہوا، لڑکی کی کیا غلطی ہے؟ الغرض کنیزہ کے والد کو چند لوگوں نے بہکایا اور چند لوگوں نے سمجھایا کہ طلاق مت لو مگر کنیزہ کے والد نے کہا کہ طلاق دینا ہی پڑے گا۔ آخرکار ناسازگار ماحول کے تحت اور بدسلوکی کی بنا پر زید نے طلاق نامہ لکھا۔ مضمون یہ ہے ـــ
''میں اپنی منکوحہ بیوی کو مع ادائیگی دین مہر کے طلاق دے رہا ہوں اور زبان سے بھی کہلوایا تو اس لئے میں لفظ ادا کیا کہ میں اپنی منکوحہ کو طلاق دے رہا ہوں۔ اسی طرح تین دفعہ کہا اور لفظ طلاق ایک دفعہ لکھا۔ چنانچہ زید کا کہنا ہے کہ میں نے زور ظلم کا لحاظ رکھ کر ایسا کہا ورنہ میرے دل نے طلاق نہیں دیا۔ مطلب یہ کہ نیت میری نہیں تھی۔''
ازروئے شرع مدلل جواب دیا جائے کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ جب کہ ایک طرف زور وظلم کا اندیشہ تھا۔ دوسری بات یہ کہ زید کی نیت نہ تھی۔ تیسری بات یہ کہ ''لفظ دے رہا ہوں'' سے طلاق دیا۔ لہٰذا مفصل جواب دیا جائے ورنہ ممکن ہے کہ لڑکی کی نسبت دوسری جگہ ہو جائے۔ فقط والسلام
المستفتی: محمد شمس الدین، متعلم مدرسہ جامعہ سنیہ بڑھیا کھاد، گریڈیہہ

۱۶-۶-۷۵ء

۹۲/۷۸۶

الجواب ـــــــ بعون الملک الوہاب ـــــــ!

صورت مسئولہ میں زور وظلم کا لفظ قابل توجہ ہے۔ اگر زور وظلم کا مطلب یہ ہے کہ زید اگر طلاق نہ دیتا تو اس کو بہت زیادہ مارا پیٹا جاتا یا اس کا کوئی عضو کاٹ لیا جاتا یا ہڈی توڑ دی جاتی۔ اگر ایسی حالت تھی جس کو شریعت میں اکراہ تام یا اکراہ ملجی کہا جاتا ہے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ بشرطیکہ لڑکی والے مذکورہ ایذا رسانی پر قادر بھی تھے اور زید کو اس کا یقین تھا کہ طلاق نہ دینے کی صورت میں یہ لوگ مجھے سخت تکلیف دیں گے یا جسم کا کوئی حصہ کاٹ ڈالیں گے تو بجبر واکراہ اس نے طلاق دی تو یہ طلاق نہ ہوگی۔
اور اگر اکراہ تام نہ تھا بلکہ اکراہ ناقص یا غیر ملجی تھا یعنی صرف ڈرانا دھمکانا مقصود تھا اور لڑکی والے زید کو شدید ضرب وایذا پر قادر نہ تھے تو ایسی حالت میں طلاق واقع ہو جائے گی۔ وھو تعالیٰ اعلم
درمختار میں ہے: ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبدا اومکرھا الخ. ''ترجمہ: ہر عاقل وبالغ کی طلاق واقع

ہو جائے گی خواہ غلام یا مکرہ ہی ہو۔"

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۲۰-۶-۷۵ء

استفتاء ۶۷۴

مسئلہ: نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم!

بخدمت: شمس العارفین، سراج السالکین، قطب العارفین حضرت علامہ مفتی فضل کریم صاحب قبلہ!
ادارۂ شرعیہ پٹنہ ۶ دامت برکاتہم

عالی حضرت قامع بدعت محی السنت کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں جو حسب ذیل ہے:

زید نے ہندہ یعنی طاہرہ خاتون کو اپنی زوجیت میں لیا۔ کچھ دنوں اپنے ساتھ رکھا۔ بر وجہ تکلیف خانہ داری ہندہ کے بھائی محمد اسرائیل نے زید کو گالی گلوج مار پیٹ کر کے۔ جبراً طلاق لے کر کاغذ لکھا لیا۔ ہندہ کے اصرار پر ہندہ کا بھائی اسرائیل زید کو اپنے گھر لایا۔ ایک حافظ صاحب امام جامع مسجد نے بکر کے ساتھ جو کہ بستی ہی کا رہنے والا ہے صبح کو ہندہ کا نکاح پڑھا دیا اور پھر بغیر وطی ودخول کے بکر سے شام کو طلاق دلا کر زید یعنی خاوند اولیٰ سے نکاح پڑھایا۔ زید ہندہ کو اپنے مکان پر دُوسری بار لے گیا۔ کچھ دن رکھا جب ہندہ کو نطفہ قرار پایا تو زید نے اپنی دوسری شادی کر لی اور ہندہ یعنی طاہرہ خاتون کو چھوڑ دیا مگر اُسے دوسری بار طلاق نہیں دیا۔ ہندہ کے بھائی اور اس کے والد نے ڈیڑھ سال بعد ان تمام باتوں کو پوشیدہ رکھ کر حکیم محمد نسیم سے جو سنی، فیضی، چشتی، اشرفی سے یہ کہہ کر کہ "لڑکی تعلیم یافتہ ہے مساۃ (بیوہ) ہے۔" یعنی حکیم محمد نسیم کو دھوکہ دے کر اور محترم جناب حضرت مفتی محمد سلیمان رضوی مظفر پوری کو بلا کر ہندہ کا نکاح ان کے ساتھ کرا دیا۔ نکاح کی دوسری رات جب حکیم محمد نسیم صاحب اور ہندہ ایک کمرے میں آپس میں ملے اور رات بھر رہے تو ہندہ نے ان سے بتایا کہ "میں مساۃ (بیوہ) نہیں ہوں۔ میرا پہلا شوہر زندہ ہے۔ اس نے پہلی بار طلاق دیا تھا، دوسری بار طلاق نہیں دیا ہے۔" اس پر حکیم نسیم صاحب نے اب طاہرہ خاتون کو لانے اور اس کے ساتھ وطی ودخول سے انکار کر دیا ہے۔ وہ بولتے ہیں کہ "مجھ کو دھوکہ دے کر تمام کام کیا گیا ہے۔ اس لئے میرا نکاح درست نہیں ہوا۔ یہ تمام باتیں پہلے معلوم ہوئیں تو میں ہندہ کو اپنے نکاح میں قبول نہیں کرتا۔ میں گناہ میں مبتلا ہو گیا ہوں اللہ معاف فرمائے۔" اب حضور والا

سے التماس ہے کہ ان سوالوں کا خلاصہ جواب دیں:

(۱) کیا ہندہ (طاہرہ خاتون) زید یعنی خاوند اولیٰ کی زوجیت میں ہوگی؟

(۲) کیا ہندہ (طاہرہ خاتون) بکر کے نکاح میں جس سے حلالہ کے لئے ہندہ کا نکاح ہوا اور جس نے بغیر وطی ودخول ہندہ کو طلاق دیا۔

(۳) کیا ہندہ (طاہرہ خاتون) زید یعنی اپنے خاوند اولیٰ کی زوجیت میں ہوگئی جس نے دوسری بار اُسے اپنے نکاح میں لیا اور طلاق نہیں دیا۔

(۴) کیا ہندہ (طاہرہ خاتون) حکیم محمد نسیم کی زوجیت میں ہوگی جن سے چوتھی بار نکاح ہوا؟

(۵) کیا حکیم محمد نسیم پر یہ لازم ہوگا کہ وہ ہندہ (طاہرہ خاتون) کا وہ مہر ادا کریں جو نکاح میں رکھا گیا ہے؟

ان تمام باتوں کے لئے شرع متین کا جو متفقہ فیصلہ ہو تحریر کریں۔

المستفتی: محمد موسیٰ رضوی، مظفر پوری

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب ــــــــــــ !

صورت مسئولہ میں اگر زید نے بحالتِ اکراہ ملجی ہندہ کو طلاق دی تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ اکراہِ ملجی کو اکراہِ تام بھی کہتے ہیں۔ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ جبراً اور زبردستی کرنے والے نے ضرب شدید کی یا کوئی عضو جیسے کان یا ناک وغیرہ کاٹنے کی دھمکی دی یا جان سے مار ڈالنے پر آمادگی کا اظہار کیا اور وہ اس ایذا رسانی پر قادر بھی ہو جس کو دھمکی دی جارہی ہو اُسے اگر اس بات کا یقین ہو کہ میں اگر اُس کے کہنے کے مطابق نہیں کروں گا تو وہ جو کچھ کہہ رہا ہے کر گزرے گا۔ اگر زید کے ساتھ یہی اکراہ تام کیا گیا تو طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر صرف مار پیٹ ہی کی دھمکی تھی تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ اور ہندہ اس کی زوجیت سے خارج ہو جائے گی۔ اکراہ کی اس دوسری صورت کو اکراہ غیرہ ملجی یا اکراہ غیر تام کہتے ہیں۔ ایسے اکراہ میں طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

(۱) صورت مسئولہ میں اگر زید کے ساتھ اکراہ تام کیا گیا تو طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر صرف مار پیٹ ہی کی دھمکی تھی تو طلاق واقع ہو جائے گی۔

(۲) حلالہ کے لئے وطی شرط ہے، بغیر جماع حلالہ درست نہ ہوا۔

(۳) جب شرعاً حلالہ صحیح نہیں ہوا تو زید کا اس کے ساتھ دوبارہ نکاح کرنا بھی جائز نہ ہوا اور شرعاً زید زانی اور حرام کار متصور ہوگا۔

(۴) اصل مسئلہ طلاق اول کے جواز یا عدم جواز پر موقوف ومنحصر ہے۔ اگر طلاق اوّل اکراہ تام کی بنا پر دی گئی تو واقع نہ ہوئی اور ہندہ زید کی زوجیت میں رہے گی اور اگر اکراہ غیر تام میں زید نے طلاق دی تو واقع ہوگئی اور ہندہ کا دوسرا نکاح بکر سے صحیح۔ مگر چوں کہ بکر نے بغیر وطی طلاق دے دیا۔ اس لئے زید کے لئے ہندہ حلال نہ ہوئی اور زید سے جو نطفہ قرار پایا وہ شرعاً ناجائز وحرام ہے۔ ایسی صورت میں، زید کا دوبارہ طلاق دینا یا نہ دینا برابر ہے۔ اس لئے کہ بغیر حلالہ جب دوسرا

نکاح باطل ہوا تو طلاق کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پھر حکیم نسیم سے ہندہ کی شادی ایسی صورت میں جائز متصور ہوگی۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ٦
کتبہ

استفتاء ٦٧٥

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید بیمار ہے کبھی بخار رہتا ہے، کبھی اُتر جاتا ہے۔ بخار نہ رہنے کی حالت میں ڈاکٹر نے پرہیزی کھانا مختصر کھانے کو بتایا ہے۔ چنانچہ اس کی بیوی اُصول کے مطابق اُسے کھانا کھلاتی ہے۔ ایک دن زید نے بیوی سے ڈاکٹری مقدار سے زیادہ کھانا طلب کیا جس سے مرض بڑھنے کا اندیشہ تھا بیوی نے زیادہ دینے سے پرہیز کیا اس پر زید نے کہا کہ "جب تو میری بات نہیں مانتی تو جا ہم نے تجھ کو طلاق دیا۔ طلاق دیا۔ طلاق دیا۔" اس طرح دوبار کہا اب دریافت طلب یہ ہے کہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر طلاق واقع ہوئی تو کونسی طلاق؟ اگر زید بعد عدت نکاح میں لینا چاہے تو لے سکتا ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں کیا صورت اختیار کرنی ہوگی۔

المستفتی: عبدالرزاق عرف مولوی پکوڑی، لایاباد، مدنا ڈیہہ ے، بانس جوڑا، دھنباد

٧٨٦/٩٢

الجواب

صورت مذکورہ میں اگر زید نے صرف دوبار لفظ طلاق استعمال کیا تو پھر تجدید نکاح کر کے ہندہ کو اپنی زوجیت میں رکھ سکتا ہے اور اگر تین طلاقیں دے دی ہیں تو بغیر حلالہ ہندہ زید کے لئے حلال نہ ہوگی۔ وھو تعالیٰ اعلم وعلمہٗ جل مجدہٗ اتم۔

نوٹ: سوالنامہ سے چھ بار طلاق دینا ظاہر ہو رہا ہے۔ سائل مفتی کو دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ **مصحح**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ٦
کتبہ

٨/٧/٧٢ء

استفتاء ۶۷۶

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ:
زید کے سسرال والوں نے ہر چہار طرف محاصرہ کر کے لاٹھی ڈنڈا کے ساتھ ایک ظالمانہ انداز سے جبراً زید سے طلاق لے لیا۔ زید نے اپنی جان اور اعضاء کی حفاظت کے لئے زدوکوب کے ڈر سے طلاق دے دیا اور فرار ہو گیا۔ ایک عرصہ دراز کے بعد لڑکی اور اس کے والدین کو احساس ہوا کہ یہ ہماری زیادتی ہے۔ ہندہ پھر آنے کے لئے تیار ہے۔ والدین راضی ہیں۔ زید بھی رضامند ہے۔ ایسی صورت میں زید کیا کرے گا؟ جواب طلب یہ امر ہے کہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر واقع ہوئی تو کون سی قسم کی ہوگی؟ واضح رہے کہ زید نے تین طلاقیں دی ہیں اور طلاق کے وقوع پر حلالہ کرے گا یا اور کوئی صورت ہے؟ مدلل ومفصل تحریر فرما کر ممنون ومشکور فرمائیں۔

المستفتی: محمد عثمان کیر اف عبد الرزاق ٹیلر، کارگلی بازار، پوسٹ برمو، ضلع گریڈیہہ

۹۲/۷۸۶

الجواب ــــــــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــــــــ!

صورت مذکورہ میں اگر جبر واکراہ ملجی یعنی تام تھا کہ اگر زید طلاق نہ دیتا تو جان سے مارا جاتا یا اس کا کوئی عضو کاٹ لیا جاتا یا ضرب شدید برداشت کرنی پڑتی لہٰذا مجبوراً زید نے طلاق دی ورنہ وہ لوگ اسے سخت مجروح کرتے اور وہ اس پر قادر بھی تھے تو ایسی صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر یہ صورت نہ تھی بلکہ اکراہ غیر ملجی ناقص تھا کہ مذکورہ ایذا رسانی کا خطرہ نہ تھا صرف معمولی زدوکوب کیا جاتا یا وہ لوگ اس طرح تکلیف دینے پر قادر نہ تھے پھر بھی زید نے طلاق دی تو طلاق واقع ہوگئی اور اب بغیر حلالہ اس کی بیوی اس کی زوجیت میں نہیں آسکتی۔ وھو تعالیٰ اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

استفتاء ۶۷۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
میں کشن گنج (ضلع پورنیہ) کا رہنے والا ہوں۔ میری پہلی شادی ۱۹۷۱ء میں بھاگلپور میں ہوئی تھی اور اس کے بعد مئی ۱۹۷۶ء میں کشن گنج میں ہی میں نے دوسری شادی کی۔ مئی ۱۹۷۶ء میں ہی دوسری شادی

کے بعد میں بھاگلپور گیا۔ وہاں میری پہلی بیوی کے متعلقین نے اپنے مفاد، دھمکی، جبر اور دباؤ کے ذریعہ مجھ سے میری دوسری بیوی کے لئے طلاق نامہ لکھوالیا۔ میں نے اپنی مرضی کے خلاف ڈر وخوف جان کی وجہ سے مجبوراً طلاق نامہ لکھ دیا۔ میں نے طلاق کا زبان سے اقرار بھی نہیں کیا تھا۔ اس حادثہ کے کئی دنوں کے بعد میں کشن گنج لوٹ کر آ گیا۔ میں مطمئن تھا کہ جبر و دباؤ کی صورت میں طلاق نہیں ہوئی ہے۔ اس لئے میں نے اس کا تذکرہ اپنے گھر والوں، دوستوں اور اپنی دوسری بیوی سے بھی نہیں کہا۔ کیا ہمارے درمیان میاں بیوی کے تعلقات قائم و برقرار رہے۔ میری دوسری بیوی چار مہینے سے حاملہ بھی ہے اور یہ طلاق نامہ کا اقرار نامہ بھی حالت حمل میں ہی لکھوایا گیا تھا۔ میری پہلی بیوی کے متعلقین بھی ۲۶-۸-۷۶ء تک خاموش رہے اور اب وہ لوگوں میں اعلان کرتے ہیں کہ فلاں نے اپنی دوسری بیوی کو طلاق دے کر اپنے ساتھ رکھا ہے۔ میری پہلی بیوی کے متعلقین دولت مند اور ذی اثر لوگ ہیں اور وہ لوگ اب تک مجھے طرح طرح کی دھمکیاں دے رہے ہیں تاکہ میں کسی بھی طرح ڈر، خوف اور دباؤ میں آ کر دوسری بیوی سے دست بردار ہو جاؤں۔ جب کہ میں اپنی دونوں بیویوں کو برابر کا درجہ دے کر اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہوں۔ براہ کرم جلد سے جلد اس مسئلہ میں شرعی فیصلہ سے مطلع کریں۔

المستفتی: صلاح الدین احمد، کاغذی محلہ، کشن گنج، پورنیہ

۹۲/۸۶۷

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــ !

صورت مذکورہ میں اگر آپ نے دوسری بیوی کو واقعی جان کے خوف سے پہلی بیوی کے متعلقین کے جبر و دباؤ دینے پر طلاق دیا یعنی آپ کو اس بات کا قطعی یقین تھا کہ اگر میں طلاق نہ دوں گا تو وہ لوگ مجھے مار ڈالیں گے اور وہ اس بات پر قادر بھی تھے کہ طلاق نہ دینے کی صورت میں وہ آپ کو ہلاک کر دیتے۔ لہٰذا اگر آپ نے ایسی صورت میں یعنی اکراہ ملجی یا اکراہ تام پائے جانے پر طلاق دی ہے تو طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر ایسی صورت نہ تھی بلکہ معمولی طور پر ڈرانے دھمکانے سے آپ نے طلاق دے دی ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ آپ نے طلاق نامہ لکھا ہے لہٰذا خود اس کا فیصلہ کیجئے کہ واقعی دونوں صورتوں میں کون سی صورت میں آپ نے طلاق دی ہے؟ اس کے مطابق عمل کیجئے۔ **وھو تعالیٰ اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۱۲-۱۰-۷۶ء

استفتاء ۶۷۸

مسئلہ: نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔علمائے دین کیا فرماتے ہیں کہ:
میرا نام محمد سلیم ہے۔ میں سسرال گیا۔ میرے خسر محترم نے کہا کہ تم کو طلاق دینا ہوگا۔ میں انکار کرتا رہا لیکن جب جان خطرے میں پڑ گئی اور حالات زیادہ بگڑ گئے اور زبردستی مجھ سے طلاق لیا۔ جب ایکدم جان خطرے میں پڑ گئی تو میں نے یہ کہہ دیا طلاق طلاق دیا دو بار کہا۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ اس سے طلاق ہوئی یا نہیں؟ جلد جواب دیا جائے ممنون ہوں گا۔
المستفتی: مولوی محمد سلیم، مقام و پوسٹ اکبر پور، وایا ارول، ضلع گیا

۹۲/۸۶ء

الجواب ـــــــــــ بعون الملک الوہاب ـــــــــــ!
صورت مذکورہ میں اگر واقعی طلاق نہ دینے کی صورت میں یہ خطرہ یقینی تھا کہ جان چلی جائے گی اور خسر میں اس کو مار ڈالنے کی قدرت بھی تھی یعنی یہ اکراہ ملجی و تام تھا جب تو طلاق نہ ہوگی اور اگر صرف ڈرایا دھمکایا گیا اور اس نے یہ سمجھ لیا کہ مجھے مار ڈالیں گے یا خسر میں مار ڈالنے کی طاقت نہ تھی تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی۔ عام طور پر طلاق دینے کے بعد لوگ اس طرح کا عذر پیش کرتے ہیں کہ مجھے جان کا خطرہ تھا حالانکہ ایسی بات نہیں ہوتی۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ جب محمد سلیم نے صرف دوبار طلاق دی ہے تو اپنی بیوی سے دوبارہ نکاح کرلے۔ اس کے لئے حلالہ ضروری نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم!
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتـــــــــــــــــــــــــــــــــبہ

۲۷-۱۲-۷۶ء

استفتاء ۶۷۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
زید نے اپنی سسرال سے کسی کے بچے کو پریشان کرنے کی غرض سے اغوا کرلیا۔ بچہ کے والدین اور خویش واقربا نے زید کو پکڑ کر کسی طرح بچہ کو حاصل کرلیا اور اسی غصہ کی حالت میں زید سے زبردستی طلاق مانگا اگر چہ زید طلاق دینے کو راضی نہ تھا مگر مار پیٹ کے خوف سے زید نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دیدی اب

زیداوران کی بیوی ایک ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔لہٰذاازروئے شرع جواب سے نوازیں۔

المستفتی: محمد منصور سائنس کالج ٹھٹھمری بازار پٹنہ۔٦

۳/۸/۷۸ء

۹۲/۷۸٦

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ !

برتقدیر صدق مستفتی اگر زید نے اپنی بیوی کو صرف ایک طلاق دی ہے اور ابھی عدت پوری نہیں ہوئی ہے تو عدت کے اندر زید پھر اپنی بیوی سے رجعت کرسکتا ہے یعنی اپنی بیوی سے میل ملاپ کرکے ساتھ رکھ سکتا ہے اگر تین ماہ عدت کے گزر چکے ہیں تو زید تجدید نکاح کرے۔حلالہ کی ضرورت نہیں۔وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبــــــــــــــــــــــــــــــــــــــہ

۳/۸/۷۸ء

استفتاء ۶۸۰

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:
ایک شخص جس کا نام محمد مقیم ہے، اس نے حالتِ نشہ میں اپنی بیوی کو دو طلاقیں دے دیں، اس وقت اس کو اپنے آپ کے متعلق بھی کوئی خبر نہ تھی لیکن چند عورتیں ہیں جو یہ کہہ رہی ہیں کہ "اس نے تین طلاق دیا۔" جب اس کی بیوی سے دریافت کیا گیا تو اس نے کہا کہ "میرے شوہر نے دو طلاقیں دیں جس کو میں نے اپنے کانوں سے سنا۔" ایسی صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کون سی طلاق ہوئی۔ طلاق بائنہ میں اسے عدت گزارنے کی ضرورت پڑے گی یا نہیں؟ بینوا توجروا!

المستفتی: محمد کوثر ندی پار، آسنسول

۹۲/۸۶ھ

الجواب

صورت مذکورہ میں بیوی کے بیان کی تصدیق کی جائے گی۔ اگرچہ شوہر نے حالتِ نشہ میں طلاق دی مگر طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی اور شوہر کو تجدید نکاح کرنا ضروری ہوگا۔ درمختار میں ہے: **ویقع طلاق کل زوج بالغ ولو عبدا او مکرھا اوھازلا او سفیھا او سکرانا** "ہر بالغ شوہر کی طلاق واقع ہوجائیگی، خواہ وہ غلام ہو یا اکراہ کی حالت میں ہو یا مزاقاً طلاق دی ہو یا بیوقوف ہو یا نشے کی حالت میں ہو" **وھو تعالیٰ اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ
۱۲/۵/۷۳ء

استفتاء ۶۸۱

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:
زید کو اکثر و بیشتر جنون کی سی کیفیت طاری ہوجاتی ہے اس دفعہ بھی اس کو وہی کیفیت طاری ہوئی۔ اسی حالت میں اس نے اپنی اہلیہ کو کھانا پکانے کی فرمائش کی۔ بیوی چونکہ حالت جانتی تھی کہ ان کی یہ حالت اکثر ہوجاتی ہے۔ لہٰذا اس نے ٹالنے کیلئے یہ کہا کہ اتنے پیسے میں نہ ہوگا۔ بس یہ سننا تھا کہ اس کا جنون اور بڑھا اور چولہے پر پڑے ہوئے تمام سامان کو پھینکنا شروع کردیا اور اسی دوران اپنے سر کو لوٹے پر دے مارا۔

یہاں تک کہ خون جاری ہوگیا اور ڈاکٹر کے یہاں جا کر اسے ٹانکے لگے اور اپنی بیوی کو طلاق طلاق نہ جانے کتنی بار کہتا رہا اور باہر ایک دو آدمی سے بھی کہتا رہا۔ جب اس کا جنون ختم ہوا اور لوگوں نے کہا کہ تم نے طلاق دیا تو اس نے کہا کہ میں نے بدحواسی میں طلاق کہا ہوگا مگر دیا نہیں۔ ایسی حالت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

المستفتی: اعظم حبیب، شاہ ٹولی، داناپور کینٹ
۶-۸-۷۴ء

۹۲/۸۶ ھ

الجواب ــــــــ بعون الملک الوهاب ــــــــ !

برتقدیر صدق مستفتی صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہ ہوگی۔ اس لئے کہ طلاق کے واقع ہونے کے لئے زوجہ کی طرف اضافت ونسبت ضروری ہے جو یہاں معدوم و مفقود ہے۔ درمختار میں اس کی مثال یوں دی ہے کہ طلقتک یا وانت طالق سوال کے مضمون میں طلاق کی اضافت زوجہ کی طرف نہیں صرف لفظ طلاق مذکور ہے جو وقوع طلاق کے لئے کافی نہیں۔ بعدم الاضافة الی الزوجة. ''ترجمہ: بیوی کی طرف طلاق کی اضافت معدوم ہونے کی بناء پر۔'' دوسرے یہ کہ زید پر اکثر ایسی مدہوشی کی حالت طاری ہوجاتی ہے کہ اسے کچھ تمیز باقی نہیں رہتی ہے۔ درمختار میں ہے: لایقع الطلاق المولیٰ علیٰ امرأة عبده والمعتوه۔ والمبرسم والمغمی علیه هو لغة المغشی معتوہ ولی کی طلاق اپنے غلام کی بیوی پر اور (اختلال عقل والا) ایسا ہی برسام اور جس پر غشی طاری ہو۔ طلاق واقع نہیں ہوگی۔ لہٰذا ایسی حالت میں وقوع طلاق کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۶/۷/۷۴ء

استفتاء ۶۸۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیانِ شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ:
معین الدین موضع امانواں ہنسی گوپال نوادہ نے اپنی بیوی کو تاڑی کے نشہ میں ''ماں'' کہا اور خود کو ''بیٹا'' اور یہ بھی کہہ دیا کہ ''میں نے تجھ کو طلاق دے دیا۔'' اور یہ جملہ تین بار دُہرایا۔ بعد ختم ہونے نشہ کے جب پوچھا گیا کہ ''کیا تم نے اپنی بیوی کو 'ماں' کہا ہے؟'' تو وہ صاف انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ''مجھے معلوم نہیں میں آپ لوگوں سے کیا کہوں اور میں نے اپنی بیوی کو ہرگز ہرگز طلاق نہیں دیا ہے؟'' بیوی رہنے پر

رضامند ہے۔لہٰذا حضور والا سے مؤدبانہ عرض ہے کہ کیا مندرجہ بالا صورت میں محمد معین الدین اپنی بیوی کو رکھ سکتا ہے یا نہیں رکھ سکتا؟ ایسی صورت میں طلاق واقع ہوجائے گی یا نہیں؟ براہِ کرم اسلام کے صحیح مسائل سے واقف کرائیں تا کہ اس پر عمل کیا جاسکے اور گناہِ عظیم سے بچا جاسکے۔

المستفتی: محمد معین الدین امانواں ہنسی گوپال، رجولی، نوادہ

۴؍فروری ۷۴ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــــــ وھو الموفق للصواب ـــــــــ !

صورت مسئولہ میں اگر معین الدین نے اپنی رفیقہ حیات سے کہا کہ ”تو ماں اور میں تیرا بیٹا“ تو یہ قول شرعاً لغو ہے۔ہاں! اگر بحالتِ نشہ اپنی بیوی کو تین بار طلاق دیا تو طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور شخص مذکور گنہگار رہوا۔ہدایہ میں ہے: **طلاق السکران واقع عندنا۔** ”ہمارے نزدیک حالت نشہ کی طلاق واقع ہے۔“ لہٰذا اب بغیر حلالہ معین الدین اپنی بیوی کو زوجیت میں نہیں رکھ سکتا۔
وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۱۰؍فروری ۷۴ء

استفتاء ۶۸۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس شرعی مسئلہ میں کہ:

زید ایک دن قریب کے بازار میں گھر کے کچھ سامان خرید و فروخت کے لئے گیا تھا۔بازار میں سبھی سامان کو خرید لیا۔زید گھر آنے کا ارادہ بھی کرلیا مگر بازار ہی میں زید کی ایک جگری دوست سے ملاقات ہوگئی۔ زید اور زید کے دوست تاڑی کی دکان میں تاڑی پینے چلے گئے۔تاڑی پی کر زید نے گھر کا راستہ اختیار کیا۔زید ایک ٹین میں قریب پانچ کیلو سرسوں تیل بھی لے کر آرہا تھا۔بہر حال زید سے وہ ٹین زمین پر گر گئی اور سارا تیل برباد ہوگیا۔چونکہ زید پر تاڑی کا نشہ بہت تھا بعدہٗ زید اسی حالت میں گھر آیا اور اپنی بیوی سے باتوں بات میں تکرار کیا اور اپنی بیوی کو مار پیٹ بھی کیا اور دوران گفتگو زید اپنی بیوی کو نشے و غصے کی حالت میں طلاق کا لفظ اپنے زبان سے قریب پانچ چھ مرتبہ نکالا۔بہر صورت زید کی بیوی طلاق کا لفظ سن کر گھر کے ایک الگ کمرہ میں سونے چلی گئی۔بعد صبح ہونے پر زید کی بیوی نے اپنے شوہر کو ناشتہ اور شربت بنا کر دیا۔چونکہ زید نے نہ اپنی بیوی کا بنایا ہوا ناشتہ کھایا، نہ شربت پیا لہٰذا یہ طلاق والا لفظ سن کر

زید کی بیوی گاؤں میں سکونت گزیں ہوگئی۔ مگر صبح ہونے پر زید ہوش وحواس پر آ گیا تھا۔ زید کہتا ہے کہ میں اپنی بیوی کو طلاق نہ دیا ہوں۔ مجھے مطلق طلاق دینے کا یاد نہیں ہے۔ زید کو اتنا کافی نشہ ہو گیا تھا کہ اس کو کوئی سامان کا علم نہ تھا۔ قریب پانچ سو روپیہ کا سامان راستہ ہی میں چھوڑ کر زید گھر آ گیا تھا۔ اور زید ہی کے گاؤں کے ایک شخص نے اس کا سامان گھر آ کر پہنچا دیئے۔ لہٰذا زید ابھی بھی اپنی بیوی کو رکھنا چاہتا ہے۔ بہر حال شرعی مسئلہ کو علمائے دین واضح کر دیں کہ دین محمدی وشریعت احمدی کے موافق کیا حکم ہے؟ زید کی بیوی ابھی میکے میں ہے اور حمل کی حالت میں ہے۔

المستفتی: احمد حسین مٹھائی دوکان، جی ٹی روڈ، اورنگ آباد

معرفت محمد یٰسین انصاری، موضع واجت پور، اورنگ آباد

۹۲/۸۶ء

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــ!

صورت مذکورہ میں زید کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور وہ زید کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ زید نے چونکہ ایک بار ہی تین یا اس سے زیادہ طلاقیں دے دیں اس لئے وہ گنہگار رہوا۔ نشہ بذات خود شرعاً حرام ہے اور اسی حالت میں زید نے طلاق دی۔ لہٰذا طلاق واقع ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ درمختار میں ہے: **ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبدا او مکرھا او ھازلا او سفیھا او سکرانا.** ''ہر عاقل بالغ شوہر کی طلاق واقع ہو جاتی ہے اگر چہ وہ غلام ہو یا مجبور کیا گیا ہو یا مذاق سے طلاق دینے والا ہو یا بے وقوف ہو یا نشے کی حالت میں طلاق دیا ہو بہر صورت طلاق واقع ہو جائے گی۔'' اب بغیر حلالہ زید اس عورت کو اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔ قرآن حکیم میں ہے: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ. ''پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔'' **وھو تعالیٰ اعلم.**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۷-۶-۷۶ء

استفتاء ۲۸۴

مسئلہ: محترم قاضی صاحب وعلمائے دین ادارہ شرعیہ سلام مسنون!

عرض ہے کہ ایک لڑکا محمد عباس کو اپنے والد سے کچھ خانگی معاملات کے سلسلہ میں جھگڑا چل رہا تھا۔ فیصلہ کے لئے کچھ پنچ جمع ہوئے اور یہ فیصلہ کیا کہ عباس اور اس کی بیوی کی ساری غلطی ہے اس کے بعد عباس نے غصہ اور دیوانگی کی حالت میں اپنے سینہ پر دونوں ہاتھوں سے مارتے ہوئے گھر کے اندر داخل ہونے کی

کوشش کی لیکن پنچوں نے پکڑ لیا بیہوشی کا عالم تھا۔ تیسری بار پھر عباس نے گھر میں داخل ہونے کی کوشش کی لیکن پھر پکڑ لیا گیا اس کے بعد عباس نے اپنی زبان سے بیوی کو کہا کہ میں خراب اور تم بھی خراب۔ تو میں تم کو طلاق دیتا ہوں تین بار یہ لفظ کہا اس کے بعد بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا اور اس کا دانت لگ گیا پنچوں نے اس کی دانتی چھوڑائی دانتی چھوٹ جانے کے بعد بھی عباس بیہوش پڑا رہا (آفتاب غروب کا وقت تھا) صبح کو کچھ لوگ عباس سے ملنے آئے اس وقت کچھ ہوش میں تھا لوگوں نے کہا کہ رات تم نے اپنی بیوی کو طلاق دے دیا ہے۔ یہ بات سنکر عباس مایوس ہوا لوگوں نے یہ اندازہ لگایا کہ عباس اپنی روح خود فنا کر دے گا عباس نے جواب دیا کہ مجھے کچھ خیال نہیں ہے کہ ہم نے اپنی بیوی کو کیا کہا الغرض یہ بتائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں۔ اگر طلاق ہو چکی تو حرام کو حلال کس طرح کیا جائے گا؟

المستفتی: مولوی محمد شفیع ممبر ادارہ شرعیہ، ڈاکخانہ پرسول، وایہ گورول، ضلع مظفر پور

۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــــــــــــــــــ !

برتقدیر صدق سوال اگر فی الحقیقت محمد عباس نے بیہوشی کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دیا ہے اور اسے مطلق یاد نہیں کہ کیا کہا یعنی اس کا ہوش وحواس مختل ہو چکا تھا اور وہ غشی کی حالت میں کسی کو نہیں پہچانتا تھا تو ایسی صورت میں طلاق واقع نہ ہوئی۔

درمختار میں ہے: **لا یقع طلاق المولیٰ علی امراۃ عبدہ والمعتوہ (ھو اختلال العقل) والمبرسم والمغشی علیہ والنائم** ''ترجمہ: مولیٰ کی طلاق اپنے غلام کی بیوی پر اور معتوہ، مبرسم، مدہوش اور سونے والے کی طلاق واقع نہیں ہوگی۔'' اور اگر ایسی حالت نہ تھی بلکہ وہ لوگوں کو پہچانتا تھا اور نیک وبد کی تمیز رکھتا تھا جیسا کہ سوال کے الفاظ سے مترشح ہوتا ہے کہ اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں خراب اور تم بھی خراب تو میں تم کو طلاق دیتا ہوں یعنی کچھ بھی شعور اور ہوش تھا تو طلاق واقع ہو جائے گی۔

واضح ہو کہ موجودہ دور میں لوگ غیظ وغضب کی حالت میں طلاق دیتے ہیں اور بعد میں جب غلطی کا احساس ہوتا ہے تو جائز بنانے کے لئے مختلف طرح کے حیلے وحوالے کرتے ہیں ایسا شخص سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہوگا اور ہمیشہ زنا کار رہے گا۔ لہٰذا صورت حال جیسی رہی ہو اس کے مطابق عمل کریں۔ وھو تعالیٰ اعلم!

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

۱۸/۱۰/۷۸ء

استفتاء ۶۸۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:
زید کا عقد ہندہ سے ہوا تھا لیکن رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ زید اور ہندہ میں ملاقات نہیں ہے۔ کچھ دنوں بعد زید نے اپنی بیوی ہندہ کو تین طلاقیں دے دیں۔ پھر کچھ دنوں کے بعد جب عدت کی مدت ختم ہوگئی تو پھر زید اور ہندہ کی شادی ہوگئی۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ کیا صورت مذکورہ میں حلالہ کی ضرورت نہیں ہے اور صورت مذکورہ میں دوبارہ نکاح درست ہوا یا نہیں؟ بیّنوا توجروا.

المستفتی: محمد نواب علی، ساکن بھیروا، ضلع مدھوبنی
۹-۶-۷۶ء

۹۲/۷۸۶

الجواب ـــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــ!

صورت مستفسرہ میں تین طلاقیں تشریح طلب ہیں۔ اگر زید نے اپنی رفیقہ حیات کو تین طلاقیں متفرق طور پر دی ہیں مثلاً میں نے ہندہ کو طلاق دی، میں نے ہندہ کو طلاق دی، میں نے ہندہ کو طلاق دی، تو ایسی صورت میں ہندہ پر ایک بائن طلاق واقع ہوئی۔ چونکہ وہ غیر موطوءَ ہے اس لئے دوسری و تیسری طلاق کے لئے محل باقی نہ رہا اور عدم عدت کی بنا پر اول طلاق ہی سے بائن ہوگئی اور باقی طلاق لغو ہوئی۔ درمختار میں ہے: **قال لزوجة غیر المدخول بھا انت طالق ثلثا وقعن وان فرق بوصف اوخبرا وجمل بعطف اوغیرہ بانت بالاولی الا الیٰ عدۃ ولذا لم تقع الثانیة.** "درمختار میں ہے کہ کسی نے اپنی غیر مدخولہ بیوی سے کہا "تجھے تین طلاق" تو تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں۔ اور اگر کسی صفت یا خبر یا جملہ سے الگ الگ کر کے کہا تو پہلی ہی طلاق سے بغیر عدت کے وہ بائنہ ہوگئی کہ دوسری اور تیسری طلاق کا محل باقی نہ رہا۔ اسی لئے دوسری واقع نہ ہوئی۔" ردالمحتار میں ہے: **قولہ وان فرق بوصف نحو انت طالق واحدۃ وواحدۃ وواحدۃ اوخبر نحو انت طالق طالق طالق او جمل نحو انت طالق انت طالق. انت طالق ومثلہ فی شرح الملتقیٰ.** "ردالمحتار میں علامہ شامی کا قول ہے کہ اگر کسی وصف سے فرق کرے جیسے تجھے ایک طلاق ایک طلاق ایک طلاق یا کسی خبر سے جیسے تجھے طلاق، طلاق، طلاق یا جملے سے مثلاً تجھے طلاق، تجھے طلاق، تجھے طلاق، اور اسی طرح شرح ملتقیٰ میں ہے" لہٰذا اگر تین طلاقیں بیک لفظ دیں جیسے تجھ کو تین طلاق، تو تین واقع ہوں گی اور بغیر حلالہ شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی اور اگر الگ الگ لفظوں یا جملوں میں دی تو بغیر حلالہ تجدید نکاح ہی کافی ہوگا۔ جیسی صورت ہو اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ **وھو تعالیٰ اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ
۲۸-۷-۷۶ء

استفتاء ۶۸۶

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ:
زید کا دوسرا نکاح بی بی آسیہ فرحت بنت اسد رضا سے ہوا۔ لیکن پہلی بیوی کے رشتہ داروں کے دباؤ کی وجہ سے زید نے فرحت آسیہ کو پنچوں کے سامنے تین طلاقیں دے دیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر طلاق واقع ہوئی تو کونسی؟ اب دوبارہ فرحت آسیہ کو نکاح میں لانے کی کیا صورت ہوگی؟ واضح ہو کہ آسیہ فرحت سے زید کا نکاح ہوا تھا رخصتی نہیں ہوئی تھی اور زید و فرحت آسیہ یکجا بھی نہیں ہوئے تھے۔
بینوا توجروا۔

المستفتی: احسان انصاری، ڈاکخانہ بھوسکول، دربھنگہ
۹۲/۶۸۶ھ

الجواب ـــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــ!
صورت مستفسرہ میں بی بی آسیہ فرحت پر طلاق بائن واقع ہوگئی۔ اس لئے کہ غیر موطوءہ ایک ہی طلاق سے بائن ہو جاتی ہے۔ عالمگیری میں ہے: **اذا طلق الرجل امرأته ثلاثا قبل الدخول وقعن علیها فان فرق الطلاق بانت بالاولیٰ ولم تقع الثانیة والثالثة.** (عالمگیری) ''اگر مرد نے اپنی غیر مدخولہ عورت کو تینوں طلاق ایک ساتھ دیں تو پوری طلاق واقع ہو جائیں گی اور اگر جدا جدا دیا تو عورت پہلی سے بائنہ ہو جائے گی اور دوسری اور تیسری طلاق نہیں واقع ہوگی''۔ اب اگر آسیہ فرحت کو زید رکھنا چاہے تو تجدید نکاح کرے۔ دوبارہ نکاح کے لئے حلالہ ضروری نہیں۔ اس لئے کہ ابھی اس کی رخصتی نہیں ہوئی ہے۔ **وھو اعلم علمہ جل مجدہ اتم۔**

نوٹ: یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ زید نے تین طلاقیں ایک ساتھ دی ہیں یا الگ الگ۔ اگر الگ الگ مثلاً میں نے اپنی بیوی آسیہ فرحت کو طلاق دی۔ میں نے اپنی بیوی آسیہ فرحت کو طلاق دی میں نے اپنی بیوی آسیہ فرحت کو طلاق دی۔ جب تو وہ پہلی ہی طلاق سے بائنہ ہوگئی دوسری اور تیسری طلاقیں لغو ہوئیں اور اگر تینوں طلاقیں ایک ساتھ دیں مثلاً میں نے اپنی بیوی آسیہ فرحت کو تین طلاقیں دیدیں تو تینوں طلاقوں کے ساتھ وہ بائنہ ہو جائے گی اور اب اگر زید نکاح میں لانا چاہے تو حلالہ کی ضرورت ہوگی۔ صرف تجدید نکاح کے ساتھ اپنی زوجیت میں نہیں لاسکتا ہے۔ **کما مر عن الھندیة. مصحّح**
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتـــــــــــــــبہ

۶-۶-۷۶ء

استفتاء ۲۸۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:
زید کا نکاح ہندہ سے ہوا بعد نکاح طرفین میں کچھ کشیدگی کی باتیں پیدا ہوگئیں جس کی بنا پر ہندہ کے والدین نے رخصتی نہیں کیا اور ساتھ ہی زید کو بھی روک رکھا براتی اپنے گھر واپس ہوگئے اور لڑکا پر دباؤ ڈالا گیا کہ تم میری لڑکی کو طلاق دیدو بلکہ دینا ہی ہے تھوڑے سے دباؤ پر لڑکے نے طلاق دیدی وہ اس طرح اس نے زبان سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دیا۔ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدیا۔ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدیا۔ اب اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اب دوبارہ ہندہ زید کی زوجیت میں آسکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد یعقوب وفقیر محمد، موضع فتح پور، ڈاکخانہ فتح پور، نیپا، ضلع گیا
۸۱/۵/۳ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــــ بعون الملک الوهاب ـــــــ!

برتقدیر صدق سوال اگر زید و ہندہ میں خلوت صحیحہ نہیں ہوئی اور ہندہ غیر مدخولہ ہے جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے تو اگر زید نے تین بار الگ الگ جملوں میں طلاق دی تو غیر مدخولہ ہونے کی بنا پر ہندہ پر پہلی ہی بار طلاق دے دینے سے طلاق بائن واقع ہوگئی۔ چونکہ غیر مدخولہ ہے اس لئے دوسری وتیسری طلاق لغو ہوئی اس کے لئے وہ محل ہی باقی نہ رہی **الاذکار علی کونہ متفرقة فلا یقع الاالاولیٰ. فقط** ''اگر غیر مدخولہ کو الگ الگ تینوں طلاق دیا تو پہلی طلاق سے ہی بیوی بائنہ ہوگئی۔'' یعنی متفرق ہونے پر صرف پہلی طلاق واقع ہوگی درمختار میں ہے: **وبانت بالاولیٰ الاالی حدة ولذالم یقع الثانیة بخلاف الموطوة حیث یقع الکل.** ''پہلی طلاق ہی سے بائنہ ہوگئی، اس لئے دوسری طلاق واقع نہیں ہوگی برخلاف موطوہ کے کہ موطوہ پر پوری طلاق واقع ہو جاتی ہیں۔'' لہٰذا زید بغیر حلالہ کے صرف تجدید نکاح (یعنی دوبارہ نکاح) کرکے ہندہ کو اپنی زوجیت میں رکھ سکتا ہے۔ **وھو تعالیٰ اعلم!**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار القضاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

استفتاء ۶۸۸

مسئلہ: مولانائے محترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:
بوڑھے زید نے اپنی بوڑھی بیوی ہندہ کو غصہ کی حالت میں لفظ ''طلاق'' ''طلاق'' ''طلاق'' کئی بار کہہ ڈالا۔ حالاں کہ بالکل اس کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ بوڑھے سے کئی پوتے پوتیاں بھی ہیں وہ اپنی زبان سے یہ لفظ کہنے پر نادم بھی ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں شرعی احکام کیا ہیں یعنی ہندہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟
قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دے کر مشکور فرمائیں۔ فقط والسلام
المستفتی: باز محمد خاں کابلی، سیتارام پور، پوسٹ: سیتارام پور، ضلع بردوان، مغربی بنگال
۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــــ!
صورت مسئولہ میں زید نے جو الفاظ مذکورہ یعنی ''طلاق، طلاق'' کئی بار کہہ ڈالا۔ اگر زید نے صرف لفظ ''طلاق'' کہا اور اس کے ساتھ کوئی دوسرا لفظ نہیں کہا جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے تو ہندہ پر طلاق واقع نہ ہوئی اس لئے کہ لفظ ''طلاق'' کی نسبت اگر کسی کی طرف نہ کی جائے تو وہ بے معنی ہے۔ ہاں اگر زید نے لفظ ''طلاق'' کے ساتھ اور جملہ استعمال کیا ہوگا تو اُسی کے اعتبار سے فتویٰ دیا جائے گا۔ وقوع طلاق کے لئے عورت کی طرف اضافت ضروری ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ
۱۰/۹/۱۹۷۳ء

استفتاء ۶۸۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:
زید کی پرورش اس کے نانا نانی نے کی اور جوان ہوا تو ان ہی لوگوں نے اس کی شادی بھی کر دی۔ شادی کے ایک دو سال بعد زید پر اس کے نانا اور نانی نے دباؤ دیا کہ بیوی کو طلاق دے کر چھوڑ دو۔ مگر زید کی دلی خواہش طلاق دینے کی نہ تھی۔ نانا اور نانی کے اصرار کرنے پر زید نے اپنے سسر سے کہا کہ ''ہم آپ کو تین طلاق دیتے ہیں'' اس صورت میں زید کی بیوی کو طلاق ہوئی کہ نہیں؟
شجاعت میاں تاج ہوٹل اسٹیشن روڈ، پوسٹ: بارہ چکیا، چمپارن

۹۲/۸۶ے

الجواب ــــــــــ وهو الموفق للحق والصواب ـــــــ !

صورت مذکورہ بالا میں زید نے اپنے خسر کو مخاطب کر کے جس طرح طلاق کے الفاظ کہے اس سے اگر زوجہ کو طلاق دینا مقصود نہ تھا تو طلاق واقع نہ ہوگی اس لئے کہ طلاق میں عورت کی طرف اضافت ضروری ہے اور زید نے طلاق دیتے وقت اپنی بیوی کو مخاطب نہیں کیا بلکہ اپنے خسر سے کہا کہ "ہم آپ کو تین طلاق دیتے ہیں" (جیسا کہ سوال کے الفاظ ہیں) تو اس سے اس کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی۔ درّ مختار میں ہے: **قال ان خرجت یقع الطلاق او لا تخرجی الاباذنی فانی حلفت بالطلاق فخرجت لم یقع لترکه الاضافة الیها۔** "شوہر نے کہا اگر تو نکلی تو طلاق واقع ہو جائے گی یا یہ کہا کہ تو میری اجازت کے بغیر نہ نکلنا اس لئے کہ میں نے طلاق کی قسم کھائی ہے تو اس کی بیوی کے نکلنے سے طلاق واقع نہ ہوگی اس لئے کہ بیوی کی طرف اضافت معدوم ہے۔" لہٰذا سوال میں جو الفاظ ہیں اس کے پیش نظر زید کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی۔ کیونکہ طلاق کی نسبت زوجہ کی طرف نہیں کی گئی ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہٗ اتم۔

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۱۷ر فروری ۷۱ء

استفتاء ۶۹۰

مسئلہ: محترم ومکرم جناب مفتی صاحب ادارۂ شرعیہ، سلطان گنج پٹنہ　سلام مسنون!

گزارش خدمت ہے کہ میں مجیب الرحمٰن خاں موضع بھیڑا، ڈاکخانہ گرارو، ضلع گیا کا رہنے والا ہوں۔ گزشتہ ہفتہ ۲۲ر اپریل ۱۹۷۵ء بروز بدھ ہماری بھانجی غوث باندی عرف چندہ خانم کو ان کے شوہر معین الدین خان صاحب نے گاؤں کے چند لوگوں کے سامنے یہ کہتے ہوئے کہ آپ لوگ گواہ رہیے گا میں طلاق دیا طلاق دیا طلاق دیا، یہی جملہ کہا جب کہ خود عزیزیہ سلمہا وہاں پر موجود نہ تھی۔ انہوں نے نام یا یہ کہ اپنی بیوی کو طلاق دیا نہیں کہا بلکہ جو اوپر تحریر کیا ہے وہی انہوں نے اپنی زبان سے کہا۔ دوسری بات مجھے یہ کہنی ہے کہ اس دن سے قبل گھر میں ان کی بیوی کو چھوڑ کر دوسرے لوگوں سے یعنی ان کی ساس اور ماما سسر وغیرہ سے کچھ اختلاف ہو گیا تھا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ کچھ روپیہ تجارت کے لئے مانگ رہے تھے۔ رقم اتنی زیادہ تھی جو ہر وقت موجود نہ رہنے کی وجہ سے مجبوری تھی۔ یہی وجہ ہوئی کہ انہوں نے غصہ میں آ کر مجھے یعنی ماما سسر کو کہا کہ ٹھڈر کر دیں گے (ماردیں گے) اور بالآخر انہوں نے اپنی زبان سے مندرجہ بالا الفاظ غصہ میں کہے۔ میں آپ سے گذارش کروں گا کہ مندرجہ بالا حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے جو مسئلہ

واجب ہوا سے تحریر کریں۔

المستفتی: محمد مجیب الرحمٰن خان، موضع بھیڑا، ڈاکخانہ گورارو، ضلع گیا

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــ !

صورت مذکورہ میں اگر معین الدین نے اپنی بیوی کا نام نہیں لیا یا اس کی طرف اشارہ نہ کیا اور مذاکرۂ طلاق بھی نہ تھا تو بغیر اضافت ونسبت کے صرف یہ کہا کہ میں نے طلاق دی تو قضاء طلاق واقع نہ ہوئی۔ اس لئے کہ طلاق میں بیوی کی طرف اضافت ضروری ہے جیسے طلقتک یا انت طالق وغیرہ۔ یا اگر وہ موجود ہو تو اس کی طرف اشارہ کرے یا اس کا نام لے کر طلاق دے۔ اگر بوقت طلاق اس کی نیت اپنی بیوی کو طلاق دینے کی تھی اور اس لفظ سے اس نے اپنی بیوی کو مراد لیا تو دیانۃً طلاق واقع ہو جائے گی جس کا انحصار اس کی نیت پر ہوگا۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۴-۷-۷۵ء

استفتاء ۶۹۱

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین من حیث شریعت محمدی کے مسئلہ ذیل میں کہ:

زید اور ہندہ کے درمیان تکرار ہو رہا تھا کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ سے کہا میرے سامنے سے ہٹ جاؤ ورنہ میرے منہ سے برا لفظ نکل جائے گا اور یہ الفاظ زید نے کئی بار دُہرائے۔ اس کے بعد ہندہ کے نہیں ہٹنے پر پھر زید نے کہا طلاق طلاق طلاق۔ پھر ثانیاً زید نے کہا گھر لو، دروازہ لو اور کل ساز وسامان لو، ہم گھر سے چلتے ہیں۔ یہ سب باتیں رات کو زید اور ہندہ کے درمیان ہو رہی تھیں۔ قریب والوں نے جب یہ سنا اور بعد میں تحقیق کرنے پر زید اور ہندہ کے مندرجہ بالا بیان کا اقرار بھی کیا۔ فقط

المستفتی: عبدالمجید اشرفی، موضع ماہی گیر، پوسٹ ماہی گیر، کٹیہار، پورنیہ

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــ !

صورت مسئولہ میں چونکہ زید نے طلاق کی نسبت واضافت ہندہ کی طرف نہیں کی اس لئے طلاق واقع نہ ہوگی۔ طلقتک وانت طالق ومطلقة شارح درمختار نے اس کی تشریح یوں کی ہے کہ قید بخطابها لانه لو قال ان خرجت يقع الطلاق او لا تخرجي الا باذني فاني حلفت بالطلاق فخرجت لم يقع لتركه الاضافة اليها۔ یعنی اس طرح کہا کہ تجھ کو میں نے

طلاق دی یا تو طلاق والی ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر عورت کو مخاطب نہ کیا اور اس کی طرف طلاق کی اضافت نہ کی تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ سوال میں صرف طلاق کا لفظ مذکور ہے جس میں ہندہ کی طرف نسبت نہیں کی گئی ہے۔ لہٰذا طلاق واقع نہ ہوگی۔ هذا ماظهر عندی وهو اعلم بالحق والصواب وعنده ام الكتاب.

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۱۲ر دسمبر ۱۹۷۴ء

استفتاء ۶۹۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

جناب محمد رفیق صاحب اور ان کی بیوی محترمہ مریم خاتون میں کچھ ان بن ہوئی اور معاملہ بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ مریم کی والدہ و بھائی رفیق صاحب کے گھر آئے اور بہت طعن وتشنیع کیا اور طرح طرح کی دھمکی دی اور کہا کہ ہماری لڑکی کو تم نکال دو۔ رفیق صاحب کو غصہ حد سے زیادہ ہو گیا اور برداشت سے باہر ہو گیا کہ ہوش وحواس جاتا رہا۔ ایسی حالت میں رفیق صاحب نے غصہ سے بیہوشی میں اپنی ساس سے کہا کہ جاؤ طلاق طلاق میں نے تین طلاق دے دیا۔ اور پہلے سے طلاق دینے کا ارادہ نہ تھا لیکن طلاق دینے کا الفاظ زبان سے نکلتے ہی فوراً اسی وقت ہوش ہوا اور رفیق صاحب پشیماں ہوئے۔ آنکھ میں آنسو آ گیا اور دل میں گھبراہٹ آ گئی اور افسوس ہونے لگا کہ افسوس غصہ میں میں نے طلاق دے دی اور اپنی بیوی کو الگ بھی نہیں کیا ہے اور نہ مریم کی والدہ مریم کو اپنے گھر لے گئی۔ مریم کو تین بچہ بھی ہے۔ اب قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔ شریعت کیا کہتی ہے کہ ہماری بیوی حرام ہو گئی یا جائز ہے؟ بینوا توجروا۔

المستفتی: محمد رفیق موضع سلگرھیہ، پوسٹ جگدیش پور، وایا مدھو پور، ضلع سنتھال پرگنہ

۹۲/۸۶ے

الجواب ــــــــ بعون الملک الوهاب ــــــــ!

صورت مذکورہ میں اگرچہ طلاق کی نسبت واضافت بیوی کی طرف نہیں ہے مگر چونکہ سیاق کلام اس پر دلالت کرتا ہے کہ محمد رفیق کی ساس وسالا نے مریم کو گھر سے نکال دینے کو کہا اور اس کے مطابق رفیق نے طلاق کا لفظ استعمال کیا تو اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو گئی اور وہ محمد رفیق کی زوجیت سے خارج ہو گئی۔ اب بغیر حلالہ محمد رفیق کی زوجیت میں نہیں آسکتی۔ قرآن حکیم میں ہے: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ. ''پھر اگر تیسری طلاق دی تو وہ اسے حلال نہ ہوگی جب تک

کہ دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے" (کنزالایمان) میاں بیوی کو فوراً علیحدہ ہوجانا چاہیے۔
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۱۲-۸-۷۶ء

استفتاء ۶۹۳

مسئلہ: محترم جناب قاضیٔ صاحب ادارہ شرعیہ، السلام علیکم کیا فتوی صادر فرماتے ہیں کہ:
زید کی شادی کو عرصہ ۱۴ سال گزر گیا اسی اثناء میں زید کی بیوی کے بطن سے چار اولاد بھی ہے زندگی ہنسی خوشی گذر رہی تھی ایک لحہ ایسا بھی آیا کہ گھریلو زندگی زید کی بیوی کی وجہ سے جنگ کا میدان بن گئی ایک دن زن وشوہر کے درمیان شدید لڑائی ہوئی بیوی نے شوہر کو گالی دینی شروع کر دی حتی کہ ہاتھاپائی پر اتر آئی زید نے مارے غصہ کے اپنی بیوی کو بار بار منع کیا کہ ایسا نہ ہو کہ غلط الفاظ نکل پڑے، باز آجاؤ لیکن زید کی بیوی زبانی اور گندے لفظ استعمال کرتی رہی اسی بات کو لیکر زید نے اپنی بیوی کے سامنے طلاق طلاق طلاق لفظ یہ واضح نہیں کیا کہ میں نے تم کو طلاق دیا زید کی حالت بھوکے شیر کے مانند تھی اور چہرہ تمتما رہا تھا زید اپنی اس غلطی پر نادم بھی ہوا اور اپنی بیوی کو رجوع کر لیا کھانا پینا ساتھ جیسا چلتا رہا دوسرے دن زید کی خوش دامن آپہنچی دونوں کے درمیان قران وحدیث کی تشریح دکھائی گئی اور معاملہ رفع دفع ہو گیا زید کی خوش دامن نے رخصتی مانگی اور زید نے بخوشی بڑے اہتمام کے ساتھ رخصت کر دیا زید کی بیوی کے ساتھ سال بھر کا چھوٹا لڑکا ساتھ چلا گیا اور باقی تین بچے جو زیر تعلیم ہیں زید کے ساتھ ہیں۔ کچھ دنوں کے بعد زید کا بڑا لڑکا اپنی ماں کو لانے گیا تو زید کی خوشدامن نے طلاق کا فتوی طلب کیا اور ایک مسئلہ کھڑا کر دیا۔ علمائے کرام حضرات سے گذارش ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں مندرجہ بالا مضمون پر فیصلہ دیں عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: اشفاق احمد دانہ پور
۹/۱۱/۱۹۷۹ء

۹۲/۷۸۶

الجواب ــــــــــ بعنوان الملک الوھاب ــــــــــ!

صورت مذکورہ میں سیاق کلام اس پر دال ہے کہ زید نے اپنی رفیقۂ حیات ہی کو طلاق دی اگرچہ جملہ میں اضافت نسبت زوجہ کے طرف نہیں ہے۔ وان لم توجد الاضافة فی اللفظ صراحة ولکن تحقق لکونه جواباً لکلام تحققت

فیہ لان السوال معادفی الجواب ۔''ترجمہ: اوراگر چہ لفظ میں اضافت صراحتاً موجود نہ ہولیکن ضمناً کلام کا جواب ہونے کی وجہ محقق ہوتا ہے اس لئے کہ جواب میں سوال کا اعادہ ہوتا ہے۔'' ہاں! اگر زید قسم کھا کر یہ کہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی تو قضاء طلاق کا حکم نہیں دیا جائے گا۔

رحیق الاحقاق میں ہے: امـا اذا خـلا عنها (ای الاضافة) بو جوهها الثلثة فح لابدمن وجوها فی النية فان نـوی وقع الالا .وهذا ماقال فی الهنديه عن المحيط لايقع فی جنس الاضافة اذا لم ينو لعدم الاضافة اليها الـخ وهذا فيمابينه وبين الله اما قضاء فتقسم هذه الصورة الی قسمين الاول ان توجد ههنا قرينة تسانس بهاعلی تحقق النية ويكون هو الاظهر فی المقام فح يحكم بالوقوع مالم يقل انی لم اردها فان قاله فلايصدق والابـاليـمين فان حلف صدق لكونه امينافی الاخبارعما فی نفسه وقداتی بما يحتمله كلامه الخ اقول باللّٰه التوفيق يظهر من السوال ان صورة المنسلة من هذه يحكم بالطلاق المغلظة مالم يقل بالتحليف انّی لم اردها۔

''ترجمہ: لیکن جب کوئی کلام ان تینوں صورتوں کی اضافت سے خالی ہوتو پھر اضافت کا نیت میں پایا جانا ضروری ہے۔ اگر نیت کرے تو طلاق ہوگی ورنہ نہیں اور ہندیہ نے محیط سے نقل کیا میں نے جو یہ کہا کہ اضافت کے معاملہ میں طلاق اس وقت تک نہ ہوگی جب تک نیت نہ کرے کیونکہ ایسی صورت میں بیوی کی طرف اضافت نہ پائی جائے گی اھ کا مطلب یہی ہے، یہ نیت کا معاملہ خاوند اور اس کے رب تعالیٰ کے درمیان ہے یعنی دیانۃ یہ حکم ہے۔لیکن نیت میں اضافت کا قضاء حکم دو قسموں پر ہے اول یہ ہے کہ ایسی صورت کہ جہاں کوئی ایسا قرینہ موجود ہے جس سے محسوس کیا جائے کہ خاوند نے اضافت کی نیت کی ہے۔اور یہ مقام کے لحاظ سے واضح ہوسکے۔تو ایسے مقام پر طلاق کے وقوع کا حکم کیا جائے گا جب تک خاوند یہ نہ کہہ دے کہ میں نے بیوی کا ارادہ نہیں کیا اور اگر اس نے ایسا کہہ دیا تو اس سے قسم لی جائے گی قسم کے بغیر اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی۔اور اگر اس نے قسم دے دی تو پھر اس کی تصدیق کر دی جائے گی۔ اور طلاق نہ ہوگی کیونکہ اپنی نیت کے متعلق خبر دینے میں یہی تصور کیا جائے گا جب کہ اس نے کلام میں ایسا کہا ہے جس میں گنجائش ہے۔میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں کہ سوال سے ظاہر ہے کہ صورت مسئلہ اسی میں سے ہے اس لئے طلاق مغلظہ کا حکم دیا جائے گا جب تک قسم کھا کر یہ نہ کہہ دے کہ میں نے اس کا ارادہ نہیں کیا ہے۔

لہٰذا بظاہر صورت حال سے واضح ہے کہ جھگڑنے کی حالت میں بیوی کی زبان درازی پر زید نے لفظ طلاق استعمال کیا اس لئے زید کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور اب بغیر حلالہ زید کے لئے حلال نہ ہوگی اگر زید حلف کے ساتھ انکار کرے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی تو پھر عدم طلاق کا حکم ہوگا مگر زید کو خوف خدا چاہیے۔ ھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، دارالافتاء ادارہ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۱۹/ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ، مطابق ۱۱ نومبر ۱۹۷۹ء

استفتاء ۶۹۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:
زید نے اپنی بیوی کو غصے کی حالت میں کچھ کہا جب زید سے پوچھا گیا تو کہتا ہے کہ مجھے مطلق ہوش نہیں تھا کہ کیا کہا اور کیا ہوا۔ البتہ جائے وقوع پر زید کی بہن اور دو بھابھی موجود تھیں جن میں سے ایک بہن کا بیان ہے کہ زید نے اپنی بیوی کو کہا کہ "پیسہ لیکر چلی جاؤ ہم نے تم کو طلاق دے دیا۔" اسی طرح تین دفعہ کہا۔ جب کہ دونوں بھابھی کا بیان ہے کہ زید نے یہ کہا کہ "ہم اپنی بیوی کو طلاق دیدیں گے یہ ایک بار ہی کہا اور کہتے ہوئے مکان سے باہر ہو گیا۔" بعد میں زید اور اس کے والد نے چند لوگوں سے کہا کہ ہمارے لڑکے کا معاملہ صاف ہو گیا ہے اور یہ اس بنیاد پر کہا گیا جو زید کی بہن نے گواہی دی۔ ایسی صورت میں شرعی جواب عنایت فرمائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: محمد قریشی لوہردگا، منصف قریشی، محمد ریاست قریشی لوہردگا

۸۶/۹۲ ے

الجواب

صورت مذکورہ میں تین طلاق کی شہادت نہیں۔ زید کو کچھ یاد نہیں کہ کیا کہا؟ زید کی بھابھی کا بیان ہے کہ زید نے کہا کہ "ہم طلاق دے دیں گے" صرف زید کی بہن شہادت دے رہی ہے کہ زید نے طلاق دیدی۔ لہٰذا صرف زید کی بہن کے کہنے سے وقوع طلاق کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا۔ بعد میں زید اور اس کے والد نے جو لوگوں سے کہا کہ ہمارے لڑکے کا معاملہ صاف ہو گیا ہے تو یہ حکایت ہے یعنی بہن کے قول کو بیان کر رہا ہے نہ کہ طلاق دینے کا اقرار ہے۔ لہٰذا زید کی بیوی پر قضاءً طلاق واقع نہ ہوگی۔ وھو تعالیٰ اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار القضاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۸ مارچ ۸۰ء

استفتاء ۶۹۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
زید نے اپنی منکوحہ بیوی کو ایسی جگہ طلاق دی جہاں زید اور ہندہ کے علاوہ کوئی موجود نہ تھا اس واقعہ کو چار سال ہو گئے اس اثناء میں زید نے دوسری شادی بھی کر لی۔ ہندہ چار سال تک اپنے میکہ میں رہی۔ اب ہندہ زید کے گھر آ گئی ہے اور کہتی ہے کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق نہیں دی ہے۔ نہ میں نے اپنے شوہر

کے منہ سے طلاق کے الفاظ سنے ہیں۔ زید کا بیان ہے کہ میں نے ہندہ (اپنی بیوی) کو دو طلاق دی تھی یعنی یوں کہا تھا کہ کہ جاؤ تم کو طلاق دیا تم کو طلاق دیا اب ایسی صورت میں زید اور ہندہ کے متعلق شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ کیا ہندہ زید کے نکاح میں ہے یا عقد ثانی کرے گا یا ہندہ زید کے نکاح سے نکل چکی ہے از روئے شرع جواب باصواب سے مطلع فرمائیں۔ بینوا توجروا!

المستفتی: محمد حفیظ الرحمٰن مضطر مقام وڈاکخانہ پربھلی، وایہ درگا گنج، ضلع کٹیہار، بہار

۸۶/۹۲ھ

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ!

زید کی بیوی پر طلاق واقع ہوگئی جب زید خود طلاق دینے کا اقرار کرتا ہے تو بیوی کے انکار سے کچھ نہ ہوگا اگر واقعی زید نے دو ہی طلاق دی ہیں۔ اور وہ پھر بیوی کو زوجیت میں رکھنا چاہتا ہے تو تجدید نکاح کرنا ہوگا اس لئے کہ زید نے دو ہی طلاق دی ہیں اور اب وہ صرف ایک طلاق کا مالک رہا جس دن ایک طلاق دیگا۔ عورت قطعی طور پر اس کی زوجیت سے خارج ہو جائے گی۔ وھو اعلم!

کتبہ ـــــــــــــــــــــــــــــ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارہ شرعیہ بہار، پٹنہ

۲۹/۱۲/۷۸ء

استفتاء ۶۹۶

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ:

زید کلکتہ سے جب مکان آیا اور اپنی بیوی کو پگلی جیسی حالت میں پایا۔ کسی بات پر میاں بیوی میں جھگڑا ہو گیا۔ محلہ کی چند عورتیں وہاں جمع ہو گئیں۔ جھگڑنے کے درمیان زید نے اپنی بیوی کو اس طرح کہا ایک دو طلاق دیا۔ عورتوں نے شور وغل مچایا کہ زید نے بیوی کو طلاق دے دیا پھر کچھ مرد جمع ہوئے اور عورتوں سے گواہی لی تو صرف ایک عورت نے مذکورہ الفاظ بتایا تو ایسے الفاظ سے زید کی بیوی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟ حوالے کے ساتھ جواب عطا فرمائیں گے۔

المستفتی: محمد عبد اللطیف، رپین اسٹریٹ، کلکتہ-۱۶

۸۶/۹۲ھ

الجواب ــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــ!

صورت مذکورہ میں صرف ایک عورت کی گواہی سے طلاق کا فتویٰ نہیں دیا جا سکتا۔ ہاں اگر زید خود اقرار کرے۔ طلاق واقع

ہوجائے گی اور بغیر حلالہ زید تجدید نکاح کرکے اپنی بیوی کو زوجیت میں رکھ سکتا ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ
۱۳-۹-۷۶ء

استفتاء ۶۹۷

مسئلہ: جناب عالی حضور مفتی صاحب قبلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں از روئے شرع مطلع کریں کہ:

تبارک میاں ولد بابولال میاں، ساکن کھیتکو، ضلع گریڈیہہ نے اپنی منکوحہ پچپن سالہ بیوی کو جھگڑا فساد کے دوران حسب ذیل الفاظ کہے "تم نکل جاؤ ہمارے گھر سے ابھی نکلو میں تم کو دیکھنا نہیں چاہتا میں نے تم کو طلاق دیدیا۔"

اتنا سنتے ہی بیوی گھر سے نکل گئی۔ تقریباً دس بجے رات کو لوگ ڈیوٹی پر جارہے تھے۔ اُن میں سے سلامت نے کہا کہ "اتنی رات کو کہاں جارہی ہو؟" اُس نے کہا کہ "میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی ہے۔" اتنے میں شوہر بھی وہاں آ گیا اور اُس نے گالی گلوج بکنا شروع کیا اور لفظ "طلاق" بھی زبان سے نکالا جو وہاں موجود تھے۔ اُن میں سے صرف قادر میاں ابن بھولی میاں کا کہنا ہے کہ "تبارک میاں نے تین بار لفظ "طلاق" کہا، اُن دونوں میں آپس میں بغاوت ہے۔ دوسرے لوگوں کا کہنا ہے کہ "ایک مرتبہ بولا ہے۔" لہٰذا بتائیں کہ از روئے شرع بیوی مذکورہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اور اگر طلاق پڑی تو کون طلاق پڑی؟ بینوا توجروا!!

المستفتی: محمد ضمیر الدین، مقام کھیتکو، پوسٹ چرانگ ڈیہہ، ضلع گریڈیہہ
۳۰ رجون ۱۹۷۴ء

۷۸۶/۹۲

الجواب

صورت مذکورہ میں اگر تبارک میاں نے صرف ایک بار طلاق دی ہے اور ابھی عدت باقی ہے تو تبارک میاں اپنی بیوی سے رجوع کرسکتے ہیں اور میل ملاپ کرکے اپنے پاس رکھ سکتے ہیں اور بقول قادر میاں کے اگر واقعی تین طلاق دے دی ہیں۔ تو بیوی اُن پر حرام ہوگئی رشتہ زوجیت ختم ہوگیا۔ اب بغیر حلالہ اُن کے لئے حلال نہ ہوگی۔ اگر قادر میاں نے دشمنی سے ایسا کہا ہے تو دوسرے لوگوں کی شہادت کے مطابق ایک ہی طلاق کا فتویٰ دیا جائے گا۔ اگر ایک طلاق دیئے ہوئے چند ماہ ہوگئے اور عدت گزر چکی تو

صرف تجدید نکاح کافی ہوگا۔ حلالہ کی ضرورت نہ ہوگی۔ وھو تعالیٰ اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارہ شرعیہ بہار، پٹنہ ٦
کتبہ

۸/۳/۷۴ء

استفتاء ٦٩٨

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:
میرا نام محمد ظہیر ہے میری شادی ہوئے کئی ماہ ہوچکے۔ اچانک گھریلو تکرار کی بنا پر مسماۃ مشتری بانو سے جو میری بیوی ہے اختلاف ہوگیا مگر طلاق کی نوبت نہیں آئی۔ بہ دیگر صورت لڑکی کے گھر والے خلاف معمول یہ کہتے ہیں کہ لڑکے نے طلاق دے دی اور اس سلسلہ میں ایک گواہ مرد بھی پیش کرتے ہیں مگر اسی جگہ کے چار یہ گواہی دیتے ہیں کہ میں نے لڑکے ظہیر الدین کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ وہ اپنی بیوی کو کہہ رہا تھا کہ اگر تم نہیں سنبھلیں تو ہم تم کو طلاق دے دیں گے۔ اور میں ظہیر الدین ابھی بھی حلفیہ یہ کہتا ہوں کہ ہم نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دیا ہے بلکہ "دے دیں گے" کہا ہے۔ دوسری طرف یہ بات بھی واضح رہے کہ چند اشخاص نے لڑکی والوں کی موجودگی میں مجھ سے زبردستی ایک ایسے مضمون پر دستخط کرالیا ہے جس پر یہ مضمون لکھا ہوا ہے کہ ایک گواہ کے ساتھ لڑکے کی طلاق واقع ہوگئی۔ جواب بہت جلد عنایت فرما کر مشکور فرمائیں۔

المستفتی: محمد ظہیر الدین، پیوروڈ، شہر ہزاری باغ
۱۹۷۰ء

۹۲/۷۸٦

الجواب ــــــــ اللّٰھم ھدایة الحق والصواب ــــــــ !

برتقدیر صدق مستفتی جب خود ظہیر حلفیہ کہتے ہیں کہ میں نے طلاق نہیں دی بلکہ "دے دیں گے" کہا اور اس سلسلہ میں چار گواہ بھی ظہیر ہی کے قول کی تصدیق کرتے ہیں۔ جس سے لڑکی والے کی بات جھوٹی ثابت ہوتی ہے اور اگر گواہ بھی وہ پیش کرتے ہیں تو صرف ایک جو شہادت شرعی کے لئے کافی نہیں اور اصول یہ ہے کہ: **البینة علی المدعی والیمین علی من انکر**۔ مدّعی کو ثبوت دعویٰ کے لئے دلیل یعنی گواہ پیش کرنا ہے اور انکار کرنے والے پر قسم کھانا ہے۔ یہاں ظہیر الدین منکر ہے جو قسم کے ساتھ چار گواہوں کو بھی پیش کر رہا ہے۔ اور مدّعی کے پاس صرف ایک گواہ ہے۔ لہٰذا قسم کے ساتھ ظہیر الدین کی بات مانی جائے گی اور طلاق واقع نہ ہوگی۔ درمختار میں ہے: **فان اختلفا فی وجود الشرط فالقول له مع الیمین لانکاره الطلاق الا**

اذا برهنت ۔ یعنی اگر شرط پائے جانے میں زن وشوہر میں اختلاف ہو تو قسم کے ساتھ شوہر کی بات مانی جائے گی مگر جب عورت دلیل اور گواہ پیش کرے ۔ واللہ اعلم الخ۔

نوٹ: سوال یہ نہیں ہے کہ لڑکی یعنی زوجہ اقرار طلاق کرتی ہے بلکہ اس کے گھر والے طلاق کا دعویٰ کرتے ہیں ۔ لہٰذا ایسی صورت میں قضاءً طلاق واقع نہ ہوگی ۔ علاوہ ازیں یہ بھی ذکر نہیں کیا گیا ہے کہ ایک طلاق دی یا تین ۔ اگر لڑکی والے ایک طلاق کا دعویٰ کرتے ہیں تو بھی ظہیر الدین کو رجوع کا حق حاصل ہے کہ طلاق رجعی میں یعنی ایک طلاق کے بعد شوہر بیوی کو لوٹا سکتا ہے اور اس کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے ۔ رہا وہ مضمون جس میں لکھا ہوا ہے کہ ایک گواہ کے ساتھ لڑکے کی طلاق واقع ہوگئی اور چند اشخاص کا اس پر ظہیر الدین سے دستخط کرا لینا وقوع طلاق کے لئے کافی نہیں ۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۱۲/۹/۷۰ء

استفتاء ۶۹۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

میری شادی میری بستی میں ہوئی ہے ۔ میری بیوی ایک لڑکے کی ماں ہے ۔ وہ بچہ کو لے کر اپنے میکے گئی ہوئی تھی ۔ میں نے اپنی بیوی کو گھر میں نہیں پایا تو میں بھی اپنی سسرال چلا گیا ۔ وہاں میری بیوی موجود تھی ۔ میں نے اپنی خوش دامن صاحبہ سے کہا کہ ”لڑکی دن بھر میں دو تین مرتبہ اپنے میکے کیوں آتی ہے؟ اور آپ کیوں بلا لیتی ہیں؟ کیا آپ میرا ایک شام کا خرچ دے کر بھیجتی ہیں۔“ میری خوش دامن صاحبہ چڑچڑے مزاج کی عورت ہے فوراً ہی غصہ میں آجاتی ہیں ۔ انہوں نے اس بات پر مجھے بہت بُرا بھلا کہا بلکہ دو ایک دُشنام بھی دیا ۔ اتنا ہی نہیں بلکہ انہوں نے جلال میں آکر جھوٹے الفاظ میں یہ بھی کہا کہ ”تم کس لئے آتے ہو؟ اس سے پہلے ہی تم میری بیٹی کو طلاق دیئے ہوئے ہو، ہٹ جاؤ یہاں سے۔“ گویا انہوں نے ایک پاگل کی طرح ہم پر بہت بک بک جھک جھک کیا تو میں نے کہا کہ ”اگر آپ لڑکی رکھنا چاہتی ہیں تو میرا لڑکا مجھے دے دیں طلاق شدہ ہونے کی ہوائی اُڑا رہی ہیں تو اُڑاتی رہیں جب کہتی ہیں کہ طلاق دے دیا ہے تو میرا لڑکا مجھے دے دیں“ بہر حال مجھے قطعی ارادہ نہیں تھا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دوں یہ مَن گھڑت میری ساس صاحبہ ہی کی بات ہے ۔ اس جھگڑے میں ہلّہ شور سن کر کچھ عورت ومرد آئے جن کا نام گواہی میں یہ ہے۔

(۱) بی بی حسینہ خاتون نے کہا ''فیاض نے طلاق کا نام لیا ہے لیکن دو یا تین نہیں بولا۔''

(۲) دوسری عورت رویدہ خاتون نے کہا کہ ''ہم نے بھی سنا ہے کہ فیاض نے لاکھوں مرتبہ طلاق بولا مگر یہ نہیں کہ کسی کو مخاطب ہو کر طلاق دیا۔'' یہ عورت مطلق جاہل ہے ظاہر ہے کہ ایک لاکھ مرتبہ کوئی شخص طلاق نہیں کہہ سکتا۔ گویا جھوٹ بولنے میں اُس نے کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔

(۳) محمد لقمان کی یہ گواہی ہوئی کہ فیاض نے اپنی ساس سے کہا کہ ''جب آپ کہتی ہیں کہ تم نے میری بیٹی کو طلاق دی تو میرا لڑکا مجھے دے دیں اور کب تک لڑکی کو رکھتی ہیں رکھیں۔''

(۴) مسماۃ صغریٰ نے بھی یہی گواہی دی جو لقمان نے گواہی دی۔

(۵) بیوی اصغری خاتون نے بھی جو لڑکی کی حقیقی چچی ہیں اور ایک ہی مکان اور آنگن میں رہتی ہیں محمد لقمان ہی کی گواہی کو صادر کیا۔

(٦) لڑکی سے جب پوچھا گیا کہ ''تمہارے شوہر فیاض نے تم کو طلاق دے دی ہے؟'' تو لڑکی نے صاف انکار کیا اور کہا کہ ''میرے شوہر نے مجھے طلاق نہیں دی ہے یہ بات بالکل غلط ہے۔'' اور لڑکا بھی قطعاً اس بات سے انکار کرتا ہے کہ میں نے طلاق دی۔ ازراہ کرم شرعی فیصلہ فرما کر مجھے اطلاع فرمانے کی زحمت گوارہ کریں۔ عین کرم ہوگا۔ فقط والسلام

المستفتی: مخلوق احمد اشرفی، مقام جواب گنج، پوسٹ: راجپور، ضلع ہزاری باغ

۹۲/۸٦ ھ

الجواب ـــــــ وهو الموفق للصواب ـــــــ !

صورت مسئولہ میں سوال کے مضمون اور زن و شوہر کے بیان نیز شاہدین کی شہادتوں کے پیش نظر طلاق واقع نہیں ہوئی۔
۱۔ بی بی حسینہ اور ۲۔ رویدہ خاتون کی شہادت متضاد ہونے کی بنا پر نا قابل اعتماد ہے۔ علاوہ ازیں خود لڑکی کا انکار اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ طلاق کی اُفواہ غلط طور پر پھیلائی گئی ہے۔ اس لئے وقوع طلاق کے لئے کوئی شرعی ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے طلاق نہ ہوگی۔ وهو تعالیٰ اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ٦
کتبہ

۲۴/۱/۷۲ء

استفتاء

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:
نظیر احمد کی بیوی شعیبہ خاتون کئی سال سے اپنے میکہ میں اپنے شوہر کی رضامندی سے رہتی ہے بلکہ خود نظیر احمد بھی مع اہل وعیال کے وہیں رہتے ہیں اور سبھوں کے اخراجات سسرال والے پورا کرتے ہیں۔ سسرال والوں سے کسی ناراضگی کی بنا پر نظیر احمد نے اپنی بیوی شعیبہ خاتون سے کہا کہ ''اپنے گھر چلو۔'' شعیبہ خاتون نے جواب دیا کہ ''آپ کی مالی حالت اچھی نہیں ہے کم از کم بچوں کے خورد ونوش کا انتظام کر لیجئے اس کے بعد لے چلئے میں چلنے کو تیار ہوں، مجھے کوئی عذر نہیں ہے۔'' اس پر انتہائی غصہ کی حالت میں نظیر احمد نے جو کچھ کہا اس کے بارے میں شعیبہ خاتون کے چچا عبدالحفیظ اور شعیبہ خاتون کے چچازاد بھائی کی بیوی کا بیان یہ ہے کہ نظیر احمد نے نہایت ہی غصہ کی حالت میں کہا کہ ''ہم نے اس کو طلاق دیا، ہم نے اس کو طلاق دیا، ہم نے اس کو طلاق دیا۔'' اور یہ کہہ کر وہ کہیں چلے گئے۔ مگر اس واقعہ کے دوسرے روز شعیبہ خاتون کے والد نے جب شعیبہ خاتون سے پوچھا تو اس نے کہا کہ تین بار نظیر احمد نے کہا کہ ''اس کو طلاق دے دیں گے۔'' اور نظیر احمد جب دو روز بعد واپس آئے تو ان کا کہنا بھی یہی ہے کہ ''ہم نے تین بار کہا کہ ''طلاق دے دیں گے'' یہاں تک کہ ایک مرتبہ گلے میں رسّی لگا کر خودکشی کرنے ہی والے تھے کہ گھر کے آدمیوں نے دیکھ لیا اور انہیں ایسا کرنے سے روک دیا۔ یہ بھی بتا دینا ضروری ہے کہ شعیبہ خاتون حاملہ ہے۔ اس مسئلہ میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اور اگر ہوئی تو کس قسم کی طلاق واقع ہوئی۔ بینوا توجروا!

المستفتی: محمد مظفر عالم، موضع ڈاک خانہ بلیہاری، بڑا ڈاکخانہ: بیلا گنج ضلع گیا، بہار
مورخہ ۷/ اگست ۷۲ء

۹۲/۸۶۷

الجواب ــــــــــــــــ وھو الموفق للصواب ــــــــــــــــ!

برتقدیر صدق مستفتی صورت مسئولہ میں جب کہ شعیبہ خاتون یہ کہتی ہے کہ ''میرے شوہر نے کہا کہ طلاق دے دیں گے اور اس کے شوہر نظیر احمد کا قول بھی یہی ہے کہ ''میں نے تین بار کہا کہ طلاق دے دیں گے، لہٰذا قضاءً طلاق واقع نہ ہوئی اور رشتۂ زوجیت منقطع نہ ہوا۔ شاہدین میں چونکہ ایک مرد اور ایک عورت ہے لہٰذا شہادت مکمل نہ ہونے کی بنا پر اعتماد کے لائق نہیں اور

فریقین طلاق کے منکر ہیں لہٰذا طلاق واقع نہ ہوئی۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ٦
کتبہ

۹/۸/۷۲ء

استفتاء ۱۰۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
محمد منیر اشرف نے ایک شب نشہ کے عالم میں اپنی زوجہ انیس فاطمہ کو غصہ کے عالم میں کہا کہ "میں نے تم کو طلاق دیا۔" ایسا منیر اشرف نے دو مرتبہ کہا اس وقت وہاں پر کوئی تیسرا شخص موجود نہ تھا۔ اتنا کہہ کر منیر اشرف سو گیا۔ صبح جب اس کی زوجہ انیس فاطمہ نے رات کی بات دُہرائی تو منیر اشرف نے اِس سے قطعی انکار کیا کہ میں نے رات لفظ "طلاق" استعمال کیا تھا۔ پھر بھی اُس کی زوجہ شرعی مسئلہ جاننا چاہتی ہے۔ منیر اشرف کو اس کا سخت افسوس ہے اور وہ اپنی زوجہ کو حسبِ سابق رکھنا چاہتا ہے۔ دریافت امر یہ ہے کہ ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: انیس فاطمہ، پھلواری شریف، پٹنہ

۹۲/۸۶ ؁

الجواب ـــــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب ـــــــ !

صورت مستفسرہ میں رجعی طلاق واقع ہوئی قبل انقضائے عدت منیر اشرف اپنی شریک حیات سے رجعت کر لے۔ قرآن حکیم میں ہے: اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاکٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ۔ (سورہ بقرہ:۲۲۹) ۔ "ترجمہ: یہ طلاق دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔ (ترجمہ کنز الایمان) بعد انقضائے عدت تجدید نکاح کرنا ہوگا۔ طلاق رجعی میں حلالہ کی ضرورت نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ٦
کتبہ

۱۰/۱۱/۷۳ء

استفتاء ۷۰۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ:
زید بھارت کا رہنے والا ہے اور یہ جگہ نیپال و بھارت کی سرحد پر واقع ہے۔ زید کی شادی ہندہ سے ہوئی ہندہ کا میکہ نیپال میں ہے اور ہندہ کے میکہ ہی میں نکاح ہوا۔ کچھ دنوں بعد آپسی تفریق کے سبب زید نے ہندہ کو طلاق دے دی۔ ایسی صورت میں مہر ادا کرنے میں کون سکہ کا اعتبار کیا جائے گا۔ دونوں ملکوں کے سکہ میں فرق ہے۔ جبکہ زید نے بھارت ہی میں طلاق دیا ہے۔

المستفتی: محمد ہارون خاں، مدرسہ نظامیہ، سورسنڈ، مظفر پور
۲۴/۱۰/۷۰ء

۹۲/۷۸۶

الجواب ــــــــــ وھو الموفق للحق والصواب ــــــــــ !
صورت مذکورہ بالا میں جب کہ زید ہندوستان کا باشندہ ہے تو مہر بھی ہندوستانی سکہ میں ادا کیا جائے گا۔ ہاں! اگر ہندہ مہر میں نیپالی سکہ طلب کرے اور اس سکّہ کی قیمت ہندوستانی سکہ سے زیادہ نہ ہو تو نیپالی سکہ بھی مہر میں دیا جا سکتا ہے۔
نوٹ: یہ اس صورت میں ہے جب کہ نکاح کے وقت مہر کے سکہ کا تعین نہ ہوا ہو اگر تعین کر دیا گیا ہے تو متعین سکہ ہی میں دیا جائے گا۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ
۱۷/۱۱/۷۰ء

استفتاء ۷۰۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
آدمی سفر سے اپنے گھر پہونچا۔ اُسے معلوم ہوا کہ اس کی بیوی بھاگ کر اپنے میکہ چلی گئی ہے۔ کچھ دنوں تک وہ مکان میں رہ کر اپنی نوکری پر چلا گیا۔ کچھ دنوں کے بعد لڑکے کے یعنی "شوہر" کی ہمشیرہ جا کر لڑکی کو لے آئی۔ لڑکا اپنے گھر پہونچا۔ اپنی عورت سے خلوت صحیحہ کی پھر اپنی نوکری پر چلا گیا۔ کچھ روز کے بعد معلوم ہوا کہ گھر میں ولادت ہوئی ہے۔ یہ خبر پا کر جب لڑکا اپنے گھر پہنچا تب معلوم ہوا کہ بچہ سات ماہ کا پیدا ہوا ہے۔ لیکن جسم نو ماہ کے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ دن جوڑا جاتا ہے تو نو ماہ اس وقت ہوتا ہے جس

وقت لڑکی اپنے والدین کے یہاں تھی۔اور بھی چند آثار لڑکی کی بدچلنی کے معلوم ہوئے۔لڑکے کی بہن کہتی ہے کہ "جب میں لڑکی کو اپنے گھر لائی تو شکم کی حالت سے کچھ شبہہ ہوتا تھا لیکن لڑکی سے نہ کہا کہ شاید حمل گرادے یا اور کچھ نقصان ہو اسی لئے میں خاموش رہی۔" ولادت کے بعد معلوم ہو گیا کہ بچہ ناجائز پیدا ہوا ہے۔غصہ میں آکر لڑکے یعنی شوہر نے کہہ دیا کہ "میں اپنی بیوی زیبون کو طلاق دیتا ہوں۔" یہ بات تین مرتبہ بہ نیت طلاق کہہ دیا۔اب علمائے دین سے سوال ہے کہ دین مہر کی حقدار وہ عورت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ از روئے شرع جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: ہزاری قریشی، مقام کنڈواڈیہہ، پوسٹ: کنڈہ، ضلع ہزاری باغ

۹۲/۸۶ے

الجواب ــــــــ وهو الموفق للصواب ــــــــ !

صورت مذکورہ میں ہندہ مہر کی مستحق ہے اس لئے کہ مہر بالعوض طلب بضعہ ہے اور خلوت صحیحہ ہو چکی ہے۔لہٰذا شوہر پر ادائیگی مہر شرعاً ضروری ہے۔زنا سے مہر ساقط نہیں ہوتا۔ وهو اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۱۸/۷/۷۲ء

استفتاء ۴۰۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید اپنی بیوی کو برابر نماز کی تاکید کرتا رہا مگر وہ نہیں پڑھتی تھی بلکہ دو مرتبہ صاف جواب دے دیا کہ نہیں پڑھوں گی۔اس کے علاوہ زید کو اور اس کے گھر والوں کو ایذا دیتی لڑتی جھگڑتی اور سامان کی حفاظت نہیں کرتی تھی۔اسی طرح چار سال گزر گئے۔زید یہ ساری مصیبتیں برداشت کرتا رہا اور اس ڈر سے طلاق نہیں دیتا کہ عوام میں وہ ذمہ دار شخصیت کا حامل ہے امامت کا کام کرتا ہے۔کچھ دنوں بعد زید کی بیوی اپنے میکہ چلی گئی۔ وہاں جا کر زنا کے الزام پر چہار طرف بدنام ہوئی۔بہت سے لوگ شاہد ہیں کہ اس کی عادت ٹھیک نہیں ہے۔ ان سب باتوں سے مجبور ہو کر زید نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیں۔اب زید کے خسر وغیرہ دین مہر طلب کرتے ہیں کہ مہر دو ورنہ مقدمہ کر دیں گے۔اب شریعت کا کیا حکم ہے؟ اگر زید دین مہر نہ دے گا تو گنہگار ہوگا یا نہیں؟ دین مہر نہ دینے پر زید کے پیچھے نماز جائز ہوگی یا نہیں؟ مہربانی فرما کر جواب جلد دیں کرم ہوگا۔

المستفتی: محمد سلیم انصاری، تیرولڈیہہ، سنگھ بھوم
۲۵/مارچ ۱۹۷۶ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــــ!
شرعاً زید پر دین مہر ادا کرنا ضروری ہے۔ نہ ادا کرنے کی صورت میں وہ مجرم قرار دیا جائے گا۔ اگر ہندہ معاف کردے تو معاف ہو جائے گا۔ اگر زید کی نیت مہر ادا کرنے کی ہے تو اس کی اقتدا میں نماز پڑھنے میں مضائقہ نہیں ورنہ مکروہ ہوگی۔ وھو تعالیٰ اعلم
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــــــہ
۱۴-۴-۷۶ء

استفتاء ۷۰۵

مسئلہ: محترم ومکرم جناب مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
آپ بزرگوں سے چند باتوں کی تصدیق ووضاحت چاہتا ہوں۔ اس کے لئے میں قلب کی گہرائیوں سے آپ کا شکریہ ادا کروں گا۔

(۱) ایک سال گزر گیا۔ نکاح میں دین مہر کی رقم پانچ سو روپۓ اور دو دینار رائج الوقت طے پائی تھی۔ ابھی اس کو روپۓ کی شکل میں بتلائیں۔

(۲) لوہردگا ادریسیہ برادری کی ایک لڑکی کو جس کی شادی پتھوریا رانچی میں ہوئی تھی، شادی کے ایک سال بعد لڑکے نے طلاق دے دی، مہر کی رقم پانچ سو دو دینار تھی طلاق کے بعد پنچایت والے لڑکے والے سے ایک سو دلوانے کا وعدہ کراتے ہیں جب کہ لڑکا کمانے والا ہے۔ اتنی کم رقم لینا کہاں تک جائز ہے؟

(۳) لوہردگا ادریسیہ برادری کا ایک لڑکا جس کی شادی پتھوریا، رانچی میں آج سے تقریباً تین سال قبل ہوئی تھی جس سے ایک لڑکا بھی ہے تقریباً چھ ماہ سے لڑکی میکہ میں ہے اور لڑکے نے دوسری شادی کر لی ہے اور اپنی پہلی بیوی کو ایک پیسہ خرچ نہیں دیتا ہے۔ اب وہ طلاق کی رقم ایک سو روپۓ ہی ادا کرنا چاہتا ہے جب کہ دین مہر کی رقم پانچ سو، دو دینار طے ہوئی تھی۔ لڑکے کا کہنا ہے کہ جب پتھوریا پنچایت والے لوہردگا والے کو ایک سو روپے دیتے ہیں۔ (دیکھئے: سوال نمبر ۲) تو ہم بھی ایک سو روپۓ ہی دیں گے۔

(۴) لوہردگا پنچایت کے سردار کی نواسی کی شادی لوہردگا میں ہی ایک سال قبل ہوئی تھی تقریباً ایک ماہ ہو رہا ہے کہ لڑکے نے لڑکی کو طلاق دے دیا ہے۔ دین مہر کی رقم پانچ سو دینار طے ہوئی تھی۔ اب پوری پنچایت

بیٹھی ہے اور لڑکے پر عدت کے خرچ اور دین مہر کی کل رقم گیارہ سو ساڑھے چھ روپے کا دعویٰ کیا جا رہا ہے۔ یہ کہاں تک جائز ہے۔ اور یہ برادری میں اتنی رقم کسی کو نہیں ملی ہے۔ زیادہ سے زیادہ بس چھ سو چالیس روپیہ ہی ملا ہے۔ براہ کرم ان باتوں کے جوابات جلد دیں۔

المستفتی: محمد تنویر احمد، لوہردگا، رانچی

۱۸؍جون ۷۲ء

۹۲/۸۶ ء

الجواب ـــــــــــــ وباللّٰہ التوفیـــــــــــق

(۱) دینار چونکہ ہندوستانی سکہ نہیں اور نہ ہی عام طور پر رائج ہے بلکہ تلاش وجستجو کے بعد بھی دینار کا دستیاب ہونا مشکل ہے۔ دینار ایک طلائی سکہ ہے اور سونے کی قیمت کے اعتبار سے اس کی قیمت میں کمی وزیادتی ہوتی رہتی ہے۔ کبھی اس کی قیمت بیس پچیس روپے تھی اور اب جب کہ سونے کی قیمت پہلے کے اعتبار سے دس گنا بڑھی ہوئی ہے۔ ظاہر ہے کہ اسی لحاظ سے دینار کی قیمت بھی لگائی جائے گی۔ اب خود اندازہ کر لیجئے کہ دینار کی قیمت ستر۔ اسی روپئے سے کسی طرح کم نہ ہوگی بلکہ تحقیقی طور پر ایک دینار کہیں سے لا کر سُنار یا جوہری سے اس کی قیمت دریافت کی جائے۔

(۲) دین مہر میں کمی زیادتی کرنے کا حق کسی کو نہیں۔ ہاں! اگر لڑکی خوشی ورضا سے کم کر دے تو جائز ہے۔ پنچ کو حق نہیں کہ وہ پانچ سو روپئے مہر کا ایک سو روپیہ دلوائے۔ ایسا فیصلہ کرنے والے سخت گنہگار ہوں گے۔ پنچوں کو چاہیے کہ مہر کی پوری رقم شوہر سے وصول کر کے بیوی کے حوالہ کریں۔

(۳) اگر لڑکے نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے تو شرعاً اس پر مہر کی پوری رقم یعنی پانچ سو دو دینار دینا ضروری ہے۔ کسی پنچایت کے فیصلے کو مثال میں پیش کر کے مہر کی رقم کم کر دینا خلاف شرع اور باعث گناہ ہے۔ پنچ نے غلط فیصلہ دیا اس کی سزا ان کو ملے گی۔ شوہر کو تو پورا دین مہر دینا واجب ہے۔

(۴) سردار کی لڑکی کے بارے میں جو طے ہوا اس میں دین مہر کی رقم کے علاوہ تین ماہ کا کھانا خرچ بھی ہے۔ اب تین ماہ کا دونوں وقت کا کھانا ناشتہ ودیگر ضروریات زندگی کا حساب کر کے جتنی رقم ہو شوہر کو دینا ہوگا اس لئے کہ طلاق کے بعد تین ماہ کی عدت کا خرچ شوہر کے ذمہ واجب ہے۔ لباس وخوراک شوہر اپنی حیثیت کے مطابق دے گا۔ شریعت کا حکم امیر وغریب ہر ایک کے لئے یکساں ہے۔ سردار کی لڑکی ہو یا غریب کی۔ شریعت نے ضابطہ مقرر کیا ہے اس کے مطابق ہر ایک کو عمل کرنا چاہیے۔ دین مہر شوہر پر واجب وضروری ہوتا ہے اور ایام عدت کا خرچ بھی، متوسط درجہ کا لباس وخوراک۔ گیارہ سو روپئے کا تخمینہ غلط معلوم ہوتا ہے۔ اس پر نظر ثانی کریں۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ٦

کتبہ

۱۸؍۷؍۷۲ء

استفتاء ۷۰۶

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

زید نے اپنی بیوی کو حالت حمل میں طلاق دے دی اور اس وقت بچہ ہونے میں ڈھائی مہینے باقی تھے لڑکی کی طرف سے جو لوگ آئے انہوں نے یہی فیصلہ کیا کہ جب تک بچہ پیدا نہ ہو جائے اس وقت تک عدت نہیں مانی جائے گی اور پھر بچہ کو جب دو ماہ ہو جائیں گے تب تین مہینہ تیرہ روز عدت کا حساب جوڑ کر اور دین مہر اور خرچ لیا جائے گا۔ اس طرح ساڑھے چار مہینہ کے ساتھ خرچ جوڑ کر آٹھ مہینے کا خرچ لے لیا گیا پچاس روپئے ماہوار کے حساب سے چار سو روپئے خوراک کے لئے گئے اور پھر لڑکی کے دین مہر کے پانچ سو روپئے، دو دینار کے سو روپئے بحساب پچاس روپے فی دینار اس طرح مبلغ چھ سو روپئے اور چار سو روپئے خوارک کے کل خرچ ایک ہزار روپئے وصول کئے گئے۔ شریعت مطہرہ میں یہ کہاں تک جائز ہے اور کہاں تک ناجائز؟ علمائے دین تحریر فرمائیں۔ بینوا و توجروا۔

المستفتی: جمال الدین، مسجد روڈ، بھاگ مارہ بازار، پوسٹ: ناداگڑھ، ضلع دھنباد

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــ اللھم ھدایۃ الحق والصواب ـــــــــــ

طلاق اگر حالت حمل میں دی گئی تو اس کی مدت وضع حمل ہے۔ جب بچہ پیدا ہوا، عدت ختم ہوگئی۔ اب مزید عدت گزارنے کی ضرورت نہیں۔ جب تک ہندہ عدت میں رہی زید پر اس کا نان ونفقہ دینا واجب وضروری تھا۔ بچہ پیدا ہو جانے کے بعد زید پر نان ونفقہ ضروری نہیں۔ ہاں اگر ہندہ بچہ کی پرورش کر رہی ہے تو اس کا معاوضہ وہ زید سے لے سکتی ہے۔ اس لئے کہ بچہ کی پرورش کی ذمہ داری باپ پر ہے ماں پر نہیں۔ اگر ماں زید سے بغیر کچھ رقم لئے ہوئے بچہ کی پرورش کرے تو یہ اس کی خوشی پر موقوف ہے۔ بچہ کی پرورش کے لئے ماں پر جبر و دباؤ نہیں ڈالا جا سکتا۔ ساڑھے چار مہینہ جو عدت کے شمار کئے گئے۔ وہ غلط اور ناجائز ہوئے۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد عدت باقی نہ رہی۔ دین مہر اور دو دینار کا جو روپیہ دیا گیا وہ صحیح و درست ہوا۔ عدت کے دنوں سے زیادہ جوڑ کر جو رقم زید سے وصول کی گئی۔ وہ رقم بچہ کی پرورش میں محسوب ہوگی۔ اگر ہندہ چاہے تو جو فاضل روپئے عدت کے دنوں سے زیادہ مدت کے زید سے وصول کئے ہیں وہ واپس کر سکتی ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم وعلمہٗ جل مجدہٗ اتم۔

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۱۴ مئی ۷۱ء

استفتاء ۷۰۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
زید نے شاکرہ سے نکاح کیا اور بلا وطی کئے ہوئے زید نے شاکرہ کو تین طلاق دے دیا۔ یہ طلاق ہوئی یانہیں؟ اگر طلاق ہوگئی تو اس کے لئے عدت ہے یانہیں؟ اس کا فیصلہ ازروئے شرع کردیا جائے کیونکہ دوجماعت میں جھگڑے کا زیادہ اندیشہ ہے اس لئے حکم بھیجنے میں تاخیر نہ کی جائے۔
المستفتی: محمد توحید، سری پور۳، ڈاک خانہ: سری پور، وایا: کالی پہاڑی، ضلع بردوان
۲۷/۷/۷۱ء

۹۲/۷۸۶

الجواب ـــــــــ اللّٰھم ھدایة الحق والصواب ـــــــــ !
صورت مذکورہ میں جب زید نے اپنی بیوی شاکرہ کو بغیر وطی کئے ہوئے تین طلاق دے دی تو طلاق بائن واقع ہوگئی اور شاکرہ پر عدت نہیں، درمختار میں ہے: قال لزوجته غیر المدخول بھا انت طالق ثلثا وقعن یعنی اپنی غیر مدخولہ بیوی سے کہا کہ تم کو تین طلاق ہیں تو طلاق واقع ہوجائیں گی۔ کنز میں ہے: اذا طلقت قبل الدخول بھا لایلزمھا العدة یعنی قبل دخول طلاق دینے سے عدت لازم نہیں۔ لہٰذا شاکرہ کو طلاق ہوگئی لیکن غیر مدخولہ ہونے کی وجہ سے اس پر عدت نہیں۔
وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ۶
کتبـــہ
۸/۸/۷۱ء

استفتاء ۷۰۸

مسئلہ: بخدمت شریف جناب حضرت مولانا مفتی ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ۔ السلام علیکم!
التماس یہ ہے کہ زید نے ۴/۸/۷۰ء کو اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دے دیا۔ اس عورت کا دین مہر مبلغ پانچ سو روپئے سکہ رائج الوقت اور دو سرخ دینار تھا۔ دین مہر ۴/۸/۷۰ء کو دیا گیا۔ عرض یہ ہے کہ سرخ دینار کی قیمت کیا ہوتی ہے؟ دوسری بات یہ کہ جب طلاق دیا تھا اس وقت عورت کو سات ماہ کا حمل تھا۔ دوماہ کے بعد بچہ پیدا ہوگیا تو اس عورت کی طرف سے لوگ آئے اور دین مہر اور خرچ ملا کر انہوں نے ایک ہزار روپئے وصول کئے۔ زید نے دے دیئے۔ ان لوگوں نے ایک ہزار روپئے جائز لئے یا ناجائز۔ باقی اس

بچہ کی ماں کے لئے کتنا خرچ لینا چاہیے اور بچہ کے لئے کتنا لینا چاہیے؟ کیا شریعت میں اس کی کوئی متعین رقم ہے؟ تحریر کریں۔

المستفتی: محمد جمال الدین، محمد قمر الدین ٹیلر، دھرم شالہ، مقام باگھمارہ، پوسٹ: نواگڑھ، دھنباد

۱۶/۳/۱۷ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــــــ ھو الموفق للصواب ــــــــــــــ !

دینار سرخ کی قیمت ہمیشہ یکساں و برابر نہیں رہتی بلکہ سونے کی قیمت کے اعتبار سے اس میں کمی وزیادتی ہوتی رہتی ہے۔ چونکہ دینار سونے کا ایک سکہ ہے جو عام طور پر رائج نہیں ہے اس لئے اس کی قیمت کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔ طلاق سے جو دین مہر اور خرچ ملا کر ایک ہزار روپے لئے گئے اس کے عدم جواز کی کوئی صورت نہیں بلکہ یہ ایک ہزار کی رقم جائز ہوگی۔ اس لئے کہ پانچ سو روپئے تو دین مہر کے ہوئے۔ علاوہ دو دینار سرخ کی قیمت اس میں شامل ہوگی اب ایک ہزار کی رقم سے جو باقی رہے گا وہ بچہ کی پرورش پر خرچ کیا جائے گا۔ بچہ کی پرورش ماں کے ذمہ ہوگی اور جب تک بچہ کو اچھے بُرے کی تمیز نیک و بد کی پہچان نہ ہوگی وہ ماں کے پاس ہی رہے گا جس کے لئے فقہائے کرام نے لڑکا کے لئے سات سال اور لڑکی کے لئے نو سال مقرر کیا ہے۔ ماں اگر خرچ لے کر بچہ کی پرورش کرے گی تو باپ کو خرچ دینا ہوگا اور اس کی رقم کتنی ہوگی تو یہ موسم و گرانی و ارزانی و حالات کے پیش نظر مقرر کی جائے گی۔ وھو اعلم

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۲/۴/۱۷ء

استفتاء ۷۰۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

محمد عثمان کی اہلیہ ان کی غیر موجودگی میں زنا کرتی رہی۔ محمد عثمان وطن سے دور ملازمت کرتا ہے۔ جب وہ مکان آیا تو بیوی کا فعل معلوم ہوا۔ اس نے بہت سمجھایا اور سختی بھی کی لیکن شوہر کی غیر موجودگی میں وہ اپنی عادت سے باز نہ آئی۔ کچھ دنوں بعد حمل قرار پا گیا تو عثمان کی اہلیہ نے اس کے بھائی پر الزام لگایا۔ تحقیق کرنے پر ثابت نہ ہوا بلکہ اس کی اہلیہ جس سے محبت کرتی تھی اسی کے گھر رہنے لگی۔ ایسی حالت میں عثمان اپنی بیوی کو رکھنا نہیں چاہتا تو کیا طلاق کی صورت میں اسے اہلیہ کا مہر دینا ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: محمد عثمان، گلاس فیکٹری، بھبانی نگر، ہزاری باغ

۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــــــــــ بعون الملک الوهاب ـــــــــــــ !

محمد عثمان کی اہلیہ ارتکاب زنا کی وجہ سے سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہوئی۔ لیکن زنا کی وجہ سے مہر ساقط نہ ہوگا۔ محمد عثمان اگر اپنی بیوی کو طلاق دیں گے تو اس کا دین مہر انہیں دینا ہوگا۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتـــــــــــــــــــــــبہ

۱۰-۴-۷۷ء

استفتـــــاء ۱۰۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ:

میں نے اپنی بیوی کو صحیح معنوں میں دو طلاق دیا اور پھر بعد میں جب میری بیوی کی بہن آئی تو اس سے میں نے بڑے غصہ کی حالت میں کہا کہ میں نے تین طلاقیں دے دیں۔ اس کی بہن کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ طلاق ہوگئی۔ بہت چھان بین اور گواہوں کے کہنے کے بعد جو وہاں موجود تھے اور میرے منہ سے طلاق کے الفاظ سنے ان لوگوں سے پوچھ کر یہ لکھ رہا ہوں۔ اب آپ یہ بتائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ میرے سسرال والوں کا کہنا ہے کہ طلاق ہوگئی اور سارا سامان جہیز و دین مہر دے دو۔ میرے پاس مہر کا روپیہ نہیں ہے کہ میں دوں۔ اس لئے میں نے کہا کہ مہر کے بدلے میں اپنے دونوں بچوں کو دیتا ہوں۔ میرے پاس ہزار روپئے نہیں ہیں۔ اگر مجھے دین مہر دینا ہی ہے تو کوئی راستہ نکال دیں جس سے اس کا دین مہر دھیرے دھیرے وصول ہو جائے اور بچوں کو ان سے لے لوں۔ بچے کب تک ماں کے پاس رہیں گے اور جہیز کا سامان تو کچھ ٹوٹ پھوٹ گیا کچھ بیچ کر علاج کروایا۔ وہ لوگ مجھ سے براتیوں کا خرچ بھی وصول کرنا چاہتے ہیں اور مجھے ذلیل کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے پوری تفصیل کے ساتھ جواب دیں۔

المستفتی: گل حسین رحمان، نیو کرانہ اسٹور، پوسٹ..................،

۲۶-۶-۷۷

۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــــــــــ بعون الملک الوهاب ـــــــــــــ !

جب آپ نے پہلے اپنی بیوی کو دو طلاقیں دے دی اور پھر اس کی بہن کے سامنے آپ نے کہا کہ تین طلاقیں دیں تو ایسی

صورت میں آپ کی بیوی آپ کی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ آپ کو اس کا دین مہر اور ایام عدت ۳ ماہ کا خرچ دینا ہے۔ اگر وہ معاف کردے تو معاف ہو جائے گا ورنہ نہیں۔ آپ دین مہر ایک ہی بار دے دیجئے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کچھ دنوں میں ادا کیجئے اور بچے سات سال تک ماں ہی کے پاس رہیں گے۔ اس کے بعد آپ ان کو اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔ اگر ماں ان بچوں کو رکھنے سے انکار کرے تو پھر آپ کو اختیار ہے کہ آج ہی اس کو رکھ لیں۔ جہیز کا سامان جب ختم ہو چکا ہے تو اس کا مطالبہ صحیح نہیں اور نہ براتیوں کے کھانے کی قیمت آپ کو دینا ہے۔ اس قسم کا مطالبہ شرعاً جائز نہیں۔ والدین کو ایسی باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ وھوتعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۸-۶-۷۷ء

استفتاء ۱۱۷

مسئلہ: علمائے کرام! السلام علیکم

عرض یہ ہے کہ مدینہ خاتون کی شادی ممتاز کے ساتھ ہوئی مگر کسی وجہ سے آپس میں نباہ کی صورت نہ ہونے پر مدینہ کو خلع کرانے کی ضرورت پڑ گئی اور بات بھی طے ہوگئی کہ ۵۵۰/روپئے دینے پر ممتاز مدینہ کو طلاق دے دے گا۔ مگر کسی وجہ سے روپیہ جمع نہ ہونے کے باعث آٹھ مہینے گزر گئے اور مدینہ اپنے والدین کے یہاں رہنے لگی۔ شوہر سے تعلق بالکل ختم ہوگیا۔ اب آٹھ ماہ کے بعد مدینہ کے والد نے روپیہ جمع کر کے طلاق لے لی۔ ایسی صورت میں مدینہ کو عدت گزارنا ضروری ہے یا نہیں؟ اور دوسرے آدمی سے بغیر عدت کے نکاح جائز ہوگا یا نہیں؟ براہ کرم جواب جلد دیں۔

المستفتی: نورالدین احمد، جلپائی گوڑی

۳۰/۳/۷۷ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــــــ!

اگر مدینہ خاتون کو اپنے شوہر سے علیحدگی اختیار کئے ہوئے آٹھ ماہ ہوگئے۔ پھر بھی طلاق کے بعد اسے عدت گزارنی ہوگی۔ بعد انقضائے عدت وہ دوسرے آدمی سے شادی کر سکتی ہے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

استفتاء ۱۲۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
زید کی شادی حسن آرا کے ساتھ ہوئی تھی۔ حسن آرا ہمیشہ اپنے شوہر کے ساتھ لڑائی جھگڑا فحش کلامی کے ساتھ کیا کرتی یہاں تک کہ اپنے شوہر کا بیضہ پکڑ کر مجبور کیا کرتی۔ کئی بار کے واقعہ کے بعد آخری وقت میں جب جان جانے کی نوبت ہوگئی تو بکر نے اسے تین طلاق مغلظہ دے دیا۔ ایسی حالت میں حسن آرا دین مہر کی حقدار ہے کہ نہیں۔ حدیث وقرآن کی روشنی میں جواب جلد از جلد عنایت فرمائیں۔
المستفتی: محمد یٰسین، کنڈا پیر، ہزاری باغ

۹۲/۸۶ ء

الجواب ــــــــــــــــــ بعون الملک الوهاب ــــــــــــــــــ
صورت مسئولہ میں بعد طلاق حسن آرا کا دین مہر بکر کے ذمہ واجب الادا ہے۔ نشوز (نافرمانی) کی وجہ سے عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے۔ یعنی عورت اگر نافرمان ہے شوہر کے حکم کی خلاف ورزی کرے تو نفقہ کی مستحق نہیں۔ لیکن نافرمانی یا معصیت وبداخلاقی کی وجہ سے مہر ساقط نہیں ہوگا۔ خزینۃ المفتیین میں ہے: المفروضة لاتسقط بالطلاق. ''مقررہ مہر طلاق سے ساقط نہ ہوگا'' لہٰذا بکر کو اپنی مطلقہ بیوی کا دین مہر دینا واجب ہے۔ وھو اعلم
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتــــــــــــــــــــــــــبہ

یکم ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

استفتاء ۱۴۱۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ:
ایک شخص نے اپنی نیم بالغہ لڑکی کی شادی ایک غریب لڑکے کے ساتھ کردی جس کو عرصہ دس سال کا ہو رہا ہے۔ جب لڑکی بلوغیت پر پہنچی تو رخصتی ہوگئی۔ قریب دو سال وہ سسرال میں رہی ایک لڑکا تولد ہوا۔ بعدہٗ لڑکی میکہ چلی آئی۔ اب لڑکا اتنا بیوقوف نکلا کہ بیوی کی طرف مخاطب نہ ہوکر خود پیٹ پالتا ہے۔ نہ رخصتی کرا کے لے جاتا ہے۔ نہ اخراجات دیتا ہے۔ نہ طلاق دینے پر راضی ہوتا ہے۔ لڑکی کے والد بھی انتقال کر چکے ہیں مفلسی حد سے زیادہ ہے۔ وہ مزدوری پر زندگی بسر کرتی ہے۔ ایسی حالت میں شریعت کا حکم کیا ہے؟ جواب سے مطلع کریں۔

محمد علاء الدین، چھوٹی ستمرا، پورنیہ کیراف ''راحت منزل'' مدھوبنی بازار، پورنیہ

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــــــ وھوالموفق للصواب ــــــــــــــ !

صورت مسئولہ میں لڑکا کو راضی کر کے اس سے طلاق حاصل کی جائے۔ اگر وہ طلاق دینے پر راضی نہ ہو اور نان ونفقہ دینے اور ساتھ رکھنے پر راضی ہو تو لڑکی کو اس کے ساتھ رخصت کر دیا جائے۔ اور اگر کسی صورت سے لڑکا ان دونوں صورتوں میں سے کسی پر عمل کرنے کو تیار نہ ہو تو لڑکی کو چاہیے کہ عدم نان ونفقہ کا دعویٰ کرتے ہوئے قاضی شرع ادارۂ شرعیہ پٹنہ کے یہاں فسخ نکاح کی درخواست دے اور مبلغ ۲؍روپیہ فیس تجویز شدہ بھیجے۔ وھو تعالیٰ اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۲۲؍جون ۱۹۷۰ء

استفتاء ۱۴۱۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
ہندہ کی شادی زید سے ہوئی اور ہندہ اپنے سسرال گئی۔ وہاں جاکر دو ماہ رہی۔ اس درمیان ہندہ کے شوہر زید اور اس کے بڑے بھائی اور گھر والوں نے طرح طرح کی شرارت اور بدمعاشی کیا اور ساتھ ہی بہت تکلیفیں دیں جو کہ تحریر کے لائق نہیں ہے۔ خیر ہندہ دو ماہ اپنے سسرال رہ کر پھر اپنے میکہ چلی آئی مگر

آج تقریباً تین سال کا عرصہ ہورہا ہے۔ ہندہ اب تک اپنے میکہ ہی میں ہے۔اس درمیان میں ہندہ کے شوہر زید نے آج تک کوئی کھوج یا خبر نہیں لیا اور نہ ہی ہندہ کو بلا کر لے گیا۔ ہندہ کے والد نے بہت کوشش کی کہ زید ہندہ کو بلا کر لے جائے اور اگر نہ لے جائے گا تو ہندہ کو طلاق دے دے مگر زید ہندہ کو لے جانے سے بالکل ہی انکار کرتا ہے اور نہ طلاق دینا چاہتا ہے اور ساتھ ہی یہ کہ زید مستقل طور پر اپنے مکان پر نہیں رہتا ہے۔ آج یہاں کل وہاں کر کے زندگی گزارتا ہے اور ہندہ کے والد بہت ہی پریشان حال ہیں۔ ان میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ ہندہ کو اپنے گھر رکھ کر اس کے اخراجات برداشت کریں تو اب ایسی صورت میں ہندہ کے والدین کیا کریں؟ ازروئے شرع اس کا جواب مفصل و مدلل عنایت کریں۔

المستفتی: آس محمد، موضع دامودر پور، پوسٹ: داموذر پور، مظفر پور، بہار
۱۵/۳/۷۰ء

۹۲/۷۸۶

الجواب ــــــــــــــــ وھوالموفق للصواب ــــــــــــــــ !

صورت مسئولہ میں زید سخت گنہگار لائق تعزیر ہے۔ ہندہ کے والد کو چاہیے کہ محلّہ کے سر برآوردہ لوگوں کے سامنے یہ معاملہ پیش کریں اور زید سے باز پرشش کریں۔ اگر زید گھر پر موجود نہ ہو تو اس کے والدین پر جبر و دباؤ ڈالیں کہ وہ زید کو کسی طرح اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ اپنی شریک حیات سے حسن اخلاق کے ساتھ پیش آوے۔ اسے اپنے ساتھ رکھے حق زوجیت اور نان ونفقہ ادا کرے یا طلاق دیکر ہندہ کے لئے مستقبل کی راہ صاف کردے تاکہ وہ کسی دوسرے سے شادی کر کے اپنی زندگی کو خوشگوار بنا سکے۔ زوجہ کو اس طرح معلق رکھنا سخت گناہ ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا: فَاِمْسَاکٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْتَسْرِیْحٌ بِاِحْسَان۔ بیوی کو اچھی طرح رکھے یا اس کی گلو خلاصی کردے۔ اس کے خلاف کرنے والا سخت گنہگار، لائق عذاب نار، مستحق غضب جبار ہے۔ اگر زید ان دونوں صورتوں میں سے کسی کو اختیار نہ کرے تو پھر قاضی شریعت دارالافتاء ادارۂ شرعیہ پٹنہ، بہار کے پاس درخواست اس طرح لکھی جائے۔ بعدالت قاضی شریعت دارالقضاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ اس کے بعد مدعیہ کا نام ولدیت و مکمل پتہ۔ پھر مدعا علیہ یعنی شوہر کا نام مع ولدیت وسکونت۔ بعد ازاں جو شکایت ہو تحریر کریں۔ اس کے بعد ہی کوئی کارروائی ہوگی۔ درخواست لڑکی طرف سے ہونی چاہیے اور اس پر لڑکی کا دستخط یا انگوٹھے کا نشان بھی ضروری ہے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۱۸/جون ۷۰ء

استفتاء ۱۵ے

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:
ایک لڑکی جس کی عمر بیس سال کی ہے اُسے اپنے میکہ آئے ہوئے ایک سال سے زیادہ ہوا۔ اس عرصہ میں اس کا شوہر ایک بار بھی نہیں لے گیا ہے اور نہ نان ونفقہ دیتا ہے۔ لڑکی کے والد نے چار پانچ آدمیوں کو ساتھ لے کر پنچایت کی اور کہا کہ یا تو وہ لڑکی کو لے جائے یا طلاق دے دے لیکن لڑکا پنچایت میں نہیں آیا اور کہتا ہے کہ ہم نہ لڑکی کو لے جائیں گے اور نہ ہی طلاق دیں گے۔ لوگوں کی رائے یہ ہے کہ لڑکی کی دوسری شادی کردی جائے کیا یہ جائز ہے؟
دوسرا سوال یہ ہے کہ لوگوں کا کہنا ہے کہ جس کی عمر چالیس سال کی ہوگئی اور اس نے کبھی نماز نہیں پڑھی تو ایسے آدمی کے دل پر تالا لگ جاتا ہے اور اس کی نماز وعبادت دربارِ الٰہی میں قبول نہیں ہوتی ہے۔ کیا ایسا کہنا جائز ہے؟

المستفتی: محمد محمود عالم ساکن چیروڈیہہ، پوسٹ: نواڈیہہ، وایا ڈومری، ہزاری باغ

۹۲/۸۶ے

الجواب ــــــــ وھوالموفق للصواب ــــــــ !

(۱) سوال میں جن حالات وواقعات کا ذکر کیا گیا ہے اس کے مطابق لڑکی کا دوسرا نکاح شرعاً ناجائز وحرام ہے جب تک شوہر طلاق نہ دے۔ اگر لڑکا طلاق دینے پر آمادہ نہیں ہوتا ہے تو خلع کرالیا جائے۔ غرض کہ جس طرح بھی ممکن ہو لڑکا کو راضی کر کے خلع یا طلاق حاصل کی جاسکتی ہے۔ اگر لڑکا نان ونفقہ نہ دے نہ اپنے ساتھ رکھنے پر آمادہ ہو نہ طلاق دے کر زوجیت سے خارج کرے تو لڑکی کو چاہیے کہ اپنی طرف سے ایک درخواست فسخ نکاح کی لکھ کر قاضی شریعت دارالقضاء ادارۂ شرعیہ میں پیش کرے جس میں اپنا اور لڑکے کا مکمل نام وپتہ مع ولدیت کے لکھے اور اپنی دشواریوں کو بالتفصیل بیان کر کے دستخط یا انگوٹھے کا نشان لگا کر بھیجے اور ساتھ ہی تجویز فیس مبلغ ۲۵؍ روپئے بھی اخراجات نوٹس وغیرہ کے لیے بھیجئے۔ ہوسکتا ہے کہ مقدمہ دائر ہونے پر لڑکا ولڑکی کو دارالقضاء میں طلب کیا جائے۔

(۲) نماز فرض ہے قرآن حکیم واحادیث نبویہ کے حکم کے مطابق بے نمازی سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہے۔ بلکہ ایک حدیث شریف میں ہے: مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ یعنی جس نے قصداً نماز چھوڑ دی وہ کافر ہوگیا مگر باجود اس کے تارک صلوٰۃ کافر نہیں کہا جاتا ہے۔ ائمہ کرام نے اس سے کفران نعمت مُراد لیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نماز چھوڑنے والے نے خدائے عزوجل کی عظیم وجلیل نعمت سے انکار کیا۔ بہرحال چالیس سال تک اگر کسی نے شامت اعمال کی بنا پر نماز نہ پڑھی تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اب اگر وہ نماز پڑھے تو نماز قبول نہ ہوگی۔ یہ مسئلہ غلط لوگوں نے مشہور کر رکھا

ہے بلکہ ایسے شخص کو توبہ کرنا چاہیے اور جہاں تک ممکن ہو بہت جلد نماز و روزہ شروع کر دینا چاہیے۔ خدائے قدوس رحمٰن ورحیم ہے۔ قرآن مجید میں: لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ فرمایا یعنی اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے۔ اس لئے بندے کو رحمت الٰہی سے امید رکھنا چاہیے۔ جو لوگ ایسا کہتے ہیں کہ چالیس سال کے بعد نماز قبول نہیں ہوتی وہ سخت جاہل اور نادان ہیں۔ جب تک علم نہ ہو ایسی جہالت کی باتیں نہیں بولنی چاہیے۔ وھو اعلم

نوٹ: اس مسئلہ کا جواب پہلے بھی دیا جا چکا ہے۔ سائل کو ہندی میں۔ استفتاء نہیں بھیجنا چاہیے، تاکیداً جانیں۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۲۴ رنومبر، ماہ صیام ۷۰ء

استفتاء ۱۶/۷

مسئلہ: معظمی و محترمی اعلیٰ مرتب حضرت قبلہ جناب مفتی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عبدالرشید خاں نے جن کی عمر ۴۵ سال کی ہے مسماۃ مفیدالنساء بنت بشیر خاں مرحوم سکنہ کوئیلی کلاں سے عقد شرعی بالعوض دَین مہر مبلغ پانچ ہزار روپے، دو دینار سرخ مؤجل پر کیا تقریباً پندرہ برسوں تک زن و شوہر میں بہت ہی اتفاق رہا مگر بدقسمتی کہ باوجود دو بچیوں کے بھی ناچاقی ہوگئی اور مفیدالنساء کسی دوسرے محرم کے گھر رہنے لگی۔ عبدالرشید نے دوسرا نکاح کر لیا اور مفیدالنساء کی خورش و پوشش کا اب تک کوئی انتظام نہیں کیا۔ مفیدالنساء کے بطن سے دولڑکیاں ہیں اور دوسری بیوی سے جو عبدالرشید کے ساتھ ہے۔ دولڑکے اور دولڑکیاں ہیں۔ دو ماہ قبل عبدالرشید نے مفیدالنساء کو تحریری طلاق نامہ دے دی اور ایسا اس وقت کیا جب کہ مفیدالنساء کی بچیوں نے دختری کا مطالبہ کیا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ عبدالرشید نہ تو مفیدالنساء کا دَین مہر دیتا ہے۔ نہ حق زوجیت اور نہ لڑکیوں کا حق دینے کو تیار ہے۔ از روئے شرع دونوں بچیوں اور مفیدالنساء کا کتنا اور کون کون سا حق عبدالرشید خاں پر ہے۔ پندرہ برس تک رشید خاں نے مفیدالنساء کو کچھ خرچ وغیرہ بھی نہیں دیا ہے۔ شریعت کی روشنی میں مفصل جواب دیں۔

المستفتی: محمد نسیم، کوئیلی کلاں، ہزاری باغ

۹۲/۸۶ء

الجواب ــــــــــــ وھو الموفق للصواب ــــــــــــ !

طلاق کے بعد مفیدالنساء کا دَین مہر اور ایام عدت کا نان ونفقہ عبدالرشید کو دینا واجب وضروری ہے اور ساتھ ہی دونوں

بچیوں کا کھانا خرچ بھی عبدالرشید خاں کے ذمہ واجب الادا ہے۔ اس کی خلاف ورزی کرنے پر عبدالرشید خاں شرعاً سخت گنہگار ہوں گے۔ عبدالرشید خاں ابھی بقید حیات ہیں اس لئے ترکہ کی تقسیم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ عبدالرشید خاں کو چاہیے کہ مفیدالنساء کا مہر دے دیں اور بچیوں کی خورش، پوشش اور شادی بیاہ کی پوری ذمہ داری جو عبدالرشید کے ذمہ ہے اس کو پورا کریں اس کی خلاف ورزی کرنے پر مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ عبدالرشید خاں سے ترک موالات کریں۔ **وھو اعلم**

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۹/۵/۷۲ء

استفتاء ۱۷۱

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

میں نور جہاں بنت محمد ذاکر حسین مقام کارگلی بازار، برمو، ہزاری باغ کی ہوں۔ میری شادی محمد الیاس صاحب ولد جان محمد صاحب مقام قصاب محلّہ ہزاری باغ سے ہوئی جس کو عرصہ تین سال کا ہوا اس وقت مَیں صغیر سن تھی۔ شادی کے بعد میں نے دیکھا کہ میرے شوہر کو مرگی کا مرض ہے۔ دریافت کرنے پر لوگوں نے بتایا کہ یہ ایام طفلگی ہی سے ہے اور اب تک ہزاروں روپئے خرچ کرنے پر بھی اچھا نہ ہوا۔ شادی سے قبل لوگوں نے یہ کہہ کر دھوکہ دیا کہ لڑکا اچھا اور تندرست وتوانا ہے مگر حقیقت کا پتہ اس وقت چلا جب کہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اب سوال یہ ہے کہ مجھ سے برداشت نہ ہوا میں میکہ چلی آئی اور سن بلوغ کو مَیں وہیں پہونچی لیکن حقوق زوجین کا کوئی بار میرے سر نہیں۔ میکہ آنے پر میرے والد صاحب نے میرے خسر صاحب کو خبر بھیجی کہ اپنی بہو کو لے جائیں لیکن وہ نہیں آئے بلکہ ان کے لڑکے یعنی میرے شوہر محمد الیاس صاحب خود آئے تو لوگوں نے دریافت کیا کہ ''اپنی بیوی کو کب لے جائیں گے'' انہوں نے جواب دیا کہ ''میں لینے کی غرض سے نہیں آیا ہوں بلکہ سیر وتفریح کے لئے آیا ہوں۔'' اور پھر وہ الٹی سیدھی باتیں کرنے لگے کہ ''ہم ذمہ دار نہیں ہیں۔ جب ہمارے والد صاحب ہیں تو وہ خود ہی آکر بہو کو لے جائیں گے۔ لوگوں کو بڑی خوشی ہوئی کہ لڑکا عقلمند ہے لیکن آج ڈیڑھ ماہ کا عرصہ ہوا میرے خسر صاحب انتقال کر گئے۔ اب انہوں نے یہ افواہ اڑائی اور افترا باندھا کہ ہمارے والد صاحب گئے تو اُن لوگوں نے یعنی لڑکی والوں نے لڑکی کو آنے نہیں دیا۔'' لیکن خدا گواہ ہے کہ میرے خسر اب تک یہاں تشریف نہ لائے۔ اس لئے میں دار القضا میں یہ عرضی پیش کرتی ہوں کہ میں ایک یتیم بچی ہوں میری ماں نہیں ہیں صرف والد ہیں اور دوسری شادی ہونے کی وجہ سے وہ خود کثیر العیال ہو گئے ہیں۔ ہمارے شوہر نے بجائے خط لکھنے کے دوسرے آدمی سے کہلا بھیجا ہے کہ اگر لڑکی کو طلاق دلوانا چاہیں تو ہمارا خرچ دے دیں میں طلاق دے دوں گا اور اگر وہ ایسا نہیں کرتے ہیں تو نہ ہی لڑکی کو لانے جائیں گے اور نہ ہی طلاق دیں گے۔'' اب قاضی شریعت صاحب اس پر خوب غور وخوض فرما کر کوئی ایسی تدبیر نکالیں جس سے میری زندگی خوشگوار رہے اور میں اس طغیانی سے بری ہو کر کنارہ کش ہو جاؤں کیا مَیں اُمید کروں کہ میری دادرسی کی جائے گی؟ اسی وجہ سے خدا اور رسول کو حاضر وناظر سمجھتی ہوئی جو بیان تھا تحریر کروادیا، اب اس پر حضور والا غور وخوض فرما کر قرآن وحدیث کی روشنی میں بہت جلد جواب باصواب سے مطلع

کریں اوراس یتیم بچی کی دعائیں لیکراجر جمیل کے مستحق بنیں۔بینوا توجروا۔

المستفتیہ: مسماۃ نور جہاں بانو، مقام کارگلی بازار، ڈاک خانہ برمو، ضلع ہزاری باغ

۹۲/۸۶ ے

الجواب ــــــــــــــ وهو الموفق للصواب ــــــــــــــ

برتقدیر صدق سوال شرعاً آپ کا نکاح فسخ نہیں کیا جاسکتا۔مرگی کی بیماری متعدی نہیں اوراس بیماری کا عذر فسخ نکاح کے لئے کافی نہیں۔آپ کسی معتبر آدمی کو محمد الیاس کے پاس بھیج کران کی رائے معلوم کریں کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔اگر وہ لے جانا چاہیں تو آپ کو وہاں چلی جانا چاہیے اوراگر وہ نہ لے جانا چاہیں تو ان سے کہا جائے کہ طلاق دے کرلڑکی کی گلوخلاصی کردیں۔اگر وہ طلاق نہ دیں تو پھر آپ خلع کرالیں خلع کی صورت میں آپ کو دین مہر معاف کرنا ہوگا اور بالعوض معافی دین مہر محمد الیاس آپ کو طلاق دیں گے۔اگر وہ مزید رقم وخرچ طلب کریں تو شرعاً ان کا یہ مطالبہ ناجائز ہوگا۔آپ نے نان ونفقہ کے لئے کچھ تحریر نہ کیا کہ انہوں نے اس تین سال کی مدت میں آپ کا نان ونفقہ ادا کیا یا نہیں؟اگر وہ نہ لے جائیں نہ طلاق دیں نہ خلع کے لئے راضی ہوں تو پھر آپ باضابطہ ایک درخواست دارالقضاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ میں پیش کریں جس میں اپنا اور محمد الیاس کا پتہ ولدیت کے ساتھ لکھیں اور عدم نان ونفقہ کی بنا پر اب فسخ نکاح کے لئے استغاثہ پیش کریں تاکہ قاضی شرع اس کے مطابق محمد الیاس سے اس سلسلہ میں بازپرس کریں گے اور بذریعہ نوٹس ان سے اس خلاف شرع کام پر جواب طلب کریں گے لیکن اس درخواست سے قبل بہتر ہوگا کہ محمد الیاس سے دریافت کرلیں کہ وہ کیا چاہتے ہیں؟رخصت کرا کے لے جائیں گے یا نہیں؟احتیاطاً الیاس صاحب کو اس سلسلہ میں جواب کے لئے خط لکھا جارہا ہے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۲۸/۵/۷۱ء

استفتاء ۱۸ ے

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ:

سعیدہ بیگم کی شادی عبدالستار سے تقریباً پانچ سال قبل ہوئی چند سال تو خوشگوار گزرے۔لیکن اس کے بعد اختلاف پیدا ہوگیا۔کیوں کہ سعیدہ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور عبدالستار کو فرائض سے دور کا بھی کوئی لگاؤ نہیں۔کچھ تو یہ اور کچھ خانگی ناچاقی کی وجہ سے عبدالستار انتہائی ظلم وستم کرنے لگا۔چنانچہ سعیدہ اپنے والدین کے یہاں چلی آئی۔آج تقریباً ڈیڑھ سال ہوا ہے،اس نے کسی طرح کا کوئی خرچ نہیں دیا۔ اوروالدین ہی کے یہاں لڑکا بھی تولد ہوا جس کی عمر چودہ ماہ ہورہی ہے اور عبدالستار کسی قیمت پر طلاق

دینے کو تیار نہیں اور سعیدہ کو یہ یقین ہے کہ وہ پھر سسرال گئی تو وہ اسے یا تو جان سے ختم کردے گا یا لڑکا
لے کر اُسے بھگا دے گا۔ اس لئے سعیدہ خلع کرنا چاہتی ہے۔ ایسی حالت میں وہ خلع کیسے کرے؟
ڈیڑھ سال کا خرچ اور دین مہر ملے گا یا نہیں؟ اور کیا خلع کرتے وقت شوہر کا موجود رہنا ضروری ہے؟
یا شہر کے معزز لوگوں کے رُوبرو بھی یا قاضی شہر کے رُوبرو وہ خلع کرسکتی ہے؟ اور کتنے دنوں تک سعیدہ
لڑکے کو اپنے پاس رکھ سکتی ہے اور اس رکھنے کی مدت میں سعیدہ کو عبدالستار کی طرف سے کیا ملے گا؟ تحریر
فرمائیں۔ بینوا توجروا۔ والسلام

المستفتی: شیخ دولت علی مستری، ڈئی پوسٹ: برمیراپور، ضلع سندرگڑھ، اڑیسہ

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــ وهوالموفق للصواب ــــــــــ!

صورت مسئولہ میں سعیدہ کو سختی کے ساتھ صوم وصلوٰۃ کی پابندی کرنی چاہیے۔ اگر عبدالستار اس وجہ سے ظلم وتشدد کرتا ہے تو شرعاً وہ سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہے۔ خلع کے لئے شوہر کی رضامندی ضروری ہے۔ بغیر اس کی مرضی کے بیوی کو خلع کرانے کا اختیار نہیں۔ مال کے عوض طلاق دینے کا نام خلع ہے۔ اگر سعیدہ خلع چاہتی ہے تو بالعوض معافی دَین مہر خلع کرا سکتی ہے۔ جب کہ عبدالستار خلع کے لئے آمادہ ہو۔ شوہر کی عدم موجودگی میں خلع نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی شہر کے معزز حضرات کو اپنی طرف سے خلع کا حق حاصل ہے۔ ہاں! ضرورت داعیہ کے پیش نظر قاضی کو فسخ نکاح کا اختیار ہوگا۔ جب کہ شوہر نہ طلاق دے نہ نان ونفقہ اور حقوق زوجیت ادا کرے۔ اور بیوی کو معلق چھوڑ دے تو ایسی صورت میں قاضی شرع جو مناسب سمجھے کرسکتا ہے۔ دوسرے کو اختیار نہیں۔ بیوی کا نان ونفقہ تو عبدالستار کو دینا شرعاً ضروری ہے اور ساتھ ہی بچہ کی پرورش کے اخراجات بھی عبدالستار ہی کو دینے ہوں گے۔ فقہائے کرام کی تصریحات کے پیش نظر بچہ جب تک خود سے حوائج ضروریہ کو پورا نہ کرسکے۔ ماں کے پاس رہے گا اس کی مدت لڑکے کے لئے سات سال ہے اس مدت میں لڑکے کی ذات میں جو کچھ خرچ ہوگا وہ باپ ہی کو دینا ہوگا۔ وہوتعالیٰ اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۳/۸/۷۲ء

استفتاء ۱۹ے

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:
خلع کی کیا صورت ہوتی ہے اور کن حالتوں میں خلع شرعی طور پر جائز ہے؟

المستفتی: نورالحق، اردو............گلزار باغ، پٹنہ سٹی

۹۲/۸۶ے

الجواب ـــــــــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــــــــ!

طلاق بالعوض مال کا نام خلع ہے۔ یعنی جب زن وشو کے تعلقات کشیدہ ہو جائیں اور اصلاح حال کی کوئی صورت نہ ہو تو عورت مال دے کر شوہر سے خلع کرا سکتی ہے۔ اس سلسلہ میں کتنا مال دیا جائے اس کی کوئی حد متعین نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ شوہر بالعوض معافی دین مہر خلع کر دے۔ اگر شوہر دین مہر کی معافی پر خلع کرنے کو تیار نہیں تو مہر کے علاوہ بھی رقم دے کر عورت خلع کرا سکتی ہے۔ میاں بیوی کی یہ علیحدگی لفظ خلع سے ہو یا طلاق سے بہر حال اس سے طلاق بائن ہوتی ہے اور زن وشو کے تعلقات ختم ہو جاتے ہیں۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتـــبہ

۱۷-۱۱-۷۴ء

استفتاء ۲۰ے

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
زید اپنی بیوی کو کافی عرصہ سے نہیں لے جاتا ہے اور نہ خرچ وغیرہ دیتا ہے زید اپنی غنڈہ گردی میں ہمیشہ لگا رہتا ہے۔ چوری اور شراب خوری کو زید نے اپنا پیشہ بنا رکھا ہے لوگوں نے کتنی بار سمجھایا مگر نہیں سمجھ رہا ہے ایک مرتبہ بیوی کو لے گیا تو بہت مارا پیٹا کئی دن فاقہ سے رکھا لڑکی کے والدین کو معلوم ہوا تو لڑکی کو لے آئے لڑکی تقریباً پانچ سال سے باپ کے گھر ہے اور جانے کے لئے تیار نہیں ہے اور زید بھی لے جانے کو آمادہ نہیں ہے اور نہ خرچ دینے کو تیار ہے رشتہ داروں نے کہا کہ جب تم کسی طرح سے تیار نہیں ہو تو پھر لڑکی کو طلاق دیدو تا کہ اپنا دوسرا راستہ نکالے مگر طلاق پر بھی آمادہ نہیں ہے۔ لہٰذا لڑکی کے والد طلاق کے لئے شرع کے مطابق دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ لڑکی زید کو چھوڑ سکتی ہے کہ نہیں اور چھوڑ سکتی ہے تو

اس کی کیا صورت ہوگی؟ بحوالہ کتب تحریر فرما کر عدالتی کارروائی کے علاوہ تحریر کریں گے۔ نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد حسین موٹر مکینک ماؤلی جنکشن، ضلع اُدے پور، راجستھان

۲۳؍جنوری ۱۹۷۸ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب

صورت مذکورہ میں جب زن وشو میں افتراق وکشیدگی پیدا ہوگئی ہے اور مفاہمت واتحاد کی کوئی صورت نہیں تو قرآن حکیم کے ارشاد کے مطابق وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا اَهْلِهَا. "ترجمہ: اور اگر تم کو میاں بیوی کے جھگڑے کا خوف ہو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک عورت والوں کی طرف سے۔" طرفین کی طرف سے معتمد ومعزز حضرات جمع ہو کر اس کا فیصلہ کریں یا ہندہ اپنے شوہر کو راضی کر کے خلع کرائے خلع کی صورت میں ہندہ بالخصوص معافی دین مہر یا کچھ رقم دیکر شوہر سے طلاق حاصل کرے عورت کو یہ حق نہیں کہ وہ شوہر کو چھوڑ کر اپنی مرضی سے دوسری شادی کر لے اور اگر موافقت کی کوئی صورت نہ ہو تو لڑکی فسخ نکاح کی درخواست دارالقضاء میں پیش کرے درخواست لڑکی کی طرف سے ہو اور اس میں لڑکی بحیثیت مدعیہ اپنا نام ولدیت وسکونت اور شوہر کا نام مع ولدیت ومکمل پتہ کے لکھے اور آخر میں لڑکی کا دستخط ہونا ضروری ہے ساتھ ہی تجویز فیس دارالقضاء میں ارسال کرے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۲۸/۱/۷۸ء

استفتاء ۲۱ ۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

ہندہ کے کچھ قریبی لوگوں نے ہندہ کے شوہر زید کو زبردستی ایک کوٹھری میں بند کیا اور کہا کہ اس کاغذ پر خلع کا دستخط کرو۔ بہت زدوکوب کے بعد زید نے ایک کاغذ پر جس پر ہندہ کی طرف سے قبل ہی سے لکھا ہوا تھا کہ میں خلع چاہتی ہوں اس پر یہ لکھ دیا کہ "مجھے قبول ہے لیکن اس کا حکم شریعت سے معلوم کرلیا جائے۔" اور پھر زید نے اپنا دستخط کر دیا۔ دریافت طلب یہ بات ہے کہ صورت مذکورہ میں خلع ہوا یا نہیں۔ اور زید کی بیوی پر کون سی طلاق واقع ہوئی۔ اب ہندہ زید کی زوجیت میں رہی یا نہیں؟ خلاصہ جواب سے واقف فرمائیں۔

المستفتی: محمد ہاشم کیراف خطیب شاہی جامع مسجد، دربار مارگ، کاٹھمنڈو، نیپال

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــــــــــ !

خلع میں ''قبول کیا'' کی شرط عورت کی طرف ہے شوہر کی طرف نہیں۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں کوئی طلاق ہندہ پر واقع نہیں ہوئی۔ وہ حسب سابق زید کی بیوی ہے۔ خلع زبردستی نہیں بلکہ رضائے طرفین سے ہوتا ہے۔ ھکذا فی کتب الفقہ وفصلہ مولی العلام صدر الشریعة فی بہار شریعت جلد ۸، صفحہ ۸۸۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۴؍ربیع النور ۱۴۰۳ھ

استفتاء ۲۲۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
میری شادی یعنی منظور علی ولد لالومیاں مرحوم کی شادی تقریباً چودہ سال قبل مسماۃ بی بی قریشہ بنت محمد اسحاق پہلوان ساکن بی بی کا بنگرا، پوسٹ: پیرانرائن ضلع چھپرہ کے ساتھ ہوئی۔ اس عرصہ میں چار بچے ہوئے جوالحمدللہ بقید حیات ہیں کچھ دنوں سے، دوسرے سے اس کا ناجائز تعلق ہوگیا ہے۔ پہلے میں نے اپنی بیوی کواس حرکت بد سے روکا لیکن اس نے میری باتوں کا کچھ خیال نہ کیا۔ اس کے بعد میں نے اَپنے چاروں بچوں کو اپنے یہاں بلالیا تاکہ بچہ کی محبت میں وہ اس بُری حرکت سے باز آجائے لیکن بجائے اس حرکت بد سے باز آنے کے اس کے گھر والوں نے تھانہ میں دعوے دائر کردیئے ہیں کہ بچہ ماں کو ملنا چاہیے۔ اب جواب طلب امر یہ ہے کہ طرفین میں اختلاف ہونے پر بچہ کس کو ملے گا؟ ماں کو یا باپ کو؟ اور کتنے سال کا بچہ ماں کے ساتھ رہ سکتا ہے اور کتنے سال کے بعد باپ کو اسے اپنے ساتھ رکھنے کا حق حاصل ہے؟ قانون اسلامی کے مطابق جواب مرحمت فرمائیں۔ بیّنو اتو جروا۔

المستفتی : منظور علی، ساکن کراسن جوٹ بل پھاٹک ۱۲، لین پوسٹ، ٹیٹا گڑھ، ضلع ۲۴ پرگنہ
۱۰/۵/۷۱ء

۹۲/۸۶ء

الجواب ـــــــــ اللھم ھدایۃ الحق والصواب ـــــــــ !

صورت مستفسرہ میں اگرچہ شرعی طور پرحق پرورش ماں کو حاصل تھا مگر فسق وفجور اور ارتکاب معصیت کی بنا پر ماں کا حق ساقط ہوجائے گا۔ **اوفاجرۃ فجوراً یضیع الولد بہ کزناء وغناء وسرقۃ ونیاحۃ کما فی البحروالنھربحثا قال المصنف والذی یظھر العمل باطلاقھم کماھومذھب الشافعی رحمۃ اللّٰہ ان الفاسقۃ بترک الصلوٰۃ لاحضانۃ لھا(وفی القنیۃ) الام احق بالولدولومسیئۃ السیرۃ معروفۃ بالفجورمالم یعقل ذالک** "یعنی اگر بچہ کی ماں ایسے فسق اور معصیت میں مبتلا ہو جس سے بچہ ضائع ہوجائے جیسے زنا کاری، گانا، چوری، نوحہ کرنا تو اس کو حق پرورش نہیں، جیسا کہ بحرالرائق اور نہرالفائق میں اس کی تفصیلی بحث ہے کہ جب عورت اس قسم کے فسق وفجور میں مبتلا ہوگی تو بچہ کی فکر نہ کرے گی اور بچہ کے ضائع ہوجانے کا خطرہ ہوگا۔ اور شافعی مسلک کے پیش نظر اگر عورت تارک نماز ہے تو اسے پرورش کا حق نہیں ہے اور قنیہ میں ہے کہ باوجود فسق وبداعمالی کے ماں ہی پرورش کی زیادہ مستحق ہے جب تک بچہ کو بدکاری وگناہ کا شعور نہ ہو" خلاصہ یہ کہ جب تک بچہ میں شعور نہ ہو وہ ماں کے پاس رہے گا جس کی عمر فقہاء نے لڑکی کے لئے ۹/نو سال اور لڑکے کے لئے ۷/سات سال مقرر کیا ہے۔ اور اگر بچہ اس عمر کے قبل ہی اس قدر ذی ہوش اور سمجھدار ہوگیا ہو کہ وہ گناہ اور اعمال بد کو سمجھنے لگے تو ماں سے بچہ کو لے لیا جائے اس لئے کہ ماں کی بری صحبت سے وہ بھی

متاثر ہوگا اور ماں کے فسق وفجور، زنا کاری وغیرہ کو دیکھ کر اس کے اخلاق وکردار بھی خراب ہو جائیں گے۔ والحاضنة الذمية ولومجوسية كمسلمة مالم يعقل ديناوينبغي تقديره بسبع سنين لصحة اسلامه حينئذ اوالى ان يخاف ان يالف الكفر ۔ "پرورش کرنے والی ذمیہ اگر چہ وہ مجوسیہ ہو مسلم کی طرح ہے جب تک کہ بچہ دین کی عقل وشعور نہ رکھے اور اس کی مقدار سات سال ہے مگر جب کہ بچہ کفر سے محبت کرنے لگے گا تو سات سال سے پہلے ہی ذمیہ سے لے لیا جائے گا۔" لہٰذا اگر بچہ کے ضائع ہو جانے کا خطرہ ہو تو سات سال سے قبل ہی بچہ کو ماں سے لے لیا جائے گا اور اگر اس کا خطرہ نہ ہو تو پھر جب تک بچہ ماں کے فعل بد اور گناہ وغیرہ کو نہ سمجھ سکے اس وقت تک وہ ماں کے پاس رہے گا اور جب اُسے نیک وبد کا شعور ہو جائے تو اس احساس گناہ کے قبل ہی باپ اپنے بچہ کو اس کی ماں سے لے لے گا تا کہ ماں کے فسق وفجور کا اثر بچہ پر نہ ہو سکے۔ خلاصہ یہ کہ ماں اگر فاسقہ، فاجرہ، زانیہ ہے تو بچہ کے تحفظ وسلامتی کے پیش نظر باپ کو اختیار ہے کہ ماں کے پاس نہ رہنے دے۔ اگر باپ اس کی پرورش وپرداخت کماحقہٗ نہیں کر سکتا اور ماں کے پاس رہنے دینے میں بھی بچہ کی سلامتی کو خطرہ ہو تو ایسی صورت میں بچہ کی نانی اس کی پرورش کرے گی اور اگر نانی نہ ہو تو دادی کو پرورش کا حق حاصل ہے۔ ثم اى بعد الام بان ماتت اولم تقبل اواسقطت حقها او تزوجت باجنبى ام الام وان علت عند عدم اهلية القربىٰ ثم ام الاب وان علت ۔ "ماں کے بعد بایں طور کہ وہ انتقال کر گئی یا وہ بچہ کو قبول نہ کرتی ہو یا اس کا حق حضانت ساقط ہو گیا یا بچہ کے کسی اجنبی سے شادی کر لی تو پرورش کی حقدار نانی ہے اگر چہ اوپر تک ہو قریب والوں کے عدم اہلیت کے وقت، پھر دادی حقدار ہے اگر چہ اوپر تک ہو۔" چھوٹے شیر خوار بچہ کی پرورش بہر حال ماں ہی کو کرنا ہے اور اس سلسلہ میں ماں کو پرورش کی اجرت بھی نہیں لینی ہوگی۔ اگر شیر خوار بچہ کی پرورش سے ماں انکار کرے گی تو اس پر جبر کیا جائے گا۔ ہاں! جو بچہ اپنی پرورش میں ماں کا محتاج نہیں جیسے وہ خود سے رفع حاجت کرتا ہے کپڑے پہنتا ہے تو ایسی صورت میں ماں کے ذمہ اس کی پرورش نہیں، باپ اس کو اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے۔ بہر حال بچہ کی حفاظت کا خیال ہر حالت میں پیش نظر رہے گا۔ وهو تعالىٰ اعلم بالصواب واليه المرجع والمآب۔

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۲۵/۵/۷۱ء

استفتاء ۲۲۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مندرجہ ذیل سوالات سے متعلق کہ:

زید نے اپنی بیوی ہندہ کو آپسی خانگی بگڑے ہوئے معاملات کے تحت کہ ہندہ کے باپ نے زید سے کچھ نقدی رقم بطور قرض لی تھی اور اس کی ادائیگی ہندہ کے باپ نے نہ کی ہے تو زید وہندہ کے درمیان مذکورہ رقم کی وجہ سے حجت وتکرار شروع ہوئی۔ جب بات بڑھتی چلی گئی تو ہندہ نے کہا کہ بقایہ رقم جو میرے

باپ کے ذمہ ہے وہ کسی صورت پر آپ کو نہیں ملے گی۔ الحاصل یہ ہے کہ جب زید ہندہ میں کافی ٹکراؤ ہوتا رہا تو ہندہ نے کہا کہ اگر آپ اصل ہیں تو طلاق دے دیں جس پر زید بحالت غصہ وغم تین بار طلاق اپنی بیوی کو دے دی۔ جب کہ اس وقت ہندہ کی ماں بھی وہاں موجود تھی۔ لیکن اس نے بھی زید و ہندہ کی حجت و تکرار میں قطعی مزاحمت نہ کی۔ بعد طلاق محلّہ کے پنچایت میں معاملہ پیش ہوا جس میں زید نے تحریری طور پر بھی طلاق نامہ لکھ کر پنچایت کے حوالہ کر دیا۔ اب زید و ہندہ سے متعلق چند سوالات درج ذیل ہیں۔ مفصل جواب دیئے جائیں۔

(۱) کیا زید و ہندہ کے اس تکرار پر جو زید نے طلاق دی ہے وہ طلاق واقع ہوئی کہ نہیں؟

(۲) بعد طلاق دین مہر و خرچ زید پر دینا واجب ہے یا نہیں؟

(۳) زید ہندہ کے باپ سے اپنی بقایہ رقم کی طلبی کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ پہلے بقایہ رقم دے دی جائے تو ہم دین مہر و عدت خرچ دے دیں گے۔ تو کیا زید کی یہ شرط دین مہر و عدت خرچ دینے کے لئے رکھنی از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

(۴) ہندہ کے باپ کا دعویٰ ہے کہ زید نے مجھ کو کچھ بھی نہیں دیا ہے تو اب دریافت طلب یہ ہے کہ آخر بقایہ رقم کا معاملہ کس صورت پر طے ہو کہ جب کہ زید کا دعویٰ دینے کا ہے اور ہندہ کے باپ کا دعویٰ نہیں لینے کا؟ تو اب یہ معاملہ از روئے شرع کس طور پر طے ہو۔ جواب دیں جب کہ دونوں حلف اٹھانے پر بھی تیار ہیں۔

(۵) ہندہ کی دو بچی بھی ہیں۔ ایک تین سال کی ہے دوسری نو مہینے کی۔ اب دریافت طلب یہ ہے کہ ان بچوں کی پرورش زید پر تا سن بلوغ واجب ہے یا نہیں اور بچیوں کا حقدار زید ہے یا ہندہ؟

(۶) اگر دونوں بچیوں کے عوض یعنی ہندہ یہ کہے کہ اگر زید دونوں بچیوں کو میرے حوالہ کر دے تو دین مہر و عدت خرچ معاف کر دوں گی تو یہ معافی دین مہر وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟

(۷) دونوں بچیوں کو تا سن بلوغ پرورش کرنے کا خرچ زید اپنے یہاں رکھ کر کرے یا بچیوں کی ماں کے حوالہ کر کے پرورش کا خرچ دے۔ دونوں میں کیا بہتر ہے؟ ان سوالات کا جواب از روئے شرع جہاں تک ممکن ہو دیا جائے۔

مولوی عبدالرزاق، مرناڈیہہ، بانس جوڑہ

۴ر جولائی ۱۹۷۴ء

۹۲/۸۶ء

الجواب ــــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــــ

(۱) ہندہ پر طلاق مغلظہ واقع ہو گئی۔

(۲) زید پر مطلقہ بیوی کا مہر و ایام عدت کا نفقہ ادا کرنا واجب ہے۔

(۳) مہر ونفقہ ہندہ کا حق ہے اور قرض ہندہ کے والد کے ذمہ ہے۔ اس لئے زید کی شرط شرعاً نا قابل توجہ ہے۔ ہاں اگر ہندہ کو اس قرض کا علم ہے تو اُسے مزاحمت کرنا جائز ہے بلکہ والد کو قرض کی ادائیگی پر مجبور کرنا چاہیے۔

(۴) اصول شرع کے مطابق البینة علی المدعی و الیمین علیٰ من انکر. زید کو اپنے دعویٰ پر گواہ پیش کرنا اور ہندہ کے والد کو قسم کھانا ہے۔

(۵) مذکورہ بچیاں تا سن شعور ماں کے زیر تربیت رہیں گی اور اس کا نفقہ زید پر واجب ہوگا۔ جب وہ باشعور ہو جائیں گی یعنی ۷رسال یا ۹رسال کی تو والد کے حوالہ کر دی جائیں گی۔

(۶) بچیوں کے عوض معافی دین مہر جائز ہے بشرطیکہ اس پر شوہر راضی ہو جائے۔

(۷) بچیاں ماں کے حوالہ کی جائیں گی اور زید اس کا خرچ ماں کو دے گا۔ اس لئے کہ چھوٹی بچیوں کی پرورش و پرداخت جس حسن وخوبی سے ماں کر سکتی ہے باپ نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر ماں کے اخلاق و کردار اچھے نہ ہوں اور ماں کی صحبت میں رہ کر بچیوں کے اخلاق خراب ہونے کا خطرہ ہو یا ماں بچیوں کی پرورش پر کما حقہ توجہ نہ کرے تو پھر باپ کو حق ہے کہ ماں سے ان بچیوں کو لے کر اپنے ساتھ رکھے۔ وھو الھادی الی الطریق الحقّ و الصّواب وعندہٗ ام الکتاب والیه المرجع والمآب

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبــــــــــــــــــــــــــــــــــه

۷/۷/۱۴۷ء

استفتـــــاء ۲۴۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے احناف وشرع متین مسائل ذیل میں کہ:

آج سے قریباً تین سال قبل میرا نکاح گلشن آرا بنت حاجی عبد السلام صاحب سے ہوا۔ ابتدا میں ہم دونوں کے تعلقات اچھے رہے۔ کچھ دنوں کے بعد ایک بچی بھی تولد ہوئی جس کی عمر پندرہ سال سے زیادہ ہو رہی ہے۔ میں اپنے بڑے بھائی کے ساتھ رہتا ہوں۔ جو کچھ کماتا ہوں ان کو لا کر دیتا ہوں۔ وہی گھر کے مالک ہیں۔ میرا یہ کام شروع سے ہی بیوی کو ناپسند تھا۔ وہ کہتی تھی کہ الگ رہنے کا انتظام کیجئے۔ میں اس کو سمجھاتا رہتا دیکھو میرے بھائی نے پرورش کی، پڑھایا لکھایا اور بھائی اور بھابھی کی شفقتوں سے آج میں اس لائق ہوا کہ دو پیسے کما رہا ہوں۔ اگر میں الگ ہو جاتا ہوں تو دنیا کیا کہے گی۔ لیکن یہ سب باتیں اس کے ذہن میں نہیں اترتیں۔ دراصل سسرال والوں نے اس کا ذہن بگاڑ دیا تھا یہ سب سننے کے لئے

وہ بالکل تیار نہیں تھی۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ میری بیوی اور بھابھی دونوں جھگڑ رہی تھیں۔ میں نے اپنی بیوی کو خاموش رہنے کے لئے کہا۔ خاموش کہنا تھا کہ مجھ پر برس پڑی اور الٹی سیدھی باتیں شروع کر دی کہ آپ صرف میرا ہی قصور دیکھتے ہیں اور کہتے کہتے بھابھی کے ساتھ ناجائز تعلق کے بارے میں بک دیا۔ میں نے اس وقت بہت صبر سے کام لیا۔ وہ اس گھر میں رہنے کے لئے تیار نہیں تھی۔ اس لئے وقتی مصلحت کی بنا پر میں نے اس کے کہنے پر اس وقت اس کے بہنوئی کے یہاں پہنچا دیا۔ ایک ماہ بعد بغیر اطلاع کے اپنے میکے چلی گئی اور آج سات آٹھ ماہ سے وہیں ہے۔ المختصر میرے یہاں آنے کے لئے تیار نہیں تھی۔ طلاق لینا چاہتی تھی لیکن میں اس پر تیار نہ تھا۔ پھر وہ دوبارہ خلع کی پیش کش کی۔ ادھر ادھر سے مجھ پر لوگوں کے دباؤ پڑنے لگے۔ آخر میں اس شرط پر خلع کے لئے تیار ہو گیا کہ وہ دین مہر معاف کر دے اور ایک عالم کی موجودگی میں خلع ہوگا۔ میں نے سمجھا کہ معاملہ ختم ہو گیا۔ مجھے کیا معلوم کہ لوگ مجھے بدھو بنا رہے ہیں اور مجھے تنگ کرنے والے ہیں۔ کچھ دنوں کے بعد مجھے ایک نوٹس ملا جس میں یہ تحریر تھا کہ تین ماہ تیرہ دن عدت کے اخراجات اور جتنے دنوں تک میکے یا بہنوئی کے یہاں تھی اس کا خرچ دینا ہوگا اور بچی کا بھی۔ ادھر ادھر کر کے چھ سو روپیہ دے چکا ہوں۔ پھر بھی مطالبہ ہے کہ نو سال تک بچی اپنی ماں کے پرورش میں رہے گی۔ اس کی خوراکی علاج معالجہ کے لئے اخراجات ہر ماہ ۷۵ر روپیہ کے حساب سے دینا ہوگا۔ میں ایک غریب انسان ہوں۔ مہینے کی تنخواہ سے مشکل سے مہینہ گذرتا ہے۔ میں اپنی اس قلیل رقم کو چند جگہ کس طرح تقسیم کروں۔ اس لئے چند سوالات کے جواب مطلوب ہیں۔ بحوالہ جواب سے مطلع فرمائیں۔

(۱) اگر کوئی عورت اپنے شوہر کے بغیر اجازت اپنے میکے چلی جائے جس پر شوہر راضی نہ ہو کیا عورت اس صورت میں نفقہ کی مستحق ہوگی؟

(۲) اگر عورت مفت اپنی بچی کی پرورش نہ کرے اور شوہر خرچ دینے پر قادر نہ ہو لیکن اس بچی کی پھوپھی مفت پرورش کرنے کے لئے تیار ہے اس صورت میں اس بچی کو اس کی پھوپھی کی پرورش میں دیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

(۳) اگر عورت کہیں شادی کرے تو بچی کو اس کی پرورش میں دیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

(۴) اگر عورت نافرمان ہو مثلاً نماز کی پابندی نہیں کرتی آزاد ماحول میں رہ کر پردے کا خیال نہیں کرتی اس صورت میں وہ پرورش کی مستحق ہوگی یا نہیں؟

(۵) اگر شوہر کو بچی ماں کے پاس چھوڑنے میں جانی نقصان کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں دوسرے کی پرورش

میں دی جاسکتی ہے یا نہیں؟

(٦) اگر عورت اپنی بچی کی پرورش میں تعلیم و تربیت کا خیال نہیں رکھتی اور بچی کی دیکھ بھال ٹھیک سے نہیں کرتی اس صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: سید محمد میران، جمشید پور

مورخہ ۲۳ ۷۴ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــ!

(۱) صورت مسئولہ میں اگر بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکل گئی یا اپنے میکے چلی گئی اور شوہر کے طلب کرنے پر وہ نہیں آئی تو شرعاً ناشزہ ہے اور نشوز کی بنا پر وہ نفقہ کی مستحق نہیں۔ درمختار میں ہے: **ولو ھی فی بیت ابیھا اذالم یطالبھا الزوج نفقة به.** یعنی اگر زوجہ باپ کے گھر ہو تو شوہر پر نفقہ واجب ہے بشرطیکہ شوہر نے نقل مکان کا مطالبہ نہ کیا ہو اور اگر شوہر کے بلانے پر وہ نہ آئے تو نفقہ ساقط ہو جائے گا۔ درمختار میں گیارہ عورتوں کو نفقہ کا مستحق قرار نہیں دیا جس میں ایک یہ بھی ہے۔ **الخارجة من بیته بغیر حق.** یعنی جو عورت شوہر کے گھر سے بغیر عذر شرعی کے نکل گئی وہ نفقہ پانے کی مستحق نہیں۔

۲،۳،۴،۵،۶ کا جواب یہ ہے کہ اگر عورت بچہ کی پرورش مفت کرنے پر راضی نہ ہو اور پھوپھی یا خالہ بغیر اجرت پرورش کرنے پر راضی ہو اور باپ غربت کی بنا پر بچہ کی پرورش کی اجرت دینے سے مجبور ہے تو بچہ کو پھوپھی یا خالہ یا چچی کے حوالہ کیا جائے گا۔ درمختار میں ہے: **او ابت ان تربیة مجانا والحال ان الاب معسر والعمة تقبل ذالک ای تربیته مجانا ولا تمنعه عن الام قیل للام اما ان تمسکیه مجانا او تد فعیه للعمة.** ''اگر عورت بچے کی پرورش سے انکار کرے اور باپ تنگدست ہو اور پھوپھی اس بچے کی پرورش قبول کرے اور بچے کو ماں سے نہ روکے تو ماں کو کہا جائے گا اگر چاہو تو اس بچے کو روک لو یا اس کی پھوپھی کو دیدو۔'' اگر عورت نے دوسری شادی اجنبی مرد سے کر لی ہے تو بھی بچہ کو ماں سے لے لیا جائے گا اور ماں کے لئے حق حضانت باقی نہیں رہے گا۔ **او متزوجه بغیر محرم الصغیر.** ''(بچے کی پرورش کا حق ماں کو حاصل ہے) مگر یہ کہ وہ بچے کے غیر محرم سے شادی کر لے۔'' اگر ماں فسق فجور میں مبتلا ہو اور غیر مشروع کام کرتی ہو یا تارک نماز ہو یا لڑکے کی پرورش بہتر طریقہ سے نہ کرے گی اور بچہ کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہو تو ان تمام صورتوں میں ماں کو پرورش کا حق نہیں ہوگا اور بچہ اس سے لے لیا جائے گا۔ **وھو تعالیٰ اعلم وعلمه مجده اتم۔**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۱۵-۱۲-۷۴ء

استفتـــاء ۲۵ے

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں کہ:

(۱) دینار سُرخ کا وزن کتنا ہوتا ہے؟ دینار اور دینار سُرخ میں کچھ فرق ہے یا دونوں ایک ہی چیز ہے۔

(۲) شیر خوار بچہ اپنی ماں کے پاس شرعاً کتنی مدت تک رہ سکتا ہے جب کہ ہندہ مطلقہ ہو چکی ہو براہ کرم جواب جلد از جلد مرحمت فرمائیں۔ بینوا وتوجروا!

المستفتی: عبدالجبار، ریڈی میڈ، چوڑی محلہ، گریڈیہہ
۱۱/۶/۷۳ء

۹۲/۸۶ے

الجواب ـــــــــــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب ـــــــــــــ!

(۱) دینار طلائی سکہ ہے جواب نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔ سونے کی قیمت کے اعتبار سے دینار کی قیمت میں بھی کمی زیادتی ہوتی رہتی ہے۔ سونا جب ارزاں تھا تو دینار کی قیمت کم تھی اب گراں ہو گیا ہے اسی لحاظ سے اس کی بھی قیمت ہوگی۔ دینار اور دینار سُرخ میں فرق ہے جیسے کہ ادنیٰ اور اعلیٰ قسم کے سونے میں ہوتا ہے۔ دینار کا وزن تقریباً ۶؍ آنے بھر ہوتا ہے۔

(۲) شیر خوار بچہ اپنی ماں کے پاس اُس وقت تک رہے گا جب تک وہ اپنی مخصوص ضرورتوں کو خود سے پوری نہ کر سکے۔ فقہائے کرام نے اس سلسلہ میں لڑکے کے لئے سات سال اور لڑکی کے لئے نو سال کی مدت مقرر کی ہے۔ اگر مدت مذکور سے قبل بچہ یا بچی اس لائق ہو جائے کہ وہ خود سے استنجا کر لے کھائے اور پیئے اور اپنی ضرورت کو پوری کرے تو اُسے ماں سے الگ کیا جا سکتا ہے۔ اگر ماں، فاحشہ، بدکار، چور، نوحہ کرنے والی ہو تو اس کی پرورش میں بچہ کو نہیں دیا جائے گا اس لئے کہ ماں کو دیکھ کر بچہ بھی اُنہیں افعال شنیعہ کا عادی بنے گا۔ **وھو تعالیٰ اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۲۴/۶/۷۳ء

استفتاء ۲۶ ؎

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ
سکینہ خاتون بنت امجد علی کو ان کے شوہر محمد جمال الدین ابن محمد یوسف مرحوم نے مقام روڈ نمبر ۶ آزادنگر مانگو جمشید پور نے جلا کر مار ڈالا مرحومہ کی ننھی بچی عزیزہ شہزادی جس کی عمر سوا دو سال ہے اس کی پرورش اور نگہبانی ایک ظالم باپ کے حوالہ کر دیا جائے یا اسے نانی اور خالہ کے سپرد کیا جائے۔

المستفتی: عبدالحمید انصاری نگان شاہی، مانگو جمشید پور

۳/۷/۷۸ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب

صورت مسئولہ میں جمال الدین اپنی مذموم حرکت کی بنا پر سخت ظالم و جفا کار ہے اس لئے بچی ظالم باپ کے حوالہ نہیں کی جائیگی شرعاً ماں کی عدم موجودگی میں اس کی پرورش کا حق اس کی نانی کو ہے۔ لہٰذا وہ بچی اس وقت تک نانی کے پاس رہے گی جب تک وہ باشعور نہ ہو جائے اس سلسلہ میں فقہائے کرام نے لڑکے کے لئے سات سال اور لڑکیوں کے لئے نو سال عمر کی قید لگائی ہے اس کے بعد حق حضانت باقی نہیں رہتا۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۳/۷/۷۸ء

استفتاء ۲۷۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وفضلائے شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
محمد عارف کو پہلی بیوی سے کئی اولادیں ذکور واناث ہیں۔ بعد انتقال پہلی بیوی کے نسبندی کرایا اور دوسری شادی نضری خاتون سے کی جس کو عرصہ ڈیڑھ سال کا ہوتا ہے اور برابر دونوں زن وشوہر ایک ساتھ رہے۔ ۳/اکتوبر بروز چہار شنبہ کو محمد عارف نے اپنی بیوی نضری خاتون جو دو ماہ کی حاملہ ہے اس الزام واتہام کے ساتھ تین طلاقیں دے دیں کہ میں نسبندی کرا چکا ہوں اس لئے وہ میرا حمل نہیں ہے اور نضری خاتون کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ حمل جائز اور حلال میرے شوہر محمد عارف کا ہے۔ اب دریافت طلب یہ ہے کہ یہ حمل شرعاً محمد عارف کا قرار دیا جائے گا یا ناجائز قرار دیا جائے گا؟ بینوا وتوجروا۔

المستفتی: محمد عقیل، مقام سوانگ کولیری، این سی ڈسی
ون پی، کواٹر نمبر ۴۶، ڈاکخانہ سوانگ، ضلع گریڈیہہ ،

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــ بعون الملک الوهاب ـــــــــ!

صورت مسئولہ میں چند باتیں قابل غور ہیں۔ اول یہ ہے کہ عارف نے نسبندی کرائی جو شرعاً گناہ عظیم ہے۔ اس طرح اس نے قرآن حکیم اور احادیث کریم علیٰ صاحبها الصلوٰة والتحیة کے احکام وارشادات کی اعلانیہ خلاف ورزی کر کے سخت گنہگار و مستحق غضب جبار وقہار ہوا۔
دوم یہ کہ نسبندی سے عارف کا مقصد کیا تھا؟ اگر اس کی نیت یہ تھی کہ آئندہ اولاد نہ ہو تو پھر دوسری شادی اس کے لئے قطعی ناجائز تھی۔ اس لئے کہ اس میں شرعی طور پر دو قباحتیں تھیں۔ ایک تو یہ کہ عدم توالد وتناسل جب کہ قرآن میں اس کی صراحت موجود کہ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا "ترجمہ: اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو" (ترجمہ کنز الایمان) جان رحمت ﷺ نے فرمایا: تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم الامم (ابوداؤد، النسائی)۔ "ترجمہ: زیادہ بچہ جننے والی عورتوں سے شادی کرو اس لئے میں کثرت امم کی وجہ سے فخر کروں گا۔" دوسرے یہ کہ ایک عورت کی زندگی تباہ و برباد کر کے انقطاع نسل کرنا اور یہ دونوں چیزیں ناجائز وحرام اور اس کا مرتکب فاسق معلن۔ ایسے فاسق کی باتوں پر ہرگز اعتماد ویقین نہیں کیا جاسکتا۔ دوسری بات یہ کہ ضروری نہیں کہ نس بندی کے بعد نطفہ قرار نہ پائے۔ اس کے خلاف قرار نطفہ ممکن ہے جیسا کہ اکثر سنا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس سلسلہ میں حدیث عزل موجود کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بارگاہ رسالت میں عزل کی اجازت کے لئے معروضات پیش کی تو سرور دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا فائدہ کل نفس کائنة. یعنی قلم قدرت نے جس نفس کا دنیا میں آنا

لکھ دیا ہے وہ آ کر ہی رہے گا۔ لہٰذا شرعاً نصری خاتون کا دعویٰ صحیح و درست تسلیم کیا جائے۔ حمل عارف کا مانا جائے گا۔ عارف فاسق ہے۔ اس کے کہنے پر نصری خاتون کو زانیہ کہنا سخت گناہ و ناجائز ہوگا۔ وھو الھادی الیٰ طریق الحق والصواب والیہ المرجع والمآب.

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کـتـبـہ

۵-۱۱-۷۴ء

استفتاء ۲۸ ۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:
زید کی شادی فاطمہ سے ہوئے چھ سال ہو گئے۔ تین چار سال تک وقتاً فوقتاً میاں بیوی ملتے رہے۔ لیکن دونوں کے مزاج میں اختلاف ہونے کی وجہ سے لڑکی چاہتی ہے کہ اپنا نکاح واپس لے لے یعنی شوہر سے قطع تعلق کر لے۔ چار سال سے شوہر خرچ خانہ داری مطلق نہیں دیتا ہے اور نہ رُخصت کراتا ہے فاطمہ تنگ آ کر راستہ صاف کرنا چاہتی ہے اور دُوسری شادی کرنا چاہتی ہے۔ اس کی صورت کیا ہوگی؟ شوہر طلاق دینے میں ڈرتا ہے کہ اُسے دَین مہر ادا کرنا ہوگا۔ علاوہ ازیں زید کی شادی فاطمہ سے اور فاطمہ کے بھائی کی شادی زید کی بہن سے ہوئی ہے۔ یعنی گولٹ شادی ہوئی ہے۔ جواب جلد مرحمت فرمائیں۔ تاکہ رشتہ داری درہم برہم نہ ہو جائے۔

المستفتی: مدرسہ ضیاءالعلوم، لکھن پور، مونگیر

۹۲/۸۶ ۷

الجواب

صورت متذکرہ بالا میں زید کو چاہیے کہ شرعی اصول کے مطابق اپنی زوجہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے اور نان ونفقہ جو اُس پر واجب ہے اُسے ادا کرے اور حُسنِ معاشرت کی زندگی بسر کرے۔ اگر آپس کا اختلاف کسی طرح ختم نہ ہو سکے۔ اور اتفاق کی کوئی صورت نہ ہو تو پھر طلاق دے کر اپنی شریک حیات کو علیحدہ کر دے لیکن اس کا اثر خود اس کی ہمشیرہ کے حق میں رسم ورواج کے مطابق برا ہوگا۔ اس لئے فریقین کے کچھ معتمد حضرات بیٹھ کر جو بہتر صورت ہو اس کے مطابق فیصلہ کر دیں۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۲۲ر جنوری ۱۹۷۴ء

استفتاء ۲۹ے

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین، اس مسئلہ میں کہ:
زید کی بیوی زیدہ ہے۔ زید اپنی بیوی کو "ماں" کہتا ہے کہ "تم میری ماں ہو" لڑکی خود بھی اقرار کرتی ہے اور کہتی ہے کہ "وہ ہم کو برابر ماں کہتے ہیں۔" علاوہ اس کے زید کا بھائی بھی شہادت دیتا ہے کہ "ہم نے خود اپنے کانوں سے اُسے ماں کہتے سنا ہے اس کے علاوہ ایک دُوسرا آدمی بھی شہادت دیتا ہے کہ "ہم نے بھی سنا ہے کہ وہ بیوی کو ماں کہتے ہیں۔" غرض کہ لڑکی خود کہتی ہے اور دُوسرے بھی شہادت دیتے ہو کہ ہم نے سنا ہے۔ لہٰذا اب وہ لڑکی زید کی بیوی رہی یا نہیں۔ نکاح جائز رہا یا ٹوٹ گیا اور اگر زید اس سے نکاح کرنا چاہے تو نکاح جائز ہوگا یا نہیں؟ اگر چہ نکاح جائز ہوگا تو کیسے؟ ماں کہنے کا کفارہ دینا پڑے گا یا نہیں؟ اس کا خلاصہ جواب شریعت کے مطابق دیں۔

محمد جان ٹیلر، موضع پوسٹ: سری بازار، مظفر پور

۸۶/۹۲ے

الجواب ــــــــــــ وھوالموفق للصواب ــــــــــــ !

بیوی کو ماں کہنا انتہائی حماقت وجہالت ہے لیکن اس سے نہ تو طلاق ہوگی اور نہ بیوی زوجیت سے خارج ہوگی اور کفارہ بھی نہیں دینا ہوگا اس لئے کہ ظہار تشبیہ میں دینا ہوتا ہے جس میں بیوی کے کسی عضو سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ مگر بیوی کو ماں کہنا مکروہ تحریمی ہے۔ درّ مختار میں ہے: ویکره قوله انت امي يابنتي يااختي ونحوهٗ ـ "بیبیوں کو اے میری ماں، اے میری بیٹی یا اے میری بہن کہنا مکروہ ہے۔" سنن ابوداؤد شریف میں بحدیث مرفوع ہے کہ بیوی کو بہن کہنا مکروہ و مذموم ہے۔ لہٰذا ایسے جملہ سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ایسا کہنا گناہ ہے۔

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
۱۱/۲/۷ے ء

استفتاء ۷۳۰

مسئلہ: بخدمت شریف جناب مفتی صاحب ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ہدیہ سلام مسنون!

ایک مسئلہ دریافت طلب ہے۔ وہ یہ کہ

(۱) ایک شخص نے اپنی بیوی سے جھگڑتے ہوئے کہا کہ ہم اگر تم کو چھوئیں تو اپنی ماں کے ساتھ زنا کریں۔ اس کے جواب سے مطلع کریں کہ اس شخص کو کیا کرنا ہوگا؟ یہ لفظ صرف ایک مرتبہ کہا ہے۔

(۲) ایک شخص نے اپنی بیوی کو کہا کہ تم ہماری ماں ہو اور میں تمہارا بیٹا۔ اس کے متعلق یہ نہیں معلوم کہ ایک بار کہا یا دو تین بار۔ اس کی تشریح کر دیں گے کہ ایک بار یا ایک سے زیادہ کا ایک مسئلہ ہے یا فرق ہے؟

المستفتی: ظہیر الحسن، لان کی مسجد، پٹنہ
۱۱-۷-۷۶ء

۹۲/۷۸۶

الجواب ــــــــــــ بعون الملک الوہاب ــــــــــــ!

(۱) شخص مذکور کا یہ قول اگرچہ سخت قبیح و شنیع ہے مگر اس سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ ہاں اس کو قسم کا کفارہ دینا ہوگا۔ وہ یہ کہ تین روزہ رکھنا یا دس فقیروں کو کھانا کھلانا ہوگا اور آئندہ ایسے کلمات سے پرہیز کرنا اور توبہ کرنا ہوگا۔

(۲) اس جملہ سے کہ تم ہماری ماں ہو اور میں تمہارا بیٹا، نہ طلاق واقع ہوگی نہ ظہار ہوگا۔ اس لئے کہ جملہ مذکورہ تشبیہ سے خالی ہے۔ لیکن ایسا کہنا مکروہ تحریمی ہے۔ ویکرہ قولہ انت امّی ویابنتی ویااختی ونحوہ. اور سنن ابی داؤد شریف میں بحدیث مرفوع ثابت ہے کہ بیوی کو ماں، بیٹی اور بہن کہنا ممنوع و مکروہ ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتــــــــــــــــــــبہ

۱۳-۷-۷۶ء

استفتاء ۷۳۱

مسئلہ: جناب مفتی صاحب السلام علیکم!

عرض یہ ہے کہ مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب تحریر فرما کر بذریعہ ڈاک روانہ فرمائیں۔

ایک مرد نے اپنی عورت کو غصہ کی حالت میں کہا "تم ماں، ہم بیٹا۔"

پھر دوسرے موقع پر کہا کہ "تم کو ماں بہن سمجھتے ہیں تم ہمارے لئے ماں بہن ہو۔"

پھر کچھ دنوں کے بعد غصہ میں اپنی بیوی کو تین چار بار کہا کہ ''ہم تم میں ٹھیک نہیں سکتے (یعنی تمہارے جسم کو نہیں چھوئیں گے) ہم حرام سمجھتے ہیں۔'' بیوی نے جواب دیا ''مت ٹھیکو، چُپ سے رہو''

المستفتی: عبداللہ وشیر احمد کیراف محمد حنیف، زیور دوکان، رفیع گنج بازار، ضلع گیا

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــــــــ وهوالموفق للصواب ــــــــــــــــ !

صورت مسئولہ میں قولِ اوّل ودوم کہ ''تم ماں، ہم بیٹا'' یا ''تم کو ماں، بہن سمجھتے ہیں۔'' یہ قول لغو ہوا۔ اس سے ظہار یا طلاق کچھ واقع نہ ہوگی بلکہ اس سے تعظیم وتکریم پر محمول کیا جاسکتا ہے لیکن ایسا کہنا مکروہ تحریمی ہے۔ تیسرے قول کی بنا پر کہ ''ہم تم میں ٹھیک نہیں سکتے، ہم حرام سمجھتے ہیں۔'' اس قول سے عزت وحرمت نہ سمجھی جائے گی اور نہ اس سے ظہار ہی صحیح ہوگا اس لئے کہ اس جملہ میں تشبیہ نہیں۔ لہٰذا بہ شرطِ نیت اس سے طلاق ہی واقع ہوگی۔ درّ مختار میں ہے: **وان نوی بانت علی مثل امی او کامی وکذا لوحذف علی، خانیه برا اور ظهار اور طلاقا صحت نیته ووقع مانواه لانه کنایه والاینوا اشیاء وحذف الکاف نصا وتعین الاولی ای البر یعنی الکرامة ویکره قوله انت امی و یابنتی ویااختی.** ''ترجمہ: اگر بیوی کو کہا ''تو مجھ پر میری ماں کی طرح لفظ مثل یا کاف کو تشبیہ کے لیے ذکر کیا اور یونہی اگر لفظ علیّ (مجھ پر) کو حذف کر دیا ہو اور ظہار یا طلاق جو بھی نیت کرے گا وہی حکم ہوگا، ہر ایک کی نیت صحیح ہوگی کیونکہ یہ لفظ کنایہ ہے۔ اور کچھ بھی نیت نہ تھی یا تشبیہ کے لئے لفظ کو حذف کر دیا ہو تو یہ لغو کلام ہوگا اور صرف ادنی معنی کراہت مراد ہوگا۔ اور وہ تو میری ماں ہے اور تو میری بیٹی اے میری بہن، جیسے الفاظ مکروہ ہیں۔'' اور دوسرے مقام پر ہے: **بانت علی حرام کامی صح مانواه من ظهار او طلاق۔** ''ترجمہ: تو مجھ پر میری ماں کی طرح حرام ہے اس سے ظہار یا طلاق کی نیت کرنا صحیح ہے۔'' لہٰذا اگر اس نے بہ نیت طلاق ایسا کہا تو طلاق بائن واقع ہوگی۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۱۱/۹/۷۲ء

كتابُ الإيمان والنذور

☆ باب العامة 350

استفتاء ۷۳۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:
اگر ہندہ نے کسی معاملہ کے متعلق اللہ کی قسم کھائی اور اس کو پورا نہ کرسکی تو اس کا کیا کفارہ ہے؟ اور اگر کفارہ کی اس میں طاقت نہیں تو کیا اس کی جانب سے دوسرا شخص کفارہ ادا کرسکتا ہے؟ صحیح جواب سے مطلع فرمائیے۔ بینوا توجروا!

المستفتی: شفیق احمد صدیقی، قصبہ جائس، ضلع رائے بریلی (یو۔پی)
۷/فروری ۱۹۷۲ء

۸۶/۹۲ھ

الجواب ــــــــــــــــ وباللہ التوفیــــــــــــــــق
قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا ہے اور اگر ان دونوں کی صلاحیت نہیں تو تین روزے مسلسل رکھنا ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تعالیٰ لَايُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِي اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَاتُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْكِسْوَتُهُمْ اَوْتَحْرِيْرُرَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَاحَلَفْتُمْ الخ۔ یعنی لغو قسم کا مواخذہ نہیں لیکن دل کے ارادے سے جو قسم کھائی جاتی ہے اس کی گرفت ہے اور اس کا کفارہ دس فقیروں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلانا یا ان کو متوسط درجہ کا کپڑا دینا یا غلام آزاد کرنا اگر یہ نہ ہوسکے تو پھر تین روزے رکھنا ضروری ہے۔ اگر ہندہ کو ان میں سے کسی طرح کے کفارہ کو ادا کرنے کی مطلق صلاحیت نہیں یعنی وہ روزے بھی نہیں رکھ سکتی تو پھر اس کی طرف سے اس کی اجازت سے دس مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے۔ ایسا نہیں کرسکتا کہ تین روزے کے بدلے میں ہر روز ایک فقیر کو کھانا کھلا دے۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتــــــــــــبہ
۱۶/۲/۷۲ء

استفتاء ۷۳۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
زید نے ایک غیر مسلم کو پانچ سو بیس روپئے کاروبار کرنے کو دیا، کچھ دنوں کے بعد اس غیر مسلم نے چار سو روپئے زید کو واپس کردیئے اور ایک سو بیس روپئے انکار کرگیا کہ میں تو کل روپئے دے چکا ہوں اب یہ

بات طے پائی کہ زید قرآن پاک کی قسم کھائے زید نے قرآن پاک کی قسم کھالی غیر مسلم نے ایک سو بیس روپے زید کو دے دیئے۔ اب گاؤں کے کچھ لوگ زید کو کہنے لگے کہ ''تم نے ایک سو بیس روپے کے لئے قرآن پاک کی قسم کھائی، بُرا کیا'' ''تم کو ایسا نہیں کرنا چاہیے۔'' زید کو بھی ڈر ہو گیا کہ مَیں نے غلطی کی۔ '' اگر چہ میرا روپیہ باقی تھا مگر مجھے قسم نہیں کھانا چاہیے تھا۔'' زید اس بات پر ہراساں تھا۔ ادھر بستی میں ایک شخص آیا ہوا ہے جو اپنے آپ کو ''مستان'' کہتا ہے۔ وہ غیر مشرع ہے مسائل شرعیہ سے اس کو کوئی واقفیت نہیں ہے۔ اس نے زید کو ڈرایا کہ ''شیطان تمہارے گھر کو گھیرے ہوا ہے۔ تمہارے گھر کے پیچھے کتا بولتا ہے۔ تمہارے اوپر خدا کا قہر آ گیا ہے تم اب جلدی کفارہ ادا کرو، نہیں تو عذابِ خداوندی میں گرفتار ہو جاؤ گے۔'' زید اس بات سے پوری طرح ڈر گیا اور اس ''مستان'' کے کہنے پر ساڑھے سات سو روپے اس ''مستان'' کو بطور کفارہ دے دیا اور ایک سو بیس روپے اُس غیر مسلم کو بھی واپس کر دیا۔ بتایا جائے کہ ''مستان'' کا ساڑھے سات سو روپے بطور کفارہ وصول کرنا اور ایک سو بیس روپے غیر مسلم کو واپس کروانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں ہے تو ''مستان'' کے اُوپر شریعت کا کیا حکم ہے؟ جب کہ زید کو یقین ہے کہ ''میرا ایک سو بیس روپیہ اس غیر مسلم کے یہاں باقی تھا۔'' بینوا توجروا

المستفتی: محمد سلیم موضع سونٹھ گاؤں، ضلع مدھوبنی، دربھنگہ

معرفت منظر القادری صاحب مدرس دار العلوم حنفیہ، جنک پور دھام، نیپال

۹۲/۷۸۶

الجواب ـــــــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب ـــــــــ !

صورت مسئولہ میں خدائے عز و جل کے علاوہ کسی کی قسم نہیں کھانی چاہیے مگر چونکہ موجودہ زمانے میں قرآن شریف کی قسم مشہور و متعارف ہو چکی ہے۔ لہٰذا قرآن کریم کی قسم بھی یمین ہے۔ زید کے ایک سو بیس روپے اگر فی الحقیقت غیر مسلم کے ذمہ باقی تھے تو زید کا قرآن کی قسم کھانا باعث گناہ نہیں اور اس کی وجہ سے وہ گنہگار و مستحق قہر قہار نہیں ہوا۔ اگر وہ جھوٹی قسم کھا کر رقم وصول کرتا تو یقیناً وہ مستحق عذاب و عتاب ہوتا۔ ''مستان'' جو خود غیر متشرع اور احکامِ دین سے ناواقف ہے اس کے کہنے پر ساڑھے سات سو روپے کی گراں قدر رقم ''مستان'' کے حوالہ کرنا زید کی جہالت و نادانی ہے۔ پھر بالفرض اگر کفارہ ہی دینا تھا تو ''مستان'' ہی کو دینا کیا ضروری تھا؟ اور جب زید اپنی قسم میں سچا اور بالکل حق بجانب تھا تو غیر مسلم کو روپیہ واپس کرنا واجب در کنار ضروری نہیں تھا۔ اگر ''مستان'' روپیہ واپس نہ کرے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ اس سے قطع تعلق کریں اور سلام و کلام ترک کر دیں، اس لئے کہ یہ زید پر صریح ظلم کیا گیا۔ قرآن حکیم میں ہے: وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ. ''اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔'' (کنز الایمان) وھو الھادی الی طریق الحق

والیقین۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۷؍۳؍۷۳ء

استفتاء ۷۳۴

مسئلہ: بخدمت شریف جناب قاضی ادارۂ شرعیہ، سلطان گنج، پٹنہ حسب ذیل مسئلہ کا جواب عنایت فرمائیں!

محمد سراج الدین صاحب نے کسی بات پر یہ قسم کھائی اگر ہم کبھی ایسا کہیں تو ہم پر کلام پاک کے تیس سیپارے کی مار پڑے۔ اب سراج الدین نے کسی عالم سے دریافت کیا کہ اس قسم سے نجات پانے کے لئے کیا ترکیب ہے؟ عالم صاحب نے جواب دیا کہ ساٹھ روزہ رکھ لینے یا ساٹھ فقیر کو کھانا کھلا دینے سے کفارہ ادا ہو جائے گا۔ لیکن تم غریب آدمی ہو تم دس ہی روزہ رکھو یا دس فقیر کو کھلا دو کفارہ ادا ہو جائے گا۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ خلاصہ تحریر کریں۔

المستفتی: محمد کریم الدین عزیزی، جامع مسجد سندرگڑھ، اڑیسہ

۲۸-۵-۷۷ء

۹۲/۷۸۶

الجواب ـــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــ!

سراج الدین اعلانیہ توبہ کرے اور خدائے قدوس سے اپنے گناہ کی معافی طلب کرے۔ قسم توڑنے کا کفارہ ساٹھ مسکین کو کھلانا یا ساٹھ روزہ رکھنا نہیں ہے۔ عالم صاحب نے غلط مسئلہ بتایا۔ بلکہ دس مسکین کو کھلانا یا کپڑا پہنانا ہے۔ اگر دس مسکین کو کھلانے یا پہنانے کی صلاحیت نہیں تو صرف تین دن روزہ رکھے۔ قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا: فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذَٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ. (سورۂ المائدہ:۸۹) ''تو ایسی قسم کا بدلہ دس مسکینوں کو کھانا دینا اپنے گھر والوں کو جو کھلاتے ہو اس کے اوسط میں سے یا انہیں کپڑے دینا یا ایک غلام آزاد کرنا تو جو ان میں سے کچھ نہ پائے تو تین دن کے روزے یہ بدلہ ہے تمہاری قسموں کا جب قسم کھاؤ۔ (ترجمہ کنزالایمان) وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۳۱-۵-۷۷ء

۳۵ ؎ استفتاء

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:
ایک غیر شادی شدہ بالغہ لڑکی کو ناجائز حمل ہے پنچایت میں لڑکی نے بیان دیا کہ یہ حمل زید کا ہے لیکن زید انکار کرتا ہے اور حلف لینے کو آمادہ ہے زید کے والد نے سمجھایا کہ اگر تم سے یہ غلطی ہوگئی ہے تو مان لو لڑکی کی شادی تم سے کردیں گے لیکن زید تنہائی میں بھی اور پنچایت میں بھی یہی کہتا ہے کہ ہم نے یہ حرکت نہیں کی ہے ہم حلف لے لیں گے۔ میرا لڑکی سے ناجائز تعلق نہیں رہا۔
پنچایت نے لڑکی کے بیان کو صحیح مان لیا اور لڑکا یعنی زید کے والدین کو پندرہ آنہ جرمانہ لگادیا گیا۔ اب مذکورہ بالا تحریر کا ازروئے شریعت جواب دیا جائے کہ زید کا بیان مانا جائے گا یا لڑکی کا بیان مانا جائے گا۔ فقط
المستفتی: قاری ثناء اللہ قریشی، محلہ پوسٹ لوہردگا، ضلع رانچی

۳/۱۰/۷۸ء

۹۲/۸۶ ؎

الجواب

لڑکی اگر صرف زبانی دعویٰ کرتی ہے اور کوئی ایسی دلیل پیش نہیں کرتی جس سے لڑکے کا مجرم ہونا یقینی طور پر ثابت ہوجائے اور لڑکا حلف لینے کو آمادہ ہے اگر حلف لیکر انکار کرے تو لڑکی کی بات تسلیم نہیں کی جائے گی اور حلف کے بعد لڑکا مجرم قرار نہیں دیا جائے گا۔ اصول یہ ہے کہ البیّنة علی المدعی والیمین علیٰ من انکر. یعنی مدعی کو دلیل وثبوت پیش کرنا ہے اور منکر کو قسم کھانا ہے۔ لہٰذا قسم کے بعد لڑکے کی بات تسلیم کی جائے گی۔ وھو اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۹/۱۰/۷۸ء

كتابُ الحدود والتعزير

☆ باب العامة 356

استفتاء ۳۶۰ھ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

زید نے ایک لڑکی کے ساتھ زنا کیا۔ اس کے بعد زید کو نہایت ہی شرمندگی ہوئی اور پھر وہ لوگوں سے معافی مانگنے پر تیار ہے۔ زید کا کہنا ہے کہ "جس طرح کی سزا لوگ دیں مجھے منظور ہے کہ اس سے لوگوں کی نگاہ میں اور خدا کے دربار میں میری معافی ہو جائے اور میں اس لائق ہو جاؤں کہ برادری میں اٹھالیا جاؤں۔ لہٰذا قانون شرع میں سزا کا جو طریقہ ہو اس سے آگاہ کیا جائے تاکہ میں پاک ہو جاؤں" زید ہر طرح سے تیار ہے اور کہتا ہے کہ "مجھ سے غلطی ہوگئی ہے اور میں ہر طرح کی سزا برداشت کرنے کو تیار ہوں خدا اور سول کا کیا فرمان ہے؟ اس سے آگاہ کیا جائے اور کفارہ یا سزا کیا ہے؟ اس کا حکم دیا جائے۔

المستفتی: محمد نسیم الدین، شوز مرچنٹ، پٹنہ

۱۶/۵/۷۱ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــــ وباللہ التوفــــــــــــیق!

زنا کی حرمت نصوص قطعیہ سے ثابت ہے اور شریعت مطہرہ نے اس فعل قبیح کے ارتکاب پر سزا کی تعیین بھی فرمائی کہ شادی شدہ اگر اس فعل کا مرتکب ہوا تو اسے رجم یعنی سنگسار کیا جائے اور غیر شادی شدہ کے لئے درّے لگانا ہے مگر یہاں ہندوستان میں اسلامی حکومت نہیں اور نہ یہاں تعزیرات اسلامی کے مطابق سزا دینا ممکن ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں سوائے اس کے اور کوئی چارہ کار نہیں کہ اس فعل مذموم کا مرتکب صدق دل سے اعلانیہ توبہ کرے اور خدائے عزوجل سے اپنی خطا اور خلاف شرع حرام کاری کی معافی مانگے اور آئندہ پھر اس فعل قبیح سے تائب ہو جائے۔ امید ہے خدائے رحیم و کریم اس کی خطا کو معاف کر دے گا اس لئے کہ التائب من الذنب کمن لاذنب لہ یعنی صدق دل سے توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ اس گناہ کے لئے شریعت نے اور کوئی سزا یا کفارے کی تعیین نہیں کی۔ ہاں! اپنے طور پر وہ خیرات و حسنات کرے اور اس قدر اعمال خیر کرے کہ اس کی نیکیوں کے بدلے اس کے گناہ معاف ہو جائیں۔ اس لئے کہ ان الحسنات یذھبن السیّات نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہٗ اتم۔

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۱۶/۵/۷۱ء

استفتاء ۳۷۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ہذا میں کہ:

زید اور عمر دو سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو بستی کے چند سنّی مسلمانوں نے محض ذاتی بغاوت اور بر بنائے اقتدار اور سرداری نہایت بے دردی و بے رحمی کے ساتھ دن دھاڑے قتل کر دیا۔ واقعہ کی تفصیل یوں ہے۔

(۱) اختلاف بغاوت کے ایک سال قبل تک زید پنچایت کا سردار مسجد کا پریسیڈینٹ اور ایک دینی مدرسہ کا سکریٹری ایسے عہدے پر تھے لیکن اختلاف بغاوت کے بعد ان مذکورہ عہدوں سے سبکدوش کر دیا گیا اور زید و عمر کے خلاف بستی کے سارے مسلمانوں سے جبراً موجودہ پنچایت کے اراکین نے قرآن اٹھوایا کہ زید و عمر اور اس کے گھر کے کسی فرد سے سلام وکلام وغیرہ قطعی بند رکھا جائے لہٰذا قرآن کا اٹھوانا ایسے معاملات میں کیسا ہے؟

(۲) زید و عمر اور گھر کے سارے افراد کے لئے پانی قطعی طور پر بند کیا تو پانی بند کرنا کیسا ہے؟

(۳) جب زید و عمر کو مع اپنے اہل و عیال کے بستی میں آئے دو تین مہینے گذر گئے تو پنچایت کے اراکین نے باتفاق طے کیا کہ زید و عمر کو قتل کر دیا جائے لہٰذا۔ بغیر کسی اطلاع کے دھوکہ سے سینکڑوں افراد نے اچانک زید و عمر کے مکان کا محاصرہ کیا اور پہلے ہر چہار جانب سے پتھروں کی بارش کی جب زید پتھر کی مار سے نڈھال ہو گیا تو۔ جان بچانے کی خاطر ایک کمرے میں چلا گیا اور اندر سے دروازہ بند کر لیا لیکن قاتلوں نے کلہاڑی سے دروازوں کو توڑ دیا اور بھالا تلوار وغیرہ خطرناک ہتھیار سے بے دردی کے ساتھ زید و عمر کو ختم کر دیا تو یہ برتاؤ جو زید و عمر کے ساتھ کیا گیا اس سے متعلق کیا حکم ہے؟

(۴) زید و عمر کی روح پرواز ہو جانے کے بعد قاتلوں نے چاقو سے آنکھیں نکالی اور دانت ناک وغیرہ کاٹے توڑے یہاں تک کہ ایک بڑا سا پتھر سر پر مارا کہ سر چور چور ہو گیا بلکہ پاخانے کے راستے میں لوہے کی چھڑ بھی ڈال دیا۔ لہٰذا بعد روح پرواز ہونے کے اس قسم کا سلوک کیسا ہے؟

(۵) زید و عمر کو قتل کر دینے کے بعد گھر کے سارے سامان روپئے کپڑے وغیرہ بھی لوٹ کر لے گئے اور گھر کو بالکل اجاڑ دیا اس رویہ سے متعلق کیا حکم ہے؟

(۶) زید و عمر کے قتل کے بعد قاتلین نے لوگوں کے درمیان یہ الزام لگایا کہ مقتول زید و عمر جملہ صفات قبیحہ کا مرتکب تھا یعنی شرابی جواری زانی ڈاکو وغیرہ وغیرہ جس کا صحیح علم خدا کو ہے تو اگر یہ الزام صحیح ہوں تو کیا ایسی حالت میں شک کرنا جائز ہے اور اگر یہ الزام غیر صحیح ہوں تو یہ الزام لگانے والوں کے لئے کیا حکم ہے؟

(۷) ایک مولوی صاحب نے فتویٰ دیا کہ اسلام کا یہ حکم ہے کہ جو ملک کا باغی ہو جائے تو واجب القتل ہے۔ لہٰذا زید و عمر بستی کے باغی ہیں اور واجب القتل ہیں بلکہ قتل کرنے میں ثواب بھی ہے کیا مولوی صاحب کا یہ قول صحیح ہے اگر صحیح نہ ہو تو ایسے مولوی سے متعلق کیا حکم ہے؟

(۸) قاتلین کی حمایت میں جن مسلمانوں نے حصہ لیا ہے مثلاً روپئے دوڑ دھوپ وغیرہ سے اور جن لوگوں نے کوٹ جا کر ضمانت دی ہے ایسے مسلمانوں کے متعلق کیا حکم ہے؟

(۹) عام مسلمانوں کے لئے کیا حکم آیا قاتلین یا قاتلین کے حمایتی لوگوں سے کس قسم کا برتاؤ رکھیں؟

(۱۰) عند اللہ و عند الاسلام قاتلین کا کیا مقام ہے اور کیسی سزائیں ہیں اور بعد توبہ کے عند اللہ معافی ہے یا نہیں؟

(۱۱) زید و عمر کی بعد قتل کے موت کس درجہ میں شمار ہوگی، گناہوں کی معافی اور درجہ شہادت ملے گا یا نہیں؟

(۱۲) اس قسم کا دردناک منظر پیش کرنے والے قاتلوں کیلئے لفظ ''بربریت'' کا استعمال درست ہے یا نہیں؟

مخلصانہ درخواست ہے کہ مذکورہ بالا سوالوں کے جواب مدلل و مفصل قرآن و حدیث اور اقوال ائمہ کے مطابق مرحمت فرما کر مشکور و ممنون فرمائیں۔

المستفتی: عبد المناف، دھنباد

۸۶/۹۲ھ

الجواب ـــــــ اللھم ھدایۃ الحق والصواب ـــــــ!

بر تقدیر صدق مستفتی اگر زید و عمر کو محض ذاتی عناد و دشمنی کی بنا پر قتل کیا گیا تو قاتلین سخت گنہگار مستحق عذاب نار و لائق غضب جبار و قہار ہوئے۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۲۳/۱۲/۷۸ء

استفتاء ۳۸ھ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

زید نے ہندہ کے ساتھ زنا کیا جس سے ہندہ حاملہ ہو گئی اور کچھ ہی عرصہ میں یعنی حالت حمل میں ہندہ کی شادی خالد کے ساتھ کر دی گئی اور ہندہ اپنے سسرال بھی چلی گئی اور سسرال میں ہی ہندہ کو لڑکی پیدا ہوئی اس پر ہندہ کے شوہر خالد نے کہا کہ یہ بچی میری نہیں ہے چونکہ شادی سے اور قبل ولادت تک پورا نو ماہ کا عرصہ نہیں گذر پایا اس پر خالد نے ہندہ سے پوچھا کہ صحیح بات کیا ہے بتاؤ ورنہ ہم طلاق دے دیں گے

لہٰذا ہندہ نے اپنے شوہر خالد سے کہا کہ یہ حمل زید کا ہے اور زید نے بھی اقرار کیا۔ اس حالت میں ہندہ کے شوہر خالد نے ہندہ کو طلاق دیدیا ساتھ ہی ساتھ گاؤں کے تمام مسلمان بھائیوں کے سامنے یہ بات کھل گئی کہ حقیقت میں یہ حمل زید کا ہے جس کی بناء پر بھائیوں نے زید اور ہندہ کے والدین کو برطرف کردیا کہ ہم لوگ تمہارے ساتھ کھانا پینا نہیں کریں گے پھر بعد میں بھائیوں کا ایسا خیال ہوا کہ ہم لوگ مسلمان ہیں۔ لہٰذا کسی دینی ادارہ سے فتویٰ منگادیں اور فتویٰ کے مطابق عمل کریں اور زید اور ہندہ کے والدین کو جو برطرف کردیا گیا ہے انہیں ہم برادری میں ملالیں اس لئے گزارش ہے کہ ازروئے شرع شریف جواب سے آگاہ کریں کہ ہم تمام مسلمان بھائی کس طرح سے زید اور ہندہ کے والدین کو ساتھ ملائیں اور زید اور ہندہ پر شرع کا کیا حکم ہے اور شرعی کیا سزا ہے اور اگر شرعی سزا ہندہ پر نہ ادا ہو سکے تو اس کی جگہ پر کیا حکم ہے؟

نجانب از کمیٹی مسلمانان، موضع جھونکتھی

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــــ

نعوذ باللہ من شرور انفسنا صورت مذکورہ میں زید و ہندہ ارتکاب زنا کی بنا پر سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہوئے۔ شریعت مطہرہ نے زانی اور زانیہ کی سزا اگر وہ شادی شدہ نہیں ہیں تو سو کوڑے مقرر کئے ہیں اور شادی شدہ کے لئے رجم (سنگسار) کا حکم ہے لیکن ہندوستان میں اسلامی حکومت نہ ہونے کی وجہ سے شرعی قوانین پر عمل مشکل ہے۔ اسلئے یہاں دونوں کو اعلانیہ توبہ کا حکم دیا جائے گا یعنی زید و ہندہ عام مسلمانوں کے سامنے توبہ کریں اور آئندہ اس قبیح و مذموم فعل کے نہ کرنے کا عہد کریں اور رب قدیر سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کریں توبہ کے بعد مسلمانوں کو ان دونوں سے میل جول اور ان کے ساتھ کھانا پینا جائز و درست ہوگا اس لئے کہ **التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ**۔ ''گناہوں سے توبہ کرنے والا بے گناہ کے مثل ہے۔'' اگر وہ توبہ نہ کریں تو ان سے قطع تعلق ضروری اور سماجی بائیکاٹ کرنا لازم ہے۔ شرعی قانون تو یہی ہے۔ اب عام مسلمان اگر اپنے طور پر اس طرح کے گناہوں کے سد باب روک تھام کے لئے کوئی ضابطہ ایسا مقرر کرنا چاہیں جو شرعی قانون کے خلاف نہ ہو تو کر سکتے ہیں۔ **واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم۔**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۱۴/۵/۸۰ء

استفتاء ۷۳۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

(۱) ہندہ کا شوہر بہت دنوں سے مفقود ہے ہندہ بغیر نکاح اپنے خسر کے ساتھ رہتی ہے دریں اثناء ہندہ کو اپنے شوہر زید کی عدم موجودگی میں چند بچے پیدا ہوئے اس تولد کے سارے ایام ہندہ نے اپنے خسر کے ساتھ گزارے ہیں عوام کا قیاس بھی یہی ہے کہ ہندہ کو جو بچے ہوئے ہیں وہ اس کے خسر خالد کے ہیں صورت مذکورہ میں خالد وہندہ کے لئے شرعی احکام کیا ہیں؟ بینوا توجروا!

(۲) ایک موضع کی عیدگاہ کا سابق امام مقرر زید ہے ایک دفعہ عیدین کی امامت کے لئے زید وعمرو کے درمیان اختلاف ہوا۔ دوران اختلاف بکر جو عالم متبع سنت ہے اس نے کہا کہ چونکہ زید جہنمی ہے بنابریں زید کی امامت درست نہیں ہے بظاہر زید سے کسی ایسے فعل وقول کا صادر ہونا نہیں پایا گیا ہے جس کے سبب اسے جہنمی کہا جائے ایسی صورت میں بکر کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟

(۳) بعد نماز عیدین امام ومقتدیوں کا دعا مانگنا کیسا ہے؟ زید عیدین کا امام ہے لیکن بعد نماز دعا کیلئے ہاتھ نہیں اُٹھاتا ہے اس تصور سے کہ دعا جائز نہیں ہے شرعی جواب مرحمت فرما کر ہمیں مشکور فرمائیں، بینوا توجروا!

المستفتی: محمد سعید مقام یحیٰ پور، ضلع: مظفر پور، بہار

۸۶/۹۲

الجواب ــــــــ وهو الموفق للحق والصواب ــــــــ!

(۱) صورت مسئولہ میں اگر یہ بات قطعی ویقینی طور پر ثابت ہے کہ خالد وہندہ میں ناجائز تعلقات ہیں اوراس کے نتیجہ میں بچے بھی پیدا ہوئے تو دونوں سخت گنہگار مستحق عذاب نار ولائق غضب جبار وقہار ہوئے فوراً دونوں کو علیحدہ ہو جانا چاہیے یہاں اسلامی حکومت نہیں کہ ان کو رجم وسنگسار کیا جا سکے۔ اب اُن کی سزا یہ ہے کہ دونوں اعلانیہ توبہ کریں اگر علیحدہ نہ ہوں اور توبہ نہ کریں تو مسلمانوں کو ان دونوں سے قطع تعلق کرنا ضروری ہے قرآن حکیم میں ہے: **وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ** ۔''ترجمہ: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (ترجمہ کنز الایمان)۔'' **وهو تعالیٰ اعلم!**

(۲) کسی صحیح العقیدہ متشرع مسلمان کو بلا وجہ جہنمی کہنا گناہ عظیم وحرام ہے اور خود جہنم کا مستحق بنتا ہے: **قال تعالیٰ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا** ۔''ترجمہ: بیشک کان اور آنکھیں اور دل ان سب سے سوال ہونا ہے (ترجمہ کنز الایمان)۔'' چونکہ بکر نے ایسے شخص کو جہنمی کہا جو نہ مشرک وکافر ہے نہ بدمذہب وفاسق معلن لہٰذا بکر کو زید سے معافی مانگنا اور اعلانیہ توبہ کرنا چاہیے اور اپنے قول سے رجوع کرنا لازم وضروری ہے اگر بکر

ایسا نہ کرے تو وہ خود مستحق جہنم ہوگا اور مسلمانوں کو اس سے سلام وکلام ترک کر دینا چاہیے۔

(۳) عیدین کی نماز کے بعد امام ومقتدی دونوں کو دعا کرنا شرعاً جائز ودرست ہے شریعت نے نماز کے بعد اور تمام امور خیر انجام دینے کے موقع پر جہاں دعا کرنا مناسب ہے دعا مانگنے کا حکم دیا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے: فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ. "ترجمہ: تو جب تم نماز سے فارغ ہو تو دعا میں محنت کرو" تفسیر جلالین میں ہے: فاذا فرغت من الصلوٰة فانصب اتعب في الدعاء والى ربك فارغب تضرع یعنی فراغت سے مراد نماز سے فارغ ہونا اور نصب سے مراد دعا میں مشغول ہونا، وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ سے مراد تضرع خشوع وخضوع ہے۔

حدیث شریف میں ہے: الم تر الى العمال يعملون فاذا فرغوا من اعمالهم وفوا اجورهم رواه البيهقي عن جابر بن عبدالله رضي لله عنهما یعنی کام کرنے والے جب کام سے فارغ ہو جاتے ہیں تو ان کی مزدوری انہیں دی جاتی ہے اس کو بیہقی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ کتاب المستدرک علی البخاری ومسلم میں ہے: عن حبيب بن مسلمه الضروري و كان مجيب الدعوة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لاتجمع فلا فيدعوا بعضهم ويومن بعضهم الا اجابهم الله یعنی مجمع کثیر میں بعض لوگ بعض کے لئے دعا کریں تو خدائے قدوس ان کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں: ثم كل ما يكون الاجتماع فيه اكثر كالجمعة والعيدين وعرفة يتوقع فيه رجاء الاجابة اظهر یعنی جس قدر مجمع کثیر ہوگا جیسے جمعہ وعیدین وعرفات میں اسی قدر امید اجابت ظاہر تر ہوگی۔ عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عورتیں گھروں سے باہر نکلتیں عیدگاہ میں جاتیں اور مسلمانوں کے ساتھ دعاؤں میں شریک ہوتیں حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: تخرج العوانق وذوات الخدور والحيض ويعتزل الحيض المصلى ويشهدن الخير ودعوة المسلمين بخاری شریف میں قدرے تغیر کے ساتھ یوں ہے: قالت كانوا تومران نخرج يوم العيدحتى تخرج البكر من خدرها حتى تخرج الحيض فيكن خلف الناس فيكبرن بتكبيرهم ويدعون بدعائهم يرجون بركة هذا اليوم وطهرته۔ "ترجمہ: ام عطیہ فرماتی ہیں کہ ہم عورتوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ عید کے دن باہر جائیں یہاں تک کہ کنواری اپنے پردے سے نکلے حیض والیاں باہر آئیں، صفوں کے پیچھے بیٹھیں مسلمان کی تکبیر پر تکبیر کہیں اور ان کے ساتھ دعا مانگیں اس دن کی برکت اور پاکیزگی کی دعا کریں۔"

مختصر یہ کہ شریعت طاہرہ نے اس موقع پر دعا کی کہیں ممانعت نہیں فرمائی اور جس امر سے شرع منع نہ کرے ہرگز وہ ممنوع نہیں جو دعا کو منع کرے دلیل اس کے ذمہ ہے مذکورہ بالا اقوال واحادیث سے دعا کرنا ثابت ہے۔ وھو اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۷۸/۱۱/۲۵ء

باب العامّة

کتاب الحدود والتعزیر

كتابُ الكفر والإرتداد

☆ بابُ العَامّة 364

استفتاء ۴۰۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین درج ذیل مسائل میں کہ

(۱) ہندہ کی زید سے شادی ہوئی کچھ دنوں سب کچھ بخوشی وخرم گزرا پھر تعلقات کشیدہ ہوگئے تو بذریعہ پنچایت پھر ہندہ اور زید کو یکجا کر دیا گیا لیکن سال کے اندر ہی اندر لڑائی جھگڑا کر کے ہندہ میکہ واپس آ گئی اس کا میکہ اسی گاؤں میں ہے۔ اب ہندہ کے والدین گاؤں کے پنچوں کے پاس پنچایت کے لئے گئے تو پنچوں نے کہا کہ "جب تک دونوں فریق دو۔ دوسو روپئے بطور ضمانت جمع نہ کریں گے۔ پنچایت نہ ہوگی۔ زید کے والد راضی ہوگئے لیکن ہندہ کے والد راضی نہ ہوئے آخر پنچایت نہ ہوئی۔ بکر صاحب جو اس گاؤں کے مکتب کے مولوی ہیں انہوں نے ہندہ کو رائے دی کہ "ہندو کے کسی بُت پر کوئی جانور چڑھا کر شرک کرو نکاح ٹوٹ جائے گا۔" لہٰذا ہندہ نے ایک کبوتر لے جا کر پوجیری (پجاری) کے ذریعہ استھان پر چڑھایا اور بزعم خود شرک کے ذریعہ نکاح توڑ کر شوہر سے الگ ہوگئی اور کچھ دنوں کے بعد نکاح ثانی دوسرے مرد سے کرلیا۔ گزارش ودریافت یہ ہے کہ ہندہ کا یہ عمل ازروئے شرع کیسا ہے؟ اور موجودہ ہندوستان میں اُس کو کون سی سزا دی جاسکتی ہے۔ ہندہ کا نکاح فاسد ہوا یا نہیں؟ اگر فاسد ہو گیا تو وہ دُوسرے مَرد سے شادی کرسکتی ہے یا نہیں؟ شرک کرنے کے رائے دہندہ بکر کے لئے شرع کا کیا حکم ہے؟ تفصیل سے جواب دیں گے۔

(۲) ہندہ مسلمان ہے اپنے بچہ کی صحت یابی کے لئے منت مان کر ہندو کے چھٹھ کے لئے پیسہ یا سامان کسی ہندو کو دے تو ہندہ کے لئے کیا حکم ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔ والسلام

سکندری علی، سیتامڑھی

۹۲/۷۸۶

الجواب ـــــــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب ـــــــــ !

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ شَیْئًا وَاَنَااَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَالَااَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔

"اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں تیرے ساتھ کسی چیز کو شریک کروں باوجودیکہ میں اس کا علم رکھوں اور میں تجھ سے استغفار کرتا ہوں۔ ہر اس چیز سے جس کو میں نہیں جانتا ہوں اور تو ہی غیب کو بہت زیادہ جاننے والا ہے۔" صورت مذکورہ میں نکاح فسخ کرنے کا جو قبیح وشنیع طریقہ ہندہ نے اختیار کیا وہ شرعاً سخت مذموم وحرام ہے۔ ہندہ اسلام سے خارج ہوگئی۔ لیکن بغیر طلاق وہ نکاح نہیں کرسکتی۔ اس کا نکاحِ ثانی ناجائز ہوا۔ زید کو چاہیے کہ اس عورت کو طلاق دیدے۔ ایسی فاسقہ وفاجرہ عورت کو نکاح میں رکھنا مومن کی شایانِ شان نہیں۔ فی الفتح من ھزل بلفظ کفر ارتدوان لم یعتقدہٗ وفی شرح الوھبانیۃ للشرنبلالی ماکان یکون کفراً اتفاقاً

فیبطل العمل والنکاح فاولادہٗ اولادالزنا ومافیہ خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح ، ”ترجمہ: اور ”فتح“ میں ہے کہ جو کسی کلمۂ کفر پر ہنسے اگر چہ وہ اس کا اعتقاد نہ رکھے مرتد ہو جائے گا اور ”شرح وھانیہ“ جو امام شرنبلالی کی ہے اس میں ہے کہ متفق علیہ کفر سے عمل اور نکاح باطل ہو جاتا ہے اور حالت کفر کی اولاد اولادالزنا ہوگی اور جس کے کفر ہونے میں اختلاف ہو اس میں توبہ واستغفار اور تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا۔“ ہندوستان میں چونکہ اسلامی حکومت نہیں اس لئے ہندہ کو چاہیے کہ بالاعلان توبہ وتجدید ایمان کرے اور پھر شوہر اول سے طلاق لے کر دوسری شادی کرے۔ جس مُلاّ نے ہندہ کو اس قبیح فعل کی ترغیب دی اس کو بھی تجدید ایمان وتجدید نکاح اور بالاعلان توبہ کرنا ضروری ہے۔ اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کے ساتھ میل جول سلام کلام ترک کرنا مسلمانوں پر ضروری ہے۔ قرآن حکیم میں ہے: وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَاتَقْعُدْ بَعْدَالذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۔”اور جو کہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔“ (کنزالایمان)

(۲) کافر کے اعمال کفریہ میں دامے، درمے، قدمے سخنے شریک ہونا حرام اور شرکت کرنے والے پر اعلانیہ توبہ تجدید ایمان ونکاح ضروری اور انکار کرنے پر سوشل بائیکاٹ واجب وضروری۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۲/۵/۷۴ء

استفتاء ۱۷۴۱

مسئلہ: بخدمت شریف عالی جناب مفتی صاحب ادارۂ شرعیہ، پٹنہ ....السلام علیکم!

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بیوی کو نماز پڑھنے کا حکم دیا مگر اس کی بیوی نے انکار کر دیا زید پھر دو سال تک خاموش رہا اور بیوی شوہر بن کر رہے ہے پھر دوسری بار زید نے نماز پڑھنے کی تاکید کی مگر بیوی نے پھر وہی الفاظ دہرایا کہ میں نماز نہیں پڑھوں گی صاف انکار کر دیا پھر تیسری بار زید نے اپنے خسر اور خوش دامن کی خدمت میں ساری باتوں کو پیش کیا تو لڑکی کے والدین نے سمجھا بجھا کر نماز پڑھنے پر راضی کیا اور اب نماز پڑھتی ہے دریافت طلب یہ ہے کہ نماز سے انکار کرنا کیسا ہے؟ اور کیا اس کے بعد بھی بیوی زوجیت میں رہے گی یا تجدید ایمان ضروری ہے اور اگر نکاح سے خارج ہوگئی تو شریعت مطہرہ سے مدلل بیان فرمائیں فی الحال زن وشو کے تعلقات برقرار ہیں۔ مہربانی فرما کر جلد جواب سے مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں گے۔ فقط

المستفتی: بدرالدین صابری، سرما برکا نگاؤں، ضلع ہزاری باغ، بہار

۹۲/۸۶ھ

الجواب

فرائض اسلامی میں نماز دین کا ایک اہم رکن مہتم بالشان فریضہ ہے جس کی فرضیت نصوص قطعیہ سے ثابت۔ لہٰذا اس کا منکر اسلام سے خارج ہوجائے گا اگر منکر مرد ہو تو فوراً نکاح فسخ ہوجائے گا۔ لان ردہ الرجل فسخ في الحال بالاجماع ولانکاح لمرتد مع احد ولو مرتدۃ مثلہ۔ ''باجماع فقہاء کرام مرد کے مرتد ہونے کی وجہ سے نکاح اسی وقت فسخ ہوجاتا ہے اور نہ ہی مرتد کا نکاح کسی کے ساتھ ہوسکتا ہے۔ اگرچہ اسی کی طرح مرتدہ ہو''

مرتد کی بیوی بعد انقضائے عدت دوسری شادی کرسکتی ہے اور عورت کے مرتدہ ہوجانے سے نکاح فسخ نہ ہوا۔ مگر مرد کو اس سے قربت حرام ہوگی جب تک اسلام نہ لائے۔ لان المرتدۃ لیست باھل ان یطاھا مسلم او کافرا واحد. (درمختار و عالمگیری) ''اس لئے کہ مرتدہ اس لائق نہیں ہے کہ اس سے کوئی مسلمان یا کافر وطی کرے۔'' احتیاطاً بہتر ہوگا کہ زید اپنی بیوی کا تجدید ایمان کر کے تجدید نکاح بھی کرلے۔ وھو تعالیٰ اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۷۷/۹/۴ء

استفتاء ۷۴۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

ہندہ کے والد نے اپنی لاعلمی کی وجہ سے محض ایک دوسرے شخص کی باتوں پر اعتماد کرتے ہوئے ہندہ کی شادی ایک نرے جاہل وگمراہ لڑکے سے کردیا۔ چنانچہ نکاح کے بعد ہندہ اپنے سسرال گئی اور پھر دو دنوں کے بعد ہندہ اور اس کا شوہر ہندہ کے میکے چلے آئے اور نکاح کے صرف چھ دنوں بعد ہندہ کے میکے میں ہی ہندہ کے شوہر نے کسی بات پر پہلے تو ہندہ کے ہاتھ میں قرآن کریم دے کر قسم کھلایا اور جب ہندہ نے اپنی بات کی تائید میں قرآن کریم ہاتھوں میں لے کر قسم کھالیا تو ہندہ کے شوہر نے قرآن کریم کو ہندہ کے ہاتھوں سے چھین کر زمین پر پھینک دیا اور بولا کہ اس کاغذ میں کیا رکھا ہے ہم اس کو نہیں مانتے۔

جب یہ بات ہندہ کے والد کو معلوم ہوئی تو اس نے ہندہ کے شوہر کو اپنے گھر سے بھگا دیا اور اب ہندہ بھی اپنے شوہر کی جہالت بے دینی اور گمراہی کی وجہ سے اپنی جان گنوانے کو تیار ہے لیکن کسی قیمت پر اب اپنے شوہر کے پاس جانے کو تیار نہیں۔ ہندہ اردو اور قرآن حکیم وغیرہ پڑھی ہوئی ہے اور آج ایک سال

کے عرصہ سے ہندہ اور اس کے شوہر کے درمیان جدائی ہے اور ہندہ اپنے میکے میں ہے۔اس مدت میں ہندہ کے شوہر نے بھی کبھی ہندہ کو اپنے گھر لے جانے کی کوشش نہیں کی اور اس مدت میں نان ونفقہ بھی نہیں دیا ہے۔

اب متذکرہ بالا صورت میں ہندہ کیا کرے؟ اپنے شوہر مذکور سے طلاق حاصل کئے بغیر دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے یا اسے طلاق حاصل کرنا ضروری ہے۔لیکن اس کا شوہر اسے طلاق دینے کے لئے بھی تیار نہیں۔زید کا کہنا ہے کہ ہندہ کے شوہر نے چونکہ قرآن حکیم کی بے حرمتی بین طور پر کی ہے اور اس پر ایمان نہ رکھنے کا اقرار بھی اپنی زبان سے کیا اور کلمہ ارتداد اپنی زبان سے ادا کیا ہے۔بنابریں وہ مرتد ہوگیا اور اس کے مرتد ہوجانے کی وجہ سے ہندہ کا نکاح فسخ ہوگیا۔اس لئے اب ہندہ کو اپنے شوہر مرتد سے طلاق حاصل کرنا ضروری نہیں ہے اور اب چونکہ اس واقعہ کو ایک سال کا عرصہ گذر چکا اس لئے ہندہ کسی وقت بھی کسی دوسرے شخص سے نکاح کرسکتی ہے؟

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کا قول درست اور قابل عمل ہے یا نہیں اور ہندہ ایسی صورت میں کیا کرے۔واضح فرمائیں۔بینوا توجروا۔

المستفتی: حکیم محمد سلیم تیغی، معرفت غلام حسنین خاں
جان ہوٹل، فیبر یکیشن روڈ، بی ایس سٹی-۱۱، ضلع دھنباد
۲۸رفروری ۱۹۷۷ء

۹۲/۸۶۷

الجواب ـــــــــــ بعون الملک الوهاب ـــــــــــ

صورت مسئولہ میں ہندہ کے شوہر نے قرآن حکیم کی جس طرح بے حرمتی کی اور کتاب اللہ کے متعلق جس خیال وعقیدہ کا اظہار کیا ہے اس سے وہ سخت گنہگار مستحق عذاب نار وغضب جبار ہوا۔اس کو تجدید ایمان وتجدید نکاح کرنا ضروری ہے۔اس کے فعل قبیح سے ہندہ زوجیت سے خارج ہوگئی اور اگر وہ چاہے تو دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔وهو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۵-۳-۷۷ء

استفتاء ۷۴۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مندرجہ ذیل مسئلہ میں:
دو بچوں کی لڑائی میں زید ایک بچہ کا دادا ہوتا ہے اس نے دوسرے بچہ کی ماں پر، جو عفیفہ ہے ناجائز تعلق کا الزام لگایا۔ جب عورت نے قرآن اٹھانے کو کہا تو اس نے غلط الزام کا اقرار کیا۔ اراکین انجمن نے ایک پارسا عورت پر ناجائز تعلق کے الزام پر شریعت مطہرہ کی طرف اس کی توجہ دلائی تو اس نے برجستہ کہا کہ میں نہ اسلام کو مانتا ہوں اور نہ اسلام کے قانونی حکم کو۔ بھارت کے قانون کو مانتا ہوں۔ باوجود اصرار کے وہ یہی کہتا رہا اس لئے زید کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے اور اس سے میل جول رکھنے والے کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

المستفتی: علی حسن، جامع مسجد، بیرمتراپور، سندرگڑھ، اڑیسہ
۱۷-۵-۷۷ء

۹۲/۷۸۶

الجواب ـــــــ بعون الملک الوهاب ـــــــ !

صورت مذکورہ میں عفیفہ و پارسا عورت پر زنا کا الزام لگانے والوں کے لئے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا: وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ. یعنی اگر مومنہ پر زنا کا الزام لگانے والے ثبوت زنا پر چار گواہ پیش نہ کریں تو ان کو ۸۰ (اسی) کوڑے مارے جائیں۔ وہ فاسق ہیں۔ ان کی گواہی کبھی قبول نہ کی جائے۔

زید نے جو جملہ استعمال کیا کہ میں اسلام اور اسلام کے قانون کو نہیں مانتا اس سے وہ اسلام سے خارج ہو گیا اور مسلمان نہ رہا۔ اس سے میل جول رکھنا سلام و کلام کرنا ناجائز و حرام ہے۔ قرآن حکیم میں ہے: وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ. "اور اگر شیطان تمہیں بھلادے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔" ہاں اگر وہ اعلانیہ توبہ کرے اور پھر تجدید ایمان و تجدید نکاح کرے تو اس سے تعلقات رکھے جاسکتے ہیں۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
۲۵-۵-۷۷ء

استفتاء ۷۴۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ:
زید مقامی گرام پنچایت کے انتخاب میں ایک امیدوار کو جو کھیا کے لئے کھڑا تھا دوسرے امیدوار کے خلاف پوری امداد واعانت کر رہا تھا واضح ہو کہ زید مذکور فارغ التحصیل ہونے کا دعویدار ہے اور پنجوقتہ نماز کبھی کبھی جمعہ اور عیدین کی نمازیں بھی اپنی امامت میں پڑھاتا ہے۔
جس امیدوار کی یہ مدد کر رہا تھا اس کے کامیاب ہوجانے پر اس کے جلوس میں شامل ہو کر کھیا مذکور کے بشامل بیک جلسہ اپنی آرتھی بھی اتروائی اور پیشانی پر لال ٹیکا لگوا کر شامل جلوس ہوا۔
کھیا مذکور کی کامیابی کے دن ہر وقت اس کے ساتھ کالی پوجا (مقام کالی استھان میں) میں شرکت کی۔
اس کے تیسرے دن ایک اور شخص نے جب اس کی میابی کی خوشی میں بھوئیاں بابا کی پوجا کی تو اس میں بھی زید مذکور نے شرکت کی اور پوجا کا پرشاد قبول کیا۔ پوچھا گیا کہ یہ سب کیا کر رہے ہو تو زید مذکور کا جواب یہ تھا کہ یہ سب میری اپنی پالیسی ہے۔ براہ کرم جلد تحریر فرمائیں کہ ازروئے شریعت محمدی واحکامات خداوندی ایسے شخص کی امامت میں نماز درست ہے یا نہیں؟ اور آگے اس کی اصلاح کے لئے کیا صورت ہوگی۔ فقط والسلام

المستفتی: جمیل احمد، محمد اکبر، محمد شفیق، سلطان پور۔ وایہ: مہینار، ویشالی
۹۲/۸۶۷

الجواب

صورت مذکورہ میں مشرکانہ فعل کے ارتکاب اور اس میں برضا ورغبت شرکت کی بناء پر زید سخت گنہگار، مستحق عذاب نار ولائق غضب جبار وقہار ہوا۔ زید کے لیے تجدید ایمان وتجدید نکاح ضروری ہے۔ فتح القدیر میں ہے: **ومن هزل بلفظ كفر ارتد وان لم يعتقده للاستخفاف**۔ یعنی اگر چہ بغیر اعتقاد کے کسی نے مذاق وتمسخر سے کلمہ کفر کہا تو وہ مرتد ہوگیا۔ بحر الرائق میں ہے: **وكذا من حسن رسوم الكفرة**۔ "اور ایسے ہی کافروں کی رسم کو اچھا جاننے والا بھی کافر ہے۔" امام اجل سیدی عبدالعزیز بن محمد بخاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ تحقیق شرح اصول حسامی میں کہتے ہیں **ان غلا فيه (اى فى هواه) حتى وجب اكفاره به لايعتبر خلافه ووفاقه ايضا لعدم دخوله فى مسمى الامة المشهود لها بالعصمة وان صلى الى القبلة واعتقد نفسه مسلما لان الامة ليست عبارة عن المصلين الى القبلة بل عن المومنين فهو كافر وان كان لايدرى انه كافر** یعنی اگر کوئی شخص بد مذہبی غالی ہو جس کی وجہ سے اس کی تکفیر ضروری ہو تو اجماع میں اس کی مخالفت وموافقت کا اعتبار نہ ہوگا اس لئے کہ

خطا کفر سے معصوم ہونے کی شہادت تو امت کے لیے ہے وہ امت ہی نہیں اگر چہ قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہو اور اپنے کو مسلمان سمجھتا ہو اس لئے کہ قبلہ کی سمت نماز پڑھنے والوں کا نام امت نہیں بلکہ مسلمان کا نام ہے اور وہ کافر ہے اگر چہ اپنے کو کافر نہ سمجھے شریعت مطہرہ کا حکم ظاہر پر ہوتا ہے اس لئے زید مذکور کے پیچھے (جب تک وہ اعلانیہ توبہ کے بعد تجدید ایمان ونکاح نہ کرے نماز جائز نہ ہوگی جب تک زید توبہ نہ کرے۔ اس سے تعلقات میل جول حرام ہے۔ وھو اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارہ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۷۸/۱۰/۱۲ء

استفتاء ۷۴۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

نادر خان نے میرے سامنے تقریباً دو سال پہلے سرکار دو عالم ﷺ کی شان میں گستاخانہ توہین آمیز باتیں کی ہیں جو باتیں مندرجہ ذیل ہیں "کہ محمد صاحب مطلب پرست آدمی تھے اور عیاش تھے۔ خود تو بارہ شادیاں کیں اور ہم لوگوں کو چار شادی کی اجازت دی"۔ اتنا سننے کے بعد برداشت نہ ہوا اس لئے اٹھ کر چل دیئے۔ آج سے تقریباً ایک ہفتہ پہلے ایک پرچہ جو بقرعید کا اشتہار تھا اس کو نادر خان پڑھ رہے تھے اور مولوی طفیل صاحب سے قربانی کے چند مسائل پر اعتراضانہ سوال کر رہے تھے۔ اس کے جواب دینے پر نادر خان نے کہا کہ محمد صاحب نے جتنا قانون بنایا ہے وہ سب کو مسلمان بنانے کے لئے۔ جب مولوی طفیل صاحب نے کہا تم مسلمان ہو کر ایسی باتیں کیوں کرتے ہو؟ تب انہوں نے کہا کہ میں ہندو ہوں، نہ مسلمان ہوں بلکہ انسان ہوں اور سنی لوگ وہابیوں سے جان بوجھ کر جھنجھٹ کرتے ہیں۔ نادر خان شادی شدہ ہیں۔ اپنے والدین کی ہمیشہ توہین کرتے ہیں اور جبریہ والد کے مکان میں رہتے ہیں۔ اس کو کیا کیا جائے۔ عرض یہ ہے کہ نادر خان پر مذکورہ بالا صورتوں میں کیا شرعی حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

المستفتی: محمد اسحاق، انجمن اصلاح المومنین، بشرامپور، ڈاکخانہ بشرامپور، ضلع پلاموں (بہار)

۸۶/۹۲ھ

الجواب ــــــ بعون الملک الوھاب ــــــ!

نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا. "ہمیں اپنے نفس کی شرارتوں اور برے کاموں سے اللہ کی پناہ" جانِ رحمت ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا اور توہین وتنقیص کے کلمات بولنے والا دائرۂ اسلام وایمان سے خارج، مستحق

عذاب نار ولائق غضب جبار وقہار ہے۔ شفاء شریف وبزازیہ ودرروغرر وفتاویٰ خیریہ میں ہے: اجمع المسلمون ان شاتمہ صلی اللہ علیہ وسلم کافر ومن شک فی عذابہ و کفرہ کفر. یعنی تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا ان کو برا کہنے والا کافر ہے اور جو اس کے معذب وکافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں: رجل مسلم سب رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او کذبہٗ او عابہٗ او تنقصہٗ فقد کفر باللہ تعالیٰ و بانت منہٗ امراتہٗ. یعنی جس نے سرور عالم ﷺ کو برا کہا یا جھٹلایا یا عیب لگایا یا ان کی شان وعظمت کو گھٹایا اس نے خدائے عزوجل کے ساتھ کفر کیا اور اس کی بیوی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ غایۃ الاوطار شرح درمختار میں ہے: والکافر بسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانہ یقتل حداً و لاتقبل توبتہٗ مطلقا. ”نبی کریم ﷺ کو گالی دینے کی وجہ سے کافر ہے اسلئے اس پر قتل کی حد جاری ہوگی اور مطلقاً اس کی توبہ قبول نہ ہوگی۔“ وفی فتاویٰ المصنّف ویجب الحاق الاستھزاء والاستخفاف بہ لتعلق حقہ ایضا وفیھا من نقص مقام الرسالۃ بقولہ بان سبّہ صلی اللہ علیہ وسلّم او بفعلہ بان ابغضہٗ قتل حداً کما مر التصریح. غرض کہ نادر خان اپنے لغویات وخرافات وکفریہ کلمات کی بنا پر دائرہ اسلام سے خارج کافر ومرتد ہوگیا۔ اس کی بیوی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ جو شخص اسے مسلمان ومومن سمجھے گا یا اس کے کلمات کفریہ بولنے پر بھی اسے اچھا سمجھے گا اس پر بھی وہی فتویٰ اور وہی حکم ہوگا جو نادر خان کے لئے ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، سلام وکلام، شادی بیاہ سب کچھ چھوڑ دیں۔ قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا: وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ. وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارہ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۵/ستمبر ۱۹۸۲ء

استفتاء ۴۶۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

ہم مسلمانان کمرہٹی کلکتہ ۵۸ فرقۂ باطلہ شمع نیازی سے چند برسوں سے بہت پریشانی میں مبتلا ہیں۔ تقریباً سات آٹھ برس قبل ہم نے علمائے دین سے رابطہ قائم کرکے اس فرقہ کا بائیکاٹ کیا تھا اور اپنی مسجدوں میں نماز ادا کرنے اور قبرستان میں مردہ دفن کرنے پر پابندی لگائی تھی۔

اور سلام وکلام شادی بیاہ اور طعام پر بھی پابندی لگائی تھی۔ اور اس پر عمل کررہے تھے مگر ایک ماہ قبل ایک شمع نیازی کا انتقال ہوا اور جنازہ ہماری مسجد کے پاس رکھ دیا کہ جنازہ کی نماز امام صاحب پڑھادیں۔ امام

صاحب نے شرعی وسماجی سابق فیصلے کو سامنے رکھتے ہوئے جنازہ کی نماز پڑھانے سے انکار کردیا۔ اور تمام مسلمانوں نے جنازہ دفن ہونے نہیں دیا اور سابق فیصلہ پر عمل کرتے ہوئے جنازہ قبرستان سے اٹھوادیا ان لوگوں نے دوسری جگہ اپنے مردے کو دفن کیا یہ کہتے ہوئے کہ ہم سنی مسلمان ہیں ہمارے ساتھ ظلم ہورہا ہے انصاف ہونا چاہئے۔ اللہ اللہ کر کے معاملہ رفع دفع ہوگیا مگر ہم مسلمانان کرہٹی کے سامنے یہ مسئلہ بہت ہی اہم ہوگیا ہے کہ پھر کوئی میرے ساتھ اور ایسا حادثہ پیش آیا تو کیا کرنا ہوگا۔ لہٰذا ہم مسلمانان کرہٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ مرکزی دارالافتاء سے فتویٰ منگوا کر حکومت کے ذمہ داروں کو مطلع کردیں کہ ہم لوگ اس وقت تک اس فرقۂ باطلہ سے کوئی تعلق نہیں رکھیں گے جب تک یہ لوگ توبہ کر کے ہمارے اسلام اور سماج میں داخل نہ ہوجائیں اس فرقۂ باطلہ کی چند فسادی کتابوں سے اقتباسات ارسال خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں۔ اس فرقۂ باطلہ کی بہت ہی مشہور کتاب۔ کعبہ کی حقیقت۔ جس کتاب میں یہ ثابت کیا گیا ہے خانہ کعبہ مسجد نہیں ہے بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کا مقبرہ ہے جس میں قبر آدم علیہ السلام ہے اور حج نہیں ہے بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کا عرس ہے اور غلاف کعبہ اس مزار آدم کی چادر ہے اور کچھ نہیں ہے اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

اقتباس

حضرت آدم جب وصال فرمائے تو اسی خیمہ میں دفن کردیئے گئے اولاد آدم قبر مبارک کا سجدہ اور طواف کرنے لگے وہ رسم ورواج آج بھی کیا جاتا ہے جو حج کا ایک رکن مانا جاتا ہے۔ "کعبہ کی حقیقت، صفحہ ۲۱"۔

کتاب العقائد

آگے چل کر بیباک مصنف حضرت آدم کی تخلیق پر سارا زورِ قلم صرف کرتا ہے اور بالتفصیل یہ ثابت کرتا ہے کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے آدم کے پتلا کے لئے زمین سے مٹی لیا اور پتلا تیار کیا گیا وعدہ کے مطابق مٹی کو لوٹانا تھا اس لئے حضرت آدم کو یہاں دفن کیا گیا۔ اقتباس ملاحظہ فرمائیں اور عزرائیل کے مکر چکر کاٹتے ہاتھ پیارے جب وفات پائے تو روح علیین میں داخل ہوگئی اور لاش مٹی میں مل گئی اس لئے شرعی مثل مشہور ہے کہ جہاں کی مٹی ہوتی ہے اپنی مٹی میں مل جاتی ہے اب بتائے کسی کو کیسے انکار ہوگا کہ مٹی اپنی مٹی میں نہیں مل جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ مٹی میں مٹی ملنے کی جگہ کا نام بیت المعمور رکھا گیا ہے اسی پر حضرت ابراہیم نے بیت اللہ شریف بنایا اس جگہ کو آجکل کعبہ شریف کہا جاتا ہے پس اگر علم وعقل انصاف وایمان کی نظروں سے کام لیا جائے تو مندرجہ بالا عبارتوں سے بخوبی ثابت ہورہا ہے کہ

کعبہ قبر آدم جس کا پہلا نام بیت المعمور اور آخری نام کعبہ شریف ہے ہاں اگر کوئی انکار کرے تو کرے انکار کے سامنے اللہ میاں بھی مجبور ہے میں اور کیا کہوں مگر خیال رہے کہ کعبہ کو اگر قبر آدم نہیں مانا جائے گا تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر حضرت ابراہیم نے کیوں خدا کا گھر بنایا۔ جبکہ خدا لا مکاں ہے پھر کیا بات کہ ایک آدمی خدا کا گھر بنادے تب وہ گھر والا ورنہ خدا بے گھر کا ہے۔ اس سوال کا مطلب صرف یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے خدا کا گھر نہیں بنایا بلکہ اپنے باپ کا مزار مقدس بنایا تھا۔'' کعبہ کی حقیقت صفحہ ۱۳ و ۱۴''

آگے چل کر بیباک مصنف لکھتا ہے خداوند کریم نے اپنا روپ بدل کر آدم کا روپ اختیار کر لیا آدم کے علاوہ خدا کا وجود اور کہیں نہیں ہے تیسرا اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

خدا نے فرشتوں اور اس کے استاد کو مخاطب کر کے چیلنج کیا ہے کہ میں اپنا روپ بدل کر سامنے آتا ہوں دیکھیں کون مجھے پہچانتا ہے جو مجھے نہیں پہچانے گا اسے میں راندۂ درگاہ کر دوں گا استاذ نے شاگردوں کو ہدایت کر دی کہ دیکھو خدا سامنے آنے والا ہے۔ خبردار غفلت نہ کرنا دیکھ کر فوراً سجدہ کر لینا۔ ایک وقت مقررہ پر انّی جاعلٌ فی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً کا مظاہرہ کیا جس کے معنی ہیں انّیْ بمعنی جاعلٌ معنی روپ بدل کر فـــی الْاَرْضِ معنی مٹی کے پتلے میں روپ بنا کر خدا خود سامنے آگیا جس نے پہچانا وہ سجدے میں گر گیا یعنی شاگردوں نے پہچان لیا مگر استاد صاحب مکر میں چکر کھا گئے۔

تب خدا نے کہا کیوں جی! اب ناظرین کرام بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ آدم سے جدا کہیں خدا نہیں اس لئے آدم کے گھر کو خدا کا گھر کہا گیا ہے۔'' کعبہ کی حقیقت صفحہ ۴۵'' اب فرقۂ باطلہ کی دوسری مشہور کتاب قربانی کی حقیقت کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

قربانی اور غلط فہمی

چونکہ قدیم زمانے میں خدا کی خوشنودی کیلئے بھینٹ اور بلیدان چڑھایا جاتا تھا جیسے آجکل اکثر مندروں میں سور، خصی، بھینسے، بلیدان کئے جاتے ہیں اسی طرح عرب میں جانوروں کو ذبح کر دینا قربانی سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے ممکن ہے کہ حضرت ابراہیم نے خدا کو خوش کرنے کیلئے پہلے اونٹوں کو ذبح کیا مگر جب خواب دیکھنا بند نہ ہوا تو اسمٰعیل ہی کو ذبح کر دینا چاہا تا کہ خدا خوش ہو جائے اگر واقعی ایسا ہی ہوا تو پھر حضرت ابراہیم کی غلطی ثابت ہوگی چونکہ خدا نے اس غلط اقدام کو پسند نہ کیا اس لئے بیٹے کو

بچادیا اور ایک کٹا ہوا دنبہ رکھ دینے کا مطلب یہ تھا کہ خلیل کو تسلی ہو جائے کہ خدا نے خون قبول کرلیا۔ ورنہ ابراہیم اپنی مستی میں بار بار اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ جوش عقیدت میں حضرت ابراہیم نے غلطی کیا تھا جس کو خدا نے سنبھال لیا۔

حالانکہ بہتیرے علماء حضرات ابراہیم کے خواب کی قربانی کو سچ مچ واقعہ ثابت کرتے ہیں جس کو قربانی کہتے ہیں اور اسی بہانے سے گوشت خوری کو جائز ٹھہراتے ہیں۔ مگر ایسا ہرگز نہ ہونا چاہیے افسوس کی بات یہ ہے کہ ایسے مسلمان بالکل نادان ہیں جو محض اپنی گوشت خوری کے لئے حضرت ابراہیم کی غلطی اور اپنے کو حق پرست ثابت کرتے ہیں مگر حضرت نے نہ کچھ ذبح کیا نہ کوئی غلطی کی صرف اسماعیل کو وقف کیا اور نشانی کے لئے ختنہ کاٹا جو خدا نے چاہا تھا وہی آپ نے کر دیا۔ ''قربانی کی حقیقت صفحہ ۸''

اس کتاب میں قربانی کی حقیقت میں دوسرا اقتباس ملاحظہ فرمائیں اور غور فرمائیں کہ بیباک مصنف کس طرح قربانی جیسی شعار اسلام کا مذاق اڑاتا ہے اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

محمدی قربانی چونکہ دین ابراہیمی ایک پھول تھا جس کی خوشبو دین محمدی ہے یعنی دین ابراہیمی ایک خواب تھا جس کی تعبیر دین محمدی ہے اس لئے حضرت ابراہیم نے خواب میں قربانی کیا اور اسی خواب کی بدولت خود خلیل اللہ اور بیٹا ذبیح اللہ ہوا۔ جس کی نشانی عیدالاضحیٰ اور ختنہ ہے جس کو ابراہیمی قربانی کہا جاتا ہے مگر دین محمدی کو بھی ملاحظہ فرمائیں چونکہ ابراہیم نے ایک خواب دیکھا اور خود دیکھا اور جس کا گواہ نہیں اس خواب کی تعبیر حضرت امام حسین نے دیکھایا جس کی گواہی سارا عالم دے رہا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے علاوہ ختنہ کے کچھ بھی نہ کاٹا اور کیسے کچھ ذبح کر سکتے تھے کیونکہ خواب میں ذبح بہت کچھ کیا جاتا ہے مگر نہ قطرۂ خون گرتا ہے اور نہ لاش ہی ملتی ہے اور کیوں ملے۔

ان اقتباسات کے علاوہ بے شمار لغویات وکفریات سے ان کی کتابیں بھری پڑی ہیں مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات براہ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں؟

(۱) فرقۂ شمع نیازی باطل ہے یا حق اس فرقہ کے لوگ مسلمان ہیں یا کافر ہیں؟

(۲) سنی مساجد میں اور قبرستان میں ان کا حق ہے یا نہیں ہماری مسجدوں میں نماز ادا کر سکتے ہیں یا نہیں اور ان کے مردے سنی قبرستانوں میں دفن ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

(۳) ان سے کلام اور طعام شادی بیاہ نشست وبرخاست اسلامی تعلقات جائز ہیں یا نہیں؟

(۴) سنی مسلمانوں میں سے جو لوگ ان سے تعلقات رکھیں ان سے ہم لوگ اسلامی تعلقات رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: مسلمانان کمرہٹی کلکتہ ۵۸

۸۶/۹۲ھ

الجواب

الحمدلله وحده والصلوة والسلام علی من لانبی بعده وعلی اله وصحبه المکرمین عنده. صورت مستفسرہ میں فرقہ باطلہ ضالہ شمع نیازی کی دو کتابوں حقیقت کعبہ وحقیقت قربانی'' سے جو اقتباسات خبیثہ وکلمات قبیحہ پیش کئے گئے ہیں اس سے یہ حقیقت بالکل اظہر من الشمس ہوجاتی ہے کہ مذکورہ کتابیں جہالتوں اور ضلالتوں کا مجموعہ ہیں۔ جن کا دیکھنا پڑھنا رکھنا حرام اور سخت گناہ ہے۔ اس کا مصنف اور اس کو ماننے والا اور اس کی لغویات پر مطلع ہو کر اس کی حمایت کرنے والا اور ساتھ دینے والا ضال ومضل گمراہ بلکہ دائرہ اسلام سے خارج وکافر ہے اس لئے کہ اس نے صراحۃً نصوص قطعیہ واحادیث نبویہ وآثار صحابہ وتابعین وتصریحات فقہا ومجتہدین اقوال ائمہ دین وسلف صالحین کے خلاف ایسے عقائد باطلہ وخیالات فاسدہ کا اظہار کیا ہے جو قطعی کتاب وسنت واجماع امت کے خلاف ہیں اور جس سے آیات قرآنی واحادیث نبویہ کی تکذیب ہوتی ہے اس گستاخ وجاہل مصنف کو یہ بھی معلوم نہیں کہ کعبہ کی بنیاد سب سے پہلے فرشتوں نے ڈالی اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے ان کے بعد حضرت شیث علیہ السلام نے پھر جب طوفان نوح میں کعبہ مکرمہ آسمان پر اٹھالیا گیا تو اس کے بعد بذریعہ ملائکہ ابراہیم علیہ السلام کو وہ جگہ بتادی گئی اور انہوں نے اسی جگہ تعمیر کعبہ کی جلالین شریف میں سورۂ حج میں ہے: وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ ''ترجمہ: اور جب ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کی رہنمائی کی اس گھر کی۔'' کے تحت صاحب جلالین نے لکھا ہے کان وقد رفع زمن الطوفان ''طوفان کے وقت کعبہ اٹھالیا گیا۔'' یعنی طوفان کے وقت کعبہ اٹھالیا گیا اسی کے حاشیہ میں وکانت الانبیاء یحجون مکانه ولا یعلمونه حتی بواه الله تعالی لابراهیم فبناه علی اساس آدم وبناه قبله شیث وقبل شیث آدم وقبل ادم الملائکة ''ترجمہ: انبیاء علیہم السلام اس مکان کا طواف کرتے تھے اور اس کو نہیں جانتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اس کی رہنمائی کی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت آدم کی بنائی ہوئی نشانی پر بنایا۔ اور ابراہیم سے پہلے شیث علیہ السلام نے بنایا اور ان سے پہلے آدم نے اور آدم سے پہلے ملائکہ نے بنایا تھا۔'' (بحوالہ جمل) اس سے معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام سے پہلے فرشتوں نے کعبہ کی تعمیر کی اور تفسیر خزائن العرفان میں تحت آیۃ مذکورہ یہ ہے کہ کعبہ کی عمارت پہلے آدم علیہ السلام نے بنائی طوفان نوح میں جب یہ عمارت آسمان پر اٹھالی گئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وہ جگہ بتائی گئی تو آپ نے قدیم بنیاد پر کعبہ کی تعمیر کی تفسیر نعیمی میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہاں تک زمین کھودی کہ بنیاد حضرت آدم علیہ السلام نمودار ہوگئی اور اسی بنیاد پر عمارت بنائی بحوالہ ابن عساکر تاریخ ارزقی۔ اسی میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے پاپیادہ چالیس حج کئے۔

مذکورہ دلائل وبراہین کی روشنی میں یہ حقیقت بالکل روز روشن کی طرح ظاہر ہوجاتی ہے کہ خانہ کعبہ قبر آدم نہیں بلکہ حضرت

آدم سے قبل اس کی تعمیر کا ثبوت ملتا ہے اور خود حضرت آدم علیہ السلام نے اس مقدس گھر کا حج کیا ہے۔ مگر کیا کیجئے گا مثل مشہور ہے خدا جب دین دیتا ہے تو عقلیں چھین لیتا ہے نادان جاہل مصنف نے بیت اللہ شریف کو قبر آدم کہہ کر خدائے ذوالجلال اور اس کے رسول حضرت آدم وابراہیم علیہما الصلوۃ والتسلیم کی شان رفیع میں بے ادبی ویاوہ گوئی سے کام لے کر سخت گنہگار مستحق عذاب ولائق غضب جبار وقہار رہوا۔ والعیاذ باللہ العزیز الجبار۔

کتابُ العقائد

اس مخبوط الحواس جاہل مصنف نے خانہ کعبہ کو قبر آدم کہہ کر بیشمار آیات قرآنی کی تکذیب کی ہے ایسی بے سروپا باتیں تو قرون اولیٰ سے لیکر اب تک سلف سے لیکر خلف تک کسی نے بھی نہ کہیں نہ لکھیں۔ قرآن حکیم کی مختلف آیات سے خانہ کعبہ کا بیت اللہ ہونا مسلمان صاحب استطاعت پر اس کے حج وزیارت کا فرض ہونا ثابت ہے۔ قَالَ تَعَالٰی اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ (پ۴ آل عمران) ''بیشک سب سے پہلا گھر جولوگوں کو عبادت کے لئے مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہاں کا رہنما۔'' (کنزالایمان) یعنی سب سے پہلا گھر جولوگوں کی عبادت کیلئے مقرر ہوا وہ جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہاں کا رہنما ہے۔ آگے فرمایا گیا: فِیْہِ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا۔ ''اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کی کھڑے ہونے کی جگہ اور جو اس میں آئے امان میں ہو۔'' اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ جو اس میں داخل ہوا امان ہے اس سے آگے فرمایا: وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ''اور اللہ کیلئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے۔'' یعنی اور خدا کیلئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس کی استطاعت رکھے۔ اس آیت مبارکہ سے حج کی فرضیت ثابت ہے جن کا انکار پاگل مصنف نے کیا ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا: وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ پارہ ۱۷ میں ''اور اس آزاد گھر کا طواف کریں۔'' تیسری جگہ ارشاد فرمایا: جَعَلَ اللّٰہُ الْکَعْبَۃَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیٰمًا لِّلنَّاسِ الخ پارہ ۱۷۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حرمت والے گھر کعبہ کو لوگوں کے قیام کا باعث کیا چوتھی جگہ فرمایا وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰھِیْمَ مَکَانَ الْبَیْتِ (پ۱۷ سورہ حج) ''اور جب کہ ہم نے ابراہیم کو اس گھر کا ٹھکانہ ٹھیک بتادیا۔'' یعنی اور جبکہ ہم نے ابراہیم کو اس گھر کا ٹھکانا بتادیا اس کے بعد ارشاد ہوا: وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ. اور لوگوں میں حج کا عام اعلان کردے وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور دبلی اونٹنی پر دور دراز راہ سے پانچویں جگہ فرمایا: وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ ''اور حج اور عمرہ اللہ کے لئے پورا کرو۔'' یعنی خدا کے لئے حج وعمرہ پورا کرو۔ چھٹی جگہ ارشاد فرمایا اَلْحَجُّ اَشْھُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِیْھِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ (سورہ بقرہ پارہ ۲) ''اور حج کے لئے کئی مہینے ہیں جانے ہوئے تو جو ان میں حج کی نیت کرے تو نہ عورتوں کے ساتھ صحبت کا تذکرہ ہو نہ کوئی گناہ۔'' یعنی حج کے کئی مہینے جانے ہوئے ہیں پس جو ان میں حج کی نیت کرے تو نہ عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ ہو نہ حج کے وقت تک کوئی گناہ وجھگڑا۔

ان آیات بینات سے کعبہ کا بیت اللہ ہونا اور فرضیت حج کا ثبوت ظاہر ہے جس کا منکر بدمذہب کافر ومرتد ہوگا اب تخلیق آدم

علیہ السلام سے متعلق چند آیات کریمہ ملاحظہ فرمائیں: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّی خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ (پ۱۴ الحجر) اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں آدم کو بنانے والا ہوں۔ بجتی ہوئی مٹی سے جو بدبودار سیاہ گارے سے ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا: اِنِّی خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ یعنی میں مٹی سے آدم کو بنانے والا ہوں۔ تیسری جگہ فرمایا: وَلَقَدْ خَلَقْنٰکُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰکُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ''ترجمہ: اور بیشک ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہارے نقشے بنائے پھر ہم نے ملائکہ سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو'' اس مفہوم کی آیات کثیرہ سے یہ ثابت ہے کہ خالق کائنات جل جلالہٗ نے انسان کو مٹی سے پیدا فرمایا وہ ساری کائنات کا خالق و مالک ہے۔ جاہل مصنف نے اپنی انتہائی جہالت وسفاہت کا ثبوت دیا ہے کہ اس نے نعوذ باللہ جاعل کا ترجمہ یہ لکھا ہے کہ خدا نے فرشتوں کے استاد کو چیلنج کیا کہ میں روپ بدل کر سامنے آتا ہوں۔ مصنف نے اپنے کفر وارتداد کی انتہا کر دی کہ آدم سے جدا کہیں خدا نہیں ہے اس لئے آدم کے گھر کو خدا کا گھر کہا جاتا ہے۔ اس کور باطن ملعون کو یہ بھی سمجھ میں نہ آیا کہ کعبہ کو بیت اللہ کہنا یہ اضافت تشریفی ہے جیسا کہ مسجد کو خدا کا گھر کہا جاتا ہے۔

اس فرقہ باطلہ کی دوسری کتاب قربانی کی حقیقت'' سے قربانی اور غلط فہمی کے عنوان سے جو اقتباسات پیش کئے گئے ہیں اس میں مردود مصنف نے شرعی احکام کو جس طرح توڑ مروڑ کر اپنے مطلب کے مطابق قربانی کے مفہوم کو غلط انداز میں پیش کرنے کی ناکام کوشش کی ہے اس سے بھی اس کا کفر ثابت ہوتا ہے۔ اس نے قربانی کا انکار کرکے مسلمانوں کو گوشت خور بتایا ہے۔ قرآن کریم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایثار وقربانی کا بالتفصیل ذکر فرمایا ہے ملاحظہ ہو (پ۲۳ سورہ صافات) ترجمہ اور پروردگار عالم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیش کردہ قربانی کی تصدیق کرتے ہوئے شرف قبولیت عطا فرمایا۔ وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰٓاِبْرٰهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ۔ ''اور ہم نے اسے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم بیشک تو نے خواب سچ کردکھایا ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔'' دوسری جگہ نبی کریم ﷺ سے خطاب فرمایا فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ۔ اور احادیث کریمہ میں جان رحمت ﷺ نے حج وقربانی کے فضائل بکثرت بیان فرمائے ہیں۔ اور ادائیگی حج وقربانی کی ترغیب اور بغیر عذر شرعی اس کے ترک پر وعید شدید فرمائی گستاخ مصنف نے بیک جنبش قلم قربانی کا انکار کرتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان اقدس میں گستاخی کی ہے جو سراسر کفر ہے۔ غرضیکہ فرقہ شمع نیازی کی جن کتابوں سے اقتباسات پیش کئے گئے اس کی روشنی میں یہ جماعت باطل وگمراہ خارج از اسلام ہے۔ ان سے کسی طرح کا کوئی تعلق رکھنا شرعاً ناجائز حرام ہے۔ قال النبی صلی الله علیه وسلم لاتجالسوهم ولاتشاربوهم ولا تواکلوهم ولاتناکحوهم ایاکم وایاهم لا یضلونکم ولایفتنونکم ''نہ ان کے پاس بیٹھو، اور نہ ان کے ساتھ کھاؤ پیو اور نہ ان سے نکاح کرو، تم لوگوں کو وہ لوگ گمراہ نہ کردیں فتنے میں نہ ڈالدیں۔'' ان کے ساتھ کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا۔ سلام وکلام قطعاً حرام وگناہ۔ امام اجل سیدی عبدالعزیز احمد بن محمد بخاری حنفی نے شرح اصول حسامی میں فرمایا وان غلا (ای فی هواه) حتی وجب اکفاره به بدلا تعتبر خلافه ووفاته ایضاب لعدم دخوله فی مسمی الامة المشهود لهابالعصمة وان صلی الی القبلة واعتقد نفسه مسلما لان الامة لیست عبارة عن المصلین الی القبلة بل عن المومنین فهو کافروان کان لایدری انه کافر۔ ''یعنی اگر بدمذہب اپنی بدمذہبیت میں غالی ہو جس کی بنا پر اسے کافر کہنا واجب ہو تو اجماع میں اس کی موافقت

ومخالفت کا اعتبار نہ ہوگا کہ خطا سے معصوم ہونے کی شہادت تو امت کیلئے ہے اور وہ امت ہی نہیں اگر چہ قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہو اور اپنے کو مسلمان سمجھتا ہو اس لئے کہ امت قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والوں کا نام نہیں ہے بلکہ مسلمان کا نام ہے اور یہ شخص کافر ہے اگر چہ وہ اپنے کفر کو نہیں جانتا ہے۔"

(۲) جب مذکورہ بالا دلائل سے اس کا کفر ثابت اور اس کا خارج از اسلام ہونا ظاہر تو اسے ہماری مسجدوں میں نماز پڑھنے اور ہمارے قبرستان میں مردوں کے دفن کرنے کا شرعاً کوئی حق حاصل نہیں۔

(۳) اس گمراہ جماعت سے میل جول سلام وکلام قطعاً ناجائز وگناہ ہے سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو ان سے تعلقات رکھنا حرام جو مسلمان ان سے تعلقات رکھیں گے ان کا شمار بھی انہیں لوگوں میں ہوگا اور جب تک وہ توبہ نہ کریں گے ان سے بھی سلام وکلام ناجائز وگناہ ہوگا قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا: وَاَمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۔ "اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظلموں کے پاس نہ بیٹھ۔" یعنی اگر تم کو شیطان بھلا بھی دے تو یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھو۔ ھذا ماظھر عندی وھو تعالیٰ اعلم بالحق والصواب!

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارہ شرعیہ بہار، پٹنہ

۲۰/۶/۷۹ء

☆☆☆

كتابُ الوقف

☆ باب العامة 380

استفتاء ۴۷۷

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:
موضع چندن پٹی، ڈاک خانہ مجھولیا، ضلع دربھنگہ میں ایک قبرستان ہے۔ سروے وغیرہ کے کاغذات سے اس کے قبرستان ہونے کا ثبوت ملتا ہے اس کے علاوہ اس کے متعلق اور کسی قسم کا علم نہیں ہے کہ اس کا واقف کون تھا؟ کس نے اس کو قبرستان بنایا لیکن زمانۂ دراز سے اسی قبرستان میں مُردوں کو دفن کیا جاتا ہے۔ پہلے اس قبرستان کی حفاظت ونگرانی نہیں ہوتی تھی اس لئے عوام اس میں مویشی چراتے تھے اس کی گھاس کاٹ کر صرف کرتے تھے اور اس میں پاخانہ، پیشاب کرنے سے بھی باز نہیں آتے تھے۔ غرض کہ طرح طرح سے اس کی بے حُرمتی ہوا کرتی تھی۔ بستی مذکورہ میں ''انجمن فاروقیہ'' قائم تھی اس کے ممبران وارا کین کو خدائے تعالیٰ نے توفیق دی تو اُن لوگوں نے قبرستان کی حد بندی کرائی یعنی قبرستان کے چاروں طرف مٹی کا بلند اونچا احاطہ بنوایا اس پر درخت لگوایا اور برابر قبرستان کی حفاظت کے لئے ایک آدمی کو باقاعدہ تنخواہ پر مقرر کیا۔ اس کے بعد قبرستان کی پوری طرح حفاظت ہوتی رہی۔ فی الحال اس کے احاطہ پر جو درخت ہیں وہ بڑے بڑے اور تناور ہو چکے ہیں۔ ہر دو تین سال کے بعد ان درختوں کی شاخیں ایندھن اور جلاون کے لئے فروخت کر دی جاتی ہیں جس سے اچھی خاصی آمدنی ہو جایا کرتی ہے۔ اس کے علاوہ قبرستان میں گھاس بہت بڑھ جاتی ہے وہ بھی فروخت کر دی جاتی ہے لوگ اُسے پھوس کے مکان کی ''چھاؤنی'' کے لئے خرید لیتے ہیں۔ تقریباً چار پانچ سو روپے سالانہ آمدنی اس سے ہو جایا کرتی ہے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس آمدنی کو مصارف قبرستان میں صرف کیا جائے جیسا کہ بعض فقہاء کے اقوال بھی ہیں۔ لیکن آمدنی کے مقابلے میں مصارف کچھ نہیں ہیں نتیجہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے اس سے قبل جن کے پاس رقم بطور امانت رکھی گئی انہوں نے اس امانت کو اپنی ضروریات میں صرف کر دیا اور مطالبہ کرتے وقت قیل وقال حیلہ وحوالہ کر کے اس کو ختم کر دیا، مذکورہ بالا تجربات کی روشنی میں اب بستی والوں کا خیال یہ ہے کہ اگر قبرستان کی آمدنی کی رقم بہ حسب دستور سابق کسی کے پاس رکھی گئی تو اس آمدنی کے برباد اور ضائع ہو جانے کے ساتھ ساتھ اس ''امانت دار'' کے دین وایمان کے تباہ ہو جانے کا بھی گمان ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس ''آمدنی'' کی وجہ سے بستی والوں کے درمیان آپس ہی میں تصادم اور جھگڑا تکرار ہو جائے اور فتنہ وفساد کی کوئی شکل رونما ہو جائے۔ اس لئے اب بستی والوں کی رائے ہے کہ اس آمدنی کو اگر ممانعت نہ ہو تو بستی کی فلاح اور بہبودی کے لئے صرف کیا جائے عام مسلمانوں کے مفاد

میں صرف کیا جائے یا دینی تعلیم کے لئے بستی میں جو مدرسہ ہے اس کی بقاوترقی میں اُسے صرف کیا جائے
مذکورہ بالا مسئلہ کا جواب کتاب وسنت کی روشنی میں اور فقہائے کرام کی تحقیقات کے مطابق ارشادفرمائیں۔
اس فیصلہ و جواب سے بہت بڑے فتنہ کا سدّ باب ہوگا اور اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے گا۔
المستفتی: سید محمد مختار احسن، موضع چندن پٹی، ضلع دربھنگہ
۱۴/۵/۷۲ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــ وھوالموفق للحق والصواب ـــــــــــ !

صورت مستفسرہ میں جب یقینی طور پر یہ معلوم نہیں کہ قبرستان کو کس نے وقف کیا اور نہ اس کا زمین موقوفہ ہونا ثابت تو ایسی صورت میں اگر اس قبرستان کی آمدنی اس کی حفاظت ونگرانی اور دیگر ضروریات سے زیادہ ہو اور اس کے مصرف کی کوئی صورت نہ ہو اور پس ماندہ رقم کو کسی دوسرے کے پاس جمع رکھنے میں اس کے تلف ہوجانے کا خطرہ ہو تو اسے بحکم قاضی مسجد یا دینی مدارس میں صرف کیا جاسکتا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: **مقبرة عليها اشجار عظيمة وهذا على وجهين اما ان كانت الاشجار ثابتة قبل اتخاذ الارض مقبرة او نبت بعد اتخاذ الارض مقبرة ففي الوجه الاولىٰ المسئلة على قسمين اما ان كانت الارض مملوكة لها او كانت مواتا لامالك لها او اتخذها اهل القرية مقبرة، ففي القسم الاول الاشجار باصلها على ملك رب الارض يصنع باشجار واصلها ماشاء وفي القسم الثاني الاشجار باصلها على حالها القديم، وفي الوجه الثاني المسألة على قسمين اما ان علم لها غارس اولم يعلم. ففي القسم الاول كانت للغارس وفي القسم الثاني الحكم في ذالك الى القاضي ان راى بيعها وصرف ثمنها الى عمارة المقبرة فله ذالك**۔ ترجمہ: وہ قبرستان جہاں بڑے بڑے درخت ہوں اس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) ان درختوں کی روئیدگی قبرستان بننے کے قبل ہوئی یا قبرستان بننے کے بعد۔ اگر قبل روئیدگی ہوئی اور کوئی اس کا مالک ہو تو وہ تمام درخت اپنی جڑوں اور شاخوں کے ساتھ مالک کی ملک ہوگا اور زمین کا مالک اپنی مرضی کے مطابق تصرف کرے گا۔

(۲) اگر زمین افتادہ ہو اور کوئی اس کا مالک نہ ہو تو درخت اپنی قدیم حالت پر رہے گا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اگر قبرستان بننے کے بعد درخت نکلے ہوں تو اس کی بھی دو صورتیں ہیں۔ اگر کسی شخص نے اس کو لگایا ہے تو درخت لگانے والے ہی کا ہوگا اور اگر لگانے والے کا علم نہ ہو تو قاضی کو اختیار ہوگا وہ اس کو فروخت کرنا چاہے یا اس کی قیمت مقبرے میں لگانا مناسب سمجھے تو کرسکتا ہے۔ جیسا کہ ''واقعات الحسابیہ'' میں ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں دُوسرے مقام پر ہے: **سئل نجم الدين رحمة الله عليه في مقبرة فيها اشجار هل يجوز صرفها الى عمارة المسجد قال نعم ان لم يكن وقفا على وجه اخر قيل له فان تداعت حيطان المقبرة الى الخراب يصرف اليها او الى المسجد قال الىٰ ماهي وقف عليه ان عرف وان لم يكن للمسجد متولي ولا للمقبرة فليس للعامة التصرف فيها بدون اذن**

القاضی کذافی الظهیرة یعنی "فتاویٰ عالمگیری" میں ہے کہ امام نجم الدین رحمۃ اللہ علیہ سے اس مقبرے یا قبرستان کے متعلق سوال کیا گیا جس میں بہت سے درخت ہوں کہ کیا اس کو مسجد کی عمارت میں صرف کرنا جائز ہے؟ توانہوں نے جواب دیا "ہاں! بشرطیکہ وہ کسی دوسرے کام کے لئے وقف نہ ہوں۔" نیز اُن سے یہ دریافت کیا گیا کہ اگر مقبرے کی دیوار منہدم ہونے کے قریب ہو تو اس میں قبرستان کے درختوں کو لگایا جاسکتا ہے یا مسجد کی تعمیر میں؟ تو جواب دیا کہ جس کے لئے وقف کیا گیا ہے اس کا علم ہو تو اسی میں اسے صرف کیا جائے۔ اگر مسجد یا مقبرہ کا کوئی متولی نہ ہو تو بغیر قاضی کے حکم کے عوام کو کسی میں صرف کرنے کا اختیار نہ ہوگا جیسا کہ "فتاویٰ ظہیریہ" میں ہے: ائمہ کرام وفقہائے عظام کی مذکورہ بالا تحقیقات وتصریحات سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہوگئی کہ اگر قبرستان میں کسی شخص نے درخت لگایا تو وہ اسی کی ملک سمجھا جائے گا اور اُسے اپنی مرضی کے مطابق تصرف کا اختیار ہوگا۔ اور اگر درخت خودرو ہوں یا لگانے والے کا علم نہ ہو تو بغیر حکم قاضی عوام کو تصرف کا اختیار نہ ہوگا۔ بلکہ قاضی کو اختیار ہے جو بہتر سمجھے اس میں صرف کرے۔ وھو تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہٗ اتم۔

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

استفتاء ۷۴۸

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وفضلائے شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

ایک قطعہ اراضی غیر مزروعہ عام میں مدت دراز سے عیدگاہ ہے اور عیدگاہ کے تقریباً نصف حصہ اراضی میں مسجد ہے جس میں آذان ونماز پنجوقتی اور نماز جمعہ ہوتی ہے۔

(۱) اب زید فریق اول اور ان کے حامیوں کا یہ کہنا ہے کہ عیدگاہ میں مسجد کا وجود غلط وناجائز ہے اور آذان وباجماعت پنجوقتی نماز وجمعہ ناجائز ونادرست ہے اس لئے مسجد کو منہدم ومسمار کر دینا چاہیے۔

(۲) عمرو فریق ثانی اور ان کے حامیان یہ کہتے ہیں کہ عیدگاہ میں مسجد کا وجود اور ان کے اندر آذان ونماز باجماعت پنجوقتی ونماز جمعہ جائز ودرست ہے۔ اب مذکورہ بالا صورت میں دونوں فریقوں میں کس کا قول شرعاً جائز ودرست ہے اور کس کا ناجائز وباطل مع دلائل وبراہین شرعی بیان فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: غلام احمد قادری، مقام جرید، ڈاکخانہ برلو، ضلع گریڈیہ
۲۹ رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ

۲۸۶/۹۲

الجواب

صورت مستفسرہ میں عمرو فریق ثانی کا قول شرعاً صحیح و درست ہے فریق اول کو اپنے قول عدم جواز پر شرعی دلائل پیش کرنا چاہیے بغیر دلیل کسی چیز کو ناجائز کہہ دینا انتہائی جسارت و سفاہت ہے خیر القرون میں نماز عید صحرا اور میدان ہی میں ہوتی تھی اس کے لئے موقوفہ زمین کی شرط نہیں۔ **وقد كان المصلى فى زمنه صلى الله عليه وسلم وزمن الخلفاء الراشدين من عادى الارض لغيره وقف ولابناء** ۔''ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے زمانے میں غیر مزروعہ زمین اور صحراء میں عیدگاہ ہوتی تھی۔'' غیر مزروعہ عام کسی کی ملک نہیں بلکہ وہ ملک خدا ہے: **عادى الارض لله ورسوله صلى الله عليه وسلم رواه البيهقى فى قبول الاركان** ۔''ترجمہ: غیر مزروعہ زمین اللہ اور رسول کی ملکیت میں ہے، جس کو بیہقی نے قبول ارکان کی بحث میں بیان کیا ہے۔'' امام تاج الشریعہ نے عیدگاہ کو مسجد ہی کے حکم میں قرار دیا ہے لیکن مفتی بہ قول یہ ہے کہ وہ بعض اعتبار سے مسجد کے حکم میں ہے من کل الوجوہ وہ مسجد نہیں اور نہ اسے عین مسجد قرار دیا جائے گا مگر اس قطعہ زمین کی عظمت تطہیر و تنظیف ضروری ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں اگر اس کے متصل مسجد ہو جس میں لوگ پنجگانہ نمازیں پڑھیں بلاشبہ اس کے جواز میں کوئی کلام نہیں **ومن ادعى بخلافه فعليه البيان** ۔''ترجمہ: جس نے اس کے خلاف دعویٰ کیا اس پر بیان ہے۔'' **وهو اعلم وعلمه جل مجده اتم** ۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۱۰ر شوال ۹۷ھ

استفتاء ۲۴۹

مسئلہ: مندرجہ ذیل مسئلہ میں مفتی شرع کا فیصلہ مطلوب ہے:

مسجد کی وقف شدہ زمین یا مسجد کی آمدنی سے جمع شدہ رقم سے حاصل کی گئی زمین (جو دو فصل یا ایک فصل دیتی ہے) کے اطراف میں زید نے اپنی زمین کا پلاٹ بنالیا ہے یا بنانا چاہتا ہے ایسی صورت میں مسجد کی زمین (جو زیادہ نہیں ہے) کو زید اپنی زمین بنانا چاہتا ہے اور اس کے بدلہ میں زید متولی مسجد اور محلہ والوں کے فیصلہ کے مطابق دوسری جگہ مسجد کی موجودہ زمین کے مقابلہ کی زمین برابر پیمائش کی یا دوسری زمین جو مقابلہ میں قدرے کمتر ہو سکتی ہے پیمائش میں زیادہ دیکر یا دوسری زمین خرید کر (متعلقین کے فیصلہ کے مطابق) مسجد میں ہی رہ کر مسجد کی اس موجودہ زمین کو اپنے پلاٹ میں لاسکتا ہے یا نہیں؟ جواب باصواب سے نوازیں۔

المستفتی: قیس افضل پور

۷۸/۲/۱۹ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــ وھو الموفق للحق والصواب ــــــــــ!
موقوفہ زمین میں واقف کے منشاء کے خلاف تصرف جائز نہیں اگر واقف نے وقف نامہ میں کوئی شرط نہیں لکھی یا یہ لکھا کہ مسجد کے فائدے کی صورت میں موقوفہ زمین میں متولی یا عام مسلمانوں کو تصرف کا حق حاصل ہوگا تو ایسی صورت میں اس موقوفہ آراضی کے عوض اس سے بہتر واچھی زمین کا تبادلہ کیا جاسکتا ہے تا کہ وقف میں نقصان واقع نہ ہو اور مسجد کا فائدہ ہو اور اس کی آمدنی سے جو فائدہ ہو اسے مسجد ہی کے کاموں میں صرف کیا جاسکے گا۔ وھو تعالیٰ اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۲۴/۱/۷۸ء

استفتاء ۷۵۰

مسئلہ: محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم!
ایک مسئلہ حاضر خدمت ہے امید کہ توجہ فرما کر جواب عنایت فرمائیں گے:
ایک قطعہ زمین جس کو ہندو راجہ نے قبرستان کے نام پر دے دیا۔ (وقف کردیا) اب قبرستان کے اس حصہ پر جہاں قبریں نہیں ہیں اگر کسی طرح کی کاشت انجمن کے مفاد کے لئے کی جائے تو شریعت اسلامیہ اس کی اجازت دیتی ہے یا نہیں؟ اور اس زمین سے منفعت حاصل کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: پیش امام جامع مسجد مقام پوسٹ: بیکار پور

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــ!
اگر زمین دینے والے (واقف) نے اس میں کوئی شرط نہیں لگائی ہے اور ضرورت سے زیادہ زمین افتادہ ہے تو متولی (انجمن کمیٹی) عام مسلمانوں کے مشورہ سے قبرستان کے مفاد کے پیش نظر اس قطعہ زمین جس میں کاشت نہیں ہے کاشت کر سکتے ہیں اور بوقت ضرورت اس کی آمدنی قبرستان ہی کے کاموں میں صرف کر سکتے ہیں اور ضرورت ہونے پر کاشت ختم کر کے تدفین میت کے کام میں لائیں۔ هذا ما ظهر عندي وهو اعلم بالصواب !" ترجمہ: یہ میرے نزدیک ظاہر ہوا اور اللہ ہی حق اور درستگی کو زیادہ جاننے والا ہے۔"

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۲۴/۱/۷۸ء

استفتاء ۷۵۱

مسئله: کیا فرماتے ہیں علمائے دین!
ایک زمین امام باڑہ کی ہے جو گذشتہ کئی برسوں سے یونہی پڑی ہوئی ہے یونہی پڑی رہنے کی وجہ سے اس کی بے حرمتی ہوتی رہتی ہے یعنی جانوروں کو لوگ باندھ دیتے ہیں۔ اس لئے ہم لوگ چاہتے ہیں کہ اس کی دیکھ بھال کے لئے جھونپڑی گرا کر ایک آدمی اس میں رکھا جائے جب آدمی ہر وقت اس میں موجود رہے گا تو دوسرے لوگ اس میں جانور نہیں باندھیں گے اور نہ ہی غلیظ وغیرہ کا اندیشہ ہوگا۔ جو کہ قبل سے خستہ حالت میں ہے لیکن دیوار وغیرہ سب موجود ہے۔ لہٰذا اس کو درست کر کے بچوں سمیت رہا جا سکتا ہے یا نہیں؟ کچھ لوگ تحریری طور پر اس کا جواب چاہتے ہیں۔
المستفتی: محمد مستقیم، محلہ گھر گھری ٹاؤن، ڈاکخانہ چاند پورہ، ضلع گیا
۸۶/۹۲ ھ

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ!
امام باڑہ کی شرعی کوئی نہ حیثیت ہے نہ عظمت اگر شریعت طاہرہ نے اسے باعظمت قرار دیا ہوتا تو ہر موسم و ہر زمانہ میں اس کی تطہیر و تنظیف مسلمانوں پر ضروری ہوتی۔ حالانکہ خود مسلمان اسے ہر زمانہ میں باعظمت خیال نہیں کرتے۔ لیکن چونکہ لوگوں نے اس مقام کو امام عالی مقام رضی المولیٰ عنہ سے منسوب کر دیا ہے تو اس نسبت کی بنا پر اس کی نگہداشت ضروری ہے۔
لہٰذا اگر وہاں بخیال حفاظت کوئی آدمی رہے تو شرعاً اس کی ممانعت بھی نہیں۔ اہل وعیال کے ساتھ رہنے میں اسے اس بات کا خیال رکھنا ہوگا کہ وہاں ایسا کوئی کام نہ کیا جائے جو اس کی عظمت کے خلاف ہو۔ **وھو تعالیٰ اعلم!**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کـــــــــــــــــــــــــــــــــتبـــــــــــــــــه
۱۱ر دسمبر ۱۹۸۰ء

استفتاء ۷۵۲

مسئله: علمائے دین اس معاملہ میں کیا فرماتے ہیں کہ:
بارہ قطعہ زمین فقیرانہ کلوٹ شاہ کے قبضہ میں تھی اور اسی کے نام خسرہ بھی تیار ہوا۔ ۱۹۰۲ء کے سروے کے مطابق جو کھتیان ہیں اس میں مالکان زمین میں مذکورہ نام درج ہے لیکن کیفیت کے کالم میں اس زمین کو تابع مسجد لکھا گیا ہے۔ ۱۹۰۹ء میں مطلوبہ مسجد منہدم ہو گئی لیکن زمین کلوٹ شاہ کے قبضہ میں رہی۔

۱۹۰۹ء میں ہی کلوٹ شاہ نے مذکورہ زمین کو بوجہ قحط سالی سید عبدالکریم کے ہاتھ فروخت کر دیا اس وقت کی ایک معتبر ہستی حاجی عبدالرحیم صاحب مرحوم جو معاملات کو اچھی طرح سمجھتے تھے اور دینی شعور کمال حد تک رکھتے تھے انہوں نے بھی مذکورہ بیع نامہ پر بطور گواہ اپنا دستخط ثبت کیا ہے فی الوقت وہ زمین سید حاجی عبدالکریم صاحب کی صاحبزادی کے قبضہ میں ہے جو انہیں اپنے والد سے بذریعہ عطائی نامہ ۱۹۷۶ء میں ملی تھی۔

اب سوال یہ درپیش ہے کہ مذکورہ زمین کا جائز حقدار کون ہے وہ لڑکی ہے یا پھر کون؟ گاؤں کی ایک دوسری مسجد مذکورہ مسجد سے کافی دور ہے۔ ۱۹۷۸ء کے نئے سروے میں تنازعہ اٹھ کھڑا ہوا ہے شریعت کے احکام کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں۔

المستفتی: اصغر حسین زاہدی

۸۶/۹۲ھ

الجواب

صورت مسئولہ میں سروے کے مطابق کھتیان میں جب کلوٹ شاہ کا نام درج ہے اور بحیثیت مالک وہ ہمیشہ اس میں تصرف کرتا رہا اور اس کے قابض و دخیل رہنے پر کسی نے اعتراض نہ کیا اور بوقت بیع۔ بیع نامہ پر حاجی عبدالرحیم کی تصدیق و توثیق اس بات کی واضح دلیل ہے کہ کاشت مذکورہ کلوٹ شاہ ہی کی تھی کیفیت کے خانہ میں تابع مسجد لکھنے سے وہ زمین وقف علی المسجد نہ ہوگی وقف قرار دینے کے لئے شرعاً اس کا ثبوت ضروری ہے۔ لہٰذا وقف ثابت نہ ہونے پر مذکورہ زمین اسی شخص کی ہوگی۔ جو اس پر قابض و دخیل و متصرف رہا اور اس کی بیع جائز و صحیح متصور ہوگی۔ اور پھر حاجی عبدالکریم کا اس زمین کو اپنی صاحبزادی کے نام کرنا جائز و درست ہوا بستی کی دوسری مسجد کو اس زمین سے شرعاً کوئی تعلق نہیں اور نہ منتظمین مسجد کو مذکورہ زمین پر کوئی دعویٰ حق اولاً تو اس لئے کہ اس زمین کا مسجد اول کے لئے وقف ہونا ہی ثابت نہیں۔ اور اگر وقف ثابت ہو بھی جاتا تو شرعاً ایک مسجد کی چیز دوسری مسجد میں صرف کرنا جائز نہیں۔ ردالمحتار میں ہے: **ولایجوز نقله و نقل ماله الی مسجد اخر.** ''ترجمہ: مسجد اور اس کے مال کو دوسری مسجد میں منتقل کرنا جائز نہیں۔'' لہٰذا مذکورہ زمین پر دوسری مسجد کا کوئی حق نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۲۶/۸/۷۸ء

كتابُ البيوع

☆ بابُ العامّة 388

استفتاء ۷۵۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

سُود بھرنا زمین لینا اور دینا حرام ہے ناجائز ہے یا صرف لینا یا صرف دینا۔ آج کل سود بھرنا زمین اکثر لوگ لیتے ہیں اور اس زمین سے کل فائدے حاصل کرتے ہیں جس کی زمین ہے وہ کچھ نہیں پاتا۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں نے روپیہ لیا اور کچھ مدت کے لئے زمین حوالہ کیا اور جس کے حوالہ کیا وہ اس سے فائدے اُٹھائیں۔

المستفتی: منظور احمد، کباڑی مارکیٹ، اکزیبیشن روڈ، پٹنہ۔ا

۱۶/۱۲/۷۲ء

۹۲/۷۸۶

الجواب

شئ مرہونہ سے راہن و مرتہن کوئی بھی فائدہ حاصل نہیں کرسکتا یعنی مکان یا زمین اگر کچھ روپیہ لیکر رہن رکھا تو رہن لینے والا اور دینے والا کوئی بھی اس مکان سے نفع نہیں اُٹھا سکتا جیسے زمین کی پیداوار یا مکان میں رہنا یا کرایہ پر دینا یا کسی کو عاریۃً دینا دونوں کے لئے ناجائز ہے۔ اگر رہن رکھنے والے نے اجازت دے دی ہے تو یہ اجازت اگر رہن میں شرط کے طور پر ہے جیسا کہ موجود زمانے میں لوگ کرتے ہیں تو یہ بالکل ناجائز و سود ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ رہن رکھتے وقت شرط نہیں کی۔ لیکن بعد میں رکھنے والے نے فائدہ اٹھانے کی اجازت دے دی یہ صورت جائز ہے لیکن آج کل عام طور سے لوگ اسی مقصد کے پیش نظر رہن رکھتے یا لیتے ہیں۔ یہ رواج ایسا عام ہوگیا ہے جو تقریباً مشروط کی حد میں داخل ہے اس لئے بہتر ہے کہ اس سے بھی پرہیز کیا جائے۔ وھو اعلم و علمہٗ جل مجدہٗ اتم۔

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ۶

۲۸/۱۱/۷۲ء

استفتاء ۷۵۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین ان مسئلہ میں کہ:

ہمارے یہاں مسلمانوں ہی کی ایک انجمن ہے جس کا نام ''چھوٹی بچت یوجنا'' جسے مندرجہ مقاصد کے بنا پر قائم کیا گیا ہے۔ سب سے پہلے تو یہ کہ پیسوں کی بچت ہو یعنی آہستہ آہستہ جمع ہوں۔ ہر ماہ پر کوئی پندرہ یا بیس روپئے جمع کراتا ہے۔ الحاصل پچیس سے زائد اس کمیٹی کے ممبران ہیں ان کی اس بچت کے تقریباً

پچیس ہزار روپے جمع ہو گئے ہیں۔ اب یہ کمیٹی والے اپنے ان جمع شدہ پیسوں کو مسلمان تاجر یا ضرورت مندوں کو اس شرط پر دیتے ہیں کہ "تم ایک ہزار روپے لے جاؤ جس میں تمہیں پچاس روپئے دینے ہوں گے۔" مطلب یہ ہے کہ ۹۵۰ رنو سو پچاس دیکر ایک ہزار روپے وصول کریں گے۔ یا ہزار روپئے کا بینک چیک دے کر پچاس روپئے پہلے ہی وصول کرلیں گے یعنی ایک ہزار روپئے پر پچاس روپئے منافع وصول کریں گے۔ اب منافع وصول کرنے کی یہ صورت ہے کہ کبھی پہلے ہی منافع وصول کر لیتے ہیں کبھی بعد میں، اب کمیٹی والے یہ کہتے ہیں کہ ہم اوپر کے (حساب کے) مطابق جو زائد پیسے لیتے ہیں اس سے ہم مسلمان طلبا کی ضرورتوں میں خرچ کریں گے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اس طریقے سے مسلم تاجروں سے پیسے زیادہ لینا درست ہے یا نہیں؟ کیا یہ زائد لئے ہوئے پیسے مسلم طلباء کی ضرورتوں میں خرچ کر سکتے ہیں؟ کیا مندرجہ بالا صورت میں زائد پیسے لینا منافع ہے یا سود؟ سود ہے تو کیا وجہ؟ اگر سود نہیں ہے تو کیا وجہ؟ کمیٹی والوں کا یہ بیان ہے کہ ہم نے اپنی اصل رقوم سے جو زائد پیسے لئے ہیں ان پیسوں سے ہم ایک حبہ بھی استعمال میں نہیں لاتے۔ ہاں! لیکن ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ ہمارے پیسے جمع ہوں اور ہمارے جمع شدہ پیسے سے (کوئی) مندرجہ بالا صورت کا کاروبار کرے تو جو بھی منافع ہوگا وہ مندرجہ بالا طلباء کی ضرورت میں صرف کریں گے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس صورت میں ان کا یہ کاروبار کس حد تک درست ہے۔ اگر یہ سودی کاروبار ہے تو اس کاروبار کے کرنے والوں کے بارے میں شریعت مطہرہ کا اور شارع علیہ السلام کا کیا فرمان ہے؟ بعض پڑھے لکھے حضرات اس کمیٹی کی زوردار حمایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کمیٹی کی اسکیم اور اس کے مقاصد بڑے بہترین وعمدہ ہیں تو پورے شہر والوں کو اس کمیٹی میں شریک ہونا چاہیے اور ساتھ دینا چاہیے کیونکہ اس میں ایک تو یہ کہ ضرورت مندوں کو قرض پیسے مل جاتے ہیں اور دوسرے یہ کہ منافع سے مسلم طلباء کی امداد بھی ہوتی ہے تو یہ بڑا ہی عمدہ طریقہ اور کار خیر ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان صاحبان کی حمایتی تقریر انجمن کے کاروبار کے حق میں کس حد تک درست ہے؟ کیا ان کا کہنا بجا ہے کہ اس کمیٹی میں شریک ہو کر پورے گاؤں کے مسلم حضرات کو اس کا ساتھ دینا چاہیے کہ یہ تو بڑا کار خیر ہے۔ اگر ان کا یہ کہنا درست ہے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ ان صاحبان کے بارے میں شریعت مطہرہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا فرمان ہے۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ مسلمان جب بنئے بقال اور بینکوں سے سودی پیسے لاتا ہے اور وہاں پیسوں کا سود بھی بھرتا ہے تو یہاں کون سا گناہ ہے۔ کیا یہ کہنا درست ہے؟ بینوا توجروا!

المستفتی: مولوی پیرزادہ قمر الدین میاں کارنٹوی رفاقتی، ٹھکانہ تلاو دروازہ، بالاسنور، ضلع کھیڑا، گجرات

۸۶/۹۲ ے

الجواب ـــــــــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق و الصواب ـــــــــــ !

صورت مسئولہ میں منافع کی جو تفصیلات بیان کی گئی ہے وہ شرعاً ناجائز ہیں۔ اصل رقم مثلاً ۹۵۰ ر روپے پر پچاس روپے زیادہ لینا یعنی ۹۵۰ دیکر ایک ہزار وصول کرنا اور یہ وصولیابی روپے دیتے وقت ہو یا اس کے بعد، بہر حال اصل رقم کے علاوہ یہ پچاس روپے زیادہ کس چیز کے معاوضہ پر لئے جاتے ہیں۔ لہٰذا انجمن جس طرح مسلم تاجروں سے زیادہ وصول کرتی ہے وہ سود ہی کی ایک شکل ہے۔ چاہے مسلم تاجروں کو اس سے غیر معمولی فائدے پہونچیں یا یہ فاضل منافع کی رقم کیسے ہی کار خیر میں لگائی جائے جائز نہیں۔ انجمن کو ایسے لین دین سے پرہیز واجتناب ضروری ہے۔ ہاں! اگر انجمن اس جمع شدہ رقم سے عامۃ المسلمین کو فائدہ پہونچانا چاہتی ہے تو جائز طور پر اس کی دوسری بھی (صورت) ہوسکتی ہے جس میں شرعی طور پر کوئی قباحت نہ ہوگی۔ مثلاً ایک ہزار کی رقم کسی تاجر کو دے دے اور یہ کہے کہ اس سے تجارت کرو اور اس تجارت سے جو نفع ہوگا اس کا نصف انجمن کو دیں اور نصف آپ رکھیں یا دو حصے آپ لیں اور ایک حصہ انجمن کو دیں اور اگر تجارت میں نقصان وخسارہ ہوگا تو خسارے میں بھی انجمن برابر کی شریک ہوگی۔ روپیہ انجمن کا ہوگا اور محنت وکوشش آپ کی ہوگی۔ جو لوگ مذکورہ فی السوال طریقہ سے کاروبار کرنے کی حمایت کرتے ہیں۔ مسائل دینیہ سے ناواقف ہیں۔ بغیر علم کے غیر شرعی امور کی حمایت کرنا گناہ ہے۔ جب مسلمان، بنیئے بقال یا بینک سے سود پر پیسے لیتا ہے یقیناً وہ ناجائز وگناہ کرتا ہے۔ ایسے ہی جب کسی مسلمان سے روپیہ سود پر لے گا تو ناجائز ہوگا اور شریعت کے خلاف اس قسم کے لین دین کرنے پر گنہگار ہوگا۔ و اللّٰہ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۱۷ ر اگست ۷۰ء

استفتاء ۷۵۵ ے

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ:

تازہ کھجور کو غیر مسلموں کے ہاتھ تاڑی پکانے کے لئے قیمت پر دینا کیسا ہے اگر نہیں دیتے ہیں تو سرکار کی جانب سے ہم لوگوں پر جبر کیا جاتا ہے اور اگر ہم تاڑیا کھجور کے رس کو فروخت کر کے اسی رقم سے مالگزاری ادا کریں تو کیا حرج ہے۔

المستفتی: سید محمد فضل اللہ مدرسہ حیدریہ ضیاء العلوم، منگلا پور، کلیان پور، چمپارن

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــ !

تاڑ کھجور غیر مسلموں کے ہاتھ فروخت کرنا اور اس رقم سے مالگزاری ادا کرنا جائز و درست ہے، شریعت نے ناجائز خرید و فروخت کو ناجائز ہی قرار دیا ہے اکثر ایسی چیزیں ہیں جن کو مسلمانوں کے ہاتھ بیچنا ناجائز ہے۔ مگر غیر مسلموں کے ہاتھ اسے فروخت کرنا جائز ہے جیسے مردار جانور وغیرہ یہاں کے کافر حربی ہیں اس قسم کے معاملات ان سے جائز ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ
۲۲/۱۱/۷۸ء

استفتاء ۷۵۶

مسئلہ: مکرمی و معظمی جناب مولانا صاحب عرض خدمت یہ ہے کہ ایک حضرت مقام بیوبیہ کے رہنے والے ہیں وہ حافظ ہیں اور امامت کرتے ہیں اپنا کاروبار بھی ہے ابھی ایک زمین خریدنے کیلئے زیور بندھک رکھ کر ایک بنگالی سے سات سو روپے لئے ہیں ان کی اس حرکت کو سب لوگ جانتے ہیں بستی والوں نے اعتراض کیا کہ مسلمان کو سود پر روپیہ لینا اور دینا دونوں حرام ہے اور جب پیش امام خود اس طرح کا ارتکاب کرے تو مسلمانوں کو اس کی اقتدا میں نماز پڑھنا جائز نہیں اس اعتراض کے جواب میں پیش امام نے ایک بنگلہ کتاب دکھا کر یہ کہا کہ ہمارے یہاں بنگلہ کتاب میں یہ تحریر ہے کہ پانچ آدمیوں سے بیاج پر روپیہ لینا جائز ہے۔ ا۔ بیوی، ۲۔ غلام، ۳۔ بنگالی، ۴۔ کابلی، ۵۔ ذمی کافر۔ گزارش کہ اس سلسلہ میں شریعت کیا کہتی ہے اور مسلمان اس پیش امام کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ مہربانی فرما کر جواب جلد بھیج دیں گے۔

المستفتی: شمس الدین، سعید الرحمان باندھواں پورنیہ

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــ !

امام صاحب نے سود کے جائز ہونے کے سلسلہ میں جو کتاب دکھائی ہے وہ ان کا فریب اور دھوکہ ہے شریعت طاہرہ میں ہر ملک کے رہنے والوں کے لئے الگ الگ قانون نہیں بنایا ہے امام موصوف نے غلط مسئلہ بیان کیا اگر کسی کتاب میں ایسا لکھا ہے تو وہ کسی جاہل بدمذہب کی تحریر کردہ کتاب ہوگی قرآن کریم میں واضح طور پر ارشاد فرمایا: اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ''اللہ نے حلال کیا بیع اور حرام کیا سود'' (کنز الایمان) یعنی خدائے عزوجل نے خرید و فروخت کو جائز اور حلال کیا اور سود کو حرام۔ لہٰذا سود بنگالی

سے لیا جائے یا افغانی سے یا اور کسی سے بہر صورت وہ قطعی حرام ہے۔امام مذکورہ فاسق ہے اس کی اقتدا میں نماز مکروہ تحریمی ہوگی اور اگر پڑھ لیا تو اعادہ (لوٹانا) ضروری ہے۔

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، دارالافتاء ادارہ شرعیہ بہار، پٹنہ

۱۲/۹/۷۷ء

كتابُ الهبة

استفتاء ۷۵۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین، اس مسئلہ میں کہ:
ایک باپ کے چار لڑکے ہیں۔ چاروں لڑکے ایک جگہ رہتے ہیں ان چاروں میں سے ہر شخص کو اولاد ہے ایک بھائی کے چار لڑکے ہیں۔ جب یہ چاروں بڑے ہوئے تو باپ اور چچا سے الگ ہوکر کمانے کھانے لگے اور اپنے باپ کے ساتھ طرح طرح کی گستاخیاں کرنے لگے کہ آپ اپنے بھائیوں سے حصہ لے کر الگ ہو جایئے اور ہم لوگوں کے ساتھ رہیے۔ جب کہ یہ اپنے بھائی بھتیجوں کے ساتھ رہتے آئے ہیں، بھائی بھتیجے کی دیکھ بھال کرتے اور جو خدمت ہوکرتے ہیں، کھانا کپڑا ہر طرح کی خدمت یہی لوگ کرتے ہیں جب کہ اُن کے لڑکے ان کی کچھ مدد نہیں کرتے۔ کھانا کپڑا کچھ بھی نہیں بلکہ گالی گلوج اور اُن کے ساتھ بُری بُری حرکتیں کرتے چلے آئے ہیں اور زبان سے بھی ہر طرح کی گستاخیاں کرتے ہیں کہ ''تمہاری دولت و جائیداد پر پیشاب کردیں گے'' اور یہ بھی بکتے ہیں کہ ''تمہارے منہ میں پیشاب کردیں گے۔'' وہ اپنے والد کے والد اور اپنے والد کی والدہ کو بھی گالیاں دیتے ہیں۔ وہ سب آج دس سال سے یہ سب کچھ کرتے آرہے ہیں۔ باپ نے تنگ آکر اپنی موروثی جائیداد جو کچھ تھی اُسے اپنے بھتیجوں کو بخش دیا۔ شرعاً ان کا یہ فعل جائز ہوا یا ناجائز؟ بینوا توجروا!

المستفتی: مقیم علی، مقام نرکٹیا، ڈاکخانہ سمریا، سیوان، سارن

۹۲/۷۸۶

الجواب ــــــــــــــــــــــــــ!

اپنی گستاخ و نابکار اور بدشعار اولاد کی ناز یبا حرکتوں اور زبان درازیوں کے پیش نظر والد کو حق ہے کہ وہ اُنہیں وراثت سے محروم کرکے جسے چاہیں، عطا کریں۔ والد کا یہ فعل لڑکے کی گستاخیوں کی بنا پر شرعاً جائز و درست ہے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۹/۱/۷۳ء

كتابُ الأضحية

استفتاء ۷۵۸

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
چرم قربانی کی قیمت قبرستان میں لگائی جاسکتی ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں صحیح جواب سے مطلع فرمائیں نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد حسین احمد رضوی، امام مسجد، بہشتی محلہ، داناپور کینٹ، پٹنہ
۷/۱/۸۳ء

۹۲/۸۶۷ء

الجواب!

چرم قربانی کو صدقہ کرنا صدقۂ مندوبہ مستحبہ ہے، صدقۂ واجبہ نہیں اس لئے کہ قربانی کا مقصد اراقۂ دم ہے جو قربانی کرنے سے حاصل ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ کو قربانی سے صرف اراقۂ دم مقصود ہے گوشت پوست وغیرہ نہیں۔ قرآن حکیم میں ہے: لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَادِمَاءُ ھَاوَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ۔ ''ہرگز اللہ تعالیٰ کے پاس نہ قربانی کا گوشت پہنچے گا نہ اس کا خون لیکن تمہاری پرہیزگاری پہنچے گی۔'' لہٰذا متولیانِ مسجد یا قبرستان یا مہتمم مدرسہ کو مسجد بنانے کے لئے یا مرمت اور لوٹے، چٹائی، تیل، روشنی وغیرہ کے لئے یا قبرستان کی حفاظت کے لئے مدرسہ میں طلباء وغیرہ کے اخراجات کے لئے چرم قربانی دینا جائز ہے۔ اس لئے کہ قربانی کرنے سے قُربت حاصل ہوچکی اور بعد اقامۂ قربت انتفاع مطلقاً جائز ہے؟ دینی انتفاع ہو یا دنیوی جیسے فقراء مساکین پر تصدق کرنا، تعمیر مسجد اور اس کے انتظام واخراجات کے لئے میت کی تجہیز وتکفین کے لئے دینا، یا دنیوی ہو جیسے پوست قربانی سے ڈول، مشک، مسند، جانماز، موزہ، کتابوں کی جلدیں بنوانا سب کچھ جائز ہے۔ درّ مختار میں ہے: ویتصدق بجلدھااویعمل منہ نحوغربال وقربۃ وسفرۃ ودلو۔ غررالاحکام میں ہے: اویجعلہٗ آلۃ کجراب موخف وفرو۔ فتاویٰ بزازیہ میں ہے: ویجوزالانتفاع بجلدھابان یتخذھافراشااوفروااوجرابااوغیرذالک۔ اشیائے غیر مستہلکہ (باقی رہنے والی چیز) سے بعینہٖ پوست قربانی کو بدلنا جائز ہے اور یہ جائز نہیں کہ چرم قربانی کو فروخت کرکے اس سے کوئی چیز خرید کر کے تصرف کرے بلکہ فروخت کرنے کے بعد اس کی قیمت کو صدقہ کرنا ضروری ہے۔ ردّ المحتار میں ہے: قولہ ماینتفع بہ بعینہ ظاھرہٗ انہ لایجوزبیعہٗ بدراھم ثم یشتری بھاماذکرہٗ۔ ہدایہ میں ہے: ولو باع الجلداو اللحم بالدراھم اوبمالاینتفع بہ الا بعداستھلاکہ تصدق بثمنہ لان القربۃ انتقلت الی بدلہ۔ مذکورہ بالا تشریحات سے یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ بعد ذبح قربانی کا گوشت وپوست، صدقۂ واجبہ نہیں بلکہ صدقۂ مندوبہ مستحبہ ہے۔ ردّ المحتار میں ہے: والتصدق بعدالذبح مستحب ولیس بواجب۔ قبرستان میں صرف کرنے کے لئے قبرستان کے متولی کو کھال دے دی جائے۔ پھر وہ اس کھال کو

اپنے طور پر قبرستان کے تحفظ کے لئے صرف کریں۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ
۴/۱/۷۳ء

استفتاء ۷۵۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
ہمیں ایک گائے قربانی دینی ہے جس میں ہم دو آدمی حصہ دار ہو رہے ہیں تو نابالغ بچوں کا نام اس میں شامل ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اوران نابالغ بچوں کے نام سے قربانی دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور نابالغ بچوں پر قربانی واجب ہے یا نہیں۔ بقرعید سے پہلے جواب دیں۔

المستفتی: محمد فاروق خاں، ۸۸/ایسٹ روڈ، پوسٹ پارک اسٹریٹ، کلکتہ ۱۶
۷۸۶/۹۲

الجواب

نابالغ بچوں پر قربانی واجب نہیں اس لئے کہ وہ مکلف نہیں ہیں ہاں! بچوں کی طرف سے اُن کے والدین قربانی کرنا چاہیں تو بلاشبہہ قربانی کرسکتے ہیں اور گائے کی قربانی میں مردوں کے نام کے ساتھ، بچوں کا نام بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔ شرعاً ایسا کرنا جائز و درست ہے۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ
۸/۱/۷۳ء

استفتاء ۷۶۰

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
عوام یہ چاہتے ہیں کہ پوری بستی میں جتنے جانور قربانی ہوتے ہیں خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے، سب چمڑے فروخت کرکے اس روپئے سے قبرستان کی چہاردیواری بنادیں۔ عوام کا یہ خیال ازروئے شرع جائز ہے یا نہیں اگر جائز نہیں ہے تو اس کام میں خرچ کرنے کیلئے کوئی صورت ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

المستفتی: محمد محی الدین آسی، مدرسہ سری پور۳، ڈاکخانہ: سری پور، وایا کالی پہاڑی، ضلع بردوان
۲۸/۱/۷۳ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــــــــ وهو الموفق للصواب ـــــــــــــــــ !

قربانی سے اصل مقصد اراقۂ دم ہے۔ خدائے عز وجل فرماتا ہے: لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاءُ هَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ۔ "ہرگز خدا کی بارگاہ میں نہ قربانی کا گوشت پہنچے گا نہ اس کا خون ہاں البتہ تمہاری پرہیزگاری پہنچے گی۔" لہٰذا بعد ذبح قربانی کی کھال متولیانِ مسجد و ناظم مدرسہ کو دینا جائز ہے۔ اسے قبرستان کے ناظم و متولی کو بھی دے سکتے ہیں جس سے مقابرِ مسلمین کا تحفظ ہوسکے۔ اس لئے کہ یہ صدقۂ واجبہ مثل زکوٰۃ کے نہیں بلکہ یہ صدقۂ مندوبہ مستحبہ ہے اسی لئے اس کھال سے بعینہٖ کوئی باقی رہنے والی چیز بدلنا جائز ہے یا اس سے ڈول، مشک، چلنی، مسند، توشہ دان، جانماز، ترازو، دسترخوان وغیرہ بنانا جائز ہے۔ مگر یہ جائز نہیں کہ پوست قربانی کو فروخت کرکے اس سے مذکورہ بالا چیزیں خریدے بلکہ فروخت کردینے کے بعد اس کی قیمت کا صدقہ کرنا ضروری ہے۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ پوست قربانی قبرستان و مسجد کے متولیوں کو دے دے کہ وہ اپنے طور پر مسجد و قبرستان اور مدرسہ وغیرہ میں صرف کریں۔ اشباہ والنظائر میں ہے: والحيلة في التكفين بها التصدق على فقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما وكذا في تعمير المسجد هذا هو للتحقيق فهو بالقبول الحقيق والله ولي التوفيق۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

استفتاء ۱۶۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

شہر سے قربانی کی کھال اکٹھی کرکے اس کی رقم سے مسجد، مسافر خانہ، کنواں اور پُل بنوانا از روئے شرع شریف کے جائز ہے یا نہیں؟ جواب کتابوں کے حوالہ سے مطلوب ہے۔ بينوا بالكتاب وتوجروا يوم الحساب۔

المستفتی: منصور عالم، مدرس مدرسہ گلشن بغداد، منڈی کلاں، ہزاری باغ

۵/فروری ۱۹۷۳ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــــــــ اللّٰهم هداية الحق والصواب ـــــــــــــــــ !

صورت مستفسرہ میں قربانی کی کھال متولیانِ مسجد کو مسجد کی تعمیر، قلعی، چٹائی، روشنی وغیرہ مصارف میں خرچ کرنے کے لئے دینا جائز ہے۔ اسی طرح میت کے ورثاء کو تکفین و تدفین میت کے لئے بھی دینا جائز ہے۔ ناظم مدرسہ کو اخراجات مدارس و طلبا کے لئے بھی دینا جائز و روا ہے۔ اس لئے کہ قربانی سے اصل مقصد اراقۂ دم ہے گوشت و پوست مقصود نہیں۔ قرآن حکیم میں ہے: لَنْ يَّنَالَ

اللّٰہَ لُحُوْمُھَاوَلَادِمَاءُ ھَا وَلٰکِن یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ۔ ''خدا کی بارگاہ میں ہرگز نہ قربانی کا گوشت پہنچے گا نہ اس کا خون البتہ تمہاری پرہیزگاری پہنچے گی۔'' یہی وجہ ہے کہ قربانی کے جانور کو اگر تصدق کردیا تو قربانی ادا نہ ہوئی بلکہ دُوسرا جانور قربانی کرنا واجب ہوگا۔ ردّالمحتار میں ہے: فان تصدقھابعینھا فی ایام فعلیہ مثلھا مکانھا لان الواجب علیہ الاراقہ. ''قربانی کے ایام میں اگر قربانی کے جانوروں کو صدقہ کردے تو اس کی جگہ دوسرے جانور کی قربانی واجب ہوگی اس لئے کہ اس پر دم (خون بہانا) واجب ہے۔'' جوہرہ نیرہ میں ہے: والدلیل علی انھا الاراقۃ لو تصدق بعین الحیوان لم یجز. ''اس کی دلیل یہ ہے کہ قربانی کا مقصد اس کا خون بہانا ہے لہٰذا اگر بعینہٖ قربانی کے جانور کو راہِ خدا میں دیدیا تو قربانی کرنے والا وجوبِ قربانی سے بری الذمہ نہیں ہوگا۔'' جب اراقۃ دَم۔(ذبح) ہو چکا جو مقصود تھا تو بعد اقامت قربت انتفاع جائز ہے۔ جس طرح اور جس وجہ سے ہو خواہ دینی ہو جیسے فقراو مساکین پر تصدق کرنا، تعمیر مسجد میں دینا، مسجد کے لئے چٹائی، ڈول، روشنی کا سامان کرنا، فنائے مسجد میں حمام، غسل خانہ وغیرہ بنوانا، یا دنیوی ہو جیسے کھال سے ڈول، مشک، چلنی، پوستیں، توشہ دان، جانماز، موزہ، کتابوں کی جلدیں بنوانا جائز ہے۔ یعنی بعینہٖ کھال سے کوئی باقی رہنے والی چیز بنائے یا اس سے کوئی غیر مستہلک چیز بدل لے جس سے بعینہٖ نفع حاصل کرسکتا ہے۔ ولو باع الجلداو اللحم بالدراھم اوبمالاینتفع بہ الابعداستھلاکہٖ تصدق بثمنہٖ لان القربۃ انتقلت الی بدلہٖ یعنی اگر قربانی کے گوشت پوست کو روپیہ پیسہ یا ایسی چیز سے بیچ کیا جس سے بعد استہلاک نفع حاصل ہوسکتا ہے تو اس کو صدقہ کرنا واجب ہے کہ قربت اس کے بدل کی طرف منتقل ہوگئی۔ ہاں! صدقہ کرنے کی نیت سے کھال کو روپے پیسے سے فروخت کرسکتے ہیں۔ پوست قربانی کو صدقہ کرنا، صدقۂ مندوبہ مستحبہ ہے، صدقۂ واجبہ نہیں۔ اگر واجبہ ہوتا تو اس کو اپنے مصرف میں بعینہٖ لانا جائز نہ ہوتا۔ بدائع میں ہے: ولو حبس الکل لنفسہٖ جازلان القربۃ فی الاراقۃ والتصدق باللّحم تطوع۔ ''اور اگر کل گوشت کو اپنے لئے رکھ لیا تو جائز ہے اس لئے کہ قربت دم میں اور گوشت کا تصدق مستحب ہے۔'' لہٰذا جب صدقۂ مندوبہ مستحبہ ہے تو چاہے جس کارِ خیر میں صَرف کرے جائز ہے خواہ مساجد، مدارس، خانقاہ، پُل، سرائے، کنواں وغیرہ میں صَرف کرے، کوئی قید نہیں۔ پوست قربانی کا حکم زکوٰۃ جیسا نہیں، ان دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ اس تحقیق واضح کے بعد بھی کسی کو اگر شک وشبہہ باقی رہ جائے تو اس کے لئے یہ حیلہ کافی ہے کہ وہ پوستِ قربانی کو اُن امورِ خیر کے منتظمین کے حوالہ کردے کہ وہ اُسے اپنے طور پر کارِ خیر میں صَرف کریں۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۱۴/۲/۷۳ء

استفتاء ۶۲۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین درج ذیل مسائل میں کہ:

(۱) قربانی کے موقع پر ایک اشتہار شائع ہوا ہے جس میں قربانی سے متعلق مسائل تھے۔ اس میں تنبیہ کر کے ایک مسئلہ لکھا تھا کہ بعض لوگوں پر قربانی واجب ہوتی ہے اور وہ دوسروں کے نام سے کرتے ہیں۔ اس سے واجب ادا نہیں ہوتا ہے اور وہ خود گنہگار رہ جاتے ہیں۔ اب حضور سے التماس ہے کہ مندرجہ بالا مسئلہ صحیح ہے یا غلط؟ جواب مع حوالہ تحریر فرمائیں۔

(۲) مندرجہ بالا مسئلہ میں زید کا کہنا ہے کہ اگر دوسرے کے نام سے قربانی کردیں گے واجب ادا ہو جائے گا۔ زید کا کہنا درست ہے یا غلط؟ اگر غلط ہے تو زید کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

(۳) اقامت کے وقت اقامت بیٹھ کر سننا چاہیے یا کھڑے ہو کر۔ جواب مع حوالہ عطا فرمائیں۔ فقط والسلام

المستفتی: سعید احمد حبیبی، معرفت حافظ محمد فاروق، موضع میوڑہ پور، پوسٹ گوپی گنج، ضلع بنارس

مورخہ ۲۱/فروری ۱۹۷۳ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــــ وھو الموفق للحق والصواب ــــــــــ

(۱) اشتہار میں قربانی کے متعلق جو مسئلہ لکھا ہے وہ صحیح ہے۔ قربانی مالک نصاب پر واجب ہے۔ غریب و نادار پر نہیں۔ نابالغ پر قربانی واجب ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور ظاہر الروایۃ میں یہ ہے کہ خود نہ نابالغ پر واجب ہے۔ اور نہ اس کی طرف سے اس کے باپ پر واجب ہے، فتویٰ بھی اسی پر ہے۔ صاحب نصاب باپ نے اگر اپنے لڑکے یا کسی اور دوسرے آدمی کے نام سے قربانی کی تو یہ قربانی تطوع (نفل) ہوگئی اور قربانی کرنے والے مالدار کے ذمہ قربانی باقی رہ گئی اور اس سے واجب ادا نہ ہوا۔ واجب تو اپنی طرف سے کرنا تھا نہ کہ اور کسی کے نام سے۔ اپنے نام سے قربانی کر لینے کے بعد پھر دوسری قربانی دوسرے کے نام سے کرسکتا ہے۔

(۲) زید مسائل شرعیہ سے واقف نہیں ہے اس لئے اس کو بغیر علم کے فتویٰ نہیں دینا چاہیے۔ ایسا کہنے سے زید گنہگار رہا۔

(۳) اقامت کے وقت بیٹھے رہنا چاہیے۔ کھڑا رہنا مکروہ ہے۔ جب مکبر حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح کہے تو کھڑا ہونا چاہیے۔ مسلم شریف کی حدیث جس کے راوی حضرت ابو سلمہ اور عبداللہ بن ابی قتادہ ہیں، فرماتے ہیں: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقیمت الصلوٰۃ فلاتقوموا حتی ترونی۔ ''جان رحمت ﷺ نے فرمایا جب نماز کی

اقامت کہی جائے تو جب تک مجھے دیکھ نہ لو مت کھڑے ہو۔'' وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۱۴/۲/۷۳ء

استفتاء ۷۶۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
قربانی کے جانور کا دانت پیدائشی ہونا ضروری ہے یا سال بھر میں جو نیا دانت نکلتا ہے اُس کا ہونا ضروری ہے تفصیل کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں گے۔ بینوا توجروا۔

المستفتی: احقر عبدالعزیز قادری
۱۷ار دسمبر ۷۳ء

۹۲/۸۶ ۷

الجواب
قربانی کے جانور کو دانت والا ہونا چاہیے۔ اگر پیدائشی دانت نہ ہوں تو قربانی جائز نہ ہوگی۔ یا پیدائشی دانت تھے مگر اُسے توڑ دیا گیا جب بھی قربانی درست نہ ہوگی۔ مطلب یہ ہوا کہ قربانی کے جانور کو دانت والا ہونا چاہیے۔ خواہ وہ پیدائشی دانت ہوں یا بعد میں نکلے ہوئے دانت ہوں۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۲۱/۱۲/۷۳ء

استفتاء ۷۶۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ:

(۱) زید گاؤں کا مولوی ہے اور بکر گاؤں کا رہنے والا جاہل شخص ہے۔ عیدالاضحیٰ کے موقع پر بکر نے قربانی کے لئے خصّی خریدا۔ عیدالاضحیٰ کے روز بکر نے مولوی صاحب سے کہا کہ ''چل کر قربانی کر دیجئے۔'' چنانچہ مولوی صاحب نے آکر خصّی کو قبلہ رُخ لٹا کر بکر کے ہاتھ میں چھری دی اور خود نیت انی وجھت پڑھا اور بسم اللہ اللہ اکبر کے وقت بکر کو کہا کہ ''چھری چلاؤ۔'' بکر نے صرف اللہ اکبر کہہ کر چھری چلا دیا۔

بعد ذبح کے مولوی صاحب نے دُعا پڑھی۔ بتائیں کہ قربانی درست ہوئی یا نہیں؟

(۲) اگر کوئی شخص قربانی کرکے اُس کا سر ذبح کے معاوضہ میں لیتا ہے تو کیا ذبح کے بدلے معاوضہ دینا درست ہے؟

(۳) بعد قربانی اگر دُعا نہ پڑھیں تو کوئی حرج ہے؟ جو عقائد اہلِ سنّت ہو، لکھیں۔ خدا اجرِ عظیم دے گا۔

المستفتی: سید بدرالدین نازاںؔ رضوی، کلورام موٹر پارٹس
جوگبنی، پورنیہ، مولوی نعیم الدین صابرؔ، برانی، نیپال
۸۶/۹۲ھ

الجواب

(۱) صورت مذکورہ میں اگر ذبح کرنے والے نے غلطی سے یا بھول کر بسم اللہ نہ کہا اور صرف اللہ اکبر کہہ دیا تو قربانی جائز اور جانور حلال ہوگیا۔ قرآن حکیم میں ہے: فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ۔ یعنی جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اُسے کھاؤ اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو۔

(۲) ذبح کرنے والے کے لئے جبراً معاوضہ میں سر لینا جائز نہیں اگر خوشی سے دے دے تو مضائقہ نہیں جب کہ ذبح کی اُجرت کے عوض میں نہ ہو۔

(۳) بعد قربانی دُعا پڑھنی مسنون ہے۔ اگر چھوڑ دیا ترکِ سنت کیا قربانی ہوجائے گی۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ
۲۸/۲/۴ھ۷ء

استفتاء ۶۵ھ

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:
ایک خصی ہے۔ اس کی پیدائش ۱۷ یا ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ ہے۔ گھر کا پالا ہوا ہے فربہ بھی مگر کتابوں میں ایک سال کا ہونا شرط ہے۔ اس لئے دریافت طلب یہ ہے کہ اس خصی کی قربانی اس سال ہوسکتی ہے یا نہیں؟ جواب سے جلد آگاہ فرمائیں گے چونکہ وقت بہت کم ہے۔ اگر اس کی نہ ہوگی تو دوسرا انتظام کیا جائے گا۔ فقط بینوا توجروا۔

المستفتی: محمد رمضان علی کیر آف عبدالعزیز قادری، امام مسجد سوانگ کولیری، ضلع گریڈیہہ، ہزاری باغ

۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــ !

اگر مذکورہ خصی جسامت وقد وقامت میں سال بھر کے خصی کے مقابل ہے کہ دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہے تو ایک ہفتہ کی کالحاظ نہ کیا جائے گا اور اس کی قربانی جائز ودرست ہوگی اور اگر دیکھنے میں بہت چھوٹا ہے تو جائز نہیں۔ وھوتعالیٰ اعلم

نوٹ: یہ رعایت بھیڑ کے لئے ہے بکرا بکری کے لئے نہیں۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــتـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــبـــه

۱۳-۱۲-۷۴ء

اســتفـتـــاء ۷۶۶

مسئلہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

کیا فرماتے ہیں حضرت علمائے دین شرع ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں:

(۱) زید پر قربانی کرنی واجب ہے اور وہ قربانی کرتا ہے لیکن کسی سال اپنے والد مرحوم کے نام سے کسی سال حضور ﷺ کے نام سے۔ کیا اس طرح قربانی کرنے سے اس کی قربانی کی ادائیگی ہوتی ہے؟ یا نہیں؟

(۲) قربانی کے چرم کی قیمت انجمن میں جمع کرنا درست ہے یا مدرسہ میں غریب اور مسکین کو دینا درست ہے؟

(۳) زید قربانی کے چرسہ کی قیمت کو اپنے کاروبار میں خرچ کر دیتا ہے اور اس کے دل میں ہے کہ جب دو چار ماہ بعد ہاتھ میں پیسہ آجائے گا تو اسے غریبوں میں تقسیم کردوں گا۔ کیا یہ جائز ہے؟

(۴) قربانی کا گوشت اپنے لئے رکھ کر اور سب تقسیم کر دینا یا دعوت دے کر اپنے احباب ومسلمانوں کو کھلا دینا یہ درست ہے یا نہیں؟

(۵) زکوٰۃ نکالنے کا طریقہ فصل میں کیا ہے۔ دھان کا فصل اور ربیع کا فصل گندم جو بیساکھ میں ہوتا ہے۔

المستفتی: مقیم علی

۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــ !

(۱) اگر زید پر قربانی کرنا واجب ہے یعنی اگر وہ صاحب نصاب ہے تو اپنے نام کے علاوہ کسی دوسرے کے نام سے قربانی کرنے پر واجب ادا نہ ہوگا بلکہ اس کے ذمہ قربانی باقی رہے گی۔ ہاں اپنے نام سے قربانی کرنے کے بعد پھر وہ جس کے نام چاہے قربانی کرسکتا ہے۔

(۲) اگر انجمن میں رکھی گئی رقم غربا ومساکین میں صرف کی جاتی ہے جب تو انجمن میں قربانی کی کھال دی جاسکتی ہے ورنہ نہیں۔

بلکہ یتیم اور غریب کو اور مدرسہ میں وہ رقم دے دی جائے۔

(۳) قربانی کے چرسہ کی قیمت کو اپنے مصرف میں لگانا یا خرچ کرنا شرعاً درست نہیں بلکہ اس رقم کو مدرسہ یا غریبوں کو فوراً دے دینا چاہیے۔

(۴) قربانی کے گوشت کا تہائی حصہ غریبوں میں تقسیم کر دیا جائے اور ایک تہائی احباب وقرابت داروں کو دے دینا چاہیے اور ایک تہائی حصہ کھائے۔ اگر سب تقسیم کر دے یا پکا کر لوگوں کو کھلا دے یا ضرورت کے مطابق جتنا چاہے رکھ لے، ہر طرح جائز ہے۔

(۵) زمین سے جو غلہ پیدا ہوتا ہے اس کی زکوٰۃ دو طریقہ سے ادا ہوتی ہے۔ اگر وہ زمین قدرتی بارش یا ندی ونہر سے سیراب ہوئی تو اس میں عشر (یعنی دسواں حصہ) دینا ہوگا اور جس زمین کو چرسہ ڈول سے یا پانی خرید کر سیراب کیا جاتا ہے اس میں $\frac{1}{20}$ بیسواں حصہ دینا ہوگا اور سال میں جب جب فصل تیار ہوگی ہر فصل میں مقررہ مقدار زکوٰۃ دی جائے گی۔ ایک بار دینا کافی نہ ہوگا۔ واللہ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

استفتاء ۷۶۷

مسئلہ: محترمی و معظمی السلام علیکم مزاج گرامی!

ایک خصی تیرہ چودہ مہینے کا ہے اور فربہ بھی ہے۔ مگر دودھ کا دانت ہے ٹوٹ کر جو دوبارہ نکلتا ہے وہ نہیں نکلا ہے۔ اس کی قربانی ہوگی یا نہیں؟ ازراہ کرم فوراً جواب مرحمت فرما کر شکر گزار فرمائیں۔

المستفتی: حافظ محمد غریب اللہ نشتر نعیمی، سیتارام، ڈالسیا روڈ، مدھوپور، سنتھال پرگنہ

۹۲/۸۶ء

الجواب ــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــ !

محترم وعلیکم السلام۔ صورت مسئولہ میں اگر خصی سال بھر کا یا اس سے زیادہ کا ہے تو دودھ کا دانت مانع قربانی نہیں۔ اس کی قربانی بلا شک وشبہ شرعاً جائز ودرست ہے۔ دنتا ہونا تو اس صورت میں ضروری قرار دیا جاتا ہے جب کہ بازار سے خریدا گیا ہو اور اس کی عمر معلوم نہ ہو۔ لیکن جب خصی گھر کا ہے اور اس کی عمر یقینی طور پر معلوم ہے کہ سال بھر کا ہو چکا ہے تو ایسی صورت میں دنتا ہونا شرط نہیں۔ آپ بلا تردد اس کی قربانی کریں۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ، پٹنہ بہار

کتبہ

۱۴-۱۱-۷۶ء

استفتاء ۷۶۸

مسئلہ: جناب عالی! السلام علیکم۔
قربانی کی کھال کے پیسے مدرسہ کے تعمیری اخراجات میں صرف ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ اور یہ کس کس مصرف میں آسکتے ہیں؟ براہ کرم از روئے شرع مطلع فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ والسلام
المستفتی: محمد شوکت، جنرل سکریٹری، مسلم مسجد کمیٹی، سندر گڑھ
۱۲-۱۲-۷۶ء

۹۲/۷۸۶

الجواب ــــــــــــــ بعون الملک الوهاب ــــــــــــــ

صورت مسئولہ میں پوست قربانی مدارس اہلسنت میں برائے اخراجات وتعمیر مدارس و برائے طعام وقیام طلبا و مدرسین دینا جائز ودرست ہے بلکہ متولیان مسجد کو تعمیر مسجد اور لوٹے و چٹائی، چونہ گردانی، تیل، بتی وغیرہ کے لئے بھی دیا جا سکتا ہے۔ اس لئے کہ قربانی کی اصل غرض وغایت اراقۃ دم ہے، گوشت و پوست مطلوب نہیں اور یہ صدقہ صدقۂ واجبہ نہیں جس کا مصرف فقراء ومساکین ہی ہوں بلکہ یہ صدقہ مندوبہ مستحبہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کھال کا بعینہ استعمال قربانی کرنے والے کے لئے بھی جائز ہے یا اس کے عوض کوئی باقی رہنے والی چیز بدل لے یا اس سے جانماز، ترازو، دسترخوان، ڈول، موزہ، جوتا، زین وغیرہ بنالے۔ اگر صدقہ واجبہ ہوتا تو اس کا استعمال ہرگز جائز نہ ہوتا۔ فتاویٰ بزازیہ میں ہے: **ویجوز الانتفاع بجلدها بان یتخذها فرا شا او فروا او جرابا او غیر ذالک**۔ ''چرم قربانی سے بچھونا یا پوستین یا برتن وغیرہ بنا کر فائدہ حاصل کرنا جائز ہے۔'' ردالمحتار میں ہے: **ویتصدق بجلدها و کذاب جلا لها و قلائدها فانه یستحب**۔ ''قربانی کی کھال، ایسا ہی جانور کے جھول اور رسّی کو صدقہ کرنا مستحب ہے۔'' ہاں اگر چرم قربانی کو روپے لے کر فروخت کر دیا تو اس کی قیمت کو صدقہ کر دینا واجب ہوگا۔ یعنی چرم قربانی کی قیمت اپنے مصرف میں لانا جائز نہیں۔ ہدایہ میں ہے: **ولو باع الجلد او اللحم بالدراهم او بمالا ینتفع به الا بعد استهلاکه تصدق بثمنه لان القربة انتقلت الیٰ بدله**۔ ''اگر قربانی کی کھال درہم کے عوض فروخت کر دے یا اس چیز کے عوض کہ جس کے ہلاک کرنے کے بعد ہی نفع حاصل ہو تو اس کی قیمت صدقہ کر دے اس لئے کہ قربت الٰہی اسی بدل شدہ چیز کی طرف منتقل ہوگئی۔'' اگر اس واضح دلائل کے بعد بھی کسی کو شک وشبہ باقی رہ جائے تو اس کے لئے یہ حیلہ کافی ہے کہ وہ قربانی کی کھال مدرسہ کے مہتمم کو دے دے اور وہ بطور خود اسے فروخت کر کے انتظامات مدرسہ میں یا تعمیر وتنخواہ مدرسین وطلبا کے خورد ونوش میں صرف کرے۔ **هذا هو التحقیق واللّٰه ولی التوفیق**۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ
۲۲-۱۲-۷۶ء

استفتاء ۷۶۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:
ایک جانور میں نے قربانی کے لئے لیا تھا، گھر پر لانے کے بعد کچھ لوگوں نے کہا کہ اس کے پیٹ میں بچہ ہے۔ میں نے اس کو چھوڑ کر ایک حصہ دوسرے جانور میں لے لیا۔ مگر پھر لوگوں نے کہا کہ آپ کو مسلم ایک ہی جانور قربانی کرنا ہے چونکہ آپ نے ایک ہی کی نیت کر کے خریدا تھا۔ چنانچہ میں نے پھر ایک مال خریدا تو کیا ایک حصہ کرنے سے ہی ہماری نیت پوری نہیں ہو سکتی تھی؟ براہ کرم آپ شرعی اصول سے مطلع فرمائیں۔ فقط

المستفتی: محمد کلیم خاں، محلہ گیوال بگہہ، سید ٹولی، گیا
۱۰-۱۲-۷۶ء

۹۲/۷۸۶

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوہاب ــــــــــ!
قربانی کی نیت سے جس جانور کو خریدا جائے اسی جانور کی قربانی ضروری ہوگی۔ اگر کسی معقول عذر کی بنا پر اس کی قربانی نہیں کر سکے تو اس کے بدلہ میں اسی حلیہ کے جانور یا اس سے بہتر قربانی کرنا ضروری ہوگا۔ اس جانور کے بدلہ میں صرف ایک حصہ قربانی کرنا کافی نہ ہوگا۔ اس سلسلہ میں لوگوں کا خیال صحیح ہے۔ جب آپ نے اس کے عوض دوسرا جانور قربانی کر دیا تو قربانی صحیح ہوگئی۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتــــــــــــــــــــــــــــــبہ
۲۳-۱۲-۷۶ء

استفتاء ۷۷۰

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ میں کہ:
ہمارے یہاں گاؤں میں ایک مدرسہ ہے جہاں ایک حافظ معلم ہیں اور مدرسہ میں صرف مقامی بچے ناظرہ و حفظ قرآن شریف اور اردو پڑھتے ہیں۔ مدرسہ کا خرچ بستی والے مٹھیا (چٹکی) فنڈ اور ماہانہ چندہ اور فصل کے موقع پر دھان وغیرہ وصول کر کے چلاتے ہیں۔ مدرسہ میں گاؤں کے یا قریبی بستیوں کے جو بچے پڑھتے ہیں ان میں والدین والے بھی ہیں اور یتیم بچے بھی ہیں لیکن مدرسہ میں صرف پڑھانے کا نظم ہے۔

کسی بچے کو بھی کھانا کپڑا وغیرہ کوئی امداد نہیں دی جاتی ہے۔ اس لئے حل طلب یہ مسئلہ ہے کہ اس طرح کے مدرسہ کے معلم کو تنخواہ یا مدرسہ کی تعمیر و توسیع پر چرم قربانی کا پیسہ صرف کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ دلائل و شواہد کے ساتھ جلد از جلد جواب مرحمت فرمائیں۔ فقط بینوا توجروا!

المستفتی: غلام حسنین رضوی، ساکن موضع پورہ کوٹھی، ڈاکخانہ بیلاوں، ضلع گیا
۲۰-۶-۷۷ء

۹۲/۷۸۶

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــ!

صورت مسئولہ میں پوست قربانی مدرسہ کے ناظم یا مہتمم کو تعمیر و توسیع مدرسہ یا معلمین کی تنخواہ کے لئے دینا جائز و درست ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو قربانی سے صرف اراقۃ دم مطلوب ہے گوشت و پوست نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قربانی کے جانور کو صدقہ کر دینے سے قربانی ادا نہیں ہوتی بلکہ اس کی جگہ دوسرا جانور قربانی کرنا ہوگا۔ ردالمحتار میں ہے: **فان تصدقها بعينها في ايامها فعليه مثلها مكانها لان الواجب عليه الاراقة.** ''اگر ایام قربانی میں قربانی کے جانور کو صدقہ کر دے تو اس پر اس کی جگہ دوسرے جانور کی قربانی واجب ہے۔ اس لئے کہ اس پر اراقۃ (خون بہانا) واجب ہے۔'' پوست قربانی کو صدقہ کرنا صدقہ مستحبہ مندوبہ ہے صدقہ واجبہ نہیں۔ اسی وجہ سے پوست قربانی کو بعینہ اپنے مصرف میں لا سکتے ہیں، جیسے اس کا ڈول، جانماز یا چھلنی وغیرہ بنا لیا جائے۔ فتاویٰ بزازیہ میں ہے: **ويجوز الانتفاع بجلدها بان يتخذها فراشا او فروا او جرابا او غير.** ''چرم قربانی سے بچھونا یا پوستین یا چمڑے کا برتن وغیرہ بنا کر نفع حاصل کرنا جائز ہے۔'' یا چرم قربانی سے کوئی باقی رہنے والی چیز جیسے میز، کرسی، دری، کتابیں وغیرہ بدل کر رکھ سکتے ہیں۔ درمختار میں ہے: **او يبدله بما منتفع به باقيا الخ.** ''یا چرم قربانی سے کوئی باقی رہنے والی چیز کو بدل کر رکھنا جائز ہے۔'' **وھو اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارہ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ
۲۹-۶-۷۷ء

استفتاء ۱۷۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید صاحب نصاب ہے اور گھر کا مالک و مختار ہے۔ وہ ہر سال ایک خصی یا گائے میں ایک حصہ رہ کر اپنے نام سے قربانی کیا کرتا ہے۔ مگر ان کے ساتھ ان کے والد، والدہ، بیوی، بچے، چچا، چچی، بھائی، بھتیجے ہیں۔ تو ان لوگوں کے نام سے زید قربانی کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور مذکورہ رشتہ دار میں سے اگر کوئی مر گیا ہو تو ان مرے ہوئے رشتہ دار کے نام سے قربانی کر سکتا ہے یا نہیں؟ جب کہ ایک خصی یا ایک ہی حصہ گائے میں

رہ کر قربانی کر سکتا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔ ان صورتوں میں کیا حکم ہے؟ فتویٰ عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد لطیف، ۲ رپن اسٹریٹ، کلکتہ-۱۶

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــ بعون الملک الوهاب ـــــــــ !

قربانی صاحب نصاب پر واجب ہے۔ زید جب گھر کا مالک ومختار اور صاحب نصاب ہے تو قربانی کرنا زید کے لئے واجب وضروری ہے۔ اپنی طرف سے قربانی کرنے کے بعد اگر وہ چاہے تو گھر کے دوسرے افراد کی طرف سے کر سکتا ہے۔ دوسروں کی طرف سے قربانی کرنا زید کے لئے ضروری نہیں۔ ہاں گھر کے دوسرے افراد اگر بذات خود صاحب نصاب ہوں جیسے والد، والدہ، بیوی، بچے وغیرہ اگر ان کے پاس بقدر نصاب مال موجود ہو تو ان لوگوں پر بھی اپنی اپنی طرف سے قربانی کرنا واجب ہوگا۔ مختصر یہ کہ اپنی طرف سے قربانی کرنے کے بعد مردہ یا زندہ جس کی طرف سے بھی شرعاً تبرعاً قربانی کرنا چاہے کر سکتا ہے۔ اکثر مسائل شرعیہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے لوگ ایسا کرتے ہیں کہ اپنے نام سے قربانی نہ کر کے دوسرے رشتہ داروں کے نام قربانی کر لیتے ہیں۔ ایسا کرنا درست نہیں۔ ایسی صورت میں صاحب نصاب کے ذمہ قربانی رہ جاتی ہے۔

اگر صاحب نصاب ایک خصی یا ایک حصہ سے زیادہ قربانی کی وسعت وصلاحیت نہیں رکھتا ہے تو صرف اپنے ہی نام سے قربانی کرے۔ دوسروں کی طرف سے قربانی کرنا ضروری نہیں۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ پٹنہ، بہار

کتـــــــــــــــــــــــبہ

۶ رستمبر ۱۹۸۲ء

استفتاء ۲۷۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

چرم قربانی کا مصرف کیا ہے؟ بکر کہتا ہے کہ جہاں اس کے بہت سارے مصارف ہیں وہاں چرم قربانی یا اس کی رقم کا مصرف دینی درسگاہ کی عمارت کی تعمیر بھی ہے۔ لیکن عمر کہتا ہے کہ چرم قربانی یا اس کی رقم کا مصرف تعمیر دینی درسگاہ نہیں۔ کس کا قول صحیح ہے؟

المستفتی: محمد اسلام اختر فردوسی، ہند مولوی پرانی بازار، دھنباد

۲۰-۱-۷۷ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــ بعون الملک الوهاب ـــــــــ !

چرم قربانی مدارس اہلسنّت میں برائے اخراجات طلباء ومدرسین وتعمیر مدارس دینا جائز ودرست ہے۔ اس لئے کہ یہ صدقہ

واجبہ مفروضہ نہیں بلکہ صدقہ مندوبہ مستحبہ ہے۔قربانی کی اصل غرض اراقۃ دم ہے۔قرآن حکیم میں ہے: لن ینال اللّٰہ لحومھا۔ ''ہرگز خدا کی بارگاہ میں قربانی کا گوشت نہیں پہنچے گا۔'' یہی وجہ ہے کہ پوست قربانی کا بعینہٖ استعمال صاحب قربانی کے لئے بھی جائز ہے یا اس سے کوئی باقی رہنے والی چیز بھی لی جائیں۔فتاویٰ بزازیہ میں ہے: ویجوز الانتفاع بجلدھا بان یتخذھا فراشا اوفروا اوجرابا وغیر ذلک. ''چرم قربانی سے بچھونا یا پوستین یا چڑے کا برتن وغیرہ بنا کر نفع حاصل کرنا جائز ہے۔'' ردالمحتار میں ہے ویتصدق بجلدھا وکذاب جلا لھا وقلائدھا فانہ یستحب. ''قربانی کی کھال، اسی طرح جانور کا جھول، رسی، ہار وغیرہ صدقہ کرنا مستحب ہے۔'' ہاں اگر چرم قربانی کو روپے لے کر فروخت کر دیا تو اس کی قیمت کو صدقہ کرنا ہوگا۔ہدایہ میں ہے: ولو باع الجلد واللحم بالدراھم اوبما لاینتفع بہ الا بعداستھلا کہ یتصدق بثمنہ لان القربۃ انتقلت الی بدلہ. ''اگر قربانی کی کھال یا گوشت درہموں کے عوض یا اس چیز کے عوض کہ جسے ہلاک کر کے ہی نفع حاصل کیا جاتا ہو فروخت کیا۔تو اس کی قیمت کو صدقہ کر دے کیونکہ قربت الٰہی اس بدل شدہ چیز کی طرف منتقل ہوگئی۔'' ان واضح دلائل کے بعد اگر کوئی شکوک وشبہات باقی رہ جائیں تو اس کے لئے یہ حیلہ شرعی کافی ہوگا کہ چرم قربانی مدرسہ کے ناظم یا مہتمم کو دے دیا جائے اور وہ بطور خود مدرسہ کے اخراجات وضروریات میں صرف کرے۔ھذاھو التحقیق واللّٰہ ولی التوفیق.

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۴-۱-۷۷ء

استفتاء ۳۷۷

مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب دے کر مشکور فرمائیں:

(۱) عقیقہ کیا ہے؟ فرض، واجب یا سنت؟
(۲) اگر عقیقہ ساتویں دن کسی مجبوری سے نہ کر سکے تو کیا عقیقہ باقی رہا اس کو بعد میں پورا کرنا ضروری ہے؟
(۳) عقیقہ کے متعلق شرعی عذر کیا ہے؟ پھر کس کس مجبوری میں عقیقہ ملتوی کیا جاسکتا ہے؟
(۴) شادی کے موقع پر عقیقہ کر کے شادی کی دعوت میں عقیقہ کا گوشت کھلایا جاسکتا ہے یا نہیں؟
(۵) بڑے جانور یعنی بیل، گائے وغیرہ پر عقیقہ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟
(۶) کیا ایک لڑکا یا ایک لڑکی کی طرف سے ایک بڑے جانور پر عقیقہ ہوسکتا ہے یا قربانی کی طرح سات نام پورا کرے؟
(۷) کیا قربانی کے موقع پر ایک ہی بڑے جانور پر قربانی و عقیقہ ہوسکتا ہے؟
(۸) مالی مجبوری کے سبب لڑکے کے عقیقہ میں ایک ہی خصی یا بکری پر اکتفا کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد ثناء اللہ شاہ گنج، پٹنہ

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوہاب ــــــــــ!

(۱) عقیقہ سنت مباح و مستحب ہے اور اس کا ثبوت حدیث شریف سے ہے۔ ترمذی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے عقیقہ میں بکری ذبح کی اور فرمایا کہ ''اے فاطمہ! اس کا سر مونڈ دو اور بال کے برابر چاندی صدقہ کرو''۔ اس حدیث سے عقیقہ کا سنت ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مگر یہ سنت غیر مؤکدہ ہے اس کو مستحب بھی کہہ سکتے ہیں۔

(۲) پیدائش کے ساتویں دن عقیقہ کرنا اولیٰ و بہتر ہے۔ اگر کسی مجبوری کی بنا پر ساتویں دن نہ کر سکے تو چودھویں دن یا اکیسویں دن کرے۔ حدیث شریف میں ہے: **العقیقة تذبح لسبع او لاربع او لاحدیٰ وعشرین.** ''عقیقہ، پیدائش کے دن سے ساتویں دن تک یا چودھویں یا اکیسویں دن جانور ذبح کرنا ہے۔'' (**رواہ الطبرانی عن ابی ھریرۃ**) اگر اکیس کو بھی نہ کر سکے تو پھر جب چاہے کر سکتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا ہو اس سے ایک دن قبل کرے یعنی اگر جمعہ کو پیدا ہوا ہو تو جمعرات کو کرے۔ اس حساب سے گویا وہ ساتویں دن ہی کے حساب سے ہوگا۔ اگر کسی نے عقیقہ نہ کیا تو شرعاً گنہگار نہ ہوگا۔

(۳) اس سلسلہ میں شرعی عذر کیا ہوسکتی ہے، سوائے اس کے کہ اچانک کوئی حادثہ پیش آجائے یا پیسے کی مجبوری کی بنا پر نہ کر سکے،

جانور نہ خرید سکے۔

(۴) شادی کے موقع پر عقیقہ کر کے اس کا گوشت لوگوں کو کھلایا جاسکتا ہے شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں۔

(۵) بڑے جانور پر بھی عقیقہ کیا جاسکتا ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(٦) بڑے جانور گائے، بیل وغیرہ میں چند بچوں کا عقیقہ ہوسکتا ہے۔ لڑکے کی طرف سے دو حصے اور لڑکی کی طرف سے ایک حصہ۔ اگر ایک یا دو بچہ کی طرف سے عقیقہ میں ایک بڑا جانور کر دیں تو یہ بھی جائز درست ہے۔ جیسے ایک آدمی چاہے کہ اپنے نام یا کسی دوسرے کے نام سے ایک بڑا جانور قربانی کرے تو یہ جائز ہے، بلکہ اولیٰ اور بہتر ہے۔ ہاں! زیادہ سے زیادہ سات نام کی اجازت ہے۔

(۷) ہاں! ایک ہی بڑے جانور پر قربانی وعقیقہ دونوں کر سکتے ہیں اسلئے کہ مقصود دونوں کا ایک ہی ہے یعنی تقرب واراقۃ دم۔

(۸) لڑکے کی طرف سے دو خصی اور لڑکی کی طرف سے ایک بہتر ہے۔ اگر مالی مجبوری کے پیش نظر لڑکے کی طرف سے صرف ایک ہی کرے جب بھی جائز ہے۔ جیسا کہ جواب نمبر (۱) کی مذکورہ بالا حدیث سے ظاہر ہے۔ (نوٹ) عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ لڑکے کی طرف سے خصی اور لڑکی کی طرف سے بکری کی جائے یہ بھی ضروری نہیں۔ نر، مادّہ کی کوئی قید نہیں۔

وھوتعالیٰ اعلم بالصّواب وعندہ. اُمّ الکتاب والیہ المرجع والمآب۔

کتبہ

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ٦

۱۳/۷/۷۳ء

استفتاء ۷۷۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسائل ذیل میں کہ:

(۱) بعد وفات مسلمان مرد، عورت یا لڑکے کا عقیقہ ہوسکتا ہے یا نہیں؟ جو عقائد اہل سنت ہوں، لکھیں

(۲) لڑکے یا لڑکی کے عقیقہ کا گوشت والدین یا خویش واقارب کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

(۳) مُردے کے سوم چہارم وغیرہ کا کھانا سب مسلمان کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: دلشاد عالم، سید بدر عالم نازاں، رضوی اشرفی

۹۲/۸٦۷

الجواب ـــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــ!

(۱) کسی مرد یا عورت کا عقیقہ زندگی میں ہوتا ہے مرنے کے بعد نہیں۔ مرنے کے بعد ایصال ثواب جس طرح چاہیں کر سکتے ہیں۔

(۲) عقیقہ کا گوشت والدین اور دُوسرے عزیز واقارب سب کھا سکتے ہیں شرعاً اس کی کوئی قباحت نہیں۔

(۳) میت کے ایصالِ ثواب کے سلسلہ میں جو سوم و چہارم کیا جاتا ہے اور اس موقع پر جو کھانا کھلایا جاتا ہے اس کے مستحقین صرف غربا و مساکین اور محتاج لوگ ہیں۔ اگرچہ وہ کھانا امیروں کے لئے ناجائز و حرام نہیں مگر امیروں کو اس سے اجتناب و پرہیز کرنا چاہیے اس لئے کہ یہ مُردوں کی طرف سے بطور صدقہ کھلایا جاتا ہے۔ جس کے لائق اُمراء نہیں بلکہ غرباء ہیں اس لئے اس کا کھانا امیروں کے لئے بہتر نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم و علمہٗ جل مجدہٗ اتم۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۱۸/۱۱/۷۳ء

كتابُ القضاء

☆ بابُ العامّة 414

استفتاء ۷۷۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
زید و بکر دونوں بھائی ہیں۔ زید کو شادی کئے ہوئے تقریباً دس سال ہو گئے اور شادی کے کچھ دنوں بعد زید لا پتہ ہو گیا۔ اب زید کا کوئی سراغ نہیں ملتا ہے۔ ادھر زید کی بیوی سے بکر کو ناجائز تعلق ہو گیا اور اس سے ایک بچہ بھی پیدا ہو گیا۔ لہٰذا بستی کے لوگوں نے اس کو برادری سے الگ کر کے حقہ پانی سب بند کر دیا ہے۔ از روئے شرع زید کی بیوی اور بکر کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے؟ مفصل تحریر فرمائیں۔

المستفتی: فضل حق چھپروی

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــــــــ بعون الملک الوهاب ــــــــــــــ!

گاؤں کے لوگوں نے ان دونوں کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جو کرنا چاہیے اور اس وقت تک ان کا قطع تعلق جاری رکھیں جب تک کہ وہ سچی توبہ نہ کر لیں اور ایک دوسرے سے علیحدہ نہ ہو جائیں۔ زید اگر لا پتہ ہو گیا ہے تو اس کی عورت کو چاہیے کہ اپنا معاملہ ادارۂ شرعیہ، سلطان گنج پٹنہ-۶ سے طے کرائے۔ **واللہ تعالیٰ اعلم**

عبد المنان اعظمی، دار العلوم اشرفیہ، مبارکپور، ضلع اعظم گڑھ، یوپی
کتبہ

۷/ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــــــــ بعون الملک الوهاب ــــــــــــــ!

مفتی عبد المنان صاحب دامت برکاتہم نے مسئلہ کا جو جواب تحریر فرمایا ہے اس کے مطابق فوراً عمل کیا جائے۔ اگر ہندہ بکر سے شادی کرنا چاہے تو بغیر فسخ نکاح بکر اس سے شادی نہیں کر سکتا۔ لہٰذا ہندہ کو چاہیے کہ وہ فسخ نکاح کے لئے باضابطہ دار القضاء ادارۂ شرعیہ میں قاضی شریعت کے پاس درخواست پیش کرے۔ درخواست میں اپنا نام مع ولدیت و سکونت اور زید کا نام مع ولدیت اور مکمل پتہ کے ساتھ لکھے اور شادی کب ہوئی، زید کب سے لا پتہ و مفقود ہے، لکھے اور پوری تفصیل لکھتے ہوئے اپنا مقصد بیان کرے۔ درخواست میں ہندہ کا دستخط یا انگوٹھے کا نشان ہونا ضروری ہے۔ دار القضاء سے تحقیقات کے بعد فسخ نکاح ہوگا۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۱۲-۸-۷۶ء

استفتاء ۷۷۶

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:
مدعیہ نے دعویٰ دائر کیا پہلی پیشی پر جب مدعیہ اور مدعا علیہ دونوں حاضر عدالت ہوئے تو قاضی شرع نے ان دونوں سے یہ لکھوایا۔ میں فلاں وفلانہ ولد یا بنت فلاں فلاں آج مورخہ فلاں پر حاضر ہوں عدالت سے جو بھی فیصلہ ہوگا مجھے منظور ہے۔ کیا فیصلہ سے قبل قاضی کو مندرجہ بالا وثیقہ نامہ لکھوانا جائز ہے ہوسکتا ہے فیصلہ بعد میں شرعی ضابطوں کے خلاف ہو۔ اس لئے حضور سے گزارش ہے صحیح شرعی فیصلے سے آگاہ کریں۔ فقط

المستفتی: محمد حبیب اللہ انصاری A239 کریم بلڈنگ، گراؤنڈ فلور روم ۶، مولانا آزاد روڈ ممبئی ۸

۷۸۶/۹۲

الجواب ______________________ !

قاضی شریعت کا فیصلہ اصول قضا اور شرعی قوانین کے پیش نظر ہوتا ہے اس لئے اُسے ماننا اور تسلیم کرنا ضروری ہے۔ "لان قضاء القاضی حجۃ" اس لئے قاضی کو مدعی ومدعا علیہ سے فیصلہ کے قبل فریقین سے اقرار نامہ لکھوانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ صورت عام طور پر برادری کی پنچایت میں ہوا کرتی ہے اس لئے کہ پنچایت کا فیصلہ فریقین کے لئے واجب العمل نہیں ہوتا نہ اس میں شرعی ضابطے کی پابندی ہوتی ہے اقرار نامہ کے بعد اخلاقی طور پر فریقین اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ اگر قاضی نے اقرار نامہ کے بعد غلط فیصلہ کیا تو فریقین کے لئے اسے تسلیم کرلینا ضروری نہیں ہے۔ **واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم۔**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ
۴؍اکتوبر ۱۹۸۰ء

الجواب صحیح
عبدالواجد قادری غفرلہ
۴؍اکتوبر ۱۹۸۰ء

استفتاء ۷۷۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ:
مدعیہ نے قاضی شرع کے یہاں مقدمہ کیا مدعا علیہ نے بھی قاضی کو مدعیہ کے دعویٰ کا جواب دیا۔ لیکن مقدمہ کا فیصلہ بجائے قاضی نے کردیا۔ یہ ''بجائے قاضی شریعت'' کا فیصلہ کرنا از روئے شریعت کیسا ہے۔ جب کہ مقدمہ قاضی شریعت کے پاس کیا گیا اور فیصلہ بجائے قاضی نے دیا۔ قرآن وحدیث کے حوالہ سے جواب دیں۔ فقط

المستفتی: حبیب اللہ انصاری ممبئی

۹۲/۷۸۶

الجواب ________________ !

صورت مذکورہ میں اگر مسلمان کے مقررہ ومنتخبہ قاضی نے ''بجائے قاضی'' کو اپنی نیابت عطا کرکے ماذون ومجاز قرار دیا ہے تو ایسی صورت میں ''بجائے قاضی کا فیصلہ بھی لائق عمل ہوسکتا ہے۔ ردالمحتار میں ہے: قوله لو امر شافعيا اى بشرط ان يكون ماذونا بالاستنابة الخ (خانیہ) اسی میں ہے: ويصير القاضى قاضيا بتراضى المسلمين فيجب عليهم يجعلونه واليا مسلما منهم الخ فيجب على المسلمين ان يتفقوا على احدمنهم يجعلونه واليا فيولى قاضيا ويكون هو الذى يقضى عليهم الخ قاضی بجائے سلطان ہوتا ہے اگر اس کا مقرر کردہ ماذون قاضی ''بجائے قاضی'' بنکر فیصلہ کرے تو وہ فیصلہ قابل عمل ہوگا ورنہ نہیں۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی خادم دارالافتاء ادارہ شرعیہ پٹنہ، بہار
کتـــبہ

۴؍اکتوبر ۱۹۸۰ء

عبدالواجد قادری غفرلہ
۴؍اکتوبر ۱۹۸۰ء

كتابُ الحظر والإباحة

استفتاء ۸۷۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:
زید کی بستی میں ایک شخص رہتے ہیں وہ اوران کی بیوی اپنے آپ کو بہت ہی متقی و پرہیزگار ظاہر کرتے ہیں۔ان کی نماز کبھی قضاء نہیں ہوئی مگر وہ پڑھے لکھے نہیں ہیں۔افسوس اس بات پر ہے کہ ان کا سلوک اپنے کنبے والوں کے ساتھ اچھا نہیں اور نتیجہ یہ ہے کہ گھر والے درہم برہم ہو گئے جو نیچے درج کرتا ہوں۔
کیا ایسا سلوک کرنے والا شخص عابد وزاہد سمجھا جائے گا اور اللہ کے یہاں بخشش کا مستحق ہوگا؟ اس نے اپنی چچازاد بہن پر اس قدر ظلم ڈھائے یہاں تک مار پیٹ کی کہ اس کے سر میں زخم ہو گیا اور کیڑے پڑ گئے۔ بچی کی عمر دس بارہ سال ہوگی۔ بچی یتیم وبیکس ولاچار تھی بستی والوں کو اس پر رحم آ گیا اس کی شادی کردی۔اس کو ایک لڑکی پیدا ہوئی۔اس نے اس بھائی کے لڑکے سے اپنی بچی کی نسبت طے کی اور اس جہاں سے رحلت کر گئی اور وہ بچی بھی یتیم ہو گئی، باپ بھی مر گئے بھائی کے لڑکے سے نکاح ہو گیا۔اب کیا تھا ماں کی طرح اس بچی پر بھی ان دونوں میاں بیوی نے ظلم ڈھانا شروع کیا جو بیان سے باہر ہے، عالم یہ تھا کہ بدن چھپانے کو کپڑا نہ تھا آم کا پتہ اس بچی کا بستر تھا سردی میں پتوں میں گھس کر سوتی بال اور جسم سے بدبو آنے لگتی مگر ظالم کا ظلم کم نہ ہوتا۔آخر اس کا شوہر یعنی اس ظالم کا لڑکا پاکستان سے آیا اور بیوی کو لے کر چلا گیا۔اب اس نے دوسرے لڑکے کی شادی کی اور اس کی بیوی کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا گیا جو اوپر لکھا گیا ہے۔یہ لڑکی ظلم وستم سے تنگ آ کر اپنے تین بچوں کو چھوڑ کر گھر سے نکل گئی۔شوہر بھی ماں باپ کے ظلم کو دیکھ کر گھر سے نکل چکا تھا اس کی بیوی در بدر ماری پھرتی رہی اس کا کوئی سہارا نہ تھا،اس کا شوہر ماں باپ کی ناراضگی کی وجہ سے کچھ نہ بولتا تھا۔اس کا ایک بچہ بھی بغیر دودھ کے مر گیا۔ تیسرے لڑکے کی شادی اپنی بھتیجی سے کی،اس کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا،کبھی سر پھاڑا،کبھی کان کی بالی نوچی،خون ہی خون عجیب منظر ہے۔اپنے بھائی کی بیوی کو بھی مار پیٹ کر نکال دیا اور حصہ بھی لے لیا۔ زید کا چھوٹا لڑکا اپنے باپ کے ظلم وستم کو دیکھ کر صبر کرتا رہا۔آخر کار ایک دن مجبور ہو کر باپ کو طمانچہ مار دیا اب وہ خدا کے خوف سے ڈرتا ہے کہ باپ کو مارا ہے بخشش ہوگی یا نہیں۔شرعی جواب سے آگاہ کیا جائے۔

المستفتی: یعقوب میاں، ساکن سری پور، پوسٹ بکسر شاہ آباد
۲۶/مئی ۱۹۷۰ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــ وھو الموفق للحق والصواب ــــــــ !

مسئلہ مسئولہ میں جس شخص کے متعلق دریافت کیا گیا ہے اور اس کے حرکات قبیحہ واخلاق ناپسندیدہ کو بیان کیا گیا ہے اگر یہ حقیقت ہے کہ نمازی ہے اور اپنے کو متقی و پرہیزگار سمجھتا ہے تو اس کا اپنے ہمسایہ اور عزیزوں، خاندان والوں اور رشتہ داروں کے ساتھ جو سلوک ہے اس کے پیش نظر اس کی عبادت و پرہیزگاری بے سود، اس کی نماز قابل قبول نہیں۔ شخص مذکور سخت گنہگار، سنگ دل، ستم شعار، ناہنجار، مستحق عذاب نار ہے۔ حدیث شریف میں ہے: **الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ۔** ’’مخلوق اللہ کے عیال ہیں تو مخلوقوں میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اپنے عیال کے ساتھ حسن سلوک کرے۔‘‘ حدیث شریف میں ہے کہ ایک گنہگار آدمی نے پیاسے کتے کو پانی پلا دیا تو اس کی مغفرت و بخشائش ہوگئی۔ ایک بڑھیا نے بلی کو باندھ رکھا جس کی وجہ سے وہ بلی مرگئی تو وہ بڑھیا جہنمی ہوگئی تو پھر اپنے عزیزوں پر ایسا ظلم کرنا کب جائز و درست ہو سکتا ہے۔ اس کے لڑکے کو چاہیے کہ معصیت اور گناہ کے کاموں میں باپ کا ساتھ چھوڑ دے اور اس کو ایسا ظلم کرنے سے منع کرے۔ اگر وہ نہ مانیں تو باپ کو مار پیٹ نہ کرے۔ باپ ہونے کی حیثیت سے اس کا لحاظ رکھے۔ اگر اس نے باپ کو دو ایک طمانچہ مار دیا ہے اور اب اس گناہ پر نادم ہے تو بہتر یہ ہے کہ باپ کو راضی کر کے معافی طلب کرے، ہر ممکن کوشش کرے کہ باپ اس قسم کی حرکت سے باز آجائے۔ اس کے حق میں باپ کی یہی خدمت ہے کہ اس کو گناہ کرنے اور ظلم ڈھانے سے روکے۔ **وھو اعلم**

کتبہ

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

۴/۶/۷۰ء

استفتاء ۷۷۹

مسئلہ: محترم المقام جناب مفتی صاحب! سلام مسنون۔ مع الخیر رہ کر طالب خیر ہوں۔ مندرجہ ذیل فتویٰ سے آگاہ کریں گے عین نوازش ہوگی۔

(۱) ایک صاحب جو دیوبندی مدرسہ سے فارغ ہیں وہ کہتے ہیں قیام کرنا کوئی ضروری نہیں۔ کسی کتاب میں لکھا نہیں ہے۔ نہیں کریں تو بھی ٹھیک، کریں تو بھی ٹھیک۔

(۲) انہوں نے ایک صاحب پر جھوٹے چھ الزام لگائے اور سب کی تردید کر دی گئی۔

(۳) اگر کسی سے لین دین کے معاملہ میں بحث و مباحثہ ہوا۔ وہ ایک آدمی کے سامنے کہنے لگے کہ ہم جائیں گے تو برباد کر کے جائیں گے۔ وہ عمل (سحر) کرنا بھی جانتے ہیں۔

(۴) اگر کسی سے بحث ومباحثہ ہوا تو سلام وکلام بند کر دیتے ہیں۔ لگا تار تین چار دنوں تک سلام وکلام نہیں کرتے ہیں اور جھوٹ بھی بولتے ہیں۔ کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے؟ از راہ کرم بالتفصیل جواب دیں گے کیوں کہ امام ومقتدی کا سوال ہے اور نماز کی بات ہے۔

المستفتی: محمد یحییٰ کلوتھ مرچنٹ، گومو، دھنباد

۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــــــــــ بعون الملک الوہاب ـــــــــــــ!

(۱) جان رحمت ولی نعمت سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عظمت میں کھڑے ہو کر نذرانہ عقیدت صلوٰۃ وسلام عرض کرنا مستحسن ومندوب مرغوب وخوب اور باعث اجر عظیم ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا: یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا. یعنی اے ایمان والو! ان پر صلوٰۃ وسلام عرض کرو۔ سلف سے خلف تک تمام ائمہ کرام ومجتہدین عظام واکابرین امت وعلمائے شریعت نے اس فعل کو مندوب ومحمود قرار دیا اور ماراہ المسلمون حسنافھو عنداللّٰہ حسن. ''مسلمان جسے اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہی ہوتا ہے۔'' لہٰذا بارگاہ رسالت میں کھڑے ہو کر سلام عرض کرنا اہلسنّت کا امتیازی شان ہے اور جو اس سے منع کرے وہ پیغمبر اسلام کی عظمت ورفعت کو نہیں جانتا۔ یہ اس کی گمراہی کی علامت ہے۔

(۲) کسی مسلمان پر جھوٹا الزام لگانا سخت گناہ وحرام ہے۔

(۳) سحر بذات خود شرعاً ناجائز اور اس کا عمل کار حرام۔

(۴) حدیث پاک میں ارشاد فرمایا: لایحل لمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلثۃ ایام. ''کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ بات نہ کرے۔'' جھوٹ کبیرہ گناہ اور اس کا مرتکب فاسق۔ لہٰذا ایسے امام کی اقتدا میں نماز مکروہ، قابل اعادہ ہوگی۔ وھو تعالیٰ اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۲۰-۶-۷۶ء

استفتاء ۷۸۰

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

خانقاہ حضرت پیر ومرشد خلیفہ حسن بخش صاحب گمنامی چشتی رحمۃ اللہ علیہ، مندسور کے تکمیل عرس کے موقع پر میں نے ایک محفل میلاد مبارکہ کا انعقاد اپنے بزرگوں دوستوں اور پیر بھائیوں کے مشورے سے کیا۔ اگرچہ کچھ ناعاقبت اندیش لوگ اس مجلس پاک کے مخالف تھے۔ پھر بھی میں نے ان کی پرواہ کیے بغیر ایک عالم

دین کو طلب کر ہی لیا اور خانقاہ پر بغرض تقریر موصوف تشریف لے آئے۔ شجرہ خوانی وفاتحہ کے بعد اپنی مخالفت کو لے کر انہوں نے قوالی کا حمدیہ پروگرام شروع کرادیا۔ اس میں وہی لوازمات تھے جو عام طور پر ہوتے ہیں۔ میں نے ان لوگوں سے مؤدبانہ گزارش کی کہ آپ نے اپنی ضد پوری کرلی، حمد پڑھ لیا، اب قوالی روک دیں اور مولانا صاحب کو موقع دیں کہ وہ سرکار دو عالم ﷺ اور سیرت اولیاء پر روشنی ڈالیں جس کا کہ دو ہفتہ قبل سے اعلان ہے اور ہم اور آپ بذریعہ پوسٹر اور زبانی طور پر بھی عوام کو پروگرام سے واقف کراتے رہے ہیں۔ مگر وہ لوگ بضدر ہے کہ ہم سب پہلے قوالی ہی سنیں گے، میلاد یا وعظ نہیں۔ تو میں نے مجبور ہو کر بذات خود ان لوازمات کو محفل سے ہٹادیا اور مولانا کو میں نے طلب کیا کہ تقریری پروگرام شروع کیا جاسکے۔ اس پر جواباً ان لوگوں نے کہا کہ "جب مولوی ہماری قوالی نہیں سنتا تو ہم کیوں مولوی کا میلاد یا وعظ سنیں۔" پھر یہ کہتے ہوئے وہ سب محفل سے باہر نکل گئے کہ "اب دیکھتے ہیں کہ کون وعظ سنے گا۔" اور واقعی اپنے اثر سے ڈرا دھمکا کر لوگوں کو روک بھی لیا۔ اس صورت میں اس قسم کے جملے استعمال کرنے والوں پر شریعت مبارکہ کا کیا حکم ہے؟ شدید قسم کی توہین بھی کی گئی ہے۔ جواب مفصل عطا فرمائیں۔

المستفتی: محمد یوسف اسماعیل نیلگر، بھر بھوجہ گھاٹی، اودے پور، راجستھان

۲۲ رجون ۱۹۷۳ء

۹۲/۸۶ ھ

الجواب ــــــــــ وھوالموفق للصواب ــــــــــ

صورت مذکورہ میں جانِ رحمت ﷺ اور اولیائے کرام کے ذکر خیر کی مخالفت کرنے والا سخت مجرم وخطا کار ہے۔ اگر اس نے بقصد تنقیص وتوہین ایسا کیا تو اُس پر توبہ لازم۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَاتِ. "اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔" اگر اس نے عظمت مصطفےٰ ﷺ سے انکار کیا اور عمداً ذکر رسول کی مخالفت کی تو توبہ کے ساتھ تجدید نکاح بھی کرے اور اگر صرف صاحب تقریب کی مخالفت کرنے کا ارادہ تھا جب بھی توبہ کرنا ضروری۔ جب تک اعلانیہ توبہ نہ کرے اس سے سلام وکلام، میل جول ترک کرنا ضروری ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوا: وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَاتَقْعُدْ بَعْدَالذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔ "اور جو کہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔" (کنزالایمان) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پاک سے منع کرنے والا بے دین وبدمذہب ہی ہوسکتا ہے، ایمان والوں کی شان نہیں ہوسکتی۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۷۳/۷/۱۷ء

استفتاء ۸۱ء

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین سوالات ذیل میں کہ:

(۱) ماہ ربیع الاول کے علاوہ اور دنوں میں بھی عام رواج ہو گیا ہے کہ بچہ کی ولادت، ختنہ، بچہ بچی کی شادی ہو تو پہلے میلاد ہو جانی چاہیے۔ میلاد النبی کے جلوس مع مائک، ریڈیو طرح طرح کے باجے دھوم دھام کے ساتھ نکالنے کا اہتمام والتزام کرنا شرعاً کیسا ہے؟ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم دور خلافت زمانہ صحابہ کرام وائمہ اربعہ میں اس قسم کے میلاد و جلوس نکالنے کا ثبوت ہے؟

(۲) محفل میلاد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کا آنا اور تعظیماً کھڑے ہو جانا یہ عقیدہ رکھنا اسلام اور توحید کے دائرے میں کہاں تک درست ہے؟

(۳) اس جلوس میں روضۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل کرتے ہوئے قبر بنانا خانہ کعبہ پر جس طرح تعظیماً غلاف چڑھایا جاتا ہے اسی طرح اس قبہ پر بھی اور اس کو بازاروں میں دھوم دھام سے لیتے پھرنا اسلام و توحید کی رو سے کیسا ہے؟

(۴) اس قسم کے جلوس میں شرکت اور اس میں امداد کرنا کیسا ہے؟

(۵) میلاد کا ذکر قرآن وحدیث میں کونسی جگہ ہے؟

المستفتی: شاہد گیاوی

۸۶/۹۲ء

الجواب ــــــــــــ بعون الملک الوهاب ــــــــــــ!

(۱) میلاد شریف ربیع الاول شریف کے علاوہ دیگر مہینوں میں بھی کرنا جائز و مستحسن ومندوب وخوب ہے۔ ہر خوشی وغم کے موقع پر مجلس میلاد پاک کرنا باعث اجر جزیل وثواب عظیم ہے۔ اس کے لئے ماہ ربیع الاول ہی کی تخصیص نہیں۔ میلاد شریف میں سرور کائنات ﷺ کے اخلاق جمیلہ وصفات حمیدہ وفضائل عالیہ اور ان کی سیرت مبارکہ بیان کی جاتی ہے جس کے سننے سے ایمان میں تازگی، روح میں بالیدگی اور ذوق عمل پیدا ہوتا ہے۔ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی بعثت پاک ہمارے لئے بلکہ ساری کائنات وتمامی موجودات کے لئے رحمت خداوندی ہے۔ حضور کے ذکر جمیل کے ساتھ جو کار خیر کیا جائے گا وہ کام مبارک اور باعث خیر وبرکت ہوگا۔ حضور اکرم ﷺ کی تعریف وتوصیف جس طرح بھی کی جائے نظم میں یا نثر میں، اجتماعی طور پر یا انفرادی طریقہ پر بہر حال جائز و باعث اجر وثواب ہوگا۔ ہاں منکرات ومنہیات ولغویات سے پرہیز بہر حال ضروری ہے۔ ڈھول باجے تو شرعاً ویسے بھی ناجائز ہیں۔ مجلس میلاد پاک میں ان لغویات کا استعمال بدرجہ اولیٰ ناجائز و گناہ ہوگا۔ ہاں میلاد شریف لاؤڈ اسپیکر پر کہ دور تک لوگ سنیں جائز ہے۔ قرآن حکیم میں: تُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ فرمایا

یعنی جس کام سے سرکار رسالت کی عظمت وشوکت، تعظیم وتکریم کا اظہار ہو سب جائز۔ خیر القرون وعہد خلافت راشدہ و زمانہ ائمہ کرام میں بھی لوگ ذکر ولادت کرتے اور سنتے تھے۔ اگرچہ اس ہیئت کذائیہ کے ساتھ نہ تھا۔ تفسیر روح البیان میں ہے: **ومن تعظیمه عمل المولد اذالم یکن فیه منکر قال الامام السیوطی یستحب لنااظهار التشکر لمولده علیه السلام.** ''تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے میلاد پاک منانا بھی ہے جب کہ اس میں منکرات شرعیہ نہ ہوں۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے فرمایا ولادت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موقعہ پر ہمارے لئے اظہار تشکر مستحب ہے۔'' مزید اطمینان کے لئے علمائے ملت اسلامیہ کی تصنیفات کا مطالعہ کیجئے۔

(۲) یہ عقیدہ شاید کسی بھی مسلمان کا نہیں کہ روح مبارک میلاد شریف کی مجلس میں رہتی ہے۔ اختتام مجلس پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا بیشک جائز و درست ہے۔ قرآن حکیم میں ہے: **یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا.**
''اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔'' (ترجمہ کنز الایمان)

(۳) عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار کے لئے جلوس نکالنا جائز لیکن روضہ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی نقل اتار کر بازاروں میں گھمانا، غلاف چڑھانا ناجائز و باعث گناہ ہے۔

(۴) ایسا جلوس جس میں مذکورہ باتیں ہوں شرکت جائز نہیں۔

(۵) قرآن حکیم میں ہے: **لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الخ.** ''بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔'' (ترجمہ کنز الایمان) **لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا الخ.** ''بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان پر انہیں میں سے ایک رسول بھیجا'' (ترجمہ کنز الایمان) **قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ الخ.** ''بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا'' (ترجمہ کنز الایمان) وغیرہ آیات بینات سے میلاد شریف کا مفہوم سمجھا جاسکتا ہے۔ حدیث شریف میں سرکار نے خود ہی اپنی بعثت پاک کے متعلق ارشاد فرمایا۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لئے تخت بچھانا ثابت ہے۔ المختصر! تفصیل کے لئے جگہ تنگ دفتر درکار ہے۔ **وھو اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

استفتاء ۷۸۲

مسئلہ: محترم و معظم جناب مفتی اعظم، دار الافتاء ادارۂ شرعیہ، سلطان گنج، پٹنہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ امید کہ مع الخیر ہوں گے۔

اعظم صاحب میری تعلیم نہیں، نہ ٹاؤن کا باشندہ ہوں کہ کچھ اردو لکھ اور بول سکوں۔ صرف صحیح روایات کے دلچسپ خواہاں ہیں کہ خود بھی صحیح روایات پر عمل کروں اور عام لوگوں کو کراؤں۔ میری بے ادبی کو معاف

فرمائیں تو تحریر کروں کہ آپ نے جس دن ۵٦٦ نمبر کا جواب تحریر فرمایا ہے دن تاریخ دینا بھول گئے ہیں۔ دن تاریخ مرقومہ سے حوالہ دینے میں سہولت ہوتی ہے۔ دوسری بات آپ نے اپنی جو تحریر فرمایا ہے کچھ ایسے لپیٹ میں فرمایا ہے کہ الہ آباد کے مولوی فاضل صاحب بھی نہیں پڑھ سکتے ہیں۔ لہٰذا آپ سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ اپنا نام خوشخط شکل میں تحریر فرما کر ارسال فرمائیں۔

آپ نے جو جواب ۵٦٦ تحریر فرمایا ہے اور مفتیوں کے جواب سے زمین آسمان کا فرق ہے۔ ذیل میں آپ ہی کے بریلوی حضرات کے صرف دو تین فتاوے پیش کر رہا ہوں جس سے آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہمارے جواب میں کونسی خامی اور غلطی ہے۔ آپ لوگ اس قدر تعلیم یافتہ اور ادارے کا پوسٹ لئے ہوئے ہم جاہلوں کو بھول بھلیوں میں ڈال کر گمراہ اور تعصب کے راستے پر لگائے ہوئے ہیں۔ اب آپ سے سوال اور جواب طلب یہ ہے۔ ذیل فتاوے کو مطالعہ فرما کر آپ اپنا اٹل فیصلہ صادر فرمائیں۔ آپ نے جو قرآنی آیات: لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ، لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ. ''بیشک اللہ نے مومنوں پر احسان کیا۔ بیشک تشریف لائے تمہارے پاس تم میں سے وہ رسول۔'' سے میلاد شریف کا مفہوم لکھا ہے اور لکھنے کے بعد لکھا ہے مفہوم سمجھا جا سکتا ہے۔ قرآنی آیات کا معنی مفہوم ایک ہی ہوا کرتا ہے۔ ہاں حدیثوں میں صحیح ضعیف روایتیں ہوتی ہیں۔ براہ کرم مذکورہ مفہوم پر پھر دوبارہ نظر ثانی اور اپنے مفتیوں کے فتاوے مطالعہ فرما کر اپنا اٹل فیصلہ صادر فرمائیں۔ مجھے صحیح روایات پر عمل کرنا اور کروانا مقصد ہے۔

سوال— آج جو میلاد رائج ہے یعنی ویڈیو، لاؤڈ اسپیکر، مائک کے علاوہ اور بھی باجے گاجے، مائک پر طبلہ کی وہ آوازیں اور وہ کہانیاں ہوتی ہیں کہ ایمان کو گوارہ نہیں کہ تحریر کیا جائے۔ خواہ جس قدر بھی عابد زاہد ہو خیالات الٹ پلٹ اور اس کے اندر سے اسلامی روح اسلامی جذبہ جاتا رہتا ہے۔ اس شکل اس قسم کا میلاد مروجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا نبی علیہ السلام کے زمانہ صحابہ کرام ائمہ اربعہ کے زمانہ میں تھی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک مجلس میلاد میں آنے کا شریعت سے ہے، ایسا عقیدہ رکھنا کیسا ہے؟ میلاد کا ذکر قرآن کے کون سے پارے، حدیثوں سے کونسی حدیث اور باب میں ہے۔ مع حوالہ عبارت میں جواب دینے کی تکلیف گوارہ فرمائیں۔ فقط— میلاد مروجہ سے متعلق مختلف اشخاص کے فتاوے۔

المستفتی: شاہد گیاوی

(درج ذیل کا جواب دیوبندی مولویوں کا ہے)

٩٢/٨٦ء

الجواب ——— بعون الملک الوہاب ———!

جواب— (۱) میلاد مذکور کا ثبوت شریعت میں کسی شکل میں نہیں ہے اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ کسی نبی علیہم السلام اور

نہ صحابہ کرام تابعین وتبع تابعین اور نہ چاروں اماموں کے زمانہ میں اس کا رواج تھا اور یہ تصور ہرگز صحیح نہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک محفل میلاد میں تشریف لاتی ہے۔قرآن وحدیث میں اس کا کہیں ذکر نہیں۔سب کے سب غلط بے ثبوت ہیں۔**اللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم**

صدر عالم،۸-۱۲-۹۶ء
کتبہ

جواب—(۲) صحیح ہے۔

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتادارالعلوم اشرفیہ،مبارکپور،اعظم گڈھ،یوپی
جمادی الاول ۱۳۹۵ھ

جواب— (۳) مولانا تھانوی— کاشف رموز قرآن مولانا حافظ قاری شاہ اشرف علی تھانوی اپنی کتاب مشہور بہشتی زیور ہر مکتبوں،مدرسوں،اسکولوں میں کورس میں ہے۔۱۱رہواں حصہ،حصہ۶ میں صفحہ ۷۶ میں رقمطراز ہیں۔نمبر۲: خاص کر میلاد خواندہ اشعار زیادہ پڑھتے ہیں۔جس طرز میں پڑھتے ہیں ایمان کی تازگی بالیدگی کے بجائے خرابی کا اندیشہ ہے۔نمبر۳: میلاد کی جتنی کتابیں ہیں اکثر کیا کہ سب کے سب غلط وضعیف ہیں۔کوئی روایت صحیح نہیں۔پڑھنا سننا سب کے سب گناہ ہے۔ نمبر۴: بعضے یوں سمجھتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم محفل میلاد میں تشریف لاتے ہیں تعظیم کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں۔اس بات پر شرع میں کوئی دلیل نہیں۔جو بات شرع میں نہ ہواس کا یقین کرنا سخت گناہ ہے۔نمبر۵: مٹھائی یا کھانا تقسیم کی اندے چندے کرنا یہ بھی گناہ ہے اور برا ہے۔غریبوں کی حلال کمائی کو اسراف خرچ میں ڈالنا ہے۔

شاہ اشرف علی تھانوی
کتبہ

جواب—(۴) مروجہ میلاد بدعت وگناہ ہے۔۶۰۰ھ میں شاہ اربل نے ایجاد کی ہے۔دور رسالت اور صحابہ اور تابعین وتبع تابعین میں کہیں اس کا ذکر اور وجود نہ تھا۔فقط

کفیل الرحمٰن،نظام الدین،۱۰-۴-۹۷ء
کتبہ

جواب—(۵) میلاد مروجہ جو امور محدثہ ممنوع کو مشتمل ہے ناجائز وبدعت ہے۔

عزیز الرحمٰن عفی عنہ،مفتی اعظم دارالعلوم،دیوبند ۱۳۶۲ھ
کتبہ

نوٹ—اس قسم کے جوابات میرے پاس ۲۶ ہیں۔باضابطہ ادارہ مہر اور کتابی شکل میں خلاصہ جواب دیجئے۔

(اہل سنت والجماعت کا جواب ملاحظہ فرمائیں)

۸۶/۹۲ھ

الجواب ـــــــ بعون الملک الوہاب ـــــــ !

سائل نے جن لوازمات کے ساتھ میلاد شریف کے جواز یا عدم جواز کا سوال کیا ہے اس طرح کا میلاد شریف تو اب تک دیکھنے اور سننے میں نہیں آیا۔ ممکن ہے کہ جہالت کی بنا پر کچھ لوگ ایسا کرتے ہوں۔ لیکن باجے گاجے اور طبلہ کے ساتھ جو مجلس ہو اسے میلاد شریف کہنا ہی انتہائی جہالت وسفاہت ہے۔ ایسی مجلس یقیناً ناجائز اور اس میں شریک ہونا گناہ ہے اور خیر القرون وعہد ائمہ کرام میں ایسی مجلس کا ہونا یا اس کا ثبوت طلب کرنا بھی جہالت وحماقت ہے جب کہ موجودہ دور کا مسلمان بھی اسے گوارہ نہیں کرسکتا اور نہ ایسی مجلسوں کو جائز ودرست سمجھتا ہے۔

اب سوال نفس میلاد شریف کا ہے کہ یہ جائز ہے یا نہیں؟ تو سب سے پہلے سائل کو چاہئے کہ میلاد کے معنی ومفہوم کو اچھی طرح سمجھے اس کے بعد جائز وناجائز کا سوال کرے۔ علمائے ملت اسلامیہ اور فقہائے کرام نے جس میلاد شریف کو جائز ومستحسن قرار دیا ہے وہ میلاد مبارک وہ ہے جس میں جان رحمت ﷺ کی بعثت پاک اور آپ کے فضائل وکمالات آپ کی رفعت وعظمت و معجزات اور آپ کے اخلاق حمیدہ واوصاف کریمہ اور آپ کی سیرت مبارکہ کو بیان کیا جاتا ہے، جہاں فواحش ولغویات ومنکرات و منہیات ہرگز نہیں ہوتے اور یہی طریقہ مسلمانوں میں رائج ہے۔ جس کے متعلق پہلے لکھا جاچکا ہے کہ میلاد شریف کا مذکورہ مفہوم آیات قرآن سے بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ ان آیات بینات میں بھی حضور اکرم ﷺ کی بعثت پاک اور آپ کے اوصاف پسندیدہ کو بیان کیا گیا ہے اور جہاں تک ذکر ولادت پاک کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں وہ حدیث بھی موجود ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے مجمع صحابہ میں اپنے حسب ونسب کی شرافت وعظمت بیان فرما کر طعن کرنے والوں کا جواب دیا ہے اور اسی میلاد پاک کے بارے میں تفسیر روح البیان میں ہے: **ومن تعظیمه عمل المولد اذا لم یکن فیه منکر قال الامام السیوطی یستحب لنا اظهار الشکر لمولده علیه السلام.** ''لغویات ومنکرات سے پاک حضور علیہ السلام کی ولادت پاک کا ذکر کرنا بھی آپ کی تعظیم سے ہے۔'' پہلے جواب دیا جاچکا ہے کہ شاعر بارگاہ رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی المولیٰ عنہ سرور کائنات ﷺ کی مدح سرائی نظم میں کرتے اور ان کے لئے منبر بچھایا جاتا اور سرور عالم ﷺ فرماتے: **اللهم ایده بروح القدس.** ''اے اللہ! مقدس روح (حضرت جبرئیل) سے ان کی تائید فرما'' اور اسی میلاد شریف کے متعلق عارف باللہ مولانا سید جعفر برزنجی رحمتہ اللہ علیہ کا رسالہ عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر حرمین شریفین ودیگر بلاد اسلام میں رائج ہے جس کی تعریف مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی نے تاریخ الحرمین میں کی ہے۔ اسی میں ہے: **قد استحسن القیام عند ذکر ولادة الشریفة.** ''ذکر ولادت پاک کے وقت قیام مستحب ہے۔'' اور اس کی شرح فاضل اجل سیدی جعفر بن اسماعیل بن زین العابدین علوی مدنی نے الکواکب الازہر علیٰ عقد الجوہر لکھی ہے۔

فقیہ محدث مولانا عثمان بن حسن دمیاطی اپنے رسالہ اثبات قیام میں فرماتے ہیں: **القیام عند ذکر ولادة سید المرسلین امر لا شک فی استحبابه واستحسانه وندبه یحصل لفاعله من الثواب الاوفر والخیر الاکبر.** ''سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

"کے ذکر ولادت پاک کے وقت قیام ایسا عمل ہے جس کے مستحب و مستحسن و مندوب ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اس عمل کے انجام دینے والے کو کافی ثواب اور بڑا اجر حاصل ہوتا ہے۔" سائل کی نظر سے شاید ابولہب کا وہ واقعہ نہیں گزرا کہ ولادت سید المرسلین ﷺ کے موقع پر مسرت و شادمانی میں اس نے اپنی جاریہ ثوبیہ کو آزاد کر دیا تھا۔ بخاری شریف جلد دوم میں ہے: فلما مات ابو لهب اريه بعض اهله بشر هيئته قال له ماذا لقيت قال ابو لهب لم الق بعدكم خيرا انى سقيت فى هذه بعتاقتى ثويبه الخ. "جب ابولہب مرگیا تو اس کے گھر والوں میں سے کسی نے اس کو خواب میں دیکھا تو عذاب میں مبتلا تھا، پوچھا: اے ابولہب تیرا کیا حال ہے؟ تو اس نے کہا مجھے کوئی بھلائی نہیں ملی سوائے اس کے کہ ثوبیہ کے آزاد کرنے کی وجہ سے مجھے اس انگلی کے ذریعہ سیراب کیا جاتا ہے۔" اس سلسلہ میں اگر علمائے کرام وفقہائے عظام کی تصنیفات کثیرہ واقوال و براہین وافرہ کا تذکرہ کیا جائے تو ضخیم کتاب ہو جائے۔ طالب حق کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ مدت سے میلاد، سلام وقیام بین المسلمین متوارث ہے۔ درمختار میں ہے: ماتوارثه المسلمون فوجب اتباعه. "وہ امور دینیہ جو مسلمانوں میں متوارث ہوں ان کا کرنا واجب ہے۔" امام علامہ احمد بن محمد قسطلانی شرح صحیح بخاری مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں الفعل يدل على الجواز وعدم الفعل لايدل على المنع. "بین المسلمین کسی عمل کا رائج ہونا جواز پر دلالت کرتا ہے اور کسی کا رائج نہ ہونا ممانعت پر دلالت نہیں کرتا۔" استاذ المحدثین سید احمد دحلان مکی درر السنیہ میں فرماتے ہیں: من تعظيمه صلى الله عليه وسلم الفرح بليلة الولادة وقراة المولد والقيام عند ذكر ولادة صلى الله عليه وسلم واطعام الطعام وغير ذالك ممايعتاد الناس من انواع البرفان ذالك كله من تعظيمه صلى الله عليه وسلم. "نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تعظیم سے ہے شب ولادت خوشی کا اظہار کرنا، میلاد خوانی، ذکر ولادت پاک کے وقت قیام وسلام، لوگوں کو کھانا کھلانا وغیرہ نیکیوں کی جتنی قسمیں لوگوں میں رائج و عادات جاری ہیں وہ سب جائز و تعظیم نبی سے ہیں۔" ترمذی شریف وابن ماجہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے الحلال ما احل الله فى كتابه والحرام ماحرم الله فى كتابه وما سكت عنه فهو مماعفا عنه. "وہ باتیں حلال ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں حلال فرمایا اور وہ باتیں حرام ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں حرام قرار دیا اور جن کے بارے میں کچھ نہ فرمایا تو وہ معاف ہیں۔" نیز سنن ابوداؤد شریف میں عبداللہ بن مبارک سے مروی ہے: ما احل الله فهو حلال وما حرم فهو حرام وماسكت عنه فهو عفو. "جس چیز کو اللہ نے حلال فرمایا وہ حلال ہے اور جس چیز کو حرام فرمایا وہ حرام ہے اور جس کے بارے میں کچھ نہ فرمایا وہ معاف ہے۔" شریعت مطہرہ میں حلال وحرام کی تشریح کر دی گئی۔ اس کے علاوہ کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کے متعلق کوئی صراحت موجود نہیں۔ لہٰذا وہ چیزیں معاف ہیں۔ اب اگر کوئی شخص اپنی طرف سے اسے حلال وحرام کہے تو یہ شریعت پر افترا ہوگا۔ تمام امور محدثہ کو ناجائز کہہ دینا اور اس کے کرنے والوں کو بدعتی وخطاوار سمجھنا حماقت ہے۔ یہ صحیح ہے کہ مروجہ میلاد شریف کا موجد شاہ اربل ہے مگر کیا صرف اس بنا پر یہ ناجائز وگناہ ہے کہ صحابہ وتابعین کے زمانہ میں نہ تھا۔ اگر اسی قاعدہ کلیہ کو ہر جگہ پیش کیا جائے تو بڑی قباحت لازم آئے گی اور حدیث پاک کے حکم کے خلاف ہوگا۔ جان رحمت ﷺ نے فرمایا: من سن فى الاسلام سنة حسنة فلها ولمن عمل بها ومن سن فى الاسلام سنة سيئة فعليها ولمن عمل بها. یعنی جس نے اسلام میں نئی چیزیں ایجاد کیں اگر وہ چیز فی نفسہ اچھی ہے تو موجد وعامل دونوں کو ثواب ملے گا اور جس نے اسلام میں بری راہ یا برا طریقہ نکالا تو

موجد و عامل دونوں گنہگار ہوں گے۔ اس لئے یہ تسلیم کرنا ہی ہوگا کہ ہر بدعت ناجائز و گناہ نہیں بلکہ بعض بدعت اور امور محدثہ تو ضروری اور اس پر عمل کرنے والا اجر عظیم کا مستحق ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کے متعلق فرمایا: **نعمت البدعة هذه.** یہ بہت اچھی بدعت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز چاشت کے متعلق فرماتے ہیں: **انها بدعة و نعمت البدعة وانها لمن احسن ما احدثه الناس.** کیا ہی عمدہ بدعت ہے اور بلاشبہ وہ ان بہتر چیزوں سے ہے جو لوگوں نے نکالی ہیں۔ سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **احدثتم قيام رمضان فدوموا عليٰ مافعلتم ولا تتركوا.** یعنی قیام رمضان جو تم نے نکالا ہے اسے ہمیشہ کرتے رہو اور کبھی نہ چھوڑو۔ اگر تمام امور محدثہ بدعت سیئہ اور شرعاً محذور و ممنوع ہیں تو سائل کا کیا خیال ہے تراویح کے متعلق اور جمع قرآن کے متعلق اور قرآن حکیم کے حرکات زیر وزبر وغیرہ کے متعلق اور مسجدوں کو مزین و آراستہ کرنے کے بارے میں اور مجلس وعظ و آذان اور نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کے متعلق اور مدرسہ کے قیام و چندہ و جلسہ دستار بندی و ختم بخاری شریف کے بارے میں؟ کیا یہ امور محدثہ نہیں اور کیا خیال ہے مفتیان کرام کا ان کتابوں اور ان کی تحریر و مسائل کے بارے میں جو بہت بعد میں لکھی گئی ہیں جن میں بہت سے ایسے مسائل ہیں جو قرون اولیٰ میں نہ تھے، جیسے نصاب الاحتساب فتاویٰ عالمگیری، فتاویٰ اسعدیہ، فتاویٰ حامدیہ، طحطاوی علی الدرر، طحطاوی علی المراقی الفلاح، عقود الدریہ، درمختار وغیرہ۔

سائل کا یہ کہنا کہ قرآن حکیم کی آیتوں کا معنی ومفہوم ایک ہی ہوتا ہے، ہاں حدیثوں میں صحیح وضعیف روایتیں ہوتی ہیں۔ اس جملہ سے سائل کے خیالات اور اس کے مبلغ علم اور اس کی عقل و شعور کا پتہ چلتا ہے۔ سائل نے تو خود ہی اپنی تحریر میں مولوی اشرف علی کو کاشف رموز قرآن لکھا ہے۔ اگر آیات قرآنی کا معنی مفہوم ایک ہی ہوتا ہے تو پھر کاشف رموز قرآن کا مطلب کیا ہوا اور سائل کا کیا خیال ہے قرآن کریم کی ان آیات کے متعلق **فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ.** اور **يَدُاللّٰهُ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ** اور **مَارَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى.** پھر یہ کہ **ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ.** کیا خدائے عزوجل کے لئے چہرہ، ہاتھ، جسم وغیرہ کا ہونا سائل تسلیم کرتا ہے جیسا کہ کچھ ملاؤں نے اپنی کتابوں میں یہ لکھ دیا کہ خدا کو جسم و جسمانیات سے پاک ماننا بدعت ہے۔ اگر آیات قرآنی کا معنی ومطلب ایک ہی ہوتا تو پھر مفسرین کرام نے قرآن حکیم کی اب تک جو سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں جلدوں میں تفسیریں لکھی ہیں وہ سب لغو اور بیکار — بایں عقل و دانش بباید گریست۔ سائل نے یہ بھی لکھا ہے کہ ذیل میں آپ ہی بریلویوں کے دو فتوے پیش کر رہا ہوں۔ یہ بھی خوب کہی۔ سائل نے تو ایک فتویٰ امارت شرعیہ خانقاہ رحمانی مونگیر کا اور دوسرا فتویٰ دارالعلوم دیوبند کا، تیسرا فتویٰ مولوی اشرف علی تھانوی کا اور مفتی اعظم دیوبند کا پیش کیا اور ایک مفتی عبدالمنان صاحب، مبارکپور، اعظم گڑھ کا صرف نام لکھا اور ان کی تحریر پیش نہیں کی ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ بریلوی مولوی کا جواب کس طرف اور کہاں لکھا ہے۔ فتویٰ تو دیوبندیوں کا پیش کر رہے ہیں اور نام بریلویوں کا لکھ رہے ہیں۔ چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ پیش کردہ فتووں میں ایک جگہ مفتی صاحب نے یہ لکھا کہ میلاد کی جتنی کتابیں ہیں اکثر کیا کہ سب کی سب غلط اور ضعیف ہیں جس کا پڑھنا اور سننا گناہ ہے۔ ٹھیک ہی ہے جس مفتی کے نزدیک میلاد شریف ہی ناجائز و گناہ و بدعت سیئہ ہے تو اس موضوع پر لکھی گئی کتابیں بھلا کب صحیح ہو سکتی ہیں۔ اس سے مفتی صاحب کی وسعت نظر کا بھی پتہ چلتا ہے کہ موضوع میلاد پر لکھی گئی اردو وفارسی و عربی کی جملہ

کتابوں کا بالاستیعاب مطالعہ فرما چکے ہیں۔

مضمون طویل ہوتا جارہا ہے۔ مختصر یہ کہ سائل صاحب نے جو یہ لکھا ہے کہ میں صحیح روایات کا خواہاں ہوں کہ خود بھی عمل کروں اور دوسروں سے بھی عمل کرواؤں۔ بہت نیک خواہش اور اچھا جذبہ ہے۔ بس تو اتنا سمجھ لیجئے کہ قرآن حکیم میں سرور کائنات علیہ السلام کے متعلق فرمایا گیا ہے: وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ. یعنی اس کی تعظیم وتوقیر کرو۔ اس لئے یہ عرض ہے کہ:

مخواں او را خدا از بہر حفظ شرع و پاس دیں
دگر ہر وصف کش می خواہی در مدحش املا کن

سائل کو معلوم ہونا چاہیے کہ دلیل عدم جواز کی ہوتی ہے نہ کہ جائز ہونے کی بغیر دلائل شرعیہ کسی چیز کو مکروہ بھی نہیں کہہ سکتے۔ حرام وناجائز کہنا تو شریعت طاہرہ پر افترا اور انتہائی حماقت وجسارت ہے۔ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ. ''اے محبوب: فرمادو لاؤ اپنی دلیل اگر سچے ہو۔'' (کنز الایمان) یہ سب ایمان اور محبت کی باتیں ہیں۔ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والوں میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے اور ابو جہل بھی۔ آنکھیں دونوں کو تھیں مگر دیکھنے میں بڑا فرق تھا۔

محبت کو سمجھنا ہے تو ناصح خود محبت کر ☆ کنارے سے کبھی اندازۂ طوفاں نہیں ہوتا

هذا ما ظهر عندی و من ادعی بخلافه فعلیه البیان و هو اعلم بالحق و الصواب و الیه المرجع و المآب.

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۴-۷-۷۷ء

استفتاء ۷۸۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میلاد شریف میں جو قیام کیا جاتا ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ فرض، واجب، سنت یا مستحب کیونکہ اکثر یہ اعتراض کردیا جاتا ہے۔

المستفتی: ڈاکٹر صغیر احمد، راجا بازار گونڈہ، دیوریا (یوپی)

۷۸۶/۹۲

الجواب

میلاد شریف اور قیام تعظیمی کے متعلق کتاب وسنت واجماع امت سے ممانعت وعدم جواز کا ثبوت نہیں ملتا۔ اس کے جائز ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے امام علامہ احمد بن محمد قسطلانی شارح بخاری شریف مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں: الفعل یدل علی الجواز وعدم الفعل لایدل علی المنع۔ ''فعل جواز کی دلیل ہے اور عدم فعل ممانعت کی دلیل نہیں۔'' جان رحمت علیہ السلام کا ذکر جمیل اور آپ پر درود بھیجنا عشق وایمان کی دلیل اور باعث ازدیاد محبت وتازگی ایمان ہے۔ تعزروه توقروه (قرآن حکیم) نبی کریم علیہ التحیۃ

والتسلیم کی تعظیم وتوقیر کرو یہ حکم مطلق بلاتقیید ہے جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ ہر وہ فعل جس سے عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کا اظہار ہو وہ کرنا جائز اور باعث اجر جزیل اور امتثال حکم رب جلیل ہے قرآن حکیم میں درود شریف کے متعلق ارشاد فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ الخ "بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے نبی پر (ترجمہ کنزالایمان) یہاں بھی صلوٰۃ وسلام کی نوعیت نہیں بیان کی گئی لہٰذا صلوٰۃ وسلام کی فضیلت کے پیش نظر کھڑے ہو کر پڑھنا باعث اجر عظیم ہے۔ لہٰذا میلاد وقیام مستحسن و مندوب پسندیدہ وخوب ہے۔

نوٹ: استفتاء جوابی لفافہ میں بھیجیں پوسٹ کارڈ میں لکھ کر بھیجنا اُصولاً غلط ہے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۲۶/۷/۷۸ء

استفتاء ۷۸۴

مسئلہ: مکرمی ومحترمی جناب مفتی صاحب دامت برکاتکم السلام علیکم!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میلاد شریف میں قیام کیا جاتا ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیونکہ اکثر یہ اعتراض کر دیا جاتا ہے کہ قیام فرض ہے واجب۔ سنت یا مستحب؟

المستفتی: مدرسہ اہلسنت جامع العلوم مدن پور، بردوان

۹۲/۷۸۶

الجواب ــ !

میلاد وقیام کے جواز یا عدم جواز پر دلائل ثبوت پیش کرنے سے پہلے اس کی غرض وغایت اور مقصد کو سمجھنا ضروری ہے۔ یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ میلاد وقیام سے اس کے فاعل وعامل کا مقصد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم اور اظہار محبت وعظمت ہے اور حضور روحی فداہ کی عزت وتکریم جزء ایمان ہے۔ قرآن حکیم نے ان کی عزت وتوقیر کا حکم فرمایا لہٰذا اس کے جائز اور باعث اجر عظیم ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے قرآن حکیم میں ان پر درود وسلام پڑھنے کا حکم بلاتقیید فرمایا لہٰذا حدود شرعیہ میں رہ کر جس طرح اور جیسی بھی تعظیم کی جائے جائز ودرست ہے۔

مخواں اورا خدا از بہر حفظ شرع پاس دیں ☆ دگر ہر وصف کش می خواہی در مدحش املا کن

عقد الجواہر میں عارف باللہ حضرت مولانا سید جعفر برزنجی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے: **قد استحسن القیام عند ذکر ولادته الشریفة** "ترجمہ: بیشک نبی ﷺ کے ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا مستحسن ہے۔"

فقیہہ محدث مولانا عثمان بن حسن دمیاطی رسالہ اثبات قیام میں فرماتے ہیں: **القیام عند ذکر ولادة سید المرسلین**

امر لاشک فی استحبابه واستحسانه وندبه یحصل لفاعله من الثواب الاوفر والخیر الاکبر. "ترجمہ: ذکر ولادت شریف سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت حضور ﷺ کی تعظیم کو قیام کرنا بیشک مستحب و مستحسن ہے، جس کے فاعل کو ثواب کثیر و فضل کبیر حاصل ہوگا۔"

المختصر: میلاد میں قیام جائز ہے نا جائز کہنے والا عدم جواز کی دلیل پیش کرے۔ وھو اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۷۸/۸/۱۷ء

استفتا ۷۸۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

لکھن پور شریف میں حضرت شاہ چندن اولیا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے ارد گرد تقریباً چار سو سالہ مسلمانوں کا ایک پرانا قبرستان ہے۔ اب یہاں کہ کچھ لوگ قبرستان سے ہوکر ایک عام راستہ بنانا چاہتے ہیں اور اس راستہ کو پی، ڈبلو، ڈی، پکی سڑک سروے کی روڈ سے ملا دینا چاہتے ہیں۔ یہ راستہ بنانے میں تقریباً آٹھ، دس قبریں شہید ہو جائیں گی۔ لہٰذا ان قبروں کے شہید کرنے سے ازروئے شرع لوگوں کو روکا جائے یا چھوڑ دیا جائے۔ قبروں کے شہید کرنے والوں کے لئے کیا وعید ہے؟ بحوالہ کتب معتبرہ جلد از جلد جواب عنایت فرمایا جائے۔ مہربانی ہوگی۔

المستفتی: سید فدا حسن، ساکن لکھن پور، ڈاکخانہ اثر گنج، ضلع مونگیر

۷۳/۶/۱ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــ اللّٰھم ھدایة الحق والصواب ــــــــ !

شریعت طاہرہ میں قبور مسلمین کے احترام کا حکم فرمایا گیا ہے۔ حدیث شریف میں ہے: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لاتجلسوا علی القبور ولاتصلوا الیها یعنی قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ اس کی طرف نماز پڑھو۔ دوسری حدیث (میں) جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں (مذکور ہے) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لان یجلس احدکم علی جمرة فتحرق ثیابهٗ فتحرق الی جلدهٖ خیر له من ان یجلس علی قبره (رواه مسلم) یعنی قبر پر بیٹھنے سے بہتر یہ ہے کہ کوئی شخص انگارے پر بیٹھے اور وہ اس کے کپڑے اور کھال کو جلا دے۔ درمختار میں ہے: یکره المشی فی طریق ظن انه محدث حتی اذالم یصل الی قبره الابوطی قبر ترکهٗ یعنی قبرستان میں اس راستہ سے چلنا مکروہ ہے جس کو یہ سمجھ رہا ہے کہ جدید راستہ ہے۔ یہاں تک کہ اگر قبر تک پہونچنے میں کسی قبر کو روند کر جانا پڑے تو قبر تک نہ جائے۔ لہٰذا قبرستان میں راستہ

بنانا سخت گناہ اور ناجائز ہے جو لوگ ایسا کرنا چاہتے ہیں ان کو اس فعل مذموم سے روکا جائے۔ قبور مسلمین کو شہید کرنے والے اس پر مکان یا راستہ بنانے والے سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہوں گے۔ وھو تعالیٰ اعلم و علمہٗ جل مجدہٗ اتم۔

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۲۱/۶/۷۳ء

استفتاء ۷۸۶

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) ہمارے یہاں ایک قبرستان ہے جس میں کافی کھڑ (گھاس) پیدا ہوتا ہے۔ نیز اس میں معتد بہ شیشم کے درخت بھی ہیں۔ قبرستان کے کھڑ اور شیشم سے تقریباً آٹھ نو سو روپے کی سالانہ آمدنی ہوتی ہے۔ لہٰذا دریافت طلب یہ بات ہے کہ روپیہ مذکور کس مد میں خرچ کیا جائے؟ اگر روپیہ مذکور کسی خاص آدمی کے پاس جمع کیا جاتا ہے تو خزانچی اکثر و بیشتر روپیہ مذکور میں خیانت کرتا ہے۔ بلکہ سو فیصد تجربہ ہے کہ قبرستان کی آمدنی غصب ہو جایا کرتی ہے۔ لہٰذا اگر اسکول میں جہاں بچوں کی ابتدائی تعلیم کے ساتھ ان کو دینی تعلیم بھی دی جاتی ہے ایسے اسکول میں قبرستان کا روپیہ خرچ کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ مع حوالہ کتب تحریر فرمائیں۔ اگر ایسے اسکول میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے تو اس روپیہ کو کن کن مدوں میں خرچ کیا جائے؟

(۲) ایک مسلمان شخص نے جب رحلت کیا تو اپنے بیٹے سے ناراض ہو کر رحلت کیا۔ ناراضگی کی وجہ یہ تھی کہ بیٹا اپنے باپ کے حکموں کی تعمیل نہیں کرتا تھا فضول خرچی کرتا تھا۔ گویا بیٹا باپ کے مزاج کے برعکس تھا اور رحلت سے پہلے جا بجا کہتے پھرتے تھے کہ میں نے اپنے بیٹے کو عاق کر دیا ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟ ایسا شخص امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ جواب سے ممنون و مشکور فرمائیں۔

المستفتی: ماسٹر محمد یحییٰ انصاری، مور پرائمری مکتب

۹۲/۷۸۶

الجواب ــــــ بعون الملک الوھاب ــــــ!

(۱) اگر قبرستان مذکور وقف ہے اور واقف نے اس کی آمدنی کے متعلق کوئی شرط بیان نہیں کی ہے تو شرعاً ایک وقف کی آمدنی اسی وقف کے کاموں میں صرف کی جائے گی۔ دوسرے کاموں میں خرچ کرنا جائز نہیں اور اگر وہ وقف نہیں ہے بلکہ کسی خاص شخص کی زمین ہے تو پھر زمین کا مالک جہاں چاہے خرچ کر سکتا ہے۔ اگر اس کی آمدنی کو قبرستان میں لگانے کی کوئی صورت نہیں ہے اور خزانچی خیانت کرتا ہے، آمدنی کا تحفظ مشکل ہے اور وہ قبرستان وقف ہے تو قاضی شرع کے حکم سے

مدرسہ یا مسجد وغیرہ میں اس کی آمدنی صرف کی جاسکتی ہے۔

(۲) باپ اور بیٹے کے مزاج میں اگر تضاد تھا، بیٹا فضول خرچ تھا جس کی بنا پر باپ نے عاق کردیا تو امامت کے سلسلہ میں اس کا اعتبار نہ کیا جائے گا۔ لڑکا اگر پابند صوم وصلوۃ ہے اور شریعت کا پابند ہے تو اس کی اقتدا میں نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ وھوتعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۳-۱۲-۷۵ء

استفتاء ۷۸۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

ہمارے یہاں ہر سال پندرہویں شعبان کو بستی کے مسلمان چندہ جمع کرتے ہیں۔ تقریباً دو سو روپے جمع ہوجاتے ہیں اور عیدگاہ میں عید میلاد النبی ﷺ کا جلسہ کرتے ہیں۔ تقریباً دو بجے تک تقریر ہوتی رہتی ہے۔ ہمارے یہاں عیدگاہ ہی کے بغل میں مسلمانوں کا قبرستان ہے۔ اس طرح بعد میلاد لوگ قبرستان جاتے ہیں اور اسی چندے کی رقم سے تقریباً ۴۰-۵۰ روپے بچا کر موم بتی خریدی جاتی ہے اور قبرستان کے چاروں طرف ہر ہر قدم پر تمام قبرستان میں لوگ موم بتی جلادیتے ہیں اور جلا کر لوگ عیدگاہ میں تقریر سننے آتے ہیں (سب لوگ اہل سنت وجماعت کے ہیں)۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ قبرستان میں ہر قدم پر موم بتی نہیں جلانا چاہیے صرف خوشبو کے لئے اگر بتی جلانا چاہیے۔ براہ کرم جو عقائد اہل سنت ہوں لکھیں۔

المستفتی: محمد لیاقت حسین تیغی، سندر پور، رتوارا، ضلع مظفر پور، حالقام جوگبنی، رانی برات نگر

۹۲/۷۸۶

الجواب ــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــ!

صورت مسئولہ میں قبرستان یا اولیائے کرام کے مزارات پر روشنی کرنا، شمع جلانا نیت پر موقوف ہے۔ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے: **اخراج الشموع الی القبور بدعة واتلاف مال کذافی البزازیة وھذا کله اذا خلا عن فائدة واما اذا کان موضع القبور مسجدا او علیٰ طریق او کان ھناک احد جالسا او کان قبر ولی من الاولیاء او عالم من المحققین تعظیما لروحه اعلاما للناس انه ولی لیتبرکوا به ویدعو الله تعالیٰ عندہٗ فیستجاب لھم امر جائز۔**

”یعنی قبروں پر چراغ لے جانا بدعت اور مال کا ضائع کرنا ہے۔ اسی طرح بزازیہ میں ہے اور یہ سب اسی صورت میں ہے جب کہ یہ فعل بے فائدہ ہو۔ لیکن اگر کسی قبر کی جگہ مسجد ہو یا قبر راستہ پر ہو یا وہاں کوئی بیٹھا ہو یا کسی ولی یا محقق عالم کی قبر ہو تو ان کی روح کی تعظیم کرنے اور لوگوں کو بتانے کے لئے کہ یہ ولی کی قبر ہے تاکہ لوگ اس سے برکت حاصل کریں اور وہاں اللہ سے دعا کریں تو چراغ جلانا جائز ہے۔“

عبارت مذکورہ سے صاف ظاہر ہے کہ مقابر میں روشنی کرنا جب کسی فائدے کے لئے ہو تو جائز ہے۔ فائدے کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔ مقابر سر راہ ہوں کہ گزرنے والوں کو آرام ہوگا اور مردوں کو بھی کہ مسلمان قبر کو دیکھ کر سلام کریں گے، فاتحہ پڑھیں گے، دعا کریں گے، ثواب پہنچائیں گے۔ اگر گزرنے والے نیک ہوں گے تو مردے برکت حاصل کریں گے۔ اگر مردے نیک ہوں گے تو گزرنے والے فیض پائیں گے۔ اگر مسجد قریب ہوگی تو نمازیوں کو آرام ملے گا۔ مقابر میں کوئی بیٹھا ہے تو اسے بھی فائدہ پہنچے گا۔ قرآن حکیم پڑھے گا اور آخر میں فرماتے ہیں کہ بزرگوں کی ارواح کی تعظیم کے لئے روشنی کی جائے غرضیکہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَاتِ (تمام اعمال کا مدار نیتوں پر ہے) اگر قبرستان میں اس نیت سے چراغ جلاتے ہیں کہ مقابر مسلمین کی عزت وحرمت مدنظر ہے، لوگ قبروں کو دیکھیں، فاتحہ پڑھیں، قبروں پر پاؤں نہ پڑے تو چراغ وبتی روشن کرنے میں مضائقہ نہیں چنانچہ کعبہ معظمہ اور حطیم شریف میں روشنی ہوتی ہے، دروازہ پر شمع کافوری جلتی ہے اور روضہ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے ارد گرد تو نہ جانے کتنے برقی قمقمے جلتے ہیں۔ آج شادی بیاہ اور جلسوں میں کس قدر روشنی کا اہتمام کیا جاتا ہے اور کوئی اس کو اسراف وناجائز نہیں کہتا غرضیکہ اگر نیت بخیر ہے تو جائز ورنہ تضیع مال۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارہ شرعیہ بہار، پٹنہ

کـــــــــــــــتـــــــــــــــبـــــــــــــــہ

استفتاء ۸۸۷

مسئلہ: محترم جناب مفتی صاحب قبلہ السلام علیکم!

ایک غیر مقلد اور ایک سنی مولوی میں قبر پر پانی چھڑکنے کے بارے میں بحث چل پڑی ہے۔ غیر مقلد کا کہنا ہے کہ پانی چھڑکنے والا قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے میت کے داہنے ہاتھ کی طرف سے پانی چھینٹے۔ سنی کا کہنا ہے کہ قبر پر سرہانے سے پانی چھڑکنے کا ذکر حدیث میں ہے۔ داہنے بائیں کا کوئی تعین نہیں ہے۔ پانی چھڑکنے والا آزاد ہے جس طرف سے چاہے چھڑکے۔ البتہ چونکہ شارع علیہ السلام اکثر کام داہنی جانب سے کرنا پسند کرتے تھے اگر اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے داہنی جانب سے چھڑکنا بہتر وافضل ہوسکتا ہے مگر بائیں جانب سے چھڑکنا ناجائز وحرام نہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا کسی بھی حدیث میں قبر پر پانی چھڑکنے کے متعلق دائیں بائیں کا تعین ملتا ہے؟

اگر ملتا ہے تو یہ بتائیے کہ داہنی جانب سے کیا مراد ہے؟ نیز یہ بھی واضح فرمائیں کہ پانی چھڑکنا واجب، مستحب کیا ہے؟

المستفتی: محمد غریب اللہ نشتر محلہ چاند ماری، ڈاکخانہ مدھو پور، ضلع سنتھال پرگنہ

۸۶/۹۲ھ

الجواب ــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــ

بعد دفن قبر پر پانی چھڑکنا فرض واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔اس سلسلہ میں سنی عالم کا قول صحیح ہے کہ حدیث شریف میں صرف پانی چھڑکنے کا ذکر ہے، دائیں بائیں کا تذکرہ نہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعید اور اپنے صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ عنہما کی قبر پر پانی چھڑکوایا (ابن ماجہ، وابوداؤد)۔ درمختار میں ہے: ولا باس برش الماء علیہ. ''قبر پر پانی چھڑکنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔'' پانی چھڑکنے سے قبر کی مٹی کی حفاظت ہوتی ہے۔ اگر کوئی پانی نہ چھڑکے تو مجرم نہیں۔ اس لئے داہنے اور بائیں کی بحث فضول ہے۔ ہاں داہنے جانب کو ترجیح اس لئے دی جائے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر کام داہنے جانب سے کرنے کو پسند کرتے تھے تو اس میں مضائقہ نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتــــــــــــــــــــــــبہ

۲۵-۱۲-۷۶ء

استفتاء ۸۹ھ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں کہ:

(۱) اعراس کے نام پر ہزاروں مردوں اور عورتوں کا اختلاط عندالشرع کیسا ہے؟

(۲) گاجے باجے کے ساتھ چادر پوشی کی رسم کی ادائیگی؟

(۳) عوام کا قبور علماء و اولیاء سے لپٹ کر رونا دھونا اور پائتنی میں پیشانیوں کو رگڑنا؟

(۴) عرس کے نام پر عوام کو دعوت دینی؟

(۵) مذکورہ بالا باتیں جس عرس میں ہوتی ہوں وہاں علمائے کرام کا کردار کیا ہونا چاہئے؟ تفصیلی جواب سے نوازیں تاکہ عوام کو اس سے متنبہ کیا جا سکے۔

المستفتی: محمد الیاس نجمی کیراف مولانا نیر صاحب، مدرسہ حمیدیہ، قلعہ گھاٹ، دربھنگہ

۱۸ر جمل ۱۳۹۷ھ

۸۶/۹۲ھ

الجواب ــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــ

(۱) صورت مسئولہ میں اختلاط مرد و زن بہر حال شرعاً ممنوع و ناجائز ہے۔ خصوصاً اولیائے کرام و علمائے عظام کے مزارات مقدسہ پر۔ عدم اختلاط کی صورت میں بھی اصح الاقوال کے پیش نظر زیارت قبور مرد و عورت دونوں کے لئے جائز ہے۔

نورالایقام میں ہے: ندب زیارتها للرجال والنساء علی الاصح. "اصح اقوال کے پیش نظر زیارت قبور مرد و عورت دونوں کے لئے جائز ہے۔" احادیث نبویہ میں دونوں طرح کی حدیثیں وارد ہیں۔ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: لعن اللّٰه زوارات القبور. "قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر اللہ کی لعنت ہے۔" رواہ احمد وابن ماجہ والحاکم عن حسان بن ثابت رضی اللّٰہ عنهما والاولان والترمذی عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه. نیز ابوداؤد وترمذی ونسائی وحاکم میں عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے: لعن اللّٰه زائرات القبور. "قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر اللہ نے لعنت فرمائی۔" احادیث مذکورہ سے عورتوں کا مزارات پر جانا ممنوع و ناجائز ثابت ہوتا ہے۔ دوسری جگہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: کنت نهيتكم عن زيارة القبور الافزوروها. "میں قبروں کی زیارت سے تمہیں منع کرتا تھا لیکن اب زیارت کر سکتے ہو۔" اب اس سلسلہ میں علماء کا اختلاف ہے کہ اس اجازت بعد النہی میں مستورات داخل ہیں یا نہیں؟ تو اکثر و بیشتر اقوال علماء سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس اجازت میں عورتیں بھی شامل ہیں اور کما فی بحر الرائق مگر صرف ضعیفہ و سن رسیدہ عورتوں ہی کے لئے اس اجازت کو محدود رکھا جوان عورتوں کے لئے مکروہ قرار دیا جیسا کہ مساجد کی حاضری کے لئے۔ بلکہ بعض نے تو موجودہ پر آشوب دور و پر فتن ماحول کو مدنظر رکھتے ہوئے مطلقاً مکروہ بلکہ ناجائز قرار دیا ہے۔ قال بدر العینی فی شرح البخاری وحاصل الكلام انها تكره للنّساء بل تحرم فی هذالزمان لاسيمانساء مصر لان خروجهن علی وجه فيه فسادو فتنة. "علامہ بدر عینی نے شرح بخاری وحاصل کلام میں فرمایا کہ زیارت قبور عورتوں کے لئے مکروہ ہے بلکہ اس زمانے میں بالخصوص شہری عورتوں کے لئے زیارت قبور حرام و ناجائز ہے۔" اس لئے کہ ان کا بے پردگی سے نکلنا ہی موجب فتنہ و فساد ہے۔" اور حدیث پاک میں بالتخصیص عورتوں سے خطاب اس بات پر واضح دلیل ہے کہ تکثیر زیارت میں نقصان کثیر ہے اور اس خصوص پر ورود نسخ نہیں۔ اگر تجدید حزن منظور ہو یا مزارات اولیاء پر حاضری میں ترک ادب یا ادب میں افراط کا خطرہ ہو تو بر سبیل اطلاق منع ہے۔ غنیّہ میں کراہت ہی کو ترجیح دی ہے۔ یستحب زيارة القبور للرجال وتكره للنساء الی المقابر فقال لايسال عن الجواز والفساد فی مثل هذاو انّمايسأل عن مقدار مايلحقهامن اللعن فيه واعلم انها كلما قصدت الخروج كانت فی لعنة اللّٰه وملٰئكته واذاخرجت تحفها الشياطين من كل جانب واذااتت القبور يلعنهاروح الميت واذارجعت كانت فی لعنة اللّٰه ذكره فی التاتارخانيه. "ترجمہ: مردوں کے لئے زیارت قبور مستحب ہے اور عورتوں کے لئے مکروہ ہے۔ پھر فرمایا کہ عورتوں کے لئے جواز و فساد کے بارے میں نہ پوچھا جائے بلکہ عورتوں پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اس مقدار کے بارے میں پوچھا جائے۔ تو جان لو کہ جب عورت زیارت قبور کے لئے گھر سے نکلنے کا ارادہ کرتی ہے تو اللہ اور فرشتوں کی لعنت شروع ہو جاتی ہے۔ اور نکل جاتی ہے تو ہر طرف سے شیطان گھیر لیتا ہے۔ اور جب قبروں کے پاس آتی ہے تو صاحب قبر کی روح لعنت کرتی ہے۔ اور جب لوٹتی ہے تو اللہ کی لعنت ساتھ ہوتی ہے۔ اس کو تاتارخانیہ میں ذکر کیا ہے۔" باقی رہے مرد تو ان کے لئے بہر حال زیارت قبور اور مزارات اولیاء وآباء واجداد کی حاضری مستحب و مندوب مستحسن و خوب ہے۔ کماقال فی الغنية تستحب زيارة القبور للرجال. "جیسا کہ غنیّہ میں کہا کہ مردوں کے لئے زیارت قبور مستحب ہے۔" بہر حال

عورتوں کومزارات مقدسہ پر حاضر ہونے سے منع کرنا ہی بہتر واولیٰ ہے۔

لیکن اختلاط مردوزن کی وجہ سے کسی کار خیر کو ترک کرنا اچھا نہیں۔شامی کتاب الجنائز میں ہے: ولاتترک لمایحصل عندهامن منكرات ومفاسد كاختلاط الرجال بالنساء وغيرهالان القربات لا تترک بمثل هذا بل على الانسان فعلهاوانكار لابدع قت ويوئيده ماتر من عدم ترک اتباع الجنازة وان كان معهانساء نائحات.

(۲) گاجے باجے شرعاً ناجائز وممنوع ہیں۔درمختار میں ہے: ذكره كل لهولقوله اسلام كل لهوحرام الا ثلثة.

رہی چادر پوشی تو شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں۔شامی کتاب الکراہیۃ میں ہے: قال فی فتاویٰ الحجة وتكره الستور على القبورولكن نحن نقول الأن اذاقصد به التعظيم فی عيون العامة حتی لا تحتقرواصاحب القبر بل جلب الخشوع والادب للغافلين الزائرين فهوجائزلان الاعمال بالنّيات.

(۳) استمداد بالانبیاء واولیاء میں دلائل وافرہ وبراہین متکاثرہ موجود اس لئے اس کے جواز میں کوئی کلام نہیں۔اب رہا قبوراولیاء سے لپٹ کر رونا۔اس سلسلہ میں کوئی واضح دلائل نظر فقیر سے نہیں گزرے۔لیکن عقل سلیم کا تقاضہ یہ ہے کہ ایسا کرنا خلاف ادب وغیر مشروع کام ہے۔اس سے اجتناب ضروری ہے۔بالخصوص پائتی میں پیشانی رگڑنا ہرگز ہرگز نہ چاہیے۔اس لئے کہ اس میں ایہام شرک ہے۔اس سے پرہیز ضروری ہے۔

(۴) جب اعراس بزرگان ملت جائز اور ان سے فیوض وبرکات کا حاصل ہونا ثابت تو اس کام کے خیر ہونے میں شک نہیں اور کار خیر کے لئے دوسروں کو دعوت دینا بھی جائز۔تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ.

(۵) جہاں مذکورہ نامشروع کام ہوتے ہوں تو ایسے موقع پر علمائے کرام کا فریضہ یہ ہے کہ لوگوں کو اس قسم کی بدعات اور اعمال قبیحہ وحرکات ذمیمہ سے سختی کے ساتھ عوام کو روکیں۔اگر انہوں نے کسی مصلحت کی بنا پر خاموشی اختیار کی تو عنداللہ ماخوذ و جوابدہ ہوں گے۔ حدیث پاک میں ہے: من رای منكم منكرافليغره بيده و من لم يستطع فبلسانه ومن لم يستطع فبقلبه وذالک اضعف الايمان هذاماظهرعندی وهواعلم بالحق والصواب وعنده ام الكتاب واليه المرجع والمآب.

”تم میں سے جو کوئی برا عمل دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روکنا چاہیے اور جو اس کی طاقت نہ رکھے تو وہ اپنی زبان سے روکے اور جو اس کی بھی صلاحیت نہ رکھے تو وہ اپنے دل سے اس کو برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کم درجہ ہے۔“

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبــــــــــــہ

۱۴-۵-۷۷ء

استفتـــــاء ۷۹۰

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) آپ کے پاس ہم نے فتویٰ لکھا تھا اس کا جواب ہم کو مل گیا ہم نے سوال کیا تھا کہ کنوارا لڑکا ولڑکی کو ناجائز تعلق تھا حمل رہ گیا۔ نکاح کو تو آپ نے درست لکھا ہے لیکن لوگوں کا کہنا ہے کہ بچہ یا بچی جو بھی ہوگا وہ حرامی ہوگا اس کا جواب آپ نے کچھ نہ لکھا اگر لوگوں کا کہنا یہ صحیح ہوگا تو اس ناجائز کو اپنانے کا کیا طریقہ ہوگا؟ اس کا خلاصہ بھیجا جائے۔

(۲) عرس کے موقع پر جو چادریں مزار شریف پر چڑھاتے ہیں لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ شرک ہے آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

(۳) ایک شادی شدہ لڑکے نے اپنی بیوی کے بارے میں کچھ حرکتیں سنکر اس کو تین طلاقیں دیدیں اور ایک ہفتہ کے بعد اس کو جاکر لے آیا اور طلاق دینے کے بعد ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی یہ لڑکی کیسی ہوئی؟ مہربانی فرماکر اس کا جواب جلد دیں۔

المستفتی: رہبر علی انصاری مقام کلہے، پوسٹ روڈ پاٹ ضلع رانچی

۱۹/۱۰/۷۷ء

۷۸۶/۹۲

الجواب

(۱) زانیہ حاملہ کا نکاح زانی وغیر زانی دونوں سے جائز ہے درمختار میں ہے: **صح نکـــاح حبلـی من زنـا لامن غیره.** ’’ترجمہ: زانیہ حاملہ کا نکاح صحیح ہے اور غیر زانیہ حاملہ سے صحیح نہیں ہے۔‘‘ اگر حمل زنا کا نہیں تو اس سے نکاح شرعاً جائز نہیں۔ اگر زانیہ سے اسی شخص نے نکاح کیا جس کا حمل ہے تو بعد نکاح اس عورت سے صحبت (وطی) بھی جائز ہے اور اگر زانی کے علاوہ کسی دوسرے نے نکاح کیا تو نکاح درست ہو جائے گا لیکن جب تک بچہ پیدا نہ ہو جائے اس عورت سے صحبت جائز نہ ہوگی ہدایہ میں ہے: **وان تزوج حبلیٰ من زنا جاز النکاح ولا یطاها حتی تضع حملها.** ’’اگر زانیہ حاملہ سے کوئی نکاح کرے تو یہ نکاح درست ہے اور اس کے ساتھ وطی نہ کرے یہاں تک کہ وضع حمل ہو جائے۔‘‘ درمختار میں ہے: **لو نکحها الزانی حل له وطیها اتفاقاً ولولد له ولزمه النفقه۔** ’’ترجمہ: اگر زانیہ سے زانی نے نکاح کیا تو اس سے بالاتفاق وطی جائز ہے اور لڑکا ناکح کا ہوگا اور نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہوگا‘‘ حمل چونکہ نکاح کے قبل کا ہے اس لئے لڑکا حرامی ہوگا اگر نکاح کے چھ ماہ بعد یا اس سے زیادہ مدت میں لڑکا پیدا ہوگا تو ثابت النسب ہوگا اور لڑکا اسی مرد کا ہوگا اور اس کو نفقہ بھی دینا ہوگا مگر سوال سے ظاہر

ہے کہ حمل قبل نکاح کا ہے اس لئے لڑکا حرامی ہوگا۔ حرامی ہونے میں لڑکا کا قصور نہیں ہے کہ اسے اپنایا نہیں جائے۔ اسے اچھی تعلیم وتربیت دیکر کامیاب انسان بنایا جائے۔ **مُصحّح**

(۲) اولیائے کرام کے مزارات پر اظہار عظمت کیلئے چادر چڑھانا جائز ہے شامی میں ہے: **قال فی فتاوی الحجة وتكره الستور علی القبور ولكن نحن نقول الان اذا قصدبه التعظيم فی عيون العامة حتی لاتحتقروا صاحب القبر بل الخشوع والادب للغافلين الزائرين فهو جائز لان الاعمال بالنيات** ۔ فتاویٰ حجہ میں ہے کہ قبروں پر پردے (غلاف) مکروہ ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ موجودہ زمانہ میں اگر اس سے عام لوگوں کی نگاہ میں تعظیم مقصود ہو تو صاحب قبر کی تحقیر نہ کریں بلکہ غافلوں کو اس سے ادب وخشوع حاصل ہو تو جائز ہے اس لئے کہ عمل کا مدار نیت پر ہے۔ تفسیر روح البیان اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ: **فبناء القباب علی قبور العلماء والاولياء والصلحاء ووضع الستور والعمائم والثياب علی قبورهم امر جائز اذا كان القصد بذالك التعظيم فی اعين العامة حتی لا يحتقروا اصاحب هذاالقبر** ۔ اولیائے کرام وصالحین یعنی علماء عظام والاحترام کی قبروں پر قبہ بنانا ان پر غلاف، عمامہ اور کپڑے ڈالنا جائز کام ہیں جبکہ اس سے عوام کی نگاہ میں عزت وتعظیم مقصود ہو کہ لوگ ان کو حقیر نہ جانیں۔ بلا دلیل شرعی اس کو شرک کہنے والا جاہل نادان بیہودہ گستاخ ہے۔

(۳) تین طلاقوں کے بعد رشتہ زوجیت ختم ہو جاتا ہے اور عورت اپنے شوہر پر حرام ہو جاتی ہے بغیر حلالہ شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی قرآن حکیم میں ہے: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ۔ "ترجمہ: پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہیں جب تک کہ دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔" اگر طلاق دینے کے بعد مدت حمل کے اندر لڑکی پیدا ہوئی تو صحیح النسب ہوگی اور طلاق کے بعد حمل قرار پایا تو لڑکی حرامی ہوگی۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ
۲۳؍۱۰؍۷۷ء

استفتاء ۱۹۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:
دیوگھر کی سرزمین پر داتا یتیم شاہ علیہ الرحمہ کا مزار مقدس ہے۔ وقف شدہ کافی جائداد ہے اور یہاں مسجد خانقاہ مسافر خانہ، تالاب، جنگل، کھیتی باڑی سب ہے۔ یہاں لنگوٹ پن کا دستور ہے۔ داتا یتیم شاہ علیہ الرحمہ کے جانشین داتا درگاہی شاہ اور ان کے جانشین داتا شیر علی شاہ اور جانشین داتا شفا شاہ اور ان کے جانشین غلام حسین ہیں۔ غلام حسین نے شادی کرلی۔ گدی سے معطل کر دیئے گئے۔ اسی وقت وہاں کے ایجنٹ

عبدالحلیم صاحب تھے۔ عبدالحلیم صاحب نے ناجائز طور پر پوری جائداد اپنے نام کرالیا۔ اس کے بعد مسجد خانقاہ سب کے سب غیر آباد ہوگئیں اسعد خاں داتا شیر علی شاہ کے بھائی کے خاندان سے ہوتے ہیں۔ اسعد خان اپنی منفعت کے لیے جائیداد حاصل نہیں کرنا چاہتے ہیں۔ بلکہ ان کی یہ خواہش ہے کہ مسجد خانقاہ سب آباد ہوجائیں۔ اس سلسلہ میں اسعد خاں صاحب مسمیٰ بہ درگاہ کمیٹی قائم کئے ہیں۔ جو تمام رسومات کے کام انجام دیتی ہے۔ اور کمیٹی کی جانب سے ایک خادم موجود ہے۔ جو غلام حسین کے لڑکے ہوتے ہیں۔ عبدالحلیم صاحب کے لڑکے منظر اقبال اور اسعد خاں میں لڑائی ہے کہ مزار شریف کی چادر ہم لیں گے۔ اب امر طلب یہ ہے کہ شریعت کی روشنی میں فیصلہ فرمائیں کہ چادر شریف کے حقدار کون ٹھہریں گے جب کہ گدی خالی ہے۔ جواب مرحمت فرمائیں۔ فقط والسلام

المستفتی: سکریٹری درگاہ کمیٹی، سی۔ دیوگھر، ضلع دمکا (بہار)

۸۶/۹۲ھ

الجواب ــــــــــــ بعون الملک الوهاب ــــــــــــ !

صورت مسئولہ میں غلام حسین کو گدی اور سجادگی سے علیحدہ کر دینے کے بعد عبدالحلیم کا جائداد موقوفہ پر قبضہ کرنا اور اس کو اپنے نام پر لکھوالینا شرعاً ناجائز ہوا۔ اور واقف کے منشا کے خلاف عبدالحلیم کا جائداد مذکورہ پر غاصبانہ قبضہ اور تصرف شرعی قانون کے خلاف ہے۔ **اذلا یجوز تغییر الوقف عن هیاته فضلاً عن ضیعته کمافی الهندیه وغیره**۔ وقف کی شکل وصورت تبدیل کرنا شرعاً ممنوع و ناجائز، چہ جائیکہ وقف کے مال کو اپنی ذات پر صرف کرنا اور اسے ضائع اور برباد کرنا اور مصارف وقف میں صرف نہ کرنا قطعاً ناجائز وخلافِ اصولِ شرع ہے۔ درمختار میں ہے: **فاذاتم ولزم لایملک ولایثار ولا یرهن ولا یقسم**۔ وقف تام ولازم ہوجانے کے بعد کوئی اس کا مالک نہیں ہوسکتا اور نہ عاریت دیا جاسکتا اور نہ اسے رہن رکھ سکتے اور نہ اسے تقسیم کرسکتے۔ اسی میں ہے: **ممنوع وجوداً (بزازیہ) فغیرہ بالاولی۔ غیر مامون اوحاجت او ظهر به فسق کشر بخمر ونحوه** یعنی جب متولی وقف کی حفاظت نہ کرسکے اور تحفظ سے عاجز ہو اور اوقاف کے مال کی ضائع ہوجانے کا خطرہ ہو یا متولی فاسق ہو کہ اس کے اعمال و کردار اچھے نہ ہو جیسے کہ وہ شرابی وغیرہ ہو تو اس کے تصرف سے وقف کو چھڑا لینا ضروری ہے۔ بلکہ اگر واقف نے یہ شرط لگائی ہے کہ متولی کے قبضہ سے جائداد نہ لی جائے جب بھی یہ شرط قابل قبول نہ ہوگی بلکہ جائداد کے ضائع اور برباد ہونے کی صورت میں یہ شرط باطل قرار دی جائے گی اور غاصب متولی کو جائداد موقوفہ سے معزول کر دیا جائے گا۔

لیکن نہ یہاں وصیت ہے اور نہ عبدالحلیم اصولاً متولی ہیں بلکہ صرف وہ محصل اور ایجنٹ کی حیثیت سے کام کر رہے تھے اور موقع پا کر جائداد مذکورہ پر ظالمانہ و غاصبانہ قبضہ کرلیا جب کہ خود اسعد خاں داتا شیر علی شاہ سابق گدی نشین کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور معزول شدہ غلام حسین کے لڑکے خادم درگاہ ہیں۔ بہرحال جائداد موقوفہ کے تحفظ کے پیش نظر جو کمیٹی تشکیل دی گئی ہے اور جب اسعد خاں اپنی ذاتی منفعت کی خاطر نہیں بلکہ درگاہ کے مراسم نذر و نیاز اعراس وفاتحہ ومرمت مکان و مسجد کے لئے عبدالحلیم

کے قبضہ سے جائداد کو لے لینا چاہتے ہیں تو ایسی صورت میں درگاہ کے نظم ونسق اور اس کی جائداد کمیٹی کے حوالہ کردی جائے گی اور اسعد خاں بطور نگراں آمدنی موقوفہ کو درگاہ میں صرف کرسکتے ہیں اور عبدالحلیم کا قبضہ وتصرف اصولاً غلط قرار دیا جائے گا۔

نوٹ: عرس کے موقع پر جو چادر مزار شریف پر چڑھائی جاتی ہے اس کے لینے کا استحقاق بھی کمیٹی کو حاصل ہوگا۔ کمیٹی اپنی صوابدید کے مطابق اسے مصرف میں لائے گی۔ وھو اعلم بالصواب والیہ المرجع والماب۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارہ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۲۳/۹/۷۷ء

استفتاء ۷۹۲

مسئلہ: صورت مسئولہ میں علمائے اہل سنت والجماعت قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا فرماتے ہیں مدلل ثبوت کے ساتھ صحیح مسئلہ سے آگاہ کریں۔

(۱) کسی مزار شریف پر فاتحہ پڑھنے کے بعد مزار شریف کا بوسہ لینا فرض ہے یا کیسا ہے؟ اور بوسہ نہ لینا دیوبندی کی نشانی ہے؟ صحیح مسئلہ سے آگاہ کریں۔

(۲) کسی قبرستان میں مزار شریف ہو جس کے ہر چہار طرف قبریں ہوں جن کے نشانات ختم ہو چکے ہیں یہ کہ باقی بھی ہیں، ایسے قبرستان میں قوالی کے اسٹیج لگانا، قوالی گانا، دوکانیں اور میلہ لگوانا اور حاضرین مجلس کا قبرستان میں پاخانہ پیشاب کرنا کیسا ہے۔ ثواب ہے یا گناہ؟

(۳) ہمارے امام صاحب دعا کے ختم پر سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ الخ دعا ختم کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں سنی جماعت کے عقیدے میں کوئی فرق یا نماز میں کوئی خلل واقع ہوتا ہے یا نہیں؟

(۴) ہمارے امام صاحب تعزیہ بنانے کو، نشہ پی کر یزیدی فوج کی طرح کود پھاند کرنے کو منع کرتے ہیں۔ کیا اس سے سنّی عقیدہ میں فرقہ پڑے گا؟

(۵) ہمارے امام صاحب ایک آدمی کی سائیکل لے کر دکان گئے۔ وہاں ان کے لڑکے نے سائیکل کے کچھ سامان بدل لئے۔ بقول امام صاحب کہ مجھے اس کا علم نہیں۔ جب سائیکل والے نے سامان بدل لینے کی شکایت کی تو امام صاحب نے کہا مجھے اس کا علم نہیں لیکن میں اس کی چھان بین کررہا ہوں۔ اگر میرے لڑکے نے ایسا کیا ہے تو میں اپنی سائیکل منگواتا ہوں۔ اگر اس میں سامان لگا ہوگا تو میں واپس کردوں گا۔ چنانچہ امام صاحب نے اپنی سائیکل منگوائی اور جس کا سامان بدلا گیا تھا وہ سامان واپس کردیا۔ ایسی صورت میں امام پر چوری کا الزام لگایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

(۶) ہمارے امام صاحب کسی دیوبندی کو کافر مشرک بے دین نہیں کہتے ہیں۔ وہ نقشبندی سلسلہ کے مرید ہیں۔ جب ان سے دریافت کیا جاتا ہے کہ آپ ان لوگوں کو کافر مشرک بے دین کیوں نہیں کہتے؟ تو جواب دیتے ہیں کہ ہمارے پیر و مرشد نے منع فرمایا ہے کہ آپ کو ان جھگڑوں سے مطلب نہیں ہے۔ جو کفر کرے گا وہ خدا کے سامنے جوابدہ ہوگا، نہ میرے کہنے سے وہ کافر ہوگا نہ ولی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نقشبندی سلسلہ کے لوگ بھی دیوبندیوں سے ملے ہوئے ہیں یا ان کا کہنا درست ہے؟

(۷) ہمارے امام صاحب کا تقریر میں لوگوں کو اے اپنے کو سنی کہنے والو اے سنیوں کہہ کر مخاطب کرنا کیسا ہے؟

(۸) تین سال سے زیادہ ہوا کہ زید کی ہمشیرہ کی شادی بکر سے ہوئی۔ لیکن اب تک نہ رخصتی کرائی نہ خرچ دیتا ہے۔ لڑکی کی زندگی تباہ و برباد ہو رہی ہے۔ لہٰذا خلع کی کیا صورت ہوگی اور اس کے قواعد و ضوابط کیا ہیں؟ اگر آپ کے یہاں خلع کی صورت ہو تو مجھے مطلع کریں۔ اگر فارم ہو تو اسے حاصل کرنے کی کیا صورت ہوگی؟

المستفتی: احمد رضا ہاشمی کیر آف احمد حسین، ساکن سون برسا، ڈاکخانہ سون برسا، وایا سلوٹ، ضلع مظفر پور

۸۶/۹۲ھ

الجواب ـــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــ!

(۱) مزار شریف پر حاضری و فاتحہ خوانی یقیناً باعث ثواب ہے۔ لیکن مزارات و قبور کا بوسہ لینا نہ فرض ہے نہ واجب و مسنون بلکہ اگر عوام اس سے اجتناب کریں تو بہتر ہاں خواص کیلئے جائز ہے۔ اگر کوئی مزارات کا بوسہ نہ لے تو وہ قابل مذمت نہیں۔ بظاہر بوسہ نہ لینا دیو بندیوں کی علامت لوگوں نے سمجھ رکھا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ جو بوسہ نہ لے وہ دیو بندی ہو۔ ایسا خیال غلط ہے۔

(۲) قبرستان میں اسٹیج لگانا، قوالی کرنا جائز نہیں۔ اس سے قبور مسلمین پامال ہوتی ہیں اور ان کی بے حرمتی ہوتی ہے جب کہ قبرستان میں جوتے اتار کر جانا اور قبروں کا احترام کرنا چاہیے۔ پھر وہاں پاخانہ پیشاب کرنا گناہ عظیم ہے اور جو لوگ ایسے قبیح کام میں امداد و اعانت کریں گے سب کے سب مجرم و خطاوار و مستحق عذاب نار ہوں گے۔ ایسے افعال شنیعہ و اعمال قبیحہ سے روکنا علمائے ملت کا دینی و ملی فریضہ ہے۔

(۳) امام صاحب کا یہ فعل شرعاً جائز ہے۔ اس سے عقائد اہلسنّت میں نہ تو کوئی فرق آتا ہے نہ نماز میں کوئی خلل و نقصان ہوتا ہے۔

(۴) مروجہ تعزیہ داری اور اس میں غیر مشروع و ناجائز کاموں سے لوگوں کو منع کرنا جائز۔ اس سلسلہ میں امام صاحب کا اقدام شرعاً صحیح و جائز ہے اور یہ سنی عقیدے کے ہرگز خلاف نہیں۔

(۵) جب امام صاحب نے سائیکل کے پرزے کی تبدیلی اور چوری سے اپنی عدم واقفیت کا اظہار کیا تو ان کی باتوں پر یقین کیا جائے گا۔ ایسی صورت میں امام صاحب کو مورد الزام قرار دینا اور مجرم کہنا غلط و گناہ ہے۔ ایسا خیال فاسد و گمان باطل ہے۔ قرآن حکیم میں ہے: اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ "بیشک کوئی گمان گناہ ہوجاتا ہے" (کنزالایمان) اور وَلَا تَقۡفُ مَا لَيۡسَ

لَکَ بِہٖ عِلْمِ الخ. ''اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں (کنزالایمان) امام موصوف کی اقتدا میں جب کہ وہ سنی صحیح العقیدہ ہیں نماز جائز و درست ہوگی۔

(۶) امام صاحب کا یہ قول اور طریقہ عمل شرعاً صحیح نہیں۔ اگر کسی کی بد مذہبیت اس کے اقوال و اعمال سے ظاہر ہو چکی ہے اور توہین رسالت کرنا ثابت ہو گیا، ایسے کلمات جس سے لزوم کفر ہوتا ہو تو ایسے شخص کو خارج از اسلام نہ جاننا اور اس سے میل جول اتفاق و اتحاد رکھنا شرعاً ناجائز و گناہ جب کہ قرآن حکیم کا صریح فیصلہ موجود ہے کہ لاَ تَجِدُ قَوْماً یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّاللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوا اٰبَاءَ ھُمْ اَوْ اَبْنَاءَ ھُمْ الخ. یعنی ایمان والوں کی ہرگز یہ شان نہ ہوگی کہ وہ اللہ و رسول کے دشمنوں سے دوستی کریں۔ اگر چہ وہ ان کے باپ یا بیٹا وغیرہ ہی کیوں نہ ہوں۔ خالق کائنات جل جلالہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت اور ان کے ارشاد و فرمان کے مقابلہ میں ماں باپ پیر و مرشد وغیرہ کا حکم کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ مذکورہ بالا عقیدہ سے امام صاحب کی شخصیت مشتبہ معلوم ہوتی ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ بھی انہیں لوگوں میں سے ہیں۔ لہٰذا ایسے امام کی اقتدا کرنی صحیح نہیں اور نہ ان کی عزت و احترام شرعاً جائز۔ ایسے صلح کلی سے پرہیز لازم و ضروری ہے۔

(۷) امام کے اس قول سے بھی ان کے عقیدہ کا اظہار ہوتا ہے کہ وہ خود سنی نہیں ہیں ورنہ ایسے خطاب سے عوام کو مخاطب نہ کرتے کیوں کہ اس طرح خطاب کرنا مناسب نہیں۔

(۸) اگر بکر اپنی زوجہ کو رخصتی نہیں کراتا نہ نان و نفقہ دیتا ہے تو دونوں طرف کے کچھ معزز و سربرآوردہ حضرات جمع ہو کر بکر کو سمجھائیں اور ذمہ دار ہونے کا اسے احساس دلائیں۔ اگر وہ رخصتی کے لئے آمادہ نہ ہو تو لڑکی کو چاہیے کہ دارالقضاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ میں فسخ نکاح کی درخواست پیش کرے۔ بعد تحقیقات اگر دعویٰ صحیح ہوگا تو نکاح فسخ کر دیا جائے گا۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۸-۵-۷۷ء

استفتاء ۷۹۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) ختم قرآن میلاد شریف کے موقع پر شیرینی کا نظم اور اہتمام کرنا کیسا ہے کیونکہ بعض لوگ اس کو غیر شرعی فعل سمجھتے اور فضول خرچی سے تشبیہ دیتے ہیں۔

(۲) کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں علماء دین و بزرگانِ دین کہ ایک مسجد میں سبھی لوگ جماعت کے لئے اس

وقت تک بیٹھے رہتے ہیں جب کہ مؤذن حی علی الصلوٰۃ نہ کہے یعنی حی علی الصلوٰۃ پر کھڑے ہوجاتے ہیں ایک جماعت کا کہنا ہے کہ ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ شروع میں ہی کھڑا ہوجانا چاہیے۔ براہ کرام شرعی ومدلل جواب سے مطلع کریں کہ ایسا کرنا کہاں تک جائز ہے۔ مشکور رہوں گا۔

المستفتی: اخلاق احمد، معلم اردو مڈل اسکول، نگینہ، ضلع اورنگ آباد، بہار

۸۶/۹۲ھ

الجواب ـــــ بعون الملک الوهاب ـــــ !

(۱) ختم قرآن، میلاد پاک خوشی وانبساط روح کا موقع ہے اس میں شیرینی وغیرہ کا نظم کرکے اولیاء کرام کا فاتحہ دلانا اس میں سے خود کھانا اور دوسروں کو کھلانا سب بلاشبہ جائز ومستحسن ہے ھدایہ میں ہے: **ان الانسان له ان یجعل ثواب عمله لغیره صلوة او صوما وصدقة او غیرها عنداهل السنة والجماعة** ۔"ترجمہ: اہلسنّت والجماعت کے نزدیک انسان عمل کے ثواب کو غیر کے لئے کرسکتا ہے۔ خواہ نماز ہو، روزہ ہو، صدقۂ نافلہ یا ان کے علاوہ۔"

حدیث پاک میں ہے: **مااطعمت زوجک فهو لک صدقة وما اطعمت ولدک فهو لک صدقة وما اطعمت خادمک فهو لک صدقة وماطعمت نفسک فهو لک صدقة** ۔"ترجمہ: جو تو نے اپنی بیوی کو کھلایا وہ تیرے لئے صدقہ ہے۔ اور جو تو نے اپنے لڑکے کو کھلایا وہ تیرے لئے صدقہ ہے اور جو تو نے اپنے خادم کو کھلایا وہ تیرے لئے صدقہ ہے۔ اور جو تو نے اپنے نفس کو کھلایا وہ بھی تیرے لئے صدقہ ہے۔"

ردالمحتار میں بحر الرائق سے ہے: **صرح فی الذخیرہ بان التصدق علی الغنی نوع قربة دون قربة الفقیر** ۔"ترجمہ: ذخیرہ میں صراحت کی گئی ہے کہ مالدار پر صدقہ کرنا بھی قربت کی ایک قسم ہے لیکن فقیر کی قربت سے کم درجہ کی قربت ہے۔" مجمع بحار الانوار میں توسط شرح سنن ابوداؤد سے ہے: **فانها علی الغنی جائزة عندنا یثاب به بلاخلاف** ۔"مالدار پر صدقہ کرنا ہمارے نزدیک جائز ہے اور بلا اختلاف اس پر ثواب بھی ملے گا۔" اسے غیر شرعی فعل سمجھنا اور فضول خرچی سے تشبیہ دینا جہالت ہے۔ یہ ایک کار خیر ہے اور کار خیر میں اسراف نہیں۔ **واللہ تعالیٰ اعلم!**

اس مسئلے کے مختلف شکلیں ہیں مگر عام طور پر یہ صورت ہوتی ہے کہ امام ومقتدی مسجد میں موجود ہیں اور مؤذن غیر امام ہے اس صورت میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک **حی علی الصلوٰۃ** کے اختتام اور **حی علی الفلاح** کے افتتاح پر کھڑا ہونا چاہئے اس سے پہلے ہی کھڑا ہوجانا مکروہ ہے۔

کتبہ: محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

۱۲/۱۰/۷۷ء

استفتاء ۷۹۴

مسئلہ: مندرجہ ذیل مسائل میں علمائے دین کیا فرماتے ہیں۔ براہ کرم جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(۱) آذان میں شہادت رسالت کے وقت تقبیل ابہامین کیسا ہے؟ خطبہ جمعہ کے وقت جو آذان ہوتی ہے یا اقامت کے وقت اشھدان محمدرسول اللہ کہنے پر تقبیل ابہامین جائز ہے یا نہیں؟ ایسا جواب دیں کہ ہر گوشہ پر روشنی پڑ جائے۔

(۲) میت کی تدفین کے بعد آذان کہنا کیسا ہے؟ ہماری طرف اس کا چلن نہیں ایک مولوی صاحب اس کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ وضاحت فرمائیں۔

(۳) رفع حاجت کے وقت قبلہ کی جانب پشت یا رخ کرنا ہمارے امام صاحب کے نزدیک خواہ گھر میں ہو یا میدان میں غالبًا ناجائز ہے، لیکن امام شافعی صاحب کے نزدیک غالبًا گھر کے اندر جائز ہے۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ دونوں کے درمیان اختلاف کن حدیثوں کی روشنی میں ہوا؟ دونوں نے کن حدیثوں سے استدلال کیا ہے۔ براہ کرم مفصل جواب عنایت فرمائیں۔ ممکن ہو تو اس کا جواب ''شان ملت'' میں بھی شائع کردیں۔

المستفتی: اورنگ زیب قریشی، گیا

۹۲/۸۶ء

الجواب ـــــــــــ وھوالموفق للحق للصواب ـــــــــــ !

(۱) آذان وتکبیر میں شہادت رسالت کے وقت تقبیل ابہامین مستحب ہے اور اس سے دینی ودنیوی بہت سارے فائدے ہیں۔ شامی جلد اوّل باب الآذان میں ہے: **یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشھادۃ صلی اللہ علیک یارسول اللہ وعندالثانیۃ منھا قرۃ عینی بک یارسول اللہ ثم یقول اللھم متعنی بالسمع والبصربعد وضع ظفرین الابھامین علی العینین فانہ علیہ السلام یکون قائدا لہ الی الجنۃ، کذا فی کنزالعباد قھستانی ونحوہٗ الفتاویٰ الصوفیہ** یعنی آذان میں پہلی بار شہادت رسالت سن کر **صلی اللہ علیک یارسول اللہ** اور دوسری بار سن کر **قرۃ عینی بک یارسول اللہ** کہنا مستحب ہے۔ پھر انگوٹھے کے ناخن آنکھوں پر رکھ کر کہے **اَللّٰھم متعنی بالسمع والبصر** تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اپنے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔ علاوہ ازیں امام بخاری نے ''مقاصد حسنہ'' میں فرمایا ہے: **ذکرہ الدیلمی فی الفردوس من حدیث ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لما سمع قول المؤذن اشھد ان محمدارسول اللہ قال ھذا وقبل باطن الانملتین**

السبابتین ومسح عینه فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم من فعل مثل مافعل خلیلی فقدحلت له شفاعتی الخ ۔یعنی حضرت ابوبکر صدیق نے شہادت رسالت سن کر یہی فرمایا اوراپنے کلمہ کی انگلیوں کے باطنی حصوں کو چوما، آنکھوں سے لگایا تو جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میرے اس پیارے کی طرح کرے اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ ملاعلی قاری موضوعات کبیر میں اس عبارت کے بعد فرماتے ہیں :قلت واذا ثبت رفعه الی الصدیق رضی الله تعالیٰ عنه فیکفی للعمل به لقوله علیه السلام علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین یعنی جب صدیق سے یہ عمل ثابت ہے تو پھر ایسا کرنا بالکل جائز کیونکہ حضور نے فرمایا کہ تم میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔ لہٰذا آذان میں تقبیل ابہامین کے لئے اس قدر ثبوت کافی ہیں اور تکبیر بھی آذان ہی کے حکم میں ہے۔اس لئے کہ تکبیر کو حدیث میں آذان ہی کہا گیا ہے۔ بین کل اذانین صلوٰۃ ۔''نماز کے دونوں آذانوں کے درمیان'' ہاں !خطبۂ جمعہ کی آذان کے متعلق کوئی تصریح نہیں فرمائی گئی چونکہ اس آذان کا جواب بھی زبان سے نہیں بلکہ دل ہی میں دینا بہتر ہے اس لئے وہاں تقبیل ابہامین نہ کیا جائے تو اچھا ہے۔

(۲) بعد دفن قبر پر آذان دینا جائز ودرست ہے۔احادیث نبویہ علی صاحبها الصلوٰۃ والتحیۃ اور کتب فقہ سے اس کا ثبوت ملتا ہے،مشکوٰۃ شریف میں ہے: لقنوا موتاکم لااله اِلّاالله ۔یعنی اپنے مُردوں کو لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تلقین کرو۔ اس کے دو معنی ہوسکتے ہیں ایک معنی مجازی، دوسرا حقیقی۔ معنی مجازی تو یہ ہے کہ مرتے وقت کلمہ کی تلقین کرواور معنی حقیقی یہ ہے کہ مرنے کے بعد قبر میں رکھنے پر، سوال منکر نکیر کے وقت مُردے کو کلمہ تلقین کرو۔شامی نے تلقین موتیٰ کی بحث میں لکھا ہے: اماعنداهل السنة فالحدیث ای لقنواموتاکم محمول علی حقیقة الخ ۔''لیکن اہلسنّت کے نزدیک یہ حدیث یعنی لقنواموتاکم پر محمول ہے۔'' لہٰذا اہل سنت کے نزدیک اپنے معنی حقیقی پر یہ حدیث محمول ہے شامی میں ہے:انمالا ینهی عن التلقین بعدالدفن لانه لا ضرر فیه بل فیه نفع...... الخ ''بیشک دفن کے بعد تلقین کی ممانعت نہیں ہے کیونکہ اس میں خسارہ نہیں ہے بلکہ فائدہ ہے۔'' آذان میں پوری پوری تلقین اور منکر نکیر کے سوالوں کا پورا پورا جواب موجود ہے۔نوادرالوصول میں امام محمد بن علی الترمذی فرماتے ہیں: ان المیت اذاسئل من ربک تری له الشیطن...... الخ ''میت سے جب سوال کیا جاتا ہے کہ تمہارا رب کون ہے تو اسے شیطان دکھائی دیتا ہے۔'' مشکوٰۃ باب الاذان میں ہے: اذ نودی للصلوٰۃ ادبر الشیطن له ضراحتی لا یسمع...... الخ ''جب نماز کے لئے آذان دی جاتی ہے تو شیطان ریاح خارج کرتے الٹے پاؤں بھاگتا ہے یہاں تک کہ کلمات آذان سنائی نہیں دیتا۔(یعنی اتنی دور بھاگتا ہے)'' امام احمد طبرانی اور بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، جس میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے دفن کے متعلق بیان کیا ہے کہ سبح النبی صلی الله علیه وسلم وسبح النّاس معه ثم کبرو کبرالنّاس معه ثم قالوا یارسول الله لم سبحت قال لقد تضایق هذاالرجل الصالح قبره فرج الله عنه۔''نبی کریم علیہ التحیۃ والسلام نے سبحان اللہ کا ورد فرمایا اوران کے ساتھ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی سبحان اللہ کہا پھر حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کا ورد فرمایا اور ان کے ساتھ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی اللہ اکبر کا ورد کیا۔ فراغت کے بعد صحابۂ کرام نے نبی کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگوں نے اس پر تسبیح وتکبیر کیوں کیا تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ اس نیک مرد پر اس کی قبر تنگ ہوگئی تھی اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کی تنگی کو دور فرما کر اس کی قبر کو کشادہ فرمادیا۔" مذکورہ بالا احادیث اور فقہی عبارتوں سے ثابت ہے کہ آذان قبر بے شمار فوائد کی حامل ہے۔ اور اس کا مندوب ومرغوب ومطلوب وپسندیدہ وخوب ہونا اظہر من الشمس ہے۔ وھو اعلم

(۳) رفع حاجت کے وقت استقبال اور استدبار قبلہ امام ہمام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ناجائز ہے۔ خواہ آبادی میں ہو یا صحرا و بیابان میں، مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابوایوب انصاری سے مروی ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذااتیتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها ولکن شرقوا او غربوا۔ یعنی رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف رخ نہ کرو نہ پشت بلکہ مشرق مغرب کی طرف پھر جاؤ یہ خطاب اہل مدینہ سے ہے۔ دوسری جگہ والوں کے لئے جہاں قبلہ شرق یا غرب میں واقع ہو، اس کے برخلاف حکم ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقضی حاجته مستدبر القبلة مستقبل الشام ۔"حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع حاجت کے وقت قبلہ کی جانب پشت مبارک اور شام کی طرف رخ انور کئے ہوئے تھے۔" اس کا جواب یہ ہے کہ یہ فعل رسول ہے جو کسی خاص مجبوری یا مصلحت کی بنا پر یا خصوصیات رسالت سے ہے۔ احترام قبلہ جیسے آبادی میں ہے ویسے ہی جنگل و بیابان میں برابر ہے۔ وھو اعلم وعلمہ جل مجدہٗ اتم۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتـــــــــــــــــــــــــــــــــــــبہ

۲۹/۷/۷۰ء

استفتـــــــاء ۷۹۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل مندرجہ ذیل میں کہ:

(۱) ایک مولانا صاحب جو ہمارے شہر کے صدر مدرس وامام مسجد بھی ہیں، جلسۂ سیرت النبی وجلسۂ غوث پاک میں وعظ ونصیحت بھی فرماتے ہیں، لیکن یہ مولانا حاضرین کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ اے امت مرحومہ کے شیدائیو! ہم اہل سنت والجماعت کا ایمان ہے کہ حضور پاک ﷺ حیات النبی ہیں۔ پھر یہ مولانا صاحب امت مرحومہ کہہ کر مخاطب ہوتے ہیں تو ایسے مولانا کے لئے حکم شرعی سے مطلع فرمائیں نیز امت

مرحومہ کے مفہوم سے بھی آگاہ کریں۔

(۲) ایک مسلم شخص نے کسی مسجد میں زمین وقف کی۔ اس زمین میں دھان کی فصل ہوتی ہے جسے ایک کسان کو حصہ میں دے دیا گیا ہے۔ کسان ہر سال ایک طے شدہ وزن کے مطابق دھان پہونچا جاتا ہے اور یہ دھان مسجد کے امام کو ملا کرتا ہے۔ شرعی حکم سے مطلع کریں کہ مسجد کی زمین حصہ میں دی جاسکتی ہے یا نہیں اور یہ دھان امام صاحب کے لئے جائز ہے یا نہیں۔ حکم شرعی سے آگاہ کریں۔

شیخ علاؤ الدین، پرولیا، مغربی بنگال

۲/۷/۷۰ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق و الصواب ـــــــ

(۱) صورت مستفسرہ میں مولانا کا حاضرین جلسہ کو امت مرحومہ کہنا شرعاً جائز و درست ہے۔ امت مرحومہ کا مطلب و مفہوم یہ ہے کہ وہ امت جس پر خدائے عز و جل نے رحم فرمایا ہے۔ مرحومہ کا مطلب مردہ کا نہیں ہے۔ ہاں! عام طور پر لوگ مرے ہوئے لوگوں کو مرحوم کہتے ہیں۔ مرحوم کا مطلب رحم کیا گیا۔ لہٰذا اگر زندوں کے لئے یہ لفظ استعمال کیا جائے تو شرعاً کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ ہمارے نبی جان رحمت ولی نعمت صلی اللہ علیہ وسلم بیشک حیات النبی ہیں۔ وہ اپنے مرقد انور میں زندہ ہیں۔ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہی ہے۔ مولانا کا حاضرین کو امت مرحومہ کہہ کر مخاطب کرنا۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوسکتا کہ ہمارے سرکار محبوب کردگار زندہ نہیں ہیں۔ لہٰذا مولانا پر شرعاً کوئی مواخذہ نہیں۔

(۲) سوال میں جس طرح زمین کی پیداوار سے طے شدہ وزن کے مطابق دھان لیا جاتا ہے وہ شرعاً جائز نہیں کیونکہ اس صورت میں فریقین میں سے ہر ایک کے نقصان و خسارہ کا احتمال ہے۔ مثلاً اگر کسان ایک من غلّہ دیتا ہے اور اس زمین میں پیداوار چار من ہوتی ہے تو مسجد کا نقصان ہوا۔ اور آفات ارضی یا سماوی مثلاً قحط یا سیلاب کی وجہ سے غلّہ پیدا نہ ہوا تو کسان کا کہ اسے اپنے گھر سے طے شدہ وزن کے مطابق غلّہ دینا ہے تو اس طرح کسان کا نقصان ہوا، لہٰذا یہ صورت جائز نہیں اور مسجد کی زمین کو اس طرح طے شدہ غلّہ پر دینا ناجائز ہے اور بصورت مذکورہ اس غلّہ کا امام کو لینا جائز بھی نہیں ہے۔ وھو اعلم علمہ و جل مجدہٗ اتم۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۳/ اگست ۷۰ء

استفتاء ۹۶ھ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسائل ذیل میں کہ:

(۱) زید کے ایک لڑکے عمر اور ایک علاتی بھائی بکر تھے۔ زید کی حیات ہی میں عمر وبکر انتقال کر گئے۔ اب کچھ دنوں کے بعد زید نے انتقال کیا۔ زید کے وارثوں میں زید کی ایک پوتی یعنی عمر کی لڑکی اور ایک بھتیجا یعنی علاتی بھائی بکر کا لڑکا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کی جائیداد کا ازروئے شرع کون وارث ہوگا۔ زید کی پوتی یا اس کا بھتیجا اور اگر دونوں حقدار ہیں تو دونوں میں کس کو کتنا حصہ ملے گا؟

(۲) ہندہ اپنے سسرال سے خفا ہو کر اپنے میکے بھاگ گئی۔ اس کے شوہر کچھ دنوں کے بعد اسے اپنے گھر لے آئے اور آئندہ بھاگ کر نہ جانے کے سلسلہ میں سخت تنبیہ کی۔ اس پر ہندہ نے کہا کہ اب بھاگ کر ہرگز نہیں جاؤں گی۔ اگر بھاگ کر جاؤں گی تو اس دن سے میں آپ کی ماں کی طرح اور آپ میرے بیٹے کی طرح ہوں گے۔ مگر کچھ دنوں کے بعد ہندہ پھر بھاگ گئی۔ اب اس کے شوہر کا کہنا ہے کہ ہندہ اب میرے لئے حرام ہوگئی۔ اس لئے وہ ہندہ کو میکہ سے نہیں لے جاتا ہے۔ ایسی صورت میں ہندہ کو کیا کرنا چاہیے اور اس کے شوہر کا وہ قول درست ہے یا نہیں؟ ازراہِ کرم جواب باصواب سے جلد مطلع فرمائیں، مشکور ہوں گا۔

المستفتی: محبت علی، مچھی باڑی، کمرڈوبی، ضلع دھنباد

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــــــــ وھوالموفق للحق والصواب ــــــــــ!

(۱) برتقدیر صدق مستفتی وحسب شرائط وفرائض وقانون شریعت جب زید کی موجودگی میں عمر کا انتقال ہوگیا تو عمر اپنے والد زید کی میراث سے کچھ نہ پائے گا۔ شرعاً وہ محروم ہوگیا۔ لہٰذا اس کی اولاد بھی شرعاً اپنے دادا یعنی زید کے متروکہ سے کچھ نہ پائے گی بلکہ علاتی بھائی کی اولاد ہی وارث ہوگی۔ ہاں اگر عمر کی کوئی خاص جائیداد ہو تو اس کی لڑکی اپنے باپ کے متروکہ سے حصہ پائے گی۔ یہ تو شریعت طاہرہ کا قانون ہے۔ رہا احسان وبرادرانہ سلوک تو ایسی صورت میں اگر بکر کا لڑکا اس یتیم محروم لڑکی کو کچھ دیدے تو عنداللہ ماجور ہوگا اور خداوند قدوس بندہ نواز جل وعلا کی بارگاہ سے ثواب ملے گا۔

(۲) ہندہ کا اپنے شوہر سے یہ کہنا کہ اب آئندہ بھاگ کر نہ جاؤں گی، اگر بھاگ کر جاؤں تو اس دن سے میں آپ کی ماں کی طرح اور آپ میرے بیٹے کی طرح ہوں گے۔ یہ کلام لغو ہے اس سے حرمت ثابت نہ ہوگی۔ غایۃ الاوطار میں ہے: وظھارھا منہ لغو لاحرمتہ ولا کفارۃ بہ یفتی علیہ (جوھرہ) ورجح ابن الشحنۃ ایجاب کفارۃ یمین۔ یعنی عورت کا مرد سے ظہار کرنا لغو ہے۔ جیسے عورت اپنے شوہر سے کہے کہ تو مجھ پر ایسا ہے جیسے میرے باپ کی پیٹھ یا میں تجھ پر ایسی ہوں جیسے تیری ماں کی پیٹھ، تو اس قول سے نہ حرمت ہوگی، نہ کفارۂ ظہار نہ کفارۂ یمین۔ اس قول پر فتویٰ ہے اور ابن شحنہ نے

کفارۂ یمین کو واجب قرار دیا ہے۔ اور امام یوسف سے بھی یہی روایت ہے: وھکذا فی حاشیۃ (غایۃ الاوطار) اول تو عورت کو ظہار کا حق نہیں۔ اگر ہوتا بھی تو یہ الفاظ ظہار کے نہیں ہیں۔ لہٰذا عورت کے اس قول سے وہ اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوگی۔ اس کا یہ قول لغو اور فضول ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک عورت کو قسم توڑنے کا کفارہ دینا ہوگا۔ (یعنی تین دن روزہ رکھنا ہوگا) شوہر کا یہ خیال غلط ہے کہ ہندہ مجھ پر حرام ہے۔ وھو اعلم وعلمہ جل مجدہٗ اتم۔

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

۲۰/۸/۷۰ء

استفتاء ۷۹۷

مسئلہ: مکرمی جناب مفتی صاحب تسلیم ——— عرض حال یہ ہے کہ زید گزشتہ تین سالوں سے لاپتہ ہے۔ وہ زندہ ضرور ہے مگر اس کا کچھ پتہ نہیں ہے۔ اس کی ایک بیوی اور ایک بچہ گھر پر ہیں۔ اس کی بیوی نے اپنے دیور سے ناجائز تعلق پیدا کرلیا اور اس کو اپنے دیور سے حمل رہ گیا اور ایک بچی بھی پیدا ہوئی۔ بچی کچھ عرصہ بعد مرگئی۔ اب گاؤں والوں نے اس کا حقہ پانی بند کردیا ہے۔ ایک شرابی جو شریر اور بدمعاش بھی ہے، مبلغ پچاس روپئے جرمانہ لے کر ان لوگوں کے ساتھ کھانا پینا شروع کرانا چاہتا ہے۔ لہٰذا شرعی حکم سے مطلع کریں کہ اس کو کیوں کر اور کیسے راہ راست پر لایا جائے۔ آپ کا فتویٰ چاہتا ہوں جس سے ان کی زندگی خوشگوار بنے اور حرام کاری سے بچیں۔

المستفتی: عبدالجبار انصاری، سکریٹری مدرسہ فیض العلوم علیمیہ، مصطفےٰ آباد، سارن، چھپرہ

۲۶/۸/۷۰ء

۹۲/۷۸۶

الجواب ——— وھوالموفق للصواب ———

صورت مسئولہ میں زید کی رفیقۂ حیات اور اس کا دیور سخت گنہگار مستحق عذاب نار ولائق غضب وجبار وقہار ہے۔ اس کے اس فعل مذموم اور حرام کاری کی بنا پر گاؤں والوں نے جو سوشل بائیکاٹ کیا ہے وہ شرعاً درست وجائز ہے۔ جب تک یہ دونوں ایک دوسرے سے الگ نہ ہوجائیں اور اعلانیہ توبہ نہ کریں۔ مسلمانوں کو اس سے میل جول، سلام وکلام ترک کردینا چاہیے۔ قرآن حکیم میں ہے: وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ. ''اور جو کہیں تمہیں شیطان بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ'' (کنزالایمان) ہندوستان میں اسلامی حکومت نہ ہونے کی وجہ سے اسلامی قوانین نافذ نہیں کئے جاسکتے کہ زانی وزانیہ کو رجم وسنگسار کیا جائے دُرّے لگائے جائیں۔ اب سوائے توبہ کے دوسرا چارۂ کار نہیں۔ فعل حرام کے ارتکاب

پر تعزیراً جرمانہ لینا شرعاً جائز نہیں۔ اس لئے ہندہ یا اسکے دیور سے جرمانہ لیکر میل جول کرنا ناجائز ہے بلکہ اس کی سزا وہی ہے جو گاؤں والوں نے کیا ہے۔ گاؤں والے یا خود ہندہ کو چاہیے کہ کسی طرح زید کا پتہ چلائے اور معلوم ہونے پر ہندہ اپنے شوہر زید سے طلاق لیکر بعد انقضائے عدت، دیور سے شادی کرلے جب تک زید ہندہ کو طلاق نہ دے گا۔ ہندہ کے لئے دوسری شادی کسی طرح جائز و درست نہ ہوگی۔ ہاں! اگر زید بالکل مفقود الخبر ہوتا کہ اس کی موت و حیات کا پتہ نہ چلتا تو قاضی شریعت کی طرف رجوع کیا جاسکتا تھا مگر صورت حال اس کے خلاف ہے کہ زید ہنوز زندہ ہے جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے۔ لہٰذا دیور و ہندہ میں فوراً بلا تاخیر تفریق کردی جائے اور اگر اعلانیہ توبہ کرکے پھر اس فعل قبیح کے نہ کرنے کا عہد کریں تو ان سے میل جول کیا جاسکتا ہے۔ وھو اعلم!

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۷۰/۹/۵ء

استفتاء ۷۹۸

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

بندے نے طریقۂ اہل سنت کے مطابق قرآن خوانی و ایصال ثواب کے لئے چند محلہ کے اپنے سنی مسلمان بچوں کو دعوت دی۔ بحمدہ تعالیٰ تمام اہل اسلام حاضر ہوکر قرآن خوانی و ایصال ثواب بحکم مذہب اہل سنت ادا کیا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ برادری کے کچھ افراد نے ہمیں ایسی صورت میں برادری سے بائیکاٹ کردیا کہ تم نے محلہ اور غیر محلہ کے تمام بچوں کو کیوں دعوت دی اور ان سب لوگوں سے کیوں قرآن خوانی کرایا۔ مخصوص آدمی کافی تھے۔ حالانکہ واقعتاً یہ مخصوص آدمی ناکافی تھے اس لئے تمام بچوں کو بلوایا گیا۔ بس اتنی سی بات پر مجھے برادری سے علیحدہ کردیا۔ لہٰذا عرض ہے کہ ہمیں ان لوگوں کا بائیکاٹ کرنا جائز ہے یا ناجائز۔ بصورت ناجائز ان لوگوں کو جنہوں نے بائیکاٹ کیا توبہ واستغفار یا کونسا شرعی حکم لاگو کیا جائے گا واضح ہو کہ وہ لوگ بھی سنی ہیں۔ بینوا و توجروا!

المستفتی: محمد حنیف، قصبہ کیتھون، محلہ کوڑ کونہ، راجستھان

۸۶/۹۲ھ

الجواب ـــــــــ وھو الموفق للصواب ـــــــــ !

سوال میں جن باتوں کو بیان کیا گیا ہے یعنی لوگوں کو قرآن خوانی اور ایصال ثواب کے لئے بلانا، دعوت دینا جائز اور کار ثواب ہے۔ محلہ اور غیر محلہ والوں کی کوئی قید نہیں ہے۔ ایصال ثواب کے لئے جہاں تک زیادہ سے زیادہ لوگ جمع ہوسکیں بہتر ہے جن

لوگوں نے اس نیک کام کے کرنے اور لوگوں کو قرآن خوانی کے لئے بلانے پر برادری سے بائیکاٹ کردیا ہے وہ سخت گنہگار ہیں۔ ان لوگوں نے شریعت کے خلاف برادری سے علیحدہ کردیا ہے۔اس لئے ان کو فوراً توبہ کرنا چاہیے اور فوراً آپس میں میل جول پیدا کرنا ضروری ہے۔حدیث شریف میں ہے: **لایحل لمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلثة ایام** یعنی مسلمانوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دیں یعنی اس سے سلام وکلام نہ کریں۔لہٰذا اس غلط کام کرنے اور بائیکاٹ کرنے کی وجہ سے وہ لوگ خطاوار ہیں۔اہل سنت والجماعت کو خاص کر ایسی باتوں سے بچنا ضروری ہے۔پھر جب کہ سب لوگ ایک ہی عقیدے اور ایک ہی مسلک کے ہیں تو یہ غلط اعتراض قابل افسوس ہے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ٦

کتبہ

۵/۹/۷۰ء

استفتاء ۷۹۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

ایک مولانا صاحب ایک مدرسہ میں درس دیتے ہیں اور مہینہ میں اکثر غیر حاضر رہتے ہیں۔اگر کبھی آئے بھی تو حقہ پیتے ہیں کبھی بازار سے سودا لانے چلے جاتے ہیں اور پھر غیر حاضری کے ایام کی حاضری بنا کر پوری تنخواہ لیتے ہیں۔کیا یہ تنخواہ ان کیلئے جائز ہے؟ مزید برآں کتب تفاسیر واحادیث وفقہ پڑھاتے وقت ٹانگیں پھیلا کر بیٹھتے ہیں، بیڑی پیتے ہیں، لڑکوں سے پاؤں دبواتے ہیں اور ستر عورت بھی کھول دیتے ہیں۔مدرسہ کے طلبہ کو مغلظات بکتے ہیں۔کسی کو خناس تو کسی کو بھوت، کسی کو منافق کہتے ہیں یہی نہیں بلکہ فرعون اور شیطان بھی کہہ دیتے ہیں۔لہٰذا ایسے عالم کے لئے کیا حکم ہے؟ علاوہ اس کے اکثر لوگوں پر غلط الزام لگاتے ہیں ہر ایک کی تحقیر وتذلیل کرتے ہیں اور گنڈے دار نمازیں پڑھتے ہیں۔یہی نہیں بلکہ اکثر وہ نماز نہیں پڑھتے ہیں۔تارک جماعت بھی ہیں۔اپنی کوتاہیوں پر پردہ ڈالنے کی غرض سے ہر روز نیا شگوفہ کھلاتے رہتے ہیں۔طلباء کو آپس میں لڑاتے ہیں، فتنہ پیدا کرتے ہیں، فرضی درخواستوں کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں۔ادارے کو نقصان پہونچانے کی غرض سے ایک نیا مدرسہ کھول رکھا ہے۔مقدمہ کرکے مدرسہ کی کتابوں کو کچہری میں داخل کرانے کی سعی کرتے ہیں۔کیا ایسا شخص کسی مدرسہ کا صدر مدرس، ناظم یا متولی ہوسکتا ہے؟ ایسے شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ وہ کتب تفاسیر اور احادیث وفقہ کا درس دینے کے لائق ہے یا نہیں؟ جو تنخواہ فرضی حاضری بنا کرلی ہے۔اسے واپس لوٹانا اس پر ضروری ہے یا نہیں؟

محمد اسلام الدین، سنبھل، مُرادآباد

۹۲/۷۸۶

الجواب ـــــــــــ اللّٰهم هداية الحق والصواب ـــــــــــ !

نعوذ باللّٰه من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا۔ برتقدیر صدق مستفتی سوالات مذکورہ بالا میں مولانا موصوف کے جن فاسقانہ و فاجرانہ و منافقانہ و غیر ذمہ دارانہ اعمال و افعال کا ذکر کیا گیا ہے اور ان کی جن صفات مذمومہ و حرکات قبیحہ کو بیان کیا گیا ہے اس کے پیش نظر ایسے شخص کو مولانا کا مقدس خطاب دینا اور ان کی تعظیم و تکریم کرنا، ان کو اپنا پیشوا و امام جاننا اور کسی دینی درس گاہ کی صدارت و نظامت کا کام سپرد کرنا، ان کو امامت کے عہدے پر مامور کرنا شرعاً ناجائز و گناہ ہے۔ ایسے غیر شرعی امور کے مرتکب کی شریعت طاہرہ نے تحقیر و تذلیل و توہین کا حکم دیا ہے۔ اس کے برعکس اس کے اکرام و احترام کرنے میں شرع کا منشا فوت ہوگا۔ لہٰذا ایسے شخص کو صدر مدرس بنانا، بچوں کو اس سے تعلیم دلوانا، اس کے پیچھے نماز پڑھنا شرعاً درست نہیں۔ گرہمیں است مکتب و ملا – کار طفلاں تمام خواہد شد اور پھر ''چوں کفر از کعبہ برخیزد، کجا ماند مسلمانی'' ''اگر مدرسہ و مدرسین کا یہی حال ہو تو طلباء کا انجام بدظاہر ہے۔ جب کعبہ ہی سے کفر کی اشاعت ہو تو مسلمانی کہاں باقی رہے گی؟'' ایک عالم سے اس قسم کی حیاسوز اور ناپسندیدہ حرکتوں کا صدور قابل مذمت و حد درجہ افسوسناک ہے۔ ایسے ہی عالم کے لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ الخ۔ حصول علم ہی باعث کمال و سبب نجات نہیں بلکہ علم کے مطابق عمل کرنا کامیابی و کامرانی و فائز المرامی کا سبب ہے۔ قرآن حکیم نے ایسے لوگوں کی پیروی و اتباع سے منع کیا ہے۔ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا یعنی جس کا قلب ذکر الٰہی سے غافل ہو، جو خواہشات کا بندہ ہو، جو حدود شرعیہ سے تجاوز کرنے والا ہو، اس کی اطاعت نہ کرو۔ نام نہاد مولانا کا فرض منصبی سے کوتاہی کرنا، متعلقہ کام سے غفلت و کوتاہی کرنا اور وقت کی پابندی نہ کرنا انتہائی خیانت ہے اور ناقص اوقات کو کامل بنا کر تنخواہ پوری لینا ناجائز و حرام۔ طلبا کی تعلیم کا نقصان، ان کی مذکورہ بالا حیاسوز حرکتوں اور فاسقانہ طرز عمل سے، طلبا پر جو بُرے اثرات مرتب ہوں گے اس کا گناہ الگ غرض کہ ایسے مصنوعی عالم کو عہدۂ درس و تدریس سے علیحدہ کر دینا ضروری۔ علمائے سوء کی مذمت، حدیث شریف میں یوں بیان فرمائی گئی: من تعلم علما مما يبتغى به وجه الله لا يتعلمه الا ليصيب عرضا من الدنيا لم يجد عرف الجنة يوم القيامة يعني ريحها (رواہ احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ) ''جس نے علم دین سیکھا دنیا کمانے کی غرض سے وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو نہیں پائے گا۔'' دوسری حدیث میں یوں ہے: الا ان شر الشر شرار العلماء و ان خير الخير خيار العلماء۔ ''برائیوں سے برا علماء کی برائی ہے اور خیروں سے اچھا علماء کی اچھائی ہے۔'' تیسری حدیث (میں یوں) ان من اشر الناس عندالله منزلة يوم القيامة لا عالم لا ينتفع بعلمه۔ ''قیامت کے دن لوگوں میں سب سے بدتر مرتبہ اس عالم کا ہوگا جو اپنے اور دوسروں کو نفع نہیں پہنچایا۔'' مولوی صاحب نے جو تنخواہ ایام غیر حاضری کی لی ہے۔ اسے واپس کرنا ضروری۔ وهو اعلم و علمه جل مجده اتم۔

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۱۰/۹/۷۰ء

استفتاء ۸۰۰

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) زید کابل کا باشی ہے اور اس کی تجارت کا ذریعہ سود ہے۔ یعنی زید غیر مسلموں کو سود پر روپئے دیتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی کام نہیں کرتا۔ زید ٹوپی خرید کر مسجد میں نمازیوں کے استعمال کے لئے رکھ دیتا ہے۔ لوگ اس ٹوپی کو پہن کر نماز پڑھتے ہیں۔ علاوہ ازیں زید سے دینی معاملہ میں کسی قسم کا چندہ وغیرہ لینا درست ہے یا نہیں؟ مثلاً مسجد بنوانے یا امام ومؤذن کو تنخواہ دینے کے لئے زید کا پیسہ لے سکتے ہیں یا نہیں جب کہ وہ سود کا پیسہ ہے۔ اور اس ٹوپی سے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ وہ دیتے ہیں لیکن مسلمانوں کو کم بہت کم (چندہ) دیتے ہیں۔ زیادہ تر وہ غیر مسلموں ہی سے رابطہ رکھتے ہیں۔

(۲) فٹ بال کھیلنے والی ٹیم جو جا بجا مدرسہ یا دینی کام کے لئے فٹ بال کھیلتی ہے اور اس میں جو ٹکٹ فروخت ہوتا ہے اور بعد اخراجات جو پیسہ بچتا ہے وہ مسجد یا مدرسہ کو دے کر چلی جاتی ہے۔ وہ پیسہ مسجد یا مدرسہ میں لگا سکتے ہیں یا نہیں۔ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔ عین وکرم ہوگا۔

المستفتی: فقیر محمد اصدقی، مقام بانکورہ، نزد بس اسٹینڈ، جامع مسجد، ضلع بانکورہ، ویسٹ بنگال

۹۲/۸۶ م

الجواب ــــــــ وھوالموفق للحق للصواب ــــــــ !

(۱) صورت مسئولہ میں جب کہ زید سودی کاروبار کے ذریعہ پیسہ حاصل کرتا ہے۔ اس کے علاوہ زید کو کوئی ذریعہ آمدنی نہیں اور یقین ہے کہ سود ہی کے پیسہ سے اس نے ٹوپی خریدی ہے تو اس ٹوپی کو پہن کر نماز درست نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ سود کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے۔ ارشاد خداوندی ہے: وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا۔ یعنی خدائے عزوجل نے خرید وفروخت کو جائز اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ احادیث نبویہ علی صاحبها الصلوة والتحية میں اس کی شدید مذمت بیان کی گئی یہاں تک کہ سود لینے والا دینے والا اور اس کا کاغذ لکھنے والا سب ایک ہی زمرے میں ہیں۔ اس لئے سود کے پیسوں کو کار خیر میں لگانا بے سود اور اس سے کسی اجر وثواب کی توقع نہیں۔ زید کا پیسہ مسجد یا مدرسہ یا امام ومؤذن کی تنخواہ میں دینا جائز نہیں۔ فقہائے کرام نے تصریحیں فرمائی ہیں کہ دار الحرب میں مسلمان اگر کافر حربی سے بیع فاسد کے ذریعہ پیسہ حاصل کرے تو جائز ہے۔ مثلاً ایک روپیہ دیکر دو روپیہ خریدے یا مُردار جانور کو اس کے ہاتھ فروخت کر کے پیسہ حاصل کرے تو جائز ہے۔ مگر ہندوستان دار الحرب نہیں اور نہ یہاں کے کافر ذمی ومستامن ہی ہیں۔ لہٰذا اپنی عزت وآبرو، جان ومال پر کوئی دھبہ نہ آئے اور نہ بدعہدی ہو تو عقود فاسدہ کے ذریعہ کافروں کے اموال حاصل کئے جاسکتے ہیں مگر یہ تقویٰ کے خلاف ہے" اور ان سے سود لینا یا ان کو سود دینا جائز نہیں۔

(۲) فٹ بال کے کھیل میں اگر کوئی غیر شرعی امور کا ارتکاب نہیں کرنا پڑتا ہے اور مشروع کاموں سے یہ کھیل بالکل پاک ہوتا ہے اور ہار و جیت کی شرط بھی نہیں لگائی جاتی ہے اور نہ حدود شرعیہ توڑنا پڑتا ہے تو ایسی صورت میں جو پیسے ٹکٹ کے ذریعہ حاصل ہوتے ہیں ان کا مسجد و مدرسہ میں لگانا جائز ہے۔ وھو اعلم بالصّواب و الیه المرجع و المآب۔

عبدهٗ الاثیم محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۲۵/۱۰/۷۰ء

استفتاء ۱۰۸

مسئله: کیا فرماتے ہیں علمائے دین حسب ذیل مسائل میں کہ:

(۱) ایک لڑکی کی شادی ہوئی، شوہر اس کو چھوڑے ہوئے ہیں۔ وہ ۹ رنو ماہ سے اپنے میکہ میں ہے، نہ شوہر لے جاتا ہے نہ طلاق ہی دیتا ہے۔ لوگ اس لڑکی کی دوسری شادی کر دینے کو کہتے ہیں کیا دوسری شادی جائز ہوگی؟

(۲) دو آدمی میں ایک قرآن مجید پڑھا ہوا ہے اور نمازی بھی ہے لیکن اس کی پرہیز گاری میں کمی ہے۔ دوسرا شخص جاہل ہے مگر نمازی اور پرہیز گار ہے۔ اور دونوں میں امامت کون کرے اور کس کی امامت بہتر ہوگی؟

(۳) ایک شخص کی عمر چالیس سال سے زیادہ ہو چکی ہے اور اس نے اب تک نماز پڑھنے کا طریقہ نہیں سیکھا وہ جاہل ہے، قرآن مجید کی سورۃ اس کو یاد نہیں ہے، یاد نہیں ہوتی ہے، اس کو کس طرح نمازی بنایا جائے اور وہ کس طرح نماز پڑھے؟ اس کی نماز دربار الٰہی میں قبول ہوگی یا نہیں؟

۹۲/۸۶ء

الجواب ـــــــــ وھو الموفق للصواب ـــــــــ !

(۱) جب تک شوہر اسے طلاق نہ دے گا اس لڑکی کی دوسری شادی کر دینا قطعی ناجائز و حرام۔ شوہر کو کسی طرح راضی کر کے طلاق لی جائے یا خلع کرائے۔

(۲) جو شخص قرآن حکیم پڑھا ہوا ہے اگر چہ پرہیز گاری میں کم ہے مگر پھر بھی امامت وہی کرے گا۔ دوسرا اگر چہ متقی اور نمازی ہے مگر جاہل ہونیکی وجہ سے وہ امام نہیں بن سکتا کیونکہ جب وہ تعلیم یافتہ اور دینیات سے واقف نہیں۔ قرآن مجید بھی پڑھا ہوا نہیں ہے۔ تو پھر قرأت میں غلطی یقینی ہوگی۔ پھر امامت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لہٰذا علم والا جس نے قرآن حکیم کی تعلیم حاصل کی ہے وہی امامت کی خدمت انجام دے گا۔

(۳) چالیس سال کی عمر ہو چکی ہے اور اب تک اس نے نماز پڑھنے کا طریقہ نہ سیکھا، تعجب ہے۔ اس کو ایک ایک لفظ کر کے کم از کم چار سورتیں یاد کرائیں اور جس طرح ہو وہ نماز پڑھے اور جس قدر وہ جانتے ہیں وہ اسی کو نماز میں پڑھیں اور محنت وکوشش کر کے قرآن مجید سیکھیں اور پڑھیں مسجد میں جا کر لوگوں کو دیکھیں اور نماز پڑھنا سیکھیں۔ خدا کی توفیق شامل حال ہوگی تو قرآن مجید ونماز پڑھنا بھی آ جائے گا۔ جہاں تک نماز ودیگر اعمال خیر کی قبولیت کا سوال ہے۔ اس سلسلہ میں خدائے واحد رحمان ورحیم ہے وہ ضرور قبول فرمائے گا۔ بندے کا کام بندگی وعبادت ہے اس کو قبول کرنا یا نہ کرنا یہ تو خدا کا کام ہے۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم علمه جل مجدهٗ واتم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۱۴/۷/۷۰ء

استفتاء ۸۰۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ:

(۱) میت کے دفن کے بعد قبر پر آذان کہنا کیسا ہے؟

(۲) ریڈیو، ٹیلی فون، تار کی اطلاع پر روزہ رکھنا یا عید کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ریڈیو وغیرہ کی اطلاع سے رویت ہلال ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالقدوس، سنگرولی، این، سی، ڈی، سی، مدھیہ پردیش

۹۲/۷۸۶

الجواب ــــــــــ وهوالموفق للحق والصواب ــــــــــ !

(۱) بعد دفن قبر پر آذان کہنا جائز ومستحب ہے۔ احادیث کریمہ وکتب فقہ سے آذان قبر کا مستحب ومستحسن ہونا اظہر من الشمس ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے: لقنوا موتاکم لااله الاالله۔ یعنی اپنے مُردوں کو لَآ اِلٰه اِلَّا اللّٰه کی تلقین کرو۔ شامی نے تلقین کے متعلق لکھا ہے کہ لاضرر فيه بل فيه نفع فان الميت ليستانس بالذكر كما ورد في الآثار یعنی تلقین وآذان قبر میں کوئی نقصان نہیں بلکہ فائدہ ہے کہ میت کو ذکر الٰہی سے تسکین ہوتی ہے، اس کی وحشت وگھبراہٹ دور ہوتی ہے۔ امام احمد وطبرانی وبیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جس میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے دفن کے سلسلہ میں بیان کیا کہ بعد دفن سبح النبي صلى الله عليه وسلم ثم كبّر وكبر الناس ثم قالوا يارسول الله لم سبحت قال لقد تضايق على هذالرجل الصالح قبره فرج الله عنه ۔"دفن کے بعد نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سبحان اللہ اور اللہ اکبر کا ورد فرمایا اس کے بعد صحابۂ کرام نے حضور رحمۃ اللعالمین سے تسبیح وتکبیر کی وجہ دریافت فرمائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس مرد صالح

پر قبر تنگ ہوگئی تھی تو اب اس کی برکت سے اللہ رب العزت نے اس پر اس کی قبر کو کشادہ فرمایا۔'' غرض کہ بعد دفن قبر پر آذان کہنے میں بہت فائدے ہیں۔

(۲) ریڈیو، ٹیلی فون، تار وغیرہ کی خبروں پر، نہ روزہ رکھنا چاہیے نہ افطار کرنا درست ہے۔ نہ آلات وذرائع سے رویت ہلال ثابت ہوتی ہے، روزے، نمازیں نیز دیگر فرائض وواجبات جن کا تعلق چاند کی رویت سے ہے، ان کا دارومدار رویت ہلال یا شرعی شہادتوں پر ہے۔ اندازہ تخمین، ظن وگمان پر فرائض وواجبات کی ادائیگی صحیح ودرست نہیں۔ حدیث شریف میں ہے: **لاتصوموا حتی تروا الهلال ولا تفطروا حتی تروه فان غم عليكم فاقدروا له.** ''چاند دیکھے بغیر روزہ نہ رکھو اور نہ چاند دیکھے بغیر عید کرو۔ اور اگر مطلع ابر آلود ہو تو گنتی پوری کرو۔'' دوسری جگہ ارشاد فرمایا: **فان غم عليكم فاكملوا العدة ثلثين.** ''اور اگر مطلع ابر آلود ہو تو تیس دن مکمل کرو۔'' خلاصہ یہ کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھنا اور افطار کرنا چاہیے اگر ابر وباد یا کسی اور موانع کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو تیس دن پورے کر کے روزہ رکھے یا افطار کرے۔ ہاں! اگر رویت ہلال کا ثبوت شرعی شہادت سے ہو جائے تو رویت تسلیم کی جاسکتی ہے۔ ریڈیو وغیرہ سے جو اطلاعیں ملتی ہیں وہ محض خبریں ہوتی ہیں، شہادت نہیں۔ علاوہ ازیں جب اکثر دنیاوی معاملات کا فیصلہ ان آلات سے آئی ہوئی خبروں پر نہیں کیا جاتا تو پھر دین کے معاملے میں ان پر کس طرح یقین کیا جائے۔ **واللہ تعالیٰ اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ
۸/۱۲/۷۰ء

استفتاء ۸۰۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اِن مسائل میں کہ:

(۱) مرد کے لئے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا کیسا ہے؟ بعض حضرات ضد کرتے ہیں کہ مرد کو ہاتھ میں مہندی لگانا درست ہے۔ آیا اُن لوگوں کا یہ کہنا درست ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو جو لوگ کہتے ہیں ان کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

(۲) رمضان شریف کا روزہ پہلی تاریخ سے رکھا گیا۔ انتیس تاریخ کو چاند ہو گیا تو روزے بھی انتیس ہی ہوئے۔ اب ایک روزہ اور رکھا جائے گا یا نہیں؟ زید کا کہنا ہے کہ ضروری نہیں ہے کیونکہ حکم ہے کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو۔ زید کا یہ قول صحیح ہے یا غلط؟ باقی ایک روزہ رکھنا کیسا ہے؟ جواب بحوالۂ کتب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: وصی احمد عفی عنہ امام جامع مسجد بانکورا، نزد بس اسٹینڈ، مچان محلہ، ضلع بانکورہ
۳۰/۱۱/۷۰ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــ وھوالموفق للحق والصواب ــــــــــ !

(۱) شریعت طاہر میں مردوں کو تشبہہ بالنساء سے منع فرمایا گیا ہے۔ مہندی عورتوں کے لئے باعث زینت وآرائش ہے جس سے ان کی خوبصورتی اور حسن وجمال میں اضافہ ہوتا ہے اور ان کی نسوانیت ونزاکت کا اظہار ہوتا ہے، بخلاف مَردوں کے اس لئے کہ نزاکت وزنانہ پن مَردوں کے لئے عیب ہے۔ اس لئے ریشمی کپڑے اور زیور کے استعمال سے مَردوں کو منع کیا گیا ہے۔ نیز ہر وہ لباس اور زیب وزینت کے سامان جو عورتوں کے لئے مخصوص ہیں اس سے بھی مَردوں کو منع کیا گیا ہے۔ اس لئے مردوں کو مہندی لگانا ناجائز اور شرعاً ممنوع وگناہ ہے۔ اس کو جائز کہنے والے احکام شرعیہ سے ناواقف وجاہل ہیں، ناجائز کو جائز کہنا گناہ ہے۔

(۲) حدیث شریف میں صاف وصریح ارشاد فرمایا گیا کہ صوموا الرویتکم وافطروا الرویتکم۔ یعنی چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو۔ زید کا قول صحیح ہے۔ جب رمضان شریف ۲۹ یوم کے ہوں تو ایک روزہ رکھنا ضروری نہیں۔ دوسری حدیث میں: **لاتصوموا حتی تروا الهلال ولا تفطروا حتی تروه فان غم عليكم فاقدروا له۔** "چاند دیکھے بغیر روزہ نہ رکھو اور نہ چاند دیکھے بغیر عید کرو اور اگر مطلع ابر آلود ہو تو گنتی پوری کرو۔" دوسری جگہ ہے: **فان غم عليكم فاكملوا العدة ثلثين۔** "اور اگر مطلع ابر آلود ہو تو تیس دن مکمل کرو۔" یعنی روزہ وافطار چاند دیکھنے پر موقوف ہے۔ اگر ابر وباد ہو تو تیس دن پورے کرو۔ لہٰذا جو لوگ عید کا چاند دیکھنے کے بعد پھر ایک روزہ رکھنے کو کہتے ہیں، وہ غلط کہتے ہیں۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ۶
کتــــــــــبہ

۷۰/۱۲/۸ء

استفتاء ۸۰۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ:

(۱) زید امام مسجد ہے اور انگلش بال کٹواتا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ بکر کہتا ہے کہ انگلش بال کٹوانا فعل ناجائز ہے۔ ایسا کرنے والے کے پیچھے نماز حرام ہے کیا یہ صحیح ہے؟ مدلل جواب دیں گے۔

(۲) زید امام مسجد ہے اور ہندو کے چورچن پوجا اور سرسوتی پوجا میں ساتھ ساتھ گھومتا ہے اور اس پوجا کی چیزوں کو بھی کھاتا ہے اور اس پیسے میں سے حصہ بھی لیتا ہے۔ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جب کہ زید عالم بھی ہے۔ بینوا توجروا. والسلام مع الاکرام۔

المستفتی: سکندر علی رضوی، مدرسہ رضویہ سراج المسلمین، مقام وپوسٹ: سون برسا، مظفر پور

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــ وباللہ التوفیـــــــــق !

(۱) زید کا انگریزی بال رکھنا شرعاً نا جائز و مکروہ ہے۔ یہ طریقہ نصاریٰ کا ایجاد کردہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے: من تشبہ بقوم فھو منھم۔ "جو کسی قوم سے مشابہت رکھے وہ ان ہی میں سے ہے۔" اس لئے تشبہ بالنصاریٰ سے اجتناب و پرہیز ضروری ہے۔ زید کے پیچھے نماز حرام نہیں، ہاں! مکروہ ہے۔

(۲) زید کا ہندوؤں کے تہوار اور اعمال شرکیہ میں شرکت کرنا حرام حرام حرام۔ اگر بہ طیب خاطر ایسا کرتا ہے تو قریب بہ کفر زید کو ان افعال قبیحہ و اعمال شنیعہ و حرکات ذمیمہ سے توبہ کرنا لازم و ضروری ہے۔ اس کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی قابل اعادہ ہے۔ مراقی الفلاح میں ہے: کرہ امامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدین فتجب اهانته شرعا فلایعظم بتقدیمه للامامة الخ یعنی دین کی عظمت و حفاظت نہ کرنے کی بنا پر فاسق عالم کی امامت مکروہ ہے۔ شریعت مطہرہ میں اس کی اہانت کا حکم ہے اور ایسے شخص کو امام بنانے میں اس کی تعظیم و عزت متصور اس لئے اس کو عہدۂ امامت سے معزول کر دینا ضروری ہے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتـــــــبہ

۲۴/۱۲/۷۰ء

استفتـــــاء ۸۰۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین حسب ذیل مسائل میں کہ:

(۱) یہاں ایک کمپنی ہے اس کمپنی کا کام روپیوں کو سود پر لگانا ہے اور اس کمپنی میں کچھ مسلم ملازمین کام کرتے ہیں اگر یہ ملازمین تعمیر مسجد میں چندہ دینا چاہیں تو ان کی رقم لینی جائز ہے یا نہیں؟

(۲) ایک غیر مسلم شخص ایک مسلمان کی دوکان میں ملازم ہے۔ اگر یہ شخص تعمیر میں چندہ دے تو اس کی رقم لینی چاہیے کہ نہیں؟

(۳) امام صاحب کو صرف دو تین خطبہ جمعہ کے حفظ یاد ہیں اور اسی دو تین خطبوں کو وہ ہمیشہ پڑھا کرتے ہیں۔ لوگوں نے امام صاحب سے بہت کچھ کہا کہ آپ کتاب دیکھ کر ہر ماہ کے خطبے پڑھا کریں لیکن امام صاحب کسی کی کچھ نہیں سنتے جواب طلب یہ ہے کہ انہیں خطبوں کا پڑھنا افضل ہے کہ ہر ماہ کے خطبے پڑھے جائیں۔ بینوا توجروا۔

المستفتی: محمد لئیق خاں، سکریٹری انجمن اصلاح المسلمین، چھوٹی مسجد، ڈالٹین گنج، پلاموں
۱۲ دسمبر ۷۰ء

۹۲/ ۸۶ھ

الجواب ـــــــــ وباللہ التوفیـــــــــق!

(۱) سود کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے۔ اس کی حرمت کا منکر کافر اور حرام سمجھ کر اس کا مرتکب فاسق مردودُ الشہادۃ ہے۔ مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے سود لینے والے، سود دینے والے۔ سود کا کاغذ لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ یہ سب برابر ہیں۔ لہٰذا مسلم ملازمین کی تنخواہ کی رقم مسجد میں لگانا جائز نہیں۔ ہاں! اگر وہ اپنی کسی دوسری آمدنی سے چندہ دیں تو اس کو تعمیر مسجد میں صرف کرنا جائز ہے۔

(۲) اگر مذکورہ بالا غیر مسلم اپنی جائز تنخواہ سے جس میں کسی طرح حرمت کا شبہ نہیں، چندہ دے تو وہ رقم لینا جائز ہے مگر خلاف اولیٰ ہے۔ غیر مسلم کا پیسہ تعمیر مسجد میں نہ لگایا جائے تو بہتر ہے۔

(۳) جمعہ کے لئے خطبہ شرط ہے۔ خواہ زبانی پڑھے یا کتاب دیکھ کر بلکہ زبانی پڑھنا افضل ہے۔ ایک ہی خطبہ ہمیشہ پڑھے یا ہر ماہ کے لئے الگ الگ خطبے پڑھیں دونوں صورتیں جائز ہیں۔ وھو اعلم وعلمہ جل مجدہٗ اتم۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتـــــــــــبہ
۲۴/ ۱۲/ ۷۰ء

استفتـــــاء ۸۰۶

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ:

(۱) محلہ کی پنچایت کے لوگوں نے زید کو قصوروار قرار دے کر اپنے سے الگ کر دیا ہے مگر عمر، زید کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور پنچ کے دائرے میں بھی رہنا چاہتا ہے۔ ایسے فسادی عمر کو، پنج نماز باجماعت سے روکتے ہیں کیا یہ روا ہے؟

(۲) زید کے پاس مسجد کمیٹی کی رقم امانۃً رکھی ہوئی تھی۔ ضرورت پڑنے پر جب کمیٹی کی طرف سے روپیہ طلب کیا گیا تو زید نے فی الفور وہ رقم دینے سے مجبوری ظاہر کی کیونکہ کمیٹی کی اجازت کے بغیر وہ اس روپئے کو اپنے مصارف میں خرچ کر چکا تھا مگر دینے کا وعدہ کیا۔ اب زید نے کمیٹی سے الگ ہو کر اپنی ایک الگ پارٹی بنالی ہے اور وعدے کے باوجود اب تک وہ رقم کمیٹی کو واپس نہیں کیا ہے۔ گویا وہ روپیہ ہضم کرنا چاہتا ہے۔ لہٰذا ایک ایسے شخص کا ساتھ دینے والا یا مدد کرنے والا شرعاً کیسا ہے؟

(۳) ایک مسلم خاتون ایک غیر مسلم مرد کے ساتھ چلی گئی اور اس کے گھر چھ سات ماہ رہی حلال وحرام کا بھی خیال نہ کیا۔ پھر وہ مسلم خاتون اس غیر مسلم کو دھوکہ دیکر میکہ چلی آئی۔ اس کے لئے کیا حکم ہے کیا کرنا ہوگا؟ اسے اپنے دین پر رہنے کے لئے اور مسلم مرد کے ساتھ اس نے جو پہلا نکاح کیا تھا وہ باقی رہا یا نہیں؟

(۴) زید نے اپنی لڑکی کی شادی عمر کے ساتھ کردی جس کو دو تین سال کا عرصہ ہوا، اس سے ایک لڑکی بھی تولّد ہوئی۔ اب عمر کی عادت بہت بگڑ گئی ہے۔ شراب نوشی میں مست رہتا ہے۔ لڑکی کو میکہ پہونچادیا ہے۔ آج چار سال کا عرصہ ہوگیا اب تک نہیں لے گیا ہے۔ نہ خورد ونوش کا سامان ہی دیتا ہے اور نہ ہی طلاق دینے پر رضامند ہے نہ ہی آتا جاتا ہے۔ اس مسئلہ میں علمائے دین کیا کہتے ہیں؟

المستفتی: عبدالکریم، صدر مدرس مدرسہ اصلاح المسلمین، اکھڑا، ضلع بردوان

۹۲/۸۶ ک

الجواب ــــــــــ وھوالموفق للصواب ــــــــــ !

(۱) اگر اہل محلہ اور پنچایت والوں نے زید کو کسی شرعی امور کی خلاف ورزی کرنے پر مجرم وقصوروار قرار دے کر اپنے سے الگ کیا ہے اور شرعاً زید کا بائیکاٹ کیا ہے تو ایسی صورت میں زید کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں کی جاسکتی اور جو شخص بھی زید کی ہمدردی کرے گا وہ مجرم ہوگا۔ اور اگر کسی دنیاوی معاملات کی بنا پر زید کو الگ کیا گیا ہے جو شرعاً جائز تھا تو ایسی صورت میں اس کی ہمدردی کرنا گناہ نہیں اور نماز باجماعت سے زید کو روکنا کسی طرح بھی جائز اور درست نہیں۔

(۲) زید خائن ہے اور شرعاً مجرم وقابل تعزیر، اس کے ساتھ ہمدردی کرنے والا، اس کا ساتھ دینے والا گنہگار مستحق تعزیر ہے۔ زید کو چاہئے کہ فوراً مسجد کمیٹی کا روپیہ واپس کرے اور اپنے جرم کا اقرار کرتے ہوئے معافی مانگے۔ اگر زید روپیہ ادا کرنے سے انکار کرے تو مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کا سوشل بائیکاٹ کریں۔

(۳) مسلم خاتون جو غیر مسلم کے ساتھ رہی اس بنا پر وہ سخت گنہگار مستحق عذاب نار ولائق غضب جبار ہے۔ یہاں اسلامی حکومت نہیں کہ اسے رجم وسنگسار کیا جائے یا شرعی سزا جو زانی کے لئے مقرر ہے دی جائے لہٰذا خاتون مذکور کو توبہ کرنا چاہئے۔ سماج ومحلہ کے لوگ اپنے طور پر جو سزا تجویز کریں دیں، شرعی طور پر سوائے سنگسار کے اور کوئی دوسرا طریقہ نہیں۔ پہلا نکاح اس کا باقی ہے۔ وہ توبہ کرکے پھر اپنے پہلے شوہر کے ساتھ رہ سکتی ہے۔ ایسی قبیح حرکت اور زنا سے نکاح باطل نہ ہوگا۔

(۴) اگر عمر اپنی بیوی کا نان ونفقہ نہیں دیتا اور نہ حق زوجیت ادا کرتا ہے تو اس کے لئے وہ دارالقضاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ۔۶ میں قاضی شرع کے پاس باضابطہ درخواست دے۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ۔۶
کتبہ

۱۱/۱/۱۷ء

استفتاء ۸۰۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:
گورنمنٹ کی لاخراجی زمین بیکار پڑی ہے اور بستی کے عام لوگ اس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں اور گورنمنٹ کوئی رکاوٹ بھی نہیں ڈالتی۔ ہم لوگ بستی والے اس مذکورہ زمین سے مٹی کاٹ کر مسجد کے کام میں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر حکومت کے اس ملازم سے جو اس کام کے لئے بحال ہیں۔ روپیہ دے کر اس مٹی کو خرید لیں تو لینا جائز ہے یا نہیں؟۔ بینوا توجروا۔

المستفتی: سفیر الدین احمد رضوی، موضع اتر دریاپور، ڈاکخانہ: اتر دریاپور، ضلع مالدہ، بنگال
۲۳ر دسمبر ۷۰ء

۸۶/۹۲ھ

الجواب ــــــــــــ وھوالموفق للحق والصواب ــــــــــــ !

صورت مستفسرہ میں جب زمین بیکار پڑی ہے اور گورنمنٹ اس کے استعمال اور تصرف سے منع بھی نہیں کرتی تو جس طرح بھی ممکن ہو اس سے فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس سے مٹی لیکر مسجد کے کام میں بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ افتادہ زمین بادشاہ کی ملک نہیں ہوتی اس کا مالک خدائے عزوجل اور رسول پاک ﷺ ہیں۔ **عادی الارض للہ ورسولہ (رواہ البیھقی فی شعب عن طاؤس عن النبی صلّی اللّٰہ عَلَیْہِ وسلّم وعن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ وقفا)** ''حقیقتاً افتادہ زمین اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ کے ہیں۔ اِس حدیث کو بیہقی نے شعب میں حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔'' اس کے باوجود بھی بہتر اور اولیٰ یہ ہے کہ کچھ روپیہ دیکر خرید لیں تا کہ کسی قسم کا کوئی شبہ باقی نہ رہے۔ **وھو تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔**

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
۸/۱/۷۱ء

استفتاء ۸۰۸

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس صورت ہائے مسئولہ میں کہ:
(۱) قربانی، عقیقہ یا ایصال ثواب اور کسی دوسرے دینی امر میں مقام خطاب پر لڑکے کی ولدیت کے متعلق ''فلاں بن فلاں'' یعنی باپ کا نام عموماً آتا ہے تو لڑکی کے متعلق ''فلاں بنت فلاں'' کی جگہ باپ ہی کا نام

ہونا چاہیے یا ماں کا؟ وجہ شبہ یہ ہے کہ سنی گئی روایت کے مطابق میدان حشر میں مرد کو "فلاں بن فلاں" یعنی باپ کے نام کے ساتھ اور عورتوں کو "بنت فلانۃ" یعنی ماں کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا۔ براہ کرم اس روایت کی قوت صحت یا ضعف کی بابت بھی آ گاہ کریں۔

(۲) جمعہ کی آذان ثانی خوب بلند آواز سے کہنا کیسا ہے اور بعد نماز طویل دعا مانگنا کیسا ہے؟

(۳) جمعہ کی آذان ثانی منبر کے قریب محراب میں یا باہر، کہاں کس مقام پر دینا چاہیے؟

المستفتی: محمد یوسف، ڈھولی، ڈھولی شکرا، مظفر پور

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــ وھو الموفق للصواب ــــــــ !

صورت مسئولہ میں:

(۱) لڑکا ہو یا لڑکی دونوں کا نسب باپ ہی سے لیا جاتا ہے۔ باپ اگر سیّد ہے اور ماں پٹھان تو اولاد سیّد ہی کہلائے گی۔ ایسا نہیں کہ لڑکے کی ولدیت میں باپ کا نام اور لڑکی کی ولدیت میں والدہ کا نام لیا جائے۔ تفریق و امتیاز کی کوئی وجہ نہیں۔ رہے وہ اعمال و افعال جن میں ولدیت کی ضرورت ہوتی ہے وہاں بجائے باپ کے اگر ماں کا نام بھی لیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ خدائے عز و جل عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ وہ نیت کو دیکھتا ہے اور بغیر ولدیت کے بھی اپنے بندے کو کماحقہٗ پہچانتا اور جانتا ہے کیوں کہ وہی خالق ہے۔ دنیا میں مرد و عورت دونوں کو اس کے والد ہی کے نام سے پکارا جائے گا۔ اگر چہ باپ کے لحاظ سے ماں کی نسبت قوی تر ہے۔ باپ میں شک و شبہہ کا احتمال ممکن ہے، ماں میں نہیں۔

(۲) جمعہ کی آذان ثانی بلند آواز ہی سے کہنا چاہیے۔ جس فرض کے بعد سنتیں پڑھی جاتی ہیں وہاں طویل دعا مانگنا بہتر نہیں۔

(۳) جمعہ کی آذان ثانی مسجد کے اندر منبر کے قریب کہنا، علمائے کرام و ائمہ عظام نے مکروہ لکھا ہے۔ فتاویٰ خانیہ میں ہے: **ینبغی ان یؤذن علی المئذنة او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد**" یعنی مسجد کے مینارے پر یا خارج مسجد آذان دی جائے اور مسجد کے اندر آذان نہ کہی جائے۔" سنن ابی داؤد شریف میں، بسند حسن حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جمعہ کے دن جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوتے تو حضور کے روبرو دروازے پر آذان دی جاتی اور اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے عہد مبارک میں، ہاں مؤذن کا خطیب کے سامنے ہونا ضروری ہے۔ مؤذن اور خطیب کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہونی چاہیے۔ **وھو اعلم!**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کـتـبـہ

استفتاء ۸۰۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
قانون خداوندی اور فرمان نبوی کی رُو سے کیا ارشاد فرماتے ہیں: جب کوئی زنا کار مرد اور زانیہ عورت جو پیشہ زنا کاری کو اپنا ذریعۂ معاش بنا کر زنا کاری کرنے یا کرانے کا پیشہ اختیار کئے ہوئے ہو۔ شراب اور جوئے کا پابند ہو۔ چھٹھ اور خواجہ خضر کا تہوار کرتا ہو پھر ختنہ کرانے، قربانی کرنے، روزہ رکھنے، کلمہ پڑھنے گاہ گاہ جمعہ کی نماز پڑھنے، رمضان کے روزے رکھنے، کلمہ طیب پڑھنے اور اس پر اعتقاد رکھنے، فاتحہ اور نذر و نیاز کو ضروری سمجھنے اور مسلمان کہلانے کا دعویٰ رکھتے ہوئے اپنے مُردوں کا جنازہ پڑھنا یا پڑھانا، مُردوں پر قرآن خوانی کرانا، عیدین کی نماز پڑھنا اور فطرہ کا ادا کرنا ضروری سمجھ کر ان تمام کاموں کو انجام دیتا ہو۔ ان میں سے کچھ لوگ اگرچہ زنا کاری کا کام کرتے یا کراتے ہوں یا گناہ کے بہت سارے کام کرتے ہوں لیکن شرک بدعت نہیں کرتے ہوں، ان دونوں ہی طرح کے لوگ اس زنا کاری کے پیسے سے شیرینی خرید کر فاتحہ پڑھواتے ہوں۔ ایسے شخص کی شیرینی پر امام مسجد یا کوئی بھی عالم دین فاتحہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔ امام مسجد کو بلوا کر یہ لوگ تقریریں کراتے ہوں یا دیگر علماء اور حفاظ ان کے یہاں جگہ کو پاکیزہ بنا کر یعنی دھلوا کر اور صاف ستھرا کر کے میلاد شریف پڑھتے ہوں یا تقریریں کرتے ہوں اور ان کی شیرینی و نذرانہ اور رخصتانہ اپنے غریب ہونے کی وجہ سے لیتے ہوں۔ اگرچہ کھانا پانی نہ کھاتے ہوں، لیکن شیرنی اور اپنی مزدوری، بعد میلاد خوانی، تقریر خوانی، قرآن خوانی اور ثواب رسانی لے لیا کرتے ہوں، تو ان میں کیا جائز ہوگا اور کیا ناجائز؟ اور ایسے شخص کے مرنے پر عام مسلمان کے قبرستان لے جانے کی کھاٹ یعنی وہ تابوت جو مسجد میں رہتا ہے استعمال کیا جا سکتا ہے یا نہیں یعنی اس تابوت یا کھاٹ پر وہ مُردہ لے جایا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اور ایسا شخص مسجد میں جا کر نماز پڑھے یا شیرینی لے جائے تو اس پر فاتحہ دینا یا مسجد میں نماز پڑھنے سے اسے روکنا جائز ہوگا یا ناجائز؟ عام مسلمان نمازی و بے نمازی کے قبرستان میں ان کے مُردے دفن کئے جا سکتے ہیں یا نہیں؟ ان تمام باتوں کا خلاصہ تحریر فرما کر شکریہ کا موقع بخشیں۔

المستفتی: حافظ محمد طیب حسین پاگل مظفر پوری کیراف مولوی وحید الحق صاحب
خلیفہ پٹی، مسجد روڈ، ٹھاکر گنج، پوسٹ ٹھاکر گنج ضلع پورنیہ
تاریخ ر: ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۷ فروری ۱۹۷۱ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــ وھو الموفق للحق والصواب ـــــــــــ

نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا۔ ''ہم اپنے نفس کی شرارت اور اپنے برے اعمال سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔'' زنا کے متعلق قرآن حکیم میں نص صریح موجود کہ لَاتَقْرَبُوا الزِّنَا اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلاً۔ ''اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بیشک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ۔'' (ترجمہ کنزالایمان)۔ زانی وزانیہ سخت گنہگار، لائق غضب جبار، مستحق عذاب نار ہے اور اس قبیح و شنیع فعل کو ذریعہ معاش بنانا اور بھی اشد اشنع واقبح۔ ایسے آدمیوں کے یہاں کھانا پینا، ان کی اس ناجائز وحرام کمائی کے پیسے کو بطور نذرانہ لینا یا اس سے خریدی ہوئی مٹھائیوں پر فاتحہ و نیاز دینا بالکل حرام وناجائز ہے بلکہ ان سے میل جول رکھنا یا ان کو اپنے یہاں بلانا بھی ناجائز، ہاں! ان کے مُردے کے لئے کھاٹ یا تابوت دینا، ان کے جنازے کی نماز پڑھنی اور ان کو مقابر مسلمین میں دفن کرنا جائز و درست ہے۔ حدیث شریف میں ہے: الصلوٰۃ واجبۃ علیکم علی کل مسلم یموت برا کان اوفاجرا وان ھو عمل الکبائر یعنی ہر مسلمان کی نماز جنازہ تم پر واجب ہے۔ چاہے وہ نیک ہو یا بد۔ اگر چہ اس نے کبیرہ گناہ کئے ہوں۔ رواہ ابو داؤد وابو یعلیٰ والبیھقی فی سننہ عن ابی ھریرۃ بسند صحیح علی اصولنا۔ ''ہمارے اصول کے صحیح سندوں کے ساتھ امام ابوداؤد، ابویعلی اور بیہقی نے اپنے سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔'' درمختار میں ہے: من قتل نفسہ عمدا یغسل ویصلی علیہ وبہ یفتیٰ ''جس نے خودکشی کی مفتی بہ قول کے مطابق اسے غسل دیا جائے گا اور اس کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی۔'' زانی کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکنا جائز نہیں۔ واضح ہو کہ حرام پیسے کی خریدی ہوئی چیز پر فاتحہ ناجائز۔ زانی وزانیہ کے یہاں میلاد شریف پڑھنا یا تقریر کرنا نہ چاہیے۔ ہاں! بغرض اصلاح ہو تو مضائقہ نہیں مگر ان کے یہاں کھانا پینا، ان کا پیسہ لینا ناجائز ہوگا۔ واضح ہو کہ ہندوؤں کی طرح چھٹھ تہوار منانا، اس میں شریک ہونا حرام۔ حرام۔ حرام۔ اس فعل سے مسلمان باقی نہ رہا، اس کو تجدید ایمان و تجدید نکاح ضروری ہے۔ ایسے مشرکانہ کام کرنے والے کو مقابر مسلمین میں دفن نہ کرنے دیں۔ ہاں! اگر توبہ کرے تو دفن کرسکتے ہیں۔ وھو اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۲۸ رفروری ۱۹۷۱ء

استفتاء ۸۱۰

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مندرجہ ذیل سوال کے بارے میں:

ایک سنّی مدرسہ ہے۔ اس میں ایک غیر مقلد مولوی درجہ فوقانیہ وغیرہ کی تعلیم دے رہے ہیں جس میں کہ حدیث وغیرہ بھی شامل ہے جب کہ ہمارے علماء کا ہی یہ قول ہے کہ غیر مقلد سے تعلیم حاصل کرنا، سلام

وکلام، مصافحہ ومعانقہ کرنا سراسر ناجائز وحرام ہے۔ حتی کہ ان کا ذبیحہ بھی جائز نہیں تو ایسے باطل مذہب والے کو مدرسہ میں رکھ کر لڑکوں سے ان کو سلام وکلام کرانا اور ان سے لڑکوں کو تعلیم حاصل کرنا کس حد تک جائز ہے یا ناجائز؟ انہیں اراکین مدرسہ نے بخوشی رکھا ہے۔ جب کہ دینی مدارس میں عقائد ہی درست نہیں، سب مذبذب ہوں تو وہاں طلبہ کو بدعقیدہ بننے کے لئے کیسے بھیجا جائے۔ جب کہ اس طریقہ سے بدعقیدگی کا پیمانہ لبریز ہو تو ایسے مدارس میں زکوۃ وخیرات وپسیری وغیرہ دینا کس حد تک صحیح ہو سکتا ہے؟ خلاصہ جواب عنایت فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

المستفتی : محمد ابراہیم اشرفی موضع متھو، پوسٹ متھو، وایا: قصبہ، ضلع پورنیہ

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــ وهو الموفق للحق والصواب ـــــــــــ !

کسی بھی دینی درسگاہ کے لئے بدمذہب معلم کا انتخاب شرعاً جائز نہیں اور نہ اس سے تعلیم حاصل کرنا درست ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا: وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ "اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔" (ترجمہ کنز الایمان)۔ احادیث نبویہ علی صاحبها الصلوٰۃ والتحیۃ میں صاف وصریح موجود ہے کہ ایاکم وایاهم لایضلونکم ولا یفتنونکم. ان سے دور رہو، کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ لہٰذا ایسے بدعقیدہ وبدمذہب مدرس کو بچوں کی تعلیم وتدریس کے لئے مقرر کرنا قطعی ناجائز، اس لئے کہ العلم هو الدین فانظروا ممن تاخذون دینکم۔ "علم بھی دین ہے جس سے تم علم حاصل کرو اس کو دیکھ لو" اس سے تعلیم حاصل کرنے کا مطلب ہوگا کہ طلبا رفتہ رفتہ اُستاد کے طریقے، اعمال وعقائد کی اتباع کر کے گمراہ ہو جائیں گے۔ مولانا روم نے فرمایا۔

دور شو از اختلاط یار بد ÷ یار بد بدتر بود از مار بد
مار بد تنہا ہمی جاں می برد ÷ یار بد ہم دین وایماں می برد

جن لوگوں نے بدعقیدہ معلم کا انتخاب کیا ہے ان کو چاہیے کہ فوراً اسے علیحدہ کر دیں ورنہ بچوں کی ضلالت وگمراہی کی ساری ذمہ داری اراکین ومنتظمین مدرسہ پر ہوگی۔ اگر بدعقیدہ مدرس کو مدرسہ سے الگ نہ کیا جائے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے بچوں کو مدرسہ سے بلا لیں اور اس کی امداد واعانت بند کر دیں۔ وهو تعالیٰ اعلم وعلمہٗ جل مجدہ اتم۔

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۵/۵/۷۱ء

استفتاء ۸۱۱

مسئلہ: محترم جناب مفتی صاحب ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ السلام علیکم!

(۱) پہلی گزارش یہ ہے کہ ہمارے محلہ میں ایک آدمی علی بخش نامی رہتا ہے۔ اس کی بیوی ایک ہندوؤں کی جگہ پرہُو جا کرانے گئی یعنی ایک بڑ کا درخت ہے کچھ اس میں۔ وہاں ہندو لوگ جا کر منت مانگتے ہیں کہ "ہم کو لڑکا ہوگا تو ہم پاٹھا چڑھائیں گے۔" یا اسی قسم کی اور بھی منتیں مانگتے ہیں۔ لہٰذا علی بخش نامی اس آدمی کی بیوی نے مسلمان ہوتے ہوئے یہ منت مانگی تھی کہ "ہمارا لڑکا اگر بچ گیا تو ہم پاٹھا چڑھادیں گے۔" چنانچہ ایک ہفتہ ہوا کہ وہ منت کو پورا کرنے گئی اور اپنے ہمراہ محلّہ کی پانچ عورتوں کو اور نوجوان لڑکوں کو لے کر گئی اور وہاں جا کر جو دولڑکے تھے انہوں نے بکرے کو ذبح کیا اور جو کرنا تھا کیا اور بکرے کا گوشت وغیرہ لا کر گھر پر سب نے مل کر پکایا کھایا، ہم کو خبر ملی تو ہم نے ان لوگوں کو بلا کر بہت کچھ کہا تو انہوں نے کہا کہ "غلطی ہوگئی، معاف کردیجئے اور ہم توبہ کرتے ہیں کہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔" مکرر یہ کہ یہ سب جو کچھ ہوا، اس عورت کے شوہر کے علم میں ہوا۔ لہٰذا دریافت طلب ہے کہ ہم مسلمانوں کو ان لوگوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہیے۔ یہ لوگ مسلمان رہے کہ نہیں؟ شرعی مسئلہ سے مطلع کیا جائے۔ فقط والسلام!

(۲) شوہر نے اپنی بیوی کو لکھا۔ "میری اہلیہ! خوش رہو۔ ضروری عرض یہ ہے کہ تمہارے گھر سے نکلتے ہی میرے اوپر بہت بڑی گردش آئی، پر میں بچ گیا۔ جمعہ کو ۲ بجے دوکان میں چوری ہوگئی۔ بیس روپے کا سامان اور اندازاً پانچ روپیہ غلہ سے نکل گیا۔ سنیچر کو گریڈیہہ پول کے پاس پھٹ پھٹیا سے چوٹ لگی اور سارا بدن پھوٹ گیا، درد سے پریشان ہوں۔ مجبوری سے اپنے بھائی کو بھیج رہا ہوں۔ اگر ہم سے کام ہے تو تم چلی آؤ اور اگر ایسے موقع پر نہیں آؤ گی تو تمہارا تینوں طلاق سمجھ جاؤ ہوگیا جہاں تک جلد ہو سکے تو چلی آؤ۔" بیوی نے جواب میں جو تحریر بھیجی ہے وہ یہ ہے کہ: "میرے پیارے شوہر صاحب السلام علیکم آپ کا خط میں نے پایا، خط پڑھنے سے پتہ چلا کہ آپ مجھے اپنے گھر آجانے کے لئے کہہ رہے ہیں۔ میں ابھی سخت لاچار ہوں اور چلنے پھرنے سے مجبور ہوں اس لئے میں آپ سے معافی چاہتی ہوں، خدا کے لئے مجھے معاف کردیجئے ——— آپ کی پیاری اہلیہ، شمیم النساء" ——— براہ کرم ان دونوں مسئلوں کا جواب جلد سے جلد بھیج دیں۔ بینوا و توجروا۔

المستفتی: محمد ابراہیم، سکریٹری مدرسہ مسجد رفاقتیہ محلہ جریا گڑھی، گریڈیہہ، ہزاری باغ

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــ وھو الموفق للحق والصواب ــــــــــ !

(۱) صورت مذکورہ میں علی بخش کی بیوی مشرکانہ وکافرانہ اور اصنام پرستی وغیر خدا سے استمداد کی بناء پر دائرہ اسلام سے خارج ہوگئی **والعیاذ باللہ العزیز الجبار** ۔مرتدہ ہونے کی وجہ سے اس کا نکاح بھی ختم ہوگیا۔اگر شوہر کو بیوی کے اس فعل قبیح وشنیع کی خبر تھی اور وہ اس سے راضی وخوش تھا اور علم ہونے کے باوجود بھی اس نے بیوی کے مشرکانہ فعل سے اپنی ناراضگی وناپسندیدگی کا اظہار نہ کیا تو شوہر بھی خارج از اسلام سمجھا جائے گا۔لہٰذا ان دونوں کو (اگر شوہر راضی تھا) اعلانیہ طور پر توبہ کرنا اور تجدید ایمان و تجدید نکاح ضروری ہے۔اگر یہ اعلانیہ توبہ کرنے اور پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونے اور دوبارہ نکاح کرنے سے اعراض وانکار کریں تو مسلمانوں کو ان سے میل جول، سلام وکلام اور ان کے ساتھ کھانا پینا قطعی ترک کر دینا چاہیے۔محلہ کی پانچ عورتیں اور وہ نوجوان جو اس فعل حرام میں اس عورت کے معاون ومددگار اور شریک حال تھے اور وہ عورتیں اور نوجوان شادی شدہ تھے تو ان سبھوں کو بھی تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنا ہوگا۔ورنہ ان سبھوں کے لئے بھی وہی حکم ہے۔جو اس چڑھاوا چڑھانے والی عورت کے لئے ہے۔تجدید ایمان نہ کرنے کی صورت میں ان سبھوں کا سوشل بائیکاٹ کرنا مسلمانوں پر ضروری ولازم ہوگا۔**وھو اعلم**

(۲) برتقدیر صدق سوال اگر واقعی شوہر طلاق کا اقرار اور اپنی تحریر کی تصدیق کرتا ہے تو بیوی اس کے حکم کے مطابق اگر نہ آئے گی تو طلاق مغلظہ واقع ہوجائے گی۔اس لئے اگر بیوی طلاق نہیں چاہتی ہے تو اس کو فوراً بلا تاخیر شوہر کے پاس چلا جانا چاہیے کیونکہ تعلیق کی صورت میں وقت گزر جانے کے بعد وقوع طلاق ضروری ہے۔شوہر نے آنے کے لئے کوئی وقت اور تاریخ مقرر نہیں کیا ہے اس لئے یہ اس کی نیت پر موقوف ہے کہ اس نے فوراً بیوی کو طلب کیا تھا یا کچھ دنوں کے بعد۔اگر اس نے بھائی کو بلانے اور ساتھ لانے کے لئے بھیجا اور فوراً بلانے کی نیت سے اس نے ایسا کیا تو بیوی کے آنے پر طلاق واقع نہ ہوگی اور شوہر کے اچھے ہوجانے پر اگر آئے گی تو طلاق واقع ہوجائے گی۔**وھو تعالیٰ اعلم!**

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۱۲/۷/۷۱ء

استفتاء ۸۱۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ:
زید کے والد ایک زمین کو عرصہ دراز تک آباد کر کے انتقال کر گئے۔ان کے انتقال کے بعد زمین زید کو ترکہ میں ملی اور وہ اسے عرصہ دراز سے آباد کرتا چلا آرہا ہے۔جس وقت زید کے والد زمین آباد کر رہے تھے اس وقت زمین بھاؤلی تھی اور جب زید کے ترکہ میں آئی تو نقدی ہوگئی اور زمیندار نے زید ہی کے

نام ریٹرن بھی دے دیا۔ مالگزاری کی رسید بھی زید کے نام کٹنے لگی اور تا ہنوز کٹ رہی ہے۔ زید کا دعویٰ ہے کہ اس زمین کو میرے والد نے شیخ وزیر علی سے سادہ کاغذ کے ذریعہ یعنی سادہ کاغذ پر لکھوا کر یا زبانی لیا ہوگا۔ بہرحال بیع ہی لیا ہے۔ زید کے والد اور شیخ وزیر علی ہم عصر تھے اور شیخ وزیر علی کی حیات میں بھی اس زمین کو زید کے والد آباد کرتے تھے اور شیخ وزیر علی نے اپنی حیات میں کبھی کوئی اعتراض نہیں کیا اور زید کے والد کے وقت سے لیکر آج تک کی مدت تقریباً پچاس، پچپن سال کی ہوتی ہے۔ اس سے پہلے شیخ وزیر علی کے وارثوں میں سے بھی کسی نے کبھی کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اب جب کہ اتنا زمانہ دراز گزر گیا تو شیخ وزیر علی کے نواسہ کا ایک لڑکا دعویٰ کر رہا ہے کہ چونکہ ۱۹۱۴ء کے سروے میں اس "زمین" پر میرے والد کے نانا یعنی وزیر علی کا نام ہے اس لئے یہ زمین میری ہے۔ زید اس دعوے کا جواب یہ دیتا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ ۱۹۱۴ء کے سروے کے بعد شیخ وزیر علی نے میرے والد کے نام سے بیع کیا ہوگا اور پھر دوسری بات یہ کہ شیخ وزیر علی نے اپنی حیات میں اپنی بہت ساری زمینوں کو کچھ زبان اور کچھ سادہ کاغذ کے ذریعہ بیع بھی کیا ہے اور وقف بھی کیا ہے۔ باقی زمین رجسٹری کے ذریعہ اپنی پوتی، نواسہ اور بہو کے نام بخشش نامہ بھی لکھا ہے اور وہ بخشش نامہ ان لوگوں کے پاس موجود ہے۔ اس بخشش نامہ پر زید کی زمین نہیں ہے۔ اگر شیخ وزیر علی نے زید کی اس زمین کو زید کے والد کے نام بیع نہیں کیا ہوتا تو ضرور بخشش نامہ پر یہ زمین آجاتی۔ اب علمائے کرام سے گزارش ہے کہ از راہ کرم بتائیں کہ اس زمین کے بارے میں شریعت کا حکم کیا ہے؟ اور زید کا اس زمین پر قبضہ درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

المستفتی: عبدالجبار، ساکن موضع کیسرو، پوسٹ دھرم شالہ، ضلع گیا

۲۶/۶/۱۷ء

۹۲/۸۶۷

الجواب ـــــــــ اللّٰهم هداية الحق والصواب ـــــــــ !

برتقدیر صدق مستفتی زید کو جو زمین اپنے والد سے ترکہ میں ملی اور جس پر وہ اور اس کے والد پچپن سال کی طویل مدت میں قابض و دخیل بھی رہے اور اس اثناء میں کبھی وزیر علی یا اس کے وارثان نے کوئی عذر و اعتراض نہیں کیا اس سے صاف ظاہر ہے کہ زمین مذکور کو وزیر علی نے زید کے والد کو ہبہ یا بیع کیا، ورنہ جس طرح وزیر علی نے اپنی حیات میں اور دیگر کاشت کو اپنے عزیزوں اور وارثوں کے نام رجسٹری کیا یا دوسروں کے ساتھ بیع کیا یا سادہ کاغذ پر وقف نامہ لکھ کر وقف کر دیا تو اگر زید کی مقبوضہ زمین بیع نہ کی گئی ہوتی تو وزیر علی اپنی دوسری جائیداد کی طرح اس زمین کو بھی کسی عزیز و اقارب کے نام لکھ دیتے یا وقف کر دیتے اور جب ایسی صورت نہیں تو قضاءً زمین مذکور پر زید کا قبضہ جائز و درست ہے۔ ۱۹۱۴ء کے سروے میں اس زمین پر وزیر علی کا نام ہونا اس بات کی دلیل وضمانت نہیں کہ اس کے بعد وزیر علی نے اس کو بیع نہ کیا ہو۔ لہٰذا وزیر علی کے نواسہ کے لڑکے کا دعویٰ حقائق کی روشنی

میں باطل و ناجائز تصور ہوگا۔ وهو تعالیٰ اعلم بحقيقة الحال۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۸/۷/۷۱ء

استفتاء ۸۱۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

میرے نانا جان کو صرف چار لڑکیاں تھیں یعنی ایک میری ماں اور تین میری خالہ، میری ماں کا انتقال ہوگیا ہے اور ایک خالہ جان کا بھی انتقال ہو چکا ہے۔ اور ابھی میری دو خالہ باحیات ہیں۔ میرے نانا جان کے نام پر ۴۴ ڈسمل زمین کی ایک باڑی بھی ہے۔ نانا جان کے انتقال کے بعد اس زمین پر ان کا کوئی وارث کھڑا نہیں ہوا۔ تب یہاں کے ہندو زمین دار نے چاہا کہ اس کو قبضہ کر لیں۔ اس پر یہاں کی پبلک نے زمین دار سے کہا کہ اس زمین کو مسجد اور مکتب میں دے دیں۔ ہندو زمیندار نے بغیر اینٹ کے دے دیا اور دوسرے زمیندار نے بھی بغیر اینٹ کے ہی دے دیا ہے۔ اور بہار گورنمنٹ نے بھی آج تک اس کا مال نہیں لیا ہے اور اس زمین کی آمدنی نصف مسجد اور نصف مدرسہ میں خرچ ہوتی ہے۔ تو ہندو زمیندار کا دیا ہوا یہ عطیہ، مسجد اور مکتب میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ صاف صاف لکھیں گے۔ اور میرا مکان بھی نانا جان کی زمین میں ہے اور مکان کے بعد باقی زمین پر میرا دعویٰ ہے کہ اس زمین کا حقدار میں ہوں، چونکہ میرے نانا کی زمین ہے اور جب میرا مکان نانا جان کی زمین میں ہے تو باقی زمین کو جوت کوڑ کرنے کا حق ہے کہ نہیں؟ براہ کرم صاف صاف بتائیں اس زمین کا مالک کون ہوتا ہے؟ میں بہت زیادہ غریب آدمی ہوں براہ کرم اس ناچیز کو جلد سے جلد مطلع کریں۔

المستفتی: خلیل الرحمٰن، موضع منڈیا، ڈاکخانہ: چھترپور، ضلع پلاموں، بہار

۸۶/۹۲ ے

الجواب ــــــــــ وهو الموفق للصواب ــــــــــ !

سائل کے سوال کے پیش نظر، اگر ماں اور ایک خالہ کا انتقال نانا کی موجودگی میں ہوا تو اب نانا کے انتقال کے بعد زمیندار کو اس زمین پر قبضہ یا تصرف کرنے کا کوئی حق نہیں اور ہندو زمیندار کا بغیر وارث کی اجازت کے اس زمین کو مسجد یا مکتب میں دے دینا جائز نہیں۔ جب کہ مرحوم (نانا) کی دو لڑکیاں یعنی سائل کی خالہ موجود ہیں۔ اگر نانا کی موجودگی میں ماں اور خالہ کا انتقال ہو چکا تھا تو سائل کو اس زمین سے کچھ نہیں ملے گا بلکہ اُن کی دونوں خالہ جو زندہ ہے انہیں کو اس زمین سے حصہ ملے گا۔

اور اگر نانا کے انتقال کے بعد ماں کا انتقال ہوا تو سائل کو بھی اس زمین سے حصہ ملے گا۔ بہتر یہ ہے کہ سائل اپنی دو خالہ سے اس کا حصہ طلب کرکے اپنے تصرف میں لائے بغیر ان کی مرضی کے سائل کا قبضہ زمین پر نا جائز ہوگا۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۱۴/۷/۱۷ء

استفتاء ۸۱۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ:

(۱) ہماری مسجد مسلمانوں کی آبادی سے دور کفرستان کے اندر ہے۔ اس میں کئی بار چوری ہو چکی ہے۔ بہر کیف اس مسجد کی حفاظت کے خیال سے امام مسجد نے دو ضعیف العمر عبادت گزار شخص کو جن کی عمر ستر سال سے تجاوز کر چکی ہے۔ مسجد مذکور میں رہنے کی اجازت دے دی ہے۔ یہ لوگ مسجد ہی میں رہتے اور سوتے ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی حالت میں ان حضرات کا مسجد میں سونا جائز ہے یا نہیں؟ جواب بحوالۂ کتب شریفہ عنایت فرمائیں۔

(۲) ایک آدمی ہے جو اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہے۔ مطلقہ کے گھر کسی شریف آدمی کو کھانا جائز ہے یا نہیں؟ طالق کی چائے کی دوکان ہے، اس کی دوکان پہ چائے پینا جائز ہے کہ نہیں آگاہ فرمائیں (نوٹ: طالق ومطلقہ آپس میں زندگی گزارتے ہیں تعلقات کے بارے میں کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

المستفتی: علی احمد، چتال پارہ نمبر ۱۱، بالی، ہاوڑہ

۸۶/۹۲ ے

الجواب ــــــــ وھو الموفق للحق والصواب ــــــــ !

مسجد میں کھانا، پینا، سونا اور دنیاوی امور کو انجام دینا جائز نہیں اس لئے کہ مسجد عبادت کے لئے مخصوص ہے۔ یہاں تک کہ مسجد میں بلند آواز سے گفتگو کرنا۔ سوال کرنا، گم شدہ چیزوں کو تلاش کرنا بھی جائز نہیں۔ درمختار میں ہے: **واکل ونوم لمعتکف وغریب** ۔ یعنی معتکف ومسافر کے علاوہ کسی کو مسجد میں کھانا اور سونا مکروہ ہے۔ لہٰذا مسجد میں اگر کوئی دوسری جگہ ایسی نہیں ہے جہاں یہ دونوں محافظ رہیں اور مسجد کی چیزوں کی حفاظت کریں مجبوراً ان کو مسجد میں قیام کرنے کی اجازت ہوگی اس لئے کہ ضرورت داعیہ کے پیش نظر محظور وممنوع چیزیں بھی جائز ومباح ہوجاتی ہیں اور بہتر یہ ہے کہ یہ دونوں حفاظت کرنے والے اعتکاف کی نیت کرکے مسجد میں قیام کریں۔ ایسی حالت میں ان کو مسجد میں کھانا، پینا، سونا سب کچھ جائز ہوگا۔ اس اعتکاف کے لئے روزے کی شرط نہیں اور نہ وقت کی قید ہے۔ جتنی دیر مسجد میں قیام کرنے کی خواہش ہو اتنے ہی وقت کے لئے اعتکاف کی نیت کرلیں۔

(۲) طالق ومطلقہ کے یہاں کھانا پینا مطلق جائز ہے مگر بصورت مذکورہ جب طلاق دینے کے بعد بھی طالق، مطلقہ کے ساتھ رہتا اور زندگی گزارتا ہے تو اس کا یہ فعل شرعاً ناجائز وگناہ ہے۔ اس لئے کہ جب زن وشو کے تعلقات طلاق کے بعد ختم ہو گئے پھر دونوں کا ایک ساتھ رہنا خطرے سے خالی نہیں۔ اگر چہ ظن المومنین خیرا۔ ''مومنوں کے لئے اچھا گمان کرو۔'' مسلمان کے حق میں سوءِ ظنی گناہ ہے مگر ایسی صورت میں شریعت مطہرہ نے سختی کے ساتھ ممانعت کی ہے کہ دوسری عورت کے مقابلے میں یہاں معصیت وگناہ کا احتمال زیادہ ہے۔ لہٰذا اگر دونوں علیحدہ نہ ہوں تو مسلمانوں کو ان دونوں کے یہاں کھانا پینا ترک کر دینا چاہیے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۱۷/۸/۶ء

استفتاء ۸۱۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل مندرجہ ذیل میں کہ:

(۱) اگر کوئی امانت میں خیانت کرے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ خاص کر مسجد کی تحویل میں مسجد کی آمدنی کے لئے کوئی شخص تحویل دار مقرر ہوا ہو اور وہ کل روپے اپنے ذاتی اخراجات میں صرف کر دے اور مسجد کے اخراجات کے لئے دو چار روپۓ بھی نہ دے۔ وہ شخص برابر کہتا ہے کہ ''دے دیں گے۔'' مگر دینے کی کوئی مدت مقرر نہیں کرتا۔ نیت کو خدا جانے مگر بظاہر اندازہ ہے کہ وہ دے دے گا۔ اس کی یہ حرکت گناہ کبیرہ ہے یا صغیرہ؟ ایسے شخص سے کس بات کے لئے احتیاط کی جائے۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا، اس کے ساتھ کھانا پینا وغیرہ جائز ہوگا یا ناجائز؟ یہ شخص اپنی آمدنی میں خوش ہے۔ اس کے گھریلو اخراجات میں کوئی کمی نہیں ہے۔

(۲) مؤذن کیسا ہونا چاہیے؟

(الف) ایک شخص جو عمر طبعی کو پہونچ گیا ہے اور ضعیفی میں جو کمزوریاں ہوجاتی ہیں وہ سب اُس بیچارے میں آ گئی ہیں۔ لہٰذا آواز بالکل پست ہوگئی ہے۔ آذان کی آواز کچھ دُور بھی سنائی نہیں دیتی۔ وہ مشاہرے پر آذان دینے کا کام انجام دیتا ہے۔

(ب) دوسرا شخص جس کی آواز بلند ہے وہ عبادت گزار ہے۔ دن کا زیادہ حصہ مسجد میں، قرآن خوانی میں گزارتا ہے اور تہجد گزار بھی ہے بسا اوقات امامت بھی کر لیتا ہے اور لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ وہ بلا کسی

معاوضہ کے آذان دیتا ہے صرف کار خیر اور ثواب سمجھ کر۔ ایسے شخص کو ہٹا کر "۱ :سوال نمبر۲، الف میں مذکور شخص" کو بحال کرنا کیسا ہے۔ بحال کرنے والا گنہگار ہوگا یا نہیں؟ اور مسجد کی رقم فضول خرچ کرنے کا وہ مرتکب ہوگا یا نہیں؟

(۳) کسی نے بلا اجازت منتظم مسجد کے لئے چندہ وصول کیا۔ جب منتظم کو معلوم ہوا تو اس نے اخبار میں نکال دیا کہ "مسجد کے لئے کوئی چندہ کبھی دوسری جگہ سے نہیں لیا جاتا ہے۔ نہ کسی کو اس کی اجازت ہے۔ نہ اس کے متعلق اب تک کوئی رسید چھپی ہے۔ مسجد کا خرچ بستی کے لوگ خود پورا کرتے ہیں۔" جب اس آدمی سے دریافت کیا گیا تو اس نے تھوڑی سی رقم کی وصولیابی کا اقرار کیا مگر آج تک وہ رقم ادا نہیں کی۔ اب معلوم ہوا کہ وہ کہتا ہے کہ "اسے مسجد میں نہیں دیں گے بلکہ کسی کی تجہیز و تکفین میں دے دیں گے۔" تو یہ جائز ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: سید عبد الجلیل، موضع ڈاک خانہ، سیّد آباد، ضلع گیا

۷/۱۱/۷۱ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــــــ وهو الموفق للصواب ــــــــــــ

(۱) امانت میں خیانت کرنے والا فاسق ہے۔ اس کی اقتداء میں نماز مکروہ ہوگی۔ **فان تقديم الفاسق اثم والصلوٰة خلفه مكروهة** "فاسق کو امامت کے لیے آگے بڑھانے میں گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔" چونکہ وہ روپے دینے کا وعدہ کرتا ہے اس لئے اس سے ترک موالات جائز نہیں۔

(۲: الف) آذان کا مطلب ہے اعلان نماز۔ اس کے لئے بلند آواز موذن کا ہونا ضروری ہے۔ بوقت آذان کانوں میں انگلی ڈالنے کا مقصد بھی رفع صوت ہے لہٰذا مؤذن کو بلند آواز ہونا چاہیے تاکہ آذان کا مقصد فوت نہ ہو۔ وہ اوقات نماز کا جاننے والا ہو۔

(۲: ب) مؤذّن کو عاقل، بالغ، عالم بالسنۃ، پرہیزگار اور پابند شرع ہونا چاہیے جو اوقات نماز کو پہنچانتا ہو، لوگوں کو نماز کی ترغیب دیتا ہو۔ اجرت پر آذان کہنے والے سے افضل و بہتر وہ ہے جو محض ثواب کی غرض سے آذان دے۔ **انما يستحق ثواب المؤذنين اذا كان عالما بالسنة والاوقات ولو غير محتسب (بحر)** "وہ شخص مؤذن کے ثواب کا حقدار ہوتا ہے جو عالم بالسنہ اور عالم بالاوقات کے ساتھ ساتھ بغیر اجرت کے آذان دیتا ہو۔" مؤذّن ایسا ہو جو نماز بھی پڑھا سکے۔ لہٰذا نمبر ا سے بہتر نمبر۲ ہے۔ اسی کو مؤذن بنانا چاہیے۔ افضل کی موجودگی میں غیر افضل کو موذن بنانا خلاف شرع ہے۔ نمبر ا کو بحال کرنے والے مجرم و گنہگار رہوں گے کہ مسجد کی رقم بلا ضرورت صَرف ہوگی۔

(۳) چندہ وصول کرنے والے کو چاہیے کہ فوراً چندے کی وصول شدہ رقم منتظم کے حوالہ کردیں۔ اس روپئے کو اپنے پاس رکھنا یا اپنے مصرف میں لانا ناجائز و گناہ ہے۔ مسجد کے پیسے کو تجہیز و تکفین میں صرف نہیں کرنا چاہیے۔ ہاں! اگر وصول کرتے

وقت مسجد کے نام پر چندہ نہیں لیا جاتا بلکہ مطلق دینی کاموں میں صَرف کرنے کے لئے لیا جاتا تو جائز تھا۔ مسجد کے نام پر چندہ لیکر دوسرے کام میں صرف کرنا جائز نہیں۔ لان فیھا وضع الشی فی غیر محله. "اس لئے کہ اس میں شئی کو غیر محل میں رکھنا ہے۔" وھو تعالیٰ اعلم!

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ٦

۸/۱۱/۱۷ء

استفتاء ۸۱۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
آج کل لوگ گھڑی پہنتے ہیں تو عموماً گھڑی کی چین، دھات یعنی سلور یا پیتل کی تیار شدہ ہوتی ہے اور اسے استعمال میں لاتے ہیں تو میں مذکورہ بالا چین کو پہن سکتا ہوں یا نہیں؟ اور اُس چین کو پہن کر نماز بھی پڑھ سکتا ہوں یا نہیں؟ نیز اس قسم کے چین علی الدّوام پہننے والے کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ اور چغل خور وحد شرع سے چھوٹی داڑھی رکھنے والے کے پیچھے اور دیوبندی، مودودی، رافضی، قادیانی اور نیچری وغیرہ کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجروا بحوالۃ الکتب المعتبرۃ۔

المستفتی: الحاج احقر العباد عبد المصطفیٰ محمد نصر اللہ بن علی مرتضیٰ غفرلہٗ
ساکن بجرکھی، ڈاک خانہ چری، وایا گڈا، ضلع سنتھال پرگنہ
۹۲/۸۶ء

الجواب ـــــــ وبالله التوفيـــــــق!

صورت مسئولہ میں جس گھڑی میں، سلور یا پیتل وغیرہ دھات کی چین لگی ہو اسے پہننا یا پہن کر نماز پڑھنا شرعاً ناجائز و گناہ ہے اور نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ چغل خور اور حد شرع سے کم داڑھی رکھنے والا فاسق اور فاسق کی اقتدا میں نماز مکروہ تحریمی قابل اعادہ ہوگی۔ فان تقديم الفاسق اثم و الصلوٰة خلفهٗ مكروهة ۔ "فاسق کو امامت کے لیے آگے بڑھانے میں گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔" دیوبندی، رافضی، مودودی، قادیانی، نیچری کے پیچھے تو نماز قطعاً ہوگی ہی نہیں۔ یہ تو فاسق سے بھی بدتر ہیں ان کے پیچھے تو نماز باطل محض ہوگی۔ امام محقق علی الاطلاق، فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہمارے تینوں امام یعنی حضرت امام ابوحنیفہ وامام یوسف وامام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نقل کرتے ہیں: لاتجوز الصلوٰۃ خلف اهل الاهواء۔ "بدعتی کی اقتدا میں نماز جائز نہیں۔" ان میں کا بعض فرقہ تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی وتوہین آمیز کلمات لکھنے اور کہنے کی بنا پر اسلام سے خارج ہے: وفيها من نقص مقام الرسالة بقوله بان سبهٗ صلى الله عليه وسلم او بفعله بان ابغضه بقلبه

قتل حداکما مرالتصریح به لکن صرح فی اٰخر الشفاء بان حکمه حکم المرتد ومفادهٗ لاتقبل توبته کمالا یخفی ''ان ہی میں سے یہ بھی ہے کہ جس نے شان رسالت کی اپنے قول وفعل سے تنقیص کی بایں طور کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی یا سرکار سے دلی بغض رکھا تو وہ شخص حداً قتل کیا جائے گا جیسا کہ ماقبل میں تصریح گزر چکی ہے اور شفا شریف کے آخر میں تصریح کی گئی ہے کہ اس کا حکم مرتد کے حکم کی طرح ہے۔ اور مفاد یہ ہے کہ شان رسالت میں گستاخی کرنے والے کی توبہ قبول نہ ہوگی۔'' لہٰذا جب فسق فی العمل پایا جائے تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی اور جب فسق فی العقیدہ ہو تو نماز قطعی نہ ہوگی اور اس کی اقتدا میں پڑھی گئی نمازوں کا اعادہ ضروری ہوگا۔

وھو اعلم وعلمه جل مجدهٗ اتم۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

یکم دسمبر ۷۱ء

استفتاء ۸۱۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین:

ایسے لوگوں کے متعلق جو ہماری بستی میں ''جہلاء مفتی ہیں'' اور اپنے آپ کو بڑے قابل اور علماء میں شمار کرتے ہیں اور غرور سے ان کی گردن چوتھے فلک پر ہوتی ہے اور ماشاء اللہ ایسے عالم جو اپنی حقیقت سے بھی واقف نہیں وہ مسئلہ مسائل کے بارے میں خواہ جانتے ہوں یا نہیں، ''ہاں یا نہیں'' جائز و ناجائز فوراً ہی فتویٰ دے دیتے ہیں تو ایسے شخص کے بارے میں شریعت کی رُو سے کیا حکم نافذ ہوگا؟ اور ان کے بارے میں کیا کہنا چاہیے؟ بینوا توجروا

المستفتی: ناچیز احقر الوریٰ عبدالمصطفیٰ محمد نصر اللہ بن علی مرتضیٰ غفرلہٗ

ساکن پچرکھی، ڈاک خانہ چرّی، سنتھال پرگنہ

۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــــــــ وھو الموفق للصواب ـــــــــــ

احکام شرعیہ ومسائل دینیہ کو بغیر علم کے بیان کرنا سخت گناہ وناجائز ہے۔ جس شخص کو قرآن حکیم واحادیث رسول کریم واقوال فقہائے کرام وائمۂ عظام واصول فقہ کی معلومات نہ ہو، اُسے ہرگز فتویٰ نہ دینا چاہیے۔ اگر اس نے خودستائی کے پیش نظر عدم علم کے باوجود جائز وناجائز کا فتویٰ دیا تو بمصداق ''فضلّوا واضلّوا'' وہ خود گمراہ ہوا اور دوسروں کو گمراہ کیا۔ ایسا شخص جہل مرکب میں مبتلا ہے ۔

آنکس کہ نہ داند و بداند کہ بداند ÷ در جہل مرکب ابدالدہر بماند

ایسے نام نہادو خود ساختہ مفتی و عالم کی باتوں پر یقین نہیں کرنا چاہیے۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

یکم دسمبر ۷۱ء

استفتاء ۸۱۸

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اِن مسائل میں کہ:

(۱) ڈاک خانہ یا بینک میں روپیہ جمع کیا جاتا ہے۔ اس سے بینک یا ڈاکخانہ تجارت کرتا ہے، اس فائدے میں روپے والے کو شریک کرتا ہے۔ یہ فعل روپے جمع کرنے والوں کے حق میں کیسا ہے؟

(۲) زید خالد کو روپیہ دیتا ہے اس شرط پر کہ تم جب تک روپیہ نہ دو گے۔ اس وقت تک اپنی زمین میرے حوالہ کردو۔ ایسا کرنا کیسا ہے؟ ازروئے شرع فیصلہ کردیا جائے۔ بینوا توجروا.

المستفتی: محمد محی الدین آسی، سری پور ۳، ضلع بردوان

۲۵ر نومبر ۷۱ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــــــ وھوالموفق للصواب ـــــــــ !

(۱) ڈاک خانہ یا بینک میں جو جمع شدہ روپے کا منافع ملتا ہے اگر اس کو بہ نیت سود لے گا ناجائز ہوگا، قال اللہ تعالیٰ و اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا۔ ''اللہ نے حلال کیا بیع اور حرام کیا سود'' (کنزالایمان) ہاں اگر سود کی نیت سے نہ لے بلکہ یہ ارادہ کرے کہ چونکہ گورنمنٹ اس کے روپے سے تجارت کرتی ہے اس کا منافع دیتی ہے تو علمائے متاخرین نے اس کا لینا جائز قرار دیا ہے۔ پھر بھی تقویٰ کے خلاف ہے۔

(۲) زید نے مشروط طور پر روپیہ دیا اور روپے کے عوض زمین لینا چاہتا ہے تو یہ شکل رہن کی ہوئی۔ اس صورت میں زید اس زمین سے فائدہ حاصل نہیں کرسکتا۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۶/۱/۷۲ء

استفتاء ۸۱۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وفضلائے شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
اگر کسی حکیم یا ڈاکٹر سے کوئی فاحشہ، طوائف، جواری یا کوئی شراب ساز علاج کرائے اور حکیم یا ڈاکٹر کی فیس یا دوا کی قیمت دے تو ڈاکٹر یا حکیم کے لئے مذکورہ بالا اشخاص کی ناجائز کمائی کے پیسے لینا اور اُن پیسوں سے اپنی ضروریات دینی یا دنیوی رفع کرنا ازروئے شریعت صحیح ودرست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا!

المستفتی: محمد ریاض الدین غفرلہٗ، دُولی گھاٹ، پٹنہ ۸
۹۲/۸۶ء

الجواب ــــــــــــ وھو الموفق للصواب ــــــــــــ!

صورت مستفسرہ میں جب کہ یقینی طور پر یہ معلوم ہو کہ جو رقم دوا کی قیمت یا فیس میں دی جارہی ہے وہ شرعاً ناجائز اور حرام طریقے سے حاصل کی گئی ہے تو اس کا لینا حکیم یا ڈاکٹر کے لئے جائز نہیں جب کہ طوائف یا جواری کی کوئی دُوسری آمدنی نہ ہو۔ حدیث شریف میں ہے: **مھر البغی حرام** (مسلم) یعنی زانیہ کی اُجرت حرام ہے۔ مرقات میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ حدیث مذکور کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: **ای حرام اجماعاً لانھا تاخذ عوضا من الزّنا،** ''زانیہ کی اجرت اجماعاً حرام ہے اس لئے کہ وہ رقم زنا کے عوض لیتی ہے۔'' جوا وشراب کے متعلق قرآن کریم میں اشاد ہے: **اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ۔** ''شراب اور جوا اور بت اور پانسہ ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا۔'' حرام شی کی بیع وشراء بھی حرام وناجائز، پھر اس سے جو رقم حاصل کی وہ بھی شرعاً ناجائز۔ ایسی رقم نہ اپنی ذات میں صرف کرنا جائز، نہ اس سے کوئی دینی ودنیوی کام کو انجام دینا شرعاً روا۔ اسلئے کہ **ان اللہ لایقبل الاطیباً** ''اللہ پاک ہی کو قبول فرماتا ہے۔'' **وھو اعلم بالحق والصواب**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۱۴/۱/۷۲ء

استفتاء ۸۲۰

مسئلہ: عظیم البرکت، پیر طریقت، حامئ سنت، ماحی بدعت مولانا ومقتدنا حضرت مفتی اعظم صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
مزاج مقدس! عرض یہ ہے کہ چند مسئلے ہیں جو دریافت طلب ہے اولین فرصت میں جواب عطا فرما کر

عنداللہ اجر عظیم کے مستحق ہوں اور شکریہ کا موقع دیں۔

(۱) عمر نے توبہ کی کہ اب اپنی زوجہ کو نہیں رکھوں گا مگر ارادہ فاسد (یعنی طلاق کا ارادہ) نہ تھا۔ توبہ اس طرح پر کیا کہ "توبہ کرتا ہوں، اب بیوی کو نہیں رکھوں گا۔" اور اب رکھنا چاہتا ہے، تو کیا اب وہ اپنی بیوی کو رکھ سکتا ہے یا نہیں۔ اس کے لئے شریعت کا حکم کیا ہے؟ اطلاع فرمائیں۔

(۲) دینار کتنے کا کہلاتا ہے؟ ایک دینار کتنے کے برابر ہے؟

(۳) کیا یہ صحیح ہے کہ نکاح کے وقت عروسہ یعنی دُلہن کی ناک میں سونے کا پھول کلغی ضروری ہوتا ہے، کیا شرع کا ایسا حکم ہے؟

(۴) ایک ساتھ دو تین نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہیں یا نہیں؟ اگر ایک ساتھ تین طرح کی میت آئے۔ ایک بالغ مرد، ایک بالغ عورت، ایک بچہ یا بچی تو کیا ایک ساتھ نماز جنازہ ہو سکتی ہے؟ اگر نماز پڑھی جائے تو کیا نیت اسی طور سے ہو سکتی ہے اور اسی طور سے نیت کی جا سکتی ہے جیسی کہ منفرداً اکیلا کے لئے کی جاتی ہے۔ یا اس کا اور طریقہ ہے؟ آگاہ فرمائیں۔ والسلام

المستفتی: محمد اسلام قادری تیغی بخش، مقام ڈائم نواڈیہہ، ڈاکخانہ بلوری، وایہ چترا، ضلع ہزاری باغ

۸۶/۹۲ھ

الجواب ــــــــ وھو الموفق للصواب ــــــــ !

(۱) صورت مسئولہ میں عمر کا اپنی بیوی کو رکھنے سے توبہ کرنا طلاق واقع نہیں کرتا۔ عمر کے اس قول سے اس کی بیوی زوجیت سے خارج نہ ہوگی۔ نہ اس پر طلاق واقع ہوگی۔

(۲) دینار سکہ رائج الوقت نہیں اور نہ ہندوستان میں ہر جگہ پایا جاتا ہے۔ یہ طلائی سکہ ہوتا ہے جو پہلے عرب میں رائج تھا اس لئے اس کی صراحت مشکل ہے۔ دینار کی قیمت ہندوستان میں سونے کی قیمت میں کمی زیادتی کے لحاظ سے گھٹتی بڑھتی رہتی ہے۔ سونے کی دوکان پر جا کر اس کی قیمت معلوم کی جا سکتی ہے۔

(۳) بوقت نکاح دُلہن کی ناک میں سونے کا پھول یا نتھ وغیرہ شرعاً ضروری نہیں۔ یہ ہندوستانی رسم و رواج ہے، جس کو شریعت سے کوئی واسطہ نہیں۔

(۴) چند جنازے کی نماز ایک ساتھ پڑھنا جائز ہے۔ مگر اولیٰ اور بہتر یہ ہے کہ علیحدہ علیحدہ پڑھی جائے۔ درّ مختار میں ہے: واذا اجتمعت الجنائز فافراد الصلوٰۃ علی کل واحدۃ اولیٰ من الجمع وتقدیم الافضل افضل وان جمع جاز۔ یعنی جب بہت سے جنازے ہوں تو ہر ایک پر علیحدہ نماز پڑھنا بہتر و افضل ہے اور اجتماعی حیثیت سے سبھوں پر ایک بار پڑھی جائے تو بھی جائز ہے، لیکن ایسی صورت میں سب میں جو افضل ہو وہ امام کے قریب آگے ہو، اس کے بعد جو اس سے رتبہ میں کم ہو علی ھذا القیاس اور اگر سبھوں کی نماز ایک ساتھ پڑھے تو نیت سب کی کرنی ہوگی اور دُعا بھی ہر ایک

کے لئے جب کہ جنس مختلف ہوں علیحدہ پڑھی جائے گی۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۲۹/۷/۷۲ء

استفتاء ۸۲۱

مسئلہ: امین شریعت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

علمائے دین متین ان مسائل میں کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ:

۱) زید نے کچھ روپیہ پوسٹ آفس میں جمع کیا ہے اور اس روپئے کا کمیشن یا سود ملتا ہے۔ اس روپے کو کس مصرف میں خرچ کیا جائے یا سود سمجھ کر اُسے پوسٹ آفس ہی میں چھوڑ دیا جائے۔ جب کہ بہت سے لوگوں کا کہنا ہے جو روپیہ پوسٹ آفس میں جمع کیا جاتا ہے اور اس روپے کا جو گورنمنٹ سود کہہ کر دیتی ہے مسلمانوں کو کھانا حرام ہے کہ سود کھانا ہی حرام ہے۔ ازروئے شریعت اطلاع کریں۔

۲) زید کے پاس ایک خصی ہے جس کی عمر آئندہ بقرعید تک گیارہ ماہ کی ہو جائے گی اور دیکھنے میں، ایک سال سے زیادہ عمر کا معلوم ہوتا ہے اور فربہ ہے۔ لہٰذا ازروئے شریعت اطلاع کریں کہ اس خصی کی قربانی آئندہ بقرعید میں ہوسکتی ہے یا نہیں؟

حاجی ولی محمد، موضع تیتل موڑھی، پوسٹ سیجوا، ۱۲-۲۲، ایل پی اُردو اسکول، سیجوا، ضلع دھنباد

۱۴/۸/۷۲ء

۹۲/۸۶ ء

الجواب ــــــــــــ وھو الموفق للصواب ــــــــــــ !

(۱) صورت مذکورہ میں پوسٹ آفس یا بینک میں جمع کی ہوئی رقم کا منافع بظاہر سود ہی کہلاتا ہے۔ مگر علمائے متاخرین نے اس منافع کا لینا جائز قرار دیا ہے اس لئے کہ ہندوستان کو علمائے اسلام نے دارالاسلام ہی قرار دیا ہے اور "مال موذی نصیب غازی" کے پیش نظر اس منافع کو لینا اور اپنی ضروریات میں صرف کرنا جائز بتایا ہے۔ لہٰذا ڈاکخانہ میں روپئے کا منافع نہ چھوڑا جائے بلکہ اُسے لے لیا جائے۔ چھوڑ دینے پر کفار و مشرکین اس سے فائدہ اُٹھائیں گے۔ اگرچہ اس منافع کا لینا اور اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہے مگر غایت احتیاط کی بنا پر اُسے لیکر فقراء و مساکین میں بے نیت ثواب تقسیم کر دیں تو بہتر۔

(۲) جب خصی گھر کا پروردہ ہے اور جس کی عمر ایک سال مکمل نہیں بلکہ گیارہ ماہ کی ہے تو اس کی قربانی شرعاً درست نہیں اس لئے

کہ خصّی کا ایک سال کا ہونا ضروری ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۱۰/۸/۷۲ء

استفتاء ۸۲۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

ایک گاؤں کے کچھ مسلمانوں نے غیر مزروعہ عام زمین کو قبضہ کرکے کاشت کیا جس سے پچیس من چاول حاصل ہوا اب وہ اس غلہ کو اپنی علاقائی مسجد یعنی اپنے گاؤں کی مسجد میں صرف کرنا چاہتے ہیں اور آئندہ بھی اس زمین کی پیداوار مسجد ہی میں صرف کرنے کا ارادہ ہے۔ کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ عدمِ جواز کی صورت میں اس زمین کی پیداوار کو گاؤں کی انجمن کے تحت عوام کی دیگر ضروریات میں اگر صرف کیا جائے تو کیا یہ جائز ہوگا؟

المستفتی: محمد اسلام، موضع بشناتھ پور، ڈاکخانہ: کیتھی، ضلع گیا، بہار
۱۷/۸/۷۲ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب ـــــ !

صورت مسئولہ میں افتادہ زمین بادشاہِ وقت کی ملک نہیں ہوتی، درحقیقت وہ خدا کی مِلک ہے۔ **عادی الارض للہ ورسولہ (رواہ البیھقی فی شعب الایمان)** یعنی افتادہ وغیر مزروعہ زمین اللہ جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم کی ملک ہے۔ لہٰذا اس سے مسلمانوں کو فائدہ اٹھانا جائز ودرست ہے اور اس کی آمدنی سے جو کچھ حاصل ہو اسے مذہبی امور اور دینی وسماجی کاموں میں صرف کرنا جائز ہے۔ خواہ مسجد ہو یا رفاہِ عام کے لئے کسی انجمن کے ذریعہ مسلمانوں کی ضرورت پوری کرنا۔ بہرصورت جائز ہے۔ **وھو تعالیٰ اعلم وعلمہٗ جل مجدہٗ اتم۔**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۲۲/۸/۷۲ء

استفتاء ۸۲۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید نے تقریر کرتے ہوئے چند اہل اللہ کے متعلق کہا کہ "ان لوگوں کی موجودگی میں حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے شب بیداری کے لئے دو رکعت نفل کی نیت باندھ کر قرآن کریم شروع کیا اور پہلی رکعت میں ایک قرآن اور دس پارے اور دوسری رکعت میں ایک قرآن اور پانچ پارے یعنی ڈھائی قرآن بہت ہی کم وقت میں ختم کئے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اہل اللہ کے لئے قرآن کریم بھی لپٹ یا سمٹ جاتا ہے۔" عمر کہتا ہے کہ "قرآن کریم غیر مخلوق ہے، جس کے لئے قرآن حکیم نے فرمایا: بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ۔ اس کے لئے لپٹنے یا سمٹنے کا استعمال کفر ہے۔ اور زید کی بات صحیح جان کر تائید کرنے والے پر بھی وہی حکم ہے۔ اس کے قائل اور موید کا اگر شادی شدہ ہے تو ازدواجی رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔" علاوہ ازیں عمر اولیائے کرام کی کرامات کا قائل ہے صرف لفظ مذکور پر شرعی حکم عائد کرتا ہے۔ زید کہتا ہے کہ "لفظ پر جو بھی حکم ہو ہماری نیت نیک ہے اس لئے ہم پر کفر عائد نہیں ہوگا۔"

دریافت طلب امر یہ ہے کہ بقول عمر شرعی حکم "لفظ" پر عائد ہوگا یا بقول زید "نیت" پر جیسا کہ زید کا اعتقاد بھی اسی "لپٹنے سمٹنے" پر ہے۔ بالکل صاف صاف شرعی حکم سے مطلع کیا جائے تاکہ عوام جاہل فتنہ سے محفوظ رہیں۔ بینوا توجروا!

(نوٹ) زید نے حضرت علی کے متعلق بیان کیا کہ ان کے طی القرآن ہونے کا یہ عالم تھا کہ ایک رکاب میں پاؤں رکھ کر دوسرا پاؤں اٹھانے کے درمیان وہ ایک قرآن ختم کر لیتے تھے۔ اس جگہ طی القرآن۔ لپٹنا، سمٹنا، سکڑنا کے معنی مختصر ہونا، کم ہونا، گھٹنا کے ہیں، غور کرتے ہوئے جواب لکھا جائے۔

المستفتیان: محمد فضل الحق، واجد حسین، نعیم الحق، عبدالقیوم، محمد عثمان خان، عبدالرؤف محمد اختر حسین خاں، محمد مسلم، عبدالرحمٰن مونگیری، جامع مسجد، جھریا، دھنباد

۱۸ر ستمبر ۷۲ء

۹۲/۸۶ء

الجواب ــــ اللّٰهم هداية الحق والصواب ــــ !

صورت مستفسرہ میں زید کا بیان غیر مستند اور ضعیف روایتوں پر مبنی ہے۔ اولیائے کرام کی کرامت وعظمت بجائے خود صحیح و درست ہے لیکن "طی القرآن کا جملہ عقلاً ونقلاً غلط ہے۔ قرآن حکیم کے متعلق ایسا جملہ استعمال کرنا شرعاً جائز نہیں۔ اس سے زید کی علمی کم مائیگی کا پتہ چلتا ہے۔ زید اگر قرآن کریم کے مخلوق ہونے کا عقیدہ اعتقاد رکھتا ہے تو اس پر کفر کا فتویٰ دیا جائے گا۔ اور اگر وہ قرآن

شریف کو غیر مخلوق سمجھتا ہے تو اس پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا۔ شرعی احکام کا دار و مدار الفاظ پر ہوتا ہے نیت پر نہیں۔ زید کا قول کہ فتویٰ نیت پر دیا جائے گا غلط ہے۔ وفی الفتح من هزل بلفظ كفر ارتدوان لم يعتقده۔ "فتح القدیر میں ہے جس نے بطور مزاق لفظ کفر استعمال کیا وہ مرتد ہے اگر چہ کفر کا اعتقاد نہ رکھے۔" کہ احکام و حدود شرعیہ کا نفاذ، ظاہر پر ہوتا ہے ارادۂ قلب کو خدا جانتا ہے۔ بہر حال قرآن کریم کے غیر مخلوق ہونے کے عقیدہ کے سبب زید پر کفر کا فتویٰ نہیں ہوگا۔ ہاں! ایسے الفاظ بولنے سے زید کو توبہ کرنا چاہیے اور آئندہ غیر مستند اور ضعیف روایتوں کے بیان سے اجتناب و پرہیز چاہیے۔ وهو الهادى الى الحق والصواب۔

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ٦

استفتاء ۸۲۴

مسئلہ: مکرمی و معظمی السلام علیکم!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسائل ذیل کے متعلق:

(۱) اگر مسلمان مرد نسبندی کرائے اور عورت لوپ لگائے جس سے آئندہ کوئی نسل نہ ہو تو یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(۲) کسی شخص نے اپنی نسبندی کرالی ہے اور وہ مسجد میں امامت کرتا ہے تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبد الحفیظ پیش امام مسجد مغربی پرانا بازار، مقام چوگائیں، ڈاکخانہ: چوگائیں، ضلع شاہ آباد

۹۲/۸۶ء

الجواب ــــــــــ اللّٰهم هداية الحق والصواب ــــــــــ!

(۱) حکومت کی جاری کردہ اسکیم برتھ کنٹرول شرعاً ناجائز ہے اس لئے کہ اس کا مقصد انقطاع نسل ہے جو قطعاً حرام و خلاف شرع ہے۔ اگر تنگی رزق و اقتصادی و مالی مجبوریوں کی بنا پر ایسا کیا جاتا ہے تو اس سلسلہ میں نص قطعی موجود ہے۔ قرآن حکیم میں ہے: وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا "اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں کہ جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔ (کنز الایمان)۔ حدیث شریف میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: تزوجوا الودود الولود فانى مكاثر بكم الامم۔ (رواہ ابوداؤد، والنسائی) یعنی محبت کرنے والی، زیادہ بچہ دینے والی سے شادی کرو تا کہ میں کثرتِ اُمت پر فخر کروں۔ لہٰذا بغیر کسی عذر شرعی اور معقول مجبوری کے افزائش نسل کو روکنا ناجائز اور گناہ ہے۔

(۲) بغیر معقول عذر کے ایسا کرنے والے کی اقتدا شرعاً جائز نہیں۔ وهو تعالىٰ اعلم وعلمهٗ جل مجدهٗ اتم۔

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ٦

۱۸/۱۲/۷۲ء

استفتاء ۸۲۵

مسئلہ: بحضور حضرات علمائے کرام——السلام علیکم!

عرض یہ ہے کہ درج ذیل باتوں کے بارے میں صاف صاف مسئلہ تحریر فرمادیں:

(۱) خالد نے نشہ کی حالت میں اپنی بیوی سے کہا کہ: ''تم میری ماں ہو تم کماؤ اور کھلاؤ اور گھر کی مالک تم ہی رہو۔'' یہ کہنا کیسا ہے؟

(۲) اکثر ایسا ہوتا ہے کہ گاڑی میں آدمی سوجاتا ہے۔ سفر کی حالت میں اگر چمڑے یا کپڑے کا بیلٹ ہو تو گھڑی چوری ہوجانے کا ڈر رہتا ہے۔ اس لئے گھڑی میں اسٹیل یا سلور کا چین لگانا کیسا ہے؟

(۳) لاٹری کا ٹکٹ لینا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالقدوس، مدرس مدرسہ سراج ملت، گڑھوا ،ٹنڈوا

۲۱/محرم ۹۳ھ

۸۶/۹۲ھ

الجواب——————————!

(۱) شوہر کا اپنی بیوی کو ماں کہنا شرعاً جائز و درست نہیں لیکن اس جملہ کے کہنے سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ شوہر گنہگار رہا۔

(۲) گھڑی کی چین، چمڑے یا کپڑے وغیرہ کی ہونی چاہیے۔ اس کے علاوہ اسٹیل، پیتل یا سلور کی چین لگا کر اور گھڑی باندھ کر نماز پڑھنے سے نماز مکروہ ہوتی ہے۔

(۳) لاٹری خریدنا یا اس کا کاروبار کرنا شرعاً ناجائز و حرام ہے۔ یہ بھی جوئے کی ایک شکل ہے اور اس سے حاصل کردہ رقم یا انعام کو مصرف میں لانا یا اُس سے کوئی کار خیر کرنا شرعاً جائز نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۵/۳/۷۳ء

استفتاء ۸۲۶

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

ہندہ عرصہ دراز سے بیوہ ہے۔ نہ دوسرا نکاح کرتی ہے، نہ پرہیز گاری کی زندگی گزارتی ہے۔ ادھر کئی سال سے چند غیر مسلموں سے اس کے ناجائز تعلقات تھے جو پہلے صیغۂ راز میں تھے مگر اب کچھ دنوں

سے ظاہر ہو چکا ہے۔ ہندہ کی شرارت کا یہ عالم ہے کہ سمجھانے بجھانے سے بجائے راہِ راست پر آنے کے اور مشتعل ہوتی ہے اور دھمکی دیتی ہے کہ "مجھے روکو ٹوکو گے تو غیر مسلموں سے فساد کرا دوں گی۔" اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی صورت میں ہندہ کے ساتھ کیا برتاؤ اور سلوک کرنا چاہیے۔ اس کے ساتھ کھانا پینا، بول چال کرنا جائز ہوگا یا گناہ؟ نیز ہندہ کی آوارگی کو جانتے ہوئے جو مسلمان اس کے ساتھ کھانا پینا جاری رکھے اس کے ساتھ عام مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟ از روئے شریعت جواب تحریر فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: مسلمانانِ موضع ہر پور غوث، ضلع مظفر پور
۲۵/فروری ۷۳ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــ وهو الموفق للصواب ـــــــــــ

صورت مسئولہ میں اگر مسلمانوں میں طاقت وقوت ہو تو جو بھی ممکن صورت سختی کی ہو وہ کریں اور ہندہ کو اس فعل قبیح سے روکیں۔ حدیث شریف میں ہے: **من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ ومن لم یستطع فبلسانہ ومن لم یستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان** یعنی تم میں سے جو شخص کسی ناجائز کام کو دیکھے تو اسے بزور وطاقت ختم کر دے۔ اگر اتنی طاقت نہ ہو تو زبان سے اُسے بُرا کہے اور روکے اگر اس کی بھی قوت نہ ہو تو دل ہی سے اس کو بُرا جانے لیکن صرف دل سے بُرا جاننا، ہاتھ و زبان سے منع نہ کرنا کمزوری ایمان کی علامت ہے۔ لہٰذا جو بھی ممکن طریقہ ہو، ہندہ کو زنا سے باز رکھنے کے لئے استعمال کرنا ضروری ہے۔ اور ہندہ کسی طرح غیر مسلم کا ساتھ نہ چھوڑے تو بدرجہ مجبوری تمام مسلمان ہندہ سے قطع تعلق کر لیں۔ نہ اس سے بات کریں نہ کسی مسلمان کے گھر میں جانے دیں اور جو لوگ ہندہ کے فعل بد سے واقف ہوتے ہوئے بھی اس کے ساتھ میل جول رکھیں گے وہ سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہوں گے۔ اس لئے کہ **اعانت علی المعصیة** "گناہ پر مدد پہنچنا" بھی ناجائز وحرام ہے۔ ایسے لوگوں سے بھی مسلمانوں کو ترکِ سلام وکلام کرنا چاہیے۔

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
۵/۳/۷۳ء

استفتاء ۸۲۷

مسئله: مکرمی ومحترمی ـــــ زید مجدکم ہدیۂ تبریک وسلام مسنون!
مورخہ ۱۹؍اپریل ۱۹۷۳ء کوایک عریضہ آپ کے یہاں جاچکا ہے جس کے مضمون کا مفہوم یہ ہے:
لڑکے کے باپ نے لڑکی پر زنا کا غلط الزام لگایا ہے۔ ایک لڑکے سے بات چیت کرتے ہوئے تنہائی میں دیکھ کر یہ الزام لگایا گیا ہے۔ لڑکا اپنی بیوی کی رخصتی کرانا چاہتا ہے مگرلڑکی کو خوف ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ سسرال والے سختی کریں۔ اس لئے لڑکی روک لی گئی ہے۔ کئی مرتبہ کوشش بھی ہوئی کہ رخصتی ہو جائے، پنچایت بھی ہوئی، پنچایت نے فیصلہ کردیا کہ ''رخصتی کردی جائے۔ لڑکی کو کچھ ہوگا تو اس کے لئے پنچ ذمہ دار ہوں گے یا نہیں۔'' پھر بھی رخصتی نہیں ہوئی۔ مجبوراً مقدمہ عدالت میں دائر ہوا اور چل رہا ہے۔ لڑکی بذاتِ خود طلاق لینے پر آمادہ نہیں ہے۔ والدین اور رشتہ دار مجبور کررہے ہیں کہ ناک کٹ جائے گی۔ لڑکا بھی اپنی بیوی کو رکھنے کے لئے تیار ہے۔ اللہ پاک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو درمیان میں رکھ کر وہ قسم کھاتا ہے کہ ''میں لڑکی کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی یا ظلم نہیں کروں گا۔ حسن اخلاق سے رہنے اور پیش آنے کا جو حکم ہے اسے پورا کروں گا۔'' یہ سب کچھ اطلاعاً عرض ہے۔ دریں صورت ادارۂ شرعیہ سے کیا حکم ہے؟ تحریر میں لادیا جائے تاکہ اس پر عمل ہو۔ فقط والسلام

المستفتی: افضل حسین، گڑھوا، پلاموں
۱۱؍۴؍۷۳ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــــــ!

کسی مسلمان مرد یا عورت پر بغیر کسی شرعی ثبوت کے زنا کا الزام لگانا گناہِ کبیرہ ہے اور سخت حرام وناجائز ہے۔ تہمت لگانے والا گنہگار ومستحق تعزیر ہے۔ جب لڑکی بذاتِ خود شوہر سے علیحدہ ہونا نہیں چاہتی اور شوہر بھی زوجیت میں رکھنا چاہتا ہے تو اس صورت میں لڑکے یا لڑکی کے والدین کو کوئی حق نہیں کہ زن وشوہر میں تفریق پیدا کریں۔ ایسا کرنے والا سخت گنہگار ہوگا اور جب لڑکا قسم کھاتا ہے کہ وہ لڑکی کو کوئی تکلیف نہیں دے گا تو اس کی قسم پر اعتماد کرتے ہوئے لڑکی کو فوراً ہی رخصت کردینا چاہیے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ
۱۴؍۵؍۷۳ء

استفتاء ۸۲۸

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) مسمیٰ راضیہ خاتون گزشتہ تین سال سے اپنے شوہر کے پاس نہیں گئی ہے اور نہ ہی شوہر اُس کے پاس آیا ہے۔ اب جب کہ تین سال ہو رہے ہیں اس کے شوہر نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ اب راضیہ خاتون دُوسری شادی کرنا چاہتی ہے۔ کیا بی بی راضیہ خاتون کو عدت گزارنا لازم ہے؟

(۲) ہمارے یہاں جمعہ کے دن بعد نماز فرض امام صاحب اپنا رُخ پورب جانب کر کے دُعائیں مانگتے ہیں۔ کیا ایسا کرنا درست ہے؟ کیوں کہ بعض لوگ اس میں کلام کرتے ہیں۔

(۳) مولوی عبدالرحیم صاحب کی داڑھی ایک بالشت سے زیادہ ہے۔ ایک مولوی صاحب کا کہنا ہے کہ ایک مشت داڑھی رکھنا سنت ہے، اس سے جو زائد داڑھی ہو وہ خلافِ شرع ہے۔ از روئے شرع مطلع کیجئے۔

المستفتی: اخلاق احمد، معلم اردو اسکول، میر پور، گوہ، ضلع اورنگ آباد

۵/۵/۷۳ء

۹۲/۸۶ے

الجواب

(۱) بعد انقضائے عدت، راضیہ خاتون نکاحِ ثانی کر سکتی ہے۔ وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ. ''اور طلاق والیاں اپنی جانوں کو روکے رہیں تین حیض تک (کنز الایمان)۔

(۲) تمام فرض نمازوں کے بعد امام کو دائیں یا بائیں جانب پھر کر دُعا کرنی چاہیے۔ یہی طریقہ مسنون ہے۔ یمین ویسار میں سے کسی ایک سمت کو دعا کے لئے مختص کرنا خلافِ سنت ہے۔ امام کو اختیار ہے کہ وہ دائیں پھر جائے۔ یا بائیں یا مقتدیوں کی طرف رُخ کر کے دُعا مانگے۔ بخاری شریف میں سمرہ بن جندب سے مروی ہے۔ **قال کان صلی الله علیه وسلم اذا صلی اقبل علینا بوجهه،** ''جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پوری فرما کر ہماری طرف متوجہ ہوتے تھے۔'' مسلم شریف میں حضرت انس سے مروی ہے: **قال کان النبی صلی الله علیه وسلم ینصرف عن یمینه.** ''نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اپنے رخِ انور کو دائیں طرف پھیر دیتے تھے۔'' حضرت عبداللہ ابن مسعود سے مروی ہے: **لقد رأیت صلی الله علیه وسلم کثیرا ینصرف عن یساره.** ''میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارہا بائیں سمت رخِ انور کو پھیرتے ہیں۔''

(۳) داڑھی کا اتنا بڑھانا جو حد تناسب سے خارج و باعث انگشت نمائی ہو، مکروہ و ناپسندیدہ ہے۔ امام قاضی عیاض اور امام ابوزکریا نووی، شرح مسلم شریف میں فرماتے ہیں: **تکره الشهرة فی تعظیمها کما تکره فی قصها وخبرها وکره مالک طولها،** ''شہرت کے لئے حد شرع و تناسب سے بڑھانا مکروہ ہے جس طرح حد شرع سے کم کرنا اور کاٹنا مکروہ ہے۔'' کتب فقہ

واقوال ائمہ کرام سے (معلوم ہوتا ہے کہ) اس کا طول ایک مشت ہونا چاہیے۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ٦
کتبہ

۲۵/۵/۷۳ء

استفتاء ۸۲۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:
زید نے عرصہ آٹھ برسوں سے ایک مسلمہ عورت کو بغیر عقد ونکاح کے رکھا ہے جس سے ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی ہے۔ اب اس کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیا جائے اور اس جُرم کا کفارہ بھی ادا کرنا ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: حافظ محمد رحمت اللہ برکی، نزد جامع مسجد دربار سیوان
۱/۶/۷۳ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــــ وھوالموفق للصواب ــــــــــــ!

زید سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہوا اس لئے کہ اُس نے زنا کا ارتکاب کیا یہاں اسلامی حکومت نہیں کہ زید کو رجم کیا جائے یا دُرّے لگائے جائیں۔ اس کے لئے سوائے اس کے کہ اعلانیہ توبہ کرے اور کیا ہوسکتا ہے۔ زید کو چاہیے کہ فوراً ہی اس غیر مسلمہ عورت سے کنارہ کش ہوجائے اور اگر اس کو رکھنا چاہتا ہے تو اس کو مسلمان کر کے پھر سے نکاح کرے۔ اگر زید اس قبیح حرکت سے باز نہ آئے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ اس سے میل جول، سلام کلام ترک کردیں۔ قرآن کریم میں ہے: وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ. "اور جو کہیں تجھے شیطان بھلاوے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔" (کنزالایمان)
وَھُوَ تَعَالٰی اَعْلَم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ٦
کتبہ

۲۴/۶/۷۳ء

استفتاء ۸۳۰

مسئلہ: معظمی ومکرمی حضرات علمائے کرام السّلام علیکم!
سائل کے سوال کا جواب مرحمت فرمائیں کہ زید وبکر دو سوتیلے بھائی ہیں۔ زید بڑا ہے، بکر چھوٹا ہے، زید وبکر کی بیویاں دونوں سگی بہنیں ہیں۔ ساتھ ساتھ ایک سالی بھی ہے۔ بکر نے یکے بعد دیگرے تینوں بہنوں کے ساتھ ہم بستری کی ہے۔ اب علمائے دین حضرات سے استدعا ہے کہ بتائیں کہ زید وبکر پر بیویاں حلال ہوئیں یا حرام۔ مسئلہ وفتویٰ کیا ہے؟ ادارہ کی مہر لگا کر ڈاک سے واپس کر کے مشکور فرمائیں۔
المستفتی: ظہور احمد، سیوان، محلہ دکھن ٹولہ

۹۲/۸۶ے

الجواب ــــــــــــ وھو الموفق للصواب ــــــــــــ!
صورت مسئولہ میں ارتکابِ گناہِ کبیرہ کی بنا پر بکر سخت گنہگار مستحق عذابِ نار ہوا۔ اُسے توبہ کرنی چاہیے۔ شرعاً دو سگی بہنوں کا ایک ساتھ نکاح میں رکھنا ناجائز وحرام ہے لیکن زنا کی بنا پر زید وبکر کی بیویاں ان دونوں پر حرام نہ ہوئیں نہ زوجیت سے خارج ہوئیں۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۱۵/۷/۷۳ء

استفتاء ۸۳۱

مسئلہ: محترم علمائے کرام السلام علیکم!
سوالات درج ذیل ہیں، جواب سے نوازیں۔
(۱) قبرستان کے چاروں طرف سے احاطہ کھینچا ہوا ہے۔ قبرستان کی آمدنی ہونے کے خیال سے اگر مویشی کو اس قبرستان کے احاطہ کے اندر چرائے تو یہ شریعت کی رُو سے کیسا ہے؟
(۲) ہڈی کا کاروبار کرنا کیسا ہے؟
(۳) سوکھا ہوا گوبر سے کھانا پکانا کیسا ہے؟
المستفتی: پیر محمد انصاری، قینچی اسٹور، موٹر اسٹینڈ، مقام گڑھوا، ضلع پلاموں
۲/۷/۷۳ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــ بعون الملک الوهاب ــــــ!

(۱) قبرستان میں جانور کو چَرانا شرعاً جائز نہیں۔ہاں اس کی گھاس کاٹ کر جانوروں کو کھلا سکتے ہیں: **فلو کان فیها حشیش یحشی ویرسل الی الدواب ولا ترسل الدواب فیها.** ''تو اگر قبرستان میں گھاس ہو تو اسے کاٹ کر جانوروں کو کھلانا جائز ہے۔اور جانوروں کو قبرستان میں لے جانا جائز نہیں۔'' (کذافی البحرالرائق)

(۲) ہڈی کا کاروبار کرنا جائز ہے۔

(۳) سوکھے ہوئے گوبَر سے، جیسے اُپلے وغیرہ سے کھانا پکانا جائز و درست ہے۔**وهو تعالیٰ اعلم!**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۱۸/۷/۷۳ء

استفتاء ۸۳۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین درج ذیل مسائل میں کہ:

(۱) زید نے ایک بیوہ عورت سے نکاح کیا بیوہ عورت کو پہلے شوہر سے ایک لڑکا تھا زید نے اس کا نکاح اپنی بہن سے کردیا یعنی اگر وہ لڑکے کا حقیقی باپ ہوتا تو وہ عورت جس سے لڑکے نے نکاح کیا اُس سے پھوپھی کا رشتہ ہوتا۔یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں؟

(۲) مسجد کی لکڑی جو مدتوں سے مسجد کی چھت میں لگی ہوئی تھی جس کو برگہہ اور کوڑھی کہتے ہیں۔مسجد شہید کرکے ڈھلائی والی چھت بنایا اور پہلے جو لکڑی چھت میں لگی ہوئی تھی اس کو ہندو کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ہندو نے اُسے اپنے گھر میں لگایا، یہ جائز ہوا یا نہیں؟

(۳) زید کہتا ہے کہ مسلمان اور حربی کافر کے درمیان سود نہیں۔سود کے لئے دونوں طرف سے مالِ معصوم ہونا شرط ہے اور حربی کافر کا مال معصوم نہیں لہٰذا سود کھانا جائز ہے تو ''حربی کافر'' کس کو کہتے ہیں؟ اور بہت سے مسلمان ایسے بھی ہیں جن کی شراب کی تجارت ہے اور ہندو مسلمان سب سے سود لیتے ہیں؟ اور ڈکیتی کرتے ہیں ان کا مال معصوم کیسے ہوگا تب اُن لوگوں سے بھی سود لینا جائز ہوگا۔مہربانی فرما کر اس مسئلہ کو سمجھا دیں۔تاکہ اچھی طرح سمجھ پائیں۔والسلام!

محمد صدیق، مقام ترولڈیہہ، سنگھ بھوم
۴/۷/۷۳ء

۷۸۶/۹۲

الجواب

(۱) بیوی کے پہلے شوہر کے لڑکے سے بہن کی شادی کرنا جائز ہے۔ **لعدم الموانع.** "موانع کے معدوم ہونے کی وجہ سے۔"

(۲) ایک مسجد کی چیز نہ تو دوسری مسجد میں لگائی جا سکتی ہے، نہ اُسے اپنے مصرف میں لانا جائز ہے۔ درّ مختار میں ہے: **ولا یجوز نقله ونقل الی مسجد اٰخر** ۔ "مسجد اور اس کے مال کو دوسری مسجد میں منتقل کرنا جائز نہیں۔" مذہب مفتیٰ بہ میں بانی مسجد یا متولی مسجد وغیرہ کو مسجد کی چیزیں بیچنے یا دُوسری مسجد میں لگانے یا اپنے تصرف میں لانے کا حق حاصل نہیں۔ تو پھر کسی ہندو کے ہاتھ مسجد کی لکڑی وغیرہ کو بیچنا کب جائز ہو سکتا ہے۔ اس کو فروخت کرنے والا سخت گنہگار ہوگا۔ اُسے چاہیے کہ فروخت شدہ کو ہندو سے واپس لے کر رکھ لے اور اگر ابھی مسجد کو اس چیز کی ضرورت نہیں تو آئندہ ضرورت ہونے پر پھر مسجد ہی میں لگائے اور اگر اب وہ چیز کسی طرح مسجد کے کام میں کبھی نہیں آ سکتی تو اُسے فروخت کر کے اس کی قیمت مسجد کی تعمیر و مرمت میں صرف کرے، اس سے دوسرا کام نہیں کیا جا سکتا۔ عینی فتح القدیر میں ہے: **وان تعذر اعادة عینه فی موضعه بیع وصرف ثمنه الی المرمة صرفا للبدل مصرف المبدل** ۔ "اگر عین مال کو اس کی جگہ پر لوٹانا متعذر ہو تو اس کو بیچ دیا جائے اور اس کی قیمت کو مرمت میں صرف کر دیا جائے۔ بدل کو خرچ کرنا مبدل کو خرچ کرنے کی طرح ہے۔"

(۳) مسلمان اور حربی کافر کے درمیان جو معاملات دار الحرب میں ہوں اُس میں سود نہیں ہوتا۔ بغیر بدعہدی کئے ہوئے کافر حربی کا مال اس کی خوشی سے جس قدر چاہے حاصل کر سکتا ہے یعنی ایسی چیز جو مسلمان کے ہاتھ فروخت کرنا ناجائز ہو، اپنا فائدہ حاصل کرنے کے لئے کافر حربی کے ہاتھ بیچ سکتا ہے جیسے مُردار مسلمان کے ہاتھ بیچنا ناجائز اور کافر حربی کے ہاتھ بیچنا جائز۔ **علی هذه القیاس.** "اس پر قیاس کرتے ہوئے۔" "دار الحرب" جہاں کفار کو ہر طرح استعلا و غلبہ حاصل ہو، کافروں کی حکومت و سلطنت ہو مسلمانوں کو فرائض و واجبات کے ادا کرنے کی آزادی حاصل نہ ہو، اسلامی و دینی احکام کی ادائیگی میں مسلمان مجبور ہوں وہاں کے کافر "کافر حربی" کہلائیں گے۔ اگرچہ بعض اعتبار سے ہندوستانی حکومت پر یہ تعریف صادق آتی ہے مگر درحقیقت ہندوستان "دار الحرب" نہیں، بلکہ اسے "دار الاسلام" ہی کہا جائے گا۔ مگر یہاں کے کافروں کو "ذمی" یا "مستامن" نہیں کہا جا سکتا ہے اس لئے کہ "ذمی" یا "مستامن" اُس کافر کو کہتے ہیں جس کو مسلمان بادشاہ نے اپنے حفظ و امان میں رکھا ہو اور اس کے تحفظ و سلامتی کا ذمہ لیا ہو۔ یہ تعریف یہاں کے کافروں پر صادق نہیں آتی۔ لہٰذا یہاں کے کافر بھی "حربی کافر" کہلائیں گے اور مسلمان اس سے جس طرح چاہیں فائدہ اٹھا سکتے ہیں بشرطیکہ کسی معاملات میں بدعہدی و وعدہ خلافی نہ ہو اور ساتھ ہی اپنی عزت و ناموس پر دھبہ نہ آئے۔ مسلمان اگرچہ ناجائز طور پر مال حاصل کرے اور اس کے پاس سود و شراب اور چوری کا مال ہو، پھر بھی بیع و شرا میں یا عقد فاسد یا سود کے ذریعہ مسلمان کا مال لینا ناجائز و حرام ہے۔ اگرچہ اُس کا مال معصوم نہ ہو میرا مال تو معصوم ہے اس لئے ناجائز طریقہ سے کسی مسلمان کا مال لینا جائز نہیں بخلاف کافر کے کہ "مالِ موذی نصیب غازی۔" **وهو تعالیٰ اعلم بالصّواب**

وعندہٗ امّ الکتاب۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۱۸/۷/۷۳ء

استفتاء ۸۳۳

مسئلہ: محترم جناب علمائے کرام السلام علیکم!

درج ذیل سوالات کے جواب مطلوب ہیں:

(۱) خالد نے زید کو چار سو یا پانچ سو روپے میں زمین دیا اور خالد نے یہ بھی کہہ دیا کہ "جب میں آپ کا روپیہ دے دوں گا تو آپ میری زمین چھوڑ دیجئے گا جب تک آپ جوتیئے اور پیداوار کھایئے۔ آپ کی زمین رہی جب تک آپ کا کل روپیہ نہ دے دوں۔" زید نے منظور کیا کہ ٹھیک ہے، سال میں دس روپیہ کم کرتے جائیں گے۔ ویسے آپ کی مرضی جب چاہیں روپیہ دے کر زمین لے لیں۔ دس روپیہ سال کم کے حساب سے، تو یہ کیسا ہے؟

(۲) گھڑی کی چین اگر اسٹیل کی ہو تو چوری وغیرہ کے ڈر سے مسافر اُسے حالتِ سفر میں لگا سکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر مقیم، اسٹیل وغیرہ کی چین گھڑی میں لگائے تو کیسا ہے؟ یا یہ صرف مسافر ہی کے لئے جائز ہوگا؟

(۳) نکاح کے وقت ایجاب وقبول میں "سرخ دینار" یا "اشرفی" کہا جاتا ہے یہ کیا چیز ہوتی ہے اور کیا وزن ہے؟ اسے الگ الگ صاف صاف تحریر فرمائیں۔ بہت جھمیلہ ہو جاتا ہے۔ بعض جگہ کوئی کچھ، کوئی کچھ بولتا ہے۔

المستفتی: عبدالقدوس، مدرسہ سراج ملت، گڑھوا، ٹینڈوا، ضلع پلاموں

۹۲/۸۶ ء

الجواب ـــــــ بعون الملک الوہاب ـــــــ!

(۱) شئی مرہونہ سے راہن ومرتہن کوئی بھی فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ ہاں اگر رہن رکھتے وقت یہ شرط نہ لگائی کہ اس سے فائدہ اُٹھائیں گے۔ بعد میں رہن دینے والے نے مرتہن کو فائدہ اُٹھانے کی اجازت دے دی تو یہ صورت جائز ہے۔ اگر رہن دینے والے نے یہ کہہ دیا کہ دس روپئے سالانہ اصل قرض کی رقم سے مجرا ہوتا رہے گا اور روپیہ وصول کرتے وقت اتنی رقم کم کر کے وصول کرے تو یہ صورت جائز ہوگی کہ کھیت اُجرت پر دیا۔

(۲) گھڑی کی چین پیتل یا اسٹیل وغیرہ کی نہیں ہونی چاہیے اس لئے کہ اس کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر نماز کے وقت اُسے اتار لیا جائے تو جائز ہے اس میں مقیم ومسافر کی کوئی قید نہیں۔

(۳) اشرفی، دینار، دینار سُرخ سب تقریباً ایک ہی چیز ہیں۔ یہ سونے کا ایک سکہ ہے جو پہلے عرب میں رائج تھا اب عرب میں بھی بجائے دینار و درہم کے ریال چلتا ہے۔ دینار و اشرفی چونکہ سونے کی ہوتی ہے اس لئے سونے کی کمی و زیادتی کے اعتبار سے یعنی سونے کی قیمت کی کمی و زیادتی کے اعتبار سے اس کی قیمت بھی گھٹتی بڑھتی رہتی ہے۔ جب سونا ارزاں تھا تو اس کی قیمت بارہ۔ پندرہ روپئے تھی اب زیادہ ہوگی۔ بہتر یہ ہے کہ دَین مہر میں اشرفی و دینار کی قید نہ لگائی جائے۔ بلکہ اس کے عوض روپے میں اضافہ کر دیا جائے اس لئے کہ اگر منکوحہ زوجہ نے دین مہر طلب کیا تو پھر شوہر اشرفی کہاں سے دے گا۔ یہ سکہ نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔ اس کا وزن تقریباً آٹھ آنہ بھر ہوتا ہے۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کـتـبـہ
۲۱ر۷ر۳۷ء

استفتاء ۸۳۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین درج ذیل مسائل میں کہ:

(۱) زید و بکر دونوں متمول آدمی ہیں زید بکر سے زیادہ امیر ہے مگر دونوں میں اتفاق نہیں رہتا ہے۔ بکر کے مکان کے مغرب میں زید کا مکان ہے اور مشرق کی جانب امام باڑہ ہے۔ امام باڑہ کی زمین از روئے کاغذات و سروے بکر کی ہے۔ لیکن قبضہ عام مسلمانوں کا ہے، بکر اپنی مرضی سے اُسے چھوڑے ہوئے ہے۔ بلکہ مکان کا رُخ خراب کرنے کی نیت سے اور آمدورفت میں دشواری پیدا کرنے کے لئے زید نے بکر کے مکان کے متصل امام باڑے والی زمین میں مغرب و شمال کی جانب سے زبردستی چہار دیواری بنوادی ہے اور بغیر کسی انتخاب و رائے عامہ کے زید نے اپنے کو امام باڑہ کا متولی مشتہر کر دیا۔ واضح ہو کہ زید مقامی مدرسہ کا سکریٹری بھی ہے اور عرصہ دراز سے مقامی مسلمان صدقہ و فطرہ و چرم قربانی کا روپیہ مدرسہ چلانے اور ضرورت مندوں کی امداد کے لئے جمع کرتے چلے آرہے ہیں۔ زید ان رقموں کو خرچ خانہ داری اور کاروبار میں لگاتا چلا آرہا ہے اور اس کا کوئی منافع فنڈ میں نہیں دیتا۔ بستی والوں نے بار بار تقاضہ کیا کہ ''کل روپئے کا حساب و کتاب دیجئے کہ ان پیسوں کو ڈاک خانہ میں جمع کر دیا جائے۔'' شدید تقاضہ کے بعد زید نے صرف اس کا اتنا حساب بتلایا کہ ''چونتیس سو روپیہ اس کے پاس ہیں۔'' لیکن رقم ادا نہیں کی جس کی وجہ سے بستی میں دو پارٹی ہوگئی ہے۔ بکر کے مکان سے متصل مغرب کی جانب کچھ زمین صحیح معنوں میں بکر کی ہے۔ زید اس زمین پر زبردست قابض و دخیل ہے اور متولی بن کر بکر کی زبانی دی ہوئی امام باڑہ کی زمین پر بھی قابض و دخیل ہونا چاہتا ہے۔ بنابریں بکر نے مغرب اور

مشرق کی زمین متعلقہ امام باڑہ پر مقدمہ بنام زید کر دیا ہے۔ اب زید کے یہاں جو صدقہ فطر اور چرم قربانی کا روپیہ جمع ہے، دینے سے انکار کرتے ہیں اور بانگ دہل اپنی پارٹی والوں سے کہلواتے ہیں کہ ''ہم اسی روپے سے مقدمہ لڑتے ہیں اور آئندہ بھی لڑیں گے۔'' لہٰذا از روئے شریعت مطہرہ علمائے سنی مطلع کریں کہ کیا ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے اس طرح مقدمہ لڑتا ہے اور کیا ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے اس طرح عداوت کر سکتا ہے۔ وضاحت فرمادیں اور یہ بھی واضح فرمادیں کہ!

(۲) بلا انتخاب ورائے عامہ متولی بننا اور دوسرے کی چیز پر بری نظر رکھنا کیسا ہے۔

(۳) صدقہ فطر اور چرم قربانی کا جائز مصرف کیا ہے؟

(۴) صدقہ اور قربانی کی رقم میں خیانت کرنا کیسا ہے؟

(۵) مذکورہ رقم سے مقدمہ لڑنا کیسا ہے؟

المستفتی: محمد عباس کلاں، مقام شاہ پور ٹولی، ڈاک خانہ: سیسدئی بزرگ، ضلع ویشالی

۲۶/۷/۷۳ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــ بعونہ تعـــــــــــالیٰ!

(۱) ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے عداوت و بغض رکھنا شرعاً حرام و ناجائز ہے۔ حدیث شریف میں ارشاد فرمایا کہ **لایحل لمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلثۃ ایام وخیرھما یبدأ بالسلام** ۔ ''کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے اور ان میں بہتر وہ ہے جو سلام کی ابتداء کرے۔'' دوسرے کی زمین پر غاصبانہ قبضہ کرنے اور صدقہ فطر و چرم قربانی کی رقم کو ناجائز طور پر صرف کرنے کی بنا پر، زید سخت گنہگار، مستحق تعزیر ہے۔ زید کو چاہیے کہ بلا تاخیر فوراً مذکورہ رقم مسلمانوں کو واپس کرے اور بکر کی زمین کو چھوڑ دے۔ اگر زید ایسا نہیں کرتا ہے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ زید کو جبراً تولیت و سکریٹری کے عہدے سے معزول کر دیں اور اس کے ساتھ میل جول ترک کر دیں۔

(۲) بغیر رائے عامہ و انتخاب کے خود متولی بن جانا جائز نہیں، ایسا شخص ظالم، جفا کار و سخت گنہگار ہے۔ مسلمانوں کے مال کا جبراً مالک بن جانا شرعاً ناجائز و حرام۔ مسلمانوں کو ایسے آدمی کی باتوں پر عمل نہیں کرنا چاہیے۔ قرآن حکیم میں ہے: **لَاتَاْکُلُوْا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ** ۔ ''آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔'' (ترجمہ کنز الایمان) ایسا شخص ظالم ہے اور ظالم سے دور رہنے کا شریعت طاہرہ نے حکم دیا ہے۔

(۳) صدقہ فطر کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ کا ہے۔ فقیر، مسکین، رقاب، غارم فی سبیل اللہ، ابن السبیل۔ قرآن کریم میں ہے: **اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاکِیْنِ وَالْعَامِلِیْنَ عَلَیْھَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُھُمْ وَفِی الرِّقَابِ وَالْغَارِمِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَابْنِ السَّبِیْلِ** ۔ ''زکوٰۃ تو انہیں لوگوں کے لئے ہے محتاج اور بڑے نادار اور جو اسے تحصیل کر کے لائیں اور جن کے دلوں

کو اسلام سے الفت دی جائے اور گردنیں چھوڑانے میں اور قرض داروں کو اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کو۔" (ترجمہ کنزالایمان) " چرم قربانی اور صدقۂ واجبہ میں فرق ہے۔ چرم قربانی صدقۂ واجبہ نہیں بلکہ مندوبہ و مستحبہ ہے اسی لئے اس کے مصارف میں بھی کسی قدر فرق ہے۔ چرم قربانی کو بعینہٖ خود بھی استعمال کر سکتے ہیں اور صدقۂ واجبہ کو نہیں۔ ہاں چرم قربانی کو فروخت کرنے کے بعد اس کی قیمت صدقہ کرنا ضروری۔

(۴) اگر صدقہ فطر و چرم قربانی کی رقم کسی کے پاس رکھ دی گئی کہ بوقت ضرورت غربا و مساکین کی امداد و اعانت کی جائے یا دیگر دینی مصالح میں صرف کیا جائے اور رکھنے والے نے اس رقم کو کسی اور کام میں لگایا تو وہ خائن ہے۔ اس کو اس کی اجازت نہیں اس لئے اس کا یہ فعل ناجائز ہے۔

(۵) صدقۂ فطر کی رقم سے مقدمہ لڑنا حرام حرام حرام۔ ایسا کرنے والا سخت گنہگار مستحق عذابِ نار، ظالم و جفا کار، ناقابل اعتبار ہے۔ اس سے فوراً ساری رقم وصول کرنی چاہیے اور وہ مستحقین و مساکین کو دے دی جائے۔ قرآن حکیم میں ہے: لَاتَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِیْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ " آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اسلئے پہنچاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر کھالو جان بوجھ کر۔" (ترجمہ کنزالایمان) وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۳۱/۷/۳۷۳ء

استفتاء ۸۳۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

ایک مسلمان نے جسے دین کی ابتدائی باتیں مثلاً قرآن شریف پڑھنا، روزہ نماز وغیرہم معلوم ہیں، زن و شوہر کی باہمی رنجش کی وجہ سے قرآن پاک کو جلاڈالا ہے۔ والعیاذباللہ۔ ایسی حالت میں اُس مسلمان کے متعلق شریعت کیا حکم دیتی ہے؟ آیا وہ دائرہ اسلام میں رہا یا اسلام سے خارج ہوگیا نیز دیگر مسلمانوں کا اس کے ساتھ سلام و کلام جاری رکھنا جائز ہے یا قطع تعلق لازم؟ ازروئے شرع مفصل و مدلل جواب مرحمت فرما کر اس بے چینی کو دور فرمائیں۔ فقط والسلام

المستفتی: ڈاکٹر محمد غلام حسین، صدر اسلامی کمیٹی، للکبنتھ، شاہ آباد

۲/ رجب ۹۳ھ

۸۶/۹۲ھ

الجواب

سوال تشریح طلب ہے۔زن وشوہر کے باہمی رنجش میں قرآن حکیم کو بلا وجہ نذر آتش کرنا سمجھ میں نہیں آتا کہ اس گناہِ عظیم کا ارتکاب اس نے کیوں کیا اور باہمی نزاعات سے اس کا کیا تعلق۔ بہرحال قرآن حکیم کو جلانے کی وجہ اور اس کی تفصیل لکھئے کہ ایک مرد مسلم جس فعل کا تصور بھی نہیں کر سکتا اس نے کس بنا پر اس قبیح وشنیع فعل کا ارتکاب کیا جس سے اُس کے ایمان کو خطرہ لاحق ہوا؟

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ٦

کتبہ

استفتاء ۸۳۶

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) زید نے خاص دو بہن کو ایک ساتھ رکھا ہے اس سے زکوۃ یا فطرہ کی رقم لینا یا سیرت کے جلسہ میں چندہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ اور مزید بتائیں کہ

(۲) خالد نے زید کے ہاتھ ایک من دھان فروخت کیا چالیس روپے مَن طے کر کے مگر اسی وقت اُس نے یہ شرط لگائی کہ ابھی دھان چالیس روپے من ہے۔ اس روپے کا اگھن میں دھان لیں گے۔ یہ سود ہوا کہ نہیں؟ اس کو صاف طریقہ پر بیان کر دیں۔

(۳) خالد نے شاہد کا چار کٹھہ کھیت اپنے قبضہ میں کر لیا اور یہ شرط لگائی کہ جب تم روپیہ دو گے، میں زمین واپس کر دوں گا۔ کبھی وہ چار پانچ سال کی قید بھی لگا دیتا ہے۔ ایسا کرنا از روئے شریعت جائز ہے یا ناجائز؟ تینوں سوالوں کا جواب باحوالہ دیں گے۔

المستفتی: محمد محی الدین آسی، سری پور، ضلع بردوان

۸۶/۹۲ھ

الجواب

(۱) زید احکام قرآنی کی اعلانیہ خلاف ورزی کرنے کی بنا پر سخت گنہگار و مستحق عذاب نار ہے۔ مسلمانوں کو اس سے میل جول رکھنا اس کے ساتھ کھانا پینا سلام وکلام کرنا ہرگز جائز نہیں اور نہ کسی کار خیر میں اس سے کسی طرح کی مدد لینا شرعاً درست ہے۔

(۲) خالد نے زید سے چالیس روپے من دھان فروخت کیا اور بازار میں بھی دھان کا نرخ چالیس روپے مَن تھا۔ فرق یہ ہوا کہ یہ خرید نقد نہیں بلکہ ادھار ہوا اور یہ بھی شرط لگائی کہ "اسی بھاؤ سے آئندہ اگھن میں لیں گے۔ اس صورت میں یہ سود نہیں ہوگا۔

(۳) یہ صورت رہن کی ہے۔ شرعاً کسی چیز کو رہن رکھنا جائز ہے۔ مگر شئے مرہونہ سے راہن ومرتہن کوئی بھی فائدہ حاصل نہیں

کر سکتے اور رہن رکھتے وقت، فائدہ اُٹھانے کی شرط نہیں لگائی بلکہ بعد میں رہن رکھنے والے نے رہن لینے والے کو نفع حاصل کرنے کی اجازت دے دی تو یہ صورت جائز ہوگی مگر موجودہ دور میں یہ چیز اس قدر عام ہوگئی ہے کہ ہر شخص چاہے وہ رہن کے وقت فائدے کی شرط لگائے یا نہ لگائے، لیکن مقصد شئ مرہونہ سے فائدہ حاصل کرنے ہی کا ہوتا ہے۔ لہٰذا المعروف کالمشروط ''معرف مشروط کی طرح ہے۔'' اس سے بھی اجتناب و پرہیز ضروری ہے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ۶
کتبہ

استفتاء ۸۳۷

مسئلہ: حضرت مفتی صاحب دام فیوضکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حسب ذیل مسائل کے جواب دے کر ممنون و مشکور فرمائیں و مستحق ثواب دارین ہوں:

(۱) زید نے فرطِ ولولہ میں اپنی منکوحہ کا پستان اپنے منہ میں لیا اور کچھ قطرے دُودھ کے منہ میں آ گئے۔ ناجائز و حرام سمجھ کر کچھ دنوں تک الجھنوں میں رہا۔ اسی اثنا میں اس پر اچانک کوئی مصیبت آ پڑی۔ خیال کیا کہ بلائے ناگہانی یقیناً میرے اس فعل کی وجہ سے ہے۔ خوفِ خدا کو نگاہ میں رکھ کر، بائن الفاظ تین بار نکال دیا کہ ''بیوی میرے لئے حرام ہے۔'' اس وجہ سے تکلیف آئی ہے، اس کو رکھنے سے انکار ہے۔ قریب سات سال کا زمانہ گزر گیا ہے۔ اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(۲) لڑائی کے درمیان اپنی بیوی کو کہا کہ ''تم میرے لئے حرام ہو۔'' بعد میں بھی ان الفاظ کو دہرایا گیا۔

(۳) امام کو جمعہ کے خطبہ میں منبر پر، عربی زبان کے علاوہ دوسری زبان میں وعظ و تقریر کرنا کہاں تک درست ہے؟

(۴) نسبندی کرانا اور جو لوگ نسبندی کرا چکے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

(۵) اللہ و رسول کی قربت حاصل کرنے کے لئے کنارہ کش ہو کر ذکر و اذکار کرنا اس شرط پر کہ جب تک کامیاب نہیں ہوں گے، کھانا پینا نہیں کریں گے۔ اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ امید ہے کہ پہلی فرصت میں جواب باصواب سے مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں گے۔

المستفتی: ڈاکٹر محمد طاہر حسین قادری، نوکاڈیہہ ہردوان، ضلع گیا

۹۲/۸۶ ء

الجواب

(۱) اگر زید نے بے خودی کے عالم میں اپنی رفیقۂ حیات کے پستان کو منہ میں رکھ لیا جس سے دُودھ کے قطرے اُس کے منہ میں آ گئے تو زید کا یہ فعل شرعاً مکروہ و مذموم ہوا۔ اس سے اس کی زوجیت میں کوئی فرق نہ آیا اور نہ شرعاً وہ گناہ کبیرہ کا

مرتکب ہوا، نہ لائق تعزیر و تعذیب، نہ اس کی بیوی اس پر حرام ہوئی، نہ اس کے نکاح میں کوئی نقص وخرابی آئی زید نے غلطی کی کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق بائن دے دی۔ اب جب کہ اس نے طلاق دے دی تو بیوی اس کے نکاح سے خارج ہو گئی۔

(۲) اگر بیوی سے کہا کہ "تم میرے لئے حرام ہو" تو اس لفظ سے طلاق بالکنایہ واقع ہو گئی۔ اردو میں جیسے "تم کو چھوڑ دیا" طلاقِ صریح مانا گیا ہے ویسے ہی "تم مجھ پر حرام ہو" کو بھی طلاق صریح شمار کیا گیا ہے۔ **منہ مصحّح**

(۳) خطبۂ جمعہ میں عربی کے ساتھ دوسری زبان کا خلط خلاف سنت متوارثہ ہے۔ بہتر ہے کہ امام صاحب خطبہ کے قبل اُردو میں تقریر کر کے پھر منبر پر جائیں اور صرف عربی میں خطبہ دیں۔ عربی کے ساتھ خطبہ میں اُردو کا استعمال حرام و ناجائز نہیں خلافِ سنت متوارثہ ضرور ہے جس سے اجتناب کیا جائے۔

(۴) نسبندی شرعاً حرام ہے اور شریعت طاہرہ کے خلاف ہے۔ حدیث شریف میں محبت کرنے والی زیادہ بچہ دینے والی عورت سے نکاح کی ترغیب دی گئی ہے۔ ہاں! اگر کوئی معقول عذرِ شرعی ہو، جس سے اتلاف جان کا خطرہ یقینی ہو تو ایسی مجبوری کی حالت میں ضرورت داعیہ کے پیش نظر اجازت دی جا سکتی ہے۔

(۵) شریعت مطہرہ ترک دنیا و رہبانیت کی تعلیم نہیں دیتی **لا رهبانية فی الاسلام** ۔ "اسلام میں رہبانیت نہیں۔" جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ وصولِ الی اللہ کے لئے اتباع رسول ضروری نہ کہ ترک دُنیا۔ اہل وعیال سے کنارہ کش ہو کر اور دنیاوی تعلقات کو چھوڑ کر قربِ خدا حاصل کرنا خلاف شرع ہے۔ **وهو تعالیٰ اعلم وعلمہٗ جل مجدہٗ اتم۔**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۱۹/۹/۷۳ء

استفتاء ۸۳۸

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین کہ:

ہم مسلمانانِ بنّی، چند مسائل کے بارے میں مختلف فیہ ہیں۔ وہ یہ ہے کہ بینک اور ڈاک خانہ اور جیون بیمہ کا سود لینا جائز ہے یا حرام ہے۔ اس کو واضح طور پر ظاہر کیجئے۔ بینوا تو جروا!!

المستفتی: معین الدین، ساکن وڈاکخانہ بنّی، وایہ: منوہر پور، ضلع بھوجپور، آرہ

۹۲/۸۶ء

الجواب

ہندوستان کے غیر مسلموں کو علماء نے حربی قرار دیا ہے اس لئے ہندوستان میں بینک وڈاکخانہ سے جو جمع شدہ رقم کا منافع

ملتا ہے اُسے لینا جائز قرار دیا ہے اس لئے کہ گورنمنٹ اور بینک اس رقم سے تجارت یا دیگر ذرائع سے منافع حاصل کرتی ہے۔ لہٰذا اُس کو سود سمجھ کر نہیں بلکہ نفع سمجھ کر لینا جائز ہے۔ مالِ موذی، نصیب غازی یہ فتویٰ ہے اگر کوئی شخص تقویٰ کے پیش نظر اس سے اجتناب کرے تو بہتر ہے مگر منافع کی رقم کو بینک یا ڈاکخانہ میں نہ چھوڑے۔ اسے حاصل کرنے کے بعد کسی جائز مصرف میں لگادے۔منه مصحّح. وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۱۵/۹/۷۳ء

استفتاء ۸۳۹

مسئلہ: درج ذیل شرعی سوالوں کے جواب مطلوب ہیں:

(۱) زید کا کہنا ہے کہ ”اولیاء اللہ کے خاندان والے یعنی سادات جو اَب زندہ ہیں اُن کے ساتھ ادب سے پیش نہیں آنا چاہیے کیوں کہ سادات میں چند اشخاص کے عادات واطوار اچھے نہیں رہتے اور اُن میں بہت سی برائیاں رہتی ہیں۔“ بکر کہتا ہے کہ ”ان میں کتنی ہی برائیاں کیوں نہ ہوں اُن کے ساتھ ادب و احترام سے پیش آنا چاہیے۔“ زید اور بکر کا کہنا کہاں تک صحیح ہے؟

(۲) ایک شخص کہتا ہے کہ ”کوشش کریں تو ہم ولی بن سکتے ہیں۔“ کیا اس کا یہ کہنا ٹھیک ہے؟ دوسرا کہتا ہے کہ ”کوشش کریں تب بھی ولی نہیں بن سکتے دونوں کا کہنا کہاں تک صحیح ہے؟

(۳) ایک شخص بیمار ہے نزاع کی حالت میں ہے۔ طبیب کا کہنا ہے کہ ”ایسے شخص کا اس کی بیوی کی چھاتیوں کے دُودھ سے علاج کرائیں تو شفا ہوگی تو کیا ایسے وقت میں اس کی بیوی کے دُودھ سے علاج کرا سکتے ہیں؟

(۴) زید کا کہنا ہے کہ ”عرس کے ایام میں اولیاء اللہ وہاں نہیں رہتے ہیں جہاں اُن کا مزار مبارک ہے۔“ کیا اس کا کہنا ٹھیک ہے؟

(۵) ہمارے وطن میں غیر مقلدوں اور دیوبندیوں نے ہر جگہ سنیوں کے تعلقات منقطع ہیں اگر کوئی غیر مقلد ہماری مسجد میں آ گیا تو پورا فرش پانی سے پاک کیا جاتا ہے۔ مگر حج کے ایام میں کیا ہو؟ وہاں کی حکومت وہابی ہے۔ ایسی حالت میں اُن وہابیوں کے ساتھ نماز ادا کر سکتے ہیں یا نہیں۔“ بتائیں کہ ان کی اقتداء جائز یا نہیں؟ ناجائز ہونے کی صورت میں کیا کرنا چاہیے؟

(۶) ایک شخص مسائل بتانے پر کہتا ہے: ”آج کل کے تمام علماء چور ہیں اُن کی باتیں نہیں ماننی چاہیے۔“

ایسے شخص سے کس طرح کا برتاؤ کرنا چاہیے؟

(۷) مسجد میں فرض نماز کے وقت اگر تمام کے تمام فاسق معلن ہوں تو ایسے وقت میں اُن فاسقوں میں سے کوئی امامت کرسکتا ہے یا نہیں؟

(۸) ایک شخص کہ وہی امام بھی ہے نماز کے بعد دُعائے ثانی نہیں مانگتا ہے کہتا ہے کہ ''دُعائے ثانی نہیں مانگ سکتے ہیں۔'' اس کا یہ کہنا کیسا ہے؟

(۹) جمعہ کی نماز میں سجدۂ سہو کرسکتے ہیں یا نہیں؟

(۱۰) سرکار (حکومت) اپنے نوکروں کے فنڈ (تنخواہ) سے رقم کاٹ کر رکھ لیتی ہے اور اس میں واپسی کے وقت سود ملا کر دیتی ہے۔ بتائیں کہ یہ سود کی رقم لینا کیسا ہے؟

(۱۱) بینکوں اور انشورنس کارپوریشن سے سُود کا لین دین کیسا ہے؟

(۱۲) کافروں سے سُود کا لین دین کرنا کیسا ہے؟

(۱۳) ہمارے یہاں ایک سید صاحب ہیں۔ انہوں نے ایک انگریزی ہائی اسکول کھولا ہے اور انجمن کا نام قادر ایجوکیشنل سوسائٹی رکھا ہے۔ ہمارے خطہ میں ''لنگایت'' فرقے کے لوگ اپنے ساتھ ''لنگ'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ اس طرح سیّد صاحب بھی ''قادر'' کے آگے ''لنگ'' لگاتے ہیں۔ ہم نے اس بارے میں جب اُن سے دریافت کیا تو وہ کہتے ہیں کہ ''اس وقت سوسائٹی'' کے لئے ہندوؤں اور مسلمانوں کی مدد کی سخت ضرورت ہے۔ اور اس لئے مصلحتاً لفظ ''قادر'' کے آگے ''لنگ'' کا لفظ لگا دیا گیا ہے تاکہ کفار بھی خوش ہوں اور مدد کریں۔'' کیا ''قادر'' کے آگے ''لنگ'' کا لفظ لگانا جائز ہے؟ اگر جائز نہیں تو سیّد صاحب کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے؟

(۱۴) میرے پاس عکسی قرآن مجید تاج کمپنی لاہور کا ہے جس کا ترجمہ از شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی ہے اور حاشیہ پر تفسیر ''موضح القرآن از شاہ عبد القادر صاحب۔ یہ طبع شدہ بہ اہتمام عنایت اللہ لاہور ہے۔ اس قرآن شریف کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ ان حضرات کا کیا عقیدہ ہے؟ براہِ کرم اس سے مطلع فرمائیں

بینوا توجروا!

۷۸۶/۹۲

الجواب

(۱) اس سلسلہ میں بکر کا کہنا صحیح درست ہے۔ سادات کرام کی عزت واحترام، تعظیم واکرام ہر حال میں ضروری ہے۔ قرآن حکیم میں ہے: قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی۔ (سورہ الشوریٰ:۲۳) ''تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔'' (ترجمہ کنز الایمان) خاندانِ رسالت سے ہونے کی بناپر، وہ قابل احترام ہیں۔ ان کی

توہین وتنقیص کرنے والا مجرم وگنہگار رہوگا۔زید کا قول غلط ہے۔

(۲) ہر کام کے لئے سعی وکوشش ضروری ہے۔ولایت کے اقسام میں سے ایک قسم ولایتِ کسبی کی ہے۔نبوت ورسالت سرکاردوعالم ﷺ پر ختم ہوچکی، اب دُوسرا نبی ورسول نہیں آسکتا، نبوت کسبی نہیں ہوتی، ولایت ختم نہیں ہوئی، آج بھی ولی موجود ہیں اور آئندہ بھی رہیں گے۔قوانین شرعیہ کے پیش نظر پورے شرائط اور پوری پابندی کے ساتھ اکل حلال، صدق مقال اور کسب حلال کیا جائے تو بندہ خدا کا محبوب بن سکتا ہے۔قرآن حکیم میں ہے: وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا الخ ''اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے۔(ترجمہ کنزالایمان)

(۳) اگر طبیب حاذق بطور علاج حصول شفا کے لئے بیوی کا دُودھ پینے کو کہے تو تحفظ جان کے لئے بیوی کا دودھ پینے میں مضائقہ نہیں۔

(۴) زید کا قول غلط ہے۔بزرگانِ دین اپنے مزارات میں ہی رہتے ہیں۔

(۵) غیر مقلدین اور دیوبندی جنہوں نے شانِ رسالت میں گستاخیاں کی ہیں یا وہ، جو شانِ رسالت کی توہین وتنقیص کرنے والوں کو اچھا سمجھتے ہیں تو ان کی اقتدا میں نماز ہرگز درست نہ ہوگی۔خواہ مکہ معظمہ میں امامت کریں یا مدینہ منورہ میں اُس کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔اُسے چاہیے کہ اپنی جماعت الگ کرے ورنہ انفرادی طور پر تنہا پڑھے۔بدعقیدہ وبدمذہب کو امام بنانا گناہ ہے۔

(۶) علمائے دین کو چور کہنے والا سخت گنہگار مستحق عذابِ نار ہے۔ العلماء ورثة الانبياء۔علماء کرام، انبیائے کرام علیہم السلام کے وارث ونائب ہیں۔ان کی توہین کفر ہے۔ایسا کہنے والا تجدید ایمان وتجدید نکاح کرے۔عام مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسے شخص سے سلام وکلام ترک کریں۔

(۷) اگر تمام نمازی فاسق ہیں تو اُن میں جو زیادہ پڑھا لکھا، مسائل کا جاننے والا ہوگا وہی امام بنے گا۔

(۸) ہر نماز کے بعد دُعا سنت ہے۔''دُعائے ثانی'' کا کیا مطلب ہے؟ بہر حال دُعا مانگنا واجب نہیں کہ اگر کوئی امام تمام نمازوں کے بعد جیسا کہ اکثر جگہ رواج ہے۔دُعا نہیں مانگتا تو وہ گنہگار نہیں ہوگا۔اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ وقباحت نہیں۔

(۹) جمعہ کی نماز میں اگر امام سے سہو ہوجائے تو سجدۂ سہو کرنا ضروری نہیں۔

(۱۰) گورنمنٹ سے جو روپیہ بطور منافع ملتا ہے اُسے لینا جائز ہے جو فنڈ، تنخواہ سے کاٹ کر جمع کیا جاتا ہے۔اس سے گورنمنٹ فائدے اُٹھاتی ہے اس کے بدلہ میں رقم دیتی ہے۔

(۱۱) و (۱۲) بینک اور انشورنس سے جو منافع ملتا ہے جائز ہے بشرطیکہ اس کا مالک کافر ہو۔کافروں سے فاضل رقم لے سکتے ہیں۔ مال موذی نصیب غازی''ہندوستان کے ہندو کافر حربی ہیں، اس لئے ان حربی کافروں سے منافع لینا جائز ودرست ہے۔

(۱۳) کفار ومشرکین کوخوش کرنے کے لئے اُن کے عقیدے یا فرقہ کا کوئی لفظ مخصوص کسی مسلم ادارہ یا انجمن وغیرہ میں بڑھانا شرعاً جائز نہیں۔ سید صاحب کو چاہیے کہ فوراً لفظ ''لنگ'' کو اسکول کے نام سے خارج کر دیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ہر حال میں خدا کی رضا وخوشنودی مدنظر رکھیں۔ اگر سید صاحب اس لفظ کو نہ ہٹائیں تو مسلمان اُن کا تعاون نہ کریں۔

(۱۴) شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر صاحبان بڑی شخصیت کے حامل سُنّی صحیح العقیدہ تھے اُن کا ترجمہ قرآن پڑھ سکتے ہیں۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۱۰/۱/۷۴ء

استفتاء ۸۴۰

مسئلہ: محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم!
گزارش خدمت یہ ہے کہ کاروبار میں دِقّت ہونے کی وجہ سے بینک سے یا سود پر مجبوری کے تحت روپیہ لیکر کاروبار کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر میں اس کا سہارا نہیں لیتا ہوں تو کوئی دُوسرا سہارا نہیں ملتا۔ براہِ کرام جواب جلد دیں جواب کا منتظر ہوں۔

المستفتی: ممتاز احمد، مدھے پورہ

۹۲/۸۶ ط

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــ!

سود کی حرمت نصِ قطعی سے ثابت ہے۔ قرآن حکیم میں ہے: حَرَّمَ الرِّبٰوا۔ ''اور حرام کیا سود کو۔'' لہٰذا سود پر روپے لیکر کاروبار کرنا ہرگز جائز نہیں۔ دُنیاوی فائدے کے لئے نصوصِ قطعیہ کی خلاف ورزی کرنا اور غضب خداوندی کا مستحق بننا دانشمندی نہیں۔ لہٰذا ایسے کاموں سے احتراز واجتناب ضروری ہے۔ گورنمنٹ یا کافروں کے بینک سے قرض لیکر کاروبار کر سکتے ہیں۔ اگر چہ بادل ناخواستہ اُنہیں کچھ زیادہ روپیہ واپس کرنا پڑے۔ لاربوا بین المسلم والحربی فی دارُ الحرب. یہاں دارالحرب کی قید قیدِ اتفاقی ہے. منه مصحیح

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۲۲/۱/۷۴ء

استفتاء ۸۴۱

مسئلہ: مصدر فیوض و برکات عالی جناب مفتی صاحب! ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ہدیہ سلام مسنون!
امید ہے کہ مزاج عالی بفضل کریم بعافیت ہوگا اور ادارہ بھی اپنے مقاصد میں کامرانی کے منازل طے کر رہا ہوگا۔ چند استفسارات خدمت (اقدس میں بھیج کر ملتمس ہوں کہ سبھوں کے جوابات باحوالہ حدیث پاک منسلکہ لفافہ میں جس قدر جلد ممکن ہو روانہ فرما کر مشکور فرمائیں۔ شرعی فتویٰ کی مہر بھی جواب پر ثبت رہے۔

(۱) نماز مغرب یا وتر میں سہواً تیسری رکعت کے بعد کھڑا ہوگیا اور چوتھی رکعت بھی پوری کر لینے کے بعد یاد آیا۔ ایسی صورت میں وہ کیا کرے اور کتنی رکعت پڑھ کر نماز ختم کرے۔

(۲) کیا ایک شب میں دوبار وتر پڑھنا، اداءً یا قضاءً منع ہے؟ اور "الله وتر و یحب الوتر. "خدا طاق ہے اور طاق کو محبوب رکھتا ہے۔" کیا حدیث پاک ہے اور اس کا مفہوم کیا ہے؟

(۳) کیا پلاسٹک کے برتن استعمال کرنا اور اُن میں کھانا پینا منع ہے؟

(۴) اگر کوئی بیوہ عورت حلفیہ بیان دے دے کہ میرے خاوند کو انتقال کئے ہوئے چار ماہ سے زیادہ ہو گئے اور عدت ختم ہوگئی پھر حاضرین بھی اُس کی بات کی تائید کر دیں اور قاضی یہ کہہ کر نکاح پڑھا دے کہ "تمہارے بیانات غلط ہوں گے تو نکاح نہیں ہوگا۔" یعنی عدت میں اگر ایک دن بھی کم ہوگا۔ تو نکاح غلط ہوگا۔ مگر بعد نکاح تحقیق کرنے پر عدت کی مدت کا پورا نہ ہونا معلوم ہوا۔ اس صورت میں بتائیں کہ گنہگار کون ہے؟ اور تمام حاضرین اور شریک نکاح حضرات کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟ اور غلط بیان دینے والی عورت کے لئے شرعی سزا کیا ہے؟ اُس بیوہ عورت کا یہ بھی بیان ہے کہ "میرے خسر میرے عصمت دری کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے میرا سامان چھین کر مجھ کو مکان سے باہر نکال دیا اسی وجہ سے میں نے مذکورہ بالا بیان دیا۔" اس عورت نے اپنے اس بیان کے چند بھی پیش کئے۔

(۵) زید نے انتقال کے وقت چار لڑکے، چار لڑکیاں، اور ایک بیوی کو جائیداد کا وارث چھوڑا۔ اُن میں سے ایک لڑکے اور ایک لڑکی کی شادی مرحوم نے اپنی زندگی میں خود کر دی تھی۔ تینوں لڑکیوں کی عمر تیرہ سال گیارہ سال اور ساڑھے تین سال تھی اور لڑکوں کی عمر نو سال، سات سال اور پانچ سال متوفی کی جائیداد اور نقد کل قریب پچیس ہزار کا تھا۔ چھوٹے چھ بچوں میں سے دونوں بڑی لڑکیوں کی شادی اور بڑے لڑکے کی بیماری میں قریب قریب پانچ ہزار روپے صرف ہوئے۔ اس خرچ میں نان و نفقہ اور تعلیم و تربیت

بھی شامل ہے۔ غیر منقولہ جائیداد متوفی کے انتقال کے بارہ برس بعد فروخت کی گئی اس کی رقم سے قرض کی ادائیگی وغیرہ اور اسی خرچ کو وضع کرنے کے بعد جوان بچوں اور بیوہ کے نان ونفقہ میں تقریباً بارہ سال میں صرف ہوا تھا، اٹھارہ ہزار روپے بچے۔ اس رقم میں سے مندرجہ ذیل طریقے سے یوں صرف ہوا کہ دولڑکیاں تو جائیداد کی فروخت سے پہلے ہی انتقال کرگئی تھیں۔ ایک لڑکے کی بیماری میں قریب دو ہزار روپئے صرف ہوئے اور ایک ہی سال میں وہ لڑکا انتقال کرگیا۔ ایک لڑکے کی شادی میں قریب تین ہزار روپئے کا صرفہ ہوا۔ جائیداد کی فروخت کے قریب قریب پانچ سال بعد تک مرحوم کے بچوں اور اُن کی بیوہ کا نان ونفقہ وغیرہ بھی اُسی فروخت شدہ جائیداد کی رقم سے مہیا ہوتا رہا۔ شادی شدہ ایک لڑکی اور اس کے شوہر نے دو ہزار روپئے سے زائد رقم حاصل کرلی۔ اسی طرح شادی شدہ سب سے بڑے لڑکے نے بھی ڈھائی ہزار روپئے کا ایک مکان خرید لیا۔ اب متوفی کی بیوہ اور چھوٹے دولڑکے اور دولڑکی جن کی شادی بعد از فروخت جائیداد کی گئی ہے۔ ان سب کا مطالبہ ہے کہ یہ مکان جسے بڑے لڑکے نے ڈھائی ہزار میں خریدا ہے۔ اس میں ہمارا بھی حصہ ہے۔ اس کے بارے میں براہِ کرم از روئے شریعت بالکل صاف حکم تحریر فرمائیں تاکہ آخرت میں مواخذہ سے محفوظ رہا جاسکے۔

۷۸۶/۹۲

الجواب

(۱) مغرب یا وتر میں اگر چوتھی رکعت کے بعد غلطی کا احساس ہوا تو مزید اور نہ ملائے اس لئے کہ شفع پورا ہوگیا اور یہ نماز نفل ہوگئی۔ مغرب یا وتر کا اعادہ کرے۔

(۲) ایک شب میں ایک نماز وتر کو دوبار پڑھنا اصولاً غلط ہے۔ جب ایک بار وتر پڑھ لی تو وجوب ذمہ سے ساقط ہوگیا۔ دوبار پڑھنا خلاف سنت ہے چونکہ وتر تین رکعت ہے۔ اس لئے اس کا شمار نفل میں بھی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ نفل تین رکعت نہیں۔ ہاں! اگر کسی کی وتر قبل قضا ہو تو اس کی قضا پڑھی جاسکتی ہے۔ **الله وتر یحب الوتر** کا مفہوم یہ ہے کہ خدا طاق ہے۔ اکیلا ہے۔ بے جوڑ ہے اور طاق کو محبوب رکھتا ہے۔ یہ جملہ حدیث ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ کی کتابوں میں نظر سے گزرا ہے۔

(۳) اس کے عدم جواز میں کوئی صراحت کتابوں میں نہیں ملتی۔ لہٰذا بلا دلیل کسی چیز کے استعمال کو ناجائز قرار دینا اصولاً غلط ہے۔ اگر حقیقۃً پلاسٹک کی بناوٹ و جز وترکیب میں کوئی چیز ناپاک ونجس ملائی گئی ہو تو ضرور اس میں کھانا منع ہوگا۔ ورنہ نہیں!

(۴) بیوہ نے جو حلفیہ بیان دیا اور بعد تحقیق وہ غلط ثابت ہوا تو وہ بیوہ سخت گنہگار مستحق عذاب نار وغضب جبار ہوئی اور جن لوگوں نے اس کے غلط بیان کی تصدیق وتوثیق کی وہ سب کے سب بے اعتبار، لائق عذاب نار، مستحق غضب جبار ہوئے کہ صراحتاً نص قرآنی کے خلاف کیا: وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ۔ (سورہ بقرہ: ۲۳۵)" اور نکاح

کی گرہ پکی نہ کرو جب تک لکھا ہوا حکم اپنی میعاد کو نہ پہنچ لے۔'' (ترجمہ کنز الایمان) قاضی کا عقد نکاح میں شرط لگانا اصولاً غلط اور خلاف شرع ہوا۔ حاضرین میں سے جن لوگوں کو عدت ختم نہ ہونا معلوم تھا پھر بھی انہوں نے غلط شہادت دی تو اُن پر اعلانیہ توبہ لازم کہ جان بوجھ کر جھوٹ بولے۔ اگر باوجود علم کے اس فعل کو جائز قرار دیا تو وہ تجدید نکاح وتجدید ایمان کریں اس لئے کہ حرام کو حلال سمجھا بیوہ کا یہ عذر کہ اُس کا خسر اس کی عصمت دری کرنا چاہتا تھا اس لئے اس نے غلط بیان دیا۔'' نا قابل قبول اور شرعاً نا قابل اعتنا ہوگا۔

(۵) زید کی متروکہ جائیداد سے جو رقم حاصل ہوئی اس میں سے جو رقم لڑکے کی بیماری اور دوسرے لڑکے کی شادی میں صَرف ہوئی وہ حصہ میں منہا نہیں ہوگی۔ اس کے بعد پوری رقم میں حصہ شرعی باقی بچوں اور بیوہ میں تقسیم کیا جائے گا۔ جس لڑکے نے دو ہزار سے زیادہ رقم لے لی ہے اس میں تمام ورثاء کا حصہ ہوگا۔ علیٰ ہذہ القیاس جس لڑکے نے ڈھائی ہزار روپے کا مکان خرید لیا ہے اس میں سہام شرعی کے مطابق دوسرے بچوں اور بیوہ کا حق ہوگا۔ اگر تقسیم کے بعد یہ لوگ مکان خریدتے تو اپنے حصہ کی رقم سے اور کوئی چیز حاصل کرتے تو اپنے حصہ سے ایسی صورت میں دُوسرے بچوں کا حق اس میں نہ ہوتا۔
وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۲۵/۱/۴۷ء

استفتاء ۸۴۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے محققین شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
زید ایک فیکٹری میں ملازم ہے اور اُس کا پر یوڈنٹ فنڈ ہر ماہ کٹتا ہے۔ یعنی جتنی تنخواہ ملتی ہے۔ اس میں ہر ایک روپئے پر دس پیسے کٹ جاتا ہے اور ریٹائرڈ ہونے کے وقت کمپنی اس کٹے ہوئے روپئے کو ڈبل کر کے دے گی اور اس کے ساتھ گریجویٹی یعنی جتنے سال تک کام کیا ہے۔ ہر سال کے عوض ایک ماہ کی تنخواہ ملے گی تو کہنا یہ ہے کہ اس زائد پیسے کو اپنے ذاتی کام میں خرچ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ خلاصہ تحریر فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

سید شاہ مولوی گُل محمد قادری اہلسنت والجماعت، دمدم، گورا بازار، کلکتہ

۱۷/۲/۴۷ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــ !

ہندوستان دارالاسلام ہے اور یہاں کے کافر، کافر حربی ہیں۔ اگر فیکٹری کا مالک کافر ہے تو اُس سے جتنی رقم فنڈ وغیرہ کی ملتی ہے۔ اس کا لینا جائز اور اپنے استعمال میں لانا جائز و درست ہے اس لئے کہ وہ پر یویڈنٹ فنڈ سے خود فائدہ اٹھاتا۔ ہے جس کے عوض وہ اپنے ملازمین کو اضافہ کے ساتھ ریٹائرڈ (ہونے) کے وقت دیتا ہے۔ لہٰذا اس رقم کو لینے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔ اسی طرح ملازمت ختم ہونے پر جو گریجویٹی کی رقم ملتی ہے اُسے بھی لینا جائز و درست ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ ـــــــــــــــــــــــــــــــــــ

۲/۵/۴۷ء

استفتاء ۸۴۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین درج ذیل مسائل میں:

(۱) عورت پردے میں رہ کر غیر محرم سے باتیں کرسکتی ہے یا نہیں؟

(۲) ماں سے دودھ بخشوانا کیوں کیسے اور کس وقت ضروری ہے؟

(۳) عقدِ نکاح کے وقت دُلہن سے تین بار اقرار کرا لینے کے بعد بھی کیا پھر اقرار کی ضرورت رہتی ہے؟

(۴) ایک امام صاحب سے جماعت کے کچھ آدمیوں نے درخواست کی کہ آج حافظ صاحب سے نماز پڑھوائی جائے تو موجودہ امام مقیم نے کہا کہ یہ جماعت کرائیں گے۔ میں اُن کے پیچھے نماز نہیں پڑھوں گا، لوگوں نے کہا "کیوں؟" کہا یہ میری مرضی ہے۔" بوقت جماعت مقیم امام نے حافظ صاحب سے جماعت کے متعلق کہا، جماعت کرائی مگر مقیم امام نے جماعت سے نماز نہیں پڑھی۔ لہٰذا ایسے امام کے لئے کیا حکم ہے کہ مقیم امام نے خود امام مقرر کیا اور جماعت سے نماز نہ پڑھی اور تنہا اسی جگہ نماز پڑھی۔ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

(۵) نابالغ بچہ کو داخل سلسلہ کرنا کیسا ہے؟ جب کہ اس کے والدین موجود ہیں اس کے والدین سے اجازت حاصل کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ جب کہ وہ پہلے داخل سلسلہ تھا اسے دوسرے پیر نے دوبارہ داخل سلسلہ کیا ہے؟

(۶) کتنی عمر والا لڑکا امامت کرسکتا ہے؟ اس کی داڑھی مونچھ کا بھی سوال ہے یا نہیں؟ جب کہ وہ حافظ ہے اس کی عمر ۱۷-۱۸ سال کی ہے۔

(۷) عورتیں میت کے سوم کے چنے پڑھ سکتی ہیں یا نہیں؟ ہمارے امام کا کہنا ہے کہ جب عورت قرآن کی تلاوت کرتی ہے تو سوم کے چنے بھی پڑھ سکتی ہے۔ شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔ والسلام

المستفتی: شیخ منشی امیر محمد قادری رضوی نوری، گوگندہ، اُودے پور

۱۵/۶/۸۴ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب بعونہ تعالیٰ!

(۱) نامحرم عورت کا گفتگو کرنا شرعاً جائز نہیں۔ عورت پردے میں ہو یا بے پردہ ہر حالت میں ناجائز ہے؟

(۲) ماں جب چاہے دُودھ بخش سکتی ہے۔ مگر اس سے ماں کے حقوق جو اولاد پر ہیں ختم نہیں ہوں گے۔ **اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ اُمَّهَاتِكُمْ**۔ ''جنت تمہاری ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔''

(۳) دلہا یا دلہن کے ایک ہی بار اقرار کر لینے سے نکاح ہو جائے گا۔ تین بار اقرار کرانا احتیاطاً ہوتا ہے۔ اس کے بعد مزید اقرار کی حاجت نہیں۔

(۴) مقیم امام نے اگر خود ہی دوسرے آدمی سے نماز پڑھانے کو کہا اور جب اس نے نماز پڑھائی تو خود موجودہ امام نے جماعت سے نماز نہ پڑھی تو وہ گنہگار رہوا۔ اس لئے کہ جس نے امامت کی وہ امامت کا اہل تھا یا نہیں؟ اگر وہ امام بننے کے لائق تھا تو موجودہ امام کو اس کی اقتداء میں نماز پڑھنی چاہیے اگر نہ پڑھی تو جماعت سے انکار کرنے کی وجہ سے گنہگار رہوا۔ اور اگر وہ امام حافظ امامت کے لائق نہ تھا اور اُسے امام نے مقررہ کیا تو اس نے نااہل کو امام بنایا۔ ہر صورت میں موجودہ امام گنہگار رہوئے۔

(۵) نابالغ کو داخل سلسلہ کرنا جائز ہے مگر بالغ ہو جانے کے بعد ہی مُرید کرنا افضل ہے۔ اگر پہلے کسی متقی عالم پابند شرع سے مُرید تھا تو اس کو پھر دوسرے پیر سے مُرید ہونا یا اُسے مرید کرنا جائز نہیں۔ ہاں! اگر پہلا پیر بدعقیدہ ہو تو دُوسرے سے مرید ہو سکتا ہے۔

(۶) ۱۷-۱۸ سال کا لڑکا بالغ ہوتا ہے اگرچہ داڑھی مونچھ نہ نکلے، اس کے پیچھے نماز جائز ہوگی۔ اگر داڑھی منڈواتا ہے تو امام نہیں بن سکتا۔

(۷) عورتیں سوم کے چنے پڑھ سکتی ہیں اس میں کوئی قباحت نہیں۔ ایصالِ ثواب جس طرح مرد کرتے ہیں عورتیں بھی کر سکتی ہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم!

کتبہ

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاءادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۶/۷/۸۴ء

استفتاء ۸۴۴

مسئلہ: مکرم و محترم جناب مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ!
بندہ خیریت سے رہ کر آپ لوگوں کی خیریت خداوند کریم سے نیک چاہتا۔ دیگر احوال ضروری یہ ہے کہ میں پہلی بار آپ کے دفتر میں سوالات کر رہا ہوں۔ شاید کہ صاف جواب عطا فرمائیں گے۔

(۱) شکر میاں کی قریشہ خاتون سے شادی کئے ہوئے عرصہ ایک سال ہو رہا ہے۔ لیکن عرصہ ۶ مہینہ سے اپنے چچا سے محبت کرتی ہے جن کا نام غریب اللہ ہے۔ دونوں میں محبت چل رہی تھی۔ اندر میں اپنے شوہر کو نہ معلوم ہو سکا۔ آج قریب عرصہ ہو رہا ہے دو ہفتہ، شکر میاں نے اپنی بی بی قریشہ خاتون کو تین طلاقیں لوگوں کے سامنے لکھ کر دے دیا ہے۔ غریب اللہ اور قریشہ خاتون باہم محبت میں ڈوب چکے ہیں۔ اور دونوں میں زنا ہو رہا ہے۔ لوگوں نے نصیحت کرتے ہوئے سمجھایا تو اب دونوں کا ارادہ ہے کہ عقد کرلیں۔ لیکن کوئی مولوی عقد نہیں کراتے ہیں۔ آپ حضرات سے گذارش خدمت ہے کہ بہت جلد جواب عنایت فرمائیں گے کہ یہ دونوں کا عقد کسی طرح سے کر دیا جائے۔ کیا چچا سے عقد ہوگا یا نہیں یا عدت گذار کر عقد جائز ہوگا؟

(۲) کچھ لوگ ایسے ہیں کہ اپنی بی بی کو اپنی زبان سے بار بار کہتے ہیں کہ تم کو چھوڑ دیں گے، تم کو طلاق دے دیں گے۔ کیا یہ سب کہنا ٹھیک ہے؟ کیا اس سے طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟ یہ سب الفاظ سے کیا صادر ہوتا ہے؟ جواب دیں گے۔

(۳) ظہر کی نماز با جماعت ہو رہی ہے۔ ایک شخص نے کل دو رکعت پائی ہیں۔ باقی دو رکعت کو امام کے بعد کس طرح پوری کرے گا۔ کیا اس میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ بھی ملایا جائے گی یا نہیں؟ یا صرف سورۃ فاتحہ پڑھی جائے گی یا صرف کھڑا رہے گا؟

(۴) میلاد شریف کے بعد قیام کیا جائے یا نہیں قیام کرنا چاہیے اور نہ کرنے سے کیا ہوگا؟

(۵) جمعہ کے روز یعنی جمعہ سے پہلے امام لوگوں کو کتنی دیر تک نصیحت کرے کچھ وقت مقرر ہے یا نہیں؟ خطبہ کے اندر لوگوں کو وعظ کر سکتے یا نہیں؟

(۶) چار رکعت کی نماز امام پڑھا رہے تھے۔ ایک مقتدی دوسری رکعت میں ملا۔ پہلی رکعت چھوٹ گئی۔ دوسری رکعت میں امام التحیات پڑھ کر کھڑے ہو گئے تو اب مقتدی کو ایک ہی رکعت ملی مقتدی التحیات تیسری رکعت میں بیٹھ کر پڑھے یا کس طرح التحیات پڑھے؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جس مقتدی کو تیسری رکعت ملی ہے اس کو تین مرتبہ التحیات پڑھنا چاہیے یہ سب صحیح ہے اور کس طرح التحیات پڑھا جائے؟

صاف صاف تحریر فرمائیں گے۔آپ کا شکر گزار رہوں گا۔جواب بہت جلد دیں گے دیر نہ کریں گے۔

(۷) چار رکعت سنت نماز کس طرح پڑھی جائیں؟ صاف صاف بیان فرمائیں گے۔ چاروں رکعت میں سورۃ بھی ملائی جائے گی؟ فقط والسلام

المستفتی: مولوی عبدالقیوم صاحب، مہتوڈیہہ، پوسٹ خور چٹاوایا..........، گریڈیہہ

۸۶/۹۲ھ

الجواب ــــــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــــــ!

(۱) چچا سے شادی شرعاً ناجائز ہے۔قرآن حکیم میں محرمات کے سلسلہ میں بَنَاتُ الْاَخِ فرمایا یعنی بھائی کی لڑکی (بھتیجی) سے نکاح حرام قرار دیا۔لہٰذا قریشہ خاتون کا نکاح غریب اللہ سے کسی طرح جائز نہ ہوگا۔مسلمانوں کو چاہیے کہ دونوں میں جلد تفریق کرادیں۔اگر یہ دونوں علیحدہ نہ ہوں تو ان سے سلام وکلام، کھانا پینا، لین دین بند کردیں۔عدت گزار کر قریشہ دوسرے آدمی سے شادی کرسکتی ہے۔

(۲) یہ کہنے سے کہ ہم تم کو چھوڑ دیں گے، طلاق دے دیں گے، بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی مگر ایسا کہنا گناہ ہے۔اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

(۳) ظہر وعصر میں امام کے ساتھ دو رکعت پڑھیں تو باقی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد سورۃ بھی پڑھنی ہوگی۔اگر تین رکعت چھوٹ گئی تو دو رکعتوں میں سورۃ ملا ملا کے اور آخر کی رکعت میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھے۔

(۴) میلاد شریف میں کھڑے ہوکر سلام پڑھنا کارِ ثواب ہے۔اس کو منع کرنے والا گنہگار ہوگا۔

(۵) جمعہ کے دن خطبہ سے پہلے لوگوں کو وعظ ونصیحت کرسکتے ہیں۔اس کے لئے وقت مقرر نہیں۔لیکن یہ خیال رکھنا ضروری ہوگا کہ جمعہ میں تاخیر نہ ہوجائے۔اثنائے خطبہ میں وعظ وتقریر خلاف سنت ہے۔

(۶) جس مقتدی کو چار رکعت والی نماز میں تین رکعت جماعت سے ملی اس کو دوسری رکعت میں امام کے ساتھ بیٹھ کر التحیات پڑھنا ہوگا۔پھر دو رکعت امام کے ساتھ پڑھ کر التحیات پڑھنا ہوگا۔جب امام سلام پھیرے تو یہ کھڑا ہوکر ایک رکعت فاتحہ وسورۃ کے ساتھ پڑھے گا اور پھر التحیات ودرود پڑھ کر سلام پھیرے گا۔اس طرح اس مقتدی کو تین بار التحیات پڑھنا ہوگا۔
ہم امام ابوحنیفہ رضی المولےٰ عنہ کے ماننے والے حنفی کہلاتے ہیں۔دوسرے امام کے مسلک پر عمل کرنے والے یہاں نہیں ہیں۔

(۷) چار رکعت سنت نماز میں ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورہ پڑھیں گے یعنی چاروں رکعتوں میں سورہ ملائیں گے۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۳/۸/۷۲ء

استفتاء ۸۴۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) جمعہ کی آذان ثانی مسجد کے اندر پیش امام ومنبر کے قریب کہنا سنت کے مطابق ہے یا خلاف سنت ہے اور اگر خلاف سنت ہے تو سنت کے مطابق آذان ثانی کس مقام پر کہنا صحیح ہوگا؟

(۲) صبح کی نماز جماعت کے بعد بہ آواز بلند سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنا کیسا ہے؟

(۳) ایک زمین جس میں ایک مسجد بھی تھی اسے حکومت نے کارخانہ بنانے کیلئے قبضہ کرلیا۔ زمین والوں کو زمین کی قیمت بھی حکومت نے چکادی اور مسجد کی قیمت بھی مسلمانوں کو دینا چاہتی ہے۔ کیا مسلمانوں کو مذکورہ مسجد کی قیمت لینا یا اس پیسے سے دوسری مسجد بنوانا یا اس کا پیسہ کسی دوسری مسجد میں خرچ کرنا جائز ہوگا یا ناجائز؟

المستفتی: حافظ حبیب الرحمٰن صاحب کیراف محمد عبدالرفیق، بوکاروا سٹیل سٹی، دھنباد

۹۲/۸۶ء

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوهاب ــــــــــ!

(۱) جمعہ کی آذان ثانی مسجد کے اندر منبر کے قریب کہنا خلاف سنت ہے۔ فتاویٰ خانیہ میں ہے: **ينبغي ان يوذن على المئذنة اوخارج المسجد ولايوذن في المسجد.** یعنی مسجد کے منارے پر یا خارج مسجد آذان کہی جائے اور مسجد کے اندر آذان نہ کہی جائے۔ فتح القدیر میں ہے: **الاقامة في المسجد لابد واماالاذان فعلى المئذنة فان لم يكن ففي فناء المسجد وقالوا الايوذن في المسجد.** یعنی تکبیر تو مسجد میں ضرور ہی ہوگی لیکن آذان تو وہ منارہ پر ہو اور منارہ نہ ہو تو مسجد کے باہر۔ فقہ کی اکثر معتمد ومستند کتابوں میں ہے کہ مسجد کے اندر آذان نہ دی جائے۔ جیسے فتاویٰ خلاصہ، عالمگیریہ، فتاویٰ قاضی خان، بحر الرائق، فتاویٰ ہندیہ، طحطاوی علی المراقی الفلاح اور سب سے بڑھ کر لائق عمل وہ حدیث ہے جو سنن ابی داؤد شریف میں بسند حسن حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: **قال كان يوذن بين يدى رسول الله صلى الله عليه وسلم اذاجلس على المنبر يوم الجمعة وابى بكروعمررضى الله عنهما).** یعنی جمعہ کے دن جب جان رحمت ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوتے تو حضور کے روبرو مسجد کے دروازے پر آذان دی جاتی اور اسی طرح خلافت صدیقی وفاروقی میں بھی۔ حدیث مذکورہ سے **بين يدى** کا مفہوم بھی واضح ہوگیا۔ عوام نے جو بین یدی کا مطلب یہ سمجھا ہے کہ امام ومنبر کے قریب ایک ہاتھ کے فاصلہ پر ہو یہ غلط ہے۔ **بين يدى** کا مطلب روبرو اور سامنے کے ہیں۔ لہٰذا جو آذان مسجد کے باہر امام کے سامنے دی جائے گی جہاں کوئی چیز حائل نہ ہو محاذات امام میں داخل ہے اور **بين يدى** کا اطلاق اس پر صادق آئے گا۔

(۲) سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا مطلقاً جائز ہے اور باعث اجر عظیم ہے۔ وہ نماز فجر کے بعد ہو یا دوسری

نمازوں کے بعد آہستہ بلند آواز سے بلاشبہ ہر طرح جائز مستحب ومندوب ہے۔

(۳) مسلمانوں کو مسجد یا اس کی کسی چیز کو فروخت کرنا اور اس کی قیمت لینا شرعاً ناجائز وحرام ہے۔ جہاں اور جس جگہ مسجد تعمیر ہو چکی وہ قیامت تک مسجد ہی رہے گی اگر چہ وہ منہدم ہی کیوں نہ ہو جائے۔ پھر بھی اس زمین کا فروخت کرنا قطعی ناجائز اور اس کو فروخت کر کے دوسری جدید مسجد تعمیر کرنا بھی جائز نہیں اور نہ وہ پیسے کسی دوسری مسجد میں لگانا جائز۔ غرضیکہ کسی طرح بھی مسجد یا اس کی زمین کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ درمختار میں ہے: **لایجوز نقله ونقل ماله الی مسجد آخر . وهو تعالیٰ اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۰/۸/۷۴ء

استفتاء ۸۴۶

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) موجود طباعت نور نامہ یا جنگ نامہ محمد حنیف یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ پڑھنا کیسا ہے؟ بعض کا کہنا ہے کہ ثواب ہے اور بعض کا کہنا ہے کہ نہیں پڑھنا چاہیے۔ اب جو منع کرتے ہیں ان سے کہا جاتا ہے ثبوت دیجئے۔ اس لئے دریافت ہے کہ کیا واقعی پڑھنا یا سننا ثواب ہے۔ اور اس نور نامہ کے لئے مخصوص طور پر مجالس کرتے ہیں کیا درست ہے؟ اور اگر درست نہیں ہے تو کیسے؟ جواب مع حوالہ عنایت فرمائیں۔ پڑھنے یا سننے والے کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

(۲) مقتدی یا امام تکبیر اقامت سے قبل مصلی پر کھڑا ہو یا کب؟ جو لوگ مصلی پر قبل کھڑے ہو جاتے ہیں ان کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

(۳) چین والی گھڑی ہو یا ہاتھ گھڑی کیا جیب میں رکھ کر یا ہاتھ میں باندھ کر نماز ہو سکتی ہے؟ اور اگر ہوگی تو کیسی؟ اور تانبہ، کانسہ، پیتل وغیرہ کی انگوٹھی یا چاندی یا سونے کی تین چار انگوٹھیاں ان کو مرد کے لئے پہننا کیسا ہے؟ اور وہ مذکورہ انگوٹھی پہن کر نماز ہو سکتی ہے؟ یا اس قسم کی انگوٹھی سے نماز میں کوئی خلل واقع تو نہ ہوگا اور عورتوں کے لئے کن کن چیزوں کا زیور جائز ہے، مذکورہ بالا دھاتوں کا زیور پہن سکتی ہے یا نہیں اور اس زیور کو پہن کر نماز ہو سکتی ہے یا نہیں یا عورت صرف چاندی سونا کے علاوہ کوئی دوسری چیز کے زیور استعمال نہیں کر سکتی ہیں۔ ان امور کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

(۴) وہ لباس جو عورتوں کے لئے اس وقت رائج ہوا ہے چونکہ بدن پر بالکل چپکا رہتا ہے جس سے اس کے عضو ظاہر ہو جائیں یا وہ لباس جس سے بیٹھنا مشکل ہو عورتوں کے لئے درست ہے؟ وہ بلاؤز اتنا چھوٹا ہے کہ کمر سے اوپر سینے سے نیچے بالکل ننگا نظر آتا ہے۔ اس قسم کے لباس سے نماز درست ہوگی؟ اور ایسا لباس پہننا کیسا ہے؟

(۵) لاؤڈ اسپیکر پر بغیر مکبر نماز صحیح ہوگی یا تراویح؟ دیگر نفل جیسے اکثر لوگ شب قدر وغیرہ میں بھی لاؤڈ اسپیکر پر نماز ادا کرتے ہیں، کیسا ہے جب کہ کوئی مکبر بھی نہیں رہتا؟ بعض لوگوں کا اعتراض ہے کہ اگر نماز میں تراویح میں قرآن پڑھنا منع ہے تو میلاد پاک میں بھی تو قرآن پڑھتے ہیں۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر بخوف سجدہ تلاوت علماء منع کرتے ہیں کہ سجدہ کی آیت سننے والے اور پڑھنے والے دونوں پر سجدہ فرض ہے تو میلاد پاک میں حضور سرکار دو عالم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی بار بار آتا ہے۔ حضور کا اسم پاک سننے کے بعد درود پڑھنا واجب ہے، تو دونوں مقام تقریباً ایک درجہ رکھتا ہے۔ پھر اس میں لاؤڈ اسپیکر لگائے جاتے ہیں اور نماز کے لئے منع کیا جاتا ہے۔ لہٰذا مدلل حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔

(۶) مجلس وعظ اگر مسجد میں ہو اور اعلان کرنے والا ذمہ دار شخص اس طرح اعلان کرے کہ بلا قید مذہب وملت ہندو و مسلم، سکھ، عیسائی سبھی مسجد میں آسکتے ہیں کسی کی روک ٹوک نہیں ہے پھر اس اعلان پر ہر طرح کے لوگ حتیٰ کہ نشہ والے بھی مسجد میں آجائیں تو اعلان کرنے والے پر شرعاً کیا حکم ہے؟ وہ جو ذمہ دار طبقہ ہے اگر اس اعلان پر خاموشی اختیار کرتا ہے اس پر بھی شرعاً کوئی حکم نافذ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(۷) بعض جگہ چھ ماہ کے دن اور چھ ماہ کی رات جیسا کہ مشہور ہے، ہوتی ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو ایسے دنوں میں نماز پنجگانہ وعیدین وجمعہ کی نماز ادا کرنے اور رمضان المبارک میں روزہ رکھنے کی کیا صورت ہے؟ مفصل جواب مستند کتاب اور ترجمہ عربی عبارت کے ساتھ دیں گے۔ امید کہ جواب جلد دے کر مشکور فرمائیں گے۔

۸۶/۹۲ ۷

الجواب ـــــــــ بعون الملک الوهاب ـــــــــ

(۱) کسی کتاب یا مضمون کے پڑھنے پر جواز یا عدم جواز کا فتویٰ اس کے معنی ومطالب اور اس کی صحت اور عدم صحت کے مطابق ہی دیا جائے گا۔ اگر اس کتاب کے مفہوم ومطالب صحیح و درست ہیں، فی نفسہ اس میں کوئی مخرب اخلاق یا حیا سوز باتیں اسلام کے خلاف نہیں ہیں تو بلاشبہ اس کا پڑھنا اور سننا جائز و درست ہے۔ مذکورہ بالا کتابوں کے پڑھنے یا نہ پڑھنے کا حکم شریعت مطہرہ سے ثابت نہیں۔ قصہ کہانیوں کی کتابوں میں عموماً مبالغہ آمیزی سے کام لیا جاتا ہے جو شرعاً ناجائز ہے۔ اگر مذکورہ کتابیں مبالغہ آرائی سے پاک ہیں اور صرف صحیح طور پر تاریخی واقعات بیان کئے ہیں تو پڑھنے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔ اب سوال نور نامہ کے متعلق ہے تو اگر چہ اس کا تذکرہ بھی مستند کتابوں میں نہیں، مگر فی نفسہ اس کے الفاظ ومعنی میں اگر کوئی شرعی قباحت نہیں، تو اس کے پڑھنے

میں مضائقہ بھی نہیں۔ مگر اس کا پڑھنا ضروری سمجھنا یہ غلط ہے۔ ضروری تو وہی چیز ہوتی ہے جس کا تذکرہ کتاب وسنت اجماع یا قیاس سے ثابت ہو۔ ہاں اور کچھ اوراد و وظائف ایسے ہیں جس کو علمائے ملت و بزرگان طریقت نے خود پڑھا۔ یا اس کے پڑھنے کی تاکید کی تو اسے ضرور پڑھنا اور ان کے فیوض و برکات سے مستفیض ہونا چاہئے۔ جیسے دلائل الخیرات حزب البحر وغیرہ۔

(۲) تکبیر کے وقت مصلی یا امام کا قبل سے کھڑے رہنا علمائے ملت اور مجتہدین ملت نے مکروہ لکھا ہے۔ فقہ کی چھوٹی کتابوں سے لے کر بڑی اور مستند کتابوں میں اس کی صراحت موجود اور بعض حدیث کے مضمون سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے۔ تفصیل کی گنجائش نہیں۔

(۳) چین والی گھڑی جیب کی ہو یا ہاتھ کی اس کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر ہو بوقت نماز اتار کر جیب میں رکھ لیا تو مضائقہ نہیں۔ مردوں کے لئے سونے، چاندی کی انگوٹھی اور وہ بھی ساڑھے چار ماشہ سے کم، دوسری کسی دھات کی انگوٹھی پہننا شرعاً ناجائز ہے۔ ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی شریف، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص پیتل کی انگوٹھی پہن کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ جانان رحمت ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے کہ تم سے بت کی بو آتی ہے۔ اس نے اسے پھینک دیا۔ پھر لوہے کی انگوٹھی پہن کر آئے تو حضور نے فرمایا کیا بات ہے کہ تم جہنمیوں کا زیور پہنے ہو۔ اس نے پھینک دیا اور عرض کیا کہ کس چیز کی انگوٹھی پہنوں۔ ارشاد فرمایا چاندی کی ساڑھے چار ماشہ سے کم۔ چاندی و سونے کے علاوہ عورتوں کو بھی لوہے، تانبے، پیتل وغیرہ کی انگوٹھی یا زیورات پہننا ناجائز ہے۔ ہاں اگر پیتل یا تانبے کے زیور پر سونے یا چاندی کا پتر چڑھا ہوا ہو تو اسے پہن سکتی ہیں۔ غرض کہ جن چیزوں کا پہننا جائز ہو، پہن کر نماز بھی جائز ہے اور جس کا استعمال مکروہ اسے پہن کر نماز بھی مکروہ۔

(۴) **استغفر الله نعوذ بالله من شرور انفسنا.** ''ترجمہ: ہم اپنے نفس کی شرارت سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں'' مروجہ موجودہ لباس کا ذکر سوال میں ہے جس سے عورتوں کا جسم نظر آ رہا ہو حرام حرام حرام۔ شریعت مطہرہ نے لباس کا حکم ستر پوشی کے لئے دیا نہ کہ عریانیت یا نمائش کے لئے، جس کے لئے خدا رحم فرمائے۔ جدید تہذیب والے اور فیشن کے پرستاروں پر حدیث شریف میں ہے **لابسات عاریات.** یعنی کپڑا پہنے ہوئی عورتیں ننگی ہوں گی۔ وہ یہی دور ہے۔ ایسا لباس جس سے کما حقہ ستر پوشی نہ ہو اسے پہن کر نماز درست نہ ہوگی۔

(۵) لاؤڈ اسپیکر کے سلسلے میں نماز کو میلاد پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ نماز دین کا اہم فریضہ ہے اور میلاد شریف میں صرف وعظ و تذکیر۔ شارع علیہ السلام نے نماز میں جماعت کثیرہ کیلئے مکبر کی اجازت دی ہے کہ مکبر کی آواز پر دوسرے لوگ رکوع و سجود کریں۔ کثیر جماعت کی صورت میں امام کی قرات کی سماعت مقتدیوں کی نماز کے جواز کیلئے شرط نہیں۔ بغیر قرات سنے ہوئے بھی مقتدی کی نماز کے درست ہونے میں کچھ شبہ نہیں۔ لہٰذا آلہ مکبر الصوت کا استعمال نماز میں جائز نہیں۔ لاؤڈ اسپیکر بذات خود نہ امام ہوا نہ مقتدی۔ پھر اس کی آواز پر رکوع و سجود جائز نہیں۔ اس کے استعمال میں شرعاً بہت ساری قباحتیں ہیں۔ تفصیل کی گنجائش نہیں۔ لاؤڈ اسپیکر پر تلاوت قرآن ناجائز نہیں۔ بلکہ نماز جائز نہیں اور میلاد شریف میں حضور کا اسم پاک سن کر ایک بار درود شریف ضروری ہے۔ بار بار ضروری نہیں بلکہ مستحب ہے۔

(۶) مسجد میں وعظ و نصیحت سننے کے لئے بلا قید و مذہب اعلان عام کرنا جس میں ہندو، مسلم اور نشہ خوار سب جمع ہوں، ناجائز ہے۔ ناپاک آدمی کا مسجد میں جانا شرعاً جائز نہیں۔ اعلان کرنے والا گنہگار اور ذمہ دار حضرات مسئلہ جانتے ہوئے اگر خاموش رہیں تو وہ بھی گنہگار ہوں گے۔

(۷) اول تو اس کا ثبوت نہیں کہ خطۂ ارضی پر چھ ماہ کا دن اور چھ ماہ کی رات ہوتی ہے۔ اگر اسے تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس کا کیا ثبوت ہے کہ وہاں انسانی آبادی بھی ہے یا نہیں۔ اگر واقعی ایسی جگہ کہیں ہے اور وہاں مسلمانوں کی آبادی بھی ہے تو اس کے لئے دن اور رات کے لئے گھنٹوں کی تقسیم کر کے اسی حساب سے نماز پنجگانہ ادا کریں گے اور بارہ مہینوں میں ایک ماہ رمضان قرار دے کر روزہ رکھیں گے۔ اسی حساب سے جمعہ و عیدین بھی ادا کریں گے۔ وھو تعالیٰ اعلم و اعلمہ جل مجدہ اتم۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۶-۱۱-۷۴ء

استفتاء ۸۴۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید کا دادا بستی کا سردار تھا۔ زید کے دادا کو راجہ یعنی زمیندار نے پندرہ کٹھہ یعنی تعزیہ داری کے لئے وقف کر دیا۔ زمینداری جب ختم ہوگئی تو زید کے والد کے نام سے زمین لکھی گئی۔ والد کے انتقال کے بعد زید نے زمین اپنے اور اپنے تین بھائیوں کے نام پر لکھوا دیا اور اب چاروں بھائیوں نے زمین تقسیم کر لیا ہے اور اس زمین کی پیداوار سب کھا جاتے ہیں اور محرم یعنی تعزیہ داری وغیرہ نہیں بناتے ہیں۔ اس بستی والوں نے کہا کہ زمین راجہ کی طرف سے محرم کے لئے وقف ہے، آپ لوگ کیوں پیداوار کھا جاتے ہیں اور تعزیہ وغیرہ نہیں بناتے ہیں۔ زید جواب دیتا ہے کہ میری زمین ہے، میرے نام سے ہے، چاہے بناؤں یا نہ بناؤں۔ اس بستی والوں نے زید کو مع چاروں بھائی کے بائیکاٹ کر دیا ہے۔

زید کو جب بائیکاٹ کر دیا تو زید نے اسی محرم کے وقف والی زمین پر ایک مسجد بنا لی ہے اور نماز بھی پڑھتے ہیں۔ لہٰذا یہ درست ہے یا نہیں؟ دونوں سوالوں کا جواب مفصل عنایت فرمائیں گے۔

المستفتی: بہاری میاں کیراف عبدالعزیز قادری، امام مسجد سوانگ کولیری، ضلع گریڈیہہ، ہزاری باغ

۹۲/۷۸۶

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــ

وقف میں واقف کے منشا کے خلاف کرنا جائز نہیں اور نہ وقف کی جائیداد کسی کی ملک ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی شخص موقوفہ زمین

کو اپنے نام لکھوا کر اس کی پیداوار اپنے تصرف میں لائے گا شرعاً وہ گنہگار ہوگا۔ کسی مقصد کے پیش نظر زمین وقف کی گئی اس کی پیداوار و آمدنی اسی مصرف میں خرچ کی جائے گی۔ اگر ناجائز کام کے لئے کسی نے وقف کیا تو اسے جائز کام میں صرف کیا جائے گا یا فقراء مساکین پر تقسیم کر دیا جائے گا۔ اسے اپنی ملکیت سمجھ کر تصرف میں لانا ہرگز جائز نہ ہوگا۔ وھو اعلم

لہٰذا تعزیہ کے بنانے اور اس کے دیگر رسوم کی ادائیگی میں اس زمین کی آمدنی خرچ نہ کی جائے کہ گناہ کا سبب ہے۔ البتہ مسلم فقراء و مساکین اور اسلامی مکاتب پر اس کی آمدنی صرف ہوتا کہ نادار و فقیر طلبہ کو اسلامی فائدہ پہنچے۔

وقف مذکورہ چونکہ شرعاً صحیح نہیں تھا تو زمینداری ختم ہوجانے کے بعد وہ زمین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کی ملکیت میں آ گئی۔ جس کا استعمال زید نے صحیح طور پر کیا۔ مسلمانوں کا اس سے قطع تعلق صحیح نہیں ہے۔ منہ مصحیح

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کـتـــــــــــــــــــــــــــــــبـــــه

استفتاء ۸۴۸

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) چرم قربانی کی رقم مسجد و مدرسہ میں لگ سکتی ہے یا نہیں؟ کسی کو مالک بنا دیا جائے؟ محلّہ کی ترقی و بہبودی کے کاموں میں یہ رقم لگ سکتی ہے یا نہیں؟ چرم قربانی کی رقم کا کسی کو مالک بنا دیا جائے؟ اور وہ اس رقم کو تعمیر مسجد کے لئے دے دے تو کیا جائز ہوگا؟ نیز یہ رقم مدرسہ میں لگ سکتی ہے یا نہیں؟ یہاں ہر مدرسہ سے مراد گورنمنٹ ایڈیڈ مدرسہ ہے جہاں لڑکے لڑکیاں اردو، علم حساب، تاریخ، جغرافیہ وغیرہ پڑھتے ہیں۔ شرعی حکم سے آگاہ فرمائیں۔

(۲) ایک عالم صاحب کا یہ عقیدہ ہے کہ کسی کو برا نہ کہو۔ یہ صاحب دیوبندی مولویوں کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ انہیں برا نہیں جانتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ دیوبندی مولوی سے میل جول رکھنے سے راہ راست پر آ جائیں گے۔ انہیں ہمارے ساتھ کام کرنے کا موقع دیا جائے۔ اس خیال کی بنا پر یہ صاحب دیوبندیوں کے ہمراہ تقریر بھی کرتے ہیں۔ نیز یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ننانوے احتمال کفر کے کرتا ہے اور ایک احتمال اسلام کا ہے تو اسے ایماندار ہی کہیں گے۔ یہ عالم صاحب پھلواری شریف سے فارغ ہیں۔ فاتحہ بھی کرتے ہیں، میلاد بھی کرتے ہیں، صلوٰۃ و سلام بھی پڑھتے ہیں صرف بعد نماز فجر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کو نئی چیز جانتے ہیں اور نہیں پڑھتے ہیں اور حی علی الصلوٰۃ تک بیٹھنے کو سنت نہیں جانتے مستحب جانتے ہیں۔ کیا ایسے عالم صاحب کو صحیح العقیدہ سنی سمجھنا چاہیے؟ شرعی حکم سے بالتفصیل مطلع فرمائیں۔

المستفتی: محمد اصغر علی چشتی قادری، کٹک
۲۶ رذی القعدہ ۱۳۹۶ھ ۱۹۷۶ء

۹۲/۷۸۶

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــ!

(۱) چرم قربانی کی رقم کا صدقہ کرنا صدقہ واجب نہیں بلکہ صدقہ مندوبہ مستحبہ ہے۔ لہٰذا چرم قربانی مسجد و مدرسہ اور قوم وملت کے فلاح و بہبودی کے کاموں میں صرف کرنا جائز و درست ہے۔ اس لئے کہ قربانی کی اصل غرض و غایت قربت وارا قتہ دم ہے جو قربانی کرنے سے حاصل ہوگئی۔ بعد ازاں کوئی شخص کھال بعینہٖ اپنے مصرف میں لانا چاہے تو لاسکتا ہے کہ اسے ڈول، چھلنی، جائے نماز، موزہ بنالے۔ فتاویٰ بزازیہ میں ہے: ویجوز الانتفاع ولاباس بان یتّخذ من جلدالاضحیة فروااوبساطًا اومتّکأیجلس علیه. وکذا فی الدرالمختاروفی غررالاحکام و فی الکافی وھکذا فی الھدایة وشروح الکنزوردالمحتاروغیرھا۔ ''ترجمہ: چرم قربانی سے نفع حاصل کرنا جائز ہے اور اس سے پوستین، بستر یا بیٹھنے کے لئے تکیہ بنانے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ ''درمختار'' ''غرزالاحکام'' اور ''کافی'' میں ہے اور ایسے ہی ''ہدایہ'' شروح کنز، اور ''ردالمحتار'' نیز ان کے علاوہ دیگر کتابوں میں ہے۔'' ہاں اگر مزید احتیاط سے کام لینا چاہیں تو مسجد کے متولی یا مدرسہ کے ناظم و مہتمم کو چرم قربانی دے دیں کہ اس کی رقم سے مسجد و مدرسہ کا انتظام کرے۔ اگر مدرسہ میں دین کی تعلیم دی جاتی ہے تو طالب علم پر صرف کرنا دوسروں کے دینے سے افضل ہوگا۔ اگر دینی مدرسہ کے اخراجات گورنمنٹ دیتی ہے اور وہی اس کی کفالت کرتی ہے تو ایسی صورت میں اگر مدرسہ کو مزید رقم کی ضرورت ہوتی ہو وہاں بھی دینا جائز ورنہ نہیں۔

(۲) بدعقیدہ و بدمذہب لوگوں سے میل جول رکھنا شرعاً ناجائز وحرام ہے۔ خصوصاً ایسے بدمذہبوں سے تعلقات رکھنا جو شان رسالت میں ناشائستہ کلمات استعمال کریں ان سے دور رہنے کی شریعت نے سخت تاکید فرمائی ہے۔ وایاکم وایاھم لایضلّونکم ولایفتنونکم. یعنی ان سے دور رہو اور ان کو اپنے سے دور رکھو وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ کیا عالم صاحب نے قرآن حکیم کی یہ آیت کریمہ نہیں پڑھی ہے: قال تعالیٰ لَا تَجِدُ قَوْماً یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِیُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّاللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْکَانُوْا اٰبَاءَ هُمْ اَوْاَبْنَآءَ هُمْ اَوْاِخْوَانَهُمْ اَوْعَشِیْرَتَهُمْ الخ. ''تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگر چہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔'' عالم صاحبؑ کے تقویٰ کے پیش نظر ان کے والدین و عزیزوں کو اگر کوئی گالی دے تو عالم صاحب اس کی خوب دلجوئی، خاطر داری کریں۔ مسلمانو! ہوشیار خبردار!

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

ذیابٌ فی ثیاب۔ لب پہ کلمہ دل میں گستاخی ایسے صلح کلی والے حضرات کا بھی وہی عقیدہ ہوتا ہے۔ قرآن حکیم صحابہ کرام

رضی المولیٰ عنہم کی شان میں تو یہ فرما رہا ہے کہ اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ۔" کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل (ترجمہ کنزالایمان) شاعر مشرق نے یہ ترجمانی کی ہے کہ

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم ــــ رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

اس فرقہ ضالہ نے جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں جو بیہودہ و گستاخانہ کلمات لکھے ہیں اس سے کون واقف نہیں؟ کیا ان کلمات کی بھی اور توجیہ ہو سکتی ہے۔ معاذاللہ، استغفر اللہ ان کی گندی نیتوں پر لعنت بھیجئے۔ ان سے دور رہئے۔ قرآن حکیم نے واضح طور پر بتلا دیا اِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلاَ تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ. ایسے صلح کلی والے عالم کو سنی صحیح العقیدہ کبھی نہیں کہا جا سکتا۔ وہ فھو منھم سے ہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہٗ اتم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۱۷-۱۲-۷۴ء

استفتاء ۸۴۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں:

(۱) زید ایک ملٹری ٹھیکہ دار ہے اور فوج کو جھٹکا کیا ہوا مردار بھیڑ بکری کا گوشت سپلائی کرتا ہے۔ بکر اسی ملٹری ٹھیکیدار کے دفتر میں کام کرتا ہے۔ زید کے یہاں ملازمت کر کے حاصل کی گئی بکر کی آمدنی حلال ہے؟ زید اور بکر سے مسجد، مدرسہ اور دیگر مذہبی امور کے لئے چندہ لیا جا سکتا ہے؟ ان دونوں کے یہاں دعوت قبول کی جا سکتی ہے؟

(۲) زید کے محلہ کی مسجد پر غیر مقلدوں کا قبضہ ہے اور انہیں کی امامت میں نماز پنجگانہ ہوتی ہے۔ زید ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا اور گھر ہی پر تنہا پنجگانہ ادا کرتا ہے۔ کیا اس طرح نماز ادا کر کے زید جماعت کے ثواب سے محروم نہیں ہوتا؟

المستفتی: شمیم احمد خاں، جہان خاں روڈ، داناپور کینٹ، پٹنہ
۲۵-۱-۷۵ء

۹۲/۸۶ء

الجواب ــــــ بعون الملک الوھاب ــــــ!

(۱) صورت مذکورہ میں مردار کی بیع باطل ہے اور اس کے ذبیحہ سے جو رقم حاصل ہوئی وہ ناجائز۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول عام الفتح وھو بمکۃ ان اللہ ورسولہ حرم بیع

الخمر والمیتة والخنزیر والاصنام الخ. یعنی فتح مکہ کے سال جب سرور کائنات ﷺ مکہ معظمہ میں تشریف فرما تھے تو حضرت جابر نے مردہ کی چربی کے متعلق دریافت کیا کہ اس کے متعلق کیا حکم ہے، وہ تو کشتیوں میں لگائی جاتی ہے اور لوگ اس سے چراغ جلاتے ہیں، کھال میں لگاتے ہیں؟ تو ارشاد فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول نے شراب و مردار وخنزیر اور بتوں کی بیع کو حرام قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ یہودیوں کو قتل کرے کہ جب خدا نے ان پر چربی حرام کردی تو انہوں نے پگھلا کر بیچ ڈالی اور اس کی قیمت کھالی۔

اگر زید کی آمدنی کے دوسرے ذرائع بھی ہیں تو اس کے یہاں ملازمت کرنی جائز ورنہ نہیں۔ جان رحمت ﷺ کے ارشاد گرامی کے پیش نظر جب مردار کی بیع حرام تو اس کی قیمت مسجد و مدرسہ میں دینا یا مذہبی امور میں صرف کرنا جائز نہیں اور نہ ان کی دعوت میں کھانا جائز جبکہ اس کی آمدنی کے دوسرے ذرائع نہ ہوں۔

ہاں اس کے جواز کی ایک صورت یہ ہوسکتی ہے کہ ہمارے علمائے اہلسنّت نے ہندوستان کو دارالاسلام اور یہاں کے کافروں کو حربی قرار دیا ہے۔ ایسی صورت میں کافروں سے ہر طرح کا فائدہ حاصل کرنا جائز ہوگا اس لئے کہ جس چیز کی بیع مسلمانوں کے ہاتھ ناجائز اور کافروں کے یہاں جائز ہو اس کو کافروں کے ہاتھ فروخت کرکے نفع حاصل کیا جاسکتا ہے جب کہ بدعہدی نہ ہو اور اس چیز کا کافر ہی استعمال کرے، مسلمان نہیں۔ ایسی صورت میں یہ بیع جائز ہوگی اور اس کی آمدنی بھی جائز اور اس کے یہاں ملازمت کرنی بھی جائز اور اس کی دعوت قبول کرنے میں بھی کوئی عذر نہ ہونا چاہیے۔

(۲) بدمذہبوں کی اقتدا میں نماز درست نہیں۔ اگر غیر مقلد امام کا عقیدہ رسول اکرم ﷺ کے متعلق وہی ہے جو ان کی کتابوں میں لکھا ہے جس میں جان رحمت ﷺ کی شان اقدس میں گستاخانہ کلمات استعمال کئے ہیں تو اس کی اقتدا میں نماز ہرگز جائز و درست نہ ہوگی۔ ایسی حالت میں اگر قرب و جوار میں دوسری مسجد ہو تو زید وہاں نماز باجماعت ادا کرے۔ اگر اس کے علاوہ دوسری مسجد نہیں تو زید تنہا نماز پڑھے۔ اس پر ترک جماعت کا گناہ نہیں ہوگا۔ فقہ کی مستند کتابوں میں ہے: **لاتجوز الصلوة خلف اهل الاهواء.** ''ترجمہ: اہل بدعت کے پیچھے نماز جائز نہیں۔'' وهو تعالیٰ اعلم.

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۹-۱-۷۵ء

استفتاء ۸۵۰

مسئلہ: السلام علیکم! مسائل شریعت مندرجہ ذیل پر روشنی ڈال کر مجھے جوابی لفافہ سے اطلاع کریں۔ بڑی مہربانی ہوگی۔

(۱) ہمارے والد بزرگوار آبکاری والے کے یہاں منیجر کے عہدے پر ملازمت کرتے ہیں۔ ان کے ذمہ یہ سب کام ہیں جو انجام دینا پڑتا ہے ـــ (۱) شراب کی دوکان کی دیکھ بھال، (۲) مکانات کے کرایہ کی

وصولیابی کا حساب و کتاب رکھنا (۳) بینک کا حساب و کتاب کرنا (۴) دوکان میں ملازموں کی دیکھ بھال و تنخواہ وغیرہ بانٹنا۔ انہیں سب کاموں کی ان کو تنخواہ بھی ہے۔ کیا یہ تنخواہ کے پیسے حق پیسے ہیں اور اس پیسے سے مسجد میں کوئی چیز خرید کر لگا سکتے ہیں؟ ہمارا مکان مسجد کے پیچھے ہے۔ مکان مسجد سے اونچا ہو گیا ہے۔ تنخواہ کے پیسے سے مینار اونچا کیا جا سکتا ہے؟ شریعت کا کیا حکم ہے؟ کوئی صورت بتائیں یا پیسہ کسی سے بدل کر لگانا ہوگا اور امام کی تنخواہ میں دے سکتے ہیں؟

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ میرے دادا بزرگوار باحیات ہیں اور اپنی زندگی اسکول میں بحیثیت ماسٹر کے نوکری کرتے ہوئے ریٹائر ہوئے۔ ریٹائر کے بعد بھی میرے دادا صاحب کے پاس کچھ جائیداد تھی جس کو فروخت کر کے روپیہ ہمارے والد صاحب کو دیئے تھے۔ والد صاحب نے ان سے لیتے ہوئے یہ کہا تھا کہ میں ابھی روپیہ لے کر مکان خرید لیتا ہوں، جب اللہ تعالیٰ مجھے اس لائق بنائے گا تو روپیہ آپ کو دے دوں گا۔ پہلے ہم لوگ کرایہ کے مکان میں رہتے تھے اس لئے روپیہ کچھ لگا کر دو سال قبل ہم لوگوں نے دو منزلہ بنایا جس کی وجہ سے مسجد کی مینار نیچے ہوگئی۔ اب والد صاحب اللہ کے فضل سے صاحب نصاب ہیں اور دادا صاحب کو روپیہ آج واپس کر سکتے ہیں۔ کیا اب اس روپیہ سے دادا صاحب چاہیں تو حج کر سکتے ہیں؟ یا مسجد کے کسی بھی تعمیری کام میں لگا سکتے ہیں یا کوئی چیز خرید کر لگا سکتے ہیں؟ جب کہ انہیں کا دیا ہوا پیسہ تھا۔ اور آج ان کو پیسہ مل گیا۔ والد صاحب منیجر کے عہدے پر روپیہ کما کر واپس کرتے ہیں۔ شریعت کیا کہتی ہے؟ مسئلہ کیا ہے؟ میں نے صاف لفظوں میں اپنی حالت کو لکھ ڈالا ہے اس لئے ہر طرح سے روشنی ڈالیں مہربانی ہوگی اور اس خط کو بھی آپ ادارہ کی مہر لگا کر جواب والے خط کے ساتھ واپس کر دیں تا کہ یہ معلوم ہو کہ سوال میں کیا کیا تھا اور اس کے مطابق آپ کا جواب ہے۔ مہربانی ہوگی۔

المستفتی: ظفر عالم

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــــ بعون الملک الوهاب ــــــــــــ!

(۱) شراب کی تجارت شرعاً ناجائز و حرام اور اس سے جو رقم حاصل ہوا مال خبیث ہے اور اس پیسہ کو مسجد یا دینی کاموں میں صرف کرنا جائز نہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے: **انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول عام الفتح وهو بمكة ان الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والاصنام.** یعنی فتح مکہ کے سال جان رحمت ﷺ مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے تو حضرت جابر نے حضور کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ اور اس کے رسول نے شراب و مردار و خنزیر اور بتوں کی بیع کو حرام قرار دیا۔ لہٰذا شراب کی خرید و فروخت شرعاً حرام ہوئی۔ اگر آبکاری والے کی آمدنی کے علاوہ اور ذرائع بھی ہیں تو اس سے تنخواہ لینا جائز ہوگا اور اسے دینی امور میں صرف کرنا بھی درست۔ اول تو مسلمان کو ایسے کارخانہ میں

ملازمت ہی نہیں کرنی چاہیے جہاں حرام چیزوں کی خرید وفروخت ہوتی ہے۔اس لئے کہ ملازم ہونے کی حیثیت سے اس میں کام کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑے گا۔قرآن میں ہے: تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ. نیکی وپرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ گناہ ومعصیت میں مدد نہ کرو۔ ہاں اس کے جواز کی ایک صورت بعض علمائے کرام کے نظریہ کے مطابق یہ ہوسکتی ہے کہ ہندوستان دارالاسلام قرار دے کر یہاں کے کافروں کو حربی مان کر اس سے فائدہ حاصل کرنا اس لئے کہ جو چیز مسلمان کے ہاتھ بیچنا ناجائز وہ چیز کافر کے یہاں جائز ہو تو کافر کے ہاتھ وہ چیز فروخت کرکے دارالاسلام میں نفع حاصل کرسکتے ہیں۔لیکن پھر بھی اجتناب بہتر اور اولیٰ ہے۔اگر اس رقم سے دینی کام کرنا چاہیں تو اس کے لئے حیلہ شرعی کرنا ہوگا، وہ یہ ہے کہ رقم کسی شخص کو ہبہ کردی جائے اور وہ اپنی مرضی سے دینی امور میں صرف کردے۔

(۲) آپ کے دادا نے چونکہ اپنی رقم بطور قرض دی تھی وہ جو کچھ لیں گے اپنی رقم کے عوض لیں گے۔اس لئے وہ اپنے لڑکے سے رقم لے کر جس مصرف میں چاہیں خرچ کرسکتے ہیں۔ہاں رفع شبہ اور مزید اطمینان کے لئے اگر آپ کے والد اپنی رقم کسی دوسرے کو دے دیں اور وہ غیر واضح شخص اپنے سے اس رقم کو آپ کے دادا کو دے دیں تو بہتر ہے۔ھذا ما ظھر عندی وھو اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب.

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۴-۲-۷۵ء

استفتاء ۸۵۱

مسئلہ: علمائے دین شرع متین السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ایک مسلمان بہت بڑے کاروبار وفیکٹری کا مالک ہے جہاں زیادہ سے زیادہ لین دین کرنے والے غیر مسلم ہیں، کام کرنے والے منشی وکلرک کافر ہیں۔دفتر یا آفس گھر ہی میں ہے۔اس آفس میں دو تصویریں ایک سرسوتی کی اور دوسری کالی کی۔ یہ دونوں ہندو کے دیوتاؤں کی تصویریں ہیں جو فریم کرکے دیوار میں لگی ہوئی ہے۔ جب میلاد شریف ہوتا ہے تو تصویروں کو الگ کردیا جاتا ہے پھر وہیں لگا دیا جاتا ہے۔ جب اس کو ہٹانے کے لئے کہا جاتا ہے تو وہ مسلمان جواب دیتا ہے کہ بزنس ہے۔ یہ ہندوستان ہے مصلحت وسیاست ہے سارا کاروبار ہندوؤں سے ہوتا ہے اور افسران جتنے بھی آتے ہیں سب ہندو ہیں۔اب آفس مکان سے علیحدہ لے آئیں گے۔ یہ پیسے والے زردار ہیں۔مسلمانوں کا رہنا سہنا، کھانا پینا ہر دینی کاموں میں شریک ہونا ہوتا ہے۔یہ انجمن کے صدر بھی ہیں امام بھی۔ ہر کام میں ان کے ساتھ ہوتے

ہیں۔اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: اعجاز احمد فدائی، پیش امام مسجد نبی سرائے، ڈاکخانہ رام گڑھ کینٹ، ہزاری باغ
۲۳-۱۲-۷۰ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــــ!

ایک مسلمان کے لئے سب سے زیادہ ضروری وعزیز اس کا مذہب ہے اور سب سے قیمتی سرمایہ دین وایمان ہے۔انسان کی ترقی وتنزلی، دولت وثروت، کامیابی وناکامیابی کا دارومدار خالق کائنات کی مرضی اوراس کی قدرت میں ہے۔ کسی جاندار شے کی تصویر بنانا یا اسے گھر میں رکھنا ناجائز وحرام۔احادیث کریمہ میں بکثرت اس کی قباحت ومذمت موجود۔انتہا یہ کہ جس گھر میں تصویر ہو ملائکہ رحمت وہاں نہ جائیں۔ یہ حکم عام ذی روح کی تصویروں کا ہے۔ پھر کافروں کے دیوی دیوتاؤں کی تصویریں مکان میں لگانا کس قدر اشد واقبح ہوگا۔**استغفر اللّٰہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ۔** ''ترجمہ: میں اپنے ہر گناہ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اوراس سے توبہ کرتا ہوں۔'' خدا کی خوشنودی کے لئے نہیں، اس کے رسول کی رضا کے لئے نہیں بلکہ خدا کے دشمنوں کافروں کی خوشی کے لئے اور زرطلبی ودنیاوی منفعت کی خاطر دنیا کے لئے آخرت برباد کرنا۔اگر اس زردار ومالدار مسلمان کا یہی عقیدہ ہے تو شوق سے کرے مگر وہ یقین کرے کہ دولت دینے والا خدا ہی ہے نعوذ باللہ سرسوتی ودیگر کفار ومشرکین نہیں۔ جب تک وہ اس مذموم حرکت کو نہ چھوڑے تصویروں کو نہ اتارے اور نذر آتش نہ کرے اس وقت تک مسلمانوں کو اس سے تعلقات نہیں رکھنا چاہیے۔
وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

استفتاء ۸۵۲

مسئلہ: مکرمی جناب مفتی صاحب قبلہ مدظلہ العالی ادارۂ شرعیہ، سلطان گنج، پٹنہ سلام ورحمت!
چند مسائل دریافت کر رہا ہوں از روئے شرع تفصیل کے ساتھ مسائل اور کتابوں کے حوالہ کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں۔ملت کے کچھ افراد انہیں مسائل پر الجھ گئے ہیں اس لئے پہلی فرصت میں جواب سے سرفراز فرمائیں مہربانی ہوگی۔

(۱) میرے مدرسہ میں غریب نادار طلبا کے کھانے کا نظم نہیں ہے لیکن شوال سے چند بچوں کے کھانے کا نظم کرنے کا ارادہ ہے۔تقریباً ۵۰ من چاول بطور عشر وصول ہوا ہے۔انتظامیہ کمیٹی کا خیال ہے کہ نصف غلہ مدرسین وطلبا پر صرف کیا جائے اور نصف غلہ کی رقم بنا کر کچھ کھیتی کی زمین مدرسہ کے نام خریدی جائے

تا کہ مستقل آمدنی کا ذریعہ ہو۔

(۲) کیا عشر کا غلہ فروخت کر کے رقم مدرسہ کی تعمیر میں صرف کی جاسکتی ہے؟ کیا غریب طلبا کے لئے ضروریات کی چیزیں خریدی جاسکتی ہیں؟

(۳) کیا عشر وفطرہ وزکوٰۃ کی رقم سے مدرسین کی تنخواہ دی جاسکتی ہے؟

(۴) بفرض محال اگر صبح کی سنت چھوٹ جائے تو کیا سورج نکلنے پر ادا کر سکتے ہیں؟

(۵) جمعہ اور عیدین کے خطبہ کے وقفہ پر کونسی دعا پڑھنی چاہئے؟

(٦) اردو میں خطبہ پڑھنا چاہئے یا نہیں؟

(۷) امام ومقتدی صف میں بیٹھے رہتے ہیں۔ وقت جماعت موذن تکبیر کہتا ہے۔ حی علی الفلاح پر امام ومقتدی صف میں کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ حضور ﷺ کی سنت ہے یا بزرگوں کا طریقہ ہے؟

(۸) شیرینی رکھ کر یا کھانے کی کوئی چیز پر فاتحہ پڑھنا کیسا ہے؟ کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے کرام کی قبر پر یا کھانے کی چیزوں پر فاتحہ پڑھا ہے؟ کیا منع فرمایا ہے حضور نے کھانے کی کوئی چیز پر فاتحہ پڑھنے سے؟

(۹) مجلس میلاد کے اختتام پر کھڑے ہو کر سلام پڑھنا بزرگوں کا طریقہ جان کر پڑھتے ہیں، کیسا ہے؟ شرک ہے یا باعث ثواب ہے؟

(۱۰) نکاح کے وقت دلہن سے دین مہر طے کرتے وقت اور دولہا کو ایجاب وقبول کراتے وقت کلمہ توحید وشہادت، ایمان مفصل، مجمل پڑھاتے ہیں۔ کیا یہ طریقہ غلط ہے؟ اور پڑھا دیا جائے تو کیا گناہ ہوگا؟ پڑھانا بہتر ہے یا نہیں۔

(۱۱) کیا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر چادر پوشی ہوتی ہے؟ کیا صحابہ نے حضور کے روضہ پر چادر پوشی کی ہے؟

(۱۲) کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ علمائے کرام سے سنا ہے کہ صوفیائے کرام ومجتہدین عظام نے رسم چادر پوشی رائج کیا ہے۔

(۱۳) دین مہر میں شریعت کی جانب سے کیا حد قائم ہے؟ دین مہر کی کیا مقدار ہے؟ مہر فاطمہ کتنا ہے اور کیا چاندی وسونا یا سکہ رائج الوقت تھا؟

(۱۴) زید کی بیوی زید کی پرواہ نہیں کرتی ہے۔ بے رغبت ہے، بد خلق ہے، خدمت کا جذبہ نہیں ہے، نافرمان ہے جس کے باعث زید بیوی سے خوش نہیں رہتا ہے۔ اس کی زندگی تلخ ہوگئی ہے۔ زید ایک شریف آدمی ہے حافظ قرآن ہے۔ وہ ہر چند کوشش کرتا ہے کہ زندگی خوشگوار ہو جائے مگر ہمیشہ ناکامی ہوتی رہی۔

شادی ہوئے تقریباً تین سال ہوئے۔ زید چاہتا ہے کہ اس نالائق بیوی سے ہمیشہ کے لئے نجات حاصل کرلوں۔ زید ایسی صورت میں کیا کرے؟ واپسی ڈاک سے جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں تاکہ شریعت کے فیصلہ کے مطابق اختلاف دور کیا جاسکے۔ جواب کے لئے چشم براہ ہوں۔

المستفتی: منیر الدین عزیزی کیراف عبدالرحیم پان دوکان، نئی بازار، نور اسٹینڈ، شیر گھاٹی، ضلع گیا

۱۳؍جولائی ۱۹۷۵ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــ بعون الملک الوهاب ــــــ!

(۱) صورت مذکورہ میں اگرچہ عشر وزکوٰۃ وفطرہ کی ہی رقموں سے عام دینی مدارس چلائے جاتے ہیں اس لئے ناظم مدرسہ کو بہت ہی احتیاط سے کام لینا چاہیے اور مذکورہ رقموں کو ان کے مصارف ہی میں خرچ کرنا چاہیے۔ اس لئے کہ زکوٰۃ میں تملیک شرط ہے۔ اسی لئے درمختار میں ہے: **لایصرف الیٰ بناء المسجد ولا الیٰ کفن میت وقضاء دینه.** ''زکوٰۃ کی رقم مسجد کی تعمیر اور میت کے کفن اور اس کے قرض کی ادائیگی میں خرچ کرنا جائز نہیں۔'' بہتر طریقہ یہ ہے کہ اس کو مصرف میں لانے کے لئے حیلہ شرعی کرے جیسا کہ اشباہ والنظائر میں ہے: **والحیلة فی التکفین بها التصدق علیٰ فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب بهما وکذا فی تعمیر المسجد.** ''زکوٰۃ کی رقم سے میت کو کفن دینے کا حیلہ شرعی یہ ہے کہ وہ رقم کسی فقیر کو دیکر مالک بنادے پھر وہ فقیر اس میت کے لئے کفن خریدے تو اس صورت میں دونوں کو ثواب ملے گا۔ ایسا ہی حیلہ شرعی سے مسجد کی تعمیر جائز ہے۔'' لہٰذا عشر کی رقم سے بھی بحیلہ شرعی مدرسہ کے لئے زمین خریدی جاسکتی ہے۔

(۲) مہتمم مدرسہ طلبا کے خورد ونوش وتعلیم میں عشر کی رقم صرف کرسکتے ہیں۔ تعمیر مدرسہ کے لئے حیلہ شرعی کرلیں یعنی کسی غریب کو اس رقم کا مالک بنادیں یا کسی طالب علم کو دے دیں کہ وہ اپنے طور پر تعمیر مدرسہ میں یہ رقم خرچ کرے۔ اس طرح رقم دینے والا اور اس کو خرچ کرنے والا دونوں اجر کے مستحق ہوں گے۔

(۳) مدرسین کی تنخواہ بھی دے سکتے ہیں۔ مگر اس کی صحیح صورت یہ ہوگی کہ اس میں بھی حیلہ شرعی کرلیں تو زیادہ مناسب ہے۔ وہ رقم کسی طالب علم کو دے دیں اور وہ طالب علم مدرسین کو دے دے۔

(۴) جی ہاں سورج نکلنے کے بیس منٹ یا اس کے بعد سنت ادا کرے مگر یہ سنت نفل ہو جائے گی اگر فرض بھی قضا ہو گئے تو سنت و فرض دونوں بعد طلوع آفتاب ادا کریں۔

(۵) جمعہ وعیدین کے اول خطبہ کے بعد جب خطیب منبر پر بیٹھے تو اس کو بغیر ہاتھ اٹھائے قلب سے جو دعا چاہیں کریں۔ اس کے لئے کوئی خاص دعا ماثور نہیں۔

(۶) نہیں چاہیے اس لئے کہ سنت متوارثہ کے خلاف ہے۔ امور متوارثہ کا اتباع لازم وضروری ہے۔ درمختار میں ہے: **ماتوارثه المسلمون فوجب اتباعهم.** ''مسلمانوں کو امور متوارثہ کا اتباع واجب ہے۔''

(۷) ائمہ عظام وفقہائے کرام کی تصریحات کے پیش نظر تکبیر کے وقت مقتدیوں کا کھڑا رہنا مکروہ ہے۔ شرح وقایہ میں ہے: یقوم الامام والقوم عندحی علی الصلوة و یشرع عند قدقامت الصلوة. یعنی امام وقوم حی علی الصلوٰۃ کہتے وقت کھڑے ہوں اور قد قامت الصلوٰۃ پر نماز شروع کردیں۔ عمدۃ الرعایۃ فی حل شرح الوقایہ میں ہے: وفیه اشارة الیٰ انه اذادخل المسجد یکره لهٗ انتظار الصلوة قائما بل یجلس فی موضع ثم یقوم عند حی علی الفلاح. ''ترجمہ: اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب کوئی مسجد میں داخل ہو تو کھڑے ہوکر نماز کا انتظار کرنا اس کو مکروہ ہے۔ بلکہ اسے چاہیے کہ کسی جگہ بیٹھ جائے پھر حی علی الصلوٰۃ کے وقت کھڑا ہو۔'' جامع مضمرات میں بھی اس کی تصریح موجود ہے۔ غایۃ الاوطار شرح درمختار میں ہے: دخل المسجدوالمؤذن یقیم قعد الیٰ قیام الامام فی مصلاه. ''مؤذن کے اقامت کہتے وقت کوئی مسجد میں داخل ہوا تو وہ امام کے جائے نماز پر کھڑا ہونے تک بیٹھا رہے۔'' درمختار میں ہے: والقیام لامام وموتم حین قیل حی علی الفلاح خلافاً لزفر فعندهٗ عند حی علی الصلوة ان کان الامام بقرب المحراب والافیقوم کل صف ینتهی علیه الامام علی الاظهر. ''ترجمہ: امام ومقتدیوں کو حی علی الفلاح'' کہتے وقت کھڑا ہونا ہے، اس میں امام زفر کا اختلاف ہے امام زفر کے نزدیک یہ ہے، اگر امام محراب سے قریب ہو تو حی علی الصلوٰۃ کے وقت کھڑا ہونا ہے ورنہ جس جس صف پر امام ظاہر ہوں امام کو دیکھ کر لوگ کھڑے ہوں۔''

(۸) جب نفس ایصال ثواب وفاتحہ خوانی میں کوئی کلام نہیں اور اس کا جائز ہونا تسلیم تو پھر استحضار قلب کے لئے اگر کھانا مٹھائی سامنے رکھی جائے تو شرعاً کوئی قباحت وممانعت نہیں۔ جنازہ میت کو سامنے رکھ کر نماز ودعا کی جاتی ہے، قبر کو سامنے رکھ کر دعا کی جاتی ہے بوقت عقیقہ جانور رکھ کر دعا پڑھی جاتی ہے اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کی طرف سے قربانی کی تو دعا کی اللّٰهم هذا من امة محمّد (صلی اللّٰه علیه وسلم). ''اے اللہ! یہ امت محمدیہ کی طرف سے ہے۔'' مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کچھ خرمے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کرکے دعا کی درخواست کی تو فرماتے ہیں کہ فضمهن ثم دعالی فیهن بالبرکة. اسی مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ غزوۂ تبوک میں جب کھانے کی کمی ہوئی تو آپ نے تمام لوگوں سے فرمایا کہ جس کے پاس جو کچھ ہے لاکر رکھو۔ سب نے رکھا۔ فدعا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بالبرکة ثم قال خذوافی اوعیتکم. بہرحال کھانا سامنے رکھ کر آیات قرآنی کی تلاوت کرکے ایصال ثواب کرنے میں شرعاً کوئی قباحت وممانعت نہیں۔ جو اسے ناجائز کہے تو عدم جواز کا ثبوت اس کے ذمہ ہے۔

(۹) مجلس میلاد شریف میں جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام عرض کرنا مستحسن ومندوب ہے۔ اس کا فاعل اجر عظیم کا مستحق ہوگا۔ قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا. اے ایمان والو نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم پر صلوٰۃ وسلام عرض کرو۔ اس میں زمان ومکان کی قید نہیں اور ہر کار خیر کو بیٹھ کر ادا کرنے سے کھڑے ہوکر کرنے میں زیادہ ثواب جیسے نوافل نمازیں اور سلف سے خلف تک تمام ائمہ عظام ومجتہدین کرام واکابرین

امت نے اس فعل کومحمود ومندوب قرار دیا اور ماراہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن. جس کو عام مسلمان بہتر سمجھیں وہ خدا کے نزدیک بھی بہتر ہے۔ قرآن کریم نے حضور کے متعلق ارشاد فرمایا: وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ. لہٰذا جس فعل سے حضور کی تعظیم وتکریم ہو اور شرع میں اس کی ممانعت نہ ہو وہ جائز ہے۔

مخواں اوراخدا از بہر حفظ شرع و پاس دیں — دگر ہر وصف کش می خواہی اندر مدحش املا کن

جامع ترمذی وسنن ابن ماجہ میں سرور کائنات کا ارشاد گرامی موجود کہ الحلال ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ماحرم اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ فھو مماعفا عنہ. یعنی حلال وحرام کو تو کتاب اللہ میں بیان فرمادیا اور جس کا کچھ ذکر نہ کیا وہ خدا کی طرف سے معاف ہے۔ لہٰذا قیام تعظیمی اور کھڑے ہو کر بارگاہ رسالت میں ہدیہ سلام پیش کرنا جائز و مستحسن ومندوب ہے۔ ایمان والوں کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ اس مختصر میں تمام دلائل کا احاطہ باعث طوالت ہے۔ ومن ادعی بخلافہ فعلیہ البیان. ''جس نے اس کے خلاف دعویٰ کیا تو اس پر دلیل دینا واجب ہے۔''

(۱۰) اگر بوقت نکاح دولہا دلہن کو کلمہ توحید وایمان مفصل پڑھادیا جائے تو بہتر ہے، ضروری اور واجب نہیں۔

(۱۱) حضور ﷺ کے مزار اقدس پر چادر پوشی فعل صحابہ سے ثابت نہیں اور نہ اب کوئی مزار شریف پر چادر چڑھاتا ہے۔

(۱۲) اس سلسلہ میں فقہائے کرام وائمہ عظام کی تصریحات موجود کہ صاحب قبر کی اظہار عظمت کے لئے چادر پوشی جائز ہے تاکہ زائرین صاحب مزار کو بزرگ اور خدا کا ولی سمجھ کر اس کی عزت وتوقیر کریں۔ شامی باب اللبس میں ہے: قال فی فتاویٰ الحجۃ وتکرہ الستور علی القبور ولکن نحن نقول الان اذاقصدبہ التعظیم فی عیون العامۃ حتی لا تحتقروا صاحب القبر بل جلب الخشوع والادب للغافلین الزائرین فھو جائز. لان الاعمال بالنّیات.

''ترجمہ: علامہ شامی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ہم قبروں پر چادر پوشی کو ناپسند کرتے تھے لیکن اب ہم کہتے ہیں کہ جب اس چادر پوشی سے صاحب مزار بزرگ کی تعظیم عوام کی نظروں میں مقصود ہوتا کہ صاحب مزار کو لوگ حقیر نہ سمجھیں بلکہ شان اولیاء سے بے خبر زائرین کے لئے تعظیم وادب کا مقام ظاہر کرنا ہو تو اس وجہ سے چادر پوشی جائز ہے۔'' مزارات اولیاء شعائر اللہ ہیں۔ لہٰذا وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ. ''اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔'' (کنزالایمان) دوسری جگہ فرمایا: وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فھو خیر لہ عند ربہ. ''اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بھلا ہے'' (کنزالایمان) چادر پوشی سے خشت وگل کی تعظیم مقصود نہیں ہوتی بلکہ تعظیما لروحہ المشرقۃ علیٰ تراب جسدہ الخ. ''ان کے جسم خاکی پر روح تاباں کی تعظیم مقصود ہے۔'' لیکن یہ چیزیں واجب وضروری نہیں۔ نہ اس فعل کے کرنے پر تاکید اور نہ اس کے نہ کرنے پر کوئی وعید۔

(۱۳) دین مہر کے متعلق زیادہ کی شریعت نے کوئی حد متعین نہیں فرمائی۔ کم کی حد مقرر ہے۔ یعنی دس درہم سے مہر کم نہ ہونا چاہئے جس کے تقریباً دو روپے ۱۳/ آنے ہوتے ہیں۔ ہاں دین مہر کم رکھنے پر برکت ورحمت کی امید دلائی گئی۔ مہر فاطمی ۴۰۰ مثقال چاندی تھا سکہ رائج الوقت نہ تھا۔

(۱۴) ایسی صورت میں شرعی قانون تو یہ ہے کہ فَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا. ''اور اگر تم کو میاں بی بی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف۔'' طرفین کے کچھ لوگ بیٹھ کر فیصلہ کر دیں اور اگر اتحاد و اتفاق کی کوئی صورت نہ ہو تو پھر خلع کرالیں۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۴-۷-۷۵ء

استفتاء ۸۵۳

مسئلہ: علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں

(۱) اگر باپ ماں اپنے لڑکے زید سے یہ کہیں کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دو صرف اس بنا پر کہ ہم دونوں کے دل کے لائق نہیں ہے۔ ایسی صورت میں شرعا زید پر کیا حکم ہے؟

(۲) والدین کے جبر و اکراہ کی صورت میں اگر زید اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو دین مہر دینا زید پر واجب ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دیں۔ یہ بات بھی واضح رہے کہ زید کی بیوی نے آج تک اپنے شوہر سے دین مہر کا کبھی سوال نہیں کیا اور نہ کسی دوسری چیز ہی کا سوال کیا بلکہ یہ سوال خود زید کا ہے۔ ایسی صورت میں کیا حکم ہے؟

(۳) اگر ایک مسلمان کسی غیر مسلم سے شرکت میں جنگلی خنزیر کا بال خریدواتا ہے اور وہی غیر مسلم اس کو بیچتا بھی ہے اور نفع و نقصان میں دونوں برابر کے شریک ہیں۔ مسلمان اس غیر قوم کو صرف روپیہ دے دیتا ہے۔ نہ کبھی ساتھ جاتا ہے نہ دیکھ بھال کرتا ہے بلکہ سب کچھ اسی غیر قوم کے ذمے پر چھوڑ دیتا ہے۔ صرف نفع و نقصان کا حساب باضابطہ ہوتا ہے۔

(۴) جب نئی دلہن گھر میں آتی ہے تو یہ عام حکم ہے کہ جب تک بیوی کا دین مہر ادا نہ کر دیا جائے اس وقت تک شوہر کسی قسم کا کوئی حکم بیوی پر نافذ نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہ ایک گلاس پانی بھی نہیں مانگ سکتا اور دلہن سالہا سال خاموش رہتی ہے۔ دین مہر طلب نہیں کرتی ہے۔ بعض عورت دو ایک بچہ ہونے کے بعد مہر مانگتی ہے اور یہ سوال کرتی ہے کہ آج آپ سے جو بن سکے چاہے ایک ہی دو روپیہ کیوں نہ ہو آپ آج اگر دے سکیں تو آئندہ کے لئے سب معاف کر دوں گی تو یہ معافی صحیح ہوئی یا نہیں؟ جواب صاف صاف دیں۔ یہ جاہل علاقہ ہے، بغیر جانکاری لوگ مذہب سے دور ہیں۔

المستفتی: حافظ اسلام الدین کیراف اختر علی، بیڑی مارچنٹ، گڑھوا، پلاموں

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــ !

(۱) شریعت مطہرہ نے والدین کی اطاعت وفرمانبرداری اولاد پر ضروری قرار دی ہے۔ اگر زید کی بیوی زید کے والدین کی طبیعت کے خلاف ہے یعنی نافرمان، تیز زبان، گستاخ و بے باک ہے یا اس میں کچھ ایسی صفتیں پائی جاتی ہیں جو والدین کے لئے باعث تکلیف ہے یا جس سے ان کی شرافت میں بٹہ لگتا ہے اور زید بھی اپنے والدین کا ایسا مطیع وفرمانبردار ہے کہ کبھی والدین کے مزاج وحکم کے خلاف کام نہیں کرتا ہے تو ایسی صورت میں والدین کے حکم کی تعمیل ضروری ہے۔

(۲) طلاق دینے کی صورت میں زید کو دین مہر دینا ضروری ہوگا۔ بیوی اگر مہر کا مطالبہ نہیں کرتی ہے جب بھی زید کے لئے مہر دینا ضروری ہے۔ ہاں بیوی اگر مہر معاف کردے تو معاف ہو جائے گا۔

(۳) خنزیر کی خرید وفروخت اور اس کا منافع مسلمان کے لئے ناجائز وحرام ہے۔ یہ تجارت بالواسطہ ہو یا بلا واسطہ دونوں طرح سے ناجائز ہے۔

(۴) یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ بغیر دین مہر دیئے ہوئے شوہر بیوی کو کوئی حکم نہیں کرسکتا ہے۔ ہاں مہر معجّل میں بیوی کو اختیار ہوگا کہ جب تک مہر وصول نہ کرے شوہر کو اپنے او پر قدرت نہ دے اس کی باتوں کو نہ مانے۔ اگر وہ مہر کا مطالبہ نہیں کرتی ہے تو شوہر کو فوراً ادا کرنا ضروری نہیں بلکہ اگر مہر معجّل کو بھی عورت معاف کرنا چاہے تو معاف کرسکتی ہے اور اس کو یہ بھی اختیار حاصل ہے کہ جب چاہے شوہر سے مہر وصول کرسکتی ہے اور مطالبے کی صورت میں شوہر کو مہر دے دینا ضروری ہوگا۔ اگر بیوی یہ کہے کہ آج دو چار روپئے دے دیجئے تو آئندہ سب مہر معاف کردوں گی۔ عورت کے اس کہنے سے اور روپئے دے دینے سے بھی مہر معاف نہ ہوگا۔ جب تک وہ یہ نہ کہے کہ میں نے مہر معاف کردیا۔ وھو تعالیٰ اعلم

نوٹ: مہر غیر معجّل کا مطالبہ طلاق یا موت شوہر کے پہلے نہیں کرسکتی ہے اگر شوہر دیدے تو ادا ہو جائے گا۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتـــــــــــــــــــــــبہ

استفتاء ۸۵۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں

امام مسجد سنی صحیح العقیدہ ومتقی پرہیزگار ہے اور فاتحہ کے لئے ہر وقت مستعد ہے مدرسہ میں فاتحہ کرائیں یا مسجد میں۔ لیکن لوگ امام مسجد کو گھر گھر فاتحہ کرنے پر مجبور کرتے ہیں اور امام گھر گھر فاتحہ کے لئے جانے سے انکاری ہے۔ امام مسجد کا انکار بایں سبب ہے کہ غیر محرم کا سامنا ہوتا ہے۔ امام مسجد کی نظر غیر محرم پر اور غیر محرم کی نظر امام پر پڑتی ہے اور نظر ہی سے خطرات پیدا ہوتے ہیں جو دنیا ودین میں رسوائی وذلت کا

سبب بنتا ہے۔

امام مسجد احرامؔ پوش ہے اور لوگ مرغی ذبح کرنے پر مجبور کرتے ہیں اور امام مسجد اس کام سے بھی انکار کرتے ہیں کہ یہ ان کا کام نہیں۔ لوگ پڑھے لکھے ہیں اور ہر شخص فاتحہ کرسکتا ہے اور ذبح بھی کرسکتا ہے لیکن لوگ کہتے ہیں کہ ایسا امام کس کام کا جو گھر گھر جا کر فاتحہ نہ کرے اور مرغی ذبح نہ کرے۔ ایسی صورت میں امام کا گھر گھر جانا اور غیر محرم کا سامنا کرنا جائز ہے یا ناجائز اور اس امام کی اقتدا میں نماز ادا کرنا چاہیے یا نہیں؟ جواب باصواب سے مطلع فرمائیں۔

المستفتی: عبدالجلیل قادری وارثی، امام مسجد و معلم مدرسہ غوثیہ، رحمت گنج، دھنباد

۲۰-۸-۷۵ء

۹۲/۸۶ے

الجواب ـــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــ !

امام مذکور کی اقتدا شرعاً جائز و درست ہے اور فاتحہ کے لئے گھر گھر جانے اور ذبح کرنے سے انکار کی بنا پر شرعاً امام مذکور کو مجرم و گنہگار قرار نہیں دیا جاسکتا اور اس کام کے لئے امام کو مجبور کرنا بھی مناسب نہیں۔ ہاں اگر امام صاحب کو فاتحہ کے لئے گھر پر لے جانا ضروری ہو تو بہتر یہ ہے کہ غیر محرم کو پردہ میں کردیا جائے جس سے امام موصوف کو کوئی عذر نہ ہو یا پھر مدرسہ و مسجد ہی میں فاتحہ دلایا جائے۔ اگر دوسرے لوگ فاتحہ و ایصال ثواب نہ کرسکتے ہوں تو امام صاحب کا اخلاقی فرض ہے کہ وہ فاتحہ و ایصال ثواب جیسے امور خیر کو انجام دے دیا کریں۔ وھو تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۵-۹-۷۵ء

استفتاء ۸۵۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں

(۱) زید عالم ہے مگر بدعقیدہ ہے اور بکر صحیح العقیدہ مولوی ہے۔ جمعہ کی نماز کے وقت بکر مسجد میں اگربتی جلا رہا تھا۔ اس پر زید نے کہا کہ ماہ رمضان میں دن میں اگربتی جلانا جائز نہیں کیوں کہ دھواں لگنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اس بات سے یہاں پر خلفشار پیدا ہے۔ برائے کرم جو عقائد اہلسنّت ہوں اس سے مطلع کریں۔

(۲) وہی مولوی کہتا ہے کہ رمضان میں سرمہ لگانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے، براہ کرم حوالہ کے ساتھ

جواب دیں۔

(۳) زید گاؤں کا تعلیم یافتہ آدمی ہے۔ اس کا مکان مسجد سے قریب ہے۔ آذان کی آواز اس کے گھر تک جاتی ہے۔ مگر وہ گھر پر ہی نماز پڑھتا ہے۔ صرف جمعہ میں مسجد میں آتا اور امامت کرتا ہے۔ ایسی صورت میں اس کو نماز جمعہ پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) بکر مولوی ہے۔ اس کا مکان مسجد سے کافی دور ہے۔ آذان کی آواز اس کے گھر تک نہیں جاتی ہے اور وہ جمعہ کے دن نماز فجر جماعت سے ادا نہیں کرتا ہے اور جمعہ کی امامت وہی کرتا ہے تو بتائیں کہ ایسے امام کی اقتدا میں نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۵) اگر حلال جانور کو صرف بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ذبح کیا جائے اور جو ذبح کی دعا ہے نویت ان اذبح حتی یخرج الخ. وہ نہیں پڑھی گئی تو جانور حلال ہوگا یا نہیں؟ جو عقائد اہلسنت ہوں لکھیں۔

(۶) ایک آدمی کھڑے ہو کر شیرینی یا کھانے پر فاتحہ کر سکتا ہے یا نہیں؟ زید گاؤں کا مولوی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ کم از کم پانچ آدمی مل کر فاتحہ پڑھیں تب فاتحہ ہوگی۔ جو طریقہ اہلسنت ہو تحریر فرمائیں۔

المستفتیان: حضرت مفتی اعظم ہند سید بدر عالم نازاںؔ رضوی رجھتی (جوگبنی) مولوی نسیم الدین صاحب

۱۷-۱۰-۷۵ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــــــ بعون الملک الوهاب ـــــــــــــــ!

(۱) روزہ کی حالت میں اگر غبار یا دھواں چلا گیا تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ زید مسائل شرعیہ سے کما حقہ واقف نہیں۔ اگر بتی جلانے سے روزہ ہرگز نہیں ٹوٹتا، ہاں اگر کوئی شخص قصداً حلق میں دھواں پہنچائے گا تو روزہ ضرور فاسد ہو جائے گا۔

(۲) سرمہ لگانے سے بھی روزہ میں کوئی خلل نہیں آتا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری آنکھ میں مرض ہے۔ اگر میں بحالت روزہ سرمہ لگا لوں تو کیا روزہ فاسد ہو جائے گا؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

(۳) بلا عذر ترک جماعت گناہ ہے۔ اس پر نماز با جماعت واجب ہے اور واجب کو چھوڑنے والا فاسق اور فاسق کی اقتدا میں نماز مکروہ تحریمی ہوگی جس کا اعادہ ضروری ہوگا۔ زید کو جمعہ کی امامت نہیں کرنی چاہیے۔

(۴) اگر کسی عذر معقول کی بنا پر بکر صرف جمعہ کو نماز فجر با جماعت نہیں پڑھتا تو اس کی اقتدا میں نماز پڑھی جا سکتی ہے مگر بکر کو اس کا عادی نہ ہونا چاہیے۔ اگر وہ کسی عذر کے بنا پر ایسا کرتا ہے تو اس کے لئے بھی وہی حکم ہوگا جو زید کے لئے ہے۔

(۵) صرف بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرنے سے جانور حلال ہو جائے گا۔ زبان سے نویت ان اذبح کہنا ضروری نہیں۔

(۶) فاتحہ وایصال ثواب کھانے یا شیرینی پر بیٹھ کر خواہ کھڑے ہو کر کرنا ہر طرح جائز و درست ہے۔ زید کا کہنا غلط ہے۔ تنہا بھی

فاتحہ وایصال ثواب کر سکتے ہیں۔اس کے لئے پانچ آدمی کی قید غیر ضروری ہے۔وھو تعالیٰ اعلم
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

استفتاء ۸۵۶

مسئلہ: ہادی دین متین علمائے دین دام ظلکم! گذارش خدمت یہ ہے کہ
(۱) ایک کنواری لڑکی کو غیر مذہب کے آدمی سے ناجائز حمل قرار پا گیا اور لڑکی نے حمل ساقط کروادیا۔حمل تقریباً سات ماہ کا تھا۔اب اس لڑکی کی کیا سزا ہونی چاہیے؟
(۲) عورت فاتحہ دے سکتی ہے اور جانور ذبح کر سکتی ہے یا نہیں؟اور عید کی نماز کس طرح ادا کر سکتی ہے؟ پنجوقتہ نماز کے ساتھ عورت پر جمعہ ہے یا نہیں؟

۹۲/۸۶ھ

الجواب بعون الملک الوھاب!
(۱) زانیہ لڑکی سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہے۔اس لئے کہ اول تو زنا ایسا قبیح فعل ہے جس کے قریب بھی جانے کی قرآن حکیم میں ممانعت موجود۔علاوہ ازیں غیر مذہب والے سے زنا کرانا اور زیادہ مذموم وقابل ملامت ہے۔شریعت مطہرہ میں کنوارے زانی وزانیہ کی سزا ۱۰۰ کوڑے مارنا ہے۔لیکن ہندوستان میں غیر اسلامی حکومت ہونے کی وجہ سے یہ سزا دینا ناممکن ہے۔اب سوائے اس کے کوئی صورت نہیں کہ زانیہ لڑکی اعلانیہ توبہ کرے اور خدائے عزوجل سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے اور آئندہ ایسے فعل مذموم کے نہ کرنے کا عہد کرے۔اگر وہ توبہ نہ کرے تو مسلمان اس سے میل جول، بات چیت ترک کردیں۔
(۲) عورت اگر تعلیم یافتہ ہے، تلاوت قرآن وایصال ثواب کرنا جانتی ہے اور ذبح کے قاعدے وطریقے سے واقف ہے تو یہ دونوں کام وہ بلا عذر کر سکتی ہے۔عورتوں پر جمعہ وعیدین ضروری[۱] نہیں۔(۱ فرض وواجب) البتہ جمعہ کے دن اُن پر نماز ظہر فرض ہے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۳-۱۱-۷۵ء

استفتاء ۸۵۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) ہمارے یہاں جامع مسجد میں اس سال ایک دیوبندی عقیدہ کے حافظ وعالم نے تراویح پڑھائیں جو سر پر غیر شرعی بال رکھے ہوئے تھے اوران کی داڑھی کتری ہوئی تھی۔ان کے پیچھے جن لوگوں نے تراویح پڑھی ان کی تراویح صحیح ہوئی یانہیں؟ اگر نہ ہوئی تو اب کیا کریں؟

(۲) دوسرے مسجد کی جائے نماز جس مسجد میں بچھائی جائے اورڈاکخانہ کے سود کا روپیہ جس مسجد میں لگایا جائے اس میں نماز پڑھی جائے یانہیں؟ **بینوا وتوجروا۔**

المستفتی :وسیم الحق نیازی،اورنگ آبادی
۱۴-۱۱-۷۵ء

۹۲/۸۶ء

الجواب ـــــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــــ!

(۱) صورت مسئولہ مں چونکہ امام عقیدۃً وعملاً فاسق ہے اسلئے اس کی امامت مکروہ تحریمی اوراس کی اقتدا میں جونمازیں پڑھی گئیں ان کا اعادہ ضروری ہے۔مگر چونکہ تراویح کی قضا نہیں اسلئے اب اس کے ادا کی کوئی صورت نہیں۔مراقی الفلاح میں ہے: **کرہ امامة الفاسق العالم بعدم اهتمامه بالدين فتجب اهانته شرعاً فلا يعظم بتقديمه للامامة.** ''فاسق عالم کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔امور دینیہ کے اہتمام نہ کرنے کی وجہ سے شرعاً اس کی اہانت واجب ہے تو امامت کیلئے اسے مقدم کرکے اس کی تعظیم نہ کی جائے گی۔''

(۲) ایک مسجد کی چیز دوسری مسجد میں دینا یا ایک مسجد کا مال دوسری مسجد میں صرف کرنا شرعاً ممنوع ہے۔درمختار میں ہے: **ولایجوز نقله و نقل ماله الی مسجد آخر.** لہٰذا جس نے ایک مسجد کی چیز دوسری مسجد میں لگائی وہ گنہگار رہوا۔اسے فوراً جہاں کی ہے وہاں واپس کرنا چاہیے۔اگر اس پر نماز پڑھی تو نماز جائز ہوئی مگر اس سے اجتناب واحتراز اولیٰ ہے۔ڈاکخانہ سے جو منافع ملتا ہے علماء نے اسے سود قرار نہیں دیا ہے۔وہ حربی کافر کا مال ہے اس لئے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔لہٰذا جب وہ جائز ہے تو مسجد میں صرف کرنے سے اس مسجد میں نماز کے عدم جواز کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا۔ یہ فتویٰ ہے مگر تقویٰ کا مقام بہت اعلیٰ ہے۔ **وھو اعلم بالصواب.**

لے: فاسق فی العمل عالم کی اقتداء مکروہ تحریمی اور پڑھی گئی نمازوں کا اعادہ واجب ہے۔مگر فاسق فی العقیدہ عالم کی اقتداء حرام اور پڑھی گئیں نمازیں باطل وفاسد ہیں۔ **منہ مصحّح**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبـــــــــــــــــــــہ
۱۵-۱۱-۷۵ء

استفتاء ۸۵۸

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اہلسنّت ومفتیان شرع متین ان مسائل میں

(۱) ۲۹ شعبان یا ۲۹ رمضان کو اگر بوجہ ابر وغبار چاند دکھائی نہ دے اور دوسرے شہر سے ریڈیو کے ذریعہ چاند کی خبر معلوم ہوتو ریڈیو کی خبر پر رمضان کا روزہ رکھنا یا عید کرنا اور روزہ چھوڑ دینا شرعاً جائز ہے کہ نہیں اور جن لوگوں نے ایسی خبر پر بغیر ثبوت شرعی روزہ رکھا یا عید کی اس کے بارے میں شرع مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ کیا یہ لوگ گنہگار نہ ہوئے اور دین میں جرات ومداخلت کرنا کیسا ہے؟ اور یہ کہ کیا ریڈیو کا اعلان پورے ملک کے لئے کافی ہے؟

(۲) لاؤڈ اسپیکر لگا کر (جیسا کہ اکثر وعظ کے جلسوں میں استعمال ہوتا ہے) آذان ونماز درست ہے کہ نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اور جائز ہے تو اس کی کیا دلیل ہے؟ ہمارے یہاں شہر سیوان میں بڑا اختلاف ہے۔

(۳) مروجہ تعزیہ داری کا شرع مطہر کے نزدیک کیا حکم ہے اور اس سے متعلق کھیل تماشے، باجے گاجے، ماتم، علم اور اکھاڑہ وغیرہ کی شرکت اور چندہ دینا کیسا ہے؟ کیا یہ کام یزیدی اور رافضیوں کے نہیں ہیں؟ زید ان مروجہ رسموں سے سخت نفرت کرتا ہے۔ ہاں جو جائز امور ہیں، مثلاً محرم میں روزہ رکھنا، نوافل پڑھنا، بھوکوں کو کھانا کھلانا، ننگوں کو کپڑا پہنانا، صدقہ وخیرات کرنا، فاتحہ وایصال ثواب کرنا وغیرہ، ان سب امور خیر کا سچے دل سے قائل وعامل ہے اور بکر کا یہ قول ہے کہ مروجہ رسمیں اور تعزیہ داری جائز ہیں اور یہ کام ہم سید الشہداء رضی اللہ عنہ کی محبت وعقیدت میں کرتے ہیں اس لئے ان میں ثواب ہے۔ لہٰذا ان دونوں میں کس کا قول صحیح ہے اور کون خطاوار ہے۔ بکر یہ بھی کہتا ہے کہ آج تک کسی عالم نے اس کو ناجائز نہیں کہا اور نہ کسی نے منع فرمایا ہے اور سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ بریلوی کا مبارک رسالہ تعزیہ داری قابل عمل ہے یا نہیں؟ براہ کرم جہاں تک جلد ہوسکے ان مسائل کو حل کر کے ہم غربائے اہلسنت کی رہنمائی فرمائیں۔

مولوی شمس الحق رضوی مصطفوی قریشی، محلّہ پوسٹ امریٹس، وایا پچروکھی، سیوان
۳-۱۲-۷۵ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوهاب ــــــــــ!

(۱) شرعی ضابطہ واصول کے پیش نظر اگر آسمان ابر آلود ہو اور ۲۹ کو چاند نظر نہ آئے تو ماہ کے ۳۰ دن پورے کر کے روزہ رکھیں گے یا عید منائیں گے۔ رویت ہلال کی تصدیق اور اس پر عمل کرنے کے لئے شریعت مطہرہ نے جو اصول پیش کئے ہیں وہ ریڈیو یا ٹیلیفون یا ٹیلیگرام سے آئی ہوئی خبروں میں نہیں پائے جاتے اس لئے مذکورہ بالا آلات جدیدہ کی خبریں رویت ہلال کے سلسلہ میں قطعی

نا قابل عمل ہیں۔ نہ ان خبروں پر روزہ رکھنا درست نہ افطار کرنا صحیح۔ رویت کی تصدیق کے لئے عینی شہادت یا شہادت علی الشہادۃ یا کتاب القاضی الی القاضی یا استفاضہ کی شرط ہے۔ ان کے علاوہ دوسری صورتیں ہرگز قابل تسلیم نہیں۔ جان رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: لاتصوموا حتی تروا الهلال ولاتفطروا حتی تروه فان غم علیکم فاقدروا له. ''روزہ نہ رکھو جب تک کہ رمضان شریف کا چاند دیکھ نہ لو۔ اور روزہ نہ چھوڑ جب تک کہ شوال کا چاند نہ دیکھ لو۔ اگر مطلع ابر آلود ہو اور چاند نظر نہ آئے تو شعبان کی تیس گنتی پوری کرو۔'' دوسری جگہ یوں ہے: فاکملوا العدة ثلثین. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم صوموا الرویتة وافطروا الروئته فان غم علیکم فاکملوا عدة شعبان ثلثین. ''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ''رمضان شریف کا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور شوال کا چاند دیکھ کر روزہ چھوڑو۔ اگر کسی موانع ابر وباد کی وجہ سے چاند نہ نظر آئے تو تیس شعبان کی گنتی پوری کرو۔'' مذکورہ احادیث مبارکہ سے بالکل واضح ہے کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور افطار کرو۔ اگر کسی موانع کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو تیس دن پورے کر کے رکھو۔ فرمان رسالت کے خلاف کرنا شرعاً ناجائز و گناہ اور دین میں ظن وتخمین سے کام لینا ہے جو ممنوع ومحذور ہے۔

(۲) لاؤڈ اسپیکر کی آواز جو درحقیقت صدا ہے اس پر نماز شرعاً جائز ودرست نہ ہوگی۔ اب تک اس سلسلہ میں جو تحقیقات ہوئی ہیں ان سے یہی پتہ چلا کہ وہ صدائے محض ہے۔ اس پر آذان تو دی جا سکتی ہے لیکن اس آواز پر تکبیر تحریمہ وانتقالات رکوع و سجود جائز نہیں۔ اگر ابتدا میں امام کی آواز پر نماز شروع کی اور درمیان میں لاؤڈ اسپیکر کی صدا پر رکوع وسجود کئے تو ابتدا صحیح ہوئی لیکن درمیان میں نماز فاسد ہوگئی۔ اس لئے کہ اس نے لاؤڈ اسپیکر کی صدا پر رکوع وسجود کئے۔ ہاں وہ مکبر جو امام کا مقتدی ہے، اس کی آواز پر دوسرے مقتدیوں کو رکوع وسجود کرنا جائز ہے۔ لاؤڈ اسپیکر نہ تو مقتدی ہے نہ مکبر، اس لئے اس کی آواز پر اقتدا صحیح نہیں۔

ردالمحتار شامی جلد ا، صفحہ ۴۴۳ میں یہ عبارت موجود ہے: المبلغ اذا قصد التبلیغ فقط خالیا عن قصده حرام فلاصلوٰة له ولالمن یصلی بتبلغیه فی هذه الحالة لانه اقتدیٰ بمن لم یدخل فی الصلوٰة فان قصد بتکبیر الاحرام مع التبلیغ للمصلین فذالک هو المقصود منه شرعاً کذا فی فتاویٰ الشیخ ووجهه ان تکبیرة الافتتاح اورکن فلا بد فی تحققها من قصد الاحرام ای الدخول فی الصلوٰة واما التسمیع من الامام والتحمید من المبلغ وتکبیرات الانتقال منهمااذا قصد بما ذکرمن الاعلام فقط فلا فسادفی الصلوٰة کذا فی القول البلیغ فی حکم التبلیغ السیداحمدالحموی واقرة السیدابو المسعود فی حواشی مسکین.

ترجمہ: امام کی تکبیرات کا وہ مبلغ ومکبر جو تکبیر افتتاح سے تحریمہ کی نیت نہ کرے بلکہ صرف امام کی آواز کی تبلیغ کی نیت کرے تو نہ اس کی نماز ہوگی اور نہ ہی اس کی آواز سن کر پڑھنے والے دوسرے مصلیوں کی نماز ہوگی اس لئے کہ اس نے اس کی اقتداء کی جو نماز میں داخل نہیں۔ اور اگر تکبیر افتتاح سے تحریمہ کی نیت کرتے ہوئے امام کی آواز کی تبلیغ کی نیت کرے تو شرعاً یہی مقصود ہے۔ ایسا ہی شیخ کے فتاویٰ میں ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تکبیر افتتاح تحریمہ نماز کا رکن ہے۔ جس کا ابتداء نماز ہی سے متحقق ہونا ضروری ہے۔ رہا امام کا سمع اللہ لمن حمدہ کہنا اور مکبر کا ''ربنا لک الحمد'' کہنا اور دیگر تکبیرات انتقال جب دونوں سے مقتدیوں تک آواز کی تبلیغ

منصور ہوتو نماز میں کوئی فساد نہیں جیسا کہ سید احمد حموی کی کتاب ''القول البلیغ فی حکم التبلیغ'' اور سید ابو مسعود کے حواشی میں ہے۔''

(۳) مروجہ تعزیہ داری کے متعلق سیدنا اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ عنہ کا رسالہ مبارکہ دیکھئے اور اس کے مطابق عمل کیجئے۔ محرم الحرام میں وہ سارے کام جو شرعاً جائز ہیں جیسے روزہ رکھنا، غریبوں کو کھانا کھلانا، ایصال ثواب کرنا، شہدائے کرام و واقعات کربلا کو بلاکم و کاست صحیح طور پر بیان کرنا وغیرہا امور جن کے لئے شرع نے ممانعت نہیں کی ہے وہ سب جائز و مستحسن و مرغوب و مندوب و خوب ہیں۔ اس کے علاوہ باجہ گاجہ، رقص و سرور، نوحہ و ماتم کرنا جو رافضیوں کا شعار ہے وہ سب ناجائز اور انکار کرنے والا گنہگار۔ نامشروع کاموں کے لئے چندہ بھی دینا جائز نہیں۔ قرآن حکیم میں ہے: تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ. ''اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ کرو۔'' (کنزالایمان) وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۶-۱۲-۷۵ء

استفتاء ۸۵۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں

(۱) کاٹھمنڈو میں ابر و باد کی وجہ سے اکثر ۲۹ کا چاند نظر نہیں آتا۔ ایسی صورت میں ریڈیو یا تار یا ٹیلیفون کی خبر مانی جائے یا نہیں؟

(۲) جو شخص ریڈیو کی خبر پر روزہ چھوڑ دے، عید کر لے، اس کا عید کرنا از روئے شرع کیسا ہے؟

(۳) اور جو شخص ریڈیو کی خبر کو عید بقرعید کے لئے نہ مانے بلکہ رویت یا شہادت شرعی پر عمل کرے اس کے حق میں شریعت کا فیصلہ کیا ہے؟

(۴) جو مرد زلف دوش سے نیچے سینہ یا کمر تک رکھے اور ترک جماعت بھی کرے، ریڈیو کی خبر کو منوانے کے لئے گھر گھر گھومے، ریڈیو کی خبر کو نہ ماننے والے امام سنی صحیح العقیدہ متبع شریعت کی اور دوسرے لوگ جو امام سنی صحیح العقائد کی پیروی کرنے والے ہیں ان کی دل آزاری کرے، شکوہ شکایت میں پڑا رہے، ٹھیک مغرب کی جماعت کے وقت کسی کی دوکان پر جا کر گپ بازی کرے اور جماعت میں شامل نہ ہو حالانکہ دوکان سے مسجد قریب ہے ہاں صرف جمعہ کو مسجد آ کر جماعت سے نماز پڑھ لیتا ہے ایسے آدمی کے بارے میں شرع کا کیا حکم ہے؟

(۵) امام مسجد سنی سالم العقائد کی مخالفت صرف اس لئے کرتا ہے کہ امام صاحب ریڈیو کی خبر کو نہیں مانتے۔ مخالفت اس حد تک کر رہا ہے کہ کسی طرح کسی جتن سے امام صاحب کو مسجد سے برطرف کر دیا جائے۔ کیا یہ اس

آدمی کے لئے روا ہے؟ بینوا توجروا۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں جلد جواب سے نوازیں۔ کرم ہوگا۔

المستفتی: محمد نیاز کابلی، کشمیری تکیہ، کاٹھمنڈو

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــ بعون الملک الوہاب ـــــــــ !

(۱) جب آسمان ابر آلود ہو، چاند نظر نہ آئے تو مہینہ کے تیس دن پورے کر کے روزہ رکھا جائے گا یا عید کی نماز پڑھی جائیگی۔ رویت ہلال کی تصدیق کے لئے شریعت مطہرہ نے جو ضابطہ واصول مقرر کیا ہے وہ ریڈیو یا ٹیلیفون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ آئی ہوئی خبروں میں مفقود ہوتا ہے۔ اس لئے ان آلات جدیدہ کی خبریں رویت ہلال کے سلسلہ میں قطعی ناقابل عمل ہیں۔ جان رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: **لاتصوموا حتی تروا الهلال ولا تفطروا حتی تروه فان غم علیکم فاقدروا له.** ”روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ رمضان شریف کا چاند دیکھ لو اور روزہ نہ چھوڑو یہاں تک کہ شوال کا چاند دیکھ لو۔ اگر کسی موانع (ابر وباد) کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو تیس شعبان کی گنتی پوری کرو۔“ دوسری حدیث شریف میں ارشاد فرمایا: **فاکملوا العدة ثلثین.** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: **قال رسول الله صلی الله علیه وسلم صوموا لرویته وافطروا لرویته فان غم علیکم فاکملوا عدة شعبان ثلثین.** ”ترجمہ: رمضان شریف کا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور شوال کا چاند دیکھ کر روزہ چھوڑو اور اگر کسی موانع (ابر وباد) کی وجہ سے چاند نہ نظر آئے تو ۳۰ر شعبان کی گنتی پوری کرو۔“ مذکورہ احادیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بالکل واضح ہے کہ اگر ۲۹ر تاریخ کو کسی موانع مثلاً ابر وباد وغیرہ کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے اور تصدیق رویت کے لئے فقہائے کرام نے جو صورتیں متعین فرمائی ہیں، جیسے عینی شہادت یا شہادت علی الشہادت یا کتاب القاضی الی القاضی یا استفاضہ اگر مذکورہ طریقہ پر رویت کا ثبوت نہ ہو تو پھر مہینہ کے تیس دن پورے کر کے روزہ رکھیں یا افطار کریں۔ ثبوت رویت کے لئے شہادت ضروری ہے نہ کہ خبر۔ خبر محتمل صدق وکذب ہوتی ہے اس لئے فرائض وواجبات کی ادائیگی خبر پر نہ ہوگی۔ ریڈیو سے خبر دی جاتی ہے اسے شہادت نہیں کہا جائے گا۔

(۲) شرعاً ریڈیو کی خبر پر نہ روزہ رکھنا جائز نہ عید کرنا درست۔

(۳) ریڈیو وغیرہ آلات جدیدہ کی خبروں کو نہ ماننے والا حدیث شریف کی روشنی میں بالکل حق بجانب ہے اور اس کا عمل حدیث کے مطابق صحیح ودرست ہے۔

(۴) ایسا شخص فاسق معلن ہے۔ اس لئے کہ اس کے افعال شریعت مطہرہ کے خلاف ہیں۔ ایسے شخص کی باتوں پر شرعاً عمل کرنا درست نہیں۔

(۵) محض اس بنا پر امام سنی صحیح العقیدہ کی مخالفت کرنا کہ وہ ریڈیو کی خبر کو تسلیم نہیں کرتے، شرعاً سخت قبیح ولائق ملامت ہے۔ نعوذ باللہ حدیث پاک پر عمل کرنے والے کی مخالفت کرنا سخت گناہ وناجائز ہے۔ ایسی مخالفت سے توبہ کرنا چاہیے۔

كتاب الحظر والإباحة

بابُ العامّة

وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۸-۱۲-۷۵ء

استفتاء ۸٦٠

مسئلہ: محترم قبلہ قاضی صاحب، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ضروری عرض یہ ہے کہ کچھ لوگ اپنے کاندھوں پر بستر اور ہاتھوں میں اسٹوپ یا چولہا لئے ہوئے آتے ہیں اور مسجد میں آکر ادھر ادھر بستر ڈال کر لوگوں سے کہتے پھرتے ہیں کہ بھائی جماعت آئی ہے مسجد میں چلو، دین کی ضروری باتیں ہوں گی۔ یہاں کے مقامی لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے کیا مسجد کو مسافر خانہ سمجھ رکھا ہے، آپ لوگ اس میں ٹھہرتے ہیں، کھانا سونا بھی یہیں کرتے ہیں، نیند میں آپ سے انسانی شہوتیں سرزد ہوسکتی ہیں اس سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے اعتکاف کی نیت کر رکھی ہے۔ ان کے کہنے کے مطابق یہ لوگ بستی نظام الدین دہلی تبلیغی جماعت کے مرکز سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے بہکاوے میں یہاں کے چند حضرات آگئے ہیں اور وہ بھی انہیں کی طرح گشت و چلہ کرتے ہیں اور جمعرات کو مسجد میں اجتماع کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس کام کی طرف رجوع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو دین سیکھتے اور سکھاتے ہیں۔ یہ کام تو نبیوں نے، صحابیوں نے اور تمام بزرگوں نے کیا ہے۔

میں آپ سے قرآن وحدیث کی روشنی میں دریافت کرتا ہوں کہ یہ لوگ کس مسلک کے ہیں؟ کیا ان کا اس طرح اعتکاف کرکے مسجد کو مسافر خانہ بنالینا اور روزانہ تبلیغی نصاب کی کتاب پڑھنا اور مسجد میں کھڑے ہوکر دوسرے نمازیوں کی نماز میں خلل پیدا کرنا کہاں تک درست وجائز ہے؟

ہمارے یہاں کچھ لوگ دیوبندی خیال کے ہیں۔ وہ ہماری اہلسنت وجماعت کی مسجد میں نماز جماعت سے ادا کرتے ہیں۔ لیکن ان کے عقائد ایسے ہیں جس سے دل میں کراہت پیدا ہوتی ہے اور جماعت کی رونق میں فرق آتا ہے۔ جیسے اقامت کے وقت یہ لوگ کھڑے رہتے ہیں جب کہ **حی علی الصلوۃ** پر کھڑے ہونے کا حکم ہے۔ دوسرے یہ لوگ صلوۃ وسلام بھی نہیں پڑھتے ہیں اور نہ مصافحہ کرتے ہیں بلکہ ان کاموں کو بدعت بتلاتے ہیں۔ لہٰذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ کیا ایسے لوگوں کو ہم اپنی مسجد میں نماز پڑھنے سے روک سکتے ہیں؟ کیونکہ حضور ﷺ نے بھی مسجد ضرار سے ایسے لوگوں کو نام لے لے کر نکال

دیا تھا۔ کیا ہم بھی ایسا کر سکتے ہیں؟

المستفتی: متولی صدر الدین خان عباسی مسجد و مدرسہ ویگن..........، مکان نمبر ۱۰۷، پوسٹ ڈڈوارہ، کوئٹہ۔۲

۸۶/۹۲ھ

الجواب ——————— بعون الملک الوھاب ——————!

اللھم ارنا الحق حقا و ارزقنا اتباعہ اللّٰھم ارنا الباطل باطلا و ارزقنا اجتنابہ صورت مسئولہ میں جس جماعت کے متعلق سوال کیا گیا ہے یہ تبلیغی جماعت ہے، جس کا تعلق مولوی الیاس دہلوی سے ہے۔ یہ جماعت اپنے عقائد باطلہ و خیالات فاسدہ میں بالکل وہابیوں کی ہمنوا ہے بلکہ یوں کہئے کہ یہ دوسرے لباس میں وہابیت کی ترویج و اشاعت کرنے والی جماعت ہے اور دین کی اشاعت کے لئے ایسا طریقہ نکال رکھا ہے جو عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم یا دور صحابہ و تابعین میں نہ تھا مگر لوگوں کو یہ کہہ کر دھوکہ دیتے ہیں کہ یہ کام نبیوں اور صحابہ نے کیا ہے۔ ایسے لوگ جو ان کے عقائد سے واقف نہیں اور نہ انہیں پورے طور پر دین کا علم ہی ہے وہ ان کے دام فریب میں آ جاتے ہیں۔ یہ لوگ تو خود دین اور احکام شرعیہ جانتے ہی نہیں ہیں دوسروں کو کیا بتائیں گے۔ اپنے پیشوا کی لکھی ہوئی کتاب لوگوں کو پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں۔

اگر عقائد کے متعلق کچھ کہنے کو کہا جائے تو بالکل خاموش ہو جاتے ہیں۔ ان کی پوری حقیقت معلوم کرنے کے لئے مولانا ارشد القادری کی تصنیف "تبلیغی جماعت" کتاب کا مطالعہ کیجئے۔ فی الحال آپ کی معلومات کے لئے ایک پوسٹر (مسلمانوں کو تبلیغی جماعت سے دور کیوں رہنا ہے) بھیج رہا ہوں۔ اسے پڑھ کر دوسروں کو سنایئے تاکہ وہ ایسی بدعقیدہ جماعت سے دور رہیں۔ بدعقیدہ لوگوں سے کہئے کہ وہ صحیح طریقہ اختیار کریں۔ اگر وہ نہ مانیں تو انہیں اپنی مسجدوں میں ٹھہرنے کی اجازت مت دیجئے اور اُن سے ترک تعلق ضرور کیجئے۔ ان کی باتوں کو نہ سنئے، نہ ان کو امام بنایئے۔ یہ لوگ دشمن رسول ہیں جو سلام و قیام، نذر و نیاز کو بدعت سمجھتے ہیں۔ ان کو مسجد میں قیام کرنے کی اجازت ہرگز نہ دیں۔ **وھو تعالیٰ اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتـــــــــــــــــــــــــــبـــــــــــــــــــــــــــہ

۲۱-۱۲-۷۵ء

استفتاء ۸۶۱

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین پیشوائے شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید اپنے ایک لڑکے کو اپنی زندگی میں شرعی نافرمانی و دیگر حرکت شنیع سے بیزار ہو کر اپنی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ سے غیر مستحق بنانا چاہتا ہے۔ لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ ہمارا ایک لڑکا مسمی جمعہ جو ہمارا کہنا نہیں مانتا ہے، نافرمانی کرتا ہے اور خلاف شرع کرتا ہے، اپنے اس لڑکے کو اپنی کل جائیداد سے ان

وجوہات کی بنا پر محروم اور غیر حقدار کرنا چاہتا ہوں۔ کیا ہمارا یہ فعل شرعاً جائز ہے یا ناجائز ہے؟ قیامت کے دن ہم سے پرسش ہوگی یا نہیں؟ بینوا وتوجروا۔

المستفتی: اللہ دین خان عباسی، مکان نمبر ۱۰۷، ڈڈوارہ، کوٹہ جنکشن

۹۲/۸۶۱ھ

الجواب ــــــــــــــــــ بعون الملک الوهاب ــــــــــــــــــ !

آپ اپنے صاحبزادے کو سمجھائیں، شرعی احکام بتلائیں خدا کا خوف دلائیں۔ اگر راہ راست پر نہ آئے پھر دوبارہ سہ بارہ نصیحت کریں۔ اس کے لئے خداوند قدوس سے دعا کریں اور اس کو عاق نہ کریں۔ اگر وہ احکام شرعیہ کی تعمیل نہیں کرتا تو اس کا معاملہ خدا کے حوالہ ہے۔ نصیحت کرنے کے بعد آپ اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئے۔ آپ سے اس کے بدلہ قیامت میں باز پرس نہ ہوگی اور اگر آپ نے عاق بھی کر دیا جب بھی وہ آپ کے انتقال کے بعد متروکہ جائیداد کا مستحق ہوگا۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ آپ اسے مشفقانہ طور پر نصیحت کریں کہ وہ راہ راست پر آ جائے۔ ہم لوگ بھی خدائے قدوس کی نافرمانی کرتے ہیں مگر پھر بھی اس کی رحمت ہمارے شامل حال ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتـــــــــــــــــــــــــــــــــــبہ

۲۹-۱۱-۷۵ء

استفتاء ۸۶۲

مسئلہ: مخدوم مکرم جناب حضرت مفتی اعظم صاحب مدظلہ العالی ادارۂ شرعیہ، سلطان گنج، پٹنہ!

السلام علیکم۔

حسب ذیل مسائل میں شریعت کے حکم سے آگاہ فرمائیں

(۱) خطبہ جمعہ وعیدین میں برسر منبر عربی کے علاوہ کسی ملکی زبان میں خطبہ دینا یا اس کا ترجمہ یا مخلوط پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) حضور آقا ومولا نبی مکرم ﷺ وخلفائے راشدین وصحابہ کرام وتبع تابعین وائمہ عظام واولیائے کرام سے غیر عربی میں خطبہ دینا ثابت ہے یا نہیں؟

(۳) فاسعوا الیٰ ذکر اللّٰہ سے نماز وخطبہ دونوں مراد ہیں یا نہیں؟

(۴) صلوٰۃ وسلام کے وقت قیام کرنا درست ہے یا نہیں؟

(۵) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کیا مطلب ہے؟

(۶) بروز عید الفطر وعید الاضحیٰ یا کسی وقت معانقہ ومصافحہ درست ہے یا نہیں؟
(۷) کیا دوران خطبہ کلام وسلام ونماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ اور خطیب صاحب کی آواز سامعین کو نہ سنائی دے تو کیا کرنا چاہیے؟
(۸) خطبہ جزء عبادت ہے یا وعظ ونصیحت ہے؟

المستفتی: خادم الفقراء سید وصی علی قادری چشتی صابری، موضع سکندر پور، ضلع مین پوری
۲۶ / محرم الحرام ۱۳۹۶ھ

۸۶/۹۲ھ

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوهاب ــــــــــ!

(۱-۲) خطبہ جمعہ میں اردو نظم یا نثر پڑھنا خلاف سنت متوارثہ ہے۔ فقہائے کرام نے اسے مکروہ فرمایا ہے۔ لمخالفة السنة المتوارثة. "سنت متوارثہ کی مخالفت کی وجہ سے" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک سے صحابہ وتابعین وسلف صالحین بلکہ آج تک خالص عربی زبان میں خطبہ ہوتا رہا ہے۔ اس لئے کہ امور متوارثہ کی اتباع لازم وضروری ہے۔ درمختار میں ہے: ماتوارثه المسلمون فوجب اتباعهم خیر القرون. "جو فعل مسلمانوں میں رائج ہو اس کا کرنا ضروری ہے۔" زمانہ صحابہ میں اکثر بلاد عجم فتح کئے گئے لیکن کہیں یہ ثابت نہیں کہ صحابہ یا تابعین عظام نے عربی زبان کے علاوہ مفتوحہ ممالک کی مروجہ زبان میں عوام کے سمجھنے کے لئے خطبہ دیا ہو۔ لہٰذا جو لوگ اردو یا کسی دوسری زبان میں عربی کے علاوہ خطبہ دیتے ہیں وہ سنت متوارثہ کے خلاف کرتے ہیں۔ حالانکہ سنت متوارثہ کی اتباع ضروری ہے۔

(۳) ذکر اللہ سے خطبہ ونماز دونوں مراد ہیں۔ قرآن حکیم میں ہے: اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِکْرِیْ. "میری یاد کیلئے نماز قائم رکھ۔"

(۴) بلاشبہ بارگاہ رسالت میں کھڑے ہو کر صلوۃ وسلام کا نذرانہ عقیدت پیش کرنا باعث رحمت ومغفرت ہے اور کرنے والا اجر عظیم وفضل رحیم کا مستحق ہوگا۔ قیام تعظیمی کا ثبوت کتب احادیث وفقہ میں بکثرت موجود جیسے ابوداؤد شریف، شفاء شریف، مواہب، زرقانی وغیرہ میں دیکھئے۔

(۵) فرائض وواجبات ودیگر اعمال خیر کی ترغیب دینا امر بالمعروف اور ناجائز وغیر مشروع کاموں سے لوگوں کو منع کرنا نہی عن المنکر ہے۔

(۶) بعد نماز عیدین ایک دوسرے کو مبارکباد دینا اظہار مسرت کرنا ہر طرح جائز ودرست ہے اور اس سلسلہ میں مصافحہ ومعانقہ کرنے میں بھی شرعاً کوئی ممانعت نہیں۔

(۷) خطبہ کے درمیان سلام وکلام ونماز پڑھنے کی اجازت نہیں بلکہ اللہ عزوجل کا اسم پاک سن کر جل جلالہ یا حضور اکرم ﷺ کا اسم گرامی سن کر ﷺ زبان سے کہنے کی بھی اجازت نہیں۔ ہاں دل میں کہہ سکتے ہیں۔ درمختار میں ہے اذا خرج الامام فلا صلوۃ ولا کلام. اگر خطیب کی آواز نہ بھی سنیں تو خاموش رہنا ضروری ہے۔

(۸) خطبہ جمعہ کو جزو عبادت اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ جمعہ کی صحت کے لئے خطبہ شرط ہے۔ بغیر خطبہ جمعہ نہ ہوگا اور وعظ ونصیحت ہونا تو ظاہر ہے کہ اس میں اکثر پند ونصائح کی باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۱۵-۲-۷۶ء

استفتاء ۸۶۳

مسئلہ: حضرت مخدومی مکرمی جناب قبلہ مفتی اعظم مدظلہ العالی! السلام علیکم قبول باد۔

بعد قدم بوسی کے التماس ہے کہ ہم چند مختصر لوگ ہیں جو شہر مین پوری سے چار میل کے فاصلہ پر ایک موضع سکندر پور کے نام سے آباد ہے۔ وہاں کے رہنے والے ہیں۔ آج سے قریب پچاس سال پہلے یہاں ایک شخص آئے جو ضلع علی گڑھ کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے جامع مسجد میں قیام کیا جہاں حضرت علمی صاحب کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ اس زمانہ میں ایک عورت پر آسیب وغیرہ کا خلل تھا۔ حافظ صاحب نے بذریعہ عمل مسماۃ کو آسیب سے نجات دلائی۔ ان کا نام سید سرفراز علی تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے ایک خام مسجد بنا دی جائے تا کہ میں عبادت کر سکوں۔ زمیندار لوگوں نے چند دنوں میں ایک خام مسجد تعمیر کرا دی۔ پھر اس نے اپنی طرف سے اس مسجد میں جمعہ قائم کر دیا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد فرمایا کہ امام کے ہمراہ ایک یا تین مستورات بھی نماز جمعہ ادا کر سکتی ہیں اور مٹی کا تیل بھی مسجد میں جلایا جا سکتا ہے۔ یہ دونوں رسمیں آج تک جاری ہیں۔ حافظ صاحب نے ایک قلمی خطبہ بھی خود تصنیف کیا جس میں ہر ماہ کے چار خطبے اور عیدالفطر وعیداضحیٰ کے خطبے بھی شامل ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ عیدالفطر وعیداضحیٰ میں اگر معانقہ کرو گے تو ایسے ہے جیسے اہل ہنود اپنے تہوار ہولی میں سینہ سے سینہ ملایا کرتے ہیں۔ یہ رسم اہل ہنود ہے۔ شب برأت کو دیوالی، محرم الحرام کو دسہرہ ورام لیلا سے تشبیہ دی ہے۔ مزارات اولیائے کرام پر چادریں چڑھانا یا کسی بزرگ کی فاتحہ جیسے گیارہویں شریف، بارہ وفات شریف کرنا یا رسول اللہ یا غوث کہنا شرک وبدعت ہے، صلوۃ وسلام کے وقت قیام کرنا ناجائز وحرام ہے تیجہ، دسواں، چہلم وغیرہ وغیرہ پورا خطبہ اسی طرح کا ہے جس کو خطیب برسر منبر پڑھتے ہیں۔ علمائے کرام سے معلوم کیا گیا کہ عربی کے علاوہ کسی ملکی زبان میں خطبہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اس کا جواب آیا کہ عربی کے علاوہ کسی زبان میں خطبہ پڑھنا خلاف سنت متوارثہ ہے اور مکروہ تحریمی وبدعت سیئہ ہے۔ خطیب صاحب اور ان کے ہم

خیال لوگوں کو فتویٰ دکھایا گیا مگر انہوں نے یہ جواب دیا کہ یہ خطبہ ہمارے دادا جی یعنی حافظ صاحب کا ہے اور ہم لوگ کافی عرصہ سے اسے پڑھتے آئے ہیں۔ اس کا نہ پڑھنا ہمارے لئے موجب عذاب و باعث گناہ ہے اور آمادہ فساد ہو گئے۔ آخر ہم لوگ مجبور ہو کر خطبہ کے سلسلہ میں ایک مقدمہ دائر کر دیا ہے کہ ایسے خطبہ کو فوراً روکا جائے جو ہمارے نبی اکرم ﷺ اور ہمارے عقیدہ کے خلاف ہے۔ اس کی سماعت ہو رہی ہے۔ لہٰذا عرض ہے کہ جلد از جلد جواب روانہ کیجئے تاکہ بطور ثبوت مقدمہ میں کام آسکے۔ جناب کی بندہ پروری ہوگی۔

المستفتی: سید وصی علی قادری چشتی صابری، ....وحامدی عفی عنہ، موضع سکندر پور، ضلع مین پوری

۸۶/۹۲ء

الجواب ــــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــــ !

صورت مذکورہ میں حافظ موصوف کا عمل وقول شریعت طاہرہ کے خلاف ہے۔ ایک مسجد کے ہوتے ہوئے دوسری مسجد کی تعمیر نہ ہونی چاہئے۔ اگر جماعت مسلمین میں تفرقہ پیدا کرنے کی نیت سے مسجد بنائی گئی تو سخت قبیح وشنیع ہے۔ اگر یہ نیت نہ ہو بلکہ خالصاً لوجہ اللہ بنائی تو جائز و درست ہے۔ مسجد میں مٹی کا تیل جلانا درست نہیں جب کہ اس میں بدبو ہو۔ ہاں اگر کوئی دوسری پاک چیز اس میں ملا کر بدبو زائل کر دی جائے تو بلاشبہ جائز ہے۔ جان رحمت عالم فرماتے ہیں: **من اکل ھذہ الشجرۃ المنتنۃ فلا یقربن مسجدنا فان الملئکۃ تتاذی ممایتاذی منہ الانس والجن.** "کوئی بھی اس بدبودار درخت کو کھا کر ہمارے مسجد کے قریب نہ آئے اس لئے کہ جس سے جنات وانسان کو تکلیف ہوتی ہے اس سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔" لہٰذا ہر وہ چیز جس کی بدبو سے لوگوں کو تکلیف ہو چاہے وہ کھانے کی چیز ہو، یا لگانے یا جلانے کی، اس کا استعمال مسجد میں جائز نہیں۔ عورتوں کی نمازیں مسجد سے بہتر گھر میں ہوتی ہیں۔ عورتوں کے لئے مسجد کی حاضری و جماعت واجب نہیں۔ خصوصاً موجودہ پرفتن دور میں عورتوں کا مسجد میں جانا خطرہ سے خالی نہیں۔ اس کے علاوہ محرم وشب برأت، میلاد وقیام وسلام کے متعلق جتنی باتیں حافظ موصوف نے بیان کی ہیں وہ سب واہیات وخرافات ولغویات اور من گھڑت ہیں۔ اس سے حافظ موصوف کا بدعقیدہ ہونا اظہر من الشمس ہے۔ شریعت مطہرہ میں کہیں ان امور خیر کے کرنے کی ممانعت نہیں بلکہ اس کا کرنے والا اجر عظیم کا مستحق ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا گیا: اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا. "بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والوں پر درود اور خوب سلام بھیجو" بارگاہ رسالت میں صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے لئے کوئی قید نہیں۔ لہٰذا جس طرح اور جہاں چاہیں نذرانہ عقیدت صلوۃ وسلام پیش کر سکتے ہیں۔ جو اسے نہ مانے وہ کاذب، بدعقیدہ اور گمراہ ہے۔ ایسے آدمی کی اقتدا میں نماز جائز نہیں۔ غرضیکہ شب برأت میں ایصال ثواب کرنا اور دسواں و چالیسواں کرنا، عیدین میں مصافحہ کرنا، گیارہویں و بارہویں شریف میں فاتحہ دینا، دلانا مستحسن ومندوب مرغوب وخوب ہے، باعث اجر وثواب ہے اور اس کا منکر گمراہ بدعقیدہ ہے۔ ایسے آدمی سے میل جول رکھنا اس کی باتوں پر عمل کرنا شرعاً ناجائز و گناہ ہے۔ عربی زبان کے علاوہ کسی

دوسری زبان میں خطبہ دینا سنت متوارثہ کے خلاف ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم.

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کـــــــــــــــتـــــــــــــــبـــــــــــــــه

۱۶-۲-۷۶ء

استفتاء ۸۶۴

مسئلہ: بخدمت شریف جناب قاضی صاحب، دارالقضاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں

(۱) گناہ کبیرہ یا زنا کاری پر شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۲) یعنی کفارہ دینا کس کے اوپر جائز ہے یا ہر آدمی کفارہ کا پیسہ کھا سکتا ہے؟

(۳) امانت میں خیانت کرنے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۴) یعنی سلیم الدین ووہاب الدین صاحب کمیٹی کے امانت کے پیسہ میں خیانت کرتے ہیں۔ بہر حال ہم لوگ سمجھا کر مجبور ہو گئے ہیں اس لئے آپ سے گذارش ہے کہ اس مسئلہ کا جواب دینے میں تامل نہ کریں گے۔ ہم بے قراری کے ساتھ آپ کے جواب کے منتظر ہیں۔

المستفتی: مولوی خیر الوری، مقام دتما، پوسٹ کرنجی ریلوے اسٹیشن، ضلع سرگجہ (ایم۔ پی)

۹۲/۸۶ء

الجواب ـــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــ!

(۱) شریعت مطہرہ میں زنا کا کفارہ روپئے کی صورت میں نہیں ہے بلکہ اگر زنا کا شرعی ثبوت مل جائے تو شرعی قانون کے مطابق زانی مرد وزانیہ عورت کو اگر شادی شدہ ہیں تو سنگسار کر دینا ہے۔ اگر شادی شدہ نہیں ہیں تو ۱۰۰ ارُدرّے لگانا ہے۔ اس سلسلہ میں مجرم سے کسی قسم کا نقد کفارہ میں لینا جائز نہیں ہے۔ جن لوگوں نے زنا کار سے روپیہ لیا ہے اس نے ناجائز کیا ہے۔ روپیہ واپس کریں اور چونکہ ہندوستان میں سنگسار کرنا ممکن نہیں ہے اس لئے زانی کو اعلانیہ توبہ کرنا اور خدائے عزوجل سے اپنے گناہ کی مغفرت طلب کرنا ہے۔ گناہ کو معاف کرنا خدا کی رحمت و مرضی پر موقوف ہے۔ اس کے لئے رشوت لینا سخت حرام ہے۔

(۲) گناہ کبیرہ کرنے پر اعلانیہ توبہ کرنا ہے۔ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہٗ. ''گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔'' گناہ سے توبہ کرنے ہی پر گناہ معاف ہو سکتا ہے۔

(۳) بعض چیزوں میں کفارہ دینا پڑتا ہے جیسے روزہ نہ رکھنا یا قسم کھا کر توڑ دینا۔ تو اس قسم کے کفارہ کا پیسہ غریبوں میں تقسیم کیا

جائے گا۔ دوسروں کو کفارہ کی رقم لینا ہرگز جائز نہیں۔

(۴) امانت میں خیانت کرنے والا فاسق ہے۔ ایسے آدمی کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ اگر پڑھ لیا تو نماز لوٹائی جائے۔ امانت میں خیانت کرنا منافق کی علامت ہے۔ ایسے شخص کو کمیٹی سے علیحدہ کر دیا جائے اور اسکے پاس ہرگز امانت نہ رکھی جائے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کـــــــــتـــــــــبـــــــــہ

۱۵-۳-۷۶ء

استفتاء ۸۶۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین حسب ذیل مسائل میں کہ

(۱) زید ایک سنی مسلمان ہے مگر الکحل ملی ہوئی ادویات کی تجارت کے ذریعہ روزی کماتا ہے اور الکحل کی آمیزش والی ہومیو پیتھک دوا کے استعمال کو جائز بتاتا ہے۔ لہٰذا ایسی کمائی کا پیسہ دین کے کاموں یعنی مدرسہ و مسجد میلاد و جلسہ وغیرہ میں لینا جائز ہے یا نہیں؟ ایسے شخص کی صحبت کیسی ہے؟

(۲) مذکورہ شخص کی اقتدا میں نماز ہوگی یا نہیں؟ اگر وہ بیعت کرنا چاہے تو اس کے ہاتھ پر بیعت جائز ہے یا نہیں؟

(۳) الکحل ملی ہوئی ہومیو پیتھک دوا کی شیشی پاکٹ میں رکھ کر نماز پڑھنا چاہیے یا نہیں؟ شریعت کے فیصلہ سے مطلع فرمائیں۔

المستفتی: غلام رسول رضوی کیراف ایم ایس عالم ہند، پوسٹ آفس بکارو اسٹیل سٹی

۹۲/۷۸۶

الجواب ــــــــــــ بعون الملک الوهاب ــــــــــــ

شریعت مطہرہ نے جن چیزوں کو نجس و ناپاک قرار دیا ہے ان کی بیع و شرا اور اس کا استعمال شرعاً جائز نہیں۔ چنانچہ الکحل بھی انہیں چیزوں میں سے ہے۔ لہٰذا اس کی تجارت و استعمال بھی ناجائز ہی ہے اور ناجائز ذرائع سے حاصل کی ہوئی رقم بھی ناجائز۔ لہٰذا خالص دینی کاموں میں اس کو صرف کرنا درست نہیں۔ مگر عام ضرورتوں اور مجبوریوں کے پیش نظر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ دوائیں جن میں الکحل کی آمیزش ہو اور دوا کے اجزاء الکحل پر غالب ہوں اور الکحل کی مقدار قلیل ہو تو ایسی صورت میں علماء اس کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔ اگر اس فتویٰ کو تسلیم کر لیا جائے تو سوال (۱) و (۲) و (۳) کا جواب جواز ہی میں ہوگا۔ بہر حال اگر قلت و کثرت کے پیش نظر اس کے جواز کا فتویٰ دے بھی دیا جائے پھر بھی تقویٰ کے خلاف ضرور ہے۔ لہٰذا اس سے اجتناب و پرہیز مسلمانوں کیلئے ضروری ہے اور برتقدیر عدم جواز زید کی اقتدا میں نماز نہیں پڑھی جا سکتی نہ اس سے بیعت درست نہ الکحل کی شیشی پاس رکھ کر

نمازدرست۔وھواعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۳-۴-۷۶ء

استفتاء ۸۶۶

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام حسب ذیل مسائل میں

(۱) اسپرٹ کا استعمال انجکشن لگاتے وقت یا پیٹرومکس جلاتے وقت شرعاً کیسا ہے؟

(۲) آج کل بازاروں میں جو روشنائی فروخت ہورہی ہے، غالباً اس میں الکحل شامل ہے۔اس کا استعمال شرعاً کیسا ہے؟

(۳) جس دوا میں الکحل شامل ہواس دوا کا استعمال حالت مرض میں شرعاً کیسا ہے؟

(۴) سروس کے لئے اور پاسپورٹ بنوانے کے لئے اپنا فوٹو کھنچوانا شرعاً کیسا ہے؟

(۵) قصداً نماز ترک کرنے والے، داڑھی منڈوانے والے پر شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۶) ایک مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ حالت اختیار میں حرام چیزوں کا استعمال منع ہے لیکن حالت اضطرار اور ضرورت شرعیہ اور عذر شرعیہ کے وقت حرام قطعی بھی مباح وجائز ہے۔اب سوال یہ ہے کہ مفتی صاحب کا مذکورہ بالا حکم قرآن وحدیث کے مطابق ہے یا خلاف قرآن وحدیث؟

المستفتی: شیخ مجیب اللہ غفرلہٗ

۱۵/اپریل ۱۹۷۶ء

۹۲/۸۶۶

الجواب ــــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــــ!

(۱،۲،۳) اگر اس کے استعمال کے بغیر ضرورت رفع ہوجائے یا اس کے بدلہ میں دوسری چیز دستیاب ہو تو اس کا استعمال شرعاً جائز نہیں اور نہ ملنے پر ضرورت داعیہ کے پیش نظر استعمال کرسکتے ہیں۔ہاں الکحل ملی ہوئی روشنائی سے آیات قرآنیہ لکھنا بہرصورت ناجائز ہے۔

(۴) شرعاً ناجائز ہے۔ہاں اگر کسی فریضہ کی ادائیگی فوٹو کے بغیر ناممکن ہو تو کھنچوا سکتے ہیں۔ اس لئے کہ الضرورة تبیح المحظورات ''ضرورتیں ممنوعات کو مباح کردیتی ہیں۔'' یہ فتویٰ ہے۔تقویٰ کا مقام بہت بلند ہے۔

(۵) تارک صلوۃ اور داڑھی منڈوانے والا فاسق معلن ہے، قابل تعزیر ہے، گنہگار خطاکار مستحق عذاب نار ہے۔اس کی

شہادت نا قابل قبول۔اس کی اقتدا میں نماز مکروہ تحریمی قابل اعادہ ہوگی۔

(٦) مفتی صاحب کا قول صحیح ہے لیکن استقامت علی الدین بڑے مرتبہ کی چیز ہے۔اگر اجتناب کرے تو بہتر ہے۔وھوتعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

٢٥-٥-٧٦ء

استفتاء ٨٦٧

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

(١) ایک حقیقی بالغ بھائی نے اپنی حقیقی بالغہ بہن کا مدتوں کے بعد ملنے پر بہنوئی کے سامنے بوسہ لے لیا۔ ازروئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

(٢) ایک شخص اپنی زندگی میں اپنی آنکھ کو بایں شرط فروخت کرتا ہے کہ جب میں مرنے لگوں تو میری آنکھ نکال لینا یا ہبہ کر دینا چاہتا ہے کہ جب میں مرنے لگوں تو میری آنکھ نکال کر کسی مخلوق خدا کو دے دینا تاکہ دوسرے کو فائدہ پہنچ جائے۔چونکہ آج کے سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ جانکنی کے وقت مرنے والے کی آنکھ کو نکال کر کسی نابینا کو لگا دی جائے تو بینائی آسکتی ہے۔تو اسی سلسلہ میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ فروخت کر دینا یا ہبہ کر دینا ازروئے شرع جائز ہے یا نہیں؟ بحوالہ کتب عنایت فرمائیں۔والسلام

محمد عبداللہ قادری، مدرس، مدرسہ غوثیہ، ڈرونڈہ، رانچی-٢

٢٥-٥-٧٦ء

٧٨٦/٩٢

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــ

(١) بوسہ اگر بشہوت ہو تو شرعاً ناجائز وگناہ ہے اور اکرام وتعظیم ومحبت وشفقت سے ہو تو جائز ہے۔سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں چشمان مبارک کے درمیان بوسہ دیا۔صحابہ وتابعین سے بھی اس قسم کے بوسہ کا ثبوت ملتا ہے۔بوسہ کی چند قسمیں ہیں۔بوسۂ رحمت جیسے والدین اپنے بچوں کا بوسہ لیتے ہیں، بوسہ شفقت جیسے اولاد والدین کو بوسہ دیتے ہیں، بوسۂ محبت جیسے ایک بھائی دوسرے بھائی کو بوسہ دے۔بوسۂ تحیت جیسے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو بوقت ملاقات بوسہ دیتے ہیں اور ایک بوسۂ شہوت ہے جو زن وشوہر میں رائج ہے۔اُظُنُّوا بِالْمُؤْمِنِيْنَ خَيْرًا۔ ''مؤمنوں کے بارے میں اچھا گمان کرو۔'' کے پیش نظر ایک عرصہ کے بعد بھائی بہن میں ملاقات ہوئی اور بھائی نے بہن کا بوسہ لیا تو اسے بوسہ رحمت یا بوسہ شفقت یا بوسہ تحیت پر محمول کیا جائے گا اور یہ جائز ہے۔پھر بہنوئی کے سامنے بہن کا بوسہ لینا اس سے بھی یہ واضح ہوتا ہے کہ بھائی

نے ہرگز نیت بد سے ایسا فعل نہیں کیا۔ لہٰذا اس پر اعتراض نہیں ہوسکتا۔

(۲) جسم انسانی کے کسی حصہ کی بیع باطل ہے۔ بیع کے لئے بائع ومشتری کا ایجاب وقبول ضروری ہے۔ دوسرے یہ کہ بیع کا مال متقوم ہونا مقدور التسلیم ہونا بھی ضروری ہے اور یہ صورتیں یہاں مفقود ومعدوم ہیں۔ اگر ہبہ کرنا چاہے تو ہبہ بھی ناجائز ہوگا۔ ہبہ میں تملیک ضروری ہے اور وہ شے موہوب لہ کی ملک ہوجاتی ہے۔ اگرچہ ملک لازم نہیں ہے موہوب پر موہوب لہ کا قبضہ بھی ضروری ہے اور ہبہ میں بھی ایجاب وقبول بیع کی طرح ضروری ہے اور اگر اسے وصیت تسلیم کیا جائے تو غیر مشروع چیز میں وصیت بھی جائز نہیں غرضیکہ آنکھ کو فروخت کرنا یا ہبہ کرنا شرعاً جائز نہیں۔ علاوہ ازیں اور بھی اس میں شرعی قباحتیں موجود ہیں کہ زندہ انسان کی آنکھ نکالی جائے شریعتِ مطہرہ نے ایسے غیر شرعی امور کی اجازت نہیں دی ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۰-۵-۷۶ء

استفتاء ۸۶۸

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت وجماعت، درج ذیل مسائل میں کہ:

(۱) بذریعہ انجکشن، نسل کو منقطع کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جو شخص ایسا کرے، اس کے لئے کیا حکم ہے؟ ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ ایسا شخص جب تک توبہ نہ کرے، اس کی نماز اور اس کا روزہ قبول ہوگا یا نہیں؟

(۲) کسی سُنّی عالم، متبع شرع شخص کو اگر کوئی آدمی بغضاً گالی دے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

(۳) امسال عید کی نماز آپ لوگوں کے یہاں کس روز ہوئی؟ انتیس رمضان کو آپ لوگوں کے یہاں چاند کی رویت ہوئی یا نہیں؟ عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے۔ اگر کوئی شخص عید چاند کی خبر یا شہرت پا کر روزہ رکھے تو اس پر توبہ لازم ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: مرزا محمد رحمت اللہ اشرفی، مقام ڈاکخانہ: ساگردیگھی، مرشدآباد

۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــــــ وھو الموفق للحق والصواب ـــــــــ!

(۱) نسل کشی شرعاً ناجائز وحرام ہے۔ ایسا شخص جو بذریعہ انجکشن یا کسی دوسرے ذرائع سے نسل کو منقطع کرے، وہ سخت گنہگار ومستحق عذاب نار ہے۔ اس لئے کہ اگر اس نے تنگیٔ رزق اور اقتصادی اور مالی مجبوریوں کی بنا پر ایسا کیا تو اس سلسلہ میں نص قطعی موجود قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا: وَمَامِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّاعَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا ۔ یعنی زمین پر چلنے پھرنے والی تمام مخلوقات کی ذمہ داری یعنی تمام مخلوقات کے رزق کی ذمہ داری خدا پر ہے۔ حدیث شریف میں جان رحمت صلی اللہ علیہ

وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم الامم: یعنی محبت کرنے والی زیادہ بچہ دینے والی عورت سے شادی کرو تا کہ میں کثرتِ اُمت پر فخر کروں۔ لہٰذا افزائش نسل کو روکنے والا شخص اس حکم کی خلاف ورزی کرنے کی بنا پر شرعاً مجرم و خطاوار ہے۔ بغیر کسی معقول عذر کے ایسا کرنے والے کی اقتدا جائز نہیں اور ایسے شخص کو امام بنانا گناہ۔ غنیۃ شرح منیۃ میں ہے: انهم لو قدموا فاسقاً یاثمون بناءً علی ان کراهة تحریمةً لعدم اعتنائه بامور دینه وتساهله فی الاتیان بلوازمه فلا یبعدمنه الاخلال ببعض شروط الصلوٰة وفعل ماینافیها بل هو الغالب بالنظر الی فسقه ولذالم تجز الصلوٰة خلفه اصلاعند مالک وهو روایة عن احمد رحمهٗ الله تعالیٰ ''مراقی الفلاح'' میں ہے: کره امامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدین فیجب اهانته شرعا فلا یعظم بتقدیمه للامامة۔'' ترجمہ: فاسق عالم کی امامت مکروہ تحریمی ہے، امور دینیہ میں اس کے عدم اہتمام کی وجہ سے شرعاً اس کی اہانت واجب ہے، تو امامت کے لئے مقدم کر کے اس کی تعظیم نہ کی جائے۔''

(۲) کسی عالم باعمل، صحیح العقیدہ کو عداوت و دشمنی کی بنا پر گالی دینا، اس کی توہین کرنا شرعاً ناجائز و حرام۔ اگر عالم کو عالم جانتے ہوئے اس کی اہانت کی تو خوفِ کفر ہے۔ ایسے شخص کو اعلانیہ توبہ کرنا چاہیے اور جس کو گالی دی ہے اُس سے معافی مانگنی چاہیے۔

(۳) امسال ہمارے یہاں ۲۹ رمضان کو چاند نہیں دیکھا گیا اور نہ کہیں سے شرعی شہادت ملی، اِس لئے تیس کی رویت کے حساب سے عید پڑھی گئی۔ اگر چہ بعض جگہ لوگوں نے، ریڈیو وغیرہ کی خبر پر، ۲۹ ہی کی رویت تسلیم کر کے نمازِ عید پڑھی۔ عید کے چاند کی خبر یا شہرت پر نہ افطار جائز، نہ نمازِ عید پڑھنا جائز، رویت ہلال کے لئے شرعی شہادت ضروری ہے۔ ہاں! جب چاند دیکھ لیا جائے یا اس کا ثبوت شرعی طور پر مل جائے تو بلا شبہ دُوسرے دن عید کی نماز پڑھی جائے گی اور اس دن روزہ رکھنا حرام ہوگا۔ وھو تعالیٰ اعلم!

کتبہ

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

استفتاء ۸۶۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ

دو بہنیں اپنے سسرال سے بڑے بھائی سے ملاقات کے لئے میکہ جا رہی تھیں اور ساتھ ہی ایک بہن کا شوہر بھی تھا (دونوں بہنیں اپنے بھائی سے چھوٹی اور عیالدار ہیں)۔ اتفاقاً راستہ میں دونوں بہن اور بہنوئی کی ملاقات بڑے بھائی سے ہوئی۔ بھائی نے دونوں بہنوں سے ملتے ہی دونوں کے گالوں کا بوسہ لے لیا۔ ایک بہن کا شوہر جو ساتھ میں تھا اسے یہ حرکت پسند نہیں آئی اور اپنی بیوی سے ناراض ہو گیا اور

اس وقت سے بات چیت بھی کم کردی۔ شوہر کا کہنا ہے کہ آخرش تمہارے بھائی نے ایسی حرکت کیوں کی؟ اگر شریعت کی جانب سے اس کی اجازت ہے تو ٹھیک ہے ورنہ ہم اسے بخشنے کو تیار نہیں۔ اب ایسی صورت میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے اور شوہر اپنی بیوی کے ساتھ کیسا سلوک کرے؟ فقہ وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد عبدالحکیم، درزی محلہ ڈورنڈہ، رانچی-۲
۷۵-۶-۱

۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــــ!

صورت مسئولہ میں جوان بہن کا بوسہ لینا بھائی کے لئے قابل اعتراض ضرور ہے لیکن اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (الحجرات:۱۲) ''بیشک کوئی گمان گناہ ہے۔'' کے پیش نظر اسے شفقت ومحبت ہی پر محمول کیا جائے گا۔ اس لئے کہ ایک مسلمان بھائی کا بہن کے متعلق فاسد خیال اور بری نیت نہیں ہوسکتی کیوں کہ یہ مومن کی شان کے خلاف ہے۔ پھر بھی ایسے فعل سے اجتناب و پرہیز ضروری ہے۔ اس لئے کہ اس میں بدگمانی کا خطرہ اور بظاہر قابل نفرت فعل ہے۔ شوہر کو چاہیے کہ وہ اپنے سالے کی اس حرکت کو شفقت ہی پر محمول کرتے ہوئے نظر انداز کریں اور بیوی کی طرف سے اپنا دل صاف کر کے بدستور سابق ازدواجی زندگی حسن سلوک کے ساتھ گزاریں۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ
۷-۶-۷۶ء

استفتاء ۸۷۰

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس شخص کے بارے میں جو مندرجہ ذیل باتوں کی تبلیغ اور پرچار عوام میں کرتے پھرتے ہیں۔ آیا اس کو تبلیغ کرنے دیا جائے یا روکا جائے؟ جو شریعت حکم دے ارشاد فرمائیں۔ عبارت و بیان مبلغ مذکور یہ ہے ــــ

(۱) جنگ جمل میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں جو جنگ ہوئی اس میں ہزاروں سپاہ مارے گئے وہ سب جہنمی ہوگئے اور اس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت امیر معاویہ کی طرف مدد دی اور حضور اکرم کی یہ حدیث ہے کہ حضرت علی اس جنگ میں حق پر ہوں گے۔ اس جنگ میں جو صحابہ کرام سے غلطی ہوئی علمائے دین تردیدی غلطی کہتے ہیں مجھے سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ تردیدی غلطی

کیا ہے کیوں کہ اس جنگ میں صرف ایک ہی فریق حق پر ہوگا اس لئے کہ ایک فریق ناحق پر ہوتا ہے۔

(۲) اگر مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو قتل کرتا ہے تو قاتل و مقتول دونوں جہنمی ہوئے۔

(۳) جنگ جمل سیاسی جنگ تھی اس لئے اس میں جولڑائی ہوئی وہ سیاسی لڑائی ہے اسلامی نہیں۔

(۴) تعزیہ رکھنا بدعت ہے۔ تعزیہ سے مسلمانوں کو کیا فائدہ ہے؟ یہ سب سیاسی جنگیں ہیں اس سے اسلام کو کیا فائدہ پہنچا؟

المستفتی: محمد کاظم عفی عنہ، داؤدنگر، اورنگ آباد

۹۲/۸۶ء

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــ !

(۱) شخص مذکور اپنے تبلیغی بیان کے پیش نظر بے ادب، گستاخ، بدعقیدہ، گمراہ اور جاہل، مسائل شرعیہ سے نابلد ہے۔ کیا یہ شخص جنت کا ٹھیکیدار ہے جو ہزاروں فرزندان توحید کو جہنمی قرار دے رہا ہے۔ نعوذ باللّٰه من شرور انفسنا۔ "ہم اپنے نفس کی شرارتوں سے اللہ کی پناہ ڈھونڈتے ہیں۔" حق و باطل کا فیصلہ اور یہ کہ کون حق پر تھا اور کون ناحق پر مبلغ مذکور کے پاس اس کی شرعی دلیل کیا ہے جب کہ اجلہ علمائے ملت اسلامیہ کسی فریق کو خاطی و عاصی قرار دینے سے اجتناب و پرہیز کرتے ہیں۔ یہ کون مجتہد و فقیہہ وقت پیدا ہو گئے جو بڑوں کی بارگاہ میں ایسے گستاخانہ کلمات استعمال کرتے ہیں۔ شخص مذکور کو اس گمراہ کن تبلیغ سے فوراً روکا جائے تاکہ عوام گمراہ نہ ہوں۔ گر وہ نہ مانے تو اس کا احتجاج کیا جائے اور اجتماعی طور پر اس کا بائیکاٹ کیا جائے۔ اسے نہیں معلوم کہ اس جنگ کے پس پردہ کون سی فتنہ پرور اور شرپسند عناصر کام کر رہے تھے۔ اسے سیاسی جنگ کہنا بھی غلط ہے۔ یہ تو دراصل قاتلان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے قصاص کیلئے تھی اور فریقین اپنے اپنے خیال کے مطابق اس میں شریک تھے۔ تفصیل کا موقع نہیں۔

(۲) ہاں اگر مقتول مسلمان نے قاتل کو جنگ کرنے پر مجبور کیا تو ضرور دونوں مجبور ہوں گے ورنہ بغیر خطا مسلمان کو عمداً قتل کرنے والے کے لئے یہ ارشاد فرمایا کہا کہ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ: "جس نے جان بوجھ کر مسلمان کو قتل کیا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔" قاتل کی مراد اگر اس سے صحابہ ہیں تو خود اس کے بیان میں تضاد ہے۔

(۳) دونوں فریق صاحب اجتہاد تھے۔ مسلمانوں کو اس معاملہ میں خاموش رہنا ہی مناسب ہے۔ نیت اور مافی الصدور کا حال عالم الغیب ہی جان سکتا ہے۔

(۴) سید الشہداء مظلوم کربلا راکب دوش مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی شہادت کبریٰ اور واقعہ کربلا کو سیاسی جنگ کہنا قائل کی بدمذہبیت اور گمراہی کی بین دلیل ہے۔ ایک عاشق رسول اور خدا کا مقبول بندہ بہت پہلے کہہ چکا ہے:

سر داد و نداد دست در دست یزید ☆ حقا کہ بنائے لاالہ ہست حسین

شہید اعظم کی شہادت عظمیٰ سے مسلمانوں اور اسلام کو کیا فائدہ پہنچا اس اندھے مبلغ کو کیا نظر آئے کہ ان کے مقدس خون نے

نخل اسلام کی کیسی آبیاری کی اور ملت کو کیسا استحکام بخشا وہ محتاج بیان نہیں۔ تعزیہ داری کا جو طریقہ عام طور پر رائج ہے اور جس طرح غیر شرعی طریقہ پر تعزیہ نکالا جاتا ہے وہ یقیناً خلاف شرع ہے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۱۸-۸-۷۶ء

استفتاء ۸۷۱

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسئلہ ذیل میں

(۱) ایک شخص اندر پینٹ لنگی کے اندر پہن کر نماز پڑھتا ہے۔ آیا اس کی نماز ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو کراہت بھی ہوگی؟

(۲) ایک شخص کے پاس دو بیویاں ہیں۔ ایک کے پاس لڑکا ہے، دوسری کے پاس لڑکی ہے۔ دونوں میں نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(۳) زید کے پاس ایک بیوی تھی جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اب وہ جوان ہوگیا ہے اور اس لڑکے کی والدہ انتقال کر گئی ہے۔ پھر لڑکے کے باپ نے دوسری شادی کی۔ اب اس کے بعد اس کے باپ کا انتقال ہوگیا۔ اب یہ لڑکا جو زید کا بیٹا ہے زید کی دوسری بیوی سے زید کے انتقال کے بعد نکاح کرنا چاہتا ہے۔ زید کا لڑکا اس سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ مدلل جواب دیا جائے۔

المستفتی: محمد جلال الدین، رفاہ المسلمین

۸۶/۹۴ے

الجواب ــــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــــ!

(۱) اگر انڈرویئر پاک ہے تو لنگی کے اندر پہن کر نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اگر اٹھنے بیٹھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی تو نماز مکروہ بھی نہیں ہوگی۔

(۲) سائل کا سوال تفصیل طلب ہے۔ ایک بیوی کے پاس لڑکا ہے اور دوسری کے پاس لڑکی ہے تو دونوں اسی شخص کی اولاد ہوئی اور لڑکا و لڑکی سوتیلے بھائی بہن ہوئے۔ ان دونوں میں شادی جائز نہیں۔ ہاں اگر دونوں بیویوں کی اولاد شخص مذکور سے نہیں بلکہ دونوں کی اولاد پہلے شوہر سے ہو تو شادی جائز ہوگی جب کہ دونوں کی یہ دوسری شادی ہو۔

(۳) باپ کی منکوحہ سے شادی حرام و ناجائز ہے۔ قرآن حکیم میں ہے: آیۃ کریمہ کا ترجمہ ــــ جس سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہے اس سے تم نکاح مت کرو الخ۔ لہٰذا زید کے انتقال کے بعد زید کا لڑکا اپنے باپ کی منکوحہ سے نکاح نہیں کر سکتا ہے۔

وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۱۸-۸-۷۶ء

استفتاء ۸۷۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام حسب ذیل مسائل میں

(۱) وہابیوں دیوبندیوں کے ساتھ نماز پڑھنا، ان کو اپنی مسجد میں آنے دینا، ان سے مسجد مدرسہ کی تعمیر کے لئے چندہ لینا، جلسہ میلاد النبی ﷺ کے لئے چندہ لینا، شرعاً کیسا ہے؟

(۲) خلافت کمیٹی وکانگریس میں مسلمانوں کو شریک ہونا چاہیے کہ نہیں؟ اس کا رکن وممبر بننا چاہیے یا نہیں؟

(۳) اپنے پیرومرشد برحق کے خلیفہ کو خلیفہ مانتے ہوئے بھی ان کی اطاعت وفرمانبرداری نہ کرنا بلکہ اپنی اطاعت وفرمانبرداری کرانے کی کوشش کرنا نیز ان کی توہین وتذلیل کرنے کرانے کی بندش کرنا کیسا ہے؟

(۴) جس مسجد میں ہر فرقہ والے نماز پڑھتے ہوں اس مسجد میں نماز پڑھنی چاہیے یا نہیں؟

(۵) ایک سنی عالم پیر طریقت کہلانے والے نے جان بوجھ کر ایک دیوبندی عقیدہ والے کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ایسے عالم پر شریعت کا کیا حکم ہے؟

محمد علی رضوی، معرفت ڈاکٹر محمد رفیق صاحب، بوکاروا سٹیل سٹی-۶
۷-۷-۷۶ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــــــ!

(۱) فرقہ باطلہ ضالہ جس نے تنقیص شان رسالت کی ہے اس کی اقتدا میں نماز پڑھنا اس سے تعلقات رکھنا شرعاً جائز نہیں۔ اگر وہ ہماری جماعت ومسجد میں آکر نماز پڑھیں تو اس سے ہماری نماز میں خرابی نہیں آتی اس لئے شرعاً اس میں کوئی نقصان نہیں۔ مسجد ومدرسہ وجلسہ کے لئے اگر وہ چندہ دیں تو لینے میں مضائقہ نہیں۔

(۲) خلافت کمیٹی وکانگریس کے ممبران وصدر اگر خلافِ شریعت کوئی کام نہ کریں اور کوئی حکم قرآن وسنت کے خلاف نہ دیں تو اس میں شرکت جائز ہے۔ قرآن حکیم میں ہے: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ. یعنی اے ایمان والو! سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اس کے خلاف ہوں تو شرکت جائز نہیں۔

(۳) شرعاً کسی عام مسلمان کی بلاوجہ شرعی تذلیل وتوہین کرنا ناجائز وحرام ہے چہ جائیکہ مرشد برحق کے خلیفہ کو ذلیل ورسوا کرنا

سخت قبیح وحرام ہے۔ایسی حرکت سے توبہ کرنا لازم ہے۔

(۴) بدمذہب وگمراہ فرقہ کی اقتدا میں نماز جائز نہیں۔اگر امام صحیح العقیدہ ہو تو اس مسجد میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔

(۵) ایسا بدعقیدہ جس کی بدعقیدگی حد کفر کو پہنچ گئی ہو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا شرعاً ممنوع ہے۔جان رحمت ﷺ نے ایک بار ایک منافق اُبی کی نماز جنازہ پڑھی تو خالق کائنات نے ممانعت فرمادی وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ اِذَامَاتَ اَبَدًا.

ہاں اگر مرنے والا ایسا شخص ہو جس کی بدعقیدگی حد کفر کو نہ پہنچی ہو تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے۔وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۰-۹-۷۶ء

استفتاء ۸۷۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں

زید کو ریس یعنی جوا کھیلنے کی بہت بری عادت ہوگئی ہے۔گھر کے لوگ بہت ہی برا بھلا کہتے ہیں، لعنت ملامت کرنے کے بعد زید نے کہا کہ اچھا قسم کھاتا ہوں کہ پچیس تیس ہزار جیت لوں گا تو ہی چھوڑوں گا۔ سب گھر کے لوگوں کو یہ یقین نہیں ہوتا ہے کہ جس شخص کو بری عادت ہوگئی ہے وہ کب اس حرکت سے باز آسکتا ہے۔دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید نے جھوٹ جو بولا حدیث اور قرآن حکیم کے رو سے زید پر کیا حکم ہوتا ہے؟ جواب سے سرفراز فرمائیں۔فقط

المستفتی: محمد ابوالحسن کٹرا منڈی، پٹنہ-۶

۱۸-۱۰-۷۶ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــــ!

شریعت مطہرہ نے جوا کو قطعی حرام وناجائز قرار دیا ہے۔اس فعل کا مرتکب سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہے۔اگر اس فعل بد سے توبہ کرلی اور قسم کھالی کہ پھر آئندہ یہ کام نہ کروں گا اگر نہیں کیا اور اپنی قسم پر قائم رہا تو ٹھیک ہے اور اگر قسم کھانے کے بعد پھر اس نے اس کام کو کیا تو اس مذموم فعل کا گناہ اس پر ہوگا اور قسم کا کفارہ دینا ہوگا۔یعنی تین روزہ رکھے یا دس مسکین کو پیٹ بھر کھانا کھلائے۔ واضح ہو کہ توبہ وقسم کے بعد پھر گناہ کا ارتکاب کرنا شدید ہو جاتا ہے اور اس طریقہ سے جو رقم حاصل ہوگی وہ قطعی حرام وناجائز ہوگی اور وہ رقم کسی کار خیر میں صرف نہیں کی جاسکتی۔وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۱۹-۱۰-۷۶ء

استفتاء ۸۷۴

مسئلہ: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ:

(۱) زید ایک مسجد کا امام ہے مگراولاد زیادہ ہوجانے کی وجہ سے اس نے اپنے کو خصّی کرالیا ہے۔ جس کی وجہ سے لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کرتے ہیں جب کہ کچھ لوگ چاہتے ہیں کہ اس کے پیچھے نماز پڑھیں۔ کچھ لوگوں کے چاہنے کی وجہ سے وہ امامت سے ہٹتا بھی نہیں۔ اب ہم لوگ انکار کرنے والے پس وپیش میں ہیں کہ کیا کریں۔ زید کہتا ہے کہ میں نے توبہ کرلی ہے۔ بعد توبہ زید کو خود امام بننا اور لوگوں کا ان کو امام بنانا درست ہے یا نہیں۔ زید نے یہ فعل رمضان شریف میں بحالت روزہ انجکشن سے کرایا ہے۔

(۲) مذکورہ زید یعنی امام مسجد، داڑھی کترواتا تھا اور امامت بھی کرتا تھا مگر لوگوں کے کہنے پر اب اس نے داڑھی کتروانا چھوڑ دیا ہے مگر اس کی داڑھی حد شرع سے ابھی بہت کم ہے حد شرع تک داڑھی پہونچنے سے پہلے وہ امامت کرسکتا ہے یا نہیں؟

(۳) مذکورہ امام ایک صحیح العقیدہ سنی پیر صاحب کا مرید تھا مگر کسی کے بہکانے کی وجہ سے اس نے پہلے پیر کی بیعت توڑ کر، ایک دوسرے پیر کی بیعت اختیار کرلی ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس امام کا ایسا فعل کرنا درست ہوا یا نہیں؟ بینوا توجروا!

المستفتی: محمد جلیل الدین، موضع کراری چاند پور، ڈاکخانہ خاص چاند پور، ضلع مالدہ، بنگال

۳/۱/۱۷ء

۹۲/۷۸۶

الجواب ــــــــــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب ــــــــــــ!

صورت مستفسرہ میں (۱) کثرت اولاد کی بنا پر زید کا اپنے کو خصّی کرالینا ناجائز وگناہ ہے۔ قرآن حکیم میں ہے: اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ۔ ''اللہ جس کے لئے چاہے روزی کشادہ اور تنگ کرتا ہے۔'' (کنز الایمان) روزی دینا خدا کے ذمہ ہے۔ خود ارشاد فرماتا ہے: وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا۔ یعنی زمین پر چلنے پھرنے والی مخلوقات کے رزق کا ذمہ دار خدائے عزوجل ہے۔ احادیث کریمہ میں چند مقامات پر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے دینے والی عورت سے شادی کروتا کہ میں قیامت میں کثرت امت کی بنا پر فخر کروں زید نے شریعت طاہرہ کے حکم کی خلاف ورزی کی جس وجہ سے وہ سخت گنہگار ہے۔ اس شرعی جرم کی وجہ سے وہ لائق امامت نہیں اور جب لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھنا نہیں چاہتے تو ایسی صورت میں بھی اس کو امام بننا ناجائز۔ حدیث شریف میں ہے: ثلثة لا ترفع صلوتهم فوق اذانهم

شبرا منهم من ام قوما وهم له كارهون یعنی تین شخص کی نماز ان کے کانوں سے بالشت بھر بھی اونچی نہیں ہوتی (پھر بارگاہ ربّ العزت تک رسائی تو بڑی چیز ہے) ایک وہ جو لوگوں کی امامت کرے اور لوگ اس سے ناراض ہوں یعنی کسی خطائے شرعی کی بنا پر لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھنا نہ چاہیں۔ ہاں جب زید نے اعلانیہ توبہ کر لیا ہے اور واقعی وہ اپنے اس فعل قبیح پر دل سے نادم و شرمندہ ہے تو ایسی صورت میں اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ۔ یعنی خدائے عزوجل اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے: التائب من الذنب كمن لا ذنب له۔ یعنی سچے دل سے توبہ کرنے والا بے گناہ کی طرح ہے۔

(۲) داڑھی مونڈوانا یا کتروانا، ناجائز اور اس کا مرتکب فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی قابل اعادہ ہوگی اگر زید نے داڑھی بڑھانی شروع کر دی ہے اور اعلانیہ توبہ کر چکا ہے اور امید ہے کہ وہ اپنی توبہ پر قائم رہے گا اور اب پھر آئندہ داڑھی نہ مونڈوائے گا تو اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اگر اس نے توبہ نہیں کی تو جب تک حد شرع سے کم رہے گی۔ اس کی اقتداء میں نماز مکروہ ہوگی۔ مراقی الفلاح میں ہے: كره امامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فيجب اهانته شرعا فلا يعظم بتقديمه للامامة. شریعت نے فاسق کی اہانت کا حکم دیا ہے اور اس کو امام بنانے میں اس کی عزت و تعظیم ہوتی ہے جو شرعاً ناجائز ہے۔

(۳) زید نے سنّی صحیح العقیدہ پیر کی بیعت کو توڑا۔ اگر پیر صاحب سے کوئی فعل خلاف شرع سرزد نہیں ہوا تھا تو زید کا فسخ بیعت کرنا ارتداد طریقت ہے اور سخت گناہ۔ زید اگر تمام مذکورہ بالا اعمال قبیحہ وافعال ذمیمہ و حرکات شنیعہ سے توبہ کر لے تو لائق امامت ہے ورنہ اسے عہدۂ امامت سے معزول کر کے کسی دوسرے متبع شریعت کو امام بنایا جائے۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصّواب۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۱۹ جنوری ۱۷ء

استفتاء ۸۷۵

مسئلہ: بحضور جناب مفتی اعظم صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں

(۱) زید یہ سمجھ کر خصی ہو گیا یا آپریشن سے نس بندی کرائی کہ بچہ پیدا نہ ہو تو اس حالت میں زید کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اور اس کا جنازہ پڑھا جائے گا یا نہیں؟

(۳) اور اس کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) نماز میں اس کو کس صف میں کھڑا ہونا چاہیے؟
(۵) اس کو دیکھ کر سلام کرنا کیسا ہے؟
(۶) اس کو فاتحہ کرنا اور اس سے فاتحہ کرانا کیسا ہے؟ وہ اس کام سے اسلام سے کتنا قریب ہے؟
(۷) وہ اذان دے سکتا ہے یا نہیں؟

مہربانی فرما کر نمبر کے مطابق جو جو سوال ہے جواب نمبر کے مطابق دیں۔ فقط

المستفتی: محمد فاروق خان، سنگرام نگر، اڑیسہ، کنجین
۲۱-۱۱-۷۵ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــ !

(۱) زید نے نس بندی کرا کر قانون شرعیہ کی خلاف ورزی کی جس کی وجہ سے وہ سخت گنہگار ہوا۔ قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا گیا: وَمَامِنْ دَابَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا. زمین پر چلنے والی تمام مخلوقات کا رزق خدا کے ذمہ ہے۔ احادیث کریمہ میں جان رحمت ﷺ نے کثرت سے بچہ دینے والی عورت سے شادی کرنے کی ترغیب دی تناکحوا الودود الولود. ''کثرت سے بچہ دینے والی عورت سے شادی کرو۔'' غیر مشروع فعل کے ارتکاب کی بنا پر زید کی اقتدا میں نماز مکروہ تحریمی ہے۔
(۲) اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ اس لئے کہ جو کچھ اس نے کیا اس کا جوابدہ وہ ہوگا۔ نماز جنازہ پڑھنا ہم پر فرض ہے، ہم اسے ترک کیوں کریں؟
(۳) اس کے ہاتھ کا ذبیحہ بھی کھانا درست ہے۔ اس لئے کہ وہ مسلمان ہے۔
(۴) جس صف میں چاہے وہ کھڑا ہو سکتا ہے۔ وہ فی الحقیقت مخنث نہیں۔
(۵) غیر شرعی فعل کے ارتکاب کی وجہ سے زید فاسق ہوا۔ احتیاط یہ ہے کہ فاسق کو سلام نہ کیا جائے تا کہ دوسرے لوگ اس سے عبرت حاصل کریں۔
(۶) وہ فاتحہ وایصال ثواب بھی کر سکتا ہے۔
(۷) وہ اس فعل قبیح کرنے کے بعد بھی مسلمان ہے۔ اگرچہ اس نے خلاف شرع کیا مگر ہنوز وہ اسلام میں داخل ہے۔ اس لئے وہ آذان بھی کہہ سکتا ہے۔ ہاں متشرع آدمی کی موجودگی میں اس سے آذان نہ دلوائی جائے۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ
۲۶-۱۱-۷۵ء

استفتاء ۸۷۶

مسئلہ: بخدمت گرامی! نسبندی اور جبری نسبندی کے بارے میں قرآن اور احادیث کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: مصطفےٰ علی خان، مہتاب افتخاری، ناظم شعبۂ اسلامیات، آل انڈیا سنی لیگ، بمبئی

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــ بعون الملک الوهاب ــــــ!

اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه اللهم وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه. ''اے اللہ ہمیں حق کو حق دکھا اور اس کی اتباع کرنے کی توفیق عطا فرما اور غلط کو غلط دکھا اور اس سے اجتناب کی توفیق عطا فرما'' مذہب اسلام فطری مذہب ہے۔ اس میں فطرت انسانی کے تقاضوں کی آخری ممکن حد تک رعایت رکھی گئی ہے۔ نسبندی انسانی فطرت کے خلاف ہے۔ شریعت مطہرہ ایسے قبیح فعل کی ہرگز اجازت نہیں دیتی جو شرعی و مذہبی اصول کے خلاف ہو۔ اگر غربت و مفلسی کی بنا پر نسبندی کے ذریعہ اضافہ آبادی کو روکنے کا خیال ہو تو قرآن حکیم میں صراحتاً ارشاد فرمایا: لَا تَقْتُلُوا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ. (سورۂ انعام:۱۵۱) ''اور اپنی اولاد قتل نہ کرو مفلسی کے باعث۔'' دوسری جگہ فرمایا: وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا. ''اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔'' اور احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ میں مختلف عنوان کے ساتھ کثرت اولاد کی ترغیب موجود کہ تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم الامم. ''زیادہ بچہ دینے والی عورت سے شادی کرو اس لئے کہ میں تم پہ کثرت امت کی وجہ سے فخر کروں گا۔'' ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جب کچھ صحابہ نے عزل کے متعلق سوال کیا تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا: فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ذلك الواد الخفي وهي واذا المؤودة سئلت. (رواہ مسلم) ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ خفیہ طور پر مار ڈالنا ہے جب کہ ارشاد ربانی ہے اور جب زندہ دبائی ہوئی سے پوچھا جائے اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کی ہے۔'' لہٰذا نسبندی کرنے والا اور کرانے والا احکام شرعیہ کی خلاف ورزی کرنے کی بنا پر سخت گنہگار، مجرم و خطاکار ہوگا۔ وهو الهادى الىٰ طريق الحق والصواب.

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۰-۵-۷۶ء

استفتاء ۸۷۷

مسئلہ: حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
مندرجہ ذیل مسئلہ کا جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

(۱) نس بندی کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟
(۲) نس بندی والے کی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ قبول ہوگا یا نہیں؟
(۳) نس بندی والے کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟
(۴) نس بندی والے کے ساتھ کھانا پینا، سلوک کرنا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟
(۵) نس بندی والے کی توبہ قبول ہے یا نہیں اور اس کا کفارہ کیا ہے؟

المستفتی: مولوی نظام الدین، پکی بلہاری کولیری-۶، بسنڈا، دھنباد

۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــــــ بعون الملک الوهاب ـــــــــ!

(۱) بلا عذر شرعی نس بندی کرانا ناجائز وگناہ ہے۔ شریعت مطہرہ میں افزائش نسل کا حکم ہے نہ کہ انقطاع نسل کا۔ موجودہ دور میں جو لوگ غربت وتنگدستی کے خیال سے نس بندی کراتے ہیں وہ گنہگار مستحق نار ہیں۔ قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا: وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا. ''ترجمہ: اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔'' حدیث شریف میں ہے: تزوجوا الولود الودود. کثرت سے بچہ دینے والی محبت کرنے والی عورت سے شادی کرو۔ مسلمانوں کو ایسے کاموں سے اجتناب و پرہیز کرنا چاہئے۔

(۲) ایسے شخص کی عبادت قبول ہوگی۔ نس بندی کا گناہ اپنی جگہ اور عبادت کا ثواب اپنی جگہ۔

(۳) ایسا شخص فاسق ہے۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی۔ اگر عذر شرعی کی بنا پر ایسا کیا تو مجرم نہیں۔

(۴) اس کے ساتھ تعلقات قائم رکھنا، کھانا پینا جائز ہے۔

(۵) سوائے توبہ کے اس کا اور کوئی کفارہ شریعت سے ثابت نہیں۔ جب اس سے بڑے بڑے گناہ توبہ اور کفارہ سے معاف ہو جاتے ہیں تو یہ بھی توبہ سے معاف ہو جائے گا اور جب آدمی گناہ سے توبہ کر لیتا ہے تو التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ. ''گناہ سے توبہ کرنے والا، گناہ نہ کرنے والے کی طرح ہے۔''

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۳-۹-۷۶ء

استفتاء ۸۷۸

مسئلہ: مکرمی جناب مفتی صاحب ادارہ شرعیہ سلطان گنج، پٹنہ-۶
مجھ غریب کا ایک مسلم ہونے کی غرض سے کچھ سوال ہے جو دریافت کیا ہے اور اس کے متعلق ادارۂ شرعیہ کیا کہہ رہا ہے اس کا جواب طلب ہے۔

(۱) کیا مسلمان کرمچاری جو سرکاری نوکری میں ہیں ان کو نس بندی کرنا ضروری ہے اور نہ کرانے میں ان کو نوکری سے برخاست کر دیا جائے گا۔

(۲) مسلمان کرمچاری جو سرکاری نوکری میں ہیں یا اور بھی جو مسلمان ہیں ان کو نس بندی کرانے کے متعلق مذہب کیا کہتا ہے۔ کرانا ناجائز ہے یا جائز ہے؟

(۳) اس وقت مسلمان کرمچاری پر جو ظلم ہو رہا ہے کہ نس بندی کراؤ ورنہ مشاہرہ بند یا نوکری چھوڑو، اس کے متعلق آپ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ چونکہ اس وقت مسلمانوں کا قدم اکھڑ رہا ہے اور اسلام بہت بڑے خطرے میں ہے، جب ادارہ اس وقت حکومت سے نہ درخواست کرے گا تو کس دن کے واسطے ادارہ ہے، صرف منہ دیکھنے کے لئے؟۔ لہٰذا آپ خدا کے لئے جواب جلد دیں کہ آپ کے لکھے ہوئے پر حکومت کو جواب دیا جائے ورنہ ہم غریب مسلمانوں کا کون سہارا ہے۔ حکومت کی ایک چٹھی ہے کہ ۴۵ عمر ہے تو نس بندی نہیں کرانا ہے اور کم عمر ہے تو کرانا ہے۔ اس میں مذہب کی کوئی شنوائی نہیں ہے؟ تو کیا مسلمان ایک ایک کر کے غیر مذہب ہو جائیں لہٰذا جلد جواب دیں تا کہ جو مشاہرہ بند ہو رہا ہے اس پر کوئی کارروائی کی جائے اور اگر مسلمانوں کے لئے روک ہے تو اخبار اردو ہندی میں نکال دیا جائے تا کہ مسلمانوں کی جان بچے۔ فقط

المستفتی: اشرف النساء، اورنگ آباد

۹۲/۷۸۶

الجواب بعون الملک الوہاب!

نسبندی کے سلسلہ میں آپ نے اپنی درد بھری کہانی لکھی ہے وہ یقیناً قابل توجہ ہے۔ ادارہ قوم و ملت کی پاسبانی کے لئے قائم کیا گیا ہے اور یہ اپنی فرض منصبی سے غافل نہیں ہے۔ یہ فعل شرعاً یقیناً جائز نہیں۔ بغیر کسی عذر معقول کے یہ فعل ناجائز ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کی انفرادی آواز صدا بصحرا ثابت ہوگی اور حکومت اس پر کوئی توجہ نہ کرے گی۔ اجتماعی شکل میں کارروائی ہو رہی ہے اور حکومت کو اس کے نشیب و فراز سمجھائے جا رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں چند مسلمان سرگرم عمل ہیں لیکن ایک بڑی مشکل یہ ہے کہ مسلمان کہلانے والے چند علماء نے اس کے جواز کا فتویٰ دے دیا ہے کہ مذہب اسلام اس سے نہیں منع کرتا ہے، اب آپ سمجھ سکتی

ہیں کہ یہاں دو طرح کا فتویٰ ہوگیا۔ اب کس کو مانا جائے اور کس کو رد کیا جائے اس میں زیادہ تر وہ لوگ ہیں جو حکومت کے نمک خوار ہیں۔ وقت کا انتظار کیجئے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۱۵-۱۰-۷٦ء

استفتاء ۸۷۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت مسئلہ ذیل میں

(۱) داڑھی کا مسئلہ ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے جس کے داڑھی نہ ہو یا جس کی داڑھی حد شرع سے کم ہو، نماز جائز ہے؟ از روئے شرع احادیث نبوی اور فقہی کتابوں کے حوالہ سے مفصل جواب مرحمت فرمائیں۔

(۲) فاسق معلن کسے کہتے ہیں؟ اس کی تحریری تعریف کیا ہے؟

(۳) ضبط تولید کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: نظام الدین رضوی، داناپور

۷۸٦/۹۲

الجواب ـــــــــ بعون الملک الوہاب ـــــــــ!

(۱) شریعت مطہرہ نے مسلمانوں کی ظاہری و باطنی اصلاح کے لئے اتباع رسول کو واجب وضروری قرار دیا ہے۔ قال تعالیٰ عز اسمہ وجل جلالہ "مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا". یعنی رسول جو کچھ تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔ مطلب یہ ہوا کہ رسول جو کچھ فرمائیں اس پر عمل کرو اور جس کام سے منع فرمائیں اس کو چھوڑ دو۔ دوسری جگہ قرآن حکیم نے فرمایا: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى. یعنی جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم جو احکام شرعیہ بیان کرتے ہیں یا جو کچھ فرماتے ہیں وہ اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ بذریعہ وحی جو حکم ہوتا ہے وہی ارشاد فرماتے ہیں۔ وَقَالَ تَعَالٰى اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ. یعنی اللہ اور رسول کی اطاعت کرو۔ وَقَالَ تَعَالٰى مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ. جو رسول کے فرمانے پر چلا اس نے اللہ کا حکم مانا۔ مذکورہ بالا آیات بینات میں نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے حکم کو اپنا حکم اور نبی ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا۔ وقال عز ذکرہ وجل جلالہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. البتہ بیشک تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی میں اچھا طریقہ ہے۔ اب اس سلسلہ میں احادیث نبویہ علیہ الصلوۃ والتحیۃ میں سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کریمہ خصائل جلیلہ کے ساتھ آپ کے ارشادو احکامات بھی سنئے۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیر شعر اللحیۃ. حضور کی ریش مبارک کے بال کثیر تھے۔ (رواہ مسلم) ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے

مروی ہے جس کا آخری فقرہ ہے: **ازهر اللون واسع والجبين كثيف** کشادہ پیشانی گھنی داڑھی۔ (رواہ ترمذی) ختنہ کے متعلق امام سید محمود عینی عمدۃ القاری شرح بخاری میں فرماتے ہیں: **انه شعار الدين يتميز المسلم من الكافر** جب ختنہ شعائر دین سے ہے جوامر محض ہے تو داڑھی بدرجہ اولیٰ شعائر اسلام سے ہے۔ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: **قال رسول صلى الله عليه وسلم عشر من الفطرة قص الشوارب وعفاء اللحية.** یعنی دس چیزیں شرائع قدیمہ مستمرہ انبیائے کرام علیہم السلام سے ہے جس میں مونچھیں کٹانی اور داڑھی بڑھانی ہے۔ طبرانی کبیر میں حضرت ابن عباس مروی حضور نے ارشاد فرمایا: **اوفوا اللحى وقصوا الشوارب.** پوری کرو داڑھیاں اور مونچھیں کترواؤ۔ مختصر یہ کہ اس قسم کی احادیث وآثار واقوال ائمہ کرام وفقہائے عظام ان گنت ہیں۔ عمل کے لئے یہ چند دلائل کافی ہیں۔ **وهو اعلم**

نوٹ ——واضح ہو کہ جس کی داڑھی سرے سے نکلی ہی نہ ہو اور وہ بالغ ہو اس کی اقتدا میں نماز جائز، داڑھی منڈوانے یا کتروانے والے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی۔

(۲) گناہ کبیرہ کا مرتکب فاسق ہے اور اسی کو فاجر بھی کہتے ہیں۔ فاسق معلن اعلانیہ کبیرہ گناہ کرنے والے کو کہتے ہیں یا صغیرہ پر اصرار کرنے والے کو کہتے ہیں اور جو مدامت کرے اس کو بھی فاسق معلن کہا جائے گا۔

(۳) مذہب اسلام فطری مذہب ہے۔ اس میں فطرت انسانی تقاضوں کی آخری ممکن حدوغایت رکھی گئی ہے۔ ضبط تولید شرعی و مذہبی اصول کے منافی ہے۔ اس سلسلہ میں اگر واقعی عورت امراض مہلکہ میں مبتلا ہے یا اتنی کمزور ہے کہ وہ بار حمل برداشت نہیں کر سکتی اور حمل کی صورت میں اس کی جان کو خطرہ ہے اور آئندہ بھی اس کے صحت یاب ہونے کی امید نہیں تو یہ شرعی مجبوری ہے۔ مرد اگر دوسری شادی کر کے جنسی خواہشات کو پورا کرنے سے قاصر ہے تو شرعاً اسے نسبندی کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ ہر کام کی علت اور کچھ نہ کچھ غرض وغایت ہوتی ہے۔ نس بندی کا مقصد غربت وافلاس ہے اور آبادی کی کمی منظور ہے۔ اس سلسلہ میں نص قطعی موجود **لَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ مِنْ خَشْيَةِ اِمْلَاقٍ** ۔ ''اپنی اولاد قتل نہ کرو مفلسی کے باعث۔'' (کنز الایمان) دوسری آیت کریمہ **وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا** ۔ ''اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔'' احادیث مبارک میں ارشاد فرمایا: **تزوجوا الودود الولود فاني مكاثر بكم الامم.** ''زیادہ بچہ دینے والی عورت سے نکاح کرو، کیونکہ میں تمہارے ساتھ اور امت میں کثرت ظاہر کرنے والا ہوں۔'' کچھ صحابہ نے سرکار سے عزل کے متعلق دریافت فرمایا۔ ارشاد ہوا **ذالك الواد الخفي وهي واذ المؤدة سئلت.** ''یہ خفیہ طور پر ہلاک کرنا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ اور جب زندہ دبائی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے۔ (کنز الایمان) لہٰذا بغیر کسی عذر شرعی کے ضبط تولید اور انقطاع نسل ناجائز ہوگا۔ ہذا الخص۔ **وهو تعالىٰ اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارہ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

استفتاء ۸۸۰

مسئلہ: کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ پر

(۱) زید گورنمنٹ ملازم ہے۔تنخواہ پر سب کچھ منحصر ہے۔بعد ریٹائر کے گورنمنٹ اپنے قانون کے مطابق اس کا پر یویڈنٹ فنڈ کا روپیہ ادا کرے گی۔

(۲) حامد بھی ایسی ہی صورت میں ہے مگر حامد کا ساتھ ہی ساتھ پرائیویٹ کاروبار سود کا ہے۔عام لوگوں کو نقد روپیہ دینا اور ان سے سود کے روپیہ وصول کرنا ہے۔

(۳) محمود کو ان دونوں اشخاص سے روپیہ بطور چندہ برائے مرمت مسجد لینا ہے۔بتلائیں ان دونوں کا پیسہ مسجد کے کام میں آسکتا ہے یا نہیں؟

۸۶/۹۲ ے

الجواب ـــــــــــ بعون الملک الوہاب ـــــــــــ!

(۱) زید کی تنخواہ اور اس کے پر یویڈنٹ فنڈ کی رقم جائز ہے۔کار خیر میں اسے لگایا جاسکتا ہے۔

(۲) حامد بھی اگر ملازم ہے تو اس کی تنخواہ کی رقم مسجد میں لگائی جاسکتی ہے اور اگر سود کی رقم مسجد کے لئے دے تو اس رقم کا لینا ناجائز وحرام ہے۔قرآن حکیم میں ہے: اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا. خدائے تعالیٰ نے خرید وفروخت حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔حدیث شریف میں ہے: ان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لعن آكل الربوا واكله وشاهده وكاتبه. (ابن ماجہ) رسول پاک ﷺ نے سود لینے والے،کھانے والے،اس کے گواہوں اور اس کے کاغذات لکھنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔دوسری حدیث میں ہے: ان اللّٰه طيب لايقبل الا طيباً. اللہ تعالیٰ پاک ہے۔وہ نہیں قبول کرتا ہے مگر پاک چیز کو۔

(۳) محمود تعمیر مسجد کے لئے (۱) سے چندہ لے سکتا ہے (۲) سے دریافت کرے۔اگر وہ سود کے علاوہ جائز رقم دے تو لینا جائز ورنہ نہیں۔ **وهو تعالیٰ اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی،خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار،پٹنہ

کتبہ

۲۳-۱۰-۷۶ء

استفتاء ۸۸۱

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) زید پیش امام ہے اور اس کا بھتیجہ عمرو تانبا پیتل چوری کرتا ہے اور فروخت کر کے ان سب کی رقوم پیش امام کے پاس جمع کرتا ہے جس سے وہ بھی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ نیز جب چور کی گرفتاری ہوتی ہے تو امام صاحب (زید) اس رقوم کو تھانہ میں دے کر چور کی رہائی کرواتے ہیں۔ لہٰذا ایسے امام کے متعلق شرع کا کیا حکم ہے؟ اس کے پیچھے نماز کا از روئے شرع کیا حکم ہے؟

(۲) نیز مذکورہ بالا زید امارت شرعیہ پٹنہ کے مرید و معتقد ہیں اور دیوبندی ہیں۔ لہٰذا ایسے شخص کے متعلق علمائے اہلسنّت کا کیا حکم ہے؟

(۳) ایسے شخص کے متعلق شرع کا کیا حکم ہے جو کہ قیام ومولود کو ضروری نہ سمجھتا ہو، جو زیادہ تر قیام نہ کرتا ہو بلکہ برا سمجھتا ہو؟

(۴) فاسق و فاجر کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے جس کا اعادہ واجب ہے۔ اگر ایسے امام نے نکاح پڑھایا تو درست ہوگا یا نہیں؟ اگر درست ہوگا تو کیوں جب کہ وہ بھی شریعت کا ایک محقق مسئلہ ہے؟

المستفتی: ڈاکٹر مسیح الدین، گوموہ، پرانا بازار، ضلع دھنباد

۹۲/۸۶ء

الجواب ـــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــ!

(۱) قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا: تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى. وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ. یعنی نیکی وتقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ وسرکشی میں اعانت نہ کرو۔ لہٰذا اگر زید اپنے بھتیجا عمرو کی برائیوں کو جانتے ہوئے اس کی پاسداری کرتا ہے تو زید فاسق ہے۔ اس کی اقتدا میں نماز مکروہ تحریمی قابل اعادہ ہوگی۔

(۲) دیوبندی کے عقائد باطلہ وخیالات فاسدہ ان کی کتابوں سے ظاہر ہیں۔ اگر واقعی زید کے وہی عقیدے ہیں جو دیوبندیوں کے ہیں تو ان سے میل جول رکھنا جائز نہیں، نہ ان کی اقتدا میں نماز درست ہوگی۔

(۳) قیام ومیلاد کو برا کہنے والے عموماً وہابی دیوبندی ہی ہوتے ہیں۔ گمراہ بدمذہب رسول پاک ﷺ کی شان میں توہین تنقیص کرنے والے رسول کو اپنے جیسا سمجھنے والے شان رسالت میں گستاخی کرنے والے یقیناً خارج از اسلام ہیں۔ ان سے میل جول، سلام کلام، شادی بیاہ کرنا ناجائز، دشمن رسول سے اگر عدم واقفیت میں نکاح ہوگیا تو نکاح باطل ہوگا۔

(۴) بیشک فاسق کی اقتدا میں نماز مکروہ تحریمی ہوگی لیکن نکاح کا مسئلہ اس سے علیحدہ ہے۔ نکاح تو بوکالت کافر بھی صحیح ہوگا۔

درمختار میں ہے: **شرط حضور شاهدين مسلمين لنكاح مسلمة ولو فاسقين وصح نكاح ذمية عند ذميين**

ولو مخالفین لدینھا. ''کسی مسلمان عورت کے نکاح کے لئے دو مسلمان گواہوں کا ہونا شرط ہے۔ اگر چہ وہ گواہان فاسق ہوں اور ذمیہ کا نکاح دو ذمیوں کی موجودگی میں صحیح ہے اگر چہ وہ دونوں، ذمیہ کے دین سے اختلاف رکھتے ہوں۔'' بدائع میں ہے: تجوز وکالۃ المرتد بان وکل مسلم مرتدا وکذا لو کان مسلما وقت التوکیل ثم ارتدفھو علیٰ وکالتہ الا ان یلحق بدار الحرب فتبطل وکالتہ. یعنی مسلمان کے نکاح میں دو مسلمان شاہد کا ہونا ضروری ہے۔ اگر چہ وہ فاسق ہوں بدائع کی عبارت سے معلوم ہوا کہ نکاح میں مرتد کی وکالت بھی جائز ہے۔ لہٰذا فاسق اگر دو مسلمان گواہوں کی موجودگی میں نکاح پڑھائے تو شرعاً نکاح جائز و درست ہوگا۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ پٹنہ، بہار

کتبہ

استفتاء ۸۸۲

مسئلہ: جناب من السلام علیکم۔ قبول باد گذارش ہے کہ کچھ سوالات آپ کے ادارہ میں بھیج رہا ہوں اس کا جواب بہت جلد روانہ کریں۔ ادارۂ شرعیہ میں یہاں سے مبلغ تیس (۳۰) روپے فطرہ کے روانہ کئے گئے ہیں ابھی تک واپسی رسید نہیں ملی ہے۔

(۱) دربھنگہ کے رہنے والے ایک مولانا نے تقریر میں فرمایا کہ شراب پینے والے اپنی ماں سے زنا کرتے ہیں۔ یہ حدیث ہے؟

(۲) سود کھانے والے بھی اپنی ماں سے زنا کرتے ہیں۔ اس حدیث کو پوری تفصیل کے ساتھ لکھیں۔

(۳) ایوب علیہ السلام کو خدا نے کتنی اولاد دیں دیں۔ لڑکا اور لڑکی کی تعداد کیا تھی؟

(۴) ہمارے یہاں ایک امام سے مقتدی کے ساتھ کچھ گستاخی ہوگئی ہے۔ کچھ آدمی کا کہنا ہے کہ اس امام کے پیچھے نماز جائز نہیں اور چند آدمی یہ کہتے ہیں کہ اگر امام اپنی گستاخی کی مقتدیوں سے معافی مانگ لیں تو ہم لوگوں کی نماز جائز ہوگی۔ اس کا جواب جلد دیں۔ والسلام

المستفتی: نور الحسن کیراف سونی لال رائے، مقام و پوسٹ بانرہاٹ، جلپائی گوڑی

۹۲/۸۶ء

الجواب ـــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــ!

آپ نے جو تیس روپے ارسال کئے وہ ادارہ میں وصول ہو گئے ہیں۔ امید ہے کہ واپسی رسید آپ کو مل گئی ہوگی۔ فجزاک المولیٰ خیر الجزاء.

(۱) شراب پینے والوں کے متعلق ایسی حدیث نہیں ہے کہ وہ ماں کے ساتھ زنا کرتے ہیں۔ معلوم نہیں کہ مولانا نے یہ حدیث

کہاں سے بیان کی۔ ہاں شراب کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے اور اسے ناپاک فرمایا ہے: **قال تعالیٰ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ.** ''شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا۔ (کنزالایمان) حدیث شریف میں رحمت عالم ﷺ نے بیان فرمایا ہے کہ شراب پینے والے کی چالیس دن کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ اگر وہ توبہ کرتا ہے تو خدا اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔ پھر پیتا ہے پھر چالیس دن کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ پھر اس نے توبہ کی تو اس کی توبہ قبول ہو جاتی ہے۔ تیسری بار بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ چوتھی بار اس کی توبہ قبول نہیں ہوتی اور اس کو جہنمیوں کا پیپ پلایا جائے گا۔ شرابی کے متعلق ماں کے ساتھ زنا کرنے کی حدیث نظر سے نہیں گزری۔

(۲) حدیث شریف جان رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: **الربو اسبعون جزءً او اصغرها ان ینکح الرجل امه.** (رواہ، ابن ماجہ وبیہقی)۔ سود کے ستر درجے ہیں (یعنی ستر درجہ گناہ کے ہیں)۔ اس کے گناہ کا کم درجہ یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے نکاح کرے۔ **استغفر اللہ العظیم.** سودخوار اپنی ماں سے زنا نہیں کرتا بلکہ سود کھانے کا گناہ اتنا شدید ہے جیسے ماں کے ساتھ صحبت کرنے کا گناہ ہوتا ہے۔

(۳) حضرت ایوب علیہ السلام کے سات صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ آپ ۱۴۰ ربرس زندہ رہے۔ اپنے بیٹیوں اور بیٹیوں کی چار پشت تک کی اولاد کو دیکھا جیسا کہ حدیث شریف اور تاریخ ابن اثیر میں ہے۔ بعض روایتوں میں ۸۰ اولاد بھی لکھی ہے۔ ممکن ہے کہ لڑکے اور لڑکیوں کی اولاد کی جملہ تعداد آپ کی حیات مبارکہ میں اتنی ہوگئی ہو۔

(۴) امام نے مقتدیوں کے ساتھ گستاخی کی یا مقتدیوں نے امام کی شان میں بے ادبی کی؟ اگر امام صاحب نے شریعت کے خلاف مقتدیوں کے ساتھ کچھ حرکت کی ہے تو امام صاحب کو توبہ کرنا اور مقتدیوں سے معافی مانگنے میں کچھ اعتراض نہیں کرنا چاہیے اور اگر ایسا نہیں ہے تو بلا وجہ امام کے ساتھ گستاخی کرنا اور اسے معافی مانگنے پر مجبور کرنا سخت گناہ ہے۔ امام پابند شرع بہر حال قابل عزت وتکریم ہے۔ **وھو اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتا، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۷-۱۱-۷۶ء

استفتاء ۸۸۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ذیل میں

(۱) زید چند آدمیوں کے ساتھ بکر کے یہاں مسجد کے چندہ کے لئے گیا اور کہا کہ فلاں مسجد کی تعمیر ہو رہی ہے۔ لہٰذا ہم لوگ چندہ لینے کے لئے آپ کے پاس آئے ہوئے ہیں، تو بکر نے کہا کہ مجھے دیر وحرم سے کوئی مطلب

نہیں ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ از روئے شریعت مطہرہ بکر دائرۂ اسلام میں رہا یا نکل گیا؟

(۲) خطبہ جمعہ کے وقت جو آذان ہوتی ہے وہ مسجد میں منبر کے قریب ہونی چاہیے یا خارج مسجد؟

(۳) صاع کا تحقیقی وزن کیا ہے؟ اگر کسی نے نصف صاع ایک سیر بارہ چھٹانک گیہوں یا اس کی رقم دی تو فطرہ ادا ہوگا یا نہیں؟

(۴) نماز جنازہ میں دونوں ہاتھ کھول کر سلام پھیرنا چاہیے یا باندھے ہوئے؟

(۵) بوقت اقامت مقتدیوں کو بیٹھا رہنا چاہیے یا کھڑا رہنا چاہیے؟ سنت طریقہ کیا ہے؟

(۶) بعد نماز عصر اور بعد نماز فجر مصافحہ کرنا کیسا ہے؟ اور اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ خلاف شریعت کرتا ہے یا شریعت کے مطابق کرتا ہے؟ قرآن شریف و حدیث شریف کی روشنی میں جواب دیں۔

(۷) بعد نماز فجر صلوٰۃ وسلام کا نذرانۂ عقیدت پیش کرنا کھڑے ہو کر جائز ہے؟ از روئے شریعت مطہرہ جواب دیں۔

المستفتی: محمد خلیل الرحمٰن تیغی القادری، ساکن سنگرہی، پوسٹ جگدیش پور، ضلع سنتھال پرگنہ، بہار

۹۲/۸۶ے

الجواب ــــــــ بعون الملک الوهاب ــــــــ!

(۱) بکر کا یہ قول کہ مجھے دیر و حرم سے کوئی مطلب نہیں، خلاف شرع ضرور ہے لیکن ایسا کہنے سے وہ اسلام سے خارج نہ ہوگا نہ اس پر کفر کا فتویٰ دیا جائے گا۔ بکر کو توبہ کرنا چاہیے۔

(۲) خطبہ جمعہ کی آذان مسجد سے باہر امام کے سامنے ہونا چاہیے۔ مسجد کے اندر آذان دینا فقہائے کرام نے مکروہ لکھا ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ قاضی خان، فتاویٰ خلاصہ، فتح القدیر، بحر الرائق، فتاویٰ ہندیہ، طحطاوی، علی مراقی الفلاح وغیرہم کتب میں تصریح فرمائی ہے۔ فتاویٰ خانیہ میں ہے: **ینبغی ان یوذن علی المئذنة او خارج المسجد ولا یوذن فی المسجد.** یعنی آذان مینارے پر یا مسجد کے باہر کہنا چاہیے۔ مسجد کے اندر آذان نہ کہی جائے۔ سنن ابی داؤد شریف میں بسند حسن سائب ابن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے **قال کان یوذن بین یدی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعة علیٰ باب المسجد وابی بکر وعمر.** یعنی جمعہ کے دن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر پر تشریف رکھتے تو مسجد کے دروازہ پر آذان دی جاتی اور یہی طریقہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں رائج رہا۔

(۳) ایک صاع ۴ مُد کا ہوتا ہے۔ نصف دو مد کا ہوگا۔ امام ابوحنیفہ و امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آٹھ رطل عراقی امام ابو یوسف ۵ ۱/۳ مد کا فرماتے ہیں۔ مختصر یہ کہ ایک صاع ۳۵۱ روپے بھر کا ہوتا ہے اور نصف صاع ۵ے۱۷ روپے ۸ بھر کا ہوگا۔ وقہ فطر دو سیر تین چھٹانک آٹھ آنے بھر کا ہوگا۔ اس سے کم دینا مناسب نہیں۔ علمائے اہل سنت و حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہی تحقیق ہے۔

(۴) نماز جنازہ میں چوتھی تکبیر کے بعد دونوں ہاتھ کھول کر سلام پھیرے۔ (خلاصہ درمختار)

(۵) اقامت کے وقت کھڑا رہنا مکروہ ہے۔ جب مکبر حی علی الصلوٰۃ کہے تو امام ومقتدی کھڑے ہو جائیں۔ فقہ کی تمام معتمد و مستند کتابوں میں یہ مسئلہ موجود ہے۔

(۶) بعد نماز مصافحہ مباح ومستحب ہے واجب وضروری نہیں۔ نص علیٰ تصحیحہ العلامۃ الخفاجی فی نسیم الریاض۔ ''علامہ خفاجی نے نسیم الریاض میں مصافحہ کے جواز کا قول فرمایا ہے۔'' مصافحہ کرنا خلاف شریعت نہیں۔ جو اسے خلاف شرع کہے عدم جواز کی دلیل اسی کے ذمہ ہے۔

(۷) جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں ہدیہ درود شریف پیش کرنا باعث اجر عظیم وفضل رحیم ہے۔ انفرادی طور پر سلام عرض کیا جائے یا اجتماعی شکل میں، بعد فجر ہو یا ہر نماز کے بعد ہو بہر صورت جائز وباعث برکت ہے۔ درود شریف پڑھنے کے لئے کوئی خاص وقت کی قید نہیں۔ یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ ''ترجمہ: اے ایمان والو! نبی پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو'' چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے جب چاہیں صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ عقیدت پیش کریں۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۷-۱۱-۷۶ء

استفتاء ۸۸۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں:

(۱) اور آذان کی طرح جمعہ کی ثانی آذان بھی خارج مسجد ہونی چاہیے یا اندرون مسجد منبر کے قریب کہنا افضل ہے؟ کیوں کہ ایک صاحب نے امارت شرعیہ پھلواری شریف سے استفتا کیا تھا جس کا جواب یہ ہے—— ''جمعہ کی آذان ثانی منبر کے نزدیک دینا افضل ہے۔ یہ کہنا کہ مسجد میں جائز نہیں مسجد کے باہر آذان دی جائے درست نہیں ہے۔ فقہ کی مشہور کتاب جامع الرموز میں: قریباًمنه ای المنبر کی تصریح موجود ہے''۔ صحیح مسئلہ کیا ہے مع ثبوت جواب عنایت فرمائیں۔

(۲) امام مسجد نے پنچایت میں دریافت کرنے پر کہا کہ مسئلہ یہی ہے کہ جمعہ کی آذان ثانی خارج مسجد منبر کے سامنے دینا چاہیے اور تقریباً ڈیڑھ سال تک باہر ہی آذان ہوتی رہی۔ بعدہ کچھ لوگوں کے بہکانے پر پھر اندرون مسجد دلوانا شروع کر دیا ہے۔ لہٰذا ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہیں؟ اسی نے ایک مرتبہ درج ذیل بات کی تھی ''سالا ایسا ایسا ہے کہ وہم وگمان میں بھی نہیں آتا دیکھو نہ ہے کہ عرش میں

۷۰ پردے ہیں اور ہر پردے کے بیچ کی دوری ستر ہزار برس میں طے ہوتی ہے“۔ایسا کہنے والا دائرۂ اسلام میں رہایا خارج ہوگیا؟

(۳) مکبر جب تکبیر نماز کہے اس وقت کھڑا رہنا چاہیے یا بیٹھے رہنا چاہیے؟ مع ثبوت کتب معتبرہ جواب لکھیں۔

(۴) نماز جنازہ میں چوتھی تکبیر کے بعد ہاتھ باندھے ہوئے سلام کہنا چاہیے یا ہاتھ چھوڑ کر؟

(۵) بعض لوگ نماز فجر وعصر مصافحہ کرنے یا صلوٰۃ وسلام پڑھنے کو شریعت میں نئی بات سے تعبیر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہیں دو وقتوں میں کیوں کرتے ہیں؟ لہٰذا اس کا جواب بھی مع ثبوت جلد لکھیں۔ بینوا توجروا۔

المستفتی: عبدالرشید راج، محلّہ پرانی مسجد بڑھیا کھاد، پوسٹ ایس پی کولیری، ضلع گریڈیہہ

۶-۱۱-۷۶ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــ بعون الملک الوهاب ــــــــ !

(۱) اندرون مسجد آذان کو فقہائے کرام وائمہ عظام نے مکروہ فرمایا ہے۔ فتح القدیر میں ہے: **الاقامة فی المسجد لابُد واما الاذان فعلی المئذنة فان لم یکن ففی فناء المسجد وقالوا لایوذن فی المسجد.** ”ترجمہ: اقامت تو مسجد کے اندر ہی ہوگی۔ اور آذان تو مینارہ پر۔ اگر مینارہ نہ ہوتو مسجد کے باہر آذان دی جائے۔ فقہاء کرام نے فرمایا کہ مسجد کے اندر آذان نہ کہی جائے۔“ فتاویٰ خانیہ میں ہے: **ینبغی ان یوذن علی المئذنة او خارج المسجد ولایوذن فی المسجد.** مذکورۂ بالا تصریحات سے مسئلہ بالکل واضح ہے کہ اقامت تو مسجد ہی میں ہوگی لیکن آذان مینارہ پر دی جائے۔ اگر مینارہ نہ ہوتو مسجد کے باہر آذان دی جائے۔ مسجد کے اندر نہ دی جائے۔ فقہ کی اکثر وبیشتر معتمد ومستند کتابوں میں یہی ہے کہ مسجد کے اندر آذان نہ دی جائے۔ جیسے فتاویٰ عالمگیریہ، فتاویٰ قاضی خان، بحرالرائق، طحطاوی، علی المراقی الفلاح، فتاویٰ خلاصہ، فتح القدیر، شرح نقایہ، برجندی وغیرہ اور سب سے زیادہ قابل عمل تو وہ حدیث ہے جو سنن ابی داؤد شریف میں بسند حسن حضرت سائب ابن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: **قال کان یوذن بین یدی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذاجلس علی المنبر یوم الجمعة علیٰ باب المسجدوابی بکروعمر رضی اللّٰه عنهما.** یعنی جمعہ کے دن جب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر پر تشریف فرما ہوتے تو حضور کے روبرو مسجد کے دروازے پر آذان دی جاتی اور حضرت ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کے دور میں بھی یہی ہوتا رہا۔ مذکورہ حدیث پاک سے بین یدی کا مفہوم بھی واضح ہوگیا۔ عوام نے جو اس کا مطلب یہ سمجھ رکھا ہے کہ بین یدی کے معنی منبر کے نزدیک یا امام کے ایک ہاتھ کے فاصلہ پر اذان دینے کے ہیں، یہ غلط ہے بلکہ بین یدی کا مفہوم سامنے کا ہے جہاں کوئی چیز مؤذن وامام کے درمیان حاجب ومانع نہ ہو۔ امام ابن الحاج مکی مدخل میں فرماتے ہیں: **ان السنة فی اذان الجمعة اذاصعدالامام علی المنبران یکون الاذان علی المنار کذلک کان علیٰ عهدرسول صلی اللّٰه علیه وسلم وابی بکر وعمر رضی اللّٰه عنهما وصدرعن خلافة عثمان رضی اللّٰه تعالی عنه ثم زادعثمان اذاناًآخربالزوراء وهوموضع**

بالسوق وابقی الاذان الذی کان علی عهد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم علی المنار والخطیب علی المنبر اذا ذاک ثم اذاتولّٰی هشام نقل اذان الذی کان علی المنار حین صعود المنبر بین یدی. آگے لکھتے ہیں کہ فقد بان ان فعل ذالک فی المسجد بین یدی الخطیب بدعة تمسک بعض الناس بهاثم صار کانه سنة معمول بهاولیس له اصل فی الشرع. خلاصہ کلام یہ کہ دوسری آذان کا اضافہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ایک ہی آذان ہوتی تھی۔ جب لوگوں میں سستی وکاہلی آگئی تو خلیفہ سوم نے ایک آذان کا اضافہ کیا جو مقام زوراء پر دی جاتی تھی۔ یہ جگہ بازار میں تھی اور وہ آذان جو حضور کے وقت ہوتی تھی وہ اپنی جگہ پر باقی رکھی گئی۔ یعنی خطیب کے سامنے منارہ پر ہوتی تھی۔ پھر ہشام ابن عبدالملک کا دور آیا تو اس نے یہ صورت اختیار کی اور پہلی صورت میں ردوبدل کر دیا۔ اب لوگ اسی کو سنت سمجھنے لگے حالانکہ شرع میں اس کی کوئی اصل ودلیل موجود نہیں۔ اب مفتی صاحب کا یہ کہنا کہ یہ آذان مسجد کے اندر افضل ہے اور جو لوگ باہر دینے کو کہتے ہیں یہ درست نہیں۔ اس کی دلیل مفتی صاحب کے ذمہ ہے۔

وھو تعالیٰ اعلم

(۲) امام مذکور مسائل دینیہ سے بالکل ناواقف معلوم ہوتے ہیں۔ لوگوں کے ڈر سے جس نے جیسا کہہ دیا عمل کرنے لگے۔ ایسا امام امامت کے لائق نہیں۔ امام کا قول جو آگے کے جملہ میں ہے وہ تشریح طلب ہے کہ اس سے ان کی مراد کیا ہے؟ بظاہر جملہ تو انتہائی گستاخی و بے ادبی کا ہے۔ بغیر وضاحت کوئی فتویٰ نہیں دیا جا سکتا۔ بہر حال امام مذکور کو اعلانیہ توبہ کرنا تو ضروری ہوگا۔

(۳) تکبیر کے وقت امام ومقتدی کو بیٹھے رہنا چاہیے۔ تمام فقہائے کرام نے یہی لکھا ہے کہ بوقت اقامت کھڑے رہنا مکروہ ہے۔ وتقوم الامام والقوم عندحیّی علی الصلوة ویشرع عند قدقامت الصلوٰة. ''ترجمہ: امام اور مقتدی حی علی الصلوٰۃ کے وقت کھڑے ہوں اور قد قامت الصلوٰۃ کے وقت امام نماز شروع کردے'' (شرح وقایہ) عمدۃ الرعایہ فی حل شرح الوقایہ میں ہے: فیه اشارة الیٰ انه اذا دخل المسجد یکره له انتظار الصلوٰة قائما بل یجلس فی موضع ثم یقوم عندحی علی الفلاح و به صرح فی جامع المضمرات. ''اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اقامت کے وقت کوئی مسجد میں داخل ہوا تو اس کو نماز کے لئے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے۔ بلکہ وہ بیٹھ جائے پھر جب مکبر حی علی الفلاح پر پہنچے تب کھڑا ہو'' غایۃ الاوطار فی شرح درمختار میں ہے: دخل المسجدو المؤذن یقیم قعد الیٰ قیام الامام فی مصلاه. ''مؤذن اقامت کہہ رہا تھا اس وقت کوئی مسجد آیا تو وہ امام کے مصلی پر کھڑا ہونے تک بیٹھا رہے۔'' درمختار جلد ا میں ہے: والقیام لامام وموتم حین قیل حی علی الفلاح خلاف لزفر فعنده عندحی علی الصلوة ان کان الامام یقرب المحراب والافیقوم کل صف ینتهی علیه الامام علی الاظهر ''امام اور مقتدی حی علی الفلاح کے کہنے جانے کے وقت کھڑے ہوں برخلاف امام زفر کے، ان کے نزدیک اگر امام محراب سے قریب ہوں تو مقتدی حی علی الصلوٰۃ پر کھڑے ہوں ورنہ امام جس صف پر ظاہر ہوں گے وہ صف والے کھڑے ہوں گے۔ وایسے ہی جیسے جیسے ظاہر ہوتے جائیں گے۔ لوگ کھڑے ہوتے جائیں۔'' مسلم شریف میں ابی سلمہ اور عبداللہ بن ابی قتادہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذا اقیمت الصلوة فلا یقوم حتی ترونی. ''نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب نماز کی اقامت کہی جائے تو

جب تک مجھے دیکھ نہ لو کھڑے نہ ہو۔" تصریحات علامہ نووی میں ہے: واعلم ان بلالاً کان یراقب خروج النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم من حیث لایراہ غیرہ اوالاالقلیل فعنداول خروجه یقیم ولایقوم الناس حتی یروہ. واختلف العلماء من السلف فمن بعدھم متی یقوم الناس للصلوۃ ومتی یکبرالامام فمذھب الشافعیة وطائفته یستحب ان لاتقوم حتی یفرغ الموذن من الاقامة وقال ابوحنیفة والکوفیون یقومون فی الصف اذاقال حی علی الصلوۃ فاذا قال قد قامت الصلوۃ کبرالامام. "ترجمہ: جان لو کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نکلنے کو خوب غور سے دیکھتے اس طرح کہ آپ کے علاوہ کوئی نہ دیکھ پاتا یا بہت کم ہی دیکھتے۔ پس ان کے نکلتے ہی اقامت شروع کرتے اور صحابۂ کرام جب تک حضور کو دیکھ نہ لیتے کھڑے نہ ہوتے۔ بعد کے علماء نے اس بات پر اختلاف کیا ہے کہ لوگ نماز کے لئے کب کھڑے ہوں گے اور امام تکبیر تحریمہ کب کہیں گے؟ تو شافعی مذہب میں ہے کہ لوگ کھڑے نہ ہوں گے جب تک کہ مؤذن اقامت سے فارغ نہ ہو جائے۔ اور امام اعظم اور کوفیوں نے فرمایا کہ حی علی الصلوٰۃ پر لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور امام قد قامت الصلوٰۃ پر تکبیر تحریمہ کہیں گے۔"

دوسری حدیث میں حضرت جابر ابن سمرہ رضی اللہ عنہ سے ہے: قال کان بلال یوذن ثم یمھل فاذارأی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قدخرج اقام الصلوۃ لایقیم حتی یری النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فاذاراہ اقام حین یراہ. (رواہ مسلم والبیہقی) قال محمد اخبرناابوحنیفة قال حدثنا طلحة ابن مطرف عن ابراھیم اذا قال الموذن حی علی الفلاح ینبغی للقوم ان یقوموا الیٰ ان قال محمدوبه ناخذ وھوقال ابی حنیفة (کتاب الآثارللامام محمد) وابو یوسف احتج بحدیث عمررضی اللّٰہ عنه فانه بعد فراغ المؤذن من الاقامة کان یقوم المحراب. مذکورہ بالا دلائل و براہین اقوال وآثار سے یہ واضح ہوا کہ بوقت اقامت بیٹھنا چاہیے، کھڑا رہنا کہیں سے ثابت نہیں۔

(۴) نماز جنازہ میں چوتھی تکبیر کے بعد بغیر کچھ پڑھے دونوں ہاتھ کھول کر سلام پھیرنا چاہیے (کذا فی درالمختار وردالمحتار وخلاصہ)

(۵) جس طرح عیدین کے موقع پر مسلمان آپس میں مصافحہ کرتے ہیں اسی طرح بعد فجر وعصر کرنا بھی جائز و درست ہے۔ اس لئے کہ اس میں ازدیاد محبت واظہار مسرت ہے اور ماراہ المسلمون حسنافھو عند اللّٰہ حسن. "جس عمل کو مسلمان اچھا خیال کریں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔"

بارگاہ رسالت میں صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کے لئے وقت کی کوئی قید نہیں۔ اگر ہر نماز کے بعد نذرانہ عقیدت بارگاہ رسالت میں پیش کریں تو باعث اجر عظیم وفضل عمیم ہے۔ قَالَ تَعَالیٰ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا. "اے ایمان والو! نبی پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔" وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۱۴-۱۱-۷۶ء

استفتاء ۸۸۵

مسئله: کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنّت ومفتیان شریعت درج ذیل مسئلوں میں کہ

(۱) گنبد خضریٰ شریف (صرف سبز گنبد کا نقشہ) مسجد یا مدرسہ کی بالائی چھت پر اینٹ گارے سے بنانا جائز ہے کہ نہیں؟ اگر ناجائز ہے کہ سبز گنبد شریف کی بے ادبی ہوگی یا اس کی خصوصیت جاتی رہے گی، مذہبی درسگاہوں کے اشتہارات، عید الفطر وغیرہ اور جلسہ عید میلاد پر بنا ہوا دیکھا جاتا ہے (جب کہ ان پر بے ادبی کا زیادہ امکان ہے) تو ان پر کیسے بناتے ہیں اور اگر جائز ہے تو ناجائز وحرام کہنے والوں کے لئے احادیث وفقہ کا کیا حکم ہے؟

(۲) دینار کا وزن کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

المستفتی: محمد علی حسن، نوری لائن مسجد، گریڈیہہ (بہار)

۹۲/۸۶ ٭

الجواب ـــــــــ بعون الملک الوهاب ـــــــــ!

(۱) حصول برکت وسعادت کی نیت سے مسجد ومدرسہ کے بالائی حصہ پر گنبد خضریٰ کا نقشہ بنانا جائز ودرست ہے۔ جو لوگ اسے ناجائز وحرام کہتے ہیں عدم جواز کی دلیل ان کے ذمہ ہے۔

(۲) دینار ایک طلائی سکہ ہے جو تقریباً اٹھنی بھر کا ہوتا ہے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتـــــــــــــبه

۲۹-۱۱-۷۶ء

استفتاء ۸۸۶

مسئله: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) کسی ایسے مدرسہ میں جس میں بچوں کے طعام وقیام کا نظم نہیں ہے اس میں زکوٰۃ وفطرہ اور چرم قربانی کی رقم دی جائے اور یہ دینا درست ہوگا؟ وجوب کی ادائیگی ہوجائے گی؟ مدرسین کی تنخواہ اور مدرسہ کی عمارت کی تعمیر پر اس رقم کا خرچ کرنا کیا درست ہوگا؟ شریعت کی رو سے مدلل جواب مرحمت فرمائیں۔

(۲) ایسا محصل جو کمیشن پر زکوٰۃ وفطرہ اور چرم قربانی کی رقم خواہ نصف حصہ یا مدرسہ والے نے جو رقم طے کر کے بھیجا ہے محصل وصول کر کے مدرسہ کو لے جا کر طے شدہ رقم جمع کرتا ہو تو کیا ان کا لینا جائز ہوگا اور ہماری

ادا کردہ زکوٰۃ وفطرہ وچرم قربانی کی رقم صحیح ہوگی؟

(۳) مدرسین مدرسہ رمضان المبارک کے ماہ کی تنخواہ بھی لیتے ہیں اور وصول کردہ رقم میں کمیشن بھی لیتے ہیں تو کیا یہ ان کا لینا جائز ہے؟ فقط والسلام

المستفتی: ڈاکٹر شمس الحق، مقام و پوسٹ داؤ د نگر، ضلع اورنگ آباد

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــ!

(۱) اگر مدرسہ مذکور میں غریب و یتیم بچوں کی تعلیم کا مفت انتظام ہے تو اس مدرسہ میں چرم قربانی دینا جائز ہے۔ اس لئے کہ یہ صدقہ مندوبہ مستحبہ ہے صدقہ مفروضہ واجبہ نہیں جس کے مصارف قرآن حکیم میں بیان کئے گئے ہیں کہ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنَ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ. مذکورہ مصارف زکوٰۃ یعنی صدقہ مفروضہ کے ہیں یعنی فقیر، مسکین، عامل، رقاب، غارم، فی سبیل اللہ، ابن السبیل، صدقہ فطر بھی صدقہ واجبہ ہے۔ اس کے بھی مذکورہ مصارف ہیں۔ زکوٰۃ وفطرہ کی رقم سے نہ مسجد بنوائی جاسکتی ہے نہ کفن میت اور نہ قضائے دیون میں صرف کی جاسکتی ہے۔ بخلاف چرم قربانی کے کہ چرم قربانی کے لئے مذکورہ مصارف ضروری نہیں بلکہ چرم قربانی کو تو بعینہٖ ڈول، جانماز، چھلنی، موزہ وغیرہ بنا کر اپنے مصرف میں لا سکتے ہیں اور طلبا و مدرسین و تعمیر مساجد میں بھی صرف کر سکتے ہیں۔ اس میں تملیک شرط نہیں اور زکوٰۃ میں تملیک ہے۔ یعنی کسی غریب کو اس مال کا مالک بنا دینا شرط ہے۔ ہاں حیلہ شرعی کے ذریعہ زکوٰۃ وفطرہ کی رقم بھی مدارس دینیہ و طلبا پر صرف کی جاسکتی ہے جیسے کسی غریب کو زکوٰۃ وفطرہ کی رقم دے دی جائے اور وہ غریب اس رقم کو مسجد و مدرسہ میں صرف کرے۔ یہ جائز ہے اور زکوٰۃ بھی ادا ہو جائے گی۔

(۲) محصل ایک طرح کا عامل ہے جو زکوٰۃ وعشر و صدقات وصول کرتا ہے اس کو حق المحنت اس رقم سے لینا جائز ہے۔ جو رقم بھی اس کی محنت کے عوض مقرر کی جائے مگر نصف سے زیادہ محصل کو دینا یا اس کا لینا جائز نہیں۔ محصل کو دینے سے زکوٰۃ کے ادا ہونے میں کوئی خلل نہیں ہوتا۔

(۳) مدرسہ کے مدرسین کی تقرری کے وقت اگر یہ بات طے ہو چکی ہو کہ رمضان شریف یا دیگر مواقع پر چندہ کی فراہمی میں مدرسین کو علاوہ تنخواہ کے وصول کردہ رقم سے حق المحنت بھی دیا جائے گا تو ایسی صورت میں مدرسین کا حق المحنت لینا اور ان کو دینا جائز ہوگا۔ اگر یہ وضاحت و شرط نہ کی گئی ہو تو مدرسین کو کمیشن دینا جائز نہ ہوگا کہ وہ مدرسہ کے ملازم ہیں۔ واضح ہو کہ اگر مدرس خود غریب ہے یا اس کی تنخواہ ناکافی ہے اور وہ صدقہ لینے کا مستحق ہے تو بلا شبہ وہ لے سکتا ہے اور بطور خود بھی مستحق طلبا و علماء کو دینا زیادہ بہتر ہے۔ درمختار میں ہے: **التصدق علی العالم الفقیر افضل.** ''فقیر عالم کو صدقہ دینا زیادہ بہتر ہے۔'' **وھو تعالیٰ اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبــــــــــــــــــــــــه

استفتاء ۷۸۸

مسئلہ: محترم قاضی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مذکورہ ذیل مسائل کا جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں۔

(۱) محفل میلاد شریف میں اگر کوئی شخص حاضر ہو کر سلام کرے تو تمام لوگ جواب دیں یا نہیں؟ یا سلام کرنا کیسا ہے؟

(۲) قربانی کے جانور کی عمر کتنی ہونی چاہیے اور چھ ماہ کا جانور درست ہے یا نہیں جب کہ وہ تندرست اور فربہ بھی ہے؟

(۳) چرم قربانی کا کیا مصرف ہے؟ اس کی قیمت سے عیدگاہ کی تعمیر جائز ہے یا نہیں اور اس رقم سے پلیٹ وغیرہ خرید کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ یہ بھی لوگ ارادہ کرتے ہیں کہ اس سے انجمن کا سامان خریدا جائے کہ لوگوں کو آرام ملے۔ اگرچہ میں نے منع کیا ہے لیکن کچھ لوگ تھالی وغیرہ خریدنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا صحیح مسئلہ سے آگاہ کریں۔

(۴) ایک لڑکی کی شادی ہو چکی ہے جس کو ۴ سال کا عرصہ ہو گیا۔ اس کا شوہر طلاق نہیں دیتا ہے۔ ایک دوسرا لڑکا اس سے شادی کرنا چاہتا ہے بلکہ ایسا ہو چکا ہے۔ یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ ایک گاؤں کے امام صاحب نے اپنے لڑکے کا نکاح کیا ہے۔ ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہیں؟

(۵) ایک امام کے اندر یہ عیب ہے کہ وہ تھیلی لے کر تمام گاؤں میں دھان وصول کرتے ہیں۔ لوگوں نے منع کیا لیکن وہ باز نہیں آتے۔ ایسے امام کی اقتداء میں نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

(۶) دنیا میں آنے کے بعد انسان کو صرف ایک بار موت ہوتی یا چند بار؟ ایک آدمی کہتے ہیں کہ دنیا سے حشر تک دوبار موت آتی ہے۔ لہٰذا جواب دیں کہ موت ایک بار ہوتی ہے یا زیادہ؟ میں آپ کا مشکور ہوں گا۔

المستفتی: مولوی عبدالرحیم، مہتوڈیہہ، کھر چٹا، گریڈیہہ

۱۸-۱-۷۷ء

۹۲/۷۸۶

الجواب ـــــــــــ بعون الملک الوهاب ـــــــــــ!

(۱) محفل میلاد شریف میں اگر کوئی شخص سلام کرے تو اس کا جواب دینا سب کے لئے ضروری نہیں۔ دو ایک آدمی بھی جواب دیں گے تو سب کی طرف سے وہ جواب کافی ہوگا۔ محفل میں سلام کرنا جائز ہے۔ اگر سب لوگ جواب دیں تو بہتر ہے۔ اگر کوئی جواب نہ دے تو سب گنہگار ہوں گے۔

(۲) قربانی کے لئے سال بھر کا جانور ہونا ضروری ہے اور گائے بیل وغیرہ دو سال کے۔ لاغر و فربہ کی شرط نہیں۔ بھیڑ، بکرا، بکری

سال بھر کا۔ ہاں چھ ماہ کا دنبہ ایسا فربہ اور بڑا ہو کہ دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔

(۳) جب چرم قربانی کو فروخت کر دیا جائے تو اس کی قیمت صدقہ کرنا ضروری ہے۔ اگر فروخت نہ کیا جائے تو بعینہٖ کھال کو اپنے مصرف میں لانا بھی جائز ہے۔ جیسے جانماز، ڈول، چھلنی بنا کر استعمال کریں۔ ہاں کھال دے کر اس سے باقی رہنے والی چیزیں بدل سکتے ہیں جس سے عامۃ المسلمین کو فائدہ ہو۔ جیسے پلیٹ، پیالہ، دری وغیرہ۔ اس کی قیمت عیدگاہ میں نہیں لگائی جاسکتی۔

(۴) غیر مطلقہ سے شادی حرام و ناجائز ہے۔ جب تک شوہر طلاق نہ دے دوسرا آدمی اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔ اگر کسی امام نے اپنے لڑکے کی شادی غیر مطلقہ سے کر دی ہے تو اس نے ناجائز کیا۔ ایسے امام کی اقتدا میں نماز نہ پڑھی جائے۔

(۵) امام صاحب کا یہ فعل اچھا نہیں۔ اگر وہ ضروریات زندگی سے مجبور ہیں تو مقتدیوں کو ان کی امداد و اعانت کرنی چاہیے جس سے وہ فارغ البال ہو کر اپنے متعلقہ کاموں کو انجام دیں اور وہ کسی کے آگے دست سوال دراز نہ کریں۔ بہر حال ان کے پیچھے نماز ہو جائے گی۔

(۶) دنیا میں آنے کے بعد انسان صرف ایک بار مرتا ہے۔ موت چند بار نہیں آتی۔ جب روح جسم انسانی سے نکل جاتی ہے پھر دنیا میں لوٹ کر دوبارہ جسم میں نہیں آتی۔ مرنے کے بعد انسان زندہ ہوگا مگر وہ زندگی دوسری ہوگی۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۳-۱-۷۷ء

استفتاء ۸۸۸

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) زید ہماری مسجد میں امامت کرتا ہے۔ بکر کا کہنا ہے کہ بکر ماں کا زانی ہے۔ حالانکہ بستی والوں کے پاس اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ احقر نے بکر سے کہا کہ تم کوئی ثبوت پیش کرو۔ وہ کہتا ہے میں خود جانتا ہوں۔ محلہ والے زید کی اقتدا میں نماز ادا کر رہے ہیں۔ لہٰذا عرض یہ ہے کہ صورت مذکورہ میں کیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے۔ اگر ثبوت نہ ہو سکے تو ہم لوگوں کو کیا کرنا چاہئے اور اگر ثبوت ہو جائے تو کیا توبہ کر لینے سے امام کے پیچھے نماز جائز ہو جائے گی؟ بینوا و توجروا۔

(۲) اقامت میں حی علی الفلاح تک بیٹھنا کس حدیث پاک سے ثابت ہے؟ دیگر مستند کتب سے بھی حوالہ مرحمت فرمائیں۔

(۳) حلال جانور کی اوجھڑی کھانا مکروہ ہے یا حرام؟ جواب مرحمت فرمائیے۔ بینوا توجروا۔ والسلام

المستفتی: محمد اصغر علی حبیبی غفرلہ، کٹک

۱۸ر محرم الحرام ۱۳۹۷ھ

۹۲/۸۶ے

الجواب ــــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــــ !

(۱) سوال میں نشان لگایا ہوا جملہ غلط معلوم ہوتا ہے۔ اگر بکر نے زید پر زنا کا الزام لگایا ہے تو اسے اس کا ثبوت دینا ہوگا۔ صرف یہ کہہ دینا کہ میں خود جانتا ہوں، کافی نہیں اور نہ اس کے قول پر فتویٰ دیا جاسکتا ہے۔ اگر بکر زنا کا ثبوت نہ دے تو وہ مجرم و لائق تعزیر ہے۔ قرآن حکیم میں ہے: وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ. ''اور جو پارسا عورتوں کو عیب لگائیں پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں تو انہیں اسی کوڑے لگاؤ اور ان کی کوئی گواہی کبھی نہ مانو اور وہی فاسق ہیں۔'' (کنزالایمان) جب تک زنا کا ثبوت نہ مل جائے زید کی اقتدا میں نماز جائز ہوگی۔ اگر بعد ثبوت زنا زید توبہ کرلے تو بھی اقتدا صحیح ہوگی۔ قرآن حکیم میں ہے: اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. ''مگر جو اس کے بعد توبہ کرلیں اور سنور جائیں تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔'' (کنزالایمان) بکر چار گواہوں سے زنا ثابت کرے ورنہ اسے ۸۰ کوڑے مارنے کا شرعی حکم ہے اور وہ ہمیشہ کے لئے مردود الشہادۃ ہے۔

(۲) ائمہ کرام وفقہائے عظام کی تصریحات کے پیش نظر تکبیر کے وقت کھڑا رہنا مکروہ ہے۔ شرح وقایہ میں ہے: يقوم الامام والقوم عندحي على الصلوة ويشرع عندقدقامت الصلوة. ''امام اور مقتدی حی علی الصلوۃ کے وقت کھڑے ہوں اور قدقامت الصلوۃ کے وقت نماز شروع کریں۔'' عمدۃ الرعایۃ میں ہے: وفيه اشارة الىٰ انه اذا دخل المسجد يكره له انتظار الصلوة قائما بل يجلس في موضع ثم يقوم عندحي على الفلاح. جامع مضمرات میں بھی ایسا ہی ہے۔ غایۃ الاوطار میں ہے: دخل المسجد والمؤذن يقيم قعد الىٰ قيام الامام في الصلوة. ''لوگ مسجد میں آئے اور مؤذن اقامت کہنا شروع کردے۔ تو امام کے مصلیٰ پر کھڑے ہونے تک لوگ بیٹھے رہیں۔'' درمختار میں ہے: والقيام لامام وموتم حين قيل حي على الفلاح خلافا لزفر فعنده عندحي على الصلوة ان كان الامام بقرب المحراب والافيقوم كل صف ينتهي عليه الامام على الاظهر. ''امام ومقتدی کا حی علی الفلاح کہے جانے کے وقت کھڑا ہونا، اس میں امام زفر کا اختلاف ہے ان کے نزدیک یہ ہے کہ امام اگر محراب کے قریب ہوں تو مقتدی حی علی الصلوۃ کے وقت کھڑے ہوں اور اگر ایسا نہ ہو تو جس صف پر امام ظاہر ہوں وہ صف والے کھڑے ہوں۔'' حدیث شریف میں ہے: لاتقوموا حتی ترونی. مرقات نے اس کی شرح میں فرمایا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر شروع ہوجاتی تو حجرۂ مبارکہ سے باہر تشریف لاتے اور ان کو دیکھ کر ہی لوگ کھڑے ہوتے۔ غرض کہ ائمہ کرام کے اقوال سے یہی ثابت ہے کہ بوقت اقامت امام ومقتدی بیٹھے رہیں اور حی علی الصلوۃ پر قیام کریں۔

(۳) مکروہ ہے، حرام نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم!
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ
۱-۳-۷۷ء

استفتاء ۸۸۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں:

(۱) دیوبندیوں کا عقیدہ شریعت مطہرہ کے خلاف ہے یا موافق؟ اور ان سے سلام وکلام وان کی اقتدا میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ بحوالہ کتب جواب مرحمت فرمائیں۔

(۲) جمعہ کی آذان ثانی منبر کے پاس ہونی چاہئے یا خارج مسجد؟

(۳) اقامت کے وقت شروع ہی سے کھڑا رہنا چاہیے یا حی علی الصلوۃ پر اٹھنا چاہیے؟

(۴) آذان واقامت کے وقت اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سنتے وقت کلمہ کی انگلی اٹھانا کیسا ہے؟

(۵) اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ سنتے وقت انگوٹھوں کو چومنا کیسا ہے؟

(۶) فجر وعصر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا کیسا ہے؟

(۷) فجر کی نماز کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنا کیسا ہے؟

(۸) میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر آذان کہنا کیسا ہے؟

(۹) میت کو کفن پہناتے وقت اس کا ہاتھ سینہ پر رکھنا چاہیے یا بغلوں میں سیدھا کر کے؟ بینوا توجروا۔

المستفتی: حافظ صلوٰۃ احمد صاحب، امام مسجد چیتاڈیہہ، مقام چیتاڈیہہ، پوسٹ چیتاڈیہہ، ضلع گریڈیہہ
۵-۳-۷۷ء

۹۲/۸۶۷

الجواب ــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــ!

(۱) موجودہ وہابی ودیوبندی اپنے عقائد باطلہ وخیالات فاسدہ کی بنا پر گمراہ، بدمذہب، سخت گنہگار، مستحق عذاب نار ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اکرم ﷺ کے متعلق ان کا جو عقیدہ ہے (جو ان کی کتابوں سے ظاہر ہے) وہ صحابہ کرام وتابعین عظام وائمہ اسلام وبزرگان ملت وعلمائے شریعت کے عقائد کے قطعی خلاف ہے۔ یہ لوگ رسول کو بڑے بھائی کے برابر جانتے ہیں۔ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے علم سے شیطان کے علم کو زیادہ بتاتے ہیں۔ نماز میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال ان کی نمازوں کو باطل کر دیتا ہے۔ حتیٰ کہ خدا بھی جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا۔ ''ہم

اپنے نفس کی شرارتوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔'' اس کے علاوہ سینکڑوں ایسی باتیں ہیں جن سے قائل پر کفر لازم آتا ہے۔ تفصیل کی گنجائش نہیں۔ اگر آپ چاہیں تو ان کی تصنیفات حفظ الایمان، تقویۃ الایمان، تحذیر الناس، صراط مستقیم وغیرہ کا مطالعہ کیجئے۔ لہٰذا ان سے سلام کلام میل جول ناجائز، ان کی اقتدا میں شرعاً نماز درست نہ ہوگی۔

(۲) خطبہ کی آذان خارج مسجد ہونی چاہیے۔ مسجد کے اندر آذان دینا مکروہ ہے۔ فتاویٰ عالمگیری، فتاویٰ قاضیخان، بحر الرائق، طحطاوی علی المراقی الفلاح، فتاویٰ خلاصہ، فتح القدیر، شرح نقایہ برجندی وغیرہا میں تفصیل موجود۔ سنن ابی داؤد شریف میں بسند حسن حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: **قال کان یوذن بین یدی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذاجلس علی المنبر یوم الجمعۃ علیٰ باب المسجد و ابی بکر و عمر رضی اللّٰہ عنہما.**
''جمعہ کے دن جب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ کے لئے منبر پر رونق افروز ہوتے مسجد کے دروازے پر آذان دی جاتی تھی۔ اسی طرح حضرت صدیق و عمر رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں بھی ہوتا رہا۔''

(۳) اقامت کے وقت شروع سے کھڑا رہنا مکروہ ہے بلکہ حی علی الصلوۃ پر کھڑا ہونا چاہیے۔ فقہ کی تمام مستند و مشہور کتابوں میں یہی ہے۔

(۴) مسنون ہے۔ **اخرج ابو داؤد والبیھقی وغیرھا عن سیدنا وائل بن حجر رضی اللّٰہ عنہ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم عقد فی جلوس التشھد الخنصر والبنصر ثم حلق الوسطی بالابھام واشار بالسبابۃ.** اسی سلسلہ میں حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث روایت کر کے فرماتے ہیں: **فنفعل مافعل النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ونصنع ماصنعہ وھو قول ابی حنیفۃ.** ''جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا وہ ہم کرتے ہیں اور جیسا ان کو کرتے دیکھتے ہیں ہم ویسا ہی کرتے ہیں۔'' اس سے ثابت ہے کہ تشہد میں شہادت کی انگلی سے اشارہ سنت ہے۔ آذان و اقامت کا ذکر نظر سے نہیں گزرا۔

(۵) سنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہے۔ نقل صاحب الفردوس **ان الصدیق لما سمع قول المؤذن اشھد ان محمد رسول اللّٰہ قال ذالک وقبل باطن انملۃ السبابتین ومسح عینیہ فقال صلی اللّٰہ علیہ وسلم من فعل مثل خلیلی فقد حلت علیہ شفاعتی.** ''صاحب الفردوس نے نقل کیا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مؤذن سے ''اشھد ان محمد رسول اللہ'' سنا تو اس کا جواب دیا اور انگوٹھوں کے اندرونی حصہ کو چوم کر اپنی آنکھوں سے لگایا۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میرے خلیل (حضرت صدیق اکبر) کے اس عمل کی طرح کیا تو اس کیلئے میری شفاعت حلال ہوگئی۔'' جامع الرمور و کنز العباد وغیرہا میں ہے: **فانہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یکون لہٗ قائدا الی الجنۃ.** ''تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو جنت لے جائیں گے۔''

(۶) مستحب و مباح ہے۔

(۷) باعث اجر عظیم ہے۔

(۸) مستحب و مندوب اور میت کے لئے جواب نکیرین میں آسانی اور باعث سکون و اطمینان ہے۔

(۹) میت کے ہاتھوں کو سینہ پر نہ رکھیں بلکہ دائیں بائیں بغل میں رکھیں۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبــــــــــــــــــــه

۲۰-۲-۷۷ء

استفتــــاء ۸۹۰

مسئلہ: محترم المقام حضرت جناب مفتی اعظم صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ ذیل میں

(۱) کیا طالب علم لڑکا کتنے سال عمر ہونے کے بعد آذان دے سکتا ہے؟ اگر ایک ۱۴ رسال کا لڑکا آذان دے دیا تو آذان دوہرانا ضروری ہوگا یا نہیں؟

(۲) کچھ لوگوں نے انجان میں اذان سے قبل ظہر کی سنت پڑھ لیں اور فرض پڑھنے سے قبل یہ معلوم ہوگیا کہ ابھی اذان نہیں ہوئی ہے۔ پھر آذان دی گئی تو اذان سے قبل سنت پڑھنے والوں کو سنت دوہرانا ہوگا یا نہیں؟

(۳) مقولن نساء کا شوہر دو سال سے غائب ہے۔ کوئی پتہ نہیں ہے اور لڑکی کی عمر بیس (۲۰) سال ہے۔ اس صورت حال میں کوئی صورت اختیار کی جائے۔

(۴) بریلوی عالم کے نزدیک نماز درست ہے یا نہیں؟

(۵) وہابی عالم کے نزدیک نماز درست ہے یا نہیں؟

نوٹ— حضور والا سے درخواست ہے کہ جلد از جلد ان مسئلوں کے جواب سے مجھے مطمئن کر کے شکریہ کا موقع دیں۔ فقط والسلام

۹۲/۸۶ء

الجواب ــــــــــــ بعون الملک الوهاب ــــــــــــ !

(۱) ایسا لڑکا جو عاقل و سمجھدار اور اوقات نماز کو جانتا ہو اس کی اذان صحیح ہوگی۔ اگر ۱۴ سال کے لڑکے نے اذان دی تو اس کی اذان صحیح ہوگی۔ دوبارہ اذان دینے کی ضرورت نہیں۔

(۲) اذان سے قبل جو سنت پڑھی گئیں وہ شرعاً جائز ہوئیں۔ آذان کے بعد اسے دوہرانے کی ضرورت نہیں۔

(۳) لڑکی کا شوہر اگر مفقود الخبر و غائب ہے، تلاش وجستجو کے بعد بھی اگر اس کا کچھ پتہ نہ چلا تو لڑکی دارالقضاء میں درخواست پیش کرے یا پھر شوہر کا انتظار کرے۔

(۵،۴) سوال کا کیا مطلب ہے سائل نے واضح طور پر نہیں لکھا ہے۔ اگر اس کی مراد سوال سے یہ ہے کہ بریلوی اور وہابی کے پیچھے

نماز درست ہوگی یا نہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ عقائد کے اعتبار سے بریلوی کا عقیدہ ٹھیک اور درست ہے اس لئے اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی اور وہابی عقیدے کے اعتبار سے گمراہ و بدمذہب ہے۔ اس لئے کہ اس نے اپنی کتابوں میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص کی ہے۔ لہٰذا وہابی کے پیچھے نماز نہ ہوگی۔ اگر کوئی پڑھے تو گنہگار ہوگا۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۲-۲-۷۷ء

استفتاء ۸۹۱

مسئلہ: اب دریافت طلب یہ ہے کہ زید جس جملہ کا اقرار کر رہا ہے اس پر اسے شرعاً مجرم قرار دیا جا سکتا ہے کہ نہیں؟ نیز اگر زید نے بالفرض عمرو کا بیان کردہ جملہ استعمال کیا ہو تو عمرو نے اور اہل محلّہ نے تین سال کے عرصے میں زید سے کبھی کچھ پوچھ گچھ نہیں کی؟ کیوں کہ زید سے سب لوگ سلام کلام، میل جول، کھانا پینا کرتے رہے۔ دیگر اینکہ ہر دو فتاویٰ پر خصوصی توجہ مبذول کرتے ہوئے تحریر کیا جائے کہ جملہ مرقومہ در سوال عمرو کا فیصلہ کس فتویٰ کے رو سے کرنا شریعت پر عمل سمجھا جائے گا۔ زید اور عمرو اہل محلّہ پر جو حکم شرعی عائد ہو وضاحت سے تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد یونس قادری، مدینۃ العلوم خانقاہ قادر، مقام پھکولی، ڈاکخانہ گورول، ضلع مظفر پور

۲۹/جنوری ۱۹۷۷ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــ!

بر تقدیر صدق مستفتی اگر زید نے وہ جملہ استعمال نہیں کیا جس سے اس پر توبہ لازم ہو اور عمرو نے دشمنی و عداوت سے زید کو ذلیل و بدنام کرنے کی غرض سے حقیقت کے خلاف جملے کے الفاظ بدل کر استفتاء کیا تو ایسی صورت میں شرعاً زید مجرم و خطاوار نہیں۔ غلط الزام تراشی و کذب بیانی کی بنا پر عمرو سخت گنہگار و مستحق عذاب نار ہے کہ اس نے قصداً ایک مسلمان کو ذلیل و رسوا کرنے کی ناکام کوشش کی۔ حدیث شریف میں جان رحمت علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: من اذیٰ مسلما فقداذانی و من اذانی فقداذیٰ اللّٰہ۔ ''جس نے کسی مسلمان کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ کو تکلیف دی۔'' لہٰذا بصورت صدق سوال عمرو پر اعلانیہ توبہ لازم اور توبہ نہ کرنے کی صورت میں ایسے کاذب و فاسق سے مسلمانوں کو میل جول رکھنا گناہ۔ قرآن حکیم میں ہے: وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔ ''اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔'' اور اگر بالفرض زید نے عمرو کا بیان کردہ جملہ استعمال کیا تو اس کا جواب جواب سابق میں تحریر کر دیا گیا ہے

اور ایسی صورت میں حقیقت کو چھپانے اور زید سے میل جول وکلام تین سال تک رہنے کی بنا پر عمرو نیز وہ تمام لوگ جن کو یہ بات معلوم تھی مجرم قرار دیئے جائیں گے۔ وھو تعالیٰ اعلم

نوٹ: زید وعمرو کے جملے سوالنامہ میں مذکور نہیں ہیں۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۵-۳-۷۷ء

استفتاء ۸۹۲

مسئلہ: نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

امابعد! کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین کہ

زید وعمر میں جھگڑا ہوا۔ عمر نے گھریلو زمین کے بارے میں زید سے جھگڑا کیا۔ زید بھی لڑائی کے لئے آمادہ ہوا۔ عمر نے راستہ بند کرنے کا ارادہ کرتے ہوئے کام شروع کردیا کہ تم لوگوں کو گھر سے نکلنے کا راستہ بند کردیں گے۔ زید نے کافی گالی گلوج کیا جو کہ مرد مسلمان کو اتنی بے حیائی نہیں کرنی چاہیے۔ عمر نے لاٹھی بھالا بھی نکال لیا۔ زید نے بھی لاٹھی وغیرہ نکال لی۔ زید کے گاؤں والوں نے مل کر لڑائی ختم کروادی۔

عمر نے انجمن کمیٹی میں فیصلہ کے لئے درخواست دی۔ انجمن کے صدر وسکریٹری نے ایک بیٹھک کی جس میں ہندو مسلمان سب جمع ہوئے اور تین سو تین روپیہ زید پر جرمانہ کیا اور عمر کو کچھ نہیں کہا۔ زید نے اعتراض کیا کہ آپ لوگوں نے کیا فیصلہ کیا جب کہ لڑائی اپنی جگہ پر رکھی ہوئی ہے۔ تمام لوگوں نے کہا کہ یہ گالی گلوج کا فیصلہ کیا گیا کہ تم لوگ چچا بھتیجا ہوتے ہوئے اس طرح گالی گلوج کرتے ہو۔ زید ایک سو ایک روپیہ دینے کو تیار ہو گیا لیکن لوگوں نے اسے قبول نہیں کیا بلکہ تین سو تین روپیہ لینے پر مصر ہوئے۔

چند دنوں کے بعد پھر انجمن کی طرف سے صرف مسلمانوں کی ایک بیٹھک ہوئی کہ ایک سو ایک روپیہ جو جرمانہ ہوا ہے تم دے دو کہ آپس میں ملت رہ جائے لیکن عمر کا ساتھ دینے والے اس پر راضی نہ ہوئے پھر بیٹھک ہوئی اور زید سے کہا گیا ایک سو ایک روپیہ جمع کرتے ہو یا نہیں۔ زید نے عرض کیا کہ آپ لوگوں نے کیا فیصلہ کیا ہے جب کہ راستہ ابھی تک بند ہے۔ ہم اس فیصلہ کو نہیں مانتے۔ ویسے راہ خدا میں ۵۱ روپیہ دیتے ہیں جرمانہ سمجھ کر نہیں۔ انجمن والوں نے کہا کہ ایک سو ایک روپیہ جرمانہ دینا ہوگا ورنہ ہر کام بند کردیا جائے گا۔ چنانچہ ان لوگوں نے زید اور اس کے خاندان والوں سے سلام وکلام اور مسجد میں جماعت

کے ساتھ نماز پڑھنے کو منع کر دیا۔ غرضیکہ دین و دنیا کا ہر کام بند کر دیا ہے۔ لہٰذا عرض ہے کہ شریعت اسلامی کے مطابق آپ حکم دیں کہ میں کیا کروں؟ مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنے سے محروم ہو رہا ہوں۔

المستفتی: قیام الدین، چیر وڈیہہ، پوسٹ ناواڈیہہ، ضلع گریڈیہہ
۲-۵-۷۷ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــ بعون الملک الوهاب ــــــــ!

صورت مذکورہ میں زید کا گالی گلوج کرنا شرعاً ناجائز و گناہ ہے۔ مسلمان کی شان گالی گلوج کرنا نہیں۔ حدیث پاک میں اس کو منافق کی علامت بتائی گئی ہے: **واذا خاصم فجر**۔ ''اور جب جھگڑے تو گالی دے۔'' زید کو توبہ کرنا اور عمر سے معافی مانگنا چاہیے۔

شریعت مطہرہ میں تعزیر بالمال یعنی جرمانہ لینا جائز نہیں۔ اگر کسی نے کسی کی چیز نقصان کر دی تو جتنے روپے کی چیز نقصان ہوئی اتنی رقم لے کر صاحب مال کو دینا ہے۔ ویسے کسی گناہ کے عوض مالی جرمانہ ناجائز و گناہ ہے۔ لہٰذا کمیٹی کا فیصلہ کہ زید تین سو تین روپئے دینا جائز ہے۔ اگر روپیہ لیا گیا تو کمیٹی کے تمام افراد گنہگار ہوئے علاوہ ازیں زید کو مسجد و نماز جماعت سے منع کرنا شدید ترین گناہ ہے۔ زید نے جو کچھ کیا وہ گناہ ضرور ہے مگر ایسا گناہ نہیں کہ جس کی وجہ سے سلام و کلام و مسجد میں جانے اور جماعت میں شریک ہونے سے روکا جائے۔ جو لوگ زید کو روکتے ہیں وہ ظالم جفا کار سخت گنہگار ہیں۔ **وھو اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۱۱-۵-۷۷ء

استفتاء ۸۹۳

مسئلہ: محترم قاضی صاحب، ادارۂ شرعیہ، سلطان گنج، پٹنہ! حسب ذیل مسئلہ کا جواب عنایت فرمائیں! زاہد نے داڑھی رکھا ہے لیکن ایک مشت سے کم صرف نمائشی، زاہد کی کئی جگہ نسبت لگی لیکن صرف داڑھی کی وجہ سے لوگ لڑکی دینے سے انکار کر جاتے ہیں۔ زاہد کے ماں باپ پریشان ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ تم داڑھی منڈوا دو بعد شادی کے رکھ لینا۔ اس کے لئے کیا حکم ہے؟

المستفتی: عبدالمجید، سندر گڑھ، اڑیسہ

۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــ!

شادی کے لئے داڑھی منڈوانا سخت گناہ وناجائز ہے۔ زاہد کو پوری داڑھی رکھنا چاہیے۔ اگر والدین داڑھی منڈوانے کو کہتے ہیں تو ان کی بات ماننا جائز نہیں۔ ایسا کہنے سے ان کے والدین گنہگار ہوں گے۔ خدا اور رسول کا حکم کسی حال میں بدلا نہیں جاسکتا۔ **لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق**. ''اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں۔'' **وھو اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتـــــــــــبہ

۳۱-۵-۷۷ء

استفتاء ۸۹۴

مسئلہ: محترم قاضی صاحب، ادارۂ شرعیہ، سلطان گنج، پٹنہ! مسئلہ ذیل کا جواب عنایت فرمائیں۔

داڑھی رکھنے کی وجہ سے منظور احمد کی شادی نہیں ہو رہی تھی۔ اس نے اپنی داڑھی منڈوا دی۔ اب اس کی شادی ہوگئی۔ منظور احمد کا کہنا ہے کہ شادی کی خواہش میں ہم نے داڑھی منڈوا دی تھی۔ اب اس کے جرم میں مجھے کیا صدقہ یا کفارہ دینا ہوگا؟

المستفتی: عبدالمجید

۲۸-۵-۷۷ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــ!

داڑھی منڈوانے کی وجہ سے منظور احمد گنہگار رہوا۔ اس کے لئے شریعت مطہرہ میں کوئی کفارہ نہیں ہے اور اب آئندہ ایسی غلطی نہ کرے۔ اگر وہ رضائے الٰہی کے لئے مسکین کو کھانا کھلانا چاہے تو کھلا سکتا ہے۔ **وھو تعالیٰ اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتـــــــــــبہ

استفتاء ۸۹۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسائل ذیل میں

(۱) ایک شخص چمڑے کا کاروبار کرتا ہے۔ ذبیحہ بھی اور مردار غیر مذبوح خام ایسے شخص کا پیسہ حرام ہے یا حلال۔

یہ پیسہ مسجد کی تعمیر میں لگ سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) شیعہ کا پیسہ مسجد میں لگ سکتا ہے یا نہیں؟ شیعہ کو مسلمان سمجھنا، اس سے سلام وکلام درست ہے یا نہیں؟ اس کے ساتھ کھانا پینا، اس کی مسجد میں رہنا درست ہے یا نہیں؟

(۳) ایک شخص جو خود کو عالم حافظ قاری کہتا ہے اگر کسی حرام مال (روپے) کو حلال بتائے یا حلال کو حرام بتائے تو شریعت مطہرہ میں ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟ اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ جواب مستند کتب کے حوالہ سے دے کر مشکور فرمائیں۔

المستفتی: محمد شہاب الدین قادری، برمتراپور، سندرگڑھ، اڑیسہ

۸۶/۹۲ء

الجواب ـــــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــــ

(۱) چمڑے کی تجارت جائز و درست ہے مگر مردار غیر مذبوح کی خام کھال کی بیع باطل ہے۔ خاص اس کے پیسے کو مسجد میں لگانا جائز نہیں۔ مگر ناجائز رقم مسجد میں دینا مسلمان کی شان سے بعید ہے۔ لہٰذا وہ جائز اور حلال ہی رقم مسجد کے لئے دے گا اور جب تک کسی رقم کا قطعی حرام ہونا ثابت نہ ہو اس کے جواز ہی کا فتویٰ دیا جائے گا جیسا کہ امام محمد علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ بہ ناخذ مالم نعرف شیئاً حراما بعینہ. ''ہم اسی کا حکم دیتے ہیں جب تک کسی چیز کا حرام ہونا قطعی طور پر ثابت نہ ہو جائے۔'' مزید احتیاط منظور ہو تو اس رقم سے غسل خانہ، استنجا خانہ وغیرہ کے لئے فصیل وغیرہ بنائیں۔

(۲) اس کا جواب بھی جواب (۱) سے ظاہر ہے۔ شیعہ کو مسلمان سمجھنا، اس سے سلام کلام کرنا، اس کے یہاں کھانا پینا شرعاً جائز نہیں۔ حدیث شریف میں ہے: عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنھما قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا رائیتم الذین یسبون اصحابی فقولو العنة اللّٰہ علیٰ شر کم. ''حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو ہمارے صحابہ کو گالی دیتے ہیں تو کہو تمہاری بدبختی پر اللہ کی لعنت ہو۔'' اصحاب رسول ﷺ کو برا کہنے والے، گالیاں دینے والے یقیناً خارج از اسلام ہیں۔ ہاں ان کی مسجد میں اگر نماز پڑھ لی تو نماز کے جواز میں کلام نہیں۔ ان کا پیسہ بھی مذکورہ شرطوں پر مسجد میں لگایا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ رقم واپس لینے یا احسان جتانے کا خطرہ نہ ہو اور رقم کا حلال ہونا معلوم ہو۔

(۳) اگر قصداً حرام کو حلال یا حلال کو حرام بتائے تو ایسے شخص کو تجدید ایمان و تجدید نکاح کرنا ضروری ہے۔ اس لئے کہ اللہ ورسول کے حلال کئے ہوئے کو حرام جاننا کفر ہے۔ ایسا شخص خارج از اسلام سمجھا جائے گا۔ اس کی اقتدا میں نماز نہ ہوگی۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

۴-۶-۷۷ء

استفتاء ۸۹۶

مسئلہ: محترمی جناب مفتی صاحب، بہار واڑیسہ! السلام علیکم۔
بخیر رہ کر خیریت کا خواہاں ہوں۔ از راہ کرم مندرجہ ذیل مسئلہ کا جواب دینے کی تکلیف گوارہ فرمائیں گے۔
ہمارے گاؤں کے نزدیک ایک گاؤں ہے جہاں کچھ گھر مسلمانوں کے ہیں اور کچھ مانجھیوں (بھیل) اور دوسرے ہندو ذات کے ہیں۔ یہاں دو گھر مسلمانوں کے ایسے ہیں جو شراب نوشی بھی کرتے ہیں اور ناچ گانے میں بھی برابر کے شریک ہیں اور بغیر ذبیحہ گوشت بھی کھا لیتے ہیں۔ کیا ایسے لوگوں کے یہاں سلام کلام، شادی بیاہ جائز ہے؟ از راہ کرم بالتفصیل آگاہ کرنے کی تکلیف گوارہ کریں۔
المستفتی: ایم اے غفار، یو پی اسکول، پنڈسا بازار، ڈاکخانہ پوکھریا، دھنباد

۷۸۹۶/۹۲

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــ!
ایسے مسلمان جو غیر شرعی امور کا ارتکاب کرتے ہیں ان کو اسلام کی صحیح تعلیمات اور مسائل سے آگاہ کیا جائے اور بتلایا جائے کہ شریعت مطہرہ نے ان کاموں کو ناجائز و حرام قرار دیا ہے۔ اگر سمجھانے کے بعد بھی وہ لوگ اپنی قبیح حرکتوں کو نہ چھوڑیں تو پھر ان کا سوشل بائیکاٹ کیا جائے۔ ان سے سلام کلام ان کے ساتھ کھانا پینا، شادی بیاہ چھوڑ دیا جائے۔ چونکہ وہ مسلمان ہیں اس لئے فعل حرام اور حرام کھانے سے ان پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا۔ ہاں اس فعل سے وہ لوگ گنہگار و مستحق عذاب نار ہوں گے۔
وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
۲-۷-۷۷ء

استفتاء ۸۹۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین حسب ذیل مسائل میں
(۱) ایک ہندو نے مسجد کیلئے ایک ہزار کی رقم بہ نیت ثواب دی ہے۔ رقم مذکور مسجد میں صرف کی جاسکتی ہے یا نہیں؟
(۲) بعد دفن میت قبر پر آذان دینا کیسا ہے؟ یہاں دیوبندی و بریلوی کا جھگڑا چلتا ہے اور ایک پرچہ جو بریلی شریف سے نکلتا ہے جس میں قرآن و حدیث کا حوالہ دیا جاتا ہے وہ بھیج دیجئے اور ایک کتاب دیوبندی مسلک کے بارے میں ہو وہ بھی بھیج دیجئے۔

(۳) اور شب برأت، حلوہ روٹی پکانا، فاتحہ دلانا جائز ہے یا نہیں؟ اور شب برات میں میت کی ارواح اپنے گھر آتی ہیں یہ کہاں تک درست ہے۔

(۴) اور دیوبندیوں کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب صحیح دیجئے۔

المستفتی: ڈاکٹر عبدالغفور کیراف عثمان، سنٹی پور گیٹ-۷، ضلع ڈبروگڑھ، آسام

۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــــ

(۱) غیر مسلم کا روپیہ مسجد میں لگا سکتے ہیں جب کہ یہ خطرہ نہ ہو کہ وہ احسان جتلائے گا یا پھر کبھی رقم کا مطالبہ کرے گا۔ امام محمد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: **وبہ ناخذ مالم نعرف شیئاً حراما بعینہ**. جب تک کسی چیز کا قطعی حرام ہونا معلوم نہ ہو اس کو لینا جائز ہے۔ مزید احتیاط مدنظر ہو تو اس کی رقم سے غسل خانہ، استنجا خانہ، فصیل وغیرہ تعمیر کر لیں یا کسی غریب کو وہ رقم دے دیں اور پھر وہ غریب اپنی طرف سے وہ رقم مسجد میں لگا دے۔

(۲) بعد دفن میت اس کی قبر پر آذان دینا جائز و مستحسن ہے۔ حدیث شریف میں ہے: **لقنوا موتاکم لا الٰہ الا اللّٰہ**. اپنے مردوں کو لا الٰہ الا اللہ سکھاؤ (مشکوٰۃ شریف)۔ شامی میں ہے: **وانما لاینھیٰ عن التلقین بعدالدفن لانہ لاضرر فیہ بل فیہ نفع فان المیت لیستانس بالذکر علیٰ ماورد فی الآثار**. یعنی مردہ کو دفن کرنے کے بعد تلقین کرنے سے منع نہیں کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ اس میں فائدہ ہے نقصان نہیں۔ اور مردہ کو خدا کے ذکر سے انس و سکون ملتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ اور اس سے یہ بھی فائدہ ہے کہ نکیرین کے سوال کا جواب بھی آذان میں موجود ہے۔ مردہ کو جواب دینا آسان ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں نکیرین جب مردے سے سوال کرتے ہیں **من ربک** تو شیطان اپنی طرف اشارہ کر کے میت سے اپنے کو رب کہلوانا چاہتا ہے اور اذان کی آواز سن کر شیطان بھاگتا ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے: **اذا نودی للصلاۃ ادبر الشیطن لہ فراط حتی لایسمع التاذین**. علاوہ اس کے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ دفن کا مشہور واقعہ ہے کہ سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد دفن ان کی قبر پر اللہ اکبر و سبحان اللہ پڑھا۔

(۳) شب برأت میں مٹھائی حلوہ پکانا، فاتحہ دلانا اور فقرا کو تقسیم کرنا جائز و درست ہے۔ اس کا ثواب مردوں کو ملتا ہے۔ اور کتابوں سے یہ بھی ثابت ہے کہ مردے کی روح پندرہویں شب شعبان کو اپنے گھروں میں آتی ہے۔ اس مسئلہ پر علماء اہلسنّت کی کثیر تصانیف موجود ہیں۔

(۴) دیوبندیوں، وہابیوں کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ ان لوگوں نے جان رحمت ﷺ کی شان اقدس میں سخت گستاخیاں کی ہیں۔ تفصیل کے لئے ان کی کتابیں حفظ الایمان، تقویۃ الایمان، تحذیر الناس، صراط مستقیم کا مطالعہ کیجئے۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۵-۷-۷۷ء

استفتاء ۸۹۸

مسئلہ: محترم المقام حضرت مفتی شریعت مطہرہ ادارہ شرعیہ سلام مسنون مزاج گرامی! ڈالٹین گنج میں کچھ مسائل پر گرما گرم بحثیں فتنہ کی حدتک چل رہی ہیں جس کو فرو کرنے میں جناب کا ازروئے شریعت فتوی ممد ہوگا اس لئے براہ عنایت مرہون منت فرمایا جائے۔

(۱) اس قسم کی احادیث پاک مثلاً: لا تجمع امتي علی الضلالة. ''میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔'' اور ماراہ المسلمون حسنا فهو عندالله حسن او كما قال صلی الله علیه وسلم.'' جسے مسلمان اچھا جانے وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ یا اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے اس جیسا فرمایا۔'' ماتحت تعزیہ داری کا کیا مسئلہ ہے مفصل ومدلل کی زحمت کی جائے۔

(۲) دینی مدارس کے مدرسین کو درس دین کی تنخواہ لینا جائز ہے یا کیا؟ اور مقررین کو تقریر کا نذرانہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ نیز صدقہ وزکوۃ کی رقم سے ان مدرسین کی تنخواہیں دینا جائز ہیں یا ناجائز؟ زکوۃ کی رقم کو سال دو سال اس لئے روک رکھنا کہ جب نادار طلبا کا ہم داخلہ کریں گے تو خرچ کریں گے جائز ہے یا ناجائز؟ زکوۃ کی رقم کو تعمیر مدرسہ پر خرچ کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

(۳) مسجد کے صدر وسکریٹری نے مرمت مسجد کے لئے ایک شخص سے تین چار ہزار روپے قرض بھی لئے اور اس کی ادائیگی سے منہ موڑ لیا اور مسجد کو مقروض بنا کر بھاگ گئے اس مقروض مسجد میں نماز پڑھنا کیسا ہے اور یہ قرض لینا کیسا ہے؟ والسلام

المستفتی: محمد ولی الحق المعروف بمولانا سجرل، برقی دواخانہ محلّہ کائن ہاؤس ڈالٹین گنج (پلاموں)

۸۶/۹۲ھ

الجواب ــــــــــــ بعون الملک الوہاب ــــــــــــ!

(۱) صورت مسئولہ میں احادیث مذکورہ فی السوال میں وہ مسلمان مراد ہیں جو دیندار اور پرہیزگار آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ ومسائل شرعیہ کے جاننے والے علمائے ملت اسلامیہ ہیں نہ کہ عوام کالانعام جو امور دینیہ وقوانین شرعیہ وفرمان نبویہ سے جاہل ونابلد ہوں۔ لہٰذا مروجہ تعزیہ داری میں شرکت کرنے والے اور منانے والے عموماً ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جن کو مسائل واحکام شرعیہ سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ لہٰذا ارشاد نبوی کا اطلاق عوام پر صحیح نہیں بلکہ اس سے خواص مراد ہیں۔

(۲) متاخرین فقہائے کرام وعلمائے عظام نے اسے جائز قرار دیا ہے مدرسین تعلیم دین کی اجرت نہیں لیتے بلکہ اپنے اوقات کا حق المحنت اور معاوضہ لیتے ہیں اس طرح ضرورت داعیہ کے پیش نظر مقررین کو جو نذرانے ملتے ہیں وہ بھی لینا جائز۔

اگر عدم جواز کا فتویٰ دیا جائے تو دین کے بہت سارے کام بند ہو جائیں گے اور اشاعت دین وتبلیغ احکام میں سخت دشواریاں پیش آئیں گی۔ہاں جو مقررین قبل ہی نذرانہ کی رقم طے کر لیتے ہیں یا جبراً وصول کرتے ہیں ایسا کرنا شرعاً ممنوع ہے صدقات نافلہ ومستحبہ تو مدرسین کو دے سکتے ہیں صدقات واجبہ وزکوۃ کی رقم حیلہ شرعی کے ساتھ دی جاسکتی ہے احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ مذکورہ رقم کسی نادار طلبا یا غرباء کو دے دی جائے اور پھر وہ بطور خود وہ رقم مہتمم یا ناظم مدرسہ کو اخراجات مدرسہ کے لئے دیدے اس صورت میں زکوٰۃ دینے والے کی زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی اور وہ غریب طلبہ بھی اجر وثواب کے مستحق ہوں گے،زکوۃ کی رقم کو اس نیت وارادہ سے روک رکھنا کہ آئندہ نادار طلباء کے داخلہ پر اسے خرچ کی جائے گی شرعاً جائز نہیں۔زکوۃ میں تملیک شرط ہے اور تعمیر مساجد ومدارس میں تملیک مفقود۔لہٰذا زکوۃ کی رقم تعمیر میں صرف نہیں ہوسکتی اس کے لئے بھی وہی شرعی حیلہ درکار۔

(۳) اگر مسجد میں اتنی آمدنی ہے جس سے قرض کی ادائیگی ممکن ہوسکتی ہے تو صدر وسکریٹری کا قرض لینا درست ہے اور بصورت دیگر ایسا قرض لینا شرعی ممنوع وناجائز۔اس قرض کی ادائیگی لینے والے پر ضروری،نہ ادا کرنے کی صورت میں صدر سکریٹری گنہگار ہوں گے،مسجد میں نماز ادا کرنا شرعاً جائز اور درست ہے۔**وھو تعالیٰ اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی،دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار،پٹنہ
کتبہ
۹/۸/۷۷ء

استفتاء ۸۹۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں
اوجھڑی (یعنی پچونی) کھانا جائز ہے یا ناجائز۔یہاں کے کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ پچونی کھانا شریعت میں جائز ہے جلد مطلع کریں تاکہ مسلمانوں کے درمیان اصلاح قائم ہوسکے۔

المستفتی: ماسٹر عبید محمد وشمس العابدین،موٹر پارس دوکان،نیا بازار،لوپ روڈ،دھنباد
۹۲/۸۶ے

الجواب

اوجھڑی کی حرمت پر شریعت میں کوئی دلیل نہیں لہٰذا اس کا کھانا مکروہ ہے اور اپنی طبیعت پر موقوف ہے جی چاہے کھائے جی نہ چاہے نہ کھائے۔شرع سے ممانعت نہیں۔**وھو اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی،دارالافتاء ادارہ شرعیہ بہار،پٹنہ
کتبہ
۲۷/۸/۷۷ء

استفتـــــاء[900]

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ ذیل میں:

(۱) ۲۹ رشعبان وذی قعدہ کو ابر ہوا اور مطلع صاف نہ ہو یعنی ابر وغبار کی وجہ سے چاند نظر نہیں آئے تو کیا کرنا چاہئے۔ جواب سے مرحمت فرمائیں!

(۲) چاند کی شہادت کیلئے کتنے مرد عورت کی شہادت ضروری ہے اور کیسی عورت اور کیسا مرد ہونا چاہئے اور چاند کا ثبوت کب پایا جائے گا اور شرعی ثبوت چاند دیکھنے کی تشریح کریں؟

(۳) خط تار، ٹیلیفون، ریڈیو، وائرلیس کی خبر سے چاند دیکھنا شرعی ثبوت وشہادت پائی جاتی ہے یا نہیں؟ نیز تار، ٹیلیفون، ریڈیو، وائرلیس اور اخباروں اور جنتریوں اور بازاری افواہ کی خبر وشہادت کو معتبر مانا جائے گا یا نہیں۔ شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے جواب دیں؟۔

(۴) گائے وبیل وبکرے بکری وخصی، بھینس وغیرہ بھینس کی اوجھڑی کھانا درست ہے یا نہیں؟

(۵) قربانی کے دن اونٹ کے حلقوم میں ذبح کرنے سے پہلے بھالا، برچھی مار کر خون بہا کر اس کے بعد ذبح کرتے ہیں کیا درست ہے نیز کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اونٹ کو سات جگہ ذبح کرنا چاہئے کیا یہ درست ہے جواب دیں؟

(۶) قربانی کے جانور (یعنی گائے وبیل وبھینس واونٹ وغیرہ) میں کتنے آدمیوں کو شریک ہونا چاہئے بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اونٹ میں دس آدمی شریک ہونے چاہئے کیا یہ درست ہے؟

(۷) لڑکیوں کو کان وناک چھیدنا درست ہے یا نہیں اگر درست ہے تو پورے دلائل عقلیہ ونقلیہ سے جواب مرحمت فرمائیں؟

(۸) شادی میں لڑکا ولڑکی دونوں کو ہلدی لگائی جاتی ہے پورے بدن میں اور پھول کا ہار بنا کر سر میں سہرا باندھتے ہیں کیا یہ درست ہے یا نہیں جواب دیں؟

(۹) نماز جمعہ وعید وبقر عید اور ایسی نماز جس میں نمازیوں کی کثرت ہو امام نے واجب کو وسنت مؤکدہ کو چھوڑ دیا (ترک کیا) اور درمیان نماز میں یاد ہوا اب اگر سجدہ سہو کریگا تو عوام میں یعنی نمازیوں میں انتشار پھیلنے وفتنہ برپا ہونے کی امید وشبہ ہے ایسے حالات میں سجدۂ سہو ترک کریگا یا نہیں؟

(۱۰) عوام کی قبر میں عطر وگلاب وعنبر وکپور چھڑکنا اور اگربتی جلانا کیسا ہے اور پھول ڈالنا کیسا ہے؟ اور اگربتی قبر کے کنارے جلانا چاہئے یا قبر کے اوپر جواب مرحمت فرمائیں۔ نیز اس کے بارے میں پورے دلائل

دیں تاکہ ردوہابیہ کرسکیں۔

(۱۱) میت کی چارپائی کے اوپر ایک کپڑا ڈال کر قبرستان لے جاتے ہیں جس کپڑا میں کلمہ اول اور کلمہ ثانیہ، ثالثہ وغیرہ کلمات وآیات قرآنی لکھی ہوئی ہوتی ہے کیا یہ کپڑا میت کے اوپر ڈالکر قبرستان لیجا سکتے ہیں؟

جواب سے مرحمت فرمائیں۔ بینوا توجروا!

المستفتی: محمد خلیل الرحمٰن تیغی القادری الایوبی، پیش امام مسجد ۱۶ پوسٹ آس پی کوپری، ضلع گریڈیہ بہار

۹۲/۸۶ء

الجواب ـــــــــــ هو الموفق والصواب ـــــــــــ

(۱) رویت ہلال کے متعلق ائمہ کرام ومفتیان عظام کی تصریحات کے پیش نظر رویت کا شرعی ثبوت ہونا ضروری ہے اگر مطلع ابرآلود ہو اور چاند نظر نہ آئے تو مہینہ کے تیس دن پورے کرنا ضروری ہیں۔ حدیث شریف میں ہے: **لاتصوموا حتی تروا الهلال و لاتفطروا حتی تروه فان غم علیکم فاقدروا له۔** ''ترجمہ: روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ چاند دیکھ لو اور افطار (یعنی عید نہ کرو) یہاں تک کہ شوال کا چاند دیکھ لو اگر ابرآلود ہونے کی وجہ سے چاند تم پر مشتبہ ہو تو شمار کرلو (یعنی تیس کی گنتی پوری کرو)۔''

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: **فان غم علیکم فاکملوا العدة ثلثین۔** ''ترجمہ: اگر مطلع ابرآلود ہو تو تیس دن پورے کرو۔''

(۲۔۳) رمضان شریف کے چاند کا ثبوت ایک مرد عاقل وبالغ دیندار خواہ مستور الحال کی شہادت سے ہو جائے گا اور دوسرے مہینوں کی ثبوت کیلئے دو مرد عادل ثقہ یا ایک مرد دو عورتوں کی شہادت ضروری ہوگی۔ رویت ہلال کا شرعی ثبوت شہادت یا شہادت علی الشہادت یا کتاب القاضی الی القاضی یا استفاضہ سے ہوگا۔ اس سلسلے میں تار، ٹیلیفون، ریڈیو، وائرلیس، اخبارات، جنتریوں کی خبریں شرعاً ناقابل اعتبار ہیں۔ رویت کے ثبوت کے لئے شرعی شہادت ضروری ہے نہ کہ خبر۔ اس لئے کہ خبر محتمل صدق وکذاب ہوا کرتی ہے۔ اس لئے آلات جدیدہ سے جو خبریں موصول ہوتی ہیں وہ قابل عمل نہیں۔

(۴) اوجھڑی کھانا مکروہ ہے۔

(۵) گائے بیل بھینس واونٹ کی قربانی میں سات آدمیوں کی شرکت جائز ہے دس آدمیوں کی نہیں۔

(۶) اونٹ کو نحر کیا جاتا ہے یعنی دھاردار چیز سے بسم اللہ اللہ اکبر کہکر اس کے حلقوم میں مارا جاتا ہے جب وہ زمین پر گرتا ہے تو ذبح کرتے ہیں سات جگہ ذبح کرنے کی روایت نظر سے نہیں گذری۔

(۷) لڑکیوں کے ناک کان چھیدنا درست ہے۔

(۸) شادی کے موقع پر جو دلہا و دلہن کو ہلدی یعنی اوبٹن لگایا جاتا ہے جائز ہے اسی طرح سہرا باندھنے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔

(۹) جمعہ وعید میں اگر کثیر مجمع ہونے کی صورت میں امام سے سہو ہو جائے اور سجدہ سہو کرنے میں مقتدیوں کے انتشار وفساد کا خطرہ ہو تو سجدہ سہو ترک کیا جاسکتا ہے درمختار میں ہے: **السهو فی صلوة العید والجمعة والمکتوبة والتطوع سواء والمختار عدمه فی الاوّلین لدفع الفتنة.** ''ترجمہ: نماز عید، جمعہ، فرائض اور نوافل میں سجدۂ سہو برابر ہے۔ لیکن

مختار مذہب یہ ہے کہ جمعہ اور عیدین میں دفع فتنہ کے لئے سجدۂ سہو نہ کرے۔" اگر مقتدیوں میں انتشار کا خوف نہ ہو تو سجدہ سہو کو چھوڑنا جائز نہیں۔

(۱۰) قبروں پر پھول ڈالنا شرعاً جائز ہے۔ اسی طرح قبروں میں عطر و گلاب چھڑکنا بھی جائز شرع مطہرہ میں اس کے عدم جواز کی کوئی دلیل نہیں اور ماراہ المسلمون حسن فھو عند اللّٰہ حسن "جس کو مسلمان اچھا جانیں تو وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔" تفصیل کے لئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے رسائل کا مطالعہ کریں۔

(۱۱) میت کی چارپائی کے اوپر ایسا کپڑا اڈالنا جس میں کلمہ طیب تحریر ہو تبرکاً جائز درمختار جلد اول باب صلوٰۃ الجنازہ میں ہے۔ کتب علی جبھۃ اوعمامۃ او کفنہ عھدنامہ یرجی ان یغفر اللہ المیت ۔" ترجمہ: پیشانی، عمامہ یا کفن پر عہد نامہ لکھنے سے اللہ سے امید کی جاسکتی ہے کہ اللہ میت کی مغفرت فرمائے۔"

فتاوی بزازیہ کتاب الجنائز سے قبل: وذکر الامام الصفار لو کتب علی جبھۃ المیت اوعلی عمامتہ اوعلی کفنہ عھدنامہ یرجی ان یغفر اللہ تعالیٰ للمیت ویجعلہ امنا من عذاب القبر قال ھذہ روایۃ فی تجویز ذلک۔

"ترجمہ: امام صفار نے ذکر کیا کہ اگر میت کی پیشانی، پگڑی یا کفن پر عہد نامہ لکھ دے تو یہ امید کی جاسکتی ہے کہ اللہ میت کی مغفرت فرمائے گا اور عذاب قبر سے محفوظ و مامون رکھے گا کہا کہ یہ روایت جواز پر دال ہے۔"

عبارات مذکورہ بالا سے یہ معلوم ہوا کہ میت کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہد نامہ لکھ دینے سے اس کی مغفرت کی امید کی جاسکتی ہے۔ لہٰذا اگر میت کے اوپر کلمہ طیبہ تحریر کیا ہوا کپڑا اڈالا جائے تو شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں بلکہ فائدہ مقصود ہے واللہ تعالیٰ اعلم!

کتبہ

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

۱۵/۱۲/۷۷ء

استفتاء ۹۰۱

محترم حضرت قاضی صاحب ادارہ شرعیہ بہار پٹنہ　السلام علیکم!

مسئلہ: عرض یہ ہے کہ ایک دینار و ایک اشرفی میں کیا فرق ہے؟

(۱) دینار سونے کا ہوتا ہے یا چاندی کا اس کا کتنا وزن ہوتا ہے دو دینار اس وقت کے حساب سے کتنے روپے کا ہوتے ہیں اور دو اشرفی کتنے کی ہوتی ہیں۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ عقد میں دو دینار نہیں باندھنا چاہیے اس لئے دیہاتوں میں جھگڑا فساد ہونے لگا ہے اس لیے دو دینار عقد میں باندھا جائے یا نہیں اور کیوں نہیں جب کہ پہلے زمانہ سے بندھتا آ رہا ہے۔

(۲) دوسری بات یہ کہ بعض کتابوں میں بلکہ قانون شریعت میں لکھا ہے کہ شادی میں باجا بجانا ناجائز ہے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ کس باجے کا حکم شریعت میں ہے بعض علماء کہتے ہیں کہ باجا بجانا شرک ہے۔

(۳) سنت وغیرہ میں عورتیں مسجد میں گیت گاتے باجا بجاتے ہوئے آتی ہیں کہتی ہیں طاق بھرنے آئی ہیں شرع میں کیا حکم ہے؟

(۴) عمر نے زید سے گھوڑی طلب کی زید نے کہا کہ گھوڑی حاملہ ہے عمر نے کہا کہ اگر کچھ خرابی ہوگی تو ہم ذمہ دار ہیں عمر سفر سے واپس آیا تو گھوڑی نے بچہ پھینک دیا۔ عمر گھر پر نہ تھا تو بچہ کو ٹانگ کر عمر کو دکھانے گھر پر لائے لوگوں نے کہا کہ جرمانہ لگے گا۔ اس پر زید کے لڑکے نے کہا کہ مسئلہ آدمی کے دبر میں رہتا ہے۔ اور مذہب کو برا بھلا کہا، گالی دینے کی وجہ یہ تھی کہ پنچایت ہورہی تھی لوگوں نے کہا حافظ صاحب آئیں گے تو فیصلہ ہوگا اسی بنا پر مذہب کو برا بھلا کہا۔

(۵) ایک شخص پر زنا کی تہمت لگائی گئی گواہی لی گئی مرد نے زنا کا اقرار کرلیا لوگوں نے دونوں کو الگ کردیا۔ اس مرد کی کیا سزا ہونی چاہیے۔

المستفتی: حافظ محمد رفیق عالم رضوی، بھری مدرسہ اصلاح المسلمین، پلاموں
۲۵/۴/۷۸ء

۹۲/۷۸۶

الجواب

(۱) دینار سونے کا سکہ ہوتا ہے جو عرب میں رائج تھا اس کا وزن تقریباً ساڑھے ۴ر چار ماشہ ہوتا ہے اشرفی بھی سونے کی ہوتی ہے اب یہ نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے اس کی قیمت سنار سے معلوم کریں سونے کے اعتبار سے اس کی قیمت گھٹتی بڑھتی رہتی ہے علماء کا کہنا ٹھیک ہی ہے کہ دینار مہر میں نہ رکھا جائے اس لئے کہ مہر ادا کرتے وقت اس کا ادا کرنا مشکل ہوتا ہے پھر اس کی اصل قیمت بھی معلوم نہیں ہے ایسی چیز کا مہر مقرر کرنا بہتر نہیں بلکہ اس کے عوض رقم میں اضافہ کردیا جائے پہلے اس کا رواج ہونا عمل کے لیے ضروری نہیں۔

(۲) باجا شرعاً ناجائز ہے۔ شادی کے موقع پر ہو یا اور کسی وقت۔ شریعت نے خوشی کے موقع پر دف بجانے کی اجازت دی ہے۔

(۳) عورتوں کا باجا بجاتے یا گاتے ہوئے مسجد میں جانا ناجائز و گناہ ہے ہاں ایصال ثواب و فاتحہ جائز ہے۔

(۴) گھوڑی کے بچہ کے خراب ہوجانے پر عمر کو تاوان دینا ہوگا جس کا اقرار وہ پہلے کر چکا ہے اس لئے کہ زید کا نقصان ہوا زید کے لڑکے نے جو مذہب کو برا بھلا کہا اگر یہ صحیح ہے تو اس لڑکے کو تجدید ایمان و تجدید نکاح کرنا ہوگا۔ اس لئے کہ مذہب کی توہین کفر ہے۔ اگر وہ اعلانیہ توبہ و تجدید ایمان نہ کرے تو مسلمانوں کو اس سے قطع تعلق یعنی اس کے ساتھ کھانا پینا سلام

کلام بند کر دینا چاہیے۔

(۵) زنا کا اقرار کر لینے کے بعد شرعی سزا رجم یعنی سنگسار کرنا اور غیر شادی شدہ ہے تو سو درے مارنا ہے لیکن ہندوستان میں یہ سزا ممکن نہیں مرد و عورت اعلانیہ توبہ کریں اور خدا سے معافی مانگیں۔ **وھو تعالٰی اعلم**

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

۷۸/۵/۹ء

استفتاء ۹۰۲

مسئلہ: بخدمت شریف جناب مفتیان عظام ادارہ شرعیہ بہار پٹنہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

شہر موتیہاری کے محلہ حق پٹی کے لال خاں صاحب مرحوم مسجد میں عرصہ تین سال سے ہر شب جمعہ کو بعد نماز عشاء ٹھہر جاتے ہیں اور کچھ دیر تک درود شریف با آواز بلند ورد کرتے ہیں۔

ایک پروفیسر صاحب جو چند ماہ قبل بھاگلپور سے آئے ہیں اس درود شریف کے ورد کے سلسلہ کو بند کرنے کے درپے ہیں ان کا اعتراض ہے کہ

(ا) درود شریف کو بلند آواز سے پڑھنا بدعت اور گناہ ہے۔

(ب) درود شریف پڑھنے کے لئے مسجد میں اکٹھا ہونا ناجائز ہے۔

(ج) جماعتی انداز اختیار کر کے درود پڑھنا بدعت اور ناجائز ہے۔

(د) درود شریف پڑھنے کے لئے روز کا مقرر کرنا بدعت ہے۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین حنفی مسلک کے اعتبار سے مذکورہ بالا اعتراضات کے سلسلہ میں؟ نمبروار جواب دینے کی زحمت گوارہ فرما کر ماجور ہوں اور مشکور فرمائیں۔

(۲) پروفیسر مذکور چند روز قبل نماز فجر کی اول رکعت میں پوری سورۂ مزمل (پ۲۹) اور دوسری رکعت میں سورۂ حشر (پ۲۸) کی آخری آیات کی تلاوت فرمائی۔ بعد سلام ترتیب کے غلط ہونے کی ان کو اطلاع دی گئی تو فرمایا کہ نماز ہوگئی۔ ایسی بے ترتیب نماز بغیر سجدہ سہو کے ہوئی یا نہیں؟ یا نماز کا دُہرانا لازم تھا۔

(۳) پروفیسر مذکور کے پیچھے نماز پڑھنا جائز اور درست ہے یا نہیں؟ از راہِ کرم از روئے شریعت مقدسہ ومطہرہ

سلف صالحین کے طریقے کی روشنی میں جواب دیکر ماجور ہوں۔

المستفتی: غلام ربانی محلہ حق پٹی، موتیہاری، مشرقی چمپارن
۵/ربیع الاول ۹۸ھ

۷۸۶/۹۲

الجواب

قرآن حکیم میں خالق کائنات کا ارشاد کریم ہے: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا. ”ترجمہ: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے نبی پر اے ایمان والوں! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔“ اس آیت مبارکہ سے یہ بات واضح ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا مسلمانوں کے لیے ضروری اور واجب ہے۔ درود شریف پڑھنے کی فضیلت اور نام نامی صلی اللہ علیہ وسلم سنکر درود شریف نہ پڑھنے کی مذمت میں بکثرت احادیث موجود اگر تفصیل لکھی جائے تو ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔ عاشقان رسول کے لئے اتنا کافی ہے کہ قرآن حکیم میں درود شریف پڑھنے کی کوئی قید نہیں لگائی گئی بلکہ مطلق ارشاد فرمایا گیا کہ اس میں زمان ومکان کی قید نہ انفرادی نہ اجتماعی طور پر درود شریف پڑھنے کی تصریح نہ کھڑے اور بیٹھ کر پڑھنے کی قید۔ پھر جو کوئی اجتماعی طور پر درود شریف کے ورد کو ناجائز و بدعت کہے وہ گمراہ بدمذہب ہی ہوگا جو اپنی طرف سے بلا دلیل کسی امر مستحسن ومندوب اور ایسے کار خیر جس پر عظیم اجر وثواب کا وعدہ کیا گیا ہے اسے ناجائز وبدعت کہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پروفیسر مذکور کا تعلق اسی گمراہ جماعت سے ہے جس نے جان رحمت ﷺ کی توہین وتنقیص کر کے اپنی عاقبت خراب کی ہے۔

(۱) اگر مسجد میں درود شریف نہ پڑھایا جائے تو پھر وہ کونسی جگہ ہوگی جہاں اسے جائز قرار دیا جائے گا۔ پروفیسر مذکور جائز وناجائز وبدعت کو کیا جانے بیچارے کو اگر قرآن وحدیث کا علم ہوتا تو ایسی لایعنی اور جہالت کی باتیں نہ کرتا۔ ایسے شخص سے مسلمانوں کو دور رہنا چاہیے حدیث میں ایسے ہی بدمذہب وگمراہ لوگوں سے بچنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ **ایاکم وایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم۔** ”ترجمہ: تم ان سے دور رہو اور ان کو اپنے سے دور رکھو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں گمراہ اور فتنہ میں ڈال دیں۔“

(۲) قرآن حکیم کی تلاوت نماز میں قصداً بے ترتیب کرنا باعث گناہ ہے اگر زبان سے اتفاقیہ پہلے کی سورہ نکل گئی تو اس کو پڑھ کے نماز ہو جائے گی اور سجدہ سہو کی ضرورت نہ ہوگی۔

(۳) ایسے شخص کا عقیدہ معلوم کر لیا جائے کہ اس کا تعلق کس جماعت سے ہے درود شریف پڑھنے کو بدعت وناجائز کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پروفیسر مذکور کا عقیدہ صحیح نہیں اور بدعقیدہ کی اقتداء میں نماز جائز نہیں۔

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

۲۲/۲/۷۸ء

استفتاء ۹۰۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:
زید جو حاجی اور ایک سنی ادارہ کا سرپرست اور وہاں کی قوم کا سربراہ ہے اور اس کا تعلق تبلیغی جماعت سے ہے۔ حالیہ گذشتہ الیکشن میں اس نے ایک مسلمان امیدوار کے مقابلہ میں غیر مسلم امیدوار کو کامیاب بنانے میں اپنی بھرپور کوشش کی حتیٰ کہ مدینہ منورہ کی ٹوپی لوگوں کے قدم میں ڈال کر اس مقدس ٹوپی کے صدقہ میں غیر مسلم کے لئے مسلمانوں سے ووٹ طلب کیا اور غیر مسلم کو کامیاب بنایا۔ صورت مذکورہ میں زید کے لئے شرعی احکام کیا ہیں؟ بینوا توجروا!

المستفتی: محمد مسلم، مقام وپوسٹ کلیان پور، ضلع مشرقی چمپارن، بہار

۸۶/۹۲ھ

الجواب

صورت مذکورہ میں مسلم امیدوار کے مقابلہ میں غیر مسلم کو کامیاب بنانے کیلئے حاجی موصوف کی سعی وکوشش اور لوگوں کے قدموں میں ٹوپی کا ڈالنا سخت گناہ اور شرعی اُصول کے خلاف ہے جب کہ قرآن حکیم نے ایمان والوں اور صحابہ کرام کی یہ تعریف بیان کی کہ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ۔ کہ وہ کافروں پر سختی کرنے والے اور آپس میں یعنی مسلمانوں پر رحم وکرم کرنے والے ہیں۔ حاجی موصوف نے اس کی خلاف ورزی کی جو ایک مسلمان کے شایانِ شان نہیں۔ لہٰذا ان کو اعلانیہ توبہ کرنا چاہیے۔ وھو اعلم بالصواب

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۲۴/۷/۸۷ء

استفتاء ۹۰۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کہ:

(۱) ایک مدرسہ ہے جس میں بیرونی غریب ونادار طلبہ نہیں رہتے ہیں اور نہ مطبخ کا انتظام ہے ایسے مدرسہ میں فطرہ وزکوٰۃ وصدقات وچرم قربانی کی رقم لینا یا دینا جائز ہے یا نہیں صرف محلّہ کے بچے قرآن شریف وغیرہ کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

(۲) مدرسہ کا مہتمم کسی عالم یا حافظ کو ہونا چاہیے یا جاہل کو جو شرع کا پابند نہیں ہے۔

(۳) ایک قبرستان ہے جس میں ایک پرانی قبر ہے جس کی کوئی خاص تحقیق نہیں ہے پرانے لوگوں سے پتہ

چلا کہ یہ ایک کابلی کی قبر ہے جس قبر کو زید انجان بابا کے نام سے مشہور کر کے چادر چڑھاتا ہے ایسی قبر پر چادر چڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور زید جو مجاور بنا ہوا ہے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: قاری محمد ثناء اللہ، لوہردگا، رانچی

۱۴/۸/۷۸ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب

(۱) ایسے مدرسہ میں فطرہ وزکوٰۃ اور صدقہ واجبہ کی رقم دینا جائز نہیں اس لئے کہ اس کے مصارف خاص ہیں جس کی تفصیل قرآن حکیم میں موجود ہے: اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاکِیْنِ الخ ''زکوٰۃ تو انہیں لوگوں کے لئے ہے محتاج اور نرے نادار (ترجمہ کنز الایمان)۔ زکوٰۃ میں تملیک شرط ہے مدرسہ مذکور میں پڑھنے والے لڑکے اس کے مستحق نہیں ہاں اگر کوئی غریب و مسکین ہو تو اسے دے سکتے ہیں۔

(۲) دینی درسگاہ کے مہتمم وناظم کو پابند شرع ہونا ضروری ہے اور تعلیم یافتہ ہونا ضروری اس لئے ہے کہ جاہل خود پڑھنا پڑھانا نہیں جانے گا تو وہ مدرسہ کے طلباء ومدرسین کی کارگزاریوں کی دیکھ بھال اور طریقہ تعلیم کے متعلق کیا بتائے گا۔ لہٰذا جاہل غیر متشرع کو مہتمم بنانے میں مدرسہ کا نقصان ہوگا۔

(۳) بزرگانِ دین کے مزارات پر ان کی رفعت شان کے اظہار کیلئے چادر چڑھانا جائز ہے اور زید عمرو ہر شخص کی قبروں پر چادر چڑھانا بے فائدہ اور تضیع مال ہے اور عوام کو دھوکہ دینا ہے گویا زید قبروں کی تجارت کر کے کچھ فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے زید کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے اگر مجاوری کے علاوہ زید میں اور کوئی شرعی خرابی نہیں ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۲/۸/۷۸ء

استفتاء ۹۰۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل باتوں کے سلسلہ میں کہ:

زید ایک عالم ہیں وہ دوران تقریر مندرجہ ذیل نعرے بآواز بلند خود لگاتے ہیں اور لوگوں کو ایسا ہی کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ نعرہ تکبیر اللہ اکبر، نعرہ رسالت اللہ اکبر بات سمجھ میں نہیں آتی ہے کہ کہ نعرہ رسالت کے لئے بھی اللہ اکبر کیسے ہوا بالتفصیل تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد ابو اللیث خاں، موضع ملکی پوسٹ پیرو، ضلع بھوجپور

۷۸۶/۹۲

الجواب ــ!

صورت مسئولہ میں زید عالم کا نعرۂ تکبیر اللہ اکبر خود کہنا اور دوسروں کو نعرہ مذکور لگانے کی ترغیب دینا شرعاً جائز و درست ہے قرآن حکیم میں ارشاد ہوا، و کبـــره تکبیـــرا خدا کی عظمت و کبریائی کو بیان کرو۔ لہذا نعرۂ تکبیر اللہ اکبر کہنا باعث اجر و ثواب ہے شاید عالم موصوف نے سہواً غلطی سے نعرہ رسالت کہہ کر اللہ اکبر کی صدا بلند کی اس لئے کہ نعرہ رسالت میں یارسول اللہ کہا جاتا ہے اگر دونوں ہی میں اللہ اکبر کہا جائے تو دونوں میں فرق و امتیاز باقی نہ رہا اور نہ رسالت کا ذکر آیا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ عالم موصوف کا تعلق ایسے مسلک والوں سے ہو جن کے نزدیک یارسول اللہ کہنا شرک ہے۔ اس لئے صحیح یہ ہے کہ نعرہ تکبیر میں اللہ اکبر اور نعرہ رسالت میں یارسول اللہ (ﷺ) کہا جائے۔ وھو تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہٗ اتم!

الجواب صحیح
اشرف رضا قادری
۴رشعبان ۱۴۰۵ھ

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار القضاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتـــــــــــــــــــــــــــــــــبہ
۴رشعبان ۱۴۰۵ء

استفتاء ۹۰۶

مسئلہ: براہ کرم از روئے شرع مندرجہ مسائل سے باخبر فرمائیں!

(۱) میرے گاؤں میں یہ معمول بن گیا ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی لوگوں کو برطرف کر دیا جاتا ہے جیسے انجمن کے سرپرست نے کوئی قانون بنایا اور اسے لوگوں نے نہیں مانا تو اسے برطرف کر دیا گیا۔ کیا ایسا کرنا ٹھیک ہے؟

(۲) آج تک کسی کو نماز نہیں پڑھنے پر برطرف نہیں کیا گیا؟

(۳) برطرف کئے گئے اشخاص کے ساتھ کھانا، پینا اور روزہ و افطار کرنا بھی سخت منع ہے۔ اگر کسی نے برطرف کئے گئے اشخاص کے ساتھ روزہ و افطار کر لیا تو اس پر بھی قانون عائد کر دیا جاتا ہے۔ کیا ایسا کرنا دین کی رو سے جائز ہے؟

المستفتی: الیاس احمد فریدی اور نوجوانانِ ماتھاڈیہہ، گریڈیہہ

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــــــ بعون الملک الوهاب ــــــــــــ!

(۱) ایسی معمولی باتیں جن میں کوئی شرعی قباحت نہ ہو اور اس کے بولنے پر شرعاً کوئی مواخذہ نہ ہو تو ایسی باتوں پر مسلمانوں کا سوشل بائیکاٹ کرنا شرعاً ممنوع و ناجائز اور سلام و کلام ترک کر دینے والا سخت گنہگار اور مستحق عذاب نار ہوگا۔ فرمایا گیا کُلُّ

مُؤمِنٍ اِخوَۃٌ. تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ دوسری جگہ حدیث پاک میں ارشاد ہوا: لایحل لمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلثۃ ایام و خیرھمایبداء بالسلام. یعنی تین دنوں سے زیادہ اپنے بھائی سے الگ رہنا جائز نہیں اور ان دونوں میں بہتر پہلے سلام کرنے والا ہوگا۔ اگر اصلاح قوم کے لئے شرعی حدود میں کوئی قانون بنایا جائے تو اس پر عمل کرنا بہتر و لازم ہے۔

(۲) ہاں! اگر نماز نہ پڑھنے، روزہ نہ رکھنے یا دیگر فرائض وواجبات کوادا نہ کرنے کی بنا پر برطرف کیا جائے تو گناہ نہیں۔

(۳) جو کام شرعاً واجب وضروری نہیں بلکہ خودساختہ ہوں اس کے نہ کرنے پر مسلمانوں کو برطرف کرنا اور تکلیف دینا سخت گناہ ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتـــــــــــــــــــبہ

یکم ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

استفتاء ۹۰۷

مسئلہ: کیا موقف ہے مفتیان احناف کا مسئلہ ذیل کے متعلق کہ

ریڈیو، گراموفون، ٹرانزسٹر، ٹیلی ویژن کے پارٹ پرزے فروخت کرنا یا مرمت کرنا یونہی ان کی ایجنسی لے کر سپلائی کرنا شرعاً حلال ہے کہ نہیں؟ بینوا توجروا.

المستفتی: جاوید معرفت مولانا محمد ابوالحسنات اشرفی، مدرسہ رضاغوث، اوکے روڈ، آسنسول-۲

۹۲/۷۸۶

الجواب ـــــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــــ!

اشیائے مذکورہ کی بیع کے سلسلہ میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ بعینہ جس چیز سے معصیت قائم ہو اس کی بیع شرعاً ممنوع ہے اور جس چیز پر تغیر وتبدل کے بعد آلہ معصیت بنایا جائے۔ اس کی بیع جائز ہے اگرچہ خلاف اولیٰ ہے۔ اس سے اشیاء مذکورہ فی السوال کے جواز یا عدم جواز کا مفہوم واضح ہے کہ آلات لہو ولعب کا بعینہ فروخت کرنا شرعاً ممنوع محذور اور اس کا پارٹ پرزہ فروخت کرنا خلاف اولیٰ مگر جائز ہے۔ درمختار کتاب الکراہیۃ میں ہے: وجاز بیع عصیر عنب. فمن یعلم انہ یتخذہٗ خمرا لان المعصیۃ لاتقوم بعینہٖ بل بعد تغیرہ وقیل یکرہ لاعانتہ علی المعصیۃ بخلاف بیع امرد من یلوط بہ وبیع سلاح من اھل الفتنۃ لان المعصیۃ تقوم بعینہ. ”ترجمہ: انگور کے رس کی بیع اس شخص سے جائز ہے جس کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ شراب بناتا ہے اس لئے کہ معصیت بعینہ رس کے ساتھ قائم نہیں ہے بلکہ اس کو شراب میں تبدیل کرنے کے بعد قائم ہوگی اور بعض نے اس بیع کو معصیت پر اعانت کی وجہ سے مکروہ بتایا ہے۔ بخلاف لوطی سے اَمرد کی بیع اور اہل فتنہ سے ہتھیار کی بیع، اس لئے کہ معصیت بعینہ اس کے ساتھ قائم ہے۔“ وفی

ردالمحتار: فی تفصیل هذه العبارة علم من هذا انه لایکره بیع مالم تقم المعصیة به کبیع الجاریة المغنیة والکبش النطوح والحمامة الطیارة والعصیر والخشب ممن یتخذمنه المعازف. هذا ماظهر عندی. "ردالمحتار میں اس عبارت کی تفصیل میں ہے اس سے یہ جان لیا گیا کہ اس چیز کی بیع مکروہ نہیں ہوگی جس کے ساتھ معصیت قائم نہ ہو جیسے گنگنانے والی باندی اور لڑنے والا مینڈھا اور اڑنے والا کبوتر اور انگور کا سرکہ اور اُس لکڑی کی بیع اس شخص سے جو آلات لہو ولعب بنا تا ہے۔" واللہ تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۱۰ر ستمبر ۱۹۸۲ء

استفتاء ۹۰۸

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) میرے علاقے کی بستی میں ایک مسلمان ہے جو برابر داڑھی منڈواتا ہے، نماز نہیں پڑھتا ہے، رمضان کا روزہ بھی نہیں رکھتا۔ نماز جمعہ کی پابندی بھی نہیں کرتا، ہندوؤں کے تہوار یعنی دسہرہ کے موقع پر مورتی بنانے کے لئے لوگوں سے چندہ وصول کرتا ہے اور دسہرہ ختم ہونے تک ہندوؤں کی محفل میں رہ کر مورتی کا سارا انتظام کرتا ہے۔ رات کو جب لائٹ کی روشنی کم ہو جاتی ہے تو لائٹ میں برابر ہوا بھرا کرتا ہے۔ روشنی تیز کرتا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ مورتی کو صاف دکھانے کے لئے روشنی تیز کرتا ہے اور زید کا لڑکا ہندوؤں کے ساتھ ہری کیرتن بھی کرتا ہے۔ زید کمیٹی کا صدر ہے جس کے باعث ہم لوگ کچھ بول بھی نہیں سکتے۔ وہ اپنے آپ کو سنی مسلمان ہونے کا دعویٰ بھی کرتا ہے۔ لہٰذا شریعت کے رو سے زید کی ایسی حرکت پر ان کو کیا کہا جائے؟ اور ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، سلام، شادی بیاہ اور ان کی صحبت میں رہنا کیسا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔

(۲) مردہ خصی اور مرغی فروخت کر کے اس کی رقم کھانا حلال ہے یا حرام؟

المستفتی: مولوی محمد حنیف انصاری، رودھول، باندو، رنکاراج (پلاموں)

۸۶/۹۲ے

الجواب بعون الملک الوهاب

(۱) داڑھی منڈوانے والا تارک صلوٰۃ وصوم وفاسق معلن ہے، مردود الشہادت ہے، سخت گنہگار، مستحق عذاب نار ہے۔ ہندوؤں کے تہوار میں اس کی زینت بڑھانے کے لئے شریک ہونا، بتوں کی پوجا میں کسی طرح سے امداد واعانت کرنا، مورتی

بنانے کے لئے چندہ کرنا، ہری کیرتن میں شریک ہونا حرام، حرام، حرام بلکہ کفر ہے۔ اس لئے کہ اعانت فی الشرک کی بنا پر ایسا کرنے والا مشرک ہے۔ ایسے شخص کو اعلانیہ توبہ کرکے تجدید ایمان وتجدید نکاح کرنا ضروری ہے۔ اس لئے کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا: وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ ''گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔'' (کنزالایمان)۔ امام اجل سیدی عبدالعزیز بن احمد ابن محمد بخاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیق شرح اصول حسامی میں فرمایا ان غلا (ای فی ہواہ) حتی وجب اکفارہ بہ لاتعتبر خلافہ ووفاقہ ایضالعدم دخولہ فی مسمی الامۃ المشہودلہا بالعصمۃ وان صلّی الی القبلۃ واعتقد نفسہ مسلماً لان الامۃ لیست عبارۃ عن المصلحین الی القبلۃ بل عن المؤمنین فہو کافروان کان لایدری انہ کافر الخ. یعنی اگر بدمذہب اپنی گمراہی میں غالی ہو (حد سے بڑھا ہوا) جس کی بنا پر اسے کافر کہنا واجب ہو تو اجماع میں اس کی موافقت ومخالفت کا اعتبار نہ ہوگا کہ خطا سے محافظت تو امت مسلمہ کے لئے ہے وہ امت ہی نہیں۔ اگر چہ وہ قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہو اور اپنے کو مسلمان سمجھتا ہو اس لئے کہ امت قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والوں کا نام نہیں ہے بلکہ مسلمان کا نام ہے اور یہ شخص کافر ہے۔ اگر چہ اپنے کفر کو نہیں جانتا ہو۔ لہٰذا زید اور اس کے لڑکے کو شرک وکفر کی اعانت کرنے کی بنا پر توبہ کرنا اور تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنا ضروری ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کا سوشل بائی کاٹ کریں۔ اس کے ساتھ کھانا پینا، شادی بیاہ، سلام وکلام ترک کردیں۔ قال تعالیٰ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ. ''اور جو کہیں شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔'' (کنزالایمان)

(۲) مردہ جانوروں کی بیع شرعاً ناجائز اور اسے فروخت کرکے جو رقم ملے اس کا استعمال ناجائز وحرام ہے۔ ہدایہ میں ہے: بیع المیتۃ والدم والحرباطل لانہالیست اموالاً فلا یکون محلا للبیع. ''مردار اور خون اور آزاد کی بیع باطل ہے اس لئے کہ وہ مال نہیں ہیں تو وہ محل بیع بھی نہیں ہوسکتے۔'' شریعت مطہرہ میں مردہ اور خون مال ہی نہیں ہے اس لئے اس کی خرید وفروخت جائز نہیں۔ وہو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۸/ ذوالقعدہ ۱۴۰۲ھ

استفتاء ۹۰۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے متعلق کہ

کوئی بھی عورت یا مرد صحت کی خرابی یا زیادہ بچے ہو جانے کے بعد اگر نس بندی کرا چکا ہے تو کیا اس کی عبادت میں، مثلاً نماز، روزہ، حج، بزرگان دین کی زیارت میں کسی قسم کی کمی آجاتی ہے یا بارگاہِ رب میں

اس کی عبادت مقبول نہیں ہوتی؟ براہ کرم تفصیلات کے ساتھ آسان لفظوں میں مع مہر جواب دیں۔

المستفتی: محمد احتشام الدین، ڈمری نمبر ۷، مسلم محلہ، جاماڈوبا، دھنباد (بہار)

۸۶/۹۲/۷

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــ!

انقطاع نسل کے لئے جو بھی صورت اختیار کی جائے، اگر بلا عذر شرعی ہو تو ناجائز و حرام اور اس کا ارتکاب کرنے والا گنہگار مستحق غضب جبار وقہار ہوگا۔ اگر فقر و فاقہ اور غربت کی وجہ سے زیادہ بچوں کی پیدائش سے گھبرا کر نس بندی کرائی جب بھی ناجائز وگناہ ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا: وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا. ''اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔'' (کنز الایمان) خالق کائنات رازق العباد ہے۔ حدیث پاک میں جان رحمت ﷺ نے کثرت سے بچہ دینے والی عورت سے شادی کرنے کی ترغیب فرمائی۔

ہاں اگر عورت کی صحت اس درجہ خراب ہو چکی ہے کہ بچہ پیدا ہونے کی صورت میں اس کی جان کا خطرہ یقینی ہے اور آئندہ اس کی صحت کی امید نہیں ہے تو ایسی مجبوری و معذوری کی صورت میں نس بندی کرانے میں گناہ نہیں۔ بغیر عذر شرعی نس بندی قطعی حرام ہے پھر بھی اس گناہ کی وجہ سے فرائض و واجبات کے مقبول نہ ہونے کا فتویٰ نہیں دیا جا سکتا۔ گناہ اپنی جگہ پر گناہ ہے۔ اس سے فرائض کے ساقط و نامقبول ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبــــــــــــــــــــــــــــــــــــہ

۱۲/ ذوالقعدہ ۱۴۰۲ھ، ۴/ ستمبر ۱۹۸۲ء

استفتاء ۹۱۰

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس حقیقت کے بارے میں کہ

چھ سالہ بچی کا انتقال ہوا، قبرستان میں مدفون کیا گیا، لگ بھگ تین سال کے بعد لوگوں نے بہ چشم دیکھا کہ بچی قبر میں اٹھ کر بیٹھی ہوئی تھی، کفن درست، تمام عضو سالم صرف ایک آنکھ نہیں تھی، ہونٹ کچھ گھسا ہوا تھا، بدن کا چمڑا اسکڑ گیا تھا لیکن اپنی جگہ صحیح وسالم۔ لوگوں کے اژدہام کو مدنظر رکھتے ہوئے قبر کے سوراخ کو بند کر دیا گیا۔ اس واقعہ سے لوگوں میں بہت ہی زیادہ چہ می گوئیاں شروع ہیں۔ اس لئے اس واقعہ کے متعلق جانکاری ضروری ہے تاکہ عوام کی الجھن و پریشانی دور ہوں۔ فقط والسلام

المستفتی: عین الحق، موئیرا کولیری، ضلع بردوان، بنگال

۹۲/۸۶ ء

الجواب ــــــــــــ بعون الملک الوهاب ــــــــــــ

ایسے تعجب خیز وحیرت انگیز واقعہ کو دیکھ کر انسانی عقل ضرور حیران و ششدر رہ جاتی ہے۔ مگر خدائے قدیر کی حکمت بالغہ و قدرت کاملہ کے پیش نظر کوئی دشوار امر نہیں اور ایسا ہونا ممکن ہے۔ یُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ (الانعام: ۹۵) اس کی شان ہے۔ اگر وہ بچی قبر میں زندہ دیکھی گئی تو اسے نکال لینے میں کچھ مضائقہ نہیں تھا اور اگر وہ مردہ تھی اور جسم وکفن صحیح وسالم تھا تو ایسے واقعات بہت سے دیکھنے میں آئے ہیں۔ اسے بند کر دینا ہی اچھا تھا۔ قادر مطلق اپنی قدرت کاملہ کا مظاہرہ فرما کر لوگوں کو درس عبرت دینا چاہتا ہے تاکہ اس کی عظیم وجلیل قدرتوں کا مشاہدہ کر کے لوگ اس کی عبادت واطاعت کریں اور برائیوں سے اجتناب و پرہیز کریں۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۱۴ر ذو القعدہ ۱۴۰۲ھ

استفتاء ۹۱۱

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں:

(۱) رمضان المبارک کا چاند ۲۹ر شعبان کو نہیں نظر آیا اخبار سے معلوم ہوا کہ چاند ۲۹ر شعبان ہی کا تھا لیکن علمائے اہل سنت کے نزدیک ان جدید آلات اخبار و ٹیلی فون وغیرہ سے رویت کی شہادت نہیں مانی جاتی پھر یہ امارت شرعیہ کے مولانا نے ۲۹ر شعبان کا چاند مان کر قضا روزہ رکھنے کا اعلان کیا ہے تو جواب طلب ہے کہ قضا روزہ رکھنا چاہیے یا نہیں؟

(۲) چین کی گھڑی پہن کر زید امامت کرتا ہے رضوان اس سے مطالبہ کرتا ہے کہ چین کی گھڑی پہن کر نماز نہیں پڑھنا چاہیے لیکن امام رضوان کی بات نہیں مانتا ہے رضوان اس امام کے پیچھے نماز پڑھ لیتا ہے تو اس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

(۳) امام فرض نماز کی قرأت میں ض کو ظا پڑھتا ہے جب کہ عربی میں ضاد کو داد پڑھنا چاہیے اس امام کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

(۴) کلیم کی بستی میں ایک وسیع قبرستان ہے مسجد میں عیدین کی نماز پڑھنے میں وقت ہوتی ہے اس لئے قبرستان کے ایک حصہ میں بستی والے عیدگاہ بنانا چاہتے ہیں لیکن شریعت کا حکم کیا ہے یہ معلوم نہیں۔ قبرستان میں

عیدگاہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟

(۵) کلام کی بستی میں ایک حافظ تراویح پڑھاتا ہے حافظ مذکور کا یہ معمول ہے کہ ہر سورہ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بآواز بلند پڑھتے ہیں تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے وہ اپنی حرکت سے باز نہیں آتے ہیں ایسی حالت میں نماز ہوگی۔

المستفتی: ظفر الدین عزیزی کیراف جمیل خاں، سرکل اسٹیکر، ریاد گنج، ڈالٹین گنج، پلاموں، بہار

۸۶/۹۲ء

الجواب

(۱) اس سال عام طور پر ۲۹ رشعبان کو رویت نہیں ہوئی اس لئے لوگوں نے ۳۰ کی رویت کے حساب سے رمضان شریف کا روزہ رکھا چند روز بعد امارت شرعیہ کی طرف سے ۲۹ کی رویت کا اعلان کیا گیا مگر چونکہ یہ اعلان شرعاً قابل اعتماد نہ تھا اس لئے اہلسنّت و جماعت نے اس خبر کو ناقابل توجہ قرار دیا۔ پھر بعد میں مہتمم ادارہ شرعیہ بہار اڑیسہ، کٹک سونڈی دھنباد وغیرہ کے دورہ سے واپس تشریف لائے اور انہوں نے شہادت علی الشہادت کے طور پر بیان دیا کہ مذکورہ مقامات میں لوگوں نے چاند دیکھنے کی شہادت دی چنانچہ جب رویت کا شرعی ثبوت مل گیا تو ادارہ شرعیہ سے بھی ۲۹ کی رویت کا اعلان کر دیا گیا ہے اور ایک روزہ قضا رکھنے کی تاکید بھی کی گئی ہے تو اب آپ کو بھی قضا روزہ رکھنا ضروری ہوگا۔

(۲) چین کی گھڑی پہن کر نماز مکروہ و ممنوع ہے رضوان کا قول بالکل صحیح درست ہے امام صاحب کو جب مسئلہ بتا دیا گیا تو انہیں تسلیم کر لینا چاہیے اگر وہ مسئلہ کے مطابق عمل نہ کریں تو مجبوراً رضوان کی نماز ہو جائے گی۔ بہتر یہ ہے کہ اگر دوسرا امام ہو تو اس کی اقتداء میں نماز ادا کی جائے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص پیتل کی انگوٹھی پہن کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تم سے بُت کی بُو آتی ہے اس نے وہ انگوٹھی پھینک دی اور لوہے کی انگوٹھی پہن کر آپ کی خدمت میں آیا تو آپ نے فرمایا کہ تم جہنمیوں کا زیور پہنے ہوئے ہو اس شخص نے اسے بھی پھینک دیا۔ لہٰذا جب ان دھاتوں کی انگوٹھی ناجائز ہوئی تو گھڑی کی چین کس طرح جائز ہو سکتی ہے۔

(۳) اگر امام حتی الامکان حروف کو مخرج سے ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر صحیح تلفظ ادا نہیں کر پاتا تو اس کی اقتداء میں نماز ہو جائے گی بشرطیکہ مقتدیوں میں اس سے زیادہ کوئی جاننے والا نہ ہو ورنہ نماز نہ ہوگی۔

(۴) قبرستان اگر اراضی موقوفہ میں ہے کہ کسی نے اسے وقف کر دیا ہے تو اس کے کسی حصہ میں بھی عیدگاہ کی تعمیر جائز نہ ہوگی اور اگر زمین موقوفہ نہیں ہے تو قبرستان کے جس حصہ میں قبریں نہیں ہیں وہاں عیدگاہ کی تعمیر ہو سکتی ہے۔

(۵) بسم اللہ قرآن حکیم کی ایک آیت ہے جو سورتوں کے درمیان فصل و امتیاز کے لیے رکھی گئی ہے وہ کسی خاص سورہ کا جزو نہیں ہے۔ ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں اسے آہستہ ہی پڑھنا چاہیے اگر وہ بلند آواز سے ہی پڑھتے ہیں

جب بھی نماز ان کے پیچھے ہو جائے گی بشرطیکہ صحیح العقیدہ ہوں۔ مگر مسلک حنفی کے خلاف ہوگا۔ وھو اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، دارالافتاء ادارہ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۲۹/۸/۷۸ء

استفتا ۹۱۲

مسئلہ : مولینا المحترم ذوالمجد والکرم سلام مسنون! چند ضروری استفتاء پیش سرکار عالی ہیں اور انہیں استفتاء کی خاطر فی الحال یہاں دو جماعت ہوگئی ہیں اور بڑا ہی خلفشار مچا ہوا ہے۔ لہٰذا اول فرصت میں بحوالہ کتب معتبرہ جواب باصواب ارسال فرما کر ہم ساکنان اڑیسہ کو مطمئن فرمائیں۔

حبیب محمد نور القادری، مدرسہ اسلامیہ اورنگ آباد، کٹک

(۱) اسمائے مقدسہ سرکار ابد قرار صحابہ کرام رضوان المولیٰ اجمعین کے ناموں پر صلعم اور اولیائے عظام رحمہم المولیٰ تعالیٰ عنہم کے ناموپر " لکھنا اور پھر کمال جرأت سے کہنا کہ یہ تخفیفاً جائز ہے اس میں شرع کا کیا حکم ہے۔

(۲) جماعت ثانیہ محراب سے ہٹ کر اقامت کے ساتھ پڑھنا کیسا ہے اور جو اسے مکروہ تحریمی کہتے ہیں ان لوگوں کے لیے شرع متین کا کیا حکم ہے۔

(۳) آذان ثانی کی واقعی جگہ کہاں ہے بحوالہ ارشاد ہو۔

(۴) اردو کی چند عبارت رٹ کر وعظ کرنا اور بہار شریعت و جاء الحق سے فتویٰ دینا کیسا ہے جب کہ وہ شخص نحو وصرف سے بھی واقف نہیں ہے۔

(۵) وہابیہ، دیابنہ، غیر مقلد یہ زمانہ سے رشتہ اخوت رکھنا اور پھر طرہ یہ کہ ان کی شادی وغم میں شرکت کرنا اور جب کہا جائے کہ ان سے دوستی مت رکھو تو کہتے ہیں کہ ہم تو جانتے ہیں وہ توہین نبوت کے مجرم ہیں لیکن کیا کریں رشتہ داری ہے۔

(۶) حضور غوث پاک پر بعد نماز سلام پڑھنا اور الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مثلاً الصلوٰۃ والسلام علیک یا ولی اللہ کہنا جائز ہے تو اس کا ثبوت مع دلائل شرعیہ ارشاد ہو۔

(۷) درود پڑھنا کب فرض ہے کب واجب ہے کب سنت ہے اور کب مستحب ہے بالتفصیل باحوالہ ارقام فرمائیں۔

المستفتی: گدائے حبیب محمد القادری، مدرسہ اسلامیہ اورنگ پر ستمپور، کٹک

۹۲/۷۸۶

الجواب

(۱) جان رحمت ولی نعمت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ صلعم یا ؑ وغیرہ لکھنا سخت گناہ اور شرعاً ناجائز ہے علامہ طحطاوی نے درمختار کے حاشیہ میں فتاویٰ تاتارخانیہ سے نقل کیا: **من کتب علیہ السلام بالھمزۃ والمیم یکفر لانہ تخفیف وتخفیف الانبیاء کفر** ۔یعنی کسی نے نبی علیہ السلام کے نام اقدس کے ساتھ اختصار وتخفیف کی نیت سے ہمزہ ومیم لکھا تو کافر ہوجائے گا اس لئے کہ یہ معاملہ شان رسالت سے وابستہ ہے اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان کو ہلکا کرنا یا سمجھنا یقیناً کفر ہے بشرطیکہ نیت استخفاف شان رسالت ہو اور جو لوگ صرف نادانی وکاہلی کی بنا پر ایسا لکھتے ہیں وہ اس کلمہ کفر سے خارج ہیں مگر ان کی بدقسمتی وبدبختی میں تو شبہہ نہیں کیا جاسکتا اس لئے کہ **القلم احد اللسانین** یعنی قلم بھی ایک زبان ہے قرآن حکیم کا یہ ارشاد کہ **یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا**۔ ''اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو (ترجمہ کنزالایمان)۔ یہ حکم مطلق ہے جس کا اطلاق نام اقدس سننے یا زبان سے ادا کرنے یا لکھنے پر ہوتا ہے اس کی جگہ پر بجائے صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے کے۔ صلعم بے معنی ومہمل لفظ لکھنا سخت بے ادبی اور ناجائز وگناہ ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سب سے پہلے جس نے ایسی تخفیف کی تھی اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ لہٰذا اس سے اجتناب ضروری ہے۔ ایسا ہی صحابہ کرام واولیائے عظام کے اسمائے مبارکہ کے ساتھ رضی اللہ عنہ یا رحمۃ اللہ علیہ یا قدس سرہٗ کی جگہ پر ''ؓ''۔ ''ؒ''۔ق ہ لکھنا حرمان نصیبی وباعث محرومی ہے۔ علامہ طحطاوی فرماتے ہیں: **یکرہ الرمز بالکتابۃ بل یکتب ذالک کلہ بکمالہ**۔ ''ترجمہ: صلی اللہ علیہ وسلم اور رضی اللہ عنہ کو مخفف کرکے لکھنا مکروہ (تحریمی) ہے بلکہ ان کو پورا پورا اور مکمل لکھنا چاہیے۔'' امام نووی شرح صحیح مسلم شریف میں فرماتے ہیں: **من اغفل ھذا حرم خیرا عظیما وفوت فضلا جسیما** یعنی رمز کے ساتھ لکھنا مکروہ ہے بلکہ پورا جملہ لکھنا چاہیے۔ اس سے غفلت کرنے والا فضل عظیم وخیر کثیر سے محروم رہا۔

(۲) اگر بغیر اذان واقامت محراب سے ہٹ کر جماعت ثانیہ کریں تو بلا اختلاف جائز ہے: **وعن ابی یوسف اذالم تکن علی الھیئۃ الاولیٰ لاتکرہ والا تکرہ وھو الصحیح وبالعدول عن المحراب تختلف الھیأۃ کذا فی البزازیۃ وفی التاتارخانیہ عن الوجیہ وبہ ناخذ**۔''ترجمہ: حضرت امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ اگر جماعت ثانیہ ہیئت اولیٰ پر نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے ورنہ مکروہ ہے اور یہی صحیح ہے اور محراب سے ہٹنے کی صورت میں ہیئت بدل جاتی ہے۔'' جیسا کہ فتاویٰ بزازیہ میں ہے اور ''ولدالجیہ'' کے حوالے سے تاتارخانیہ میں ہے اور ہم اسی روایت کو لیتے ہیں۔

اسی میں ہے: **قدعلمت ان الصحیح انہ لا تکرہ الجماعۃ اذا لم تکن علی ھیأۃ الاولی** ۔''ترجمہ: تحقیق کہ تم نے جان لیا کہ صحیح یہ ہے جماعت ثانیہ اگر ہیئت اولیٰ پر نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے۔''

حدیث شریف میں ہے: **عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابصر رجلا یصلی وحدہ فقال الارجل یتصدق علی ھذا فیصلی معہ**۔ ''ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک

علیہ التحیۃ والثناء نے ایک آدمی کو تنہا نماز پڑھتے دیکھا تو ارشاد فرمایا کون ہے جو اس پر صدقہ کرے کہ تو ان کے ساتھ نماز ادا کرے۔"

اگر محلّہ کی مسجد میں اہل محلّہ نے اذان واقامت کے ساتھ صحیح العقیدہ امام کی اقتداء میں بطریق مسنون جماعت سے نماز پڑھ لی تو اس کے بعد دوسری جماعت آذان جدید و اقامت کے ساتھ مکروہ وممنوع ضرور ہے۔ درمختار میں ہے: **یکرہ تکرار الجماعة باذان واقامة فی مسجد محله لافی مسجد طریق او مسجد لاامام له ولامؤذن۔** "ترجمہ: مسجد محلّہ میں اذان واقامت کے ساتھ تکرار جماعت مکروہ ہے۔ اگر شاہراہ عام یا بازار کی مسجد ہو یا ایسی مسجد جہاں امام ومؤذن مقرر نہ ہوں تو وہاں اذان واقامت کے ساتھ جماعت ثانیہ جائز ہے۔"

ردالمحتار میں ہے: **عبارته فی الخزائن اجمع ممّاهنا ونصبها یکره تکرار الجماعة فی مسجدمحلة باذان واقامة الااذاصلی بهمافیه اولاغیراهله اواهله لکن بمخافتة الاذان ولوکرراهله بدونهمااوکان مسجد طریق جازاجماعاًکما فی مسجدلیس له امام ولامؤذن ویصلی الناس فیه فوجا فوجافان الافضل ان یصلّی کل فریق باذان واقامة علی حدة الخ۔**

ترجمہ: اس کی عبارت "خزائن" میں یہاں سے زیادہ جامع ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ مسجد محلّہ میں جدید اذان واقامت کے ساتھ تکرار جماعت مکروہ ہے مگر اس صورت میں جب یہاں پہلے کسی غیر اہل محلّہ نے نماز پڑھائی مگر اذان آہستہ دی ہو تو اس صورت میں اگر اہل محلّہ اذان واقامت کے بغیر تکرار جماعت کریں یا مسجد راستہ کی ہو تو بالاتفاق جماعت جائز ہوگی جیسا کہ اس مسجد کا حکم ہے جس کا امام اور مؤذن مقرر نہیں اور لوگ گروہ در گروہ اس میں نماز ادا کرتے ہوں تو یہاں افضل یہی ہے کہ ہر فریق علیحدہ آذان واقامت کے ساتھ نماز ادا کرے۔"

مختصر یہ کہ محلّہ کی مسجد میں بغیر اذان واقامت کے دوسری جماعت جائز ہے جب کہ ہیئت اولیٰ پر نہ ہو بلکہ محراب سے دائیں یا بائیں ہٹ کر ہو ایسی صورت میں جماعت ثانیہ کو مکروہ تحریمی کہنا سراسر جہالت وحماقت ہے۔ **من ادعیٰ فعلیه البیان۔** جس نے دعویٰ کیا اس کے اوپر دلیل پیش کرنا ضروری ہے۔

(۳) جمعہ کی آذان ثانی بیرون مسجد مینارے پر دی جائے اندرون مسجد آذان کو فقہائے کرام نے مکروہ لکھا ہے فتح القدیر میں ہے: **الاقامة فی المسجد لابدواماالاذان فعلی المئذنة فان لم یکن ففی فناء المسجد وقالوالایؤذن فی المسجد۔** "ترجمہ: تکبیر تو ضرور مسجد میں ہوگی۔ رہی اذان وہ منارے پر ہو منارہ نہ ہو تو فناء مسجد میں ہو علماء فرماتے ہیں مسجد میں اذان نہ دی جائے۔"

فقہ کی بیشتر کتابوں میں مسجد کے اندر اذان کو مکروہ لکھا ہے جیسے فتاویٰ عالمگیریہ فتاویٰ قاضی خاں، بحر الرائق طحطاوی علی المراقی الفلاح فتاویٰ خلاصہ فتح القدیر وغیرہا۔ علاوہ ازیں سب سے زیادہ قابل اعتماد ولائق عمل وہ حدیث ہے جو سنن ابی داؤد شریف میں بسند حسن حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: **قال کان یوذن بین یدی رسول الله صلی الله علیه وسلم اذاجلس علی المنبر یوم الجمعة علی باب المسجد۔** ترجمہ: راوی کہتے ہیں رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم جب روز جمعہ منبر پر تشریف فرما ہوتے تو آپ کے روبرو مسجد کے دروازے پر اذان دی جاتی۔"

(۴) ایسے شخص کو فتویٰ لکھنا اور وعظ وتقریر کرنا شرعاً جائز نہیں۔

(۵) دشمن مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے محبت کرنا ایمان کے منافی ہے ایسے شخص کا شمار بھی انہیں بدمذہبوں میں ہوگا۔

(۶) انبیاء کرام کے علاوہ مستقلاً کسی غیر نبی پر درود وسلام جائز نہیں ہاں تبعاً جائز ہے جیسے: وعلی الہ وصحبہ وازواجہ وذریاتہ وعلماء امتہ واولیاءِ ملتہ وغیرھا۔

(۷) روح کائنات ﷺ کا نام نامی سن کر یا آیہ کریمہ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ "ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔" سنکر درود پاک واجب ہے اور بار بار اسم پاک سن کر مسنون و چلتے پھرتے ہر وقت مستحب۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

۱۹/۹/۷۸ء

استفتاء ۹۱۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

ہندہ کی عمر ۲۸/ اٹھائیس سال ہے۔ اور وہ دو بچوں کی ماں ہے۔ ادھر مسلسل تین سال سے ہر سال حمل خراب ہو جایا کرتا ہے۔ چھ، سات کبھی آٹھ ماہ میں اسقاط ہو جایا کرتا ہے۔ اب ماہر ڈاکٹروں کی تشخیص یہ ہے۔ کہ رحم میں خرابی آ گئی ہے۔ جس کی وجہ سے اسقاط ہو جاتا ہے اس لئے بذریعہ آپریشن رحم کو نکلوا دو۔ یوں ٹھیک کرنے میں بھی آپریشن کرنا ہوگا۔ اور بچہ جننے کی صلاحیت جاتی رہے گی نیز یہ بھی کہنا ہے کہ اگر آئندہ حمل رہا تو۔ زچہ اور بچہ دونوں کی زندگی کو خطرہ ہے۔ اور اس طرح رہنے میں زن وشوہر کے اختلاط پر حمل قرار پا سکتا ہے اور اختلاط بھی ضروری ہے۔ لہٰذا گزارش ہے کہ مذکور بالا وجوہ اور متذکرہ صدر صورت حال میں ہندہ کو بذریعہ آپریشن رحم نکلوا دینا درست ہوگا یا نہیں اگر درست نہیں تو پھر ہندہ کی زندگی کی حفاظت کی کیا تدبیر ہوگی کیونکہ شرعاً اپنی زندگی کی حفاظت بھی ضروری ہے۔

اور اگر آپریشن نہ کرا کر کوئی اور ذریعہ یا دوا سے منع قرار حمل کی تدبیر کی جائے تو شریعت اجازت دیتی ہے۔ یا نہیں مگر ڈاکٹروں کا اصرار آپریشن کے متعلق ہے۔ اس لئے براہ کرم پوری وضاحت کہ ساتھ جلد از جلد حکم شرعی تحریر فرمائی جائے۔ بینوا توجروا۔

المستفتی: محمد نظام الدین خان رضوی۔ کوارٹر نمبر ۷۷/۴
اسٹریٹ ۳۵، سیکٹر ۹، بکارو اسٹیل سیٹی، ضلع دھنباد (بہار)

۸۶/۹۲ھ

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــــــ !

صورت مذکورہ میں اگر فی الحقیقت حاملہ ہونے کی صورت میں آئندہ ہندہ کی زندگی کے لئے خطرہ کا یقین ہے تو الضرورات تبیح المحظورات. ''ترجمہ: ضرورت ممنوعات کو مباح کر دیتی ہے۔'' کے مطابق اس کے لئے آپریشن جائز ہوگا جب کہ کوئی دوسرا علاج اس کے لئے نہ ہو۔ ہاں اگر آپریشن کے علاوہ کوئی دوسرا طریقہ یا دوا سے مانع حمل ہو سکے تو ہندہ کی حیات و زندگی کے تحفظ کے لئے اس کا استعمال بھی جائز قرار دیا جائے گا یہ اس صورت میں ہے جب کہ حاملہ ہونے میں ہندہ کی جان کا خطرہ یقینی ہو۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۷۸/۹/۲۵ء

استفتا ۹۱۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک مذہبی انجمن کا صدر خلیل احمد نامی شخص ہے اراکین انجمن اور صدر مذکور کے مابین کسی امر پر باہمی رنجش ہوگئی پھر انجمن کے زیر اہتمام جب مذہبی جلسہ کرانے کا وقت آیا تو اراکین انجمن صدر مذکور سے معافی کے خواستگار ہوئے۔ صدر مذکور نے معاف کر دیا اور مذہبی جلسہ بحسن و خوبی انجام پایا۔ بعد ازیں جلسہ کے پانچ ماہ بعد جب انجمن کی میٹنگ طلب کی گئی تو اس میں صدر مذکور نے گذشتہ واقعات کو دہرایا اور کہا کہ اس وقت جلسہ کو کامیاب بنانا تھا اس لئے وقتی طور پر میں نے معاف کر دیا تھا اور میرے دل میں کدورت اس وقت بھی تھی اور اب بھی دریافت طلب امر یہ ہے کہ جلیل احمد کا وقتی طور پر معاف کرنا اور دل میں کدورت رکھنا ازروئے شرع کیسا فعل ہے۔ اور شریعت ان کے بارے میں کیا حکم دیتی ہے اور ان کے ساتھ تمام مسلمانوں کو کیسا سلوک ہونا چاہیے اور ان کا جرم قابل سزا ہونا چاہیے جواب مفصل عنایت فرما کر شکریہ فرمائیں۔

المتلمس: محمد جلیل صدیقی، ۶/رنارتھ رنج، کولکاتہ۔۱۷

۸۶/۹۲ھ

الجواب ــــــــــ **بعون الملک الوھاب** ــــــــــ !

مسلمانوں کو آپس میں بغض و عداوت کینہ و کدورت رکھنا قطعی ناجائز و حرام ہے شریعت مطہرہ نے اس کی سخت مذمت فرمائی اگر کسی بنا پر کوئی خطا و غلطی ہو جائے تو فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا ''تم چھوڑ و اور در گزر کرو (ترجمہ کنز الایمان) حدیث پاک میں

ارشاد فرمایا کہ صل من قطعک واعف عن ظلمک واحسن الی من اساء الیک۔ یعنی صلہ رحمی کرو، ظلم وزیادتی کرنے والوں کو معاف کردو، برائی کرنے والوں کے ساتھ بھلائی کرو۔ دوسری جگہ جان رحمت ﷺ نے فرمایا: لایحل لمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلاث لیال یلتقیان فیعرض ھذا ویعرض ھذا وخیرھما الذی یبدأ بالسلام۔ "کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کو تین رات سے زیادہ چھوڑ دے دونوں آپس میں ملیں تو ایک دوسرے سے اعراض کریں اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام کی ابتداء کرے۔" مذکورہ بالا تہدید وتنبیہ کے پیش نظر جلیل احمد صاحب کو توبہ کرنا چاہیے اور اراکین انجمن کی طرف سے جو رنجش وعداوت ان کے دل میں ہے اسے دور کردینا چاہیے اور جب کہ انھوں نے ایک بار معاف کردیا تو پھر یہ کہنا کہ وقتی طور پر معاف کردیا تھا سراسر ناجائز وگناہ اور منافق کی شان ہے کہ زبان پر کچھ اور دل میں کچھ استغفر اللہ اگر جلیل احمد صاحب توبہ نہ کریں اور اپنی غلطی پر نادم ہوکر عداوت ودشمنی سے اپنے دل کو صاف نہ کریں تو عوام ان سے ترک موالات کریں۔ وھو تعالیٰ اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۲/۱۱/۷۸ء

استفتاء ۹۱۵

محترم المقام قابل صد احترام جناب مفتی ادارۂ شرعیہ بہار پٹنہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں مفتیان متین اس مسئلہ میں:

(۱) چرم قربانی کے پیسے کسی ایسے مدرسہ یا مکتب کی تعمیر میں لگا سکتے ہیں یا نہیں جس میں کوئی یتیم وغریب ونادار بچے نہ پڑھتے ہوں اس کا جواب حدیث وقرآن کی رو سے عنایت فرمائیں!

(۲) امامت کے وقت کھڑے کھڑے اقامت سنی جائے یا بیٹھ کر۔ اگر بیٹھ کر تو صرف امام کو یا تمام مقتدیوں کے لئے حکم ہے اور بہتر کیا ہے؟

(۳) بعد اذان کسی سوئے ہوئے آدمی کو بیدار کرنے کے لئے مسجد سے نکل کر جانا اور پھر جگا کر واپس آنے کا ارادہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ امام نے اس شخص کو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ فجر میں اگر میری آنکھ نہ کھلے تو بیدار کردینا۔ اس طرح بیدار کرنے کے لئے جانا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) غیر صحابی کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ اور لکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر اعلیٰحضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ صحابہ کے علاوہ کسی بزرگ کو رضی اللہ عنہ کہنا جائز نہیں۔ لہٰذا مدلل طور پر اس کا جواب دیا جائے۔

(۵) فرض نماز کی جماعت میں صرف فجر وعصر کی نماز کے بعد امام دوسری جانب گھوم کر دعا مانگے یا پانچوں

نمازوں میں اگر صرف فجر وعصر میں انصراف عن القبلہ ہے تو ہمارے اکابرین کیوں پانچوں وقت گھوم کر دعائیں کرتے ہیں ہم نے حضور مفتی اعظم ہند وحضور مجاہد ملت وحضور حافظ ملت کو بھی دیکھا ہر نماز میں دوسری جانب پھر کر دعا کرتے رہے۔ مفصل جواب دیں۔

(۶) مسجد کے اندر جہاں نماز ہوتی ہے اسی جگہ وضو کر سکتے ہیں یا نہیں؟ جب کہ بارش ہو رہی ہو حالانکہ وضو کرنے کی دوسری جگہ بھی موجود ہے ایسی صورت میں کیا حکم ہے۔ ان چھ سوالوں کے جوابات بالتفصیل لکھ کر بھیجیں، نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد حسین رضوی القادری، امام مسجد اکریہ بستی، بوکارو اسٹیل سیٹی، دھنباد

۸۶/۹۲ء

الجواب

(۱) صورت مسئولہ میں چرم قربانی بعینہ اپنے مصرف میں لانا جائز ہے جیسے جانماز، ڈول مشک وغیرہ بنا کر استعمال کر سکتے ہیں لیکن فروخت کر دینے پر اس کی قیمت خیرات کرنا ضروری ہے۔ لہٰذا ایسے مکتب کی تعمیر میں جس میں یتیم وغریب طلباء نہ پڑھتے ہوں اس رقم کا دینا جائز نہیں۔

(۲) بوقت اقامت امام ومقتدی کو کھڑا رہنا مکروہ ہے اس سلسلہ میں ائمہ کرام وفقہاء عظام کی تصریحات سے کتب فقہ بھری پڑی ہیں مسلم شریف میں حضرت ابی سلمہ وعبداللہ بن ابی قتادہ سے مروی ہے: **قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا اقیمت الصلوٰة فلا تقوموا حتی ترونی** یعنی بوقت اقامت جب تک مجھے نہ دیکھ لو کھڑے مت ہو۔ تصریحات علامہ نووی میں ہے: **وان بلالا کان یراقب خروج النبی صلی الله علیه وسلم من حیث لایراه غیره اوالاالقلیل فعنداول خروجه یقیم ولا یقوم الناس حتی یروه** یعنی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ مبارکہ سے نکلنے کو حضرت بلال بہت ہی غور سے دیکھتے رہتے اس طرح کہ دوسرے لوگ نہیں دیکھتے تو آپ کے نکلتے وقت حضرت بلال اقامت کہتے اور حضور کو دیکھ کر لوگ کھڑے ہوتے جاتے۔

واختلف العلماء من السلف فمن بعذهم متی یقوم الناس للصلوٰة ومتی یکبر الامام فمذهب الشافعی وطائفة انه یستحب ان لایقوم احدحتی یفرغ المؤذن من الاقامة قال ابوحنیفة والکوفیون یقومون فی الصف اذاقال حی علی الصلوٰة فاذا قال قدقامت الصلوٰة کبر الامام.

"ترجمہ: متقدمین کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ لوگ نماز کے لئے کس وقت کھڑے ہوں اور امام کب تکبیر تحریمہ کہے تو امام شافعی اور ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ جب تک مؤذن اقامت سے فارغ نہ ہو اس وقت تک کسی کا کھڑا نہ ہونا مستحب ہے اور امام ابوحنیفہ اور علماء کوفہ کا مذہب یہ ہے کہ جب مؤذن حی علی الصلوٰة کہے اس وقت لوگ صفوں میں کھڑے ہوں اور جب مؤذن قدقامت الصلوٰة کہے تو امام اللہ اکبر کہے۔"

وعن جابر ابن سمرة رضی اللہ عنه قال کان مؤذن رسول اللہ یمهل فلا یقیم فاذا رای النبی صلی اللہ علیه وسلم قد خرج اقام الصلوٰة (رواہ البیهقی)

ترجمہ: ''جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مؤذن رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا انتظار کرتے جب آپ کو نکلتے دیکھتے تو کھڑے ہوتے اور اقامت کہتے''

قال محمد اخبرنا ابو حنیفة قال حدثنا طلحة بن مطرف عن ابراهیم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح ینبغی للقوم ان یقوموا فیصفوا الی ان قال محمد وبه ناخذ وهو قول ابی حنیفة (کتاب الآثار امام محمد)

''ترجمہ: امام محمد نے کہا ہمیں خبر دی ابو حنیفہ نے انہوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی طلحہ بن مطرف نے اور وہ روایت کرتے ہیں ابراہیم سے کہ جب مؤذن حی علی الفلاح کہے تو لوگ کھڑے ہوں اور صف لگائیں امام محمد فرماتے ہیں ہم اس قول کو لیتے ہیں اور یہی قول امام اعظم کا بھی ہے''

شرح وقایہ میں ہے: یقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوٰة ویشرع عند قامت الصلوٰة ۔''ترجمہ: امام ومقتدی حی علی الصلوٰۃ کے وقت کھڑے ہوں اور قدقامت الصلوٰۃ کے وقت نماز شروع کردی جائے۔''

درمختار جلد اول میں ہے: والقیام لامام ومؤتم حین قیل حی علی الفلاح ''ترجمہ: اور آداب صلوٰۃ میں سے یہ بھی ہے کہ امام ومقتدی حی علی الفلاح کے وقت کھڑے ہوں۔'' مذکورہ بالا تصریحات سے یہ مسئلہ روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ امام ومقتدی کو تکبیر کے وقت بیٹھے رہنا چاہیے اور حی علی الصلوٰۃ یا فلاح پر کھڑا ہونا چاہیے فقہائے کرام نے پہلے سے کھڑے رہنے کو مکروہ لکھا ہے امام ابو حنیفہ کا یہی مسلک ہے: علاوہ ازیں فقہ کی مستند کتابوں میں تصریح موجود ہے جیسے کہ درمختار، ردالمحتار، تنویر الابصار، بدائع، کنز، نور الایضاح، ظہیرہ، ذخیرہ، طحطاوی علی المراقی الفلاح وغیرہ۔

(۳) جائز ہے شرعاً اس کی ممانعت نہیں جب کہ اس کی نیت خوابیدہ کو بیدار کرکے واپس آنے کی ہے۔

(۴) امام محقق علی الاطلاق وغیرہ اکابرین نے فرمایا ہے کہ کل ما کان ادخل فی الادب والاجلال کان حسنا جو بات ادب وتعظیم میں دخل رکھتی ہو وہ اچھی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ جَزَاؤُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ۔ (سورہ لم یکن پ۳۰) وھو اعلم

''بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں ان کا صلہ ان کے رب کے پاس بسنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں ہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی یہ اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرے۔ (ترجمہ کنز الایمان)۔

(۵) ہر فرض نماز کے بعد امام کو دائیں بائیں جانب پھر کر دعا کرنی چاہیے یہی طریقہ مسنون ہے انصراف عن القبلہ میں امام کو اختیار ہے جانب شمال یا جانب جنوب یا مقتدیوں کی طرف رُخ کرے کسی ایک سمت کو مخصوص نہ کرنا چاہیے عن سمرة بن جندب رضی المولیٰ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا صلی صلوٰة اقبل علینا

بوجهه (بخاری شریف) یعنی نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم جب نماز پڑھ لیتے تو ہماری طرف رخ انور کر لیتے عن انس رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینصرف عن یسارہ (مسلم شریف) ''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز بائیں جانب رخ انور پھیر لیتے''۔ عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنهما قال لایجعلن احدکم للشیطان من نفسہ جزءا الا ان حقا علیہ ان لاینصرف الا عن یمینہ اکثر ما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینصرف عن شمالہ (متفق علیہ) ''ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی ذات کو شیطان کا جزء نہ بنا دے اور یہ نہ گمان کرے کہ نماز کے بعد دائیں طرف ہی پھرا جاتا ہے میں نے بہت دفعہ رسول اللہ ﷺ کو بائیں جانب پھرتے بھی دیکھا ہے۔''

حلیہ شرح منیہ میں ہے: ناقلاً عن الذخیرۃ اذا کان فرغ الامام من صلاتہ اجمعوا علی انہ لایمکث فی مکانہ مستقبل القبلۃ سائر الصلوات فی ذالک علی السواء قال وقد صرح غیر واحد بانہ یکرہ ذالک۔

''ترجمہ: ذخیرہ سے نقل کیا گیا ہے کہ جب امام اپنی نماز سے فارغ ہو تو فقہاء کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ امام استقبال قبلہ کئے اپنی جگہ پر نہ ٹھہرے تمام نمازیں اس سلسلے میں برابر ہیں اور متعدد فقہاء نے صراحت کی ہے کہ یہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہنا مکروہ ہے۔''

مذکورہ احادیث کریمہ واقوال سے یہ ثابت ہوا کہ تمام نمازوں میں امام کو انصراف عن القبلہ چاہیے عصر وفجر کی تخصیص نہیں قبلہ رخ بیٹھے رہنا مکروہ ہے جس طرح چاہے رخ کرے دائیں طرف کو فضیلت ہے۔

(۶) مسجد میں وضو کرنے کو فقہائے کرام نے مکروہ لکھا ہے اس لئے کہ مسجد کی تطہیر وتنظیف کا حکم ہے اور وضو میں تھوک بلغم کے علاوہ خود وضو کے غسالہ کو بعض امام نے ناپاک لکھا ہے، بدائع میں ہے: ویکرہ التوضوء فی المسجد عند ابی حنیفۃ وابی یوسف رحمۃ اللہ تعالی عنہما۔ ''امام اعظم وامام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک مسجد میں وضو کرنا مکروہ ہے۔'' وھو اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۱۱/۱۰/۷۸ء

استفتاء ۹۱۶

مسئلہ: بخدمت شریف امیر ادارہ شرعیہ بہار پٹنہ

ازراہ کرم مندرجہ ذیل سوالات پر شرعی تفصیل تحریر فرما کر عوام ڈالٹین گنج کو راہ راست پر لاویں!

(۱) تراویح میں بھی دوران قرأت ہر سورہ کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کہنا کیسا ہے؟ کیا بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے، کیا آواز بلند پڑھنا ضروری ہے؟

(۲) صبح کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا کیا درست نہیں ہے؟

(۳) کیا عید کی نماز میں ایک مرتبہ اور ایک ہی طرف سے گلے ملنا چاہیے؟

(۴) اشرف علی تھانوی کو کافر کہنا درست نہیں ہے، ڈالٹین گنج کے ایک عالم کہتے ہیں کہ وہ اپنے خیال میں درست ہیں؟

(۵) امام کے لئے سند ضروری ہے کہ نہیں، سند مانگنے پر کیا یہ کہنا درست ہے کہ جناب بڑے بڑے پیر اور خواجہ غریب نواز سے کسی نے مانگا تو مندرجہ بالا سوالات کے جواب عنایت فرمائیں۔

۸۶/۹۲ھ

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوهاب ــــــــــ!

(۱) ائمہ عظام و فقہائے کرام کی تصریحات کے پیش نظر تمام نمازوں میں سورۂ فاتحہ سے قبل بسم اللہ پڑھنا سنت ہے اور ہر سورہ کی ابتدا میں پڑھنا مستحب و مستحسن ہے۔ لیکن امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک سرّی نمازوں میں سنت ہے اور ہمارے امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک سنت نہیں اور یہی مفتی بہ ہے۔ درمختار میں ہے: **لاتسن بين الفاتحة والسورة مطلقا ولو سرية ولا تكره اتفاقا۔** ”ترجمہ: فاتحہ اور سورہ کے درمیان بسم اللہ پڑھنا سنت نہیں اگر چہ وہ نماز سرّی ہو اور نہ مکروہ ہے اتفاقاً“

بحرالرائق میں ہے: **لاتسن التسمية بين الفاتحة والسور مطلقا عندهما وقال محمد تسن اذ خافت لا ان جهر وصحيح في البدائع قولهما والخلاف في الاستنان واماعدم الكراهة فمتفق عليه.**

”ترجمہ: حضرت امام اعظم و امام ابو یوسف رضی اللہ عنہما کے نزدیک فاتحہ اور سورہ کے درمیان مطلقاً بسم اللہ پڑھنا مسنون نہیں اور حضرت امام محمد فرماتے ہیں سرّی نمازوں میں بسم اللہ پڑھنا مسنون ہے جہری میں نہیں۔ ”بدائع الصنائع“ میں شیخین کے قول کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔ لیکن یہ اختلاف سنت ہونے میں ہے پڑھ لینا مکروہ نہیں اس پر اتفاق ہے۔

غنیۃ میں ہے: **المراد نفي سنة الاتيان بها بعدالفاتحة وهذا عندهماآل محمد ليس الاتيان بها في السرية بعدالفاتحة ايضاً لسورة واتفقوا على عدم كراهة الاتيان بها بل ان سمى بين الفاتحة لسورة كان حسنا سواء كانت الصلاة جهرية او سرية۔** ”ترجمہ: اس سے مراد فاتحہ کے بعد بسم اللہ پڑھنے کی نیت کی نفی ہے اور یہ شیخین کے نزدیک ہے امام محمد کا قول یہ ہے کہ نماز سری میں فاتحہ کے بعد سورۃ کے لیے بسم اللہ پڑھنا بھی سنت ہے لیکن اگر کوئی پڑھ لیتا ہے تو اس کے مکروہ نہ ہونے پر سب کا اتفاق ہے بلکہ فاتحہ اور سورۂ کے درمیان اگر پڑھ لیتا ہے تو یہ حسن ہے خواہ نماز جہری ہو یا سری۔“

مذکورہ بالا اقوال سے یہ بات واضح ہوگئی کہ بِسْمِ اللّٰہ پڑھنا فرض واجب و ضروری نہیں بلکہ قبل سورہ فاتحہ مسنون اور اس کے بعد ابتدائے سورہ میں پڑھنا مستحب ہے، بلند آواز سے پڑھنا ضروری نہیں بلکہ آہستہ پڑھے۔

(۲) بلاتقیید فجر نماز کے بعد مصافحہ مباح و مستحسن ہے: **نص على تصحيحه العلامة الخفاجي في نسيم الرياض:** علامہ خفاجی نے ”نسیم الریاض“ میں اس کی صحت پر دلیل پیش فرمائی ہے۔

(۳) عید کی نماز کے بعد مصافحہ ومعانقہ جائز ہے ایک مرتبہ اور ایک طرف کی کوئی قید نہیں بشرطیکہ محل فتنہ نہ ہو کما فی الدر المختار۔

(۴) جانِ عالم ﷺ کی شانِ اقدس میں توہین وتنقیص کرنے والوں کے متعلق شفا شریف وبزازیہ ودرر وغرر وفتاویٰ خیریہ میں ہے: **اجمع المسلمون ان شاتمة صلی الله علیه وسلم کا فر ومن شک فی عذا به و کفره کفر** ۔یعنی تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ شانِ رسالت میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور جو اس کے معذوب وکافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ امام اجل سیدی عبدالعزیز بن احمد بن محمد بخاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ تحقیق شرح اصول حسامی میں فرماتے ہیں: **ان غلا (ای فی هواه) حتی وجب اکفاره لا تعتبر خلافه ووفاقه ایضا لعدم دخوله فی مسمی الامة المشهود لهابالعصمة وان صلی الی القبلة واعتقد نفسه مسلماً لان الامة لیست عبارة عن المصلین الی القبلة بل عن المومنین فهو کافروان کان لایدری انه کافر** ۔یعنی بدمذہب اگر اپنی بدمذہبی میں غالی ہو جس کی وجہ سے اس کو کافر کہنا واجب ہو تو اجماع میں اس کی مخالفت وموافقت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا کہ وہ امت مشہور بالعصمۃ میں داخل ہی نہیں ہے اگرچہ قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہو اور اپنے کو مسلمان سمجھتا ہو اس لئے کہ امت قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والوں کا نام نہیں بلکہ مسلمان کا نام ہے اور یہ شخص کافر ہے اگرچہ وہ اپنے کو کافر نہ جانے امام مذہب حنفی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں کہ: **رجل مسلم سب رسول الله صلی الله علیه وسلم او کذبه اوعابه اوتنقصه فقد کفربالله تعالیٰ وبانت منه امراته**:یعنی جس نے جانِ رحمت ﷺ کو برا کہا یا جھٹلایا یا عیب لگایا یا ان کی شان کو گھٹایا اس نے خدا کے ساتھ کفر کیا اور اس کی بیوی زوجیت سے خارج ہوگئی۔ غایۃ الاوطار شرح درمختار میں ہے: **والکافربسب النبی صلی الله علیه وسلم فانه یقتل حداولاتقبل توبته مطلقاوفی فتاویٰ المصنف بحب الحاق والاستهزاء والاستخفاف به لتعلق حقه ایضاًوفیها من نقص مقام الرسالة بقوله بان سبه صلی الله علیه وسلم اوبفعله بان ابغضه قتل حداکی مراالتصریح**۔

(۵) شرعاً امام کے لئے سند ضروری نہیں بلکہ اس کا صحیح العقیدہ اور عالم بالسنہ یعنی مسائل شرعیہ کا زیادہ جاننے والا متقی پرہیزگار اور صالح ہونا شرط ہے اگر کوئی بدعقیدہ گمراہ بدمذہب عالم وحافظ کی سند پیش کرے تو اسے امام بنانا اس کی اقتدا کرنا صحیح ہوگی؟ امام کا جواب سخت گستاخانہ مثال میں سرکار بغداد خواجہ غریب نواز پیش کیا یہ جملہ اس کی بدمذہبیت کی غمازی کرتا ہے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۲۲/۱۱/۷۸ء

استفتاء ۹۱۷

مسئلہ: کیافرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
محرم میں تعزیہ بنانا اور جملہ مراسم کرنا جیسے کھیل تماشہ کرنا ڈھول تاشہ بجانا، محرم میں کالا وسبز کپڑا پہننا اور کسی کے نام کا بدھی کفن پہننا اور بھیک مانگنا، غم منانا، تیل مہندی وغیرہ نہ لگانا، اس ماہ میں کوئی خوشی کا کام نہ کرنا، محرم کی مجلسوں میں جانا، نوحہ سننا، ماتم کرنا وغیرہ کیسا ہے۔ جواب دینے کی زحمت فرمائیں۔
المستفتی: مولانا امیر حسین قادری، گوپال پور، باقر گنج، سیوان
۹۲/۸۶ھ

الجواب

دور حاضرہ میں تعزیہ داری کی جو رسم ادا کی جاتی ہے وہ شرعاً ممنوع وناجائز ہے۔ نوحہ وماتم رافضیوں کا طریقہ ہے، محرم الحرام کا مہینہ بہت محترم ہے شریعت مطہرہ نے جن اعمال کی اجازت دی ہے اور انہیں باعث اجر وثواب قرار دیا ہے وہ یہ ہیں جیسے اہل وعیال کو اچھا کھانا کھلانا، غریب ومسکین ویتیموں کی امداد واعانت کرنا، روزہ رکھنا، شہیدانِ کربلا کے نام ایصال ثواب کرنا اور اگر مجلس میں شہادت کے صحیح واقعات پڑھے جائیں تو اس میں شریک ہونا جائز ہے اسی سے استقامت علی الدین کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ سارے رسوم جو غیر مہذب لوگ کرتے ہیں، شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی۔ وھو اعلم!

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
۲۶/۱۱/۷۸ء

استفتاء ۹۱۸

مسئلہ: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسائل میں کہ:
(۲) زید نے اپنی بیوی کا دودھ پی لیا اس لئے کہ اس کو بیماری ہوئی کسی نے کہہ دیا کہ "بیوی کا دودھ پی لو اچھے ہو جاؤ گے۔" اس نے پی لیا۔ اس کا کیا حکم ہے؟ جب اچھا ہو گیا تو بیوی سے جھگڑا ہو گیا۔ زید نے اپنی بیوی کو "ماں" کہہ دیا۔ اس نے اپنی بیوی شاکرہ سے کہا کہ "تو ماں اور میں تیرا بیٹا ہوں۔" اس کا کیا حکم ہے؟ جواب صاف صاف لکھ دیا جائے۔
المستفتی: محمد محی الدین آسی، مدرسہ شمع اسلام، سری پور۳، وایہ: کالی پہاڑی، ضلع بردوان

۹۲/۷۸۶

الجواب ـــــــــــ وباللہ التوفیـــــــــــق!

(۲) بیوی کا دُودھ پینا شوہر کے لئے فعل مکروہ ہوا۔ اس سے بیوی زوجیت سے خارج نہ ہوگی اور بیوی کو ماں کہنے سے بھی طلاق واقع نہ ہوگی درِّ مختار میں ہے: ویکرہ قولہ انت امی ویابنتی ویااختی نحوہٗ یعنی بیوی کو ماں بیٹی یا بہن کہنا مکروہ تحریمی ہے۔ ایسے الفاظ سے ظہار نہیں ہوگا اس لئے کہ تشبیہ سے خالی ہے۔ سنن ابی داؤد میں بحدیث مرفوع ثابت ہے کہ بیوی کو بہن کہنا ممنوع و مکروہ ہے اس لئے ایسے لفظ سے پرہیز کرنا چاہیے۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتـــــــــــبہ

۴/۱/۲۳ء۷

استفتـــــاء ۹۱۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

(۱) تثویب جواذان کے بعد دوبارہ اعلان کے لئے کہی جاتی ہے، ہاتھ باندھ کر کہیں یا کان میں انگلی ڈال کر؟ اصل طریقہ کیا ہے؟ ہاتھ باندھ کر کہنے سے آواز کم ہوتی ہے اور کان میں انگلی ڈال کر کہنے سے آواز بلند ہوتی ہے اور اعلان اذان کی طرح پہنچ جاتی ہے۔ کان میں انگلی میں ڈال کر کہنا جائز ہے یا مکروہ۔ یا کیا ہے؟ بعد نماز پنجگانہ بھی لوگ مدینہ طیبہ کی طرف منہ کر کے صلوٰۃ پڑھتے ہیں یہ کیسا ہے؟

(۲) سیرینگ وٹیری کوٹ و پولسٹر کا کفن مردہ کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: فقیر محمد سلیمان احمد رضوی غفرلہ، جامع مسجد، ڈاکخانہ پریہار، ضلع سیتامڑھی

۲۰ر جمادی الثانی ۱۳۹۴ھ

۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــــــــ بعون الملک الوھابـــــــــــ!

(۱) وقت تثویب ہاتھ باندھنا ہی معمول ومروج ہے۔ اگر آواز بلند کرنے کی غرض سے کانوں میں انگلیاں ڈالے تو بھی مضائقہ نہیں۔ اگر تثویب صلوٰۃ وسلام کے لفظ سے کی جائے تو ادباً ہاتھ باندھ کر ہی کہنا بہتر ہے۔ بعد نماز پنجگانہ مدینہ طیبہ کی طرف رُخ کر کے صلوٰۃ وسلام عرض کرنا بلاشبہ جائز ومستحسن مرغوب ومندوب وخوب ہے۔ فاعل اجر عظیم کا مستحق ہوگا۔

(۲) مذکورہ کپڑے کا کفن میت کو دینا خلاف سنت ہے۔ اس لئے کہ یہ کپڑے سوتی نہیں ہوتے بلکہ کسی چیز کے گوند سے تیار

کئے جاتے ہیں اس لئے اس سے اجتناب ضروری ہے۔

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

۲۵/۷/۴/۷ء

استفتاء ۹۲۰

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین درج ذیل مسائل میں کہ:

زید کی بستی میں ایک حافظ صاحب مسجد کے پیش امام ہیں۔ وہ مسجد کے کام انجام دیتے ہیں۔ جب ووٹ کا وقت آیا تو امام صاحب کسی دوسرے آدمی سے بات کر رہے تھے کہ: ''کانگریس نے مسلمانوں کے حق میں بہت غداری کی ہے، اس لئے ووٹ جن سنگھ کو دینا چاہیے۔'' اس وقت زید نے حافظ صاحب کو ''کافر'' قرار دیا۔ حالاں کہ حافظ صاحب ایک سنّی خیال کے آدمی ہیں۔ براہ کرم مطلع فرمائیں کہ حافظ صاحب ''کفر'' میں آئے کہ نہیں اور زید پر شریعت میں کوئی پابندی ہے یا نہیں؟ شریعت اسلامی کے لحاظ سے زید نے غلط کہا یا صحیح؟ اگر زید نے صحیح کہا ہے تو حافظ صاحب پر شریعت کے اعتبار سے کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

المستفتی: عبدالشکور خاں قادری، شہریا پوسٹ: بھنڈار، وایہ گومو، ہزاری باغ

۲۵/۳/۲/۷ء

۹۲/۸۶ء

الجواب ــــــــــــ وھوالموفق للصواب ــــــــــــ !

(۱) زید نے جو امام صاحب کو ووٹ دینے کے سلسلہ میں ''کافر'' کہا، زید اس قول سے سخت گنہگار، مستحق عذاب نار ہوا۔ زید کو فوراً توبہ کر کے تجدید ایمان وتجدید نکاح کرنا چاہیے اس لئے کہ مسلمان کو کافر کہنے سے وہ کفر خود قائل کی طرف راجع ہوتا ہے۔ جن سنگھ یا کسی اور پارٹی کو ووٹ دینے سے کافر نہیں ہوتا۔ زید کا قول لغو وبیہودہ ہے، اس کو توبہ کرنا واجب ہے۔

وھو تعالیٰ اعلم!

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۲۵/۳/۲/۷ء

استفتاء ۹۲۱

مسئلہ: جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!
عرض یہ ہے کہ مندرجہ ذیل سوالوں کا جواب جلد دینے کی کوشش کریں۔

(۱) ایک شخص نے اپنی بیوی سے جماع کے وقت اپنی بیوی سے اغلام کیا ایک مرتبہ سہواً اور تین مرتبہ جان بوجھ کر تو یہ فعل جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز نہیں ہے تو اس فعل کے بعد کفارہ ادا کرنا ہوگا یا نہیں اگر ادا کرنا ہوگا تو کفارہ کی نوعیت کیا ہوگی۔

(۲) کسی شخص نے سوٗر مار کر کے فروخت کر دیا اور پھر اسی روپئے سے کارتوس خرید کر کسی حلال جانور کا شکار کیا تو وہ جانور حلال ہوگا یا حرام؟

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــ اللھم ھدایۃ الحق والصواب ـــــــــ!

(۱) شخص مذکور نے جان بوجھ کر خلاف شرع کام کیا اور گناہ کا مرتکب ہوا اسے توبہ کرنی چاہئے اور آئندہ اس فعل قبیح کے نہ کرنے کا عہد کرنا چاہیے شریعت نے اس کے لئے کوئی کفارہ مقرر نہیں کیا۔

(۲) یہ سوال فرضی معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ مسلمان سے ایسی توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ خنزیر کو مار کر فروخت کرے بہر کیف اگر حلال جانور کو مذکورہ کارتوس سے شکار کیا تو اس بنا پر وہ حرام نہیں ہوگا جبکہ صحیح طریقہ پر اس نے ذبح کیا ہو۔

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

۲۱/۱۲/۷۷ء

استفتاء ۹۲۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسائل میں کہ:

(۱) سنّیوں کی ایک جماعت کہتی ہے کہ بکری یا خصّی یا گائے کا روزانہ ذبح کرکے بیچنا بازار میں درست نہیں ہے۔ ہاں روزانہ بانٹہ لگا کر کھانا آیا ہے۔

(۲) سنّیوں کا دعویٰ یہ ہے کہ روزانہ ذبح کرکے بیچنا یا کفاروں کو دینا درست نہیں ہے اور **قاتل البقر وقاتل الشجر ودائم الخمر** وغیرہ کی دلیل دی جاتی ہے لیکن وہابی اور غیر مقلد روزانہ ذبح کرکے بیچنے کو جائز قرار دیتے ہیں اور اصل میں قرآن وحدیث اور فقہ کی دلیل مانگتے ہیں۔ لہٰذا قرآن وحدیث اور فقہ کی مستند ومدلل وروایت نقل کرتے ہوئے جواب عنایت فرمائیں کہ صحیح مسئلہ کیا ہے اور حضور پاک وصحابہ کرام وائمہ عظام سے کیا ثابت ہے اور اس مسئلہ میں کیا حکم ہے؟

(۳) وہابی اور غیر مقلد کا ذبیحہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: حافظ عبد المالک، خطیب جامع مسجد، بینی پٹی، ضلع دربھنگہ، بہار

۷/۸/۷۱ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب ــــــــــ !

(۱-۲) شریعت مطہرہ میں جن چیزوں کا کھانا حلال وجائز ہے اس کا تھوڑا یا زیادہ سب حلال ہے۔ ایسی ہی جن چیزوں کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے وہ ہر حال میں حرام وناجائز ہیں۔ بکری، خصّی یا گائے کا کھانا اور ذبح کرنا جائز ہے تو اس کا روزانہ کھانا بھی جائز ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا گیا: **اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبَاتُ** تمہارے لئے پاک چیزیں حلال کی گئیں۔ دوسری جگہ فرمایا: **فَکُلُوْا مِمَّا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ اِنْ کُنْتُمْ بِاٰیٰتِہٖ مُؤْمِنِیْنَ** ۔ یعنی جس پر، اللہ کا نام لیا گیا اس میں سے کھاؤ اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو۔ تیسری جگہ فرمایا: **کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ** پاک اور طاہر چیزوں کو کھاؤ، گائے، خصّی، بکری کو شریعت نے حلال قرار دیا تو اس کے روزانہ کھانے میں کیا مضائقہ وگناہ ہے اور اگر روزانہ بانٹہ لگا کر کھانا جائز ہے تو اس کو بازار میں بیچنا یا خریدنا بھی جائز ہی ہے۔ روزانہ ذبح کرکے بیچنے میں عدم جواز کی صورت کہاں سے آئے گی؟ آخر بانٹہ لگانے میں بھی تو روزانہ ذبح ہی کرنا ہوگا۔ ہاں! کافروں کے ہاتھ بیچنا نہ چاہیے اور قاتل البقر وقاتل الشجر کی عبارت نہ معلوم کہاں ہے اور اس سے عدم جواز وحرمت کا ثبوت کس طرح ہوسکتا ہے۔ ہاں! ذبح کا پیشہ اختیار کر لینا مستحسن ومندوب نہیں۔ **وھو تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔**

(۴) ہروہ بدمذہب جس کے عقیدے کفر تک پہنچ چکے ہوں اُن کا ذبیحہ عندالشرع حرام ونا پاک ہے۔ صحتِ ذبیحہ کے شرائط میں سے ذابح کا مسلمان یا کتابی ہونا بھی شرط ہے۔ **مصحّیح**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۱/۹/۱۷ء

استفتاء ۹۲۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ:

میں نے مسلک اہل سنت کے مطابق قرآن خوانی وایصال ثواب کے واسطے محلّہ کوٹ کی انجمن کے چند بچے اور کچھ لوگوں کو جمع کیا اور بحمد اللہ خُورد وکلاں جمع ہوئے اور قرآن خوانی کر کے مذہب اہل سنت وجماعت کے مطابق انہوں نے ایصال ثواب کیا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ برادری کے کچھ افراد نے اس بات پر مجھے برادری سے خارج کر دیا کہ تم نے ہم کو کیوں نہ بلایا۔ حالانکہ ان کو نہ بلانے کی وجہ یہ تھی کہ مَیں ایک غریب آدمی ہوں اور کثیر تعداد میں لوگوں کو بلانے یا جمع کرنے کے لئے انتظام نہ تھا۔ بس اس بات پر مجھے برادری سے باہر کر دیا۔ اگر میں نے شریعت ومذہب کے خلاف کیا ہو تو میرے لئے تعزیر قائم کر کے حکم تحریری عنایت فرمائیں۔ نوازش ہوگی —— جن حضرات نے قرآن خوانی کی وجہ سے مجھے برادری سے الگ کیا ہے ان کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟ تحریر فرمائیں —— حضرت علامہ ارشد القادری صاحب جو شعبان میں مدرسہ رضویہ کے سالانہ جلسے میں تشریف لائے تھے ان کے سامنے بھی یہ مضمون پیش کیا تھا جس کا حضرت نے کچھ بھی جواب عنایت نہ فرمایا بلکہ ایک اور چنگاری بھڑکا گئے کہ جو انسان گروہ سے الگ رہتا ہے وہ جہنمی ہوتا ہے۔ آپ واضح کیجئے چاہے وہ گروہ شراب پیتا ہو، حرام خوری کرتا ہو، حق گو نہ ہو تو کیا اس میں رہنے سے مَیں جنتی ہو سکتا ہوں؟ علامہ موصوف سے بھی جواب طلب ہے۔

المستفتی: محمد حنیف، محلّہ کوٹا پوسٹ، کیتھون، ضلع کوٹہ، راجستھان

۹۲/۸۶ء

الجواب —— وھو الموفق للحق والصواب ——

صورت مذکورہ بالا میں جن لوگوں نے دعوت نہ دینے پر برادری سے خارج کر دیا ہے وہ سخت گنہگار ومجرم ہیں۔ مثل مشہور ہے: ''مان نہ مان میں ترا مہمان۔'' استغفر اللہ۔ یہ حرکت احکام شرعیہ کے قطعی خلاف ہے کہ مُردے کے ایصال ثواب میں

، کھانے کی دعوت نہ دی جائے تو برادری سے نکال کر اس کا سوشل بائیکاٹ کیا جائے۔ یہ تو میت کا کھانا تھا اگر شادی بیاہ کے موقع پر کوئی مسلمان اپنے بھائی کو مجبوری کی بنا پر دعوت نہ دے تو وہ مجرم نہیں ہوسکتا۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ ان تمام لوگوں سے اس ناجائز فعل پر باز پرس کریں اور ان کو تنبیہ کریں کہ انہوں نے خلاف شرع ایک مسلمان کو برادری سے کیوں الگ کیا۔ مولانا ارشد القادری نے شاید مسئلہ کی نوعیت کو نہ سمجھا ورنہ وہ ایسا جواب ہرگز نہ دیتے بلکہ یہ جواب دیتے کہ زبردستی مہمان بننے اور کھانا کھانے والا ہی مجرم وخطاوار ہے۔ گروہ وجماعت سے نکلنے والے کے لئے یہ حکم ضرور ہے مگر وہ جماعت جو حق پر ہو اور شرع کے مطابق عمل کرتی ہو۔ بیہودہ اور نالائق وجاہل لوگوں کی جماعت سے تو نکل جانا ہی مناسب وضروری ہے۔ ایک مسلمان کو ناحق مجرم قرار دینے والا سخت گنہگار ومستحق عذاب نار ہے مُردے کے کھانا کھانے سے تو خوشحال مسلمان کو پرہیز ضروری ہے۔ وہ کھانا تو صرف غریبوں، یتیموں محتاجوں کے لئے ہے۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

یکم دسمبر ۷۱ء

استفتاء ۹۲۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) زید نے عمداً خنزیر کا گوشت کھالیا۔ اب اپنی بدکرداری پر شرمندہ ہے تو کیا وہ دائرۂ اسلام میں آسکتا ہے؟

(۲) کیا اس کا نکاح برقرار رہ سکتا ہے؟

(۳) کیا مسلمان اپنی برادری وسماج میں اسے رکھ سکتے ہیں؟ بین جواب بحوالہ شرع جلد عنایت کریں۔

المستفتی: نور محمد، ساکن پھلوریا، سرہا، نیپال

۹۲/۷۸۶

الجواب بعون الملک الوہاب!

(۱) زید حرام چیز کے استعمال کرنے کی بنا پر سخت گنہگار رہوا۔ اسے اعلانیہ توبہ کرنا اور خدائے عزوجل سے خطا کی معافی مانگنی چاہئے۔ حرام خوری کی وجہ سے زید اسلام سے خارج نہ ہوا۔ وہ مسلمان ہی رہا البتہ کبیرہ کے ارتکاب کی بنا پر وہ سخت گنہگار ہوا۔

(۲) جب وہ مسلمان رہا تو نکاح بھی باقی رہا۔ ہاں اگر وہ حلال سمجھ کر کھاتا تو تجدید ایمان وتجدید نکاح کرنا ہوتا۔

(۳) اگر وہ توبہ کرے تو مسلمان اس سے میل جول کریں ورنہ اس سے تعلقات نہ رکھیں۔ قرآن حکیم میں ہے: وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ. ''اور جو کہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ

بیٹھ۔"(ترجمہ کنزالایمان) وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــبہ

۴-۶-۷۷ء

استفتاء ۹۲۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں:

(۱) کھانا کھانے کے پہلے بسم اللہ پڑھ کر کھانا ضروری ہے تو کیا صرف بسم اللہ ہی پڑھنا کافی ہے یا پورا بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا ضروری ہے چونکہ میری نظر سے جو کتابیں گزری ہیں۔ اس میں صرف بسم اللہ ہی پڑھنا لکھا ہے یعنی صاف بات سمجھ میں نہیں آتی۔

(۲) جو شخص کمزور و بوڑھا ہو چکا ہو اور دوبارہ طاقت آنے کی امید نہ ہو یعنی رمضان شریف کا روزہ رکھنے کی قطعی طاقت نہ ہو اور نہ وہ مالدار ہو جو خود بھیک مانگ کر کھاتا ہو وہ کس طرح اپنے روزہ کا بدل پورا کرے گا۔ یعنی فرض سے سبکدوش ہو سکے گا جب کہ مسئلہ یہ ہے کہ جو روزہ نہ رکھ سکتا ہو وہ دونوں وقت روزہ کے بدلے پورے ماہ کسی مسکین فقیر کو کھانا کھلائے تو اس کا فرض ادا ہو جائے گا لیکن مندرجہ بالا شخص کے لئے کیا حکم ہے۔

(۳) پلاسٹک کے دسترخوان پر کھانا کھانا اور اس کے برتن میں کھانا پینا کیسا ہے؟ پینے کے لئے اس کا گلاس اور پانی رکھنے کے لئے اس کی بالٹی استعمال کرنا شریعت کے رو سے کیسا ہے؟

المستفتی: منظور احمد کباڑی مارکیٹ، ایکزیویشن روڈ پٹنہ۔۱

۱۴؍جولائی ۱۹۷۸ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــــ اللھم ھدایۃ الحق والصواب ــــــــــ!

(۱) کھاتے وقت بسم اللہ پڑھنے کے سلسلہ میں بکثرت احادیث مروی ہیں صحیح بخاری و مسلم میں ہے: **عن عمر بن سلمۃ قال کنت غلاما فی حجر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و کانت یدی تطیش فی الصحفۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یاغلام سم اللہ و کل بیمینک بسم اللہ و کل بیمینک و کل ممایلیک** یعنی عمر بن سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں بچہ تھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں تھا کھاتے وقت میں برتن میں ہر طرف ہاتھ ڈال دیتا تھا تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بسم اللہ پڑھو اور

داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے قریب کی جانب سے کھاؤ غرض کہ اس سلسلے میں بکثرت حدیثیں موجود ہیں جس میں بسم اللہ پڑھ کر کھانے کا حکم ہے آپ نے جو کتابوں میں پڑھا ہے وہ صحیح ہے لیکن اس سے مراد پورا بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا ہے اس لئے کہ یہ قرآن حکیم کی ایک آیت ہے اور آدھی آیت پڑھنے سے اس کا پورا مفہوم ادا نہیں ہوتا ہے۔

(۲) قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا: لَایُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا "اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر (ترجمہ کنز الایمان) یعنی خدائے کریم و رحیم کسی کو ان کی وسعت و طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا مذہب اسلام و شریعت طاہرہ نے کوئی کام ایسا نہیں فرمایا جو انسان کی طاقت و صلاحیت سے باہر ہو یہی وجہ ہے کہ فریضہ حج و زکوٰۃ کی ادائیگی غریبوں کے لئے ضروری نہیں۔ لہٰذا ایسا شخص جو جسمانی و مالی حالت سے ایسا کمزور ہو کہ نہ تو خود روزہ رکھ سکتا ہو نہ کفارہ ادا کر سکتا ہو تو وہ قابل معافی ہے اس لئے کہ اس کے لطف و کرم کا کوئی شمار نہیں۔

(۳) پلاسٹک کن چیزوں سے بنایا جاتا ہے اس کے اجزا معلوم نہیں اگر وہ پاک چیزوں کو ملا کر بنایا جاتا ہے تو اس کا استعمال شرعاً جائز و درست ہے اور اگر اس کی خمیر میں نجس و ناپاک شامل ہوں گی تو اس کا استعمال جائز نہ ہوگا۔ جب تک اس کا ناپاک ہونا یقینی طور پر معلوم نہ ہو تو بلا دلیل اس کے ناجائز ہونے کا فتویٰ نہیں دیا جا سکتا بلکہ اس کا استعمال جائز قرار دیا جائے گا۔

وھو تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہٗ

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

۱۹/۷/۷۸ء

استفتاء ۹۲۶

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

(۱) شراب اور تاڑی کا روپیہ امام کو دینا یا لینا کیا ہے۔
(۲) مرے ہوئے جانور کو بیچنا کیسا ہے اور اس کا روپیہ اپنی ذات پر خرچ کرنا کیسا ہے؟
(۳) عیب جوئی کرنے والے کے بارے میں اہل شریعت کیا کہیں گے۔
(۴) شراب اور تاڑی کا پینا اور جائز قرار دے دینا کیسا ہے؟

المستفتی: محمد مجیب الدین

۹۲/۸۶/۷

الجواب

(۱) شراب و تاڑی کا روپیہ امام کو لینا ناجائز و منع ہے۔

(۲) مرے ہوئے جانور کو بیچنا حرام ہے۔ اور اس کی قیمت اپنی ضرورت میں خرچ کرنا ممنوع ہے۔ وھو اعلم

(۳) عیب جوئی کرنے والا فاسق وفاجر ہے قال تعالیٰ: وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا. (سورۂ حجرات:۱۲)
''عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔'' (کنزالایمان) وھو اعلم!

(۴) شراب کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے اس کا پینا حرام پینے والا مرتکب کبیرہ اور جائز قرار دینے والا کافر ہے۔ تاڑی نشہ کے اعتبار سے اس کی حلت وحرمت میں علماء کا اختلاف ہے بہرحال اس سے اجتناب ضروری ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی خادم دارالقضاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۷؍اگست ۸۵ء

استفتاء ۹۲۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بیچ میں:
زید نے ایک کافرہ عورت سے محبت کی۔ اس نے روٹی میں سور کی چربی ملا کر کھلا دیا۔ جب کافروں کو معلوم ہوا تو ان لوگوں نے زید کو مار دینے کا ارادہ کیا۔ اس وقت ان لوگوں کے سامنے کہا گیا زید کو چھوڑ دو۔ اس نے تو سور کا چربی کھالیا وہ تو ہندو ہوگیا۔ کافروں نے زید کو معاف کر دیا۔ وہ کافرہ عورت کے پاس رہنے لگا۔ کچھ دنوں کے بعد زید بیمار پڑ گیا۔ وہ عورت چھوڑ کر چلی گئی۔ اب زید پھر مسلمانوں کے ساتھ رہنا چاہتا ہے۔ بستی والوں نے کہا تم نے جب کافرہ کے ساتھ رہ کر اپنا مذہب چھوڑ دیا تھا۔ تو جب تک ادارۂ شرعیہ اجازت نہ دے گا تب تک ہم لوگ تم کو اپنے ساتھ نہ رکھیں گے۔ اس لئے برائے کرم ازروئے شرع فیصلہ کر دیا جائے۔ زید کیسے پھر مسلمانوں کے ساتھ رہ سکتا ہے؟

المستفتی: عوام بھنڈا، ضلع مونگیر

۹۲/۸۶ء

الجواب ــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــ!

صورت مذکورہ میں اگر زید نے اپنی زبان سے کلمات کفر نہیں کہے ہیں۔ صرف ہندو عورت نے اپنی مرضی سے زید کو سور کی چربی کسی طرح کھلا دیا۔ یا زید نے قصداً کھایا تو اس سے وہ کافر نہیں ہوا۔ ہاں وہ سخت گنہگار اور مستحق غضب جبار اور لائق عذاب نار ہوا کہ اس نے حرام چیز استعمال کیا۔ اب ایسی صورت میں اگر وہ اعلانیہ اپنے گناہ سے توبہ کرے تو اس سے میل رکھنا جائز ہے۔ اس لئے کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لهٗ. توبہ کرنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ہاں اگر زید نے کوئی ایسی حرکت کی ہے جس سے مذہب اسلام سے بیزاری اور کفر سے رضامندی ثابت ہو تو ایسی صورت میں زید توبہ کرے اور پھر سے تجدید ایمان

یعنی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو۔ صرف ہندو عورت سے محبت کرنے اور اس کے پاس رہنے سے اس پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

۱۸-۱۰-۷۶ء

استفتاء ۹۲۸

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
کیورہ کھانا حرام ہے یا مکروہ تحریمی یا جائز؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں!

المستفتی: محمد وارث، دارالعلوم شاہ عالم احمد آباد

۱۴/۱۱/۷۸ء

۹۲/۸۶ ۷

الجواب ـــــــــ وھو الموفق للحق والصواب ـــــــــ!

آپ کے یہاں کے محاورہ میں کیورہ کس کو کہتے ہیں معلوم نہیں شاید جانور کے خصیہ (فوطہ) کو کیورہ کہتے ہیں اگر سائل کی مراد یہی ہے تو اس کا کھانا شرعاً ممنوع وناجائز ہے: واما بیان مایحرم اکلہ من اجزاء الحیوان سبعة الدم المسفوح. والذکر والانثیان، والقبل، والغدہ. والمثانہ. والمرارہ کذافی البدائع عالمگیری صفحہ ۲۹۰، جلد ۴۔ "ترجمہ: حیوان کے اجزاء میں سے جن کا کھانا حرام ہے وہ سات ہیں بہنے والا خون، ذکر، خصیے شرمگاہ، غدود، مثانہ، اور پتہ۔"

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارہ شرعیہ بہار، پٹنہ

۲۶/۱۱/۷۸ء

كتابُ الرّهن

استفتاء ۹۲۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
ہم لوگوں کے اطراف میں، بغیر کسی مجبوری کے، کھیت والے بطور "رہن" کھیت گروی رکھتے ہیں اور اس رقم سے اپنی دیگر تجارت کو فروغ دیتے ہیں۔ اگر اُن سے بیع کرنے کو کہا جاتا ہے تو تیار نہیں ہوتے یا اتنی زیادہ رقم مانگتے ہیں کہ خریداری مشکل ہو جاتی ہے۔ ایسی حالت میں مسلمانوں کے پاس اکثر کھیت رہن پڑے ہیں اور جب تک کھیت کا مالک پورا روپیہ واپس نہیں کر دیتا اس وقت تک کھیت کی پوری پیداوار، رہن لینے والا ہی کھاتا ہے اور کھیت کا ریٹ و مال گزاری یا دیگر اخراجات بھی خود ہی برداشت کرتا ہے۔ ایسی صورت میں اس کے لئے کھیت کی پوری پیداوار کا استعمال از روئے شرع درست ہے یا نہیں؟ نیز ایسے لوگوں کے یہاں کسی تقریب یا دعوت میں کھانا درست ہے یا نہیں؟ اُمید ہے کہ مفصل اور اطمینان بخش جواب مرحمت فرمائیں گے۔ فقط والسلام

المستفتی: ڈاکٹر محمد نعمت حسین رامپوری
۲ رر جب المرجب ۹۳ھ

۹۲/۸۶ ے

الجواب ـــــــ اللّٰهم هداية الحق والصواب ـــــــ !

شئی مرہونہ سے راہن و مرتہن دونوں میں سے کسی کو بھی فائدہ اُٹھانا شرعاً ناجائز ہے۔ درمختار میں ہے: **لا انتفاع به مطلقا لا باستخدام و لا سكنى و لا لبس و لا اجارة و لا اعادة سواء كان من مرتهن او راهن الا باذن كل الاخر۔** "مرتہن کو شئی مرہونہ کے روک رکھنے کا اختیار ہے اس سے کسی قسم کا نفع اٹھانے کی اجازت نہیں، نہ اس سے خدمت لینے کی، نہ سکونت کی، نہ پہننے کی، نہ اجرت پر دینے کی اور نہ عاریت پر دینے کی خواہ وہ مرتہن ہو یا راہن مگر جب کہ ایک دوسرے کو اجازت دے دے۔" ردالمحتار میں ہے: **الغالب عن احوال الناس انهم يريدون عند الدفع الانتفاع و لو لا لما اعطاه الدراهم و هذا بمنزلة الشرط لان المعروف كالمشروط و هو مما يعين المنع۔** "لوگوں کا غالب حال یہ ہے کہ رہن کے وقت وہ مرہون سے نفع اٹھانے کا ارادہ رکھتے ہیں اگر نفع متوقع نہ ہو تو قرض پر درہم ہی نہ دیں گے اور وہ بمنزلہ شرط کے ہے کیونکہ معروف کا حکم مشروط کے حکم کی مثل ہوتا ہے اور یہ ممانعت کو متعین کرتا ہے۔" خلاصہ یہ ہے کہ اس کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ رہن ہی کے وقت یہ شرط رکھی گئی کہ جو چیز رہن رکھ رہا ہے اس سے مرتہن فائدہ اٹھائے گا۔ جیسا کہ عام طور پر لوگ ایسا کرتے ہیں (کذا) تو یہ صورت شرعاً جائز نہیں اس کی پیداوار سود میں شمار کی جائے گی۔ دوسری صورت میں یہ ہے کہ رہن لینے یا دینے کے وقت شرط انتفاع نہ لگائی۔ بعد کو راہن نے مرتہن کو فائدہ اٹھانے کی اجازت دے دی تو یہ جائز ہے۔ لیکن موجودہ دور میں اگر رہن کے وقت شرط نہ بھی لگائی گئی پھر بھی رہن لینے والا اسی

نیت سے لیتا ہے اور دینے والا بھی اسی خیال سے رہن رکھتا ہے کہ روپیہ (دینے) والا اس سے فائدہ اُٹھائے گا اور یہ صورت اتنی عام ہوگئی ہے کہ المعروف کالمشروط. ''معروف مشروط کی طرح ہے۔'' کے تحت آجاتی ہے۔ لہٰذا بہتر ہے کہ اس سے بھی اجتناب و پرہیز کیا جائے۔ بصورتِ مذکورہ اگر اس سے منتفع ہونے کی شرط پر رہن لیا ہے تو اس کے یہاں کھانا جائز نہیں بشرطیکہ اس کی آمدنی کے دوسرے ذرائع نہ ہوں ورنہ جائز ہوگا۔ لوگوں نے اس کے جواز کے لئے یہ حیلہ بھی نکالا کہ کھیت کی مالگزاری خود مُرتہن دیتا ہے اور اسی کے عوض وہ پیداوار کھاتا ہے۔ اگرچہ فتویٰ کے اعتبار سے یہ صورت جائز ہوسکتی ہے۔ مگر تقویٰ کے خلاف ہے۔

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ٦

۳/۸/۷۳ء

استفتاء ۹۳۰

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین مسئلہ ذیل میں:

(۱) رہن میں زمین رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ زمین رہن رکھنے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کسی کے وہاں پانچ سو روپیہ میں تین سال کے لئے رکھ دی جتنی مدت کے لئے رکھا جاتا ہے اتنے دنوں کی فصل رکھنے والا لیتا رہتا ہے۔ یعنی جس کے پاس زمین رکھی گئی وہ لیتا رہتا ہے۔ مال گزاری فصل لینے والا دیتا جاتا ہے جب میعاد پوری ہوجاتی ہے تو روپیہ واپس کرنے کے بعد زمین جس کی ہے دے دی جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ فصل کا حقدار نہیں ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا صورت پر رہن رکھنا اور پیداوار کھانا کیسا ہے۔ اگر ناجائز ہے اور کسی نے کھالیا تو پھر اسے کیا کرنا ہوگا۔ مسلم یا غیر مسلم دونوں کے یہاں زمین رہن رکھنا جائز ہوگا یا نہیں؟

(۲) زید نے عمرو سے چھ سو روپئے میں چودہ کٹھہ زمین سات سال کے لئے بھگتان لیا ہے۔ یعنی سات سال تک کی پیداوار زید لیتا رہے گا۔ بعدہٗ سات سال میں روپئے فصل کے عوض میں ختم ہوجائیں گے اور زمین عمرو کو واپس مل جائے گی۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۳) بٹائی پر کھیت دینا جائز ہے یا نہیں۔ بٹائی کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کھیت کسی کو دے دیا جاتا ہے۔ فصل تیار ہوجانے کے بعد آدھی پیداوار کھیت والے کی اور آدھی کسان کی ہوتی ہے۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟ بعض آدمی کچھ شرط لگا کر بھی دیتے ہیں وہ اس طرح کہ مثلاً کھیت میں ساٹھ من غلّہ ہوتا ہے تو اس کا آدھا تیس من ہوا۔ مگر اس کو سالانہ طے کردیا جاتا ہے کہ ۲۰ر بیس من سالانہ لیا کروں گا۔ غلّہ پیدا ہو یا نہ ہو، یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۴) کچھ لوگ اس صورت پر روپیہ دیتے ہیں کہ مثلاً ابھی ۶۰ر ساٹھ روپئے من چاول ہے اور اگہن میں ۴۰ر

چالیس روپے من ہو جاتا ہے تو اس کے درمیان طے کر دیا جاتا ہے کہ جتنا روپیہ دیا گیا اس کا اگہن میں ۵۰/پچاس روپے کے حساب سے چاول لیا جائے گا۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟ ان چاروں سوالوں میں سے اگر کوئی بھی ناجائز ہے تو اس کی وضاحت کریں؟

(۵) زید کہتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ مسلمان نہیں ہیں بلکہ اللہ کے نور ہیں اس کا کہنا کیسا ہے؟ سب سوالوں کے جواب مفصل عطا فرمائیں؟

المستفتی: محمد فریدالدین عفی عنہ، مقام وڈاک خانہ: سوانگ کوئیلری، وایہ: گومیا، ضلع: ہزاری باغ

۲۲ جون ۱۹۷۰ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق و الصواب ـــــــــــــ !

(۱) کسی چیز کو رہن رکھنا یا رہن دینا جائز ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا: وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ یعنی اگر تم حالت سفر میں ہو اور لین دین کے معاملات کو کوئی لکھنے والا نہ ہو تو گروی رکھنا ہے جس پر قبضہ ہو جائے۔ حدیث شریف میں ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے ایک یہودی کے پاس لوہے کی زرہ رکھ کر غلّہ ادھار لیا (بخاری شریف) بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: رہن مغلق نہیں ہوتا یعنی رہن لینے والا شئی مرہونہ کو اپنا نہیں بنا سکتا جس نے رہن رکھا ہے، اس کا فائدہ و نقصان اسی کے لئے ہے۔ ہر حال رہن تو جائز ہے مگر شئی مرہونہ سے راہن و مرتہن کوئی بھی فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ اگر رہن رکھنے والے نے لینے والے کو فائدہ اٹھانے کی اجازت دی ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ بوقت رہن فائدہ اُٹھانے کی شرط لگائی جیسا کہ عام طور پر آج کل ہوتا ہے تو یہ ناجائز و سود ہے۔ دوسری صورت یہ کہ رہن رکھتے وقت شرط نہ لگائی بعد میں فائدہ اٹھانے کی اجازت دے دی تو یہ جائز و درست ہے۔ اگر زمین سے غلّہ پیدا کرتا ہے تو اس غلّہ کا استعمال دونوں میں سے کسی کے لئے جائز نہیں بعض آدمی کھیت کی مالگزاری دیتے ہیں اور غلّہ اسی مالگزاری کے عوض لیتے ہیں یہ ایک حیلۂ شرعی ہے لیکن اتقا کے منافی ہے۔ لہٰذا اس سے بھی پرہیز کرنا چاہیے (درمختار)

(۲) جب فصل کے عوض روپیہ منہا کرتا جائے اور کچھ دنوں کے بعد جب زمین کی پیداوار سے روپیہ وصول ہو جائے تو زمین واپس کر دے۔ یہ جائز ہے۔

(۳) یہ صورت بٹائی کی جائز ہے جب کہ نصف نصف دونوں میں یا بٹائی لیتے وقت ایک تہائی یا دو تہائی جو بھی طے ہو جائے۔ مگر اس کے صحیح ہونے کی چند شرطیں ہیں۔ بٹائی لینے اور دینے والا دونوں عاقل بالغ ہوں۔ زمین قابل کاشت ہو۔ زمین معلوم ہو۔ بٹائی دینے والا اس میں شریک نہ ہو۔ مدت معلوم ہو اور یہ بھی کہ کتنا ملے گا۔ بعض آدمی کے شرط لگانے کی جو صورت لکھی ہے وہ ناجائز ہے۔ جیسے ۶۰/ساٹھ من کا نصف ۳۰ تیس من ہوا اور ۲۰/بیس من سالانہ پر طے ہوا، چاہے غلّہ پیدا ہو یا نہ

ہو۔ یہ ناجائز ہے۔

(۴) یہ صورت بھی ناجائز ہے اس لئے کہ اس میں فریقین میں سے کسی ایک کے نقصان کا اندیشہ ہے۔ ان تمام صورتوں میں مسلم اور غیر مسلم کا فرق نہیں جو ناجائز لے لیا گیا ہے اس کی مقدار نکال کر صدقہ کر دیا جائے۔

(۵) حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم بیشک اللہ کے نور سے ہیں۔ حدیث شریف میں فرمایا: انا من نور الله میں اللہ کے نور سے ہوں۔ حضور کو ماننے اور جاننے کا نام ایمان ہے۔ اسلام کے معنی ہیں: گردن نہادن بہ طاعت۔ بندگی وعبادت کے لئے گردن جھکا دینا۔ حضور عین ایمان بانی اسلام ہیں اسلام کے معنی کے پیش نظر اور حضور کی طاعت وعبادت کے لحاظ سے مسلمان کہنے میں گناہ نہیں۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۸/۸/۷۰ء

استفتاء ۹۳۱

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) زید عالم ہے اس نے بکر سے ایک زمین کٹالی ۳۰۸ر تین سو آٹھ روپئے میں، ۲۸ روپئے سالانہ منہا دینے کی بات کہہ کر گیارہ سال کے لئے اور یہ بھی طے پایا کہ جب آپ کے پاس روپیہ کا انتظام ہو جائے تو روپیہ دیکر زمین واپس کر سکتے ہیں زید نے یہ بھی اقرار کیا کہ جتنے سال تک اس کا غلہ کھاؤں گا ۲۸ روپئے سال کے حساب سے مہیا کر دوں گا۔ سود کی کوئی بات نہ تھی۔ زید نے اس زمین میں چار سال تک غلہ پیدا کیا اور اپنے قبضہ میں رکھا۔ چار سال کے بعد بکر نے روپیہ کا انتظام کیا اور زید کو روپئے دینے گیا تو زید نے کہا کہ میں پورے تین سو آٹھ روپئے لوں گا تب زمین واپس کروں گا اور جو ۲۸ ر روپئے سالانہ منہا کی بات تھی وہ بالائے طاق رکھ دی۔ حالانکہ شرائط کے مطابق زید کو تو یہ چاہئے کہ ۲۸ روپئے سالانہ کے حساب سے چار سال کے ایکسو بارہ منہا کر کے ایکسو چھیانوے روپئے بکر سے واپس لے لیکن ایسا نہ کیا بلکہ پوری رقم ۳۰۸ بکر سے زید نے وصول کیا۔ تو کیا زید کو پوری رقم لینا اور چار سال تک جو غلہ کھایا وہ سود نہیں ہوا؟ اگر سود ہوا تو ایسے سود خور عالم کو امام بنانا اور اس کی اقتدا کرنا جائز ہے جہاں دوسرے صالح علماء حفاظ وصوفیاء کرام بھی موجود ہوں۔

(۲) زید مذکور جو عالم ہے اپنے ضعیف والدین کو چند بار مار اپیٹا بھی ہے کیا شریعت میں ایسی حرکت جائز ہے

اوراب زید موصوف نے سود بھی کھانا شروع کر دیا ہے۔ظاہر ہے کہ مسلمانوں پر اس کا کیا اثر پڑے گا اس نے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا راستہ نکالا ہے۔لہٰذا جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں گے۔

المستفتی: محمد شمس الضحیٰ شیھسی پور، پوسٹ دھوم نگر، کٹیہار، بہار

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــــ وهو الموفق للحق والصواب ــــــــــ

صورت مذکورہ میں زید نے جو بکر سے اپنی پوری رقم وصول کی اور قول وقرار وشرط کے مطابق چار سال کی رقم اس سے منہا نہیں کی تو یہ قطعی ناجائز وگناہ کیا۔اور اس طرح کسی بھی چیز کو لینے کے بعد اگر شرط کے مطابق اتنی رقم اصل رقم سے کم نہ کی گئی جتنی کہ اس سے جنس وغیرہ کی شکل میں وصول کیا ہے تو اس کے سود ہونے میں کیا شبہ ہے۔اس لئے کہ جب پوری رقم زید نے وصول بھی کر لی تو پھر اس زمین سے جو غلہ حاصل ہوا وہ کس چیز کا معاوضہ ہوا۔

لہٰذا زید کا عالم ہوتے ہوئے ایفائے عہد نہ کرنا اور شرعاً ناجائز وحرام مال استعمال کرنا (سود کھانا) مزید برآں اپنے ضعیف والدین کو مارنا **استغفر الله العظیم** زید سخت گنہگار مستحق عذاب نار ولائق غضب قہار وجبار ہے۔اس کو عالم کے معزز القاب سے یاد کرنا گناہ اور اس کی اقتدا میں نماز مکروہ تحریمی قابل اعادہ ہوئی۔وھو اعلم

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارہ شرعیہ بہار، پٹنہ

۷/۹/۷۷ء

كتابُ الحقوق

استفتا ۹۳۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
زید کی شادی ہندہ سے ہوئی ایک لڑکی اور کئی لڑکے ہیں زید اور ہندہ میں کبھی کبھی جھگڑا بھی ہو جاتا ہے۔ زید کی آمدنی کم۔ خرچ زیادہ ہے اس لئے ہندہ زید کو بہت بُرا بھلا کہتی ہے۔ اپنے جوان بیٹے اور شوہر کو گالی گلوج بھی کرتی ہے مارنے کا حکم کرتی ہے لیکن لڑکا اپنے باپ کو نہیں مارتا ہے ہندہ شوہر کو مارنے پر آمادہ ہو جاتی ہے اور مارنے کی دھمکی دیتی ہے۔ زید کی عزت واحترام نہیں کرتی بلکہ نوکر اور غلام کی طرح اس سے گفتگو کرتی ہے۔ بغیر اجازت پڑوس میں جاتی ہے منع کرنے پر نہیں مانتی ہے اور کہتی ہے کہ ہم جائیں گے مگر وہ غلط و ناجائز جگہ نہیں جاتی ہے۔ از روئے شریعت ایسی حرکت کے لیے دین اسلام میں کیا حکم ہے۔

المستفتی: عبد الوحید، جمشید پور

۹۲/۸۶ء

الجواب

قرآن حکیم میں شوہر کی اطاعت وخدمت نہ کرنے والی نافرمان عورتوں کے متعلق حکم فرمایا گیا: وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا۔ ”جس طرح اللہ نے حفاظت کا حکم دیا اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور ان سے الگ سوؤ اور انہیں مارو، پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو۔“ (ترجمہ کنز الایمان) جب سمجھانے اور بستر الگ کر لینے کے بعد بھی وہ اپنی نافرمانی زباں درازی و کج روی سے باز نہ آئے تو ان کو مارو لیکن مارنے کی نوعیت کیا ہونی چاہیے۔ اس کی تشریح مسلم شریف کی حدیث سے معلوم ہوتی ہے کہ **فان فعلن فاضربوھن ضربا غیر مبرح** ۔ یعنی اگر وہ پھر ناروا باتیں کریں تو ان کو اتنا ہی مارو جو تکلیف دہ نہ ہو جیسے اس کا ہاتھ پاؤں توڑنا یا ایسی مار جس سے جسم پر نشانات ہو جائیں اس کی ممانعت ہے۔

مردوں کے متعلق قرآن حکیم میں فرمایا گیا: اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ ”مرد افسر ہیں عورتوں پر“ (کنز الایمان)۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں پر مردوں کو فضیلت حاصل ہے مردوں کی فضیلت اور عورتوں کو شوہروں کی اطاعت وفرمانبرداری کے سلسلہ میں بکثرت حدیثیں ارشاد فرمائی گئیں یہاں تک فرمایا کہ اگر خدا کے سوا کسی کو سجدہ جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔ جب عورت اپنے شوہر کی بغیر اجازت گھر سے نکلتی ہے تو اللہ اور فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں دوسری جگہ فرمایا کہ جن لوگوں کی نمازیں قبول نہیں ہوتی ان میں سے ایک وہ عورت بھی ہے جس کا شوہر اس سے ناراض ہو۔ المختصر! نافرمان

اور شوہر کی ایذا رسانی کی بنا پر وہ عورت سخت گنہگار مستحق عذاب نار لائق غضب جبار وقہار ہے۔ نافرمان عورت کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں۔ وھو اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارہ شرعیہ بہار، پٹنہ

کــتـــــــــــــــــــــــــــــــــــبــہ

۲۵/۷/۷۸ء

كتابُ الزنا

استفتاء ۹۳۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:
زید کی بیوی نے زید کے باپ عمرو پر تہمت لگاتے ہوئے زید سے کہا کہ تمہارے باپ نے میرے ساتھ زنا بالجبر کیا اور میری عزت لوٹی اور قسم وحلف کا سہارا لے کر زید کے سامنے اپنی بات کی صداقت ظاہر کی۔ زید نے اپنی بیوی کی بات کو صحیح مان کر اس کی تصدیق میں بیان وتحریر بھی دیدی۔ اس کے بعد زید کی بیوی نے زید کے بھائیوں اور باپ کے سامنے بھی حلفیہ بیان دیا کہ ہاں تمہارے باپ نے میرے ساتھ ایسا کام کیا ہے۔ دوسری طرف زید کے باپ عمرو نے زید اور اس کے دیگر بھائیوں کے سامنے حلفیہ طور پر اس بات کا انکار کر کے اپنی برأت ظاہر کی جس کے ردعمل میں زید نے اپنی بیوی کو مارا پیٹا اور پھر چند دنوں کے بعد سے اپنی بیوی کے ساتھ ازدواجی تعلقات بدستور قائم رکھے ہوئے ہے۔ اب جواب طلب امر یہ ہے کہ جب کہ زید کی بیوی نے زید کے باپ پر حلفیہ یہ تہمت لگائی اور پھر زید نے بجائے خود بغیر کسی گواہ کے صرف اپنی بیوی کی بات کو سچ مان لیا اور تصدیقی بیان بھی دیا تو اس صورت میں زید کے لئے کیا حکم شرعی ہے؟ اپنی بیوی سے ازدواجی تعلقات قائم رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اور پھر اس صورت میں زید کو از روئے حکم شرع کیا کرنا ہوگا؟ تفصیلی جواب سے نوازیں۔

المستفتی: غلام محمد مصطفےٰ، مظفر پور

۹۲/۸۶ء

الجواب ـــــ بعون الملک الوھاب ـــــ !

صورت مسئولہ میں زید کی بیوی جھوٹی ہے یا اس کا باپ جھوٹا ہے۔ شرعی ضابطہ واصول کے پیش نظر مدعیہ کو دلائل وشواہد پیش کرنے چاہئے اور منکر کو قسم کھانی چاہیے جیسا کہ اصول ہے: **البیّنة علی المدعی والیمین من انکر.** ''مدعی پر دلیل اور منکر پر قسم ہے۔'' اگر زید کو اپنی بیوی کی بات پر یقین ہے تو قطعاً اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی اور اگر دلائل وبراہین سے عورت کا جھوٹا ہونا ثابت ہو جائے تو وہ زوجیت سے خارج نہ ہوگی لیکن حد قذف کی مستحق ہوگی۔ اگر چہ یہاں حد ممکن نہیں اس لئے وہ اعلانیہ توبہ کریگی اور اپنے کذب کا اعلان کرے گی۔ دوسری صورت معافی کی ہے۔ عمرو یہ کہے گا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ عورت جھوٹی ہے، میں نے زنا کا ارتکاب نہیں کیا ہے اور میں جھوٹ کہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو اور عورت مذکورہ قول کے ساتھ یہ کہے گی کہ اگر میں جھوٹی ہوں تو مجھ پر خدا کا غضب ہو۔ درمختار میں ہے: **شهادة اربعة کشهود الزنا مؤکدات بالایمان. مقرونة شهادته باللعن وشهادتها بالغضب اذا تلاعنا سقط عنه حد القذف وعنها حد الزنا.** ''ترجمہ: زنا کے گواہوں کی طرح قذف کے لئے چار گواہ مؤکد بالقسم ہوں گے۔ مرد کی گواہی لعنت کے ساتھ مقترن ہوگی اور عورت کی گواہی غضب الٰہی کے ساتھ مقترن ہوگی۔ جب دونوں نے قسم

کے ساتھ لعنت کی۔تو مرد سے حد قذف ساقط ہو جائے گی اور عورت سے حد زنا ساقط۔" وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۹-۱۰-۷۶ء

استفتاء ۹۳۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں

(۱) زید شادی کے بعد گھر سے باہر چلا گیا۔ اس کی بیوی کو اس کے بھائی سے ناجائز تعلق ہو گیا اور حمل قرار پا گیا۔ زید باہر سے آیا اور اس کو رکھنا چاہتا ہے۔ اس صورت میں شرعاً کیا کفارہ لازم ہے۔ برادری کے لوگوں نے زید سے کھانا پینا ترک کر دیا ہے۔

(۲) شرف الدین کا عقد زیبون سے ہوا۔ زیبون باپ کے گھر رہتی ہے۔ اس حالت میں حمل قرار ہو گیا۔ گاؤں کے لوگوں نے پوچھا تو زیبون نے شوہر کا نام بتایا۔ برادری کے لوگوں نے ایک سو روپئے جرمانہ لیا اور دوا سے حمل گرا دیا گیا۔ اب بہت جلد شرف الدین کی برات زیبون کے گھر جا رہی ہے۔ اس حالت میں کیا کفارہ لازم ہوگا۔

المستفتی: خلیل احمد، پوسٹ و مقام سیھوتا ہنگرا، مہراج گنج، سیوان

۴-۶-۷۶ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــ!

(۱) صورت مذکورہ میں جب زید گھر سے باہر تھا اور اس کی بیوی نے ارتکاب جرم کیا تو بیوی اور اس کے بھائی مجرم و خطاوار ہیں۔ ان دونوں کو سزا ملنی چاہیے اور شرعی قانون کے مطابق انہیں سنگسار کرنا یا سو درے لگانا چاہیے۔ مگر ہندوستان میں یہ سزا ممکن نہیں۔ لہٰذا دونوں کو اعلانیہ توبہ کرنا اور خدائے عزوجل سے مغفرت چاہنا ہوگا۔ زید کو برادری سے خارج کرنا یا سزا دینا خلاف شرع ہے۔ زید اپنی بیوی کو رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے۔ زنا سے نکاح باطل نہیں ہوتا۔

(۲) شرف الدین اور زیبون میں اگر خلوت صحیحہ ہو چکی ہے تو ظاہر ہے حمل شرف الدین ہی کا تسلیم کیا جائے گا۔ زیبون کے دعویٰ کے مطابق اگر شوہر بھی اقرار کرتا ہے تو حمل جائز ہے اور اگر شرف الدین کا حمل نہیں تو ناجائز حمل ہوگا۔ حمل ساقط کرانا اور سو روپئے جرمانہ لینا خلاف شرع ہے۔ جن لوگوں نے ایسا کیا ہے وہ مجرم و گنہگار ہوں گے۔ زیبون کو اعلانیہ توبہ کرنا چاہیے اور برادری کو چاہئے کہ روپئے واپس کرے۔ شرف الدین اپنی بیوی کو رکھ سکتا ہے اس لئے کہ ناجائز حمل قرار پانے کی

صورت میں بھی نکاح باطل نہ ہوگا۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۱۸-۶-۷۶ء

استفتاء ۹۳۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ایک سگے بھائی نے سگی بہن سے زنا کیا اور اس سے حمل بھی قرار پا گیا اور نو مہینے کے بعد ایک بچہ بھی تولد ہوا۔ اس بچے کو اسپتال میں دے دیا گیا اور اس ناجائز تعلق کی خبر برادری کی پنچایت کو بھی ہوئی۔ لیکن پنچوں نے اسے نظر انداز کر دیا۔ اب اس ناجائز تعلق سے جو بچہ تولد ہوا اس کو چھپانے کی کوشش کی اور اب جب کہ یہ بات مشہور ہو گئی تو کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ زانی برادر پنچ کے تمام ذمہ داروں پر کفر عائد ہو گیا ہے۔ لہٰذا از روئے شرع بتایا جائے کہ کیا واقعی زانی اور پنچ کے لوگوں پر بھی کفر عائد ہو گیا؟ اور اگر کفر عائد ہو گیا تو اب کیا کرنا چاہیے؟ کرم فرماتے ہوئے از روئے شرع حکم دیں کہ زانی وزانیہ کے ساتھ کیا کیا جائے اور پنچ کے ذمہ داروں کے ساتھ کیا کیا جائے؟

المستفتی: علی حسن صاحب، رانچی

۹۲/۸۶ ک

الجواب ـــــ بعون الملک الوھاب ـــــ!

نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا. "اپنے نفس کی شرارت اور برے اعمال سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔"

بھائی نے بہن کے ساتھ جو قبیح وشنیع ومذموم وقابل نفرت وملامت کام کیا اس سے وہ سخت گنہگار مستحق عذاب نار، لائق غضب جبار وقہار ہوا۔ شریعت مطہرہ نے زانی وزانیہ کیلئے اگر وہ غیر شادی شدہ ہیں تو ۱۰۰ اُدرّے مارنا مقرر کیا ہے اور اگر دونوں شادی شدہ ہیں تو اس کی سزا رجم (سنگسار کرنا) ہے۔ ہندوستان میں اسلامی سلطنت نہیں کہ مذکورہ بالا سزا دی جائے۔ لہٰذا دونوں اعلانیہ توبہ کریں۔ بھائی نے بہن کے ساتھ اگر چہ انتہائی مذموم حرکت کی ہے جو نا قابل معافی ہے لیکن اس فعل سے وہ کافر نہ ہوا اور نہ پنچ کے ذمہ داروں پر کفر عائد ہوگا۔ ہاں پنچوں کو اس حرام فعل کو پوشیدہ رکھنا نہ چاہیے بلکہ معلوم ہونے پر بھائی بہن دونوں کا بائیکاٹ کرنا اور اس سے میل جول، سلام کلام ترک کر دینا چاہئے۔ جب یہ دونوں اعلانیہ توبہ کر لیں تو پھر ان سے تعلقات قائم کرنا جائز ہوگا۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۱۵-۶-۷۶ء

استفتا ۹۳۶

مسئلہ: کیا فرماتے علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ:
زید کا بیٹا ہے بکر۔ بکر کی شادی بچپن ہی میں ہوگئی تھی۔ شادی کے بعد بکر برابر باہر ہی رہتا تھا۔ تقریباً چار پانچ (سال) ہوئے کہ بکر بالغ ہوگیا۔ وہ جب کبھی باہر سے گھر واپس آتا تو اپنی بیوی کے بارے میں یہی کہتا تھا کہ "میں اس کو نہیں رکھوں گا طلاق دے دوں گا" حالانکہ گھر والے اُسے برابر سمجھاتے رہتے تھے اور کبھی کبھی باہر سے بھی اُس کے نام اسی طرح کی خط وکتابت کیا کرتے تھے۔ یہ خطوط ابھی تک زید کے پاس موجود ہیں۔ زید کا لڑکا بکر، اپنی سسرال میں بھی اسی طرح خط لکھا کرتا تھا کہ "اپنی لڑکی کو لے آؤ۔" بہرحال ۱۹۷۱ء میں بکر نے اپنی بیوی کے ساتھ حق زوجیت ادا کیا اور پھر ایک سال تک وہ گھر ہی نہیں آیا ۱۹۷۳ء کے ماہ نومبر میں وہ پھر گھر آیا مگر تقریباً ایک ماہ تک اس لڑکی سے بکر نے زوجیت کا کوئی حق ادا نہیں کیا۔ پھر ایک ماہ کے بعد اس نے اپنی بیوی کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا اور رہنا، سہنا شروع کردیا۔ اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ بکر نے ربیع الاوّل ۱۳۹۲ھ میں آکر جب اپنی بیوی کو حاملہ پایا تو یہ بات کہنی شروع کردیا کہ "ہمارے والد صاحب یعنی زید میری بیوی کے پاس جاتا ہے۔" بکر کا کہنا ہے کہ "ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔" یہ بات سن کر کچھ آدمیوں نے بکر سے صحیح صحیح معلوم کرنا چاہا تو کچھ فرد سے بکر کہتا تھا کہ "بات یہی ہے یعنی زید میری بیوی سے زنا کرتا ہے۔" اور کچھ آدمیوں سے بکر کہتا تھا کہ "نہیں یہ بات نہیں۔" تقریباً ڈیڑھ ماہ کے بعد بکر کہنے لگا کہ "کچھ نہیں، میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے کیوں کہ ہمارے والد صاحب نے اس لڑکی کے ساتھ زنا کیا ہے۔" اور جب لڑکی سے پوچھا جاتا ہے تو لڑکی کہتی ہے کہ "نہیں یہ ہمارے اوپر الزام ہے۔" اور زید کا کہنا ہے کہ "یہ سبھی باتیں غلط ہیں۔ ہم کو جو بھی قسم کھلوائیں میں تیار ہوں۔" وہ قسم بھی کھاتا ہے اور بکر کے پاس کوئی گواہ نہیں ہے جس نے دیکھا ہو۔ اب پوچھنا یہ کہ "بکر کا کہنا صحیح ہے یا نہیں اگر بکر کا کہنا صحیح ہے تو زید کو کیا سزا دی جائے اور اگر شریعت کو روشنی میں بکر کا کہنا غلط ہے تو بکر کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟

المستفتی: عبدالحمید انصاری، رنبگ روم لوگو، پوسٹ براکانا، ضلع ہزاری باغ، بہار

۹۲/۸۶۷

الجواب ــــــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب ــــــــ

صورت مستفسرہ میں زید کا معاملہ ثابت نہیں۔ بکر کا اپنے والد زید پر زنا کی تہمت لگانا شرعی ضابطہ اور اصول کے پیش نظر غلط ہے۔ جیسا کہ خود بکر کے متضاد بیان سے ظاہر ہے کہ کبھی اقرار کرتا ہے کبھی انکار۔ علاوہ ازیں زید کے قبیح وشنیع فعل پر بکر کوئی

بیّنہ وشہادت پیش نہیں کرتا اور قسم کھا کر اس الزام کی تصدیق کرنے کو آمادہ ہے۔ لہٰذا بکر کے اس نا قابل اعتماد قول پر زید کو زانی وبدکار قرار نہیں دیا جاسکتا ہے۔ بکر کی بیوی کے حاملہ ہونے سے زنا ثابت نہیں ہوتا اس لئے کہ جب نومبر ۱۹۷۲ء میں بکر نے اپنی اہلیہ کے حقوق زوجیت ادا کئے اور اس کے ساتھ رہا اور پھر ربیع الاوّل ۱۳۹۳ھ میں اُسے حالت حمل میں دیکھ کر زنا کا الزام لگایا۔ لہٰذا اس کی یہ افترا پردازی کسی طرح قابل تسلیم نہیں۔ پھر جب کہ زید اپنی برأت کے سلسلہ میں قسم کھاتا ہے اور بکر کی ''بیوی'' بھی اس فعل کی منکر ہے اور زید کا بیٹا بکر قسم کھانے سے انکار کرتا ہے۔ لہٰذا اصول شرع کے مطابق بھی کہ **البینة علی المدعی والیمین علی من انکر۔** ''گواہ مدعی پر لازم ہیں اور قسم انکار کرنے والے پر۔'' بکر مفتری، جھوٹا اور اس کی کذب بیانی والزام تراشی واضح ہے۔ بکر نے جب لوگوں سے کہا کہ ''میں نے اپنی بیوی کو ''طلاق'' دے دی ہے۔'' تو اس کی بیوی پر طلاق واقع ہوگئی۔ بعد انقضائے عدت بغیر تجدید نکاح بکر اسے اپنے پاس نہیں رکھ سکتا۔ اگر بکر نے عدت میں رجوع نہیں کیا تو عدت گزر جانے پر عورت دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔ بکر کی کذب بیانی پر چونکہ ہندوستان میں حد قذف لگانا ناممکن ہے۔ اس لئے اس کا سوشل بائیکاٹ کیا جائے۔ اس سے سلام وکلام، میل جول ترک کریں۔ قرآن حکیم میں ہے: **وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ.** ''اور جو کہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔'' (کنز الایمان)

وھو تعالیٰ اعلم بالصّواب والیہ المرجع والمآب۔

عبدہٗ الاثیم محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۱۳/۱۲/۷۳ء

استفتاء ۹۳۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اِس مسئلہ میں کہ:

زرینہ عرف جالو جس کی عمر چوبیس سال ہے وہ کنواری، بدچلن ہے، اس کو سات مہینہ کا جب ناجائز حمل ہو چکا تو لوگوں کو معلوم ہوا اور اس پر ہنگامہ ہوا اور زرینہ کو سکھلایا گیا تو اس نے ایک خوشحال آدمی کا نام لیا۔ جس کی عمر پینسٹھ سال سے زیادہ ہے اور صاحب اہل وعیال ہے۔ اس شخص کا نام محمد حنیف ولد عبد الغفور ہے۔ محمد حنیف صاحب پرہیزگار اور نمازی آدمی ہیں ان کے اچھے چال چلن پر لوگوں کو یقین ہے ان پر الزام لگانے پر چند بدقماش لوگ تکرار پر آمادہ ہوئے۔ محمد حنیف صاحب کلام پاک لیکر مسجد میں قسم کھانے کو تیار ہوئے تو زرینہ اور اس کے لوگوں نے نہیں مانا بلکہ خود قاضی نکاح مولوی امام الدین نے بھی نہیں مانا اور نکاح پڑھ دیا۔ لاٹھی بھالا لے کر بزور قوت اقرار اور قبولِ نکاح کرایا۔ بعد نکاح آج تک

زرینہ اپنے گھر پر ہے۔ محمد حنیف صاحب سے کوئی سروکار نہیں اور محمد حنیف صاحب کے متعلقین اس کو ایک دم گوارہ نہیں کرتے بلکہ اب تمام جگہ مشہور ہے کہ اس قسم کا نکاح تو قطعی ناجائز ہوا۔ شرعی فتویٰ کی ضرورت ہے تاکہ عوام اور پنچ کو دکھلایا جائے۔ اب زرینہ کے رشتہ دار غنڈوں کو بلا کر اس بات پر آمادہ ہیں کہ بزور قوت محمد حنیف سے نان ونفقہ دلایا جائے۔ محمد حنیف اس کے لئے بالکل راضی نہیں ہیں بلکہ طلاق دے کر معاملہ صاف کرنا چاہتے ہیں۔ مسماۃ زرنیہ، بہت ہی بدچلن عورت ہے جو گھر کے اندر دائی کا کام بھی نہیں کرسکتی ہے۔ ایسی صورت میں بتائیں کہ شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: محمد رحمت اللہ صابر عفی عنہ، منیجر ہاؤس، متصل مسجد کہنہ سرائے، بہار شریف، نالندہ

۲۶/۱۱/۷۳ء

۹۲/۷۸۶

الجواب ــــــــــــ اللّٰهم هداية الحق والصواب ــــــــــــ!

صورت مسئولہ میں جب محمد حنیف نے انکار کیا اور اس قبیح ومذموم فعل سے اپنی برأت ظاہر کرتے ہوئے قسم کھانے اور قرآن اٹھانے کو تیار وآمادہ ہوگئے۔ ایسی صورت میں بزور طاقت ان کو نکاح پر مجبور کرنا شرعاً درست نہ تھا جبکہ زرینہ کا فاحشہ وبدکار ہونا ظاہر ہے اور جیسا کہ سوال میں ہے کہ اس کی آوارگی وبدچلنی کو (سبھی) اچھی طرح جانتے ہیں۔ ایسی فاسقہ، فاجرہ اور زانیہ کا دعویٰ بلا دلیل شرعاً قابل قبول نہیں۔ شرعی اصول وضابطہ کے پیش نظر زرینہ کو دلیل وشواہد پیش کرنا اور منکر محمد حنیف کو قسم کھانا چاہیے۔ البیّنة علی المدعی والیمین علی من انکر ۔''گواہ مدعی پر لازم ہے اور قسم انکار کرنے والے پر'' انعقاد نکاح کے سلسلہ میں مضمونِ سوال سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ بزورِ طاقت محمد حنیف کو قبولِ نکاح پر مجبور کیا گیا اور اس نے خوف ڈر سے مجبوراً قبول کیا۔ لہٰذا یہ اکراہ، اگر ''اکراہ تام'' یعنی ''اکراہ ملجی'' تھا جس میں یہ یقین کامل تھا کہ اگر قبول نہ کرے گا تو اُسے جان سے مار ڈالے گا یا کوئی عضو کاٹ لے گا یا بیکار کردیگا اور جبر کرنے والا اس فعل پر قادر بھی تھا تو ایسی حالت میں قبول کیا تو نکاح نہ ہوا اور اگر ''اکراہ ناقص'' یعنی ''غیر ملجی'' تھا جس میں صرف دو چار طمانچہ مارنے یا کوڑے مارنے کی دھمکی دی تو نکاح نافذ ہوجائے گا اگر واقعی حنیف بدکار وفاسق نہیں اور کسی ذاتی منفعت اور عداوت کی وجہ سے اس کی قسم کو نظر انداز کرتے ہوئے ایک آوارہ اور بدچلن عورت کی بات کو بلا دلیل تسلیم کرلینا شرعاً باعث گناہ وقابل ملامت اور ایسا کرنے والے سخت گنہگار ہوں گے۔

وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۲۸/۱۱/۷۳ء

استفتاء ۹۳۸

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ مندرجہ ذیل میں کہ
پھلیا بنت محمد یٰسین مقام بلونچہ حالمقام موضع پچھی، ضلع مدھوبنی اپنے بھائی کے ساتھ پورنیہ جارہی تھی۔ سہرسہ پہنچ کر رات کافی ہوگئی تھی اور گاڑی کا کوئی وقت نہ تھا۔ بایں خیال کہ اسٹیشن غیر محفوظ جگہ ہے اور یہاں میری بستی کے کچھ بسلسلہ تجارت رہتے ہیں انہیں کے یہاں قیام کیا جائے اس خیال سے دونوں بھائی بہن نک چھیدی ولد محمد داؤد کے ڈیرے پر پہنچے۔ وہاں پہنچ کران کے ڈیرے کے برآمدہ میں سوگئے۔ جب لڑکی سوجاتی ہے تو نک چھیدی میاں نے اس لڑکی کے ساتھ زنا بالجبر کیا۔ لڑکی نے شور وغل مچایا تو لوگ جمع ہوگئے جس میں زانی کا باپ اور محمد صدیق ولد نوازی ومحمد حنیف ولد محمد دین، ساکن پچھی، ضلع مدھوبنی بھی شامل تھے۔ معاملات کو معمول پر لانے کیلئے زانی کے والد نے وعدہ کیا کہ اس کا فیصلہ صبح ہوگا۔ صبح کو زانی فرار ہوگیا۔ لڑکی چونکہ ضروری کام سے پورنیہ جارہی تھی اس لئے اس نے بھی اپنا راستہ لیا۔ جب ڈھائی ماہ بعد لڑکی پچھی آئی تو وہ ڈھائی ماہ کی حاملہ تھی۔ معلوم کرنے پر اس نے حلفاً کہا کہ اس معاملہ یعنی زنا بالجبر کے پہلے یا بعد میرا تعلق کسی غیر سے نہیں۔ اسی رات سے جب میرے ساتھ زنا کا واقعہ ہوا ایسا ہے۔ غریب انسان جس کا کوئی حامی وپشت پناہ نہیں مجبور ہوکر پچھی پنچایت میں درخواست کیا جس میں بحیثیت پنچ مندرجہ ذیل اشخاص شریک تھے۔ محمد اسحاق ولد فقیر محمد، محمد اسحاق ولد امیر حسن، شوکت علی ولد حاجی ریاض الدین، حافظ محمد عثمان ولد فرزند علی۔ ان لوگوں نے یہ فیصلہ کیا کہ تضیع حمل میں جو خرچ ہو، زانی دے دے سب بری الذمہ ہوجائیں گے اور اسی پر عمل درآمد ہوا یعنی زانی نے لڑکی کو ۵۱ روپے دیئے۔
اب دریافت طلب یہ بات ہے کہ آیا اس طرح کے واقعات ہونے کے بعد تضیع حمل کروادینے سے زانی بری الذمہ ہوجائے گا یا اس کے لئے کوئی سزا یا کفارہ وغیرہ عائد کیا جاسکتا ہے اور اگر زانی اس طرح بری الذمہ ہوجاتا جیسا کہ مذکورہ بالا پنچوں کا فیصلہ ہوا تو پھر از روئے شرع تحریر فرمایا جائے کہ ان پنچوں کے لئے حکم شرع کیا ہے۔ مفصل ومدلل جواب مع حوالہ کتب معتبرہ سے نواز کر شاکر وممنون فرمائیں۔ فقط والسلام

المستفتی: محمد محی الدین انصاری، ساکن پچھی، ضلع مدھوبنی

۱۹؍جون ۱۹۷۵ء

۹۲/۸۶ ؁

الجواب ــــــ بعون الملک الوهاب ــــــ !

صورت متذکرہ بالا میں بعد ثبوت زنا زانی محصن (شادی شدہ) کو رجم یعنی سنگسار کرنا ہے اور زانی غیر محصن (غیر شادی شدہ)

کوسو دُرّے مارنا ہے۔ درمختار میں ہے: ویرجم المحصن فی فضاء حتی یموت ویصفون کصفوف الصلوة.
"ترجمہ: زانی محصن (شادی شدہ) کو کھلے میدان میں سنگسار کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ مرجائے اور لوگ نماز کی صفوں کی طرح صف بندی کرلیں گے۔"
جیسا کہ سرور کائنات ﷺ نے ماعز بن مالک اسلمی کے لئے حکم فرمایا اور انہیں سنگسار کیا گیا۔ یہاں تک کہ ان کو مارڈالا گیا۔ وغیر المحصن یجلد مائة ان کان حرا. "ترجمہ: اور غیر شادی شدہ زانی اگر آزاد ہو تو اس کو سو کوڑے لگائے جائیں گے۔" اور غیر شادی شدہ نے ارتکاب زنا کیا تو اس کو ۱۰۰ کوڑے مارنا ہے جیسا کہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہے اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَامِائَةَ جَلْدَةٍ۔ "اور عورت بدکار ہو اور جو مرد تو ان میں ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ۔" (کنزالایمان) مگر چونکہ ہندوستان میں اس حکم پر عمل ممکن نہیں اس لئے یہاں سنگسار کرنا یا کوڑے مارنا مشکل ہے۔ بطور تنبیہ اہل الرائے حضرات کی صوابدید پر موقوف رکھا جائے گا۔ وہ جو مناسب سمجھیں سزا دے سکتے ہیں جو دوسروں کے لئے باعث عبرت ہو اور پھر کوئی اس قبیح و شنیع فعل کے ارتکاب کی جرأت نہ کرے۔ شرعی ضابطہ واصول کے پیش نظر پنچوں نے جو فیصلہ کیا ہے وہ قطعی غیر شرعی ہے۔ ایسے معاملات جن کا تعلق شریعت طاہرہ سے ہو ہر شخص کو فیصلہ کرنے اور حکم نافذ کرنے کا حق نہیں۔ ایسا کرنے والے گنہگار ہوں گے۔ قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا گیا: قَالَ تَعَالٰی وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ. دوسری جگہ ارشاد فرمایا: وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ. تیسری جگہ فرمایا: وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ. یعنی جو لوگ خدا کے نازل کئے ہوئے کے مطابق حکم نہ کریں وہ کافر ہیں، فاسق ہیں، ظالم ہیں۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا: وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْ بَعْضِ بِمَا اُنْزِلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ. یعنی تم لوگوں کے مابین خدا کے نازل کئے ہوئے کے مطابق حکم کرو اور اپنی خواہشوں کی پیروی نہ کرو۔ ان سے بچتے رہو کہ وہ کہیں تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں الخ۔
لہٰذا پنچوں کا فیصلہ کہ تضیع حمل میں جو خرچ ہو زانی دے دے، سب بری الذمہ ہو جائیں گے بالکل غلط اور ناقابل تسلیم ہے۔ اول تو یہ ہے کہ تضیع حمل جو شرعاً ممنوع و ناجائز ہے اگرچہ حمل ناجائز ہو پھر بھی اسقاط حمل جائز نہیں اور نہ اس سے زانی زنا کے گناہ عظیم سے بری ہو سکتا ہے بلکہ اسقاط حمل کا گناہ اس قسم کے ناجائز فیصلہ کرنے والے پنچوں پر ہوگا اور زانی حدود اللہ کے خلاف ورزی کرنے کی بنا پر دنیاوی عقوبت اور آخرت کے عقاب سے کسی طرح نہیں چھوٹ سکتا ہے بلکہ ائمہ عظام وفقہائے کرام کا اختلاف تو حد لگانے کے بعد بھی باقی رہتا ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ حد شرعی سے زانی دنیاوی عذاب اور سزا پاتا ہے لیکن آخرت کا عذاب بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوگا نہ یہ کہ پنچوں کے اس حقیر رقم جرمانہ میں لینے سے زانی بری الذمہ ہو جائے۔ تعزیر بالمال تو یونہی شرعاً جائز نہیں اور اگر حد شرعی ناممکن ہو تو پھر جو سزا بھی عبرتناک ہو وہ دی جائے۔ اس کی تعیین شرع نے نہیں کی۔ لہٰذا زانی پر اعلانیہ توبہ کرنا تو بہرصورت ضروری ہے اور ساتھ ہی پنچوں کو بھی اپنے غلط فیصلہ کرنے کی بنا پر توبہ کرنی چاہئے۔ وھو اعلم بالصّواب!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۹-۶-۷۵ء

استفتاء ۹۳۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ
ہندہ شادی شدہ ہے۔ ابھی وہ میکہ ہی میں تھی کہ اسے ناجائز حمل قرار پا گیا۔ کچھ دنوں بعد وہ اپنے سسرال گئی اور شوہر کے پاس رہنے لگی۔ چند ماہ کے بعد اس کے شوہر زید کو ناجائز حمل کا پتہ چل گیا۔ زید و ہندہ میں اس ناجائز حمل کے متعلق گفتگو ہوئی۔ ہندہ اپنی غلطی پر نادم و شرمندہ ہوئی اور جرم کا اقرار کرلیا اور آج کل آج کل کرتے کرتے سات ماہ گزر گئے اور بچہ نے بھی جنم لے لیا اور انتقال کر گیا۔ اب زید نے ہندہ کو گھر سے نکال دیا اور تین طلاق دے دیں۔ جب ہندہ میکہ آئی تو یہاں کے لوگوں کو اس کی معلومات ہوئی۔
اب ہندہ کے والد کو بستی والوں نے برادری سے علیحدہ کر دیا۔ اس کے بعد ہندہ کے والد نے لوگوں سے کہا کہ میرے گھر میں جو ناجائز حمل ہوا ہے میں اس کی سزا کے لئے تیار ہوں اور آپ لوگوں سے مل کر رہنا چاہتا ہوں۔ علمائے دین سے استدعا ہے کہ شریعت کے قانون کے مطابق حکم فرما کر مشکور فرمائیں۔

(۱) ہندہ کو ناجائز حمل کی وجہ سے کیا سزا ہونی چاہیے؟

(۲) ہندہ کے والد کو کیا سزا ہونی چاہیے؟

(۳) ہندہ کے ساتھ جس شخص نے ناجائز کیا اس کی کیا سزا ہونی چاہیے؟

المستفتی: عین الحق، ۲۴ پرگنہ
۴-۸-۷۵ء

۹۲/۷۸۶

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــ!

(۱) شرعی قانون کے پیش نظر شادی شدہ زانی وزانیہ کی سزا رجم ہے۔ یعنی تمام لوگ مل کر اسے سنگسار کر دیں، یہاں تک کہ وہ مر جائے۔ مگر ہندوستان میں اسلامی حکومت نہیں کہ زانی کو سنگسار کیا جائے۔ اس کے علاوہ شریعت مطہرہ میں کوئی دوسری صورت نہیں، نہ اس کے لئے کوئی سزا و جرمانہ و کفارہ کی تعیین۔ لہٰذا اس کی آسان صورت یہ ہے کہ زانی وزانیہ عام مسلمانوں کے سامنے اعلانیہ توبہ کریں اور خدائے قدوس سے اپنے گناہ کی معافی چاہیں اور آئندہ اس قبیح فعل کے نہ کرنے کا عہد کریں تو التائب من الذنب کمن لا ذنب لہٗ ''گناہ سے توبہ کرنے والا، گناہ نہ کرنے والے کی طرح ہے۔'' کے مطابق وہ پھر قابل ملامت نہیں رہے گا۔

(۲) ہندہ کے والد کو اگر قبل سے اس فعل کا علم نہ تھا تو وہ مجرم وخطاوار نہیں اور نہ وہ مستحق تعزیر ہے اس لئے کہ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ

وِزْرَ اُخْریٰ. ''اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی'' (کنزالایمان) ہندہ کے گناہ کی سزا اس کے والد کو نہیں دی جاسکتی۔ جو جیسا کرے گا اس کی سزا اسی کو ملے گی، دوسرے کو نہیں۔

(۳) زانی کے ارتکاب زنا کی معافی کی صورت جواب (۱) سے واضح ہے۔ اگر یہ دونوں توبہ نہ کریں تو عام مسلمانوں کو چاہیے کہ ان کا سوشل بائیکاٹ کر دیں اس سے سلام وکلام اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا چھوڑ دیں۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتـــــــــــــــــــــــــــــــــبہ

۱۰-۸-۷۵ء

استفتـــــــاء ۹۴۰

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

بی بی سندری کا دماغ بچپن ہی سے صحیح نہیں ہے۔ پاگل کی طرح کرتی ہے۔ بالغ ہونے پر اس کا نکاح کر دیا گیا۔ چار پانچ سال بعد اس کو اسی بنا پر طلاق دے دی گئی کہ وہ پاگل جیسا کرتی ہے، جائز ناجائز کی کوئی تمیز نہیں رکھتی ہے۔ اس کے بعد اس کی دوسری شادی پھر کر دی گئی۔ پانچ چھ ماہ کے بعد اس نے اسی بنا پر طلاق دے دی۔ بی بی سندری کے والدین کا انتقال ہو چکا ہے۔ سندری کے چار بھائی ہیں۔ انہیں بھائیوں کے یہاں وہ رہتی ہے۔ طلاق کے ایک سال بعد پانچ چھ ماہ تک سندری غائب رہی۔ گھر والوں نے بہت تلاش کیا لیکن وہ نہ ملی۔ اس کے بعد وہ خود سے آ گئی اور وہ حاملہ ہے۔ یہ نہیں معلوم کہ یہ حمل مسلمان کے نطفہ سے ہے یا غیر مسلم کے اس لئے کہ بی بی سندری کبھی کچھ بولتی ہے کبھی کچھ اور حقیقت میں یہ پاگل کی طرح کرتی ہے۔ اب گھر والوں کو اس کی بہت تشویش ہے کہ کیا کریں۔

فقط والسلام

المستفتی: مولوی عبدالجبار، مقام و پوسٹ جار نگڈیہہ، ضلع گریڈیہہ

۲۸-۱۰-۷۵ء

۹۲/۸۶ے

الجواب ـــــــــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــــــــ !

صورت مذکورہ میں جب سندری بی بی مخبوط الحواس ہے اور اسے نیک و بد کی تمیز نہیں۔ ایسی حالت میں کیا معلوم کہ اس کا ناجائز حمل کس کا ہے اور اگر معلوم بھی ہو جائے تو اس کا کیا فائدہ؟ اس کا حمل ساقط نہ کیا جائے اس لئے کہ یہ دوسرا گناہ ہوگا۔ زنا خود انتہائی قبیح و مذموم فعل ہے۔ اس کے ارتکاب سے تو گناہ ہوا ہی، پھر اسقاط حمل کا دوسرا گناہ ہوگا۔ سندری توبہ کرے اور خدائے

قدوس سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہے اور بعد ولادت اس کا کسی سے نکاح کردیا جائے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتـــــــــــــبـــــــــــــہ

۳-۱۱-۷۵ء

استفتاء ۹۴۱

مسئلہ: بحضور گرامی جناب مفتی صاحب قبلہ.............. السلام علیکم

ایک انتہائی اہم اور ضروری مسئلہ حاضر خدمت ہے۔ جواب مرحمت فرما کر ایک پوری جماعت کے انتشار کو دفع فرمائیں انتہائی ممنون ومشکور ہوں گا۔

ایک غیر شادی شدہ عورت جس کو حمل واقع ہوگیا حمل ظاہر ہونے کے بعد موضع کے شرفاء نے اپنی ایک پنچایت میں طلب کر کے لڑکی سے اس کی غلط حرکت کے بارے میں پوچھ تاچھ کی۔ اس پر لڑکی نے اپنے حمل کو زید کی طرف منسوب کیا کہ وہ حمل زید کا ہے عورت کے بیان کے بعد زید سے بیان لیا گیا تو زید نے اسی سلسلہ میں پنچایت کے سامنے یہ بیان کیا کہ یہ میرا حمل قطعاً نہیں۔ میں نے اس کے ساتھ غلط کاری نہیں کی ہے ہاں البتہ ایک دن لڑکی کے مائل کرنے کی وجہ سے میرا ارادہ برائی کا ہوگیا تھا لیکن کسی شخص کے رہنے کی آہٹ پا کر میں اسی جگہ سے ہٹ گیا برائی نہ کرسکا۔

حضرت سے گزارش ہے کہ عورت کا حمل زید کی طرف منسوب کرنا اور زید کا انکار کرنا اور منتشر بیان دینا ہم عوام کے لئے خلجان کا سبب بنا ہوا ہے۔ جواب طلب امر یہ ہے کہ عورت کی بات مانی جائے یا زید کی اور پھر جس کی بات مانی جائے اس کے بعد زید کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہوگا اور عورت کے بارے میں کیا حکم ہوگا مفصل حکم سے آگاہ فرمایا جائے۔

زید نے انکار کرتے ہوئے اپنی صفائی میں یہ بھی کہا کہ عورت کا تعلق دوسرے مرد بکر سے ہے چنانچہ اس کی تصدیق کے لئے ایک رومال میں مٹھائی بندھی ہوئی کا تذکرہ کر کے پنچایت کو بیان دیا کہ عورت کا دوسروں سے تعلق بھی ہے اب اس صورت میں عورت کے حمل کے پیش نظر مجرم کون ہوگا۔

المستفتی: جماعت انجمن کمیٹی، موضع لکھن پور، پوسٹ لکھن پور، گریڈیہہ

۹۲/۸۶

الجواب ــــــــــ اللھم ھدایۃ الحق والصواب ــــــــــ !

صورت مسئولہ میں زید کے بیان کے مطابق جب اس عورت کا تعلق دوسروں سے بھی ہے تو صرف عورت کے کہنے سے زید کو

مجرم قرار نہیں دیا جاسکتا ہاں اگر عورت اس سلسلہ میں کوئی ثبوت یا گواہ پیش کرے تو عورت کے دعویٰ کو صحیح تصور کیا جائے گا اور شرعی ضابطہ کے مطابق زید کو حلف اٹھانا ہوگا اور قسم کھا کر اپنی برأت ظاہر کرنی ہوگی اس لئے کہ البیّنة علی المدعی والیمین علی من انکر ۔یعنی مدعیہ کو ثبوت پیش کرنا ہے۔ اگر وہ ثبوت پیش نہ کر سکے تو منکر کو قسم کھانا ہے کہ میں نے ارتکاب جرم نہیں کیا ہے اور جرم ثابت نہ ہونے پر بھی عورت اور مشتبہ ملزموں کو اعلانیہ توبہ کرنا چاہیے اسلئے کہ اثبات جرم کے بعد بھی ہندوستان میں شرعی حد یعنی رجم کرنا یا دُرّے لگانا ممکن نہیں اور بعد توبہ اس سے میل جول جائز اس لئے کہ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کمن لاذنب له''گناہ سے توبہ کرنے والا ایسے ہی ہے جیسے کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں'' توبہ نہ کرنے کی صورت میں ان کا شوسل بائیکاٹ یعنی سلام کلام میل جول ترک کردینا عام مسلمانوں پر ضروری قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا: وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ''اور اگر تجھے شیطان کہیں بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔'' اور اگر وہاں کے مسلمان انسداد معصیت کے پیش نظر تعزیر بالمال کے علاوہ تنبیہا کوئی سزا دینا چاہیں جس سے پھر آئندہ کوئی ایسی قبیح حرکت کا ارتکاب نہ کر سکے تو اپنی صواب دید کے مطابق کر سکتے ہیں۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۲۴/۱/۷۸ء

استفتاء ۹۴۲

مسئلہ: محترم حضرت مولانا مفتی صاحب دارالقضاء ادارۂ شرعیہ سلطان گنج، پٹنہ

میرا نام سلطان احمد ہے میں موروثی مکان چھوڑ کر بہنوئی کے یہاں رہتا ہوں یہاں تنگدستی میں گزر کر رہا تھا میں نے کسی عامل فقیر سے دعا تعویذ کا کام سیکھا اور کچھ پیسہ حاصل کیا اس درمیان میں ایک غیر مسلم سے میری دوستی ہوگئی اور میری مدد کرتا رہا اور کچھ دنوں کے بعد اس نے اپنی کل جائداد زمین بغیر زرثمن میرے نام رجسٹری کر دی اب میری زندگی خوشحالی میں بسر ہو رہی ہے گاؤں کے کچھ لوگ میری ترقی کو دیکھ کر میرے مخالف ہوگئے اور طرح طرح کا الزام لگانا شروع کر دیئے جس میں مسلم و غیر مسلم دونوں شامل ہیں الزام یہ کہ سلطان احمد کی بیوی کا غیر مسلم سے ناجائز تعلق ہے جس کی وجہ سے اس نے کل جائداد بلا قیمت لکھدی ہے۔ میں نے جب سنا تو علی الاعلان یہ کہا کہ اگر یہ الزام صحیح ہے اور کسی نے دیکھا ہے تو ہم سے کہے مگر آج تک کسی نے اس کو ثابت نہ کیا کہ ہم نے یا کسی اور آدمی نے دیکھا ہے اب یہ کوشش کر رہے ہیں کہ کسی غیر مسلم سے گواہی دلوائیں۔ فی الحال زید اور بکر گاؤں اور اطراف میں

میری شکایت کرتے اور الزام لگاتے ہیں جب میں ان سے پوچھتا ہوں تو انکار کر جاتے ہیں کہ ہم نے کچھ نہیں کہا ہے۔

(۱) میں حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ غیر مسلم دوست نے میری حالت کو دیکھتے ہوئے ہماری مدد کی ہے ہماری عورت پاک وصاف ہے زید وبکر کا الزام ایک تہمت ہے ایسی حالت میں ہمارے یہاں کھانا، پینا، مدرسہ مسجد دینی کاموں میں چندہ دینا اور زید وبکر کا یہ کہنا کہ حرام ہے اس سلسلہ میں مسئلہ کیا ہے؟

(۲) ایسی صورت میں بغیر دیکھے جب کہ کوئی چشم دید گواہ نہیں زید بکر کا یہ کہنا الزام ہم پر لگانا اور لوگوں کو بہکانا ہمیں سماج میں ذلیل ورسوا کرنا آپس میں نا اتفاقی پھیلانا جس سے گالی گلوج مار پیٹ کی نوبت آجائے زید وبکر پر کیسا فتویٰ صادر ہوتا ہے؟

المستفتی: سلطان احمد، ہیڈ ماسٹر ایم ای اسکول اجر بھرا، پوسٹ رانی گنج، وایہ امام گنج، گیا

۹۲/۸۶ ک

الجواب ــــــــــ اللهم هداية الحق والصواب ــــــــــ!

کچھ دنوں قبل اسی مضمون کا ایک استفتاء اصلاح المسلمین نگواں درزی بیگہ رانی گنج گیا سے آیا تھا جس کا جواب دے دیا گیا ہے بغیر شرعی شہادت وعینی گواہ کے کسی پر زنا کا الزام لگانا شرعاً ناجائز اور حرام ہے قرآن حکیم میں ہے: وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ ۔ ''ترجمہ: اور جو پارسا عورتوں پر عیب لگائیں پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں تو انہیں اسی کوڑے لگاؤ اور ان کی کوئی گواہی کبھی نہ مانو اور وہی فاسق ہیں۔''

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ ''ترجمہ: وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں برا چرچا پھیلے اس کے لئے دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔''

تیسری جگہ ارشاد فرمایا: اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔ ''بیشک وہ جو عیب لگاتے ہیں انجان پارسا ایمان والیوں کو ان پر لعنت ہے دنیا وآخرت میں اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔''

ان کی شہادت کبھی قبول نہ کرو۔ اور جو لوگ مومن کے بارے میں فحش اور لغو باتوں جیسے زنا وغیرہ کی اشاعت کریں ان کے لئے دنیا وآخرت میں دردناک عذاب ہے۔ اور جو لوگ باعصمت پاکدامن مومنہ عورت پر زنا کا الزام لگائیں ان پر دنیا وآخرت میں لعنت ہے اور ان کے لئے سخت عذاب ہے۔

لہٰذا جو لوگ بغیر عینی شہادت کے زنا کا الزام لگاتے ہیں وہ سخت مجرم وگنہگار مستحق نار ہیں انہیں اعلانیہ توبہ کرنا چاہے اگر کسی مسلم کو غیر مسلم نے اپنی زمین رجسٹری کر دی ہے تو یہ کیسے یقین کیا جائے کہ کسی ناجائز تعلقات کی بنا پر ایسا کیا گیا ہے ایسا ظن فاسد

وخیال باطل گناہ ہے قرآن حکیم میں ہے: لَاتَجَسَّسُوا وَلَا یَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا. ''عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔'' کسی کا تفتیش حال کرنا اور غیبت و برائی بیان کرنا گناہ ہے۔لہٰذا زید و بکر کو اعلانیہ توبہ کرنا چاہیے اور ایک مسلمان کے متعلق بدگمانی سے باز آنا چاہیے۔سائل کا پیسہ مدرسہ و مسجد میں لگانا اور اس کے یہاں کھانا جائز ہے۔بغیر شرعی دلیل کے اس کے عدم جواز کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا۔وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

۶/۱۰/۷۷ء

استفتاء ۹۴۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں:

زید نے اپنی لڑکی ہندہ سے تین بار نشہ کی حالت میں زنا کیا جس سے ہندہ کو حمل قرار پا گیا۔تقریباً ۷۔۸ ماہ بعد دوسرے قصبہ میں جا کر حمل کو گروا یا گیا۔شہادتیں لی گئی، کئی مرتبہ لڑکی سے پوچھا تو لڑکی نے کہا کہ ہاں تین دن نشہ کی حالت میں والد نے مجھ سے زنا کیا۔مفصل و مدلل فیصلہ کردیں ہم لوگ ادارہ شرعیہ کو مانتے ہیں۔فقط

المستفتی: محمد مسلم اردو مکتب موہن پور، پوسٹ میرا پور، ضلع مظفر پور (بہار)

۸۶/۹۲ ک

الجواب

نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا. ''ترجمہ: اپنے نفس کی شرارت اور برے اعمال سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں''۔صورت مذکورہ میں شرعی قانون کے مطابق تو زید کو رجم (سنگسار) کر دینا چاہیے یعنی آبادی کے تمام لوگ اسے ایک گڑھے میں کھڑا کر کے ہر چہار طرف سے اینٹ و پتھر اس قدر ماریں کہ وہ مرجائے۔لیکن یہ سزا ہندوستان میں غیر مسلم حکومت ہونے کی بنا پر نہیں دی جاسکتی۔اور شریعت مطہرہ میں شادی شدہ زانی کے لئے اس کے علاوہ کوئی دوسری سزا نہیں۔لہٰذا اب سوائے اعلانیہ توبہ کے اور کیا ہوسکتا ہے زید بستی کے تمام لوگوں کے سامنے اعلانیہ توبہ کرے اور خدائے حی و قیوم سے اپنے قبیح و شنیع فعل کی مغفرت طلب کرے۔جب تک زید اعلانیہ توبہ نہ کرے تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ زید سے ترک تعلق کریں اس سے سلام کلام میل جول چھوڑ دیں قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا: وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَاتَقْعُدْ بَعْدَالذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔''اور جو کہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔'' زید سے بڑھ کر ظالم جفا کار مستحق عذاب نار ولائق غضب جبار و قہار اور کون ہوگا استغفر اللہ العظیم۔زید کے اس فعل قبیح سے اس کی بیوی زوجیت سے خارج ہوگی۔اگر زید توبہ کرلے اور ساتھ

ہی اس کی لڑکی بھی اعلانیہ توبہ کرے تو اس کے بعد مسلمان اس سے تعلقات قائم کر سکتے ہیں اس لئے کہ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَه۔ ”گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔“ بستی کے معزز و دیندار لوگوں کو چاہیے کہ بطور خود زید کو تنبیہ کریں کہ وہ آئندہ کسی قسم کا کوئی نشہ استعمال نہ کرے اور اس کے تدارک و انسداد کی جو بھی صورت ہو اس کو عمل میں لائیں۔ وھو اعلم

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

۱۱/۹/۷۷ء

استفتاء ۹۴۴

مسئلہ: قبلہ محترم جناب مفتی اعظم صاحب السلام علیکم! خدمت اقدس میں حسب ذیل مقدمہ پیش ہے:

ایک لڑکی بغیر نکاح کے حاملہ ہوگئی اس کے والدین نے ابتداء حمل کو چھپایا لیکن جب آٹھ ماہ ہو گئے تو اس کے والدین نے لوگوں کو جمع کیا اور لڑکی نے زنا کی نسبت زید کی طرف کی۔ زید سے دریافت کیا گیا تو اس نے انکار کیا اور برأت و صداقت میں قرآن شریف حلفاً اٹھانے کو تیار ہوا۔ برادری کے لوگوں نے لڑکا و لڑکی دونوں کو برادری سے خارج کر دیا پھر گرام پنچایت کی بیٹھک ہوئی زید کو بلایا گیا اور ایک کاغذ جو لڑکی کے حسب خواہ پہلے ہی سے تیار کر لیا گیا تھا اس پر زید سے دستخط لینا تھا مگر زید نے انکار کیا مگر زید پر مزید دباؤ ڈالا گیا کہ کسی طرح لڑکی کو رکھ لے اس لئے کہ زید بھی غیر شادی شدہ تھا اور اس طرح کرنے سے لڑکی کی زندگی خراب ہونے سے بچ جاتی اسی غرض کے ماتحت بذریعہ پنچایت جب زید پر زیادہ دباؤ ڈالا گیا تو زید نے الگ سے کاغذ لکھا کہ وہ نکاح کر لے گا مگر ساتھ ہی حمل کا انکار بھی کیا اور اس کے بعد زید نے پولس کو اس کی اطلاع دی کہ مجھے جبراً نکاح کے لئے مجبور کیا گیا جب کہ وہ حمل اس سے نہیں ثابت ہوتا اس کے بعد لڑکی والے نے وکیل کو بلایا زید نے یہاں بھی وہی کہا جو تھانہ میں کہا تھا اب تک تین سال سے یہ مقدمہ کورٹ میں چل رہا ہے انجمن کمیٹی نے پہلے دونوں کو برادری سے خارج کر دیا تھا مگر چند روز بعد لڑکی کو برادری میں شامل کر لیا گیا مگر زید کو ڈھائی سال سے الگ ہی رکھا حالانکہ زید کو مجرم قرار دینے کی کمیٹی کے پاس کوئی دلیل نہیں بعد ازاں ایک مرکزی عالم مولانا ابو اللیث صاحب اعظمی سے فتویٰ لے کر زید کو بھی برادری میں شامل کیا گیا۔ زید کو شامل کرنے پر لڑکی کے والدین نے بستی میں نفاق پیدا کر دیا بستی میں پارٹی بندی ہو گئی ہے اور حالات و معاملات کو توڑ موڑ کر ایک شخص فرزند علی نے

مولوی شمیم سے فتوی لکھوایا اور ان کو زانی و مجرم اور بستی کے لوگوں کو اس کا حمایتی قرار دیا۔ لہٰذا عرض ہے کہ مذکورہ بالا حالات میں زید زانی و مجرم ہے یا نہیں اور فرزند علی کا زید کو زانی کہنا جائز ہے یا نہیں؟ شرعی حکم سے آگاہ کیا جائے۔

۸۶/۹۲ھ

الجواب

صورت مذکورہ میں شرعاً زید کو زانی نہیں کہا جا سکتا اس لئے کہ زنا کا شرعی ثبوت نہیں مزید برآں جب زید اپنے کو اس گناہ سے بری ثابت کرنے کے لئے حلف اٹھانے کو آمادہ ہے تو زید کی باتوں پر یقین کیا جائے گا اس لئے کہ شرعی اصول وضابطہ یہ ہے کہ البینة علی المدعی والیمین علی من انکر یعنی مدعی دلائل وشہادت پیش کرے گا اور منکر قسم کھائے گا جب مدعیہ نے اپنے دعوی پر کوئی دلیل وثبوت پیش نہیں کیا اور منکر قسم کھانے کو آمادہ ہے تو مدعیہ کا دعوی غلط سمجھا جائے گا اور منکر کی بات تسلیم کی جائے گی۔ بلا دلیل زید کو زانی کہہ کر خود گنہگار بنتا ہے زید کو زانی کہنے والے بھی؟

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۷/۱۰/۷۷ء

استفتاء ۹۴۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان دین متین مسئلہ ذیل میں:

(۱) غیر مسلم جو اپنے جانوروں کو داغنے کے بعد غیر اللہ کے نام پر چھوڑ دیتے ہیں اور پھر اس کی خبر گیری نہیں کرتے یہ جانور ایک طرح سے نادارد ہو جاتا ہے۔ ایسے جانوروں کو پکڑ کر کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور ان جانوروں پر مالک کا حق برقرار رہتا ہے یا نہیں؟ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ جب تک ان جانوروں کو خریدا نہ جائے، کھانا جائز نہیں۔ اگر یہ جانور خریدا بھی جائے تو کس سے؟

(۲) کیا یہ واقعہ صحیح ہے کہ جنگ بدر کے موقع پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانوروں کو پکڑ کر ذبح کر کے تناول فرمایا۔ اگر ان حضرات نے ایسا کیا تھا تو خریدا کس سے تھا جب کہ حضرت مولانا ابراہیم رضا خانصاحب نے اپنی تصنیف تحفہ محمدیہ میں تحریر کیا ہے کہ بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانوروں کو بلا کراہت کھانا جائز ودرست ہے۔

(۳) بکر نے اپنی بہو یعنی اپنے لڑکے زید کی بیوی سے زنا کیا۔ زید نے اپنی بیوی ہندہ کو اس کی اس ناشائستہ حرکت پر طلاق مغلظہ دے دی۔ عدت گزرنے کے بعد زید پھر ہندہ سے نکاح ثانی کا خواہشمند ہے۔

کیا ہندہ کی شادی زید سے ہوسکتی ہے جب کہ اس فعل کے عینی گواہ موجود ہیں۔

(۴) کیا حلالہ میں شوہر کا بیوی سے جماع کرنا ضروری ہے؟

(۵) شریعت مطہرہ کے نزدیک سن بلوغ کی کیا علامت ہے؟

(۶) اگر زید نے ہندہ سے زنا کیا تو کیا فعل زنا کی وجہ سے ہندہ زید کے سبھی لڑکوں کے لئے حرام ہوگئی؟

(۷) ہندوستان دارالاسلام ہے یا دارُالحرب۔ براہ کرم ان تمام سوالوں کا جواب شریعت کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔

المستفتی: عاصی محمد عباس اشرف غفرلہ، گڑھوا، پلاموں

۹۲/۸۶ء

الجواب ـــــــــــ بعون الملک الوهاب ـــــــــــ

(۱) صورت مسئولہ میں اگر یہ یقین ہے کہ ہندوؤں کے چھوڑے ہوئے جانوروں کو پکڑ کر کھا جانے میں ہندو فتنہ وفساد نہ کریں گے اور عزت وآبرو پر حملہ نہ ہوگا تو اس کے کھانے میں گناہ نہیں۔ ہندوستان کو ہمارے علمائے کرام نے دارالاسلام اور یہاں کے کافروں کو حربی کافر قرار دیا ہے اس لئے حربی کافر کا مال کھانے میں مضائقہ نہیں۔ مال موذی نصیب غازی۔ بشرطیکہ فتنہ وعزت وآبرو پر حملہ نہ ہونے کا خطرہ ہو۔ جب ہندوؤں نے اسے آزاد کردیا تو اب اس پر اس کا کوئی حق نہ رہا اور نہ کوئی اس کا مالک قرار دیا جائے گا۔ پھر کسی سے خریدنے کا سوال ہی نہ رہا۔ یہ واقعہ کسی معتبر کتابوں میں نظر سے نہ گزرا۔ ممکن ہے ایسا کیا ہو حضرت مولانا ابراہیم رضا قدس سرہ کا یہ فتویٰ بھی مطالعہ میں نہیں آیا۔ اگر ایسا لکھا ہے تو صحیح ہے۔

(۳) زید کی بیوی ہمیشہ کے لئے زید پر حرام ہوگئی۔ اب وہ کسی صورت میں بھی زید کی زوجیت میں نہیں آسکتی۔ اس لئے کہ زید کے باپ نے اس سے زنا کیا۔

(۴) جی ہاں۔ بغیر جماع حلالہ جائز نہیں ہوگا۔ حدیث عسیلہ اس سلسلہ میں موجود ہے۔

(۵) لڑکی کو حیض اور لڑکے کو احتلام سن بلوغ کی علامت ہے۔

(۶) جب کسی کے باپ نے کسی عورت کو شہوت کے ساتھ پکڑا یا اس سے زنا کیا تو اس کے لڑکوں پر عورت حرام ہوگئی۔

(۷) ہندوستان ہمارے علمائے کرام کے نزدیک دارُالاسلام ہے۔ **وھو اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۳-۶-۷۷ء

كتابُ الجهاد

استفتاء ۹۴۶

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ
عہد رسالت میں جو عورتیں گرفتار ہوتی تھیں وہ مال غنیمت کے طور پر تقسیم کر دی جاتی تھیں اور ان سے جو اولاد ہوتی تھی ان کو وراثت میں حصہ نہیں دیا جاتا تھا۔ آخر ایسا کیوں جب کہ وہ جائز اولاد ہوتی تھی؟ اگر آج بھی فتوحات میں عورتیں گرفتار ہوں تو ان سے بغیر نکاح ہمبستری کرنا جائز ہے یا نہیں؟ براہ کرم بالتفصیل جواب تحریر فرمائیں۔ والسلام

المستفتی: محمد فیروز خان سہسرامی، مجاہد لاج، ڈورنڈہ، رانچی-۲
۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــــــ بعون الملک الوہاب ـــــــــــــــ!

خیر القرون میں غزوات کے موقع پر تغلیباً جو عورتیں مسلمانوں کے قبضہ میں آتی تھیں وہ باندیاں اور مملوک ہو جاتی تھیں۔ ان سے مجامعت کرنا شرعاً جائز تھا اور چونکہ وہ مملوک ہوتی تھیں اس لئے وہ ترکہ کی مستحق نہیں ہوتی تھیں کیوں کہ باندی یا غلام کو مولیٰ کا وارث قرار نہیں دیا جا سکتا۔ لہٰذا ان سے جو اولادیں ہوں گی ان کا بھی وہی حکم ہوگا اور بطور وراثت آقا کے مال سے ان کو کوئی حصہ نہ ملے گا۔

موجودہ دور میں بھی اگر جہاد اسلامی ہو اور فتوحات میں اس طرح باندیاں حاصل ہوں تو ان کے لئے بھی وہی حکم ہوگا جو عہد رسالت میں تھا۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب والیہ المرجع والمآب.

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کـــتـــبہ

۲۲-۷-۷۶ء

كتابُ السير

☆ بابُ العامّة 654

استفتاء ۹۴۷

مسئلہ: علماء دین ومفتیان شرع متین ذیل کے مسئلہ میں:

(۱) کیا فرماتے ہیں تجرید بخاری صفحہ ۲۴۱، حدیث ۱۳۱۵ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جو شخص کہتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کو۔ دیکھا اس نے ایک بُری بات کہی ہاں آپ نے صحیح طریقہ پر جبریل کو اپنی صورت میں اور اپنی خلقی حالت میں دیکھا جو اطراف آسمان کو بند کئے ہوئے ہیں۔

(۲) ایک شخص نماز عصر پڑھ چکا بعد میں کچھ لوگ مسجد میں جمع ہوئے لوگوں کے کہنے پر اس نے دوبارہ نماز پڑھائی تو ایسی صورت میں لوگوں کی نماز ادا ہوئی یا نہیں مفصل تشریح کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد ریاض الدین، بکری بازار، مقام و پوسٹ گڑھوا، ضلع پلاموں (بہار)

۷۸۶/۹۲

الجواب

(۱) معراج شریف کا ثبوت قرآن حکیم اور حدیث متواترہ مشہورہ سے ہے اس کے مقابلہ میں حضرت عائشہ رضی المولیٰ عنہا کا قول قابل تسلیم نہیں یہ حضرت صدیقہ کا اپنا قول ہے وہ معراج مبارک کے نفی پر کوئی نقلی دلائل پیش نہیں فرماتی ہیں اس لئے جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کا انکار تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

(۲) صورت مذکورہ میں لوگوں کی نماز عصر ادا نہ ہوئی اس لئے کہ جس نے نماز عصر پڑھ لی اس کے ذمہ سے فرضیت ساقط ہوگئی اور اس کے ذمہ فرض باقی نہ رہا اب اگر وہ دوبارہ نماز پڑھے گا تو اس کی یہ دوسری نماز نفل ہوگی اور نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والے کی نماز نہ ہوگی۔ لہٰذا جن لوگوں نے اس امام کی اقتداء میں عصر پڑھی وہ اپنی نماز پھر ادا کریں۔ فقہ کی تمام مستند و معتبر کتابوں میں یہ مسئلہ موجود ہے۔ وھو اعلم!

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارہ شرعیہ بہار، پٹنہ

۲۲/۹/۷۸ء

كتابُ الفرائض

☆ بابُ العامّة 656

استفتاء ۹۴۸

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
ملن میاں نے انتقال کیا انہوں نے وارث چھوڑا ایک بیوی، دو بھتیجے، چار بھتیجی۔ ازروئے شرع کس کو کتنا ملے گا۔ بینوا توجروا!!

المستفتی: محمد رفیع الدین، دری مرچنٹ، محلہ منڈئی، پٹنہ
۸؍جون ۱۹۷۰ء

۹۲/۸۶ ے

الجواب ———————— !

المسئلہ ۴×۸: عـ ۳۲

ملن میاں

میـــــت

زوجہ	ابن الاخ، بھتیجا	ابن الاخ، بھتیجا	بنت الاخ بھتیجی	بنت الاخ بھتیجی	بنت الاخ بھتیجی	بنت الاخ بھتیجی
۱/۸	۶	۶	۳	۳	۳	۳

برتقدیر صدق مستفتی وحسب شرائط فرائض متروکہ ملن میاں مرحوم بعد ادائے دیون ۳۲ سہام پر تقسیم ہوکر اس کے ہر وارث کو اسی قدر حصے ملیں گے جو مرقومہ بالا مسئلہ سے واضح ہے۔ یعنی جب کوئی اولاد نہیں ہے تو بیوی کو ۳۲ سہام کا چوتھائی حصہ ۸ ملیں گے۔ باقی ۲۴؍سہام میں سے لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ ''بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر'' کے قاعدے کے مطابق دونوں بھتیجے کو ۶۔۶ سہام اور بھتیجیوں کو ۳۔۳ ملیں گے۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۹/۶/۷۰ء

استفتاء ۹۴۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عبدالرشید نے انتقال کیا۔
وارث چھوڑا۔ ایک بیوی، ایک ماں فاطمہ، والد ابو محمد، متروکہ متوفی کس طرح تقسیم ہوگا۔

۹۲/۸۶ے

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــ !

المسئلہ ۲۴: عبدالرشید مف ۱۲/۱۶

میـــــــــــــــــتـــــــــــــــــ

زوجہ	اب	ام
۶	۱۲	۶

صورت مذکورہ بالا میں اولاد نہ ہونے کی بنا پر بیوی کو ربع ¼ حصہ ماں کو مابقی کا ثلث ⅓ اور باپ کو عصبہ کی بنا پر دو حصے ملیں گے۔ ۱۶ / آنہ کی تقسیم میں بیوی کو ۴ / ماں کو ۴ / باپ کو ۸ / آنے ملیں گے۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کـــــــــــــــتــــــــــــــــــبہ

استفتاء ۹۵۰

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

شیخ خلیل نے انتقال کیا۔ وارث چھوڑا۔ ایک لڑکا زین الحق، دو لڑکی حسبولن و یتیمن۔ متروکہ میت کس طرح تقسیم ہوگا؟

المستفتی: تبارک حسین ودعظ الحق ساکن شکر ہولی، ڈاک خانہ باتھ اصلی مظفر پور

۲۵/۶/ ۱۹۷۰ء

۹۲/۸۶ے

الجواب ـــــــــــــــ ھو الموفق للصواب ـــــــــــــــ !

المسئلہ ۴: خلیل مرحوم

میـــــــــــــــــتـــــــــــــــــ

ابن	بنت	بنت
زین الحق	حسبولن	یتیمن
۲	۱	۱

برتقدیر صدق سوال متروکہ شیخ خلیل مرحوم ۴ سہام پر تقسیم ہو کر لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ کے قاعدے کے مطابق ۲ / حصہ لڑکے کو اور ایک ایک حصہ لڑکی کو ملے گا۔ اگر پوری جائیداد کو ۱۶ / آنہ پر تقسیم کیا جائے تو لڑکے کو ۸ / آنہ اور دونوں لڑکیوں کو

۴-۴ آنہ ملیں گے۔ واللہ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ
۲۵/۶/۱۹۷۰ء

استفتا ۹۵۱

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

سخی دادخاں نے اپنی زندگی میں اپنی بیوی جان بی بی کے نام کچھ جائیداد کردی۔ سخی دادخاں کے انتقال کے بعد ان کے تین لڑکے سرفراز خاں، عبدالسبحان خاں اور اسماعیل خاں موجود تھے۔ تینوں بھائیوں میں یہ طے ہوا کہ جو ماں کی کفالت کا ذمہ دار ہو وہ ماں کی جائیداد کا حقدار ہوگا۔ تینوں بھائی ماں کی کفالت کرتے رہے۔ کچھ دنوں بعد ماں کی موجودگی میں عبدالسبحان کا انتقال ہوگیا۔ مگر عبدالسبحان خاں کی بیوی آخر وقت تک برابر اپنے شوہر کی ذمہ داری کو پوری کرتے ہوئے سرفراز خان اور اسماعیل خاں کی طرح اپنی ساس کی کفالت کرتی رہی۔ اب ماں جان بی بی کے انتقال کے بعد سرفراز خاں بھی رحلت کر گئے۔ سرفراز خاں کی بیوی زندہ ہیں۔ سرفراز خاں کو کوئی اولاد نہیں ہے۔ اب جان بی بی مرحومہ کے ورثاء میں صرف اسماعیل خاں، سرفراز خاں مرحوم کی بیوی اور عبدالسبحان مرحوم کا ایک لڑکا عبدالمنان اور ایک لڑکی عابدہ بی بی ہیں۔ لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ دونوں لڑکا لڑکی اپنے چچا اسماعیل خاں کی موجودگی میں اپنی دادی جان کی جائیداد کے حقدار ہیں یا نہیں اگر ہیں تو کتنا؟ اور نفی ہو تو وجہ درج ہو۔ دوسرے یہ کہ اسماعیل خاں کی موجودگی میں سرفراز کی بیوی اپنی ساس کی جائیداد میں حقدار ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو کتنا اور نہیں تو وجہ؟ سرفراز خاں نے بعد انتقال ایک بیوی ستون بی بی ایک بھائی اسماعیل خاں ایک بھتیجا عبدالمنان بھتیجی عابدہ بی بی کو چھوڑا۔ لہٰذا ان کی جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی۔ سرفراز خاں نے اپنی زندگی میں ایک یتیم لڑکے کی پرورش کی اور اس کے نام کچھ جائیداد وصیت کردی۔ پھر بعد میں اپنے بھتیجے کے لڑکے یعنی اپنے پوتے عبدالرحمٰن خاں کو گود میں لیا اور کچھ جائیداد اس کے نام وصیت کردی۔ پھر باقی جائیداد سے کچھ اپنے بھتیجے عبدالمنان خاں اور اپنے بھائی کے لڑکے آل نور خاں کو وصیت کردی۔ یہ وصیت نامے گواہوں کے دستخط کے ساتھ موجود ہیں۔ کچھ جائیداد چھوڑ گئے جس مین بیوی کا حق بھی ہوگا۔ لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ تمام وصیتیں صحیح ہیں یا نہیں؟ اس کی صورت کیا ہوگی۔ اگر وصیت پوری کی جاتی ہے تو کتنی جائیداد میں؟ شوہر کی جائیداد میں ایک بیوی کا کتنا حق ہے۔ بینوا و توجروا!!

بھائی	ایک بیوی	ایک پالک لڑکا	ایک بھتیجا	ایک پوتا	ایک بھتیجی
اسماعیل خاں	ستون بی بی	مولوصاحب خاں	عبدالمنان خاں	عبدالرحمٰن خاں	عابدہ بی بی

المستفتی: اے۔ایم۔خاں، سیکٹر۱۵، کوڈاتیج ۶۴۲/۲، پوسٹ: زاورکیلا۳، ضلع: سندری گڑھ، اڑیسہ
۹/۶/۱۹۷۶ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــ ھوالموفق للصواب ــــــ

المسئلہ ۲: جان بی بی

میـــــــتـــــــ

ابن	ابن	ابن الابن، پوتا	بنت الابن، پوتی
اسماعیل خاں	سرفراز خاں	عبدالمنان	عابدہ بی بی
۱	۱	محروم	محروم

المسئلہ ۴: سرفراز خان

میـــــــتـــــــ

زوجہ	اخ	ابن الاخ	بنت الاخ
ستون بی بی	اسماعیل خاں	عبدالمنان	عابدہ
۱	۳	محروم	محروم

برتقدیر صدق مستفتی وحسب شرائط فرائض متروکہ مسماۃ جان بی بی مرحومہ سے اس کے ورثاء کو اسی قدر حصے ملیں گے جو مسئلہ مذکور سے واضح ہے۔ سوال میں سخی دادخاں کے متروکہ کا ذکر نہیں۔ اگر سخی دادخاں نے اپنی بیوی کے نام جائیداد لکھنے کے بعد کچھ ترکہ چھوڑا ہوگا تو اس متروکہ سے بعد ادائے دیون ان کے تینوں لڑکوں کو برابر حصے ملیں گے عبدالسبحان چونکہ والدہ کی موجودگی میں انتقال کر گئے اس لئے وہ ماں کے حصے سے محروم رہے۔ ہاں شرط کے مطابق ان کے انتقال کے بعد ان کی بیوی نے کماحقہٗ اپنی ساس کی خدمت کی تو اخلاق ودیانت داری کے پیش نظر اسماعیل خاں بطور خود عبدالسبحان کی بیوی کو جو چاہیں دے دیں۔ شرعاً ساس کے متروکہ میں بہو کا حصہ نہیں۔ سوال میں سرفراز خاں نے جو ورثا چھوڑے۔ اس میں سے کوئی اولاد نہ ہونے کی وجہ سے بیوی چوتھا حصہ ¼ یعنی آٹھ آنہ میں دو آنہ ملے گا۔ باقی ۶/۲ آنے کا وارث بھائی اسماعیل خاں ہوگیا۔ **اَلْاَقْرَبُ فَالْاَقْرَبُ** کے مطابق بھائی کی موجودگی میں بھتیجا اور بھتیجی کو کچھ نہ ملے گا۔ سرفراز خاں نے جن لوگوں کے نام وصیت نامہ لکھا ان میں سے عبدالرحمٰن خاں کو پوتا بتایا گیا ہے۔ یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ وہ کس کا لڑکا ہے اور آل نور خاں یہ کس بھائی کا لڑکا ہے۔ جہاں تک وصیت کا تعلق ہے۔ سرفراز خاں کی پوری جائیداد کے ثلث میں وصیت نافذ ہوگی۔ جیسا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے

متعلق حدیث شریف میں ارشاد نبوی ہے: عن سعد ابن ابی وقاص قال مرضت مرضا اشرفت علی الموت فعادنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یارسول اللہ مالی کثیر ولیس یرثنی الابنت لی واحدۃ فاوصی بمالی کلہ قال لا قلت فبنصفہ قال لا قلت فبثلثہ قال نعم والثلث کثیر انک یاسعد ان تدع ورثتک اغنیاء خیر من ان تدعھم عالۃ الخ۔ ''حضرت سعد ابن وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مرض الموت میں مبتلا ہوا میری عیادت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس بہت مال ہے اور میری ایک لڑکی کے علاوہ کوئی میرا وارث نہیں ہے تو کیا میں کل مال کی وصیت کر جاؤں تو حضور نے فرمایا نہیں پھر میں نے عرض کیا نصف مال کی، حضور نے فرمایا نہیں پھر میں نے عرض کیا تہائی مال کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں اور تہائی مال بہت ہے اگر تم اپنے وارثوں کو خوشحال چھوڑ دو تو یہ ان کو محتاج چھوڑنے سے بہتر ہے۔'' لہٰذا سرفراز خاں کے مال و جائیداد کے ثلث سے وصیت پوری کی جائے گی۔ شوہر کی جائیداد میں اولاد نہ ہونے کی صورت میں بیوی کو ربع چوتھا حصہ اور اولاد ہے تو ثمن آٹھواں حصہ ملے گا۔ دین مہر اس کے علاوہ۔ وھو اعلم وعلمہ جل مجدہٗ اتم۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۱۳؍جون ۱۹۷۰ء

استفتاء ۹۵۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:
شیخ نھو نے انتقال کیا۔ وارث چھوڑے۔ دولڑکے اسحاق و اسماعیل اور تین لڑکیاں حسابن، کتابن ایک کا نام معلوم نہیں۔ اس کے بعد اسحاق نے انتقال کیا، وارث چھوڑے، ایک بھائی اسمٰعیل اور تین بہنیں۔ اس کے بعد اسماعیل نے (انتقال کیا۔ وارث چھوڑے، ایک بیوی، دولڑکی، ایک بہن اب ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا۔

المستفتی: طاہر حسین، موضع شکر ہولی، ڈاکخانہ: باتھ اصلی، ضلع مظفر پور، بہار
۲۲؍جون ۱۹۷۰ء

۹۲/۸۶ے

الجواب ــــــــــ ھو الموفق للصواب ـــــــــ !

المسئلہ ۷: شیخ نقومرحوم

میــــــــــــــــــــــتــــــــــــــــــــ

ابن	ابن	بنت	بنت	بنت
اسحاق	اسماعیل	حسا بن	کتا بن	
۲	۲	۱	۱	۱

المسئلہ ۵: اسحاق

میــــــــــــــــــــــتــــــــــــــــــــ

اخ	اخت	اخت	اخت
اسماعیل	حسا بن	کتا بن	
۲	۱	۱	۱

المسئلہ ۲۴: اسماعیل

میــــــــــــــــــــــتــــــــــــــــــــ

زوجہ	بنت	بنت	اخت
۳	۸	۸	۵

برتقدیر صدق مستفتی و حسب شرائط فرائض متروکہ متوفی شیخ نقو ے سہام پر منقسم ہوکر لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ" بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں برابر" کے قاعدے کے مطابق دونوں لڑکوں کو دو، دو سہام اور لڑکیوں کو ایک ایک حصہ ملے گا۔ بعدہٗ اسحاق چونکہ لاولد تھے اس لئے ان کی جائیداد ۵ سہام پر تقسیم ہوگی جس میں سے دو سہام بھائی کو اور ایک ایک حصہ تینوں بہنوں کو ملے گا۔ پھر اسماعیل نے جو جائیداد چھوڑی اس میں سے بیوی کو آٹھواں حصہ اور دونوں لڑکیوں کو ثلثان اور باقی عصبہ کی حیثیت سے بہن کو ملے گا۔

وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ۔

کتــــــــــــــــــــــــــبہ

۲۲/۶/۱۹۷۰ء

استفتاء ۹۵۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:
مسماۃ نوابن نے انتقال کیا۔ وارث چھوڑا۔ ایک شوہر اسمٰعیل ایک لڑکا ولی احمد ایک لڑکی سائرہ خاتون ایک بھائی خادم حسین۔ ترکہ میت شرعاً کس طرح تقسیم ہوگا۔

المستفتی: منظور عالم، موضع شکرمولی، ڈاک خانہ: رائے پور، ضلع مظفر پور
۲۶ر جون ۱۹۷۰ء

۹۲/۸۶ ک

الجواب ـــ !

المسئلہ ۴: نوابن مرحومہ مف ۱۶ر

میـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــتـــ

زوج	ابن	بنت	اخ
اسماعیل	ولی احمد	سائرہ خاتون	خادم حسین
۱/۴ر	۲/۸ر	۱/۴ر	محروم

بر تقدیر صحت سوال، نوابن کے ورثاء کو اسی قدر حصے ملیں گے جو مذکورہ بالا مسئلہ سے واضح ہے۔ لڑکے کی موجودگی میں بھائی محروم رہے گا۔ ۱۶ر آنہ کی تقسیم میں شوہر کو ربع ۴ر بیٹا کو نصف ۸ر یعنی لڑکی سے دوگنا۔ لڑکی کو ۴ر۔ وھو اعلم وعلمہ جل مجدہٗ اتم

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
۲۷ر جون ۱۹۷۰ء

استفتاء ۹۵۴

مسئلہ: میں محمد حسین ساکن شیخ بیگھہ تھانہ بارون ضلع گیا کا رہنے والا ہوں۔ میں نے یکے بعد دیگرے دو شادیاں کیں پہلی بیوی کے نام سے ہم نے مکان خریدا اپنی کمائی کی رقم سے۔ وہ بیوی تین اولاد چھوڑ کر مرگئی۔ اس کی وفات کے بعد ہم نے دوسری شادی کی۔ دوسری بیوی ایک اولاد چھوڑ کر دنیا سے چل بسی۔ دونوں بیویوں کی اولاد بالغ ہے میں دونوں بیوی کا شوہر زندہ ہوں۔ پہلی بیوی کے نام سے ابھی تک مکان موجود ہے۔ ہم نے پہلی بیوی کے دین مہر میں یا اس کی رقم سے مکان نہیں خریدا تھا بلکہ یوں ہی

اس کے نام سے رجسٹری کرادیا تھا (۱) اب جو پہلی بیوی کے نام سے مکان ابھی تک موجود ہے کیا اس میں میرا حق ہوتا ہے؟ اگر ہوتا ہے تو کتنا؟ (۲) دوسری بیوی کی جو ایک اولاد ابھی موجود ہے تو اس مکان میں اس اولاد کا حق ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو کتنا؟ از راہِ کرم شرعی حکم سے صاف صاف مطلع فرمائیں۔

المستفتی: محمد حسین، شیخ بیگہ، ڈاکخانہ: سون نگر، ضلع گیا

۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــــــــ وھو الموفق للصواب ـــــــــــ!

صورت مسئولہ میں بیوی کے نام سے جو زمین خریدی گئی وہ اس کی ملک ہوگئی اس کے انتقال کے بعد، اولاد کی موجودگی کی بنا پر شوہر کو پوری جائیداد کا ربع یعنی چوتھا حصہ ملے گا۔ جیسے ۱۶ر آنہ میں ۴ر حصہ شوہر کا۔ باقی ۱۲ر آنہ اولاد میں تقسیم کیا جائے گا اور اس پہلی بیوی کے نام سے جو مکان ہے اس میں دوسری بیوی کی اولاد کو کچھ حصہ نہ ملے گا اس لئے کہ پہلی بیوی کی خود اولاد موجود ہے۔ علاوہ ازیں دوسری بیوی کی اولاد کو پہلی بیوی سے کچھ رشتہ نہیں کہ اس کے مرنے کے بعد مرحومہ کا وارث بن سکے۔ چونکہ مسئلہ مذکور میں اولاد کی تفصیل نہیں دی گئی ہے کہ کتنے لڑکے اور کتنی لڑکیاں ہیں اس لئے متروکہ ملکیت کی تقسیم بطور فرائض تفصیلی طور پر ناممکن ہے۔ وھو اعلم وعلمہ عزوجل اتمّ۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارہ شرعیہ بہار، پٹنہ

کـــــــــــتـــــــــــبـــــــــــه

۱۰ر جولائی ۱۹۷۰ء

استفتاء ۹۵۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ:

محمد حبیب نے انتقال کیا، شادی شدہ تھا، پہلی بیوی سے کوئی اولاد نہیں ہے۔ پھر دوسری شادی کی جو دو لڑکا لے کر آئی تھی۔ حبیب کے والد، والدہ، دو ہمشیرہ، دو بیوی ایک بڑا بھائی ہے جس کے چار لڑکے ہیں یعنی محمد حبیب کے چار بھتیجے ہیں حبیب نے کچھ زمین چھوڑی ہے۔ جس میں اس کے پانچ ایکڑ ہیں۔ والد کے نام دو ایکڑ پچھتر ڈسمل ماں کے نام سے پینتالیس ڈسمل ہے اور محمد حبیب نے ۱۹۶۰ء میں انتقال کیا۔ اس پر کچھ قرض تھا جو اس کے بڑے بھائی اور والد نے مل کر ادا کر دیا۔ جواب طلب امر یہ ہے کہ کس کو کتنا ترکہ ملے گا۔ مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد حنیف، مقام کان بیناری، پوسٹ سلوٹ، ضلع مظفر پور، بہار

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــ !

المسئلہ ۲۴:

محمد حبیب

میـــــــــت

زوجہ	اب	ام	اخت	اخت	اخ
۶	۱۴	۴	محروم	محروم	محروم

برتقدیر صدق مستفتی وحسب شرائط فرائض متروکہ متوفی محمد حبیب سے بعد ادائے دیون اس کے وارثوں کو اسی قدر حصے ملیں گے۔ جو مسئلہ مذکور سے ظاہر ہے۔ دوسری بیوی کی اولاد جو پہلے شوہر سے ہے اس کو محمد حبیب کو جائیداد سے کچھ حصہ نہ ملے گا۔ والد ووالدہ کے نام سے جو زمین ہے اس میں سے محمد حبیب کی بیوی کو کچھ نہ ملے گا۔ محمد حبیب کی جو جائیداد اس کے نام ہے اس میں سے دونوں بیویوں کو $\frac{1}{4}$ چوتھا حصہ ملے گا۔ دو بہنیں موجود ہیں اس لئے ماں کو $\frac{1}{6}$ سدس اور باقی عصبہ کی حیثیت سے والد کو ملے گا۔ والد کی موجودگی میں بہن اور بھائی محروم ہو جائیں گے۔ محمد حبیب کا قرض اس کی جائیداد سے ادا کرنے کے بعد ہی حصہ وارثوں میں تقسیم ہوگا۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــــہ

۱۱/۷/۷۰ء

استفتـــــــاء ۹۵۶

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

بی بی حدیثہ خاتون نے اپنی ماں کی جائیداد اپنے نام سے خرید قبالہ کیا اور دونوں میاں بیوی گزارہ کرتے رہے۔ کچھ دن بعد ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ پانچ سات برس بعد شوہر نے طلاق دے دی وہ بیوی اور لڑکی اس زمین کو لیکر بسر اوقات کرنے لگے۔ بعد میں بیوی نے اپنی لڑکی کی دس یا بارہ سال کی عمر میں شادی کردی۔ بعد میں اس بیوی نے بھی ۴ ربرس کے بعد شادی کرلی۔ اب دوسرے شوہر سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے جو ابھی موجود ہے۔ پہلے شوہر سے جو لڑکی ہے اس کا نام جنت النساء ہے۔ دوسرے شوہر سے جو لڑکا ہے اس کا نام منت انصاری اور لڑکی کا نام کفیلہ خاتون ہے۔ کل جائیداد ایک بیگہہ ایک کٹھہ ہے۔ اس سولہ آنہ جائیداد میں کس کا کتنا حصہ ہوگا۔ برائے مہربانی ہر سوال کا پوری تفصیل کے ساتھ

جواب دیں۔ عین نوازش ہوگی۔

المستفتیہ: بی بی جنت النساء زوجہ اسرائیل انصاری
ساکن: جھوریہی، پوسٹ: جھوریہی، وایہ کھجولی، ضلع دربھنگہ
۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ!

المسئلہ ۴: ۱۶ — ار بیگھ اکٹھہ

میـــــــــــــــــــــــتـــــــــــــــــــــــ

ابن	بنت	بنت
۲	ا	ا
۸/آنہ	۴/آنہ	۴/آنہ
۱۰ کٹھہ ۱۰ دھور	۵ کٹھہ ۵ دھور	۵ کٹھہ ۵ دھور

سوال مذکورہ میں ہر وارث کو اسی قدر حصے ملیں گے جو مندرجہ بالا مسئلہ سے ظاہر ہے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتــــــــــــــــــــــــــــــــبہ

استفتـــــــاء ۹۵۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام مندرجہ ذیل میراث سے متعلق کہ:

نظام الدین میاں کی دو زوجہ۔ زوجۂ اوّل سے ایک لڑکا۔ زوجۂ ثانی سے چار لڑکے، دو لڑکیاں، زوجۂ اوّل سے علاء الدین اور ثانی سے محمد قاسم، محمد ہاشم، محمد محسن، محمد مسلم، سہر النساء و خیر النساء۔

(۱) علاء الدین نے اپنے والد نظام الدین کے بعد انتقال کیا۔ اب سوال یہ ہے کہ علاء الدین مرحوم کا لڑکا اور لڑکی جو باحیات ہیں اور زوجۂ ثانی جو زندہ ہے۔ ان کا حصہ نظام الدین مرحوم کی جائیداد میں ہے یا نہیں اگر حصہ ہے تو کتنا؟

(۲) نظام کی زوجۂ ثانی جو باحیات ہیں اور ان کی اولاد ۴ لڑکے اور دو لڑکیاں۔ ان کا حصہ نظام الدین کی جائیداد میں کتنا ہوگا۔

(۳) ضروری نوٹ: محمد قاسم ومحمد ہاشم، دونوں بھائی نے اپنے کمائی کی رقم اپنے والد نظام الدین کے حوالہ کی نظام الدین مرحوم نے اپنی زندگی میں دونوں کی کمائی ہوئی رقم سے زمین خرید کر دونوں کی بیویوں کے نام

لکھ دیا۔ اب نظام الدین کے تیسرے لڑکے محمد محسن یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ میں نے باپ کی زندگی میں کھیت وغیرہ کو دیکھا اور ہمیشہ سب کے ساتھ رہے تو زوجہ قاسم وہاشم کے نام لکھی ہوئی جائیداد میں بھی ہمارا حصہ ہوگا۔ حالاں کہ اب محمد محسن، والد کے انتقال کے بعد اپنے اہل وعیال کے ساتھ سسرال میں رہتے ہیں اور گھر چھوڑ دیا ہے تو یہ مطالبہ محسن میاں کا جائز ہے یا ناجائز اگر جائز ہے تو کتنا حصہ ہوگا۔ ہاں! محسن میاں نے، اپنی کمائی سے بھی کچھ رقم والد کو دی، لیکن اس قدر نہیں، جس سے موصوف کے بال بچوں کی پرورش ہوسکے یا کوئی جائیداد خریدی جاسکے۔ لہٰذا مفصل جواب دے کر مشکور وممنون فرمائیں۔ بینوا تو جروا

المستفتی: محمد قاسم، امام گنج، گیا

۷/ اگست ۷۰ء

۸۶/۹۲ ۷

الجواب ـــــــ وهو الموفق للصواب ـــــــ!

المسئلہ ۸×۱۲: ۹۶

نظام الدین

میـــــــــــــــ!

زوجہ اولیٰ	زوجۂ ثانیہ	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت
		علاء الدین	قاسم	ہاشم	محسن	مسلم	سہرالنساء	خیرالنساء
$\frac{1}{12}$ (۷)								
		۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷

برتقدیر صدق مستفتی وحسب شرائط فرائض متروکہ نظام الدین مرحوم ۹۶ سہام پر منقسم ہوکر اس کے ہر وارث کو اسی قدر حصے ملیں گے۔ جو مذکور بالا مسئلہ سے واضح ہے۔ سوال میں اس کی تشریح نہیں کی گئی ہے کہ زوجۂ اولیٰ کا انتقال نظام الدین کی حیات میں ہوا یا بعد میں۔ اگر بعد میں ہوا تو دونوں، بیویوں کو ۱۲/۱ سہام ملیں گے ورنہ زوجۂ ثانیہ کو بارہ سہام مل جائیں گے۔ اس طرح علاء الدین باپ کے حصہ کے علاوہ، ماں کے متروکہ کا بھی مالک ہوگا۔ علی هذہ القیاس۔ علاء الدین کے کل متروکہ کی مالک اس کی دونوں بیوی اور اس کی اولاد لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ کے اصول پر پائے گی۔ نظام الدین نے جو جائیداد قاسم وہاشم کی بیویوں کے نام لکھ دی ہے اس میں محسن کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔ اور نظام الدین کی کل جائیداد، بعد ادائے دیون، اس کے تمام ورثاء یعنی دونوں بیویوں پر اور پانچوں لڑکے دو لڑکیوں پر منقسم ہوگی۔ وهو تعالیٰ اعلم وعلمه وجل مجدهٗ اتم۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبــــــــــــہ

استفتاء ۹۵۸

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ
اکبری خاتون کے شوہر شرف الدین نے اپنے پرویڈنٹ، فنڈ میں لکھ دیا کہ یہ روپیہ ہماری بیوی کو ملے گا۔
لیکن شوہر کی زندگی میں ہی اکبری خاتون کا انتقال ہوگیا۔ اس نے وارث چھوڑا شوہر، تین لڑکیاں۔ ماں، باپ، بھائی اور بہن ۲۔ اسکے بعد شرف الدین کا انتقال ہوا ا ا نے تین لڑکیاں اور ایک بھائی کو چھوڑا۔ اگر یہ جائیداد صرف شرف الدین کی قرار دی جائے تو ان کے مرنے کے بعد کس قدر حصہ وارثوں کو ملے گا۔

المستفتی: عبدالسبحان، شاہ گنج

۷/۹/۷۰ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــ !

المسئلہ ۱۸: شرف الدین

میـــــــــــــــــــــت ـــــــــــــــــ !

بنت	بنت	بنت	اخ
۴	۴	۴	۶

بر تقدیر صدق مستفتی وحسب شرائط فرائض متروکہ متوفی شرف الدین ۱۸ر سہام پر تقسیم ہوکر تینوں لڑکیوں کو کل جائیداد کا ثلثان، باقی ایک ثلث عصبہ ہونے کی حیثیت سے بھائی کو ملے گا۔ یہ اس صورت میں ہے جب جائیداد شرف الدین کے نام ہوگی اور شرف الدین کی بیوی کے نام ہوگی تو اس میں اس کے بھائی کو کچھ نہ ملے گا۔ **وھو اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۵/۹/۷۰ء

استفتاء ۹۵۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین، اس مسئلہ میں کہ:
ہمارے والد رمضان علی صاحب مرحوم نے صرف ایک مکان چھوڑ کر انتقال کیا عرصہ سے وہ اس مکان میں رہتے چلے آرہے تھے۔ ادھر مکان مرمت کرانے کی غرض سے ایک ہزار روپیہ انہوں نے قرض لیا

اور مکان کی مرمت کرادیا۔ ہم لوگ چار بھائی، ایک ماں، ایک بہن ہیں۔ اب میں مکان کو فروخت کر دینا چاہتا ہوں تاکہ ایک ہزار روپے، قرض والے کو دے کر بری ہو جاؤں۔ مکان کی قیمت ۲۸۰۰ اٹھائیس سو لگ چکی ہے۔ اب صرف آپ کے حکم کی دیر ہے کہ ایک ہزار روپے قرض والے کو دے کر باقی ۱۸۰۰ اٹھارہ سو روپے کس طرح تقسیم ہونے چاہیے تاکہ کسی کو کسی بات پر اعتراض نہ ہو۔ بینوا توجروا۔

المستفتی: جلال الدین، محلہ نوگھروا، پٹنہ

۷۱/۱/۲۷ء

۹۲/۸۶ے

الجواب ——— وھوالموفق للحق والصواب ——— !

المسئلہ ۸X۹: ۷۲

رمضان علی مرحوم

میت ——— !

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت
۱/۹	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷

برتقدیر صدق مستفتی متروکہ رمضان علی مرحوم بعد ادائیگی قرض حسب شرائط فرائض ۷۲ سہام پر منقسم ہو کر اس کے ورثاء ایک بیوی، چار لڑکے اور ایک لڑکی کو اسی قدر حصے ملیں گے جو مذکورہ بالا مسئلہ سے ظاہر ہے۔ اگر مکان کی قیمت میں سے ایک ہزار قرض ادا کرنے کے بعد ۱۸۰۰ سو روپے کو ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا تو حصہ شرعی کے مطابق بیوی کو آٹھواں حصہ ۲۲۵ روپے اور چاروں لڑکوں کو فی کس ۳۵۰ روپے اور لڑکی کو لڑکے کا نصف ۱۷۵ روپے ملیں گے۔ **وھو تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۲۹ جنوری ۱۹۷۱ء

استفتاء ۹۶۰

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:
زید کی شادی ہندہ سے ہوئی۔ زید کے باپ نے اپنی بساط کے مطابق ہندہ کو زیورات عنایت فرمائے بعد میں ہندہ کا انتقال ہوگیا۔ اس کے انتقال کے بعد زید کے باپ نے ہندہ کو دیئے ہوئے زیورات کا تقاضہ ہندہ کے والد سے کیا۔ لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کے باپ کا تقاضہ کرنا ازروئے شریعت درست ہے کہ نہیں اور ہندہ کے باپ کو مطلوبہ زیورات واپس کر دینا چاہیے یا نہیں۔ براہ کرم جواب

جلد از جلد عنایت فرما کر مشکور فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

محمد ذکی، موضع مرکی خورد، پوسٹ: محمد آباد، یوسف پور، ضلع غازی پور

۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــ ھو الموفق للصّواب ـــــ !

صورت مسئولہ میں زیورات ہندہ کی ملک ہیں اس کے مرنے کے بعد حسب شرائط فرائض جس طرح ہندہ کا متروکہ ورثاء میں تقسیم ہوگا اسی طرح زیوارت بھی اس کے تمام وارثوں کو اصول فرائض کے مطابق ملیں گے۔ جس میں ہندہ کے شوہر اور ماں باپ و دیگر وارثان شامل ہوں گے۔ شریعت مطہرہ میں جس کا جتنا حق مقرر کیا گیا ہے، اسی کے مطابق زیورات میں بھی تمام ورثاء حصہ پانے کے مستحق ہوں گے۔ صرف باپ یا شوہر کا حق نہیں ہوگا بلکہ ذوی الفروض و عصبات حصہ کے مستحق ہوں گے۔ وھو تعالیٰ اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۱۶/۲/۷۱ء

استفتاء ۹۶۱

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

حاجی محمد لقمان انتقال کر گئے اور حسب ذیل وارث چھوڑے ایک بیوی، سات لڑکے اور تین لڑکیاں۔

متروکہ مرحوم از روئے شرع کس طرح تقسیم ہوگا اور کس فریق کو کتنا حصہ ملے گا؟

المستفتی: عبد الاحد، عالم گنج، پیرو لیس، گلزار باغ، پٹنہ

۶/۳/۷۱ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــ !

المسئلہ ۸×۱۷: ۱۳۶　　حاجی محمد لقمان

میـــــ

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت
$\frac{1}{17}$	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷

برتقدیر صدق مستفتی و حسب شرائط فرائض متروکہ متوفی حاجی لقمان بعد ادائے قرض و دیون ۱۳۶ سہام پر تقسیم ہوگا اور اس

کے ہر وارث کو اسی قدر حصے ملیں گے جو مذکورہ بالا مسئلہ سے ظاہر ہے یعنی بیوی کو ثمن، آٹھواں حصہ اور باقی لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَیَیْنِ کے قاعدے کے مطابق، لڑکوں کو لڑکیوں سے دوگنا ملے گا۔ اور اگر متروکہ جائیداد کو ۱۶ر پر تقسیم کیا جائے گا تو بیوی کو آٹھواں حصہ ۲ر اور ہر ایک لڑکوں کو ۱ؔ۲ر ڈیڑھ ڈیڑھ آنے اور لڑکیوں کو تین تین پیسے ملیں گے۔ باقی پانچ پیسے کو تقسیم کے وقت اسی لحاظ سے ہر ایک بھائی، بہنوں میں اضافہ کے ساتھ دیا جائے گا۔ واضح ہو کہ جائیداد یا مکان کو فروخت کر کے سب سے پہلے مرحوم کا قرض ادا کیا جائے گا۔ اس کے بعد جو باقی رہے گا اسی میں وارثوں کو حصے ملیں گے اور اگر کسی فریق نے اپنی خاص کمائی یا خاص پیسے سے کچھ حاصل کیا ہے، اس میں دوسرے فریق کا شرعاً حصہ نہ ہوگا۔ صرف حاجی لقمان مرحوم ہی کے نام سے جو جائیداد ہوگی اسی میں ورثاء کا حق ہوگا۔ وھو اعلم و علمه جل مجدهٗ اتم۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۷ر مارچ ۱۹۷۱ء

استفتاء ۹۶۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید نے مرتے وقت کچھ جائیداد چھوڑی ہے جس کی مقدار صرف چھ ''گونٹھ'' (رہنے کا گھر، باڑی وغیرہ) ہے۔ مذکورہ بالا جائیداد پر زید مرحوم کی پہلی بیوی کا ایک حقیقی لڑکا عبدالغنی قابض ہے اور زید کی دوسری بیوی دل جان بی بی ہے جس سے کوئی اولاد نہیں۔ عبدالغنی و دل جان بی بی زید کی جائیداد کے وارث ہیں۔ چنانچہ دس سال قبل بستی والوں نے عبدالغنی پر سوتیلی ماں دل جان بی بی کی خورش و پوشش کے لئے کچھ رقم مقرر کر دی تھی جس کو عبدالغنی دیتا آ رہا تھا۔ فی الحال کچھ روز ہوئے کہ عبدالغنی سخت بیمار ہونے کی وجہ سے پاگل ہو کر گھر بیٹھا ہے اور خود اپنی بیوی بچوں کی پرورش کرنے سے بھی قاصر و مجبور ہے۔ عبدالغنی کے بچے مانگ کر زندگی بسر کر رہے ہیں اس پر دل جان بی بی کا سوال ہے کہ میں شوہر کی جائیداد کو فروخت کر کے نصف حصہ لوں گی۔ لہٰذا ان دونوں ماں بیٹے میں ہر ایک کو کتنا حصہ ملے گا؟ براہ کرم از روئے شرع وضاحت فرما دیں۔ بینوا توجروا۔

المستفتی: مولوی محمد غلام غوث، پلاسودھا، پوسٹ لنکا پارا، ٹینڈا کورا کٹک (اڑیسہ)

۲۷ر اپریل ۱۹۷۱ء

۸۶/۹۲ے

الجواب ـــــــــــــــ وھوالموفق للصواب ـــــــــــــ!

المسئلہ ۸: زید

میـــت

زوجہ	ابن
دل جان بی بی	عبدالغنی
ا	۷

برتقدیر صدق مستفتی زید مرحوم کا متروکہ بعدادائے قرض ودَین آٹھ سہام پر تقسیم ہوکر دل جان بی بی کوثمن آٹھواں حصہ اور لڑکا عبدالغنی کو سات حصے ملیں گے۔ اگر بیوی کا دین مہر باقی ہے۔ تو اس کو ادا کرنے کے بعد ہی متروکہ تقسیم ہوگا۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتـــــــــــــــــــــبہ

۱۴/۵/۷۱ء

استـــــفتــــــاء ۹۶۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

ہمارے والد صاحب ناظر میاں نے ۱۹۲۴ء میں وفات پایا وہ پہلی بیوی سے ایک لڑکا دوسری بیوی سے ایک لڑکا دولڑکیاں اور تیسری بیوی سے ایک لڑکی چھوڑ گئے۔ وہ ایک بیوی چھوڑ گئے اور تیسری بیوی کے نام بالعوض دَین مہر، تیرہ کٹھہ نو دھور زمین بیع مقاسہ لکھ کر چلے گئے اور بوقت وفات وہ زمین میرے حوالہ کردی تو فریق ثانی نے عدالت میں مقدمہ دائر کردیا۔ عدالت نے اس زمین کو ان کی لڑکی کے نام فیصلہ کردیا اور اس نے اس کو فروخت بھی کرلیا اور کل زمین میت کے ترکہ سے سوا ستائیس کٹھہ ہے تو اب یہ فرمایا جائے کہ دونوں بھائیوں اور بہنوں کو ترکہ سے ازروئے شرع کتنا حصہ ملے گا؟ بینوا توجروا!

المستفتی: عبدالکریم، مقام مرغیا چک، پوسٹ: سیتامڑھی، ضلع مظفرپور، بہار

۱۳/ربیع الاول ۹۱ھ

۸۶/۹۲ھ

الجواب ــــــ وھوالموفق للصواب ــــــ

المسئلہ ۸×۷: ۵۶ ناظر میاں مرحوم

میــــــــــــت

زوجہ	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت
بیوی	لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی	لڑکی
۷/۴۲	۱۴/۴۲	۱۴/۴۲	۷/۴۲	۷/۴۲	۷/۴۲

برتقدیر صدق مستفتی وحسب شرائط فرائض متروکہ ناظر میاں مرحوم بعد ادائے قرض ودین ۱۶ر پر منقسم ہوکر بیوی کو ثمن آٹھواں حصہ ۲ر دونوں لڑکوں کو لڑکیوں سے دوگنا یعنی ۴ر۴ر آنے اور لڑکیوں میں ہر ایک کو ۲ر دو، دو آنے ملیں گے۔ لڑکیوں میں سے جس لڑکی نے مقدمہ کے ذریعہ دین مہر میں دی گئی زمین کو حاصل کر کے فروخت کرلیا شرعاً ناجائز کیا علاوہ ازیں اس نے اپنے حق سے زیادہ لے لیا ایسی صورت میں پھر متروکہ جائیداد سے اس کو حصہ لینے کا شرعاً کوئی حق باقی نہ رہا۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۱۹/۵/۷۱ء

استفتاء ۹۶۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ:

عبدالرزاق اپنے حاصل کردہ مکان، دوکان، کھیت، زیور، سونا، چاندی نقد روپیہ اور اثاث البیت چھوڑ کر اس دارفانی سے کوچ کر گئے۔ وارث چھوڑا۔ والد حاجی نثار علی، ہمشیرہ حقیقی بی بی سلمہ خاتون اور لڑکا خلیل الرحمٰن اور لڑکی بی بی سکینہ خاتون۔ اس متروکہ میں سے، ان وارثوں کو کتنا حصہ ملے گا؟ جواب دیکر ثواب دارین حاصل کریں۔

الملتمس: خلیل الرحمٰن، شاہ گنج، محمد پور، پٹنہ ۶

۸۶/۹۲ھ

الجواب ـــــــــــــــــــ !

المسئلہ ۶×۳: ۱۸

عبدالرزاق مرحوم

میــ ــــتــــ

اب	ابن	۵	بنت	اخت
نثار علی	خلیل الرحمٰن		سکینہ خاتون	سلمہ خاتون
۱/۶	۱۰		۵	م

صورت مسئولہ میں عبدالرزّاق مرحوم کا ترکہ ۱۸ سہام پر منقسم ہوکر والد نثار علی کو چھٹا حصہ ۱/۶ ملے گا۔ بعد ازاں لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ کے قاعدے کے مطابق لڑکا خلیل الرحمٰن کو دس سہام ملے گا اور لڑکی سکینہ کو پانچ سہام ملے گا۔ لڑکا کی موجودگی میں بہن محروم ہوگی۔ وھو اعلم

کتبہ ــــــــــ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۲۲/۷/۷۱ء

استفتاء ۹۶۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ

مسماۃ بی بی سکینہ مرحومہ نے انتقال کیا اور چھوڑا مکان، سونا چاندی کا زیور اور تانبا پیتل کا برتن اور شمس العالم کے ذمّہ دَین مہر باقی ہے۔ وارث چھوڑا بھائی حقیقی خلیل الرحمٰن اور شوہر شمس العالم اس متروکہ سے کس کو کتنا حصہ ملے گا؟ جواب دے کر ثواب دارین حاصل کریں۔

ملتمس: خلیل الرحمٰن، شاہ گنج، پٹنہ ۶

۸۶/۹۲ھ

الجواب ـــــــــــــــــــ !

المسئلہ ۲: بی بی سکینہ مرحومہ

میــ ــــتــــ

زوج	اخ
۱	۱
شمس العالم	خلیل الرحمٰن

برتقدیر صدق مستفتی متروکہ متوفیہ بی بی سکینہ دو حصہ پر تقسیم ہوگا۔ چونکہ متوفیہ مذکور کو کوئی اولاد نہیں ہے اس لئے شوہر کو نصف اور باقی نصف بھائی کو عصبہ کی حیثیت سے ملے گا۔ مرحومہ کے شوہر شمس العالم کے ذمہ دَین مہر واجب الادا ہے۔ اس کے وارث کو مہر کی رقم دے دیں اور اس میں بھی اصول فرائض کے مطابق تقسیم ہوگی۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ٦
کتبہ

۲۲/۷/۷۱ء

استفتاء ٩٦٦

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

نبی بخش نے انتقال کیا اور حسب ذیل وارث چھوڑے۔ ایک بیوی، ایک لڑکا، ایک لڑکی، ایک ماں، دو بھائی، ایک بہن از روئے شرع کس کو کتنا حصہ ملے گا؟

المستفتی: محمد بشیر الدین، شاہ گنج، پٹنہ
۳/۸/۷۱ء

۹۲/۸٦ ک

الجواب ــــــــــ وھو الموفق للصواب ــــــــــ!

المسئلہ ۲۴×۳: ۷۲

نبی بخش

میــــــــــت

بیوی	ماں	لڑکا	لڑکی	بھائی	بھائی	بہن
		(۱۷)				
۳/۹	۴/۱۲	۳۴	۱۷	محروم	محروم	محروم

برتقدیر صدق مستفتی وحسب شرائط فرائض متروکہ نبی بخش مرحوم ۷۲ سہام پر تقسیم ہوکر بیوی کو آٹھواں حصہ ۹ سہام اور ماں کو چھٹا حصہ ۱۲ سہام اور لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ کے قاعدے کے مطابق لڑکے کو ۳۴ اور لڑکی کو ۱۷ سہام ملیں گے۔ وھو تعالیٰ اعلم وعلمہٗ جل مجدہٗ اتم۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ٦
کتبہ

۵/۸/۷۱ء

استفتاء ۹۶۷

مسئلہ: جناب قاضی و مفتی صاحب ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ۶ ـــــ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یوسف خاں نے انتقال کیا اور حسب ذیل وارث چھوڑے:

تین لڑکے : شعیب خاں، عبدالقیوم خاں، انیس خاں
ایک لڑکی : شاہجہاں خاتون
ایک بیوی : سیدن

بعد ازاں شعیب خاں کا انتقال ہوا۔ اس نے ایک لڑکی فیض النساء، ایک بیوی خیر النساء اور دو بھائی مذکور ایک بہن شاہجہاں اور ماں سیّدن کو چھوڑا۔ اس کے بعد فیض النساء کا انتقال ہوا۔ اس نے ایک لڑکی خورشیدہ، ایک شوہر، دو چچا، ایک پھوپھی، ایک دادی کو چھوڑا۔ ترکہ از روئے شرع کس طرح تقسیم ہوگا۔
بینوا توجروا۔

المستفتی: محمد انیس خان، مقام کلیر، ڈاکخانہ: کلیر، تھانہ: اردل، ضلع گیا (بہار)
۲۴ ؍ اگست ۱۹۷۱ء

۹۲/۷۸۶

الجواب ـــــــــــ وھو الموفق للصواب ـــــــــــ

المسئلہ ۸: یوسف خاں مرحوم **مف** ۱۶ ؍
میـــ

سیدن زوجہ بیوی	ابن (لڑکا) شعیب خاں	ابن (لڑکا) عبدالقیوم خاں	ابن (لڑکا) انیس خاں	بنت (لڑکی) شاہجہاں
۱ / ۲	۲ / ۴	۲ / ۴	۲ / ۴	۱ / ۲

المسئلہ ۲۴: شعیب خان **مف** ۱۶ ؍
میـــ

زوجہ خیر النساء بیوی	ام (ماں) سیّدن	بنت (لڑکی) فیض النساء	اخ (بھائی) عبدالقیوم خاں	اخ (بھائی) انیس خاں	اخت (بہن) شاہجہاں
۳	۴	۱۲	۲	۲	۱

المسئلہ ۱۲: مفـــ ۱۶/۱

میـــتـ فیض النساء

زوج	بنت	عم (چچا)	عم (چچا)	پھوپھی	جدہ (دادی)
(شوہر)	خورشیدہ	عبدالقیوم خاں	انیس خاں	شاہجہاں	سیّدن
۳	۶	۱		محروم	۲

بر تقدیر صدق مستفتی وحسب شرائط وفرائض متروکہ یوسف خاں مرحوم ۸؍سہام پر تقسیم ہوکر، اس کی بیوی کو آٹھواں حصہ یعنی ایک اور لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ "بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں برابر" (کنزالایمان) کے قاعدے کے مطابق تینوں لڑکوں کو علی الترتیب دو۔ دو حصہ اور لڑکی کو ایک حصہ ملے گا۔ پھر شعیب خاں کے انتقال کے بعد اس کے حصہ سے اس کے وارثوں کو مندرجہ بالا مسئلہ کے مطابق حصے ملیں گے جو سبھوں کے نام کے نیچے درج ہیں۔ اور بعد ازاں فیض النساء کے متروکہ کو ۱۲ حصہ پر تقسیم کریں گے تو شوہر کو ربع یعنی ۳ لڑکی کو نصف یعنی ۶ حصے اور دادی کو چھٹا حصہ ۲ اور ایک حصہ میں دونوں چچا کو ملے گا جو مرقومہ بالا مسئلہ سے واضح ہے۔

کتبـــہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۲۴؍ اگست ۱۹۷۱ء

استفتـــاء ۹۶۸

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسائل ذیل میں کہ:

(۱) رقیہ بنت حکیم محمد رضا بلیاوی کی شادی نجم الہدیٰ ابن مطلوب حسن بلیاوی سے تھی۔ نجم الہدیٰ نے اپنی منکوحہ رقیہ کو طلاق دے دی سات ہزار دین مہر رقیہ کا تھا۔ اس کے عوض میں اتنی مالیت کی زمین قابل کاشت دھان۔ رقیہ کے نام نجم الہدیٰ بلیاوی نے رجسٹری کردی۔ نجم الہدیٰ اور اس کے والد نے کہا کہ ہم لوگ نقدی رقم نہیں ادا کرسکتے ہیں۔ لہٰذا کھیت ہی لے لیا جائے اور کھیت ہی رجسٹری کردیا۔ کچھ عرصہ یعنی تقریباً دو سال بعد رقیہ نے دوسری شادی کرلی۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ زمین جو رقیہ کے نام بہ عوض دین مہر رجسٹری کردی گئی۔ اس کے مالک کون ہوں گے؟ اس کی مالک رقیہ ہی ہوگی یا اس کے والد یا نجم الہدیٰ یا کوئی نہیں واضح ہو کہ رقیہ نے خود اپنی شادی کی ہے۔ اس دوسری شادی میں رقیہ کے والد نے ایک پیسے کا سامان کسی بھی مصرف میں خرچ نہیں کیا ہے۔

(۲) رقیہ بنت حکیم محمد رضا بلیاوی کی مادر اوّل نے کچھ اراضی قابل کاشت دھان اپنی زندگی میں قبالہ خرید کر رقیہ کے نام کر دیا یعنی رقیہ ہی کو مالک و مختار بنادیا۔ اب جب کہ مادر اوّل انتقال کر گئیں اب جب کہ سوتیلی ماں اور والد موجود ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ زمین کس کی ملک قرار پائے گی۔ رقیہ کی یا والدین کی؟ واضح رہے کہ مادر اوّل مرحومہ سے صرف رقیہ ہی ہے، کوئی دوسری اولاد نہیں۔ بینوا و توجروا!

المستفتی: مبین احمد صدیقی، کوارٹر نمبر ۵۵۸، بی، ٹی پی I پوسٹ پترا تو، ہزاری باغ

۷۱/۸/۳۰ء

۸۶/۹۲ھ

الجواب ــــــــــــ وباللّٰہ التوفیـــــــــــــق!

(۱) صورت مذکورہ میں نجم الہدیٰ نے بالعوض دَین مہر جو زمین رقیہ کے نام رجسٹری کر دی وہ رقیہ کی ہی ملکیت ہوگی، دُوسری شادی کر لینے سے اس کا حق وملکیت باطل نہ ہوگی اور اس زمین میں رقیہ کے والد کا بھی فی الحال کوئی حق نہیں۔ ہاں! رقیہ کے انتقال کے بعد اس کے والد کا حق پدری ہوگا۔ ابھی اس زمین کی مالکہ رقیہ ہی ہوگی۔

(۲) رقیہ کی والدہ نے جو زمین رقیہ کو دے دی وہ بھی رقیہ ہی کی ہوگی۔ اگر والدہ اس کے نام رجسٹری کر کے اس کو مالک ومختار نہ بناتی تو رقیہ کو اس زمین میں سے نصف ملتا مگر چونکہ اس کے نام پوری زمین لکھ دی گئی ہے اس لئے اب وہ پوری زمین کی مالکہ ہے اس میں کسی کا حصہ نہ ہوگا۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتـــــــــــــبہ

۷۱/۹/۴ء

استفتـــــــاء ۹۶۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

دسیں میاں کے دولڑکے سکھلو میاں اور لال محمد میاں۔ سکھلو میاں کا ایک لڑکا عبدالحمید اور لال محمد میاں کا ایک لڑکا محمد وکیل واضح ہو کہ سکھلو میاں کا انتقال اپنے والد دسیں میاں کی حیات میں ہی ہو گیا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ عبدالحمید بن سکھلو میاں مرحوم کا اپنے دادا دسیں میاں کی جائیداد میں حق حصہ ہوگا یا نہیں؟ جواب باصواب سے نواز کر شکریہ کا موقع دیں۔

المستفتی: محمد وکیل انصاری، ہرچندہ

۹۲/۸۶ ھ

الجواب

المسئلہ۱: دسئیں میاں

میت

ابن (بیٹا)	ابن الابن (پوتا)
لال محمد	عبدالحمید
ا	م

برتقدیر صدق مستفتی وحسب شرائط فرائض، اگر دسئیں میاں کے ذمہ میں قرض ودَین ہوتو اسے ادا کرنے کے بعد اس کے پورے متروکہ مال اور جائیداد کا مالک ومستحق اس کا لڑکا لال محمد ہوگا۔ چونکہ سکھلو میاں کا انتقال ہوگیا اس لئے اس کے لڑکے عبدالحمید کو دادا کے متروکہ سے کچھ نہ ملے گا۔ وھو تعالیٰ اعلم!

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۷۱/۱۰/۱۶ء

استفتاء ۹۷۰

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ اس مسئلہ میں کہ:
شیخ گلاب امین کی دو شادیاں ہوئیں۔ پہلی بیوی کا انتقال ہوگیا۔ اس سے ایک لڑکی اور دو لڑکے ہوئے۔ دوسری بیوی باحیات ہیں اور شیخ گلاب بھی باحیات ہیں۔ دوسری بیوی سے دو لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔ پہلی بیوی سے جو لڑکی تھی اس کا بھی انتقال ہوگیا۔ اس لڑکی سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئیں۔ شیخ گلاب نے پہلی بیوی کے ایک لڑکے کے نام دو بیگھہ زمین لکھ دی ہے اور دوسری بیوی کے ایک لڑکے کے نام ڈیڑھ بیگھہ زمین لکھ دی ہے اور اپنی دوسری بیوی کے نام دو بیگھہ زمین لکھ دی ہے۔ ان کے پاس تقریباً ۱۴ بیگھہ زمین ہے۔ ان لوگوں کا حصہ دینے کے بعد بقیہ زمین کو تمام لوگوں میں تقسیم کرنا ہے۔ اب عرض یہ ہے کہ شیخ گلاب کی پہلی بیوی کی لڑکی جو کہ وفات پاچکی ہے۔ اس کی اولادوں کو ازروئے شریعت اس بقیہ زمین میں سے کچھ حصہ مل سکتا ہے یا نہیں؟ اگر مل سکتا ہے تو کتنی زمین حصہ میں آئے گی؟ مفصل تحریر کریں۔ بینوا توجروا!

المستفتی: محمد اسلم، محلّہ صابون ٹولی، سیوان
۱۳/۱۲/۷۱ء

۹۲/۷۸۶

الجواب ـــــــ وھوالموفق للصواب ـــــــ !

المسئلہ ۸x۱۱: ۸۸ ۸۸

شیخ گلاب امین

میــــــت

بیوی	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی	نواسہ۲	نواسی۲
۱/۱۱	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	محروم	محروم

برتقدیر صدق مستفتی وحسب شرائط فرائض متروکہ گلاب امین قرض ودین کے ادا کرنے کے بعد ۸۸/اٹھاسی سہام پر تقسیم ہوگا۔ اس کی بیوی کو آٹھواں حصہ ۱۱ سہام اور لڑکوں کو ۱۴-۱۴۔ اور لڑکیوں کو ۷-۷ سہام ملیں گے۔ پہلی بیوی کی لڑکی، چونکہ والد کی موجودگی میں انتقال کرگئی۔ اس لئے اس کی اولاد یعنی شیخ گلاب امین کے نواسے اور نواسیاں محروم ہوں گے۔ نانا کی جائیداد سے ان کو کچھ نہ ملے گا۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ٦
کتبہ

۲۰/۱۲/۷۱ء

استفتاء ۹۷۱

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ اس مسئلہ میں کہ:
محمد ولی اللہ انتقال کرگئے۔ انہوں نے نقد چھوڑا مبلغ اٹھارہ سو روپے اور ان کے وارثین ہیں:

محمد ولی اللہ

میــــــت

زوجہ بی بی قریشہ	محمد سمیع اللہ	محمد حفیظ اللہ	حمیرہ خاتون	روچندہ خاتون	انجمن النساء	نعیمہ خاتون	بنی خاتون
	پسر	پسر	دختر	دختر	دختر	دختر	دختر

واضح فرمائیں کہ اٹھارہ سو روپے میں سے کس فریق کو کتنا حصہ ملے گا۔ فقط والسلام!

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــ وھوالموفق للحق والصواب ــــــــ

المسئلہ ۹x۸=۹: ۲۷ — محمد ولی اللہ — (۱۸۰۰/روپے)

میــــــــــت

زوجہ	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
قریشہ خاتون	سمیع اللہ	حفیظ اللہ	حمیرہ خاتون	روچندہ خاتون	انجمن النساء	نعیمہ خاتون	بنی خاتون
۱/۹	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	۷
۲۲۵روپے	۳۵۰روپے	۳۵۰روپے	۱۷۵روپے	۱۷۵روپے	۱۷۵روپے	۱۷۵روپے	۱۷۵روپے

برتقدیر صدق مستفتی وحسب شرائط فرائض متروکہ محمد ولی اللہ مرحوم ۲۷/سہام پر تقسیم ہوکر زوجہ قریشہ خاتون کو ۹ سہام اور لڑکیوں کو علی الترتیب فی کس ۷/سہام اور لڑکوں کو وَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ "بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں برابر۔" (کنزالایمان) کے قاعدے کے مطابق لڑکیوں سے دوگنا یعنی ۱۴-۱۴ سہام ملیں گے۔ متروکہ متوفی ۱۸۰۰/روپے میں مندرجہ بالا اصول کے پیش نظر بی بی قریشہ کو آٹھواں حصہ ۲۲۵ روپے اور ہرایک لڑکی کو ۱۷۵/روپے اور لڑکوں کو لڑکیوں سے دوگنا یعنی ہر لڑکے کو ۳۵۰/روپے فی کس کے حساب سے ملیں گے۔ متروکہ کی تقسیم میں اگر میت پر قرض دَین ہو تو اسے پہلے ادا کرنا ہوگا۔ اس کے بعد ہی متروکہ ورثاء میں تقسیم ہو۔ وھو تعالیٰ اعلم وعلمہٗ جل مجدہٗ اتم۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۱۳/دسمبر ۱۹۷۱ء

استفتاء ۹۷۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
زید نے انتقال کیا اور صرف ایک بیوی ہندہ کو چھوڑا اولاد کوئی نہیں اور زید کی بہن کے تین لڑکے ہیں۔ بہن زید کی موجودگی میں انتقال کرگئی۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ زید کے ترکہ میں زید کی بہن کے تینوں لڑکوں کو بھی حصہ ملے گا یا نہیں؟ اگر ملے گا تو بیوی ہندہ کو کتنا حصہ ملے گا اور تینوں بھائیوں کو کتنا حصہ ملے گا؟

المستفتی: عبدالماجد بتوسط شرف الدین گدّی، محلّہ گدّی، گریڈیہہ، ہزاری باغ

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــ وھوالموفق للحق والصواب ــــــــ

صورت مستفسرہ میں زید کی بیوی کو اولاد نہ ہونے کی صورت میں زید کے متروکہ مال سے ¼ حصہ ملے گا۔ یعنی سولہ آنہ میں ۴؍آنے بیوی کے علاوہ اگر اور کوئی قریبی رشتہ دار عصبات کی قسم سے نہیں ہیں تو ذوی الارحام ہونے کی حیثیت سے اس کی بہن کے تینوں لڑکوں کو ۴؍ر-۴؍ر آنے ملیں گے اگر زید نے بیوی کا مہر ادا نہیں کیا ہے یا اس پر دَین وقرض ہو تو مہر اور قرض کو ادا کرنے کے بعد مندرجہ بالا طریقہ پر متروکہ تقسیم ہوگا۔ وھو تعالیٰ اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۶؍۱؍۷۲ء

استفتاء ۹۷۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دمفتیانِ عظام مسئلہ ہٰذا میں کہ:

حاجی عبدالرحمٰن نے اپنی ساری جائیداد چھوڑ کر انتقال کیا اور وارثین میں چار لڑکے محمد مبین، ڈاکٹر عبدالقدوس، محمد انیس، مجیب اللہ اور دو بہنیں سلیم النساء اور علیم النساء کو چھوڑا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ حاجی صاحب کی جائیداد سے از روئے شرع شریف مذکورہ لڑکے لڑکیوں کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟

واضح رہے کہ سلیم النساء انتقال کر چکی ہے اور اس نے چھوڑی ہیں تین لڑکیاں اکبری، سروری اور شہناز۔

آیا اماں کے حصہ میں اُن لڑکیوں کا حق ہے یا نہیں؟ مفصل جواب دے کر مطمئن فرمائیں۔

المستفتی: محمد سمیع اللہ، محلہ بڈھ سکندر پور، ضلع بلیا

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــ!

صورت مسئولہ میں حاجی عبدالرحمٰن مرحوم کی ساری جائیداد واملاک کے مالک اُن کے چاروں لڑکے ہوں گے۔ لڑکوں کی موجودگی میں بہن یا بہن کی اولاد کو کچھ نہ ملے گا۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۱۰؍۱؍۷۲ء

استفتاء ۹۷۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:
ہندہ نے اپنے شوہر کے مرنے کے بعد زید سے شادی کرلی۔ ہندہ کے پہلے شوہر سے دولڑکے مسمیٰ محمد حنیف ومحمد اختر ابھی موجود ہیں۔ ہندہ کے نکاح ثانی کے پانچ سال بعد زید نے ہندہ کو اپنے گھر سے بغیر طلاق دیئے نکال دیا۔ ہندہ اپنے دونوں لڑکوں کے پاس رہنے لگی۔ لڑکوں کے پاس تقریباً بیس سال رہنے کے بعد ایک سال کی علالت کے بعد انتقال کرگئی۔ اس درمیان ہندہ کا ہر طرح کا خرچ اس کے دونوں لڑکوں نے برداشت کیا اور زید مذکور نے اس عرصہ میں کسی طرح کی دیکھ بھال ہندہ کی نہیں کی۔
اب ہندہ کی موت کے بعد زید دعویٰ کرتا ہے کہ اس نے ہندہ کو پانچ ہزار روپے کا زیور اور کچھ کپڑا اور نقد دو ہزار روپے دیئے تھے اور اب وہ ہندہ کے لڑکے سے ان چیزوں کا مطالبہ کرتا ہے۔ ساتھ ہی ہندہ نے نکاحِ ثانی کے بعد تیس کٹھہ زمین اپنے نام سے خریدی جس کے بارے میں لوگوں کا بیان مختلف ہے کہ وہ کس کی رقم سے خریدی گئی۔ وہ زمین بھی زید مذکور اپنے قبضہ میں رکھے ہوئے ہے اور زیور نقد رقم اور کپڑے کے لئے زید نے محمد حنیف پر مقدمہ کردیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ زید کا دعویٰ کپڑا، زیور نقد رقم کی بابت از روئے شرع صحیح ہے یا غلط ہے؟ اگر صحیح ہے تو زید کو یہ سب اسباب کون دے؟ ہندہ کی خرید کردہ زمین پر کس کا حق ہے؟ اگر ہندہ کے دونوں لڑکوں کا ہے تو زید کا قبضہ از روئے شرع کیسا ہے؟ اور اگر زید کا ہے تو حنیف وغیرہ کو اس سے کچھ حصہ ملنا چاہیے یا نہیں؟ اور اگر دونوں کا ہے تو اس کی تقسیم کس طرح پر کی جائے۔ مفصل طور پر جواب تحریر فرمائیں۔ بینوا توجروا!

المستفتی: محمد حنیف، موضع کرٹھنی، ڈاکخانہ کرٹھنی، ضلع مظفر پور
۱۹/ ذیقعدہ ۹۱ھ

۸۶/۹۲ھ

الجواب ـــــــــــ وهو الموفق للصواب ـــــــــــ !

صورتِ مسئولہ میں زید کا ہندہ کو بیس سال تک چھوڑے رکھنا اور نان ونفقہ نہ دینا صریح حکم خداوندی کی خلاف ورزی ہے جس کی بنا پر زید سخت مجرم وخطاوار ولائق تعزیر ہے۔ نیز ہندہ کے لڑکوں سے کپڑے، زیور اور دو ہزار نقد روپے کا دعویٰ کرنا شرعاً غلط اور ناقابلِ قبول ہے۔ زید نے بیس سال کی مدت میں ہندہ سے مُطالبہ کیوں نہ کیا اور اب اس کے مرنے کے بعد اس کا یہ دعویٰ کرنا سراسر غلط اور لغو ہے۔ زید کو خدائے جبار وقہار کے غضب اور آخرت کی باز پرس سے ڈرنا چاہیے کہ اوّل تو اس نے خود حق زوجیت

اور نان ونفقہ جو اس کے ذمہ واجب تھا اُسے ادا نہ کیا اور نہ اُسے طلاق دے کر آزاد کیا جس سے حکم قرآنی فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ "پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔" کی خلاف ورزی ہوئی اور پھر ہندہ کے لڑکوں سے ناجائز مطالبہ کر کے ظلم ناروا کا ارتکاب کر رہا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ زید کو اس غیر شرعی حرکت سے منع کریں اور اگر وہ نہ مانیں تو اس سے علیحدگی اختیار کریں ——— علاوہ ازیں اگر زید نے ہندہ کا دَین مہر ادا نہیں کیا ہے تو سب سے پہلے اس کا دین مہر دینا شرعاً زید پر ضروری ہے اور اس کا مستحق بھی ہندہ کا لڑکا ہوگا۔ ہندہ نے جو زمین خرید کی اُس پوری زمین پر زید کا قبضہ شرعاً جائز نہیں اس لئے کہ از روئے فرائض اولاد کی موجودگی میں بیوی کے متروکہ سے شوہر کو ¼ یعنی چوتھا حصہ ملے گا۔ باقی کا مالک و مستحق ہندہ کا لڑکا ہوگا یعنی ۲۲ کٹھہ زمین سے زید کو چوتھا حصہ پانچ کٹھہ ۱۵ ر دھور ملے گا اور ۱۷ کٹھہ ۵ دھور لڑکوں کا حصہ ہوگا۔
وھو تعالیٰ اعلم وعلمہٗ جل مجدہٗ اتم۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۲ر فروری ۲۷ء

استفتاء ۹۷۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
امامن میاں نے دو شادی کی تھی پہلی بیوی سے تین لڑکیاں ہیں جو شادی شدہ ہیں۔ پہلی بیوی کے مرجانے کے بعد انہوں نے دُوسری شادی کی اب دوسری بیوی سے بھی دو لڑکے اور دو لڑکیاں موجود ہیں جو ہنوز نابالغ ہیں۔ دُوسری شادی کرنے کے وقت اُنہوں نے دوسری بیوی کے نام ۱۵ کٹھہ زمین اور دو ڈسمل مکان کی زمین دوسری بیوی کے نام بکری نامہ لکھ دیا ہے اور اس زمین کا مالک بنا دیا ہے اور امامن میاں مرحوم کی کل جائیداد خرید وموروثی ملا کر لکھ دینے کے بعد اب ان کے نام سے ایک بیگھہ پندرہ کٹھہ زمین باقی ہے۔ اب پہلی بیوی کی لڑکیاں از روئے شریعت اپنا حصہ لینا چاہتی ہیں۔ لہٰذا استفتا ہٰذا کے ذریعہ گزارش ہے کہ پہلی بیوی کی لڑکیوں اور دُوسری بیوی کے نابالغان بچے وبچیوں کا کتنا کتنا حصہ ہوتا ہے؟ یہ تحریر فرما کر مشکور فرمائیں۔
المستفتی: بی بی زینب، زوجہ امامن مرحوم، موضع کیسرو، پوسٹ: دھرم شالہ، ضلع گیا
۶/۶/۷۲ء

۸۶/۹۲ء

الجواب ـــــــــ وھوالموفق للحق والصواب ـــــــــ!

المسئله ۸x۹:۲ے   امامن میاں مرحوم

میـــــــــــــــــــــــــتـــــــــــــــــــــــ

زوجه	ابن	ابن	بنت		بنت	بنت	بنت	بنت
۱/۹	۱۴	۱۴	۷	(۷)	۷	۷	۷	۷

برتقدیرصدق مستفتی وحسب شرائط فرائض متروکہ امامن میاں مرحوم سے بعدادائے قرض ودَین جو جائیداد باقی رہ گئی ہے وہ مذکورہ بالا وارثوں کو تقسیم کی جائے گی۔ اگر امامن میاں مرحوم نے جوزمین زوجہ ثانیہ کولکھی ہے وہ بالعوض دَین مہراور شرعی حصہ کے مطابق لکھی ہے تو پھر زوجۂ ثانیہ کو باقی زمین سے حصہ نہ ملے گا۔ اگر زوجۂ ثانیہ کے مہر کی رقم تحریرشدہ زمین کے زرِثمن سے زیادہ ہے تو باقی زمین سے دین مہر کی رقم ادا کی جائے گی اور علیٰ ہذہ القیاس زوجہ اولیٰ کا دَین مہر بھی باقی زمین ہی سے ادا کرنے کے بعد دونوں لڑکے اور پانچ لڑکیوں میں حسب تحریر بالا تقسیم کی جائے گی۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتـــــــــــــــــــبه

۶ رجون ۷۲ء

استفتاء ۹۷۶

مسئله: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ میں کہ:
مسماۃ شریفین کی اولاد میں ایک لڑکا محمد یٰسین اور چار لڑکیاں ہوئیں مُسماۃ شریفین کی موجودگی میں لڑکے محمد یٰسین اور ایک چھوٹی لڑکی نجیب النساء کا انتقال ہوگیا۔ لڑکے محمد یٰسین کی اولاد میں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں۔ نجیب النساء کی اس وقت کوئی اولاد نہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ محمد یٰسین اوراس کی اولاد اسی طرح نجیب النساء اوراس کی اولاد مسماۃ شریفین کی متروکہ جائیداد سے کوئی حق پائیں گے یا نہیں اور جو حصہ پائیں گے اُن کا حق وحصہ کتنا کتنا ہوگا؟ ازروئے شرع مطہر جواب مرحمت فرمائیں۔
بینوا توجروا۔

المستفتیه: کلثوم، نورجہاں خاتون، شاہجہاں خاتون
معرفت: حافظ نورالعین، ''بیت الانوار'' محلہ گیوال بگہہ، شہر گیا
۱۰ ربیع الاوّل ۹۲ھ

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب ــــــ

مسئلہ ۱۲x۴: ۴۸ شریفن

میـــــــــــت

بنت	بنت	بنت	ابن الابن	بنت الابن	بنت الابن
۳/۱۲	۳/۱۲	۳/۱۲	۶	۳	۳

برتقدیر صدق مستفتی وحسب شرائط فرائض متروکہ مسماۃ شریفین مرحومہ ۴۸ سہام پر تقسیم ہوکر تینوں لڑکیوں کو علی الترتیب ۱۲-۱۲ حصے اور پوتے اور پوتیوں کو لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ ۔ ''بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں برابر۔'' (کنزالایمان) کے قاعدے کے مطابق پوتے کو ۶ اور پوتیوں کو تین-تین حصے ملیں گے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتـــــــــبہ

استفتـــــــاء ۹۷۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
مبارک حسین نے انتقال کیا اور جو کچھ بھی اس نے جائیداد چھوڑی اس کو اس کے دونوں لڑکے شمس الدین ونجم الدین نے آپس میں تقسیم کرلیا۔ اس تقسیم کے بعد نجم الدین انتقال کر گئے اور ایک لڑکا اور دولڑکی چھوڑے۔ ابھی شمس الدین بقید حیات تھے کہ ان کے لڑکے سراج الدین انتقال کر گئے۔ ان کے انتقال کے بعد شمس الدین کی زندگی ہی میں اُن کے پوتے ابوالخیر بھی انتقال کر گئے اور انھوں نے اپنا ایک لڑکا قطب الدین چھوڑا اور پوتے کے بعد خود شمس الدین بھی انتقال کر گئے اور انہوں نے اپنی ایک لڑکی مقصودن اور ایک پرپوتا قطب الدین کو چھوڑا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ شمس الدین کی جائیداد سے ان کی لڑکی مقصودن اور اُن کے پر پوتے قطب الدین کے کیا کیا حقوق ہیں؟ کس کو کتنا ملے گا؟ قطب الدین جائیداد کا حقدار ہوگا یا نہیں اگر ہے تو کتنا اگر نہیں ہے تو کس بنیاد پر نہیں ہے؟ پوری تفصیل سے واضح اور تشفی بخش جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں۔

المستفتی: محمد زبیر، مقام وپوسٹ: کلیر (محلہ قلعہ)، وایہ: داؤدنگر، ضلع گیا

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــ وباللہ التوفیــــــــــق

المسئلہ ۲: ۱۶ر شمس الدین مرحوم

میـــــــــــــــــــــت

بنت	ابن ابن الابن
مقصودن	قطب الدین
۱/۸ر	۱/۸ر

برتقدیر صدق مستفتی شمس الدین مرحوم کی متروکہ جائیداد سے بحیثیت ذوی الفروض، اس کی لڑکی مقصودن کو نصف ½ حصہ ملے گا۔ اور باقی نصف اس کے پَر پوتے قطب الدین کو عصبہ بنفسہ کی حیثیت سے مل جائے گا۔ اگرچہ بھائی کی اولاد ذکور بھی عصبہ بنفسہ ہے۔ مگر میت کی اولاد ذکور، یعنی بیٹا، پوتا، پَر پوتا وغیرہ کے رہتے ہوئے بھائی کی اولاد کو حصہ نہیں ملے گا۔ وھو اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتــــــــــبہ

۲۷/۷/۷۲ء

استفتاء ۹۷۸

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

نظام الرحمٰن نے انتقال کیا اور وارث چھوڑا ایک ماں زیتون تین لڑکے حفیظ خاں وجمیل خاں وضمیر خاں اور دو لڑکیاں جمیلہ وزلیخا۔ اب شرعی طور پر ان ورثاء میں متروکہ کس طرح تقسیم ہوگا واضح ہو کہ مرحوم نے اپنی زندگی میں مکان کا بیرونی حصہ ضمیر خاں وجمیلہ کے نام لکھ دیا تھا۔ بینوا توجروا!

المستفتی: ضمیر خاں، شاہ گنج، پٹنہ

۲۷/۷/۷۲ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــ وھو الموفق للصواب ــــــــــ!

المسئلہ ۸×۶: ۴۸ (۱۶ر) نظام الدین

میـــــــــــــــــــــت

ام	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت
			(۵)		
۱/۸	۱۰	۱۰	۱۰	۵	۵
۲/۸ پیسے	۳/۴ پ	۳/۴ پ	۳/۴ پ	۱/۸ پ	۱/۸ پ

برتقدیر صدق مستفتی وحسب شرائط فرائض نظام الدین کا متروکہ قرض ودین کی ادائیگی کے بعد (۴۸) سہام پر تقسیم ہوگا۔ اور ان کے وارث کو اسی قدر حصے ملیں گے جو مذکورہ بالا مسئلہ سے ظاہر ہے یعنی ماں کو ۴۸ میں چھٹا حصہ ۸ سہام باقی ۴۰ سہام کو لڑکے اور لڑکیوں میں لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ. "بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں برابر۔" (کنز الایمان) کے قاعدے کے مطابق تقسیم کریں گے۔ لڑکوں کو لڑکیوں سے دوگنا ملے گا اور اگر متروکہ جائیداد کو ۱۶/ پر تقسیم کیا جائے گا تو ماں کو چھٹا حصہ ۲/۸ پیسے اور لڑکوں میں سے ہر ایک کو ۳/۴ پیسے کے حساب سے اور لڑکیوں کے لڑکے کے حصہ کا نصف یعنی ۱/۸ پیسے ملیں گے۔ نظام الرحمٰن مرحوم نے جو اپنی حیات میں ضمیر خاں وجمیلہ کو کچھ حصہ اپنی خوشی سے دے دیا۔ اس کے مالک وہی دونوں ہوں گے۔ ورثا کو اس کی تقسیم کا حق نہیں ہوگا۔ وھو تعالیٰ اعلمُ بالصّواب والیہ المرجع والمآب۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۲۷/۷/۷۲ء

استفتاء ۹۷۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

زید نے انتقال کیا اور چھوڑے پانچ لڑکے، ایک لڑکی۔ کس کو کتنا حصہ ملے گا۔ مہربانی فرما کر انگریزی ایک آنہ پائی میں حصہ تحریر فرمائیں۔

المستفتی: عبدالتواب، کاٹھ کاپل، پٹنہ
۳۰/۷/۷۲ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب

المسئلہ ۱۱: زید

میت

ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت
۲	۲	۲	۲	۲	۱

برتقدیر صدق سوال زید مرحوم کا متروکہ ۱۱/ سہام پر منقسم ہوگا جس میں لڑکے کو دو۔ دو حصے اور لڑکی کو ایک حصہ ملے گا۔ مذکورہ بالا مسئلہ کے مطابق سائل خود ہی انگریزی آنہ پائی میں حصے نکال سکتے ہیں۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۱۶

کتبہ

۲/۸/۷۲ء

استفتاء ۹۸۰

مسئلہ: بحضور جناب مفتی صاحب دام اقبالہٗ ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
التماس ہے کہ احقر کے بھائی نے اپنی اہلیہ کو دَین مہر میں زمین لکھدی عورت لڑکے کو لے کر الگ رہنے لگی۔ دو چار سال کے بعد عورت مرگئی لڑکا ایک ہے بتائیں کہ زمین کا مسئلہ کیا ہے؟

المستفتی: صغیر احمد، موضع بھلوار گورکلی، گیا

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــ وباللہ التوفیق!

دین مہر میں جو زمین لکھ دی گئی وہ عورت کی ملک ہوئی اِس کے مرنے کے بعد اس زمین کا مالک عورت کا لڑکا ہوگا کسی دوسرے کو اس میں سے کچھ نہ ملے گا۔ ہاں! اگر عورت کے ماں باپ ہوں گے تو وہ بھی شرعاً اس میں سے حصہ پاسکتے ہیں۔ وہواعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۱۴/۹/۷۲ء

استفتاء ۹۸۱

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین حسبِ ذیل مسئلہ میں:
بکر اور حامد برادرِ حقیقی تھے۔ ان کی وفات کے بعد حامد کا ایک لڑکا ہے اور بکر کی ایک لڑکی ہے جس کی شادی ہوچکی ہے اس حالت میں بکر کی ملکیت زمین میں سے اس کی لڑکی کو کتنا حصہ ہونا چاہیے اور بکر کے بھتیجے کو بکر کے مالِ زمین میں سے کتنا حق ہے؟ بکر کی جو کچھ جائیداد ہے وہ زمین کی شکل میں ہے وہ اُسے اپنے بھتیجے کے پاس چھوڑ کر انتقال کر گیا یعنی زبانی اُسے اپنے بھتیجہ کے پاس دے گا۔

المستفتی: مصطفےٰ، بردوان

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــ !

صورتِ مسئولہ میں بکر کی لڑکی کے علاوہ اگر اور کوئی بکر کا وارث نہیں ہے تو از روئے شرع لڑکی کو اپنے باپ کے متروکہ سے آدھا حصہ ملے گا اور باقی نصف حصہ عصبہ کی حیثیت سے اس کے بھتیجے یعنی حامد کے لڑکے کو ملے گا۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۶ رفروری ۱۹۷۳ء

استفتاء ۹۸۲

مسئلہ: بحضور جناب مفتی صاحب قبلہ السلام علیکم

میں محمد عثمان موضع شام پور کار ہنے والا ہوں۔ میرے والد صاحب کی چار شادیاں ہوئیں۔ پہلی بیوی سے جو اولاد ہوئی وہ بچپن ہی میں مرگئی۔ اس کے بعد پہلی بیوی کا بھی انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد اُن کی یعنی میرے والد صاحب کی دُوسری شادی ہوئی اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا بعد میں وہ دُوسری بیوی بھی فوت کر گئیں دوسری بیوی کے لڑکے کو پانچ اولادیں ہیں پھر انہوں نے یعنی میرے والد صاحب نے تیسری شادی کی۔ اس سے ایک لڑکا ہے جس کی دو اولاد ہیں۔ تیسری بیوی بھی رحلت کر گئی۔ پھر میرے والد صاحب نے چوتھی شادی کی لیکن چوتھی بیوی شادی شدہ تھی اس کے شوہر نے اُسے طلاق بھی نہیں دی تھی۔ یہ عورت نانا کے گھر آئی تھی میرے والد صاحب چپکے سے اُس عورت کو لے آئے۔ میرے والد صاحب ذی حیثیت آدمی ہیں میرے والد صاحب کی یہ چوتھی بیوی ابھی زندہ ہیں۔ ان کو دولڑکے اور چار لڑکیاں ہیں۔ دولڑکیوں کی شادی ہوچکی ہے۔ میرے والد صاحب اب ضعیف العمر ہو چکے ہیں۔ آپ سے التماس ہے کہ آپ یہ بتادیں کہ اسلامی قانون کے مطابق جائیداد کی تقسیم کس طرح ہوگی؟ اور کس کو کتنا حصہ ملے گا؟ کیوں کہ میرے والد صاحب کا کہنا ہے کہ ''دوسری اور تیسری بیوی کی اولاد کو کچھ نہیں دیں گے۔'' وہ کل جائیداد چوتھی بیوی کو دینا چاہتے ہیں۔ بستی میں پنچایت ہوئی سبھوں نے یہ طے کیا کہ جو فتویٰ آئے گا اسی کے بموجب جائیداد تقسیم ہوگی۔ فقط والسلام

المستفتی: محمد عثمان، شیام پور دیال، پوسٹ: مدھو پور، وایہ: بدو پور بازار، ضلع ویشالی، بہار

۸۶/۹۲ھ

الجواب ـــــــ وهو الموفق للحق والصواب ـــــــ!

صورت مسئولہ میں دُوسری اور تیسری بیوی کی اولاد کو ترکہ ملے گا اور یہی لوگ، اپنے والد صاحب کی پوری جائیداد و املاک کے مستحق ہوں گے۔ شرعاً چوتھی بیوی اور اس کی اولاد کو جائیداد سے کچھ حصہ نہیں ملے گا۔ اس لئے کہ غیر مطلقہ عورت سے شادی ناجائز و حرام ہے۔ لہٰذا احکام شرعیہ کے پیش نظر وہ عورت بیوی قرار نہیں دی جاسکتی اور اس سے جو اولاد ہوئی وہ ناجائز اور حرامی ہوئی۔ لہٰذا شرعاً وہ عورت اور اس کی اولاد کسی چیز کی مستحق نہیں۔ زانیہ اور اس کی اولاد کو زانی کے ترکہ سے کچھ نہیں ملے گا۔ اگر وہ شخص دُوسری یا تیسری بیوی کی اولاد کو اپنی جائیداد سے محروم کر کے چوتھی ناجائز بیوی یا اس کی اولاد کو کچھ زمین یا جائیداد دے گا تو وہ شخص سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہوگا۔ اگر شخص مذکور اپنی حقیقی اور جائز اولاد کو اس کے حق سے محروم کرنا چاہے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسے شخص سے سلام و کلام ترک کر کے اس کا سوشل بائیکاٹ کریں۔ قرآن حکیم میں ہے: وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ

الـذِّكـرىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ. ''اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔'' (کنزالایمان) وھو اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۶؍فروری ۱۹۷۳ء

استفتاء ۹۸۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

محمد اسماعیل و محمد خلیل آپس میں چچازاد بھائی ہیں۔ ان لوگوں کے دادا مرحوم ہلکھوری میاں کے ہی نام سے کچھ زمین ہے۔ ہلکھوری میاں کی وفات کے بعد اُن کے لڑکے اکلو میاں مرحوم اور نکلو میاں مرحوم نصف نصف حصہ کے زبانی طور سے حقدار ہوئے تھے۔ محمد خلیل صاحب اپنے والد اکلو میاں کی وفات کے بعد انتقال کر گئے۔ ان کی بیوی نوریشہ خاتون بقید حیات ہیں اور صرف پانچ لڑکیاں ہیں۔ (۱) احمدی بیگم (۲) انوری بیگم (۳) مشتری بیگم (۴) سروری بیگم (۵) نونہال۔ دُوسری طرف خلیل مرحوم کے اپنے بھائی ابراہیم صاحب جو بقید حیات ہیں انہیں ایک لڑکی اور ایک لڑکا ہے۔ ابراہیم صاحب کا کہنا ہے کہ مرحوم خلیل صاحب کی کل جائیداد مثلاً کھیت، مکان وغیرہ میں ۳؍آنے ۴ پائی حصہ میرا ہوگا۔ ازروئے شرع اُن کا یہ کہنا مناسب ہے؟ جب کہ یہ اپنی بھتیجی اور اپنے چھوٹے بھائی خلیل مرحوم کی بیوہ کے لئے بسر اوقات میں کچھ بھی مدد نہیں کرتے ہیں۔ یہ غریب خود ہی محنت مزدوری کر کے زندگی بسر کر رہی ہے۔ لہٰذا گزارش ہے کہ اس کا تفصیلی جواب دینے کی مہربانی کریں۔

المستفتی: انوری بیگم بنت محمد خلیل مرحوم، موضع مادھوپور، ڈاکخانہ: منیر شریف، ضلع پٹنہ

۹۲/۸۶ ۷

الجواب ــــــــ وھو الموفق للصواب ــــــــ !

مسئلہ ۱۶؍ مف

محمد خلیل مرحوم

میـــــــــت

زوجہ	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	اخ
نوریشہ خاتون	احمد بیگم	انوری بیگم	مشتری بیگم	سروری بیگم	نونہال	محمد ابراہیم
۲؍			۱۰/۸ پیسے			۴/۳ پیسے

محمد خلیل مرحوم کی کل جائیداد کو اگر ۱۶؍آنے پر تقسیم کیا جائے گا تو اس کی زوجہ نوریشہ کو ⅛ آٹھواں حصہ یعنی دو آنے اور لڑکیوں کو ثلثان یعنی ۱۶؍آنے میں ۱۰؍آنے ۸ پیسے۔ باقی ۳؍آنے ۴ پیسے عصبہ کی حیثیت سے بھائی ابراہیم کو ملیں گے۔

نوٹ: متروکہ کی تقسیم کے قبل مرحوم کے دَین مہر وقرض کو ادا کرنا ضروری ہے۔ اگر نوریشہ کا دَین مہر باقی ہے تو اُسے پہلے ادا کرنا ہوگا۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۵؍۳؍۷۳ء

استفتاء ۹۸۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

بھتو مستری نے خاتون سے پہلی شادی کی جس سے دو لڑکے محمد طاہر اور معین الدین اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ پھر بھتو مستری نے دوسرا نکاح صغریٰ بیگم سے کیا، جس سے دو لڑکے محمد داؤد اور محمد علی پیدا ہوئے۔ اس کے بعد بھتو مستری کے گھر سے صغریٰ بیگم جھگڑا کر کے چلی گئی۔ نہ معلوم بھتو مستری سے طلاق لی یا نہیں؟ اور صغریٰ بیگم نے دُوسرا نکاح عبدل مستری سے کرلیا اور اُس سے دو لڑکی پیدا ہوئیں۔ پھر عبدل مستری انتقال کر گئے۔ پھر بھتو مستری بھی دُنیا سے چل بسے۔ اب محمد داؤد اور محمد علی کا کہنا ہے کہ بھتو مرحوم کی جائیداد میں صغریٰ بیگم کو بھی حصہ دینا ہوگا۔ خاتون بی کا کہنا ہے کہ ”صغریٰ بیگم، میرے شوہر کو چھوڑ کر چلی گئی اور دُوسرا نکاح کرلیا، جس سے دو لڑکی پیدا ہوئیں اور عبدل مستری کی ساری جائیداد پر قبضہ کرلیا۔“ صغریٰ بیگم اور اس کے دونوں لڑکوں کا کہنا یہ ہے کہ ”بھتو مرحوم نے صغریٰ کو طلاق نہیں دی تھی بغیر طلاق دیئے ہوئے عبدل مستری سے نکاح کیا تھا۔ لہٰذا بھتو مستری کی جائیداد میں کس کا حصہ ہوگا اور کس کا نہیں؟ مفصل جواب دیں۔

المستفتی: معین الدین کیر اف مقبول ہوٹل، سری پور بازار، پوسٹ کالی پہاڑی، بردوان
۳۱؍۵؍۷۳ء

۸۶/۹۲ء

الجواب ——— وھوالموفق للصواب ——— !

المسئلہ ۸×۹: ۷۲ 　بھتو مستری

میـــــــت

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت
خاتون	طاہر	معین الدین	محمد داؤد	محمد علی	لڑکی
⅑	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷

برتقدیر صدق سوال متروکہ بھتو مستری مرحوم ۷۲ رسہام پر تقسیم ہو کر اس کی بیوی خاتون کو ثمن ⅛ اور چاروں لڑکوں کو ۱۴-۱۴ سہام اور لڑکی کو سات سہام ملیں گے۔ اگر جائیداد کو ۱۶ رآنے پر تقسیم کیا جائے گا تو بیوی کو ۲ راور باقی ۱۴ ارآنے میں چاروں لڑکے لڑکی کو۔ اگر صغریٰ بیگم کو بھتو مرحوم نے طلاق دے دی ہے تو اسے کچھ نہ ملے گا اور اگر طلاق نہیں دی ہے تو اسی آٹھویں حصہ میں اُسے بھی ملے گا۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۱۹/۶/۷۳ء

استفتاء ۹۸۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ:

زید کے دو بیٹے دو بیٹیاں اور ایک بیوی ہے۔ زید کا انتقال ہو گیا اس کی جائیداد بھی ہے۔ زید کے بعد اس کی بڑی لڑکی کا انتقال ہوا جب کہ اس نے اپنے حصہ کے لئے کوئی وصیت بھی نہیں کی ہے اور نہ اس کی کوئی اولاد ہے۔ اس کے شوہر نے اپنے حصہ کا دعویٰ کیا اور زید کے بچوں کو بغیر مطلع کئے ہوئے اس نے اپنا حصہ کسی کے ہاتھ فروخت بھی کر دیا جب کہ زمین کا بٹوارہ بھی نہیں ہوا ہے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ زید کے بچے پریشان ہیں۔ زید کی بیوی پریشان ہے۔ زید کے بچوں کو کیا کرنا چاہیے اور نیز زید کی جائیداد میں داماد کا حصہ ہوگا یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ دے کر مطمئن فرمائیں۔

المستفتی: محمد ایوب کیراف محمد حسین کلاتھ مرچنٹ، راجہ بازار، پوسٹ کرسیانگ، ضلع دارجلنگ

۲۸/۷/۷۳ء

ے٨٦/٩٢

الجواب

المسئلہ ٦x٨: ٤٨

زید

میت

زوجہ	ابن	ابن	ے	بنت	بنت
١/٦	١٤	١٤		٧	٧
٢/	٨/٤ پیسے	٨/٤ پیسے		٢/٤ پیسے	٢/٤ پیسے

برتقدیر صدقِ مستفتی زید کے انتقال کے بعد اس کی متروکہ جائیداد کو اگر ١٦/ آنہ قرار دے کر اس کے ورثا پر تقسیم کی جائیگی۔ تو بیوی کو ⅛ آٹھواں حصہ یعنی دو آنے ملیں گے۔ بعد ازاں لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ۔ "بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں برابر۔" (کنز الایمان) کے قاعدے کے مطابق دونوں لڑکوں کو ٤/ آنے ٨ پیسے کے حساب سے ہر ایک کو اور لڑکیوں میں سے ہر ایک کو ٢/ آنے ٤/ پیسے ملیں گے اور لڑکی کے انتقال کے بعد اس کے شوہر کو بیوی کے ترکہ سے ½ آدھا یعنی ١/ آنہ ایک پیسہ ملے گا۔ باقی حصہ لڑکی کی والدہ اور اس کے بھائی و بہن کو ملے گا۔ شوہر بیوی کے متروکہ سے اگر کوئی اولاد نہ ہو تو آدھے کا مستحق ہوگا۔ اگر شوہری حصہ اس کے شوہر نے فروخت کر دیا ہے تو بیوی کے حصہ کے کل مال سے وہ آدھے کو فروخت کر سکتا ہے۔ اگر اُس نے بیوی کے پورے حصہ کو فروخت کیا ہے تو یہ بیع ناجائز ہوئی۔ زید کی بیوی اور لڑکے کو اختیار ہے کہ بیع کو فسخ کرا دے۔ سسر یعنی زید کی جائیداد میں داماد ہونے کی حیثیت سے اس کا کچھ حصہ نہیں ہوگا۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ٦

کتبہ

٣١/٧/٧٣ء

استفتاء ٩٨٦

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید کی دو شادیاں ہوئیں محل اولیٰ سے ایک لڑکا، دو لڑکیاں محل ثانی سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں۔ زید نے اولاد مذکورہ اور زوجۂ ثانیہ کو چھوڑ کر انتقال کیا۔ اب از روئے شرع سولہ آنہ میں کس کو کتنا حصہ ملے گا۔ جواب باصواب سے آگاہ فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: سید علی ساکن مولانگر، پوسٹ سورج گڑھ، ضلع مونگیر

٢٣/ اگست ١٩٧٣ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب!

مسئلہ ۱۶/

زید مرحوم

زوجہ	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت
۲/	۲/۲۱۲پ	۲/۲۱۲پ	۲/۲۱۲پ	۱/۱۲پ	۱/۱۲پ	۱/۱۲پ

برتقدیر صدق مستفتی وحسب شرائط فرائض متروکہ زید مرحوم ۱۶/ آنے پر منقسم ہوکر اس کے ہر وارث کو اسی قدر حصے ملیں گے جو صورت مذکورہ سے ظاہر ہے واضح ہو کہ شرع اصول کے مطابق متروکہ جائیداد کی تقسیم سے قبل مرحوم کے ذمہ اگر قرض ودَین ہو تو پہلے اسے ادا کیا جائے گا۔ بعد ادائے دیون اگر جائیداد باقی رہے گی تو ورثاء میں تقسیم ہوگی ورنہ نہیں۔ زوجۂ اولیٰ کا دین مہر اگر مرحوم نے ادا نہیں کیا تھا تو پہلے اُسے ادا کیا جائے اور شرعاً اس کا استحقاق زوجۂ اولیٰ کی اولاد کو حاصل ہے۔ علیٰ ہذہ القیاس زوجۂ ثانیہ کا دَین مہر بھی اگر باقی ہو تو اُسے ادا کرنے کے بعد ہی متروکہ جائیداد لڑکے اور لڑکیوں میں تقسیم کی جائے گی۔ وہو تعالیٰ اعلم!

کتبہ

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

۱۴/۹/۷۳ء

استفتاء ۹۸۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

زید نے انتقال کیا اور چھوڑا ایک بیوی ہندہ تین لڑکے خالد، عمرو بکر اور تین لڑکیاں صالحہ، رابعہ وعابدہ۔ لہٰذا بتائیں کہ حسب تفصیل

(۱) اس صورت میں متروکہ کس کو کتنا ملے گا۔

(۲) زید کی دو بیوی ہندہ وساجدہ تھیں۔ ہندہ کو زید نے دین مہر سے زیادہ کی جائیداد لکھ دی اور ساجدہ، زید کی حیات میں ہی انتقال کر گئی اور اُس کا دین مہر زید نے ادا نہیں کیا۔ اب زید کی جائیداد سے ساجدہ کا مہر اس کے وارث کو از روئے قانون شرع ملنا چاہیے یا نہیں؟ اُمید ہے کہ زید کے وارثان کا متروکہ موجود آنہ پائی پر تقسیم فرما کر ممنون ومشکور فرمائیں گے۔ بینوا توجروا!

المستفتی: عبد المجید کیراف محمد حنیف، کلاتھ مرچنٹ، مقام کارگلی بازار، ڈاکخانہ برمو، ضلع ہزاری باغ

۹۲/۸۶ھ

الجواب

المسئلہ ۸×۹: ۷۲   زید   مف ۱۶/

میت

زوجہ	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت
۹	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷
۲/	۳/۶ $\frac{۲}{۶}$ پ	۳/۶ $\frac{۲}{۶}$ پ	۳/۶ $\frac{۲}{۶}$ پ	۱/۶ $\frac{۱}{۶}$ پ	۱/۶ $\frac{۱}{۶}$ پ	۱/۶ $\frac{۱}{۶}$ پ

برتقدیر صدق مستفتی وحسب شرائط فرائض متروکہ زید مرحوم ۷۲ سہام پر منقسم ہو کر اس کے ہر وارث کو اسی قدر حصے ملیں گے جو مسئلہ مذکور سے ظاہر ہے۔ اور جب مرحوم کی جائیداد کو ۱۶ آنے پر تقسیم کیا جائے گا تو بیوی کو ثمن $\frac{۱}{۸}$ حصہ، یعنی آٹھواں حصہ ۲/ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ "بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں برابر۔" (کنزالایمان) کے قاعدے کے مطابق لڑکے کو لڑکیوں سے دوگنا یعنی لڑکی کو ارآنہ ۶ $\frac{۱}{۶}$ پیسے کے حساب سے اور لڑکوں میں سے ہر ایک لڑکے کو ۳ر تین تین آنے $\frac{۲}{۶}$ پیسے علی الترتیب ملیں گے۔ اور اگر زید نے اپنی مرحومہ بیوی ساجدہ کا مہر ادا نہیں کیا ہے اور ساجدہ کے ورثا موجود ہیں تو اب زید کی جائیداد سے قبل تقسیم ساجدہ کے مہر کی رقم ادا کی جائے گی۔ اس کے بعد متروکہ متوفی تقسیم ہوگا۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۱۹/۱۰/۷۳ء

استفتاء ۹۸۸

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ:
الفو میاں کی جائیداد ہے الفو میاں انتقال کر گئے۔ وارث ایک لڑکا ظہورن میاں کو چھوڑا ظہورن میاں نے ایک لڑکی نوریشہ خاتون دولڑکا محمد معین الدین وعبدالقیوم کو اپنا وارث چھوڑا۔ اب عرض یہ ہے کہ ظہور میاں کی جائیداد میں نوریشہ خاتون کا کتنا حصہ ہوگا؟

نوٹ: الفو میاں اور ظہور میاں دونوں کی بیوی انتقال کر چکی ہیں انہوں نے صرف دو لڑکے، ایک لڑکی وارث چھوڑا۔

المستفتی: نوریشہ خاتون، زوجہ محمد سلیم، محلہ شاہ گنج، پٹنہ ۶

۱۸/۱۱/۷۳ء

۷۸۶/۹۲

الجواب

المسئلہ: ظہور میاں مف ۱۶/۱ آنے

میت

ابن	ابن	بنت
محمد معین	عبدالقیوم	نوریشہ خاتون
۲	۲	۱

برتقدیر صدق مستفتی ظہور میاں کی جائیداد ۵ سہام پر منقسم ہوگی۔ لڑکوں کو دو۔ دو حصہ اور لڑکی کو ایک حصہ ملے گا۔ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ "بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں برابر۔" (کنزالایمان) کے قاعدے کے مطابق لڑکی سے لڑکے کو دوگنا ملے گا۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۲۶/۱۱/۱۹۷۳ء

استفتاء ۹۸۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

دو سال ہوئے میرے والد اور میری والدہ کا انتقال ہوگیا۔ انہوں نے ہم دو بھائیوں کو چھوڑا۔ والد مرحوم نے اپنی زندگی ہی میں دونوں بھائیوں کو الگ الگ کر دیا لیکن وہ بھائی جو مجھ سے چھوٹا تھا میری ہی طرف رہتا تھا اور اس کی خانہ داری وغیرہ کے تمام اخراجات میرے ہی ذمہ تھے۔ آج سے چھ ماہ قبل وہ چھوٹا بھائی انتقال کر گیا۔ اس نے ایک بیوی اور ایک شادی شدہ لڑکی کو چھوڑا۔ مرحوم کی علالت میں مجھ سے جہاں تک ہوسکا روپیہ خرچ کیا۔ ان کی لڑکی کی شادی میں بھابھی کا میں نے ہاتھ بٹایا اور انتقال کے بعد بیسواں تک میں نے ہی صرف کیا اب اُن کے ساتھ حصہ کی جائیداد کا جسے والد مرحوم نے عارضی طور پر انہیں کھانے کے لئے دیا تھا۔ حقدار کون ہوگا؟ شرعی قانون کے بموجب وضاحت سے جواب تحریر فرما کر مشکور فرمائیں۔ والسلام

اصغر علی عرف چماری میاں، تھانہ روڈ، بڑی مسجد، پوسٹ دمدم کینٹ ۶، کلکتہ ۲۸

۷۸۶/۹۲

الجواب -- ا

المسئلہ ۲: زید مرحوم مف ۱۶/آ آنے

میـــــــــــــــــــــــت

ابن	ابن
$\frac{1}{8}$	$\frac{1}{8}$
۸/	۸/

المسئلہ ۸: ابن خورد مف ۱۶/آ آنے

میـــــــــــــــــــــــت

زوجہ	بنت	اخ
۱/	۴/	۳/

باپ کے متروکہ سے دونوں بھائیوں کو برابر حصہ ملے گا۔ چھوٹے بھائی نے جو جائیداد چھوڑی اس میں سے ایک بیوی کو ۱/۸ حصہ، لڑکی کو ۱/۲ حصہ باقی بھائی کو جو صورت مذکورہ سے ظاہر ہے۔ اگر بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی مرحوم کے علاج و معالجہ و ایصال ثواب میں اپنا ذاتی پیسہ خرچ کیا۔ تو اس کا اجر ضرور ملے گا مگر باپ کے متروکہ سے نہیں۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتــــــــــــــبہ

۲۶/۱۱/۱۹۷۳ء

استفتاء ۹۹۰

مسئلہ: جناب قاضی صاحب ادارۂ شرعیہ، سلطان گنج، پٹنہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ بی بی وحیدن نے انتقال کیا ایک لڑکی بوہرن کو چھوڑا۔ بوہرن نے انتقال کیا اور چھوڑا ایک لڑکا فریدالدین اور ایک پوتا معز الدین جس کے والد اپنے والدین کی موجودگی میں انتقال کر گئے۔ بی بی وحیدن کے میکہ میں بھی اپنا کوئی خاص رشتہ دار نہیں ہے۔ وحیدن کے شوہر کمنی صاحب کے چچیرے پرپوتے عبدالوہاب اور شہاب الدین زندہ ہیں۔

اب بی بی وحیدن کی جائیداد میں از روئے شریعت کس کا کتنا حق ہوگا؟ بینوا توجروا۔

المستفتی: عبدالرّب، موضع گھوڑ دوڑ، پوسٹ سمری، بختیار پور، ضلع سہرسہ
۱۴/۱۲/۷۳ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب

برتقدیر صدق مستفتی وحسب شرائط فرائض جب بی بی وحیدن مرحومہ کا سوائے ایک لڑکی بوہرن کے اور کوئی وارث نہیں اور بوہرن نے بھی اپنا حقیقی وارث صرف ایک لڑکا فرید الدین کو چھوڑا۔ لہٰذا بصورت مذکورہ الاقرب فالاقرب کے پیش نظر وحیدن کی متروکہ جائیداد اس کی لڑکی بوہرن کو اور بعد ازاں اس کے نواسے فرید الدین کو ملے گی۔ لڑکے کی موجودگی میں بوہرن کے پوتے معز الدین کو کچھ نہ ملے گا۔ قریبی رشتہ دار کے ہوتے ہوئے دور کے رشتہ داروں کو حصہ نہیں ملے گا۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۱۴/۱۲/۷۳ء

استفتاء ۹۹۱

مسئلہ: کیا فرماتے علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ:

مجھ احقر کی اولاد نرینہ (لڑکا) نہیں ہے۔ صرف ایک لڑکی ہے جس کی شادی بھانجہ سے کی گئی ہے اور اُن کی اولادیں لڑکے لڑکیاں بھی ہیں یہ سب میرے شامل ہی رہتے ہیں۔ فرماں بردار اور خدمت گزار ہیں۔

اب پوچھنا یہ ہے کہ:

(۱) میری ذات خاص کی کمائی سے جو جائیداد منقولہ وغیر منقولہ ہے، اس کی وارث لڑکی رہے گی؟

(۲) میری زوجہ بھی حیات ہے اس کا ورثہ کتنا ہوگا اور کیا وہ (ورثہ) بھی لڑکی پا سکے گی؟

(۳) ہم دونوں کی طرف سے جائیداد بخشش یا وصیت کے ذریعہ لڑکی اور داماد کو دی جا سکتی ہے اور یہی ہماری منشاء ہے۔

(۴) ایک بھائی اور بہن دوسری والدہ سے ہیں۔ بخشش کر دینے کے بعد یا وصیت کے بعد یہ حقدار ہیں تو کتنے حصہ کے؟

(۵) کل جائیداد کو بیع وشراء (خرید وفروخت) کر کے اہلیہ کا مہر اور اُن کا حصہ دے کر باقی رقم میں اپنے مصرف میں لا سکتا ہوں۔

براہِ کرم جواب باصواب سے مطلع کرنے کی زحمت گوارہ فرما کر داخل ثواب ہوں اور مجھے شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ والسلام

المستفتی: حاجی سید منظور علی زیدی، ڈونگر پور، راجستھان

۹۲/۸۶ء

الجواب بعونہ تعالیٰ!

صورت مسئولہ میں جب تک آپ بقید حیات ہیں ساری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ وغیرہ آپ کی ملک ہے اور آپ اس کے مالک ہیں۔ اپنی زندگی میں آپ جسے چاہیں دے سکتے ہیں۔ آپ کے انتقال کے بعد آپ کی چیزوں میں بیوی کا $\frac{1}{8}$ حصہ ہوگا۔ یعنی ۱۶؍آنے میں دو آنے بیوی کو ملے گا اور آٹھ آنے یعنی نصف حصہ لڑکی کو ملے گا اور باقی چھ آنے آپ کے خاص بھائی کو مل جائے گا۔ اور آپ کی اہلیہ کو جو حصہ ملے گا اُسے وہ بھی اپنی زندگی میں جسے چاہیں دے دیں۔ اُن کے مرنے کے بعد لڑکی کو ماں کی جائیداد میں سے آدھا حصہ ملے گا۔ باقی حصہ اگر آپ کی اہلیہ کو بھائی یا بہن ہوں گے تو انہیں مل جائے گا۔ آپ کے خوش دامن وخسر ہوں گے تو اُن کی لڑکی کے متروکہ میں ماں باپ کو بھی حصہ ملے گا۔ اہلیہ کا دین مہر آپ کے ذمہ واجب الادا ہے۔ اگر وہ معاف نہ کریں تو سب سے پہلے آپ کو مہر ادا کرنا ضروری ہے۔ آپ کے انتقال کے بعد بھی مہر ادا کر دینے کے بعد ہی متروکہ جائیداد تقسیم کی جاسکتی ہے۔ اگر آپ نے اپنی زندگی میں اپنی لڑکی یا بیوی کو لکھ دیا تو اس میں سے دوسرے ورثا محروم ہو جائیں گے۔ اگر آپ پوری جائیداد کی مالکہ بذریعہ وصیت لڑکی کو بنانا چاہتے ہیں تو یہ وصیت شرعاً جائز نہ ہوگی بلکہ صرف ثلث (تہائی) جائیداد کی وصیت کر سکتے ہیں۔ اگر آپ نے لڑکی یا اہلیہ کے نام جائیداد نہ لکھی تو آپ کے مرنے کے بعد مسئلہ تقسیم کی صورت یہ ہوگی۔

میـــــــــــــــــــــت

زوجہ	بنت (لڑکی)	اَخ (بھائی)
۲/	۸/	۶/

وھو تعالیٰ اعلم وعلمہٗ جل مجدہٗ اتم۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۱۱؍۱؍۱۴۱۷ء

استفتاء ۹۹۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء ملت اسلامیہ اس مسئلہ میں کہ:

نعمت علی کے تین لڑکے جن کا نام حافظ امانت حسین، کرامت حسین اور سلامت حسین ہے۔ یہ تینوں بھائی اپنے باپ نعمت علی کے مرنے کے بعد الگ الگ ہو گئے۔ حافظ امانت حسین الگ ہو گئے اور کرامت حسین، سلامت حسین ساتھ رہے۔ منجھلے بھائی کرامت حسین اگرچہ گونگے اور بہرے تھے۔ لیکن اس

کے باوجود وہ سمجھ بوجھ رکھتے تھے اور صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے اور اپنے کام کی صلاحیت بھی رکھتے تھے۔ مگر لاولد تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی ہی میں اپنے چھوٹے بھائی سلامت حسین کے لڑکے محمد متین کو اپنی جائیداد ہبہ کر کے رجسٹری کر دیا۔ اس رجسٹری کے کچھ دنوں بعد سلامت حسین کا انتقال ہو گیا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد کرامت حسین بھی انتقال کر گئے۔ اب حافظ امانت حسین کا کہنا ہے کہ "ہم بڑے بھائی ہیں کرامت حسین میرا منجھلا بھائی تھا اور لاولد تھا اور سلامت حسین میرا چھوٹا بھائی تھا۔ کرامت حسین کی موجودگی میں جب سلامت حسین کا انتقال ہو گیا تو اب اس وجہ سے کرامت حسین کے حصہ کی جائداد مجھے ملے گی اور سلامت حسین کے لڑکے محمد متین محجوب ہوں گے۔" لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسے آدمی جو گونگے بہرے ہوں اُن کا رجسٹری کرنا درُست ہے یا نہیں؟ دوسرے یہ کہ محمد متین واقعی محجوب ہوں گے یا نہیں؟ جواب شرعی روشنی میں عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔

المستفتیان: فقیر ابوشرف عبدالجلیل غفرلہ نعیمی رضوی و محمد صلاح الدین نعیمی رضوی غفرلہ
محلہ خنجر پور، بھاگلپور
۷/فروری ۷۴ء

۸۶/۹۲ء

الجواب

صورت مسئولہ میں جب کرامت حسین لاولد نے اپنی جائیداد وملکیت اپنے برادرزادہ محمد متین ابن سلامت حسین کو بذریعہ رجسٹری ہبہ کر دیا تو اب حافظ امانت حسین کا جائیداد مذکور میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔ ہاں! بغیر ہبہ کئے کرامت حسین کا انتقال ہو جاتا تو ایسی صورت میں یقیناً امانت حسین کو وہ حصہ مل جاتا اس لئے کہ چھوٹا بھائی سلامت حسین انتقال کر چکا تھا تو قربت کے اعتبار سے بھائی امانت حسین کی موجودگی میں بھتیجہ محمد متین کا کچھ حصہ نہ ہوتا لیکن جب صاحب مال نے اپنا مال اپنی حیات میں اپنے بھتیجہ کو دے دیا تو حق خود اختیاری کے پیش نظر اُن کو اس کا استحقاق حاصل تھا تو اب حافظ امانت حسین کا دعویٰ شرعاً نا قابل قبول ہوگا۔

وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
۱۴/۲/۷۴ء

استفتاء ۹۹۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کہ:
زید کا انتقال ہوا۔ اس نے ایک بیوی زبیدہ دولڑکا خالد وراشد اور دو بہن سلمٰی وام کلثوم کو چھوڑا تو زید کے مال میں سے ہر ایک کو کیا اور کتنا ملے گا؟

المستفتی: محمد ریاض الدین کنٹراکٹر،ٹکیہ پاڑہ، ہوڑہ

۸۶/۹۲ھ

الجواب

المسئلہ ۸x۲:۱۶

زید

میت

زوجہ	ابن		ابن	اخت	اخت
زبیدہ خاتون	خالد	۷	راشد	سلمٰی	اُمّ کلثوم
۲ر	۷ر		۷ر	محروم	محروم

برتقدیر صدقِ مستفتی زید مرحوم کے متروکہ سے بیوی زبیدہ کو ۱/۸ آٹھواں حصہ یعنی روپے میں دو آنے باقی دونوں لڑکوں کو سات سات آنے ملیں گے۔ لڑکوں کی موجودگی میں بہنیں محروم ہوں گی۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۳۰/۴/۴۷ء

استفتاء ۹۹۴

مسئلہ: عالی جناب مفتی صاحب، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید کو پانچ لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔
زید کے انتقال کے بعد موروثہ جائیداد کا بٹوارہ شریعت محمدی ﷺ کے مطابق کس طرح ہوگا؟

المستفتی: عبدالغفور، انجینئرنگ ورکشاپ، نرساپٹی، جی ٹی روڈ، دھنباد

۱۰/ جون ۷۴ھ

۹۲/۸۶ھ

الجواب

المسئلہ ۱۱: (۱۰۰)

زید

میت

ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت
۲	۲	۲	۲	۲	۱
۱۸/ پیسے	۱۸/ پیسے	۱۸/ پیسے	۱۸/ پیسے	۱۸/ پیسے	۹ پیسے (باقی ا پیسہ)

بر تقدیر صدق مستفتی زید مرحوم کی متروکہ جائیداد گیارہ حصہ پر تقسیم کی جائے گی۔ جس میں ہر ایک لڑکے کو لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ "بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں برابر۔" (کنز الایمان) کے قاعدے کے مطابق لڑکی سے دوگنا یعنی ہر لڑکے کو دو۔ دو حصے اور لڑکی کو ایک حصہ ملے گا۔ اگر سو پیسے پر تقسیم ہوگی تو ہر ایک لڑکے کو ۱۸-۱۸ پیسے اور لڑکی کو ۹ پیسے ملیں گے۔ اس طرح پیسے کی تقسیم میں۔ ایک پیسہ باقی رہ جائے گا واضح ہو کہ اصل اصول شرعیہ کے مطابق لڑکی کو جو حصہ ملے گا اس کا ڈبل یعنی دوگنا لڑکوں کو ملے گا۔ جیسے اگر ایک روپیہ یا ایک کٹھہ زمین لڑکی کو ملے گی تو اس کا دوگنا ہر ایک لڑکے کو ملے گا۔ **وھو تعالیٰ اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۱۶/۶/۷۴ء

استفتاء ۹۹۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید کو دو اولاد ہوئی ایک لڑکا عمر اور ایک لڑکی مریم۔ دونوں اولاد کی شادی ہوئی۔ مریم سے ایک لڑکی ہوئی جس کا نام خاتون ہے۔ مریم اپنے والد اور بھائی کی موجودگی میں وفات پاگئی اور عمر کو دو لڑکا خالد وبکر اور دو لڑکی زیتون وعائشہ ہوئی۔ عمر کی بیوی کا نام کلثوم ہے۔ عمر بھی اپنے والد کی موجودگی میں انتقال کر گیا پھر کچھ دنوں بعد زید کا بھی انتقال ہوا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کے متروکہ سے مذکورہ ورثاء کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟

المستفتی: محمد شمشیر علی، ماچھی پور، پوسٹ ماچھی پور، براہ سبور، بھاگل پور

۱/۷/۷۴ء

۷۸۶/۹۲

الجواب

المسئلہ ۶: مف ۱۶ر آنے

زید

میت

ابن الابن	ابن الابن	بنت الابن	بنت الابن
پوتا	پوتا	پوتی	پوتی
خالد	بکر	زیتون	عائشہ
۲	۲	۱	۱
۵ آنے ۴ پائی	۵ آنے ۴ پائی	۲ آنے ۸ پائی	۲ آنے ۸ پائی

برتقدیر صدق مستفتی وحسب شرائط فرائض متروکہ زید مرحوم چھ حصہ پر تقسیم کیا جائے گا۔ خالد و بکر کو دو۔ دو حصے اور زیتون وعائشہ کو ایک ایک حصہ ملے گا۔ اگر جائیداد و متروکہ کو ۱۶ر آنے پر تقسیم کیا جائے گا تو دونوں پوتوں کو علی الترتیب ۵ر آنے ۴ پائی اور پوتیوں کو اس کا نصف ۲ر آنے ۸ پائی ملیں گے۔ پوتے اور پوتیوں کی موجودگی میں نواسے ونواسی کو کچھ نہ ملے گا۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۸ر۷ر۷۴ء

استفتاء ۹۹۶

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

سید امیر حیدر کا انتقال ہوا۔ اس نے حسب ذیل وارث چھوڑے۔ ایک بھائی حقیقی، بھائی سوتیلا برادر حقیقی کا لڑکا یوں پالک بھتیجہ اور بہن۔ مال متروکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟ جواب دے کر ممنون و مشکور فرمائیں۔ فقط

المستفتی: سید ابوظفر ملک پوری ضلع دربھنگہ

یکم دسمبر ۱۹۷۴ء

۷۸۶/۹۲

الجواب بعون الملک الوھاب

المسئلہ ۳:

سید امیر حیدر

میت

حقیقی بھائی	اخت حقیقی	اخ لاب	ابن الاخ

سید امیر حمزہ	بی بی زبیدہ	سوتیلا بھائی سید آل محمد	بھتیجہ پوس پالک سید ابوظفر
۲	۱	محروم	محروم

برصدق مستفتی متروکہ سید امیر حیدر مرحوم کا اس کے ورثاء کو اسی قدر حصے ملیں گے جو مسئلہ مذکورہ سے ظاہر ہے۔ حقیقی بھائی سید امیر حمزہ اور حقیقی بہن زبیدہ خاتون کی موجودگی میں سوتیلا بھائی سید آل محمد اور بھتیجہ سید ابوظفر محروم ہو جائیں گے۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۱۶/ذیقعدہ ۱۳۹۴ھ

استفتاء ۷۹۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

• بی بی سعیدہ مرحومہ کا انتقال ہوا۔ وارثوں میں شوہر، تین لڑکا، ایک لڑکی چھوڑا۔ شرعی طور پر کس فریق کو کتنا حصہ ملے گا؟

المستفتی: محمد سلیم اللہ خاں، موضع بروت پور، تھانہ مہنار، ضلع مظفر پور

۶-۱-۷۵ء

۷۸۶/۹۲

الجواب بعون الملک الوہاب!

المسئلہ ۱۲×۷= ۸۴ سعیدہ مرحومہ مف ۱۶/آنے

میــــــــــــــــت

زوج	ابن	ابن	ابن	بنت
۴/آنے	۱/آنہ ۶ پائی	۱/آنہ ۶ پائی	۱/آنہ ۶ پائی	۹ پائی

(۱۲)

بر تقدیر صدق مستفتی وحسب شرائط فرائض متروکہ سعیدہ مرحومہ سے شوہر کو ۱/۴ یعنی ۱۶/آنے میں ۴/آنے ملیں گے۔ باقی ۱۲/آنے میں تینوں لڑکوں کو لڑکی سے دوگنا ملے گا۔ چونکہ رؤس وسہام میں تباین کی نسبت ہے اس لئے برابر تقسیم نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا تقسیم کرتے وقت اس کا خیال رکھا جائے کہ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ. "ترجمہ: بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر" (ترجمہ کنزالایمان) یعنی اگر لڑکی کو ایک آنہ ملے گا تو لڑکوں کو دو دو آنے لڑکی کے حصہ سے دوگنا ملے گا۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۷-۱-۷۵ء

استفتاء ۹۹۸

مسئلہ: حضرت مفتی صاحب قبلہ! السلام علیکم!
براہ کرم مندرجہ ذیل مسئلہ کا تفصیلی جواب دے کر احسان عظیم فرمائیں۔
زید پانچ بیگھہ زمین چھوڑ کر انتقال کیا۔ اس کی دو اولادیں ہیں۔ ایک لڑکا، دوسری لڑکی۔ آپ قانون اسلام کے مطابق یہ بتادیں کہ کس کو کتنی زمین ملنی چاہیے؟

المستفتی: محمد امین ٹیلر ماسٹر، بڑی مسجد، سلی گوڑی، ضلع دارجلنگ
۱۶-۱-۷۶ء

۹۲/۸۶ ے

الجواب ـــــ بعون الملک الوہاب ـــــ!
برتقدیر صدق مستفتی وحسب شرائط فرائض زید مرحوم کی متروکہ جائیداد پانچ بیگھہ زمین سے اس کی لڑکی کو ایک بیگھہ تیرہ کٹھہ چھ دھور اور لڑکے کو تین بیگھہ چھ کٹھہ بارہ دھور۔ وَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ "ترجمہ: اور بیٹوں کا حصہ دو بیٹیوں برابر۔" (کنز الایمان) کے قاعدے کے مطابق زمین مذکور کی دو دھور زمین باقی رہ جاتی ہے۔ اس کو بھی اسی اصول کے مطابق کہ لڑکے کو لڑکی کے حصہ سے دو گنا ملے گا تقسیم کیا جائے۔ وھو اعلم!

المسئلہ ۳: زید مف ۵/ بیگھہ زمین
میـــــــت

ابن	بنت
۲	۱
۳ بیگھہ ۶ کٹھہ $\frac{۲}{۱}$ دھور	ایک بیگھہ ۱۳ کٹھہ $\frac{۱}{۱}$ دھور

بعد تقدم علی الارث متروکہ زید تین سہام پر تقسیم ہو کر دو سہام بیٹا کو اور ایک سہم بیٹی کو ملے گا۔ جیسا کہ نقشۂ بالا سے ظاہر ہے۔ وہو اعلم۔ مصحح

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبـــــــــہ
۲۵-۶-۷۶ء

استفتاء ۹۹۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ
میں نے اپنی بیوی مریم کو ۱۳۹۵ھ میں تین طلاق دے دی ہیں۔ وہ اس وقت اپنے بڑے لڑکے کے پاس رہتی ہے۔ مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ میرے مال و جائیداد سے ازروئے شریعت مریم کو ترکہ ملے گا یا نہیں اگر ملے گا تو کتنا؟ اور اگر نہیں ملے گا تو؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں گے۔ بی بی مریم سے دولڑکے اور ایک لڑکی ہے۔

المستفتی: محمد رفیق عالم عفی عنہ، سبھاش نگر، کارگلی، ڈاکخانہ برمو، گریڈیہہ
۲۹-۵-۷۶ء

۹۲/۸۶ء

الجواب ـــــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــــ!
مطلقہ بیوی کو شوہر کی جائیداد سے یا اس کے مال سے کچھ نہ ملے گا۔ طلاق کے بعد وہ دین مہر اور ایام عدت کا نفقہ لے سکتی ہے۔ ہاں بی بی مریم سے جو لڑکے یا لڑکیاں ہیں وہ چونکہ آپ ہی کی اولاد ہیں اس لئے آپ کی جائیداد و مال کے وہ مستحق ہوں گے۔ **وھو اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ
۱۸-۶-۷۶ء

استفتاء ۱۰۰۰

مسئلہ: نائب قاضی صاحب، دارالقضاء، ادارۂ شرعیہ، بہار، پٹنہ
گزارش اینکہ ولی عالم مرحوم نے حسب ذیل وارث چھوڑا ہے ایک بیوی ایک ماں تین بھائی اور ایک بہن۔ ان کے روپئے میں کس کو کتنا حصہ ہوگا؟ برائے کرم تحریر فرمائیں۔

المستفتی: عبدالحفیظ، محلہ عالم گنج، پٹنہ

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــ!

المسئلہ ۱۲:

زوجہ بیوی	ام	اخ	اخ	اخ	اخت
$\frac{۳}{۴}$ر آنہ	$\frac{۲}{۲}$۸ر پائی	$\frac{۲}{۲}$۸ر پائی	$\frac{۲}{۲}$۸ر پائی	$\frac{۲}{۲}$۸ر پائی	$\frac{۱}{۱}$ر۴ پائی

برتقدیر صدق مستفتی وحسب شرائط فرائض ولی عالم مرحوم کے متروکہ مال سے اس کے ہر وارث کو اس قدر حصے ملیں گے جو رقوم بالا مسئلہ سے ظاہر ہے۔ فرائض کے قاعدہ کے مطابق اصلی مسئلہ ۱۲؍ سے ہوگا یعنی کل مال کو ۱۲؍ سہام پر تقسیم کر کے بیوی کو چونکہ کوئی اولاد نہیں ہے اس لئے کل مال کی چوتھائی یعنی ربع ملے گا اور ماں کو $\frac{۱}{۶}$ چھٹا حصہ۔ باقی حصہ کو بھائی و بہن میں لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ. کے قاعدے کے مطابق بہن سے بھائی کو دوگنا ملے گا۔

نــوٹ: ــ مرحوم کے مال سے اگر بیوی کا مہر باقی ہے تو سب سے پہلے دین مہر دیا جائے گا۔ اس کے بعد باقی مال کو وارثوں میں مذکورہ طریقہ پر تقسیم کیا جائے گا۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتــــــــــــــــــــبہ

۲۰-۶-۷۶ء

استفتــــــــاء ۱۰۰۱

مسئلہ: علمائے کرام ادارۂ شرعیہ! السلام علیکم۔ کیا فرماتے ہیں مسئلہ ذیل میں

دو بھائی بڑے حکیم میاں اور چھوٹے خلیل میاں تقریباً ۹ سال سے خلیل میاں کی بیوی جو خرید کر عقد میں لائی گئی تھی۔ خلیل میاں کو چھوڑ کر اپنے ننہیال آسام چلی گئی تھی۔ خلیل میاں نو سال تک کوشش کرتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ مہلک مرض میں مبتلا ہو گئے خرچ کے لئے پیسہ تک روانہ کیا مگر ان کی بیوی نہ آئی۔ نو سال کے بعد کافی علاج کرانے پر بھی وہ انتقال کر گئے۔ خلیل میاں کی کوئی اولاد نہیں۔ خلیل میاں کے انتقال کے آٹھ ماہ بعد ان کی عورت آئی اور جائیداد میں حصہ کی طلبگار ہے۔ لہٰذا عرض ہے کہ اس مسئلہ کو حل کر کے واپسی ڈاک سے مطلع کریں۔

المستفتی: محمد عزرائیل، شوز مرچنٹ، صدر بازار، بکسر

۳۰؍ جولائی ۱۹۷۶ء

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــــ!

اگر خلیل میاں مرحوم نے اپنی زوجہ کو طلاق نہیں دی اور اب تک وہ ان کے نکاح میں باقی ہے تو شوہر کے مرنے کے بعد وہ متروکہ جائیداد سے اولاد نہ ہونے کی صورت میں ۱/۴ حصہ کی مستحق ہوگی۔ چونکہ وہ ناشزہ ہے اس لئے مزید نفقہ وغیرہ کی مستحق نہ ہوگی۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتـــــــــــبہ

۱۳-۸-۷۶ء

استفتـــــاء ۱۰۰۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ

زید کا انتقال ہوا۔ اس نے دو بیوی کلثوم و زرینہ کو چھوڑا اور زرینہ کے بطن سے ایک بچی مدینہ کو چھوڑا۔ پھر زید کی دوسری بیوی کلثوم کا انتقال ہوا۔ کلثوم لاولد تھی۔ سوائے سوتن زرینہ اور سوتیلی لڑکی مدینہ کے کسی کو نہ چھوڑا۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ زید مرحوم کی جائیداد سے اس کی دونوں بیویوں اور لڑکی کو کتنا ملے گا۔ پھر کلثوم کے مرنے پر اس کی سوتن اور سوتیلی لڑکی کو کیا ملے گا۔ سلسلہ وار تفصیلی جواب دیکر ثواب دارین حاصل کریں۔

المستفتی: مدینہ خاتون، دربھنگہ ٹولہ، سلی گوڑی

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــــ!

صورت مذکورہ میں زید مرحوم کی متروکہ جائیداد اس کی دونوں بیویوں کو اور لڑکی کو ملے گی۔ صورت مسئلہ یہ ہے

زوجہ اولیٰ زرینہ	زوجہ ثانیہ کلثوم	بنت مدینہ
۲		

زید کی جائیداد سے بیوی زرینہ کو ۱/۸ ثمن یعنی ۱۶ رآنے میں ۲ رآنہ۔ دوسری بیوی کلثوم لاولد کو ۱/۴ ربع ۱۶ رآنے میں ۴ رآنے مدینہ کو ۲ ر انصف دوسرے وارث کے نہ ہونے پر باقی حصہ بھی مدینہ کو ہی مل جائے گا۔ کلثوم کے ترکہ میں سوتن یا سوتیلی لڑکی کو کچھ نہ ملے گا۔ اگر اس کے خاندان کا کوئی نہ ہوگا تو قاضی کو اختیار ہوگا جسے چاہے دینے کا حکم کرے۔

المسئلہ ۸: مف ۱۶/آنے

میـــــــــــــــت

زوجان	بنت
زرینہ وکلثوم	مدینہ
۱	۷
۲/آنے	۱۴/آنے

مصحح
محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتـــــــــــــــبہ
۱۲-۹-۷۶ء

استفتـــــاء ۱۰۰۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ
سرفراز خاں کا انتقال ہوا۔ اس نے ایک لڑکا محمد شفیق، ایک بیوی مریم اور ایک بھائی حسن خاں کو چھوڑا۔ بی بی مریم نے اپنے لڑکے شفیق کی پرورش کی۔ جوان ہونے پر قرض لیکر اس کی شادی کردی۔ شادی کے چار سال بعد شفیق کا انتقال ہوا۔ اس نے اپنی والدہ مریم کو اور ایک بیوی اکبری خاتون کو ایک چچا حسن خاں کو چھوڑا۔ مرحوم کے ذمہ قرض بھی ہے اور اکبری خاتون دین مہر کا دعویٰ بھی کرتی ہے۔ لیکن چچا حسن خاں کل جائیداد پر قابض ہونا چاہتے ہیں۔ لہٰذا ازروئے شرع کس کو کتنا ملے گا؟

المستفتی: محمد اسحاق خاں، ساکن مروت پور، ضلع ویشالی، پوسٹ مہنار
۲۳-۹-۷۶

۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــ

المسئلہ ۸: سرفراز خاں مرحوم

میـــــــــــــــت

زوجہ	ابن	اخ
مریم	محمد شفیق	حسن خاں
۱	۷	محروم

المسئلہ ۱۲: محمد شفیق مرحوم

میـــــــــــــــت

والدہ	زوجہ	عم
مریم	اکبری	حسن خاں
۴	۳	۵

محمد شفیق مرحوم کے متروکہ سے پہلے اس کا دین وقرض ادا کیا جائے گا۔ اکبری کا مہر بھی دین ہی میں شمار ہے۔ اس کے بعد میں ورثاء کو مندرجہ بالا طریقہ پر ترکہ تقسیم ہوگا۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

استفتاء ۱۰۰۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

زید کا انتقال ہوتا ہے اور اس نے اپنے بعد چار لڑکے چھوڑے اور سب کے سب شادی شدہ ہیں۔ کچھ دنوں کے بعد چاروں بھائی میں بٹوارہ ہوتا ہے تو کیا بٹوارہ کے مال میں بہولوگوں کے جہیز کا وہ سامان اور زیور جو بہوؤں کو، بہوؤں کے والد نے دیا ہے کیا وہ سب مال بھی بٹوارہ کے مال میں شامل کئے جائیں گے یا صرف زید کے وہ مال جس کو اس نے اپنے مرتے وقت چھوڑا ہے صرف اسی مال میں بٹوارہ ہوگا؟

بینوا بالدلائل وتوجروا۔ فقط والسلام

المستفتی: محمد سلیمان، بھوس بنگلہ، پوسٹ بھاگا، دھنباد

۸۶/۹۲ ے

الجواب ـــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــ!

تقسیم میراث اور وصول فرائض کی بنا پر صرف زید مرحوم کا متروکہ مال وجائیداد کی تقسیم چاروں بھائیوں میں ہوگی۔ بہوؤں کو جو زیورات سامان یا روپے پیسے اس کے والدین نے دیئے وہ ایک دوسرے کو تقسیم نہیں کیا جائے گا۔ اس لئے کہ ایک بھائی کا حق اپنی بھاوج کے مال میں نہیں پہنچتا۔ لہٰذا ہر ایک اپنے اپنے میکہ سے ملے ہوئے مال وسامان کی مالکہ ہے۔ **وھو تعالیٰ اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۱۲-۱۰-۷۶ء

استفتاء ۱۰۰۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

حبیب شاہ نے دو شادیاں کیں۔ دونوں بیویوں کو ایک ایک لڑکا پیدا ہوا۔ پہلی بیوی کے لڑکے کا نام عطاء الرحمٰن اور دوسری بیوی کے لڑکے کا نام زین العابدین۔ اب دوسری بیوی کے لڑکے زین العابدین کے دو بچے

پیدا ہوئے اور دونوں بچوں کو مع اس کی والدہ کے چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو گئے اور زین العابدین مرحوم کے والد و والدہ زندہ ہیں۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ جب کوئی شخص والد کی موجودگی میں مر جائے اور اس کے بچے ہوں تو وہ بچے زمین وغیرہ میں حصہ نہیں پا سکتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ لڑکے محجوب ہو گئے اور شرعی قانون یہی ہے۔ اس لئے زین العابدین کے بچے اور اس کی ماں کوئی حصہ کی مستحق نہیں۔ اس لئے براہ کرم اس کی وضاحت فرمائیں کہ بچے کو حصہ ملے گا یا نہیں؟

المستفتی: محمد خلیل الرحمٰن تیغی القادری ایوبی ساکن سلگوھیہ، پوسٹ جگدیش پور، ضلع سنتھال پرگنہ

۸۶/۹۲ ء

الجواب ـــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــ

شریعت مطہرہ کا قانون یہی ہے کہ والدین کی موجودگی میں اگر لڑکے کا انتقال ہو جائے تو اس لڑکے کی اولاد محروم ہو جائیگی۔ یعنی دادا کی اولاد سے اسے کچھ نہ ملے گا۔ ہاں دادا اگر چاہے تو اپنے مرحوم لڑکے کی اولاد کو جو چاہے دے سکتا ہے۔ اگر مرنے والے کے نام کچھ جائیداد ہے تو اس میں اس کے لڑکے اور بیوی کا حق ہوگا۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۸-۱۱-۷۶ء

استفتاء ۱۰۰۶

مسئلہ: علمائے دین ومفتیان شرع متین صورت مسئولہ میں تقسیم مال کے بابت کیا فرماتے ہیں مذہب احناف کے مطابق مدلل جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

عثمان، اسلام، سلیمان، سعید چار بھائی ہیں۔ ان میں سے تین کی شادی ان کے والدین نے کی اور ایک کی شادی تینوں بھائیوں نے مل کر کی۔ والد کے انتقال کے بعد متروکہ جائیداد تقسیم نہیں ہوئی۔ ایک مدت تک ساتھ کماتے کھاتے رہے۔ اس کے بعد جب یہ لوگ الگ ہونے لگے تو ان چار بھائیوں اور ان کی بیویوں کو جو جہیز ملی تھی اس کے بٹوارہ میں اختلاف ہو گیا۔ سلیمان کہتے ہیں کہ جہیز کا مال خواہ کسی کو ملا ہو اس کی تقسیم نہیں ہوگی۔ سب لوگ اپنی اپنی چیز رکھ لیں۔ اسلام کہتے ہیں کہ جہیز کا سامان تقسیم ہوگا کہ بھائی کو جو ملا ہے وہ تقسیم ہوگا اور ان کی بیویوں کو جو سامان ملا ہے وہ نہیں بٹے گا۔ عثمان کہتے ہیں کہ سب چیزیں تقسیم کی جائیں گی اس لئے کہ سب لوگ ساتھ تھے۔ شادی میں سب کا پیسہ خرچ ہوا تھا نیز باپ کی جائیداد بھی تقسیم نہیں ہوئی تھی۔ عثمان واسلام وسلیمان کی شادی والدین نے کی اور سعید کی شادی تینوں

بھائیوں نے مل کر کی۔ دو بھائیوں نے مل کر تین ہزار روپے دیئے اور ایک بھائی اکیلے پانچ ہزار۔
چاروں بھائیوں کے سامان جہیز میں مختلف قسم کی چیزیں ملیں۔ کسی کو کم کسی کو زیادہ، کسی کو اس سے بھی زیادہ۔ محمد سلیمان اپنی سروس کی جمع شدہ رقم بھائیوں میں بانٹنا نہیں چاہتے جب کہ اسلام نے اپنی کمائی کی رقم تقسیم کردی ہے۔ ٹرک اور کئی مشین میں اجمالی کسی مورث کی رقم نہیں لگی بلکہ خریداری میں کل رقم اسلام کی لگی اور انہوں نے اس میں سے تینوں بھائیوں کو برابر حصہ دے دیا۔ مذکورہ بالا چیزیں کس طرح تقسیم کی جائیں اور کن کن چیزوں میں کن کا اور کتنا حصہ ملے گا؟ تفصیل وار تحریر فرمائیں۔ نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد اسلام، موضع ترار محلّہ، کالی استھان، اورنگ آباد

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــــــــــ بعون الملک الوھاب ـــــــــــ !

صورت مذکورہ میں والد کی متروکہ جائیداد و املاک چاروں بھائیوں میں برابر تقسیم ہوگی۔ سعید کی شادی میں جو اخراجات ہوئے وہ تینوں بھائیوں کے ذمہ برابر ہوں گے۔ جب اسلام نے اپنی کمائی کی رقم سب بھائیوں میں برابر تقسیم کردی تو سلیمان و عثمان کو بھی اپنی سروس کی رقم سبھوں میں برابر تقسیم کر دینی ہوگی۔ جن بھائیوں کو جہیز میں جو سامان ملے وہ ان کی بیویوں کا اور ان کا ہوگا۔ اس لئے کہ سامان جہیز والدین اپنی لڑکیوں کو دیتے ہیں۔ اس کی مالکہ وہ لڑکی ہوگی۔ بھائیوں کو اس میں حصہ نہیں ملے گا۔ ٹرک اور مشین جب اسلام نے اپنی خاص رقم سے خریدی اور اسے بھائیوں میں تقسیم کردیا تو بھائیوں کو بھی چاہیے کہ اپنی جمع شدہ رقم سبھوں میں تقسیم کردیں اور سعید کی شادی میں جو خرچ ہوا وہ تینوں بھائیوں کے ذمہ برابر ہوگا۔ **وھو اعلم**

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کـــبہ

۸-۱۱-۷۶ء

استفتاء [۱۰۰۷]

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں

(۱) مسئلہ یہ ہے کہ ابوالخیر نے انتقال کیا اور مرحوم نے اپنے پیچھے اپنی والدہ فرمود النساء کو اور ایک لڑکا معراج الاسلام کو اور اپنی بیوی عاصمہ خاتون کو اور دو بہن کو چھوڑا۔ از روئے شرعی قرآن و حدیث کے مطابق معلوم کریں کہ مرحوم کی موجودہ جائیداد میں والدہ کا اور بیوی کا اور لڑکا معراج الاسلام کا کتنا حصہ ہوگا؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

المستفتی: اسلم راہی، مظفرپور

۹۲/۸۶ء

الجواب ـــــــــ بعون الملک الوہاب ـــــــــ !

المسئلہ ۲۴:

ابوالخیر مرحوم

میـــــــــــت

ماں	بیوی	لڑکا	بہن	بہن
فرمودالنساء	عاصمہ خاتون	معراج الاسلام	امۃ النساء	زیب النساء
۴	۳	۱۷	محروم	محروم

اگر ۱۶؍سولہ آنے پر تقسیم کیا جائے تو ماں (فرمودالنساء) کو ۲؍آنے ۸ پائی بیوی (عاصمہ خاتون) کو ۲؍آنے اور لڑکا (معراج الاسلام) کو ۱۱؍گیارہ آنے چار پائی ملیں گے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتـــــــــــبہ

۸-۱۱-۷۶ء

استفتـــــاء ۱۰۰۸

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

عبدالوحید نے اپنے انتقال کے بعد ایک لڑکا محمد حسن دولڑکیاں حبیبہ خاتون ورقیہ خاتون چھوڑے ہیں۔

ازروئے شرع مرحوم کی جائیداد کو تقسیم فرما کر کرم فرمائیں۔فقط والسلام

المستفتی: صغیر احمد، حال مقام جہانگری محلّہ، ریل پار، آسنسول-۲

۲۰-۱۱-۷۶ء

۹۲/۸۶ء

الجواب ـــــــــ بعون الملک الوہاب ـــــــــ !

المسئلہ ۴:(۱۶)

عبدالوحید مرحوم

میـــــــــــت

لڑکا	لڑکی	لڑکی
محمد حسن	حبیبہ خاتون	عفیفہ خاتون
۲/۸	۱/۴	۱/۴

برتقدیر صدق سوال عبدالوحید مرحوم نے اگر ایک لڑکا اور دو لڑکیوں کے علاوہ کوئی وارث نہیں چھوڑا ہے تو اس کی متروکہ جائیداد و املاک کو ۴ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا جس میں سے دو حصہ لڑکے محمد حسن کو لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ. کے قاعدے کے مطابق دیئے جائیں گے اور لڑکی کو ایک ایک حصہ دیا جائے گا۔ اور اگر متروکہ جائیداد کو ۱۶ر آنے پر تقسیم کیا جائے گا تو لڑکے کو ۸ر آنے اور لڑکیوں کو ۴-۴ آنے ملیں گے اگر مرحوم کے ذمہ قرض ہوگا تو پہلے اس کا قرض ادا کیا جائے گا۔ اس کے بعد میراث تقسیم ہوگی۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ، پٹنہ بہار

کتبہ

۲۳-۱۱-۷۶ء

استفتاء ۱۰۰۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں:

زید تین بھائیوں میں سب سے چھوٹا ہے۔ دو بڑے بھائیوں کی اولاد کی نگرانی و ذمہ داری بھی زید ہی پر تھی۔ مگر زید بھی اپنی اہلیہ اور بھتیجوں کو چھوڑ کر اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ لیکن کچھ روپے انہوں نے بطور امانت اپنے بھانجے کے پاس رکھ دیئے ہیں۔ اب یہ بتایا جائے کہ جمع شدہ رقم میں کن کن کو کتنا ملنا چاہیے؟ چار بھتیجے ایک اہلیہ اور ایک بہن موجود ہیں۔ فقط

المستفیہ: اہلیہ مرحوم مغفور، ایچ ایم کوثر کیر آف حاجی حسین صاحب
مودی سوپ، نزد مسجد کمار پور، آسنسول

۹۲/۸۶ھ

الجواب بعون الملک الوهاب!

برتقدیر صدق سوال زید مرحوم کے ترکہ سے اس کی بیوی کو ۱۶ر آنے میں ۴ر آنہ ملے گا اور بہن چونکہ ایک ہے اس لئے ۱۲ر آنے میں آدھا یعنی ۸ر آنے بہن کو اور ایک ایک آنہ چاروں بھتیجوں کو ملے گا۔

نوٹ— اگر زید پر قرض و دین ہو تو اس کو پہلے ادا کیا جائے گا۔ اس کے بعد ہی متروکہ تقسیم ہوگا۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۲۷-۱۲-۷۶ء

استفتاء ۱۰۱۰

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ
زید کی دو شادیاں ہوئی۔ پہلی بیوی سے دولڑکے اور دولڑکیاں پیدا ہوئیں۔ ایک لڑکا پیدا ہوتے ہی انتقال ہوگیا اور دونوں لڑکیوں کی شادی ہوئی۔ مگر وہ بھی انتقال کر گئیں۔ اس وقت صرف ایک لڑکا ہے اور دوسری بیوی سے صرف تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ تینوں لڑکیاں شادی شدہ اور بقید حیات ہیں۔ اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ زید کی جائیداد میں کس کا اور کتنا حصہ ہوگا؟ براہ کرم جواب سے نوازکر ممنون ومشکور فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

المستفتی: زین العابدین

۹۲/۸۶ھ

الجواب ــــــــ بعون الملک الوہاب ــــــــ

برتقدیر صدق مستفتی وحسب شرائط فرائض متروکہ زید مرحوم ۵ سہام پر تقسیم ہوکر لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ "بیٹے کا حصہ دو بیٹوں برابر" کے قاعدے کے مطابق لڑکیوں کو ایک ایک حصہ اور لڑکے کو اس سے دوگنا یعنی دو حصہ ملے گا۔ اور اگر کل جائیداد کو ۱۶؍ پر تقسیم کیا جائے گا تو لڑکے کو ۶؍ آنے ۲؍ پیسے اور لڑکیوں کو علی الترتیب ۳؍ آنے ۱ پیسے کے حساب سے ملے گا۔ ایسی صورت میں ایک پیسہ باقی رہ جاتا ہے۔

نوٹ ــــ سوال میں زید کی بیوی کے متعلق کچھ ذکر نہیں ہے کہ وہ زندہ ہے یا مرگئی۔ اگر بیوی زندہ ہوگی تو اس کو ۱۶؍ آنے میں دو آنے ملیں گے۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

استفتاء ۱۰۱۱

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
میرے نانا بزرگوار اپنے والد کے انتقال کے بعد والد کی جائیداد کے کارپرداز تھے۔ نانا بزرگوار تین بھائی تھے۔ نانا کو کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ میری والدہ اور ایک خالہ یعنی دولڑکیاں چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہوگئے اس لئے نانا کے بعد اس جائیداد کے کارپرداز ہمارے چچیرے (چچازاد) ماموں قرار پائے۔ اب میری والدہ اپنے والد کی جائیداد جو کہ اجمال میں ہے الگ الگ کرکے دو بہنوں میں تقسیم کرلینا چاہتی ہیں۔

لیکن ماموں اس کے لئے تیار نہیں ہیں۔ لہٰذا برائے کرم بتایا جائے کہ اس کی کیا صورت ہوگی؟

المستفتی: عبدالغفور ٹیلر، خضر سرائے، ضلع گیا

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــــ !

صورت مسئولہ میں جب آپ کے نانا مرحوم نے صرف دو لڑکیاں چھوڑیں تو ان کی جائیداد سے اگر مرحوم کے ذمہ قرض د دین ہوگا تو پہلے اسے ادا کیا جائے گا ورنہ پوری جائیداد کا دو ثلث دونوں لڑکیوں کو ملے گا۔ یعنی کل جائیداد کو تین حصہ پر تقسیم کر کے دو حصے دونوں لڑکیوں کو دیئے جائیں گے۔ بیوی کا ذکر نہیں ہے۔ اگر مرحوم کے انتقال کے وقت بیوی موجود ہوگی تو اسے بھی $\frac{1}{8}$ حصہ ملے گا۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کـــبہ

۲۳-۴-۷۷ء

استفتـــــــاء ۱۰۱۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ

مولوی نور صاحب کا انتقال ہوا۔ اس نے وارث چھوڑا ایک بیوی، تین بہن، تین بھتیجے۔ ان کی جائیداد متروکہ ۳ بیگھہ ۸ کٹھہ ہے۔ ورثاء میں کس طرح تقسیم ہوگی؟

محمد رحمت اللہ، معین پورہ، پٹنہ-۱

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــــ !

برتقدیر صدق مستفتی وحسب شرائط فرائض متروکہ مولوی نور مرحوم آراضی ۳ بیگھہ ۸/ کٹھہ میں سے ان کی بیوی کو ربع $\frac{1}{4}$ یعنی پوری جائیداد کا چوتھائی حصہ، ۱۷ کٹھہ ملے گا اور تینوں بہنوں کو ۱ بیگھہ ۵ کٹھہ ۶ دھور اور ۵ کٹھہ ۱۴ دھور تینوں بھتیجوں کو ملیں گے۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کـــبہ

۲۲-۴-۷۷ء

استفتاء ۱۰۱۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ
جناب حاجی محمد اسماعیل خان کا انتقال ہوا۔ ان کی جائیداد میں ایک دو منزلہ مکان اور کچھ برتن ہیں۔ مکان کا نچلا حصہ کرایہ پر دیا ہوا ہے۔ مکان کے اوپر حصہ میں حاجی صاحب موصوف کے لڑکے رہتے ہیں۔ حاجی صاحب کے انتقال کے بعد ایک بیوی چار لڑکے اور پانچ لڑکیاں باحیات ہیں۔ سبھی لڑکے اور لڑکیاں شادی شدہ ہیں۔ لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ جائیداد اور برتن کی تقسیم وارثوں کے درمیان کس طرح ہوگی؟ تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

المستفتی: محمد ادریس خان، نزد ریلوے پل، باری واچ ہاؤس، گریڈیہہ

۹۲/۷۸۶

الجواب ــــــــــــ بعون الملک الوهاب ــــــــــــ

صورت مذکورہ میں حاجی محمد اسماعیل خان مرحوم کی متروکہ جائیداد وظروف سے اگر مرحوم پر کچھ قرض ودین ہو تو پہلے اسے ادا کیا جائے گا۔ بعد ازاں ان کے وارثوں پر تقسیم کیا جائے گا۔ بیوی کا دین مہر بھی قبل تقسیم دیا جائے گا۔ متروکہ جائیداد سے بیوی کو $\frac{1}{8}$ آٹھواں حصہ یعنی ۱۶/ آنے میں ۲/ آنہ دیا جائے باقی ۱۴/ آنے کو لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ. "بیٹے کا دو بیٹیوں برابر" (ترجمہ کنزالایمان) قاعدے کے مطابق لڑکوں کو لڑکیوں سے دوگنا ملے گا جیسے اگر لڑکیوں کو ایک ایک آنہ تو لڑکوں کو دو دو آنے۔ جو ظروف وغیرہ قابل تقسیم ہوں تو ان کو فروخت کر کے اوپر لکھے ہوئے قاعدے کے مطابق تقسیم کریں۔ وھو تعالیٰ اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۱۸-۶-۷۷ء

استفتاء ۱۰۱۴

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:
زید کے پانچ لڑکے ہیں جن میں ایک لڑا زید کا نافرمان ہے اور نافرمان ہونے کی وجہ سے زید چاہتا ہے اپنی جائیداد سے اسے حصہ نہ دیں تو اس صورت میں زید گنہگار تو نہ ہوگا۔ جواب عنایت کریں۔

لمستفتی: محمد عبداللطیف ریپون اسٹریٹ، کلکتہ

۹۲/۸۶ھ

الجواب ـــ !

نافرمانی کی وجہ سے اولاد کو وراثت سے محروم کر دینا شرعاً جائز نہیں سائل نے اس کی تفصیل نہیں لکھی کہ وہ کس طرح کی نافرمانی کرتا ہے بہر حال نافرمانی کی وجہ سے رشتہ ابوت و بنوت ختم نہیں ہو جاتا وہ لڑکا زید ہی کا ہے اور رہے گا بندہ خدائے عزوجل کی نافرنی کرتا ہے اور وہ اپنے بندوں کو ہر طرح کی نعمتیں عطا فرماتا ہے۔

لہٰذا زید اپنے لڑکے کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرے اور اپنی جائیداد سے محروم نہ کرے۔ وھو اعلم

کتبہ ـــــــ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، دارالافتاء ادارہ شرعیہ بہار، پٹنہ

۱۳/۸/۷۷ء

استفتاء ۱۰۱۵

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ میں:

جناب حسینی صاحب نے چھوڑے ایک لڑکا دولڑکیاں بعدہٗ ان کا وصال ہو گیا۔ اپنے پدر بزرگوار کی زندگی میں ان دونوں لڑکیوں نے اپنا ترکہ نہیں لیا۔ حسینی صاحب کا جو لڑکا ہے ان کا نام محمد غازی ہے۔ جناب محمد غازی صاحب کو تین لڑکا اور دولڑکیاں۔ اب جناب محمد غازی صاحب کا بھی وصال ہو چکا ہے حسینی صاحب کی دولڑکیوں نے اپنے بھائی کی زندگی میں بھی حصہ ترکہ نہیں لیا۔ غازی صاحب کو بھی وصال کئے تقریباً ۴۰ سال ہو گئے۔ اب جناب غازی صاحب مرحوم کی وہ دونوں ہمشیرہ اپنے بھتیجے سے ترکہ لینا چاہتی ہیں اسی درمیان جناب محمد غازی صاحب اپنی زندگی میں ۲۲ رکٹھہ زمین اپنی چھوٹی بہنوں کے نام سے خدمتی قوالہ کر دیئے وہ دوسال کے بعد وصال کر گئے اب تینوں بھائی آپس میں لڑتے ہیں۔ کہ وہ قوالہ غلط ہے اس میں میرا بھی حصہ چاہیے قوالہ کیا ہوا، زمین میں ان دونوں بھائی کا حصہ ہوگا یا نہیں اور غازی صاحب کی بہن کو ترکہ ملے گا یا نہیں۔ اگر ملے گا تو سب کو کتنا کتنا حصہ ملے گا۔ ایسی صورت میں قرآن وحدیث کی روشنی میں حوالہ دے کر فیصلہ کیا جائے کہ وہ دونوں بہنیں ترکہ کی حقدار ہیں یا نہیں اور یہ قول صحیح ہے یا نہیں صاف صاف جواب دیکر شکریہ کا موقع دیں۔ والسلام

المستفتی: ڈاکٹر محمد عباس، موضع بڑا جلالپور، ضلع ویشالی

۱۰/۱۰/۷۷ء

۷۸۶/۹۲

الجواب

المسئلہ ۱۶

حسینی میاں مرحوم

میت

لڑکا	لڑکی	لڑکی
غازی میاں ۸:	۴	۴

المسئلہ ۸:

غازی میاں

میت

لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی	بہنیں	بہنیں
۲	۲	۲	۱	۱	محروم	محروم

برتصدیق صدق مستفتی وحسب شرائط وفرائض حسینی میاں مرحوم کی متروکہ جائداد ۱۶ اسہام پر تقسیم کی جائیگی جس میں سے لڑکا غازی میاں کو لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ. ''بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر''۔ کے قاعدے کے مطابق آٹھ آنے اور دونوں لڑکیوں کو علی الترتیب ۴/۴ آنے ملیں گے۔

اور غازی میاں کے انتقال کے بعد ان کا متروکہ ان کے وارثوں میں مذکورہ بالا جواب کے مطابق آٹھ آنے پر تقسیم کر کے تینوں لڑکوں کو ۲-۲ دو-دو آنے اور دونوں لڑکیوں کو ایک ایک آنہ ملے گا۔ اگر غازی میاں کی جائداد کو ۱۶/ آنے پر تقسیم کیا جائے گا تو ان کے تینوں لڑکوں کو لڑکیوں سے دوگنا یعنی ۴/۴ آنے ملیں گے۔ اور دونوں لڑکیوں کو بھائی کا نصف دو-دو آنے ملیں گے۔ دونوں بہنوں کو بھائی غازی کے ترکہ سے کچھ نہیں ملے گا۔ ان دونوں لڑکیوں (غازی کی بہنوں) کو اپنے باپ حسین میاں کی جائداد سے ترکہ ملے گا جو مسئلہ سے ظاہر ہے۔ غازی میاں نے بعوض خدمت گزاری اپنی بہو کو جو کچھ لکھ دیا اس میں سے دونوں بھائیوں کو کچھ نہ ملے گا۔ اس لئے کہ مالک مختار ہونے کی حیثیت سے اس نے اپنی مرضی سے بہو کو لکھا۔ اس لئے اس پر دعویٰ غلط ہوگا۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۱۲/۱۰/۷۷ء

استفتا ۱۰۱۶

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین مسئلہ ہذا میں جو کہ
زید کا انتقال ہو گیا ہے اور زید کے نام سے ابھی سو بیگھہ زمین ہے اور زید کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔
لہٰذا حضور سے گزارش ہے کہ لڑکا کتنا پائے گا اور لڑکی کتنی پائے گی صاف صاف تحریر فرما کر شکریہ کا موقع
عنایت فرمائیں گے۔ عین و کرم ہو گا۔

۸۶/۹۲ ء

الجواب ــــــــــــــــــــــ !

بر تقدیر صدق مستفتی وحسب شرائط فرائض متروکہ زید مرحوم سو بیگھہ زمین میں لڑکے کا حصہ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الانثيين۔
"بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں برابر" کے قاعدے کے مطابق ۶۶ بیگھہ ۱۳ کٹھہ ۶ دھور ہو گا اور لڑکی کو لڑکے کا نصف یعنی ۳۳ بیگھہ ۶ کٹھہ ۱۳
دھور ہو گا جس میں ایک دھور زمین تقسیم کے بعد باقی رہ جاتی ہے مذکورہ قاعدے پر اسے بھی دونوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۲۳/۱/۷۸ء

استفتاء ۱۰۱۷

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین:
بی بی شاہدہ نے انتقال کیا ان کی کوئی اولاد زندہ نہیں ہیں۔ صرف ایک ناتی نور عالم اور دو نواسی سعیدہ
خاتون اور تارہ زندہ ہیں مرحومہ کی دو بہنیں تھیں جو ان کی زندگی ہی میں انتقال کر گئیں مگر ان کی اولادیں
ہیں۔ اور مرحومہ کے شوہر کی ایک بہن بھی موجود ہے۔ شرعاً جائداد کے مستحق کون کون ہیں۔

۸۶/۹۲ ء

الجواب ــــــــــــــــــــــ !

جب مرحومہ کے وارثوں میں سوائے نواسہ و نواسی کے دوسرا کوئی نہیں ہے تو ذوی الارحام کی حیثیت سے انہیں کو متروکہ
جائداد ملے گی اور نواسی سے نواسہ کو دوگنا ملے گا۔ اور مرحومہ کے شوہر کی بہن کو کچھ نہ ملے گا مرحومہ کی بہنوں کی اولاد بھی اگرچہ
ذوی الارحام سے ہیں لیکن پہلے نواسہ اور نواسیوں کا حق ہو گا ان کی عدم موجودگی میں بہن کی اولاد کو حصہ مل سکتا تھا۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۱۴/۸/۷۸ء

استفتاء ۱۰۱۸

مسئلہ: بحضور جناب مولانا مفتی محمد فضل کریم صاحب پٹنہ!

عنوان: شرعی اعتبار سے پس ماندگان کے حقوق کی بحالی کے لئے عرض!

عالی جاہ! گزارش حال یہ ہے کہ مولوی محمد سلیم اللہ مرحوم ولد محمد جمال بخش مرحوم نے بعد از ممات تین لڑکی جس سے دو لڑکی محل اولیٰ سے اور ایک لڑکی ثانیہ سے چھوڑیں۔ بڑی لڑکی کے ایک اولا دکو نانی نے بطور لڑکے کے پرورش وپرداخت کیا اور شادی وغیرہ بھی کیا مرحوم کا کسی بھی طرح کا کوئی قرض وغیرہ نہیں تھا۔ لہٰذا حضور والا سے مؤدبانہ التماس ہے کہ مرحوم کی جائداد بشرع کس طرح منقسم ہوگی عرض کریں گے تحریر کی ضرورت آئندہ فریقین کو ہوسکتی ہے۔ لہٰذا حضور ایسی تحریر ارسال فرمائیں کہ بوقت ضرورت کام آئے نہایت مشکور ہوں گا۔

المستفتی: محمد اکرم، ساکن وپوسٹ کھنگورہ، ضلع مظفر پور

۹۲/۸۶ے

الجواب ـــــــــــــــــــ!

المسئلہ ۳: مولوی محمد سلیم اللہ مرحوم

میـ

بنت از محل اولیٰ	بنت از محل اولیٰ	بنت از محل ثانیہ
۱	۱	۱

بر تقدیر صدق مستفتی وحسب شرائط فرائض اگر مرحوم مذکور کا کوئی دوسرا وارث ان تین لڑکیوں کے علاوہ نہیں ہے۔ تو جائداد مذکورہ انہیں تینوں لڑکیوں کو بحصہ مساوی تقسیم ہوگی اگر کوئی ذوی الفروض یا عصبات سے ہوتا تو اسی صورت میں لڑکیوں کو دو ثلث ملتا اور ایک ثلث دوسرے مستحقین کو مل جاتا لیکن سوال میں اور کسی وارث کا ذکر نہیں اس لئے جائداد انہیں تینوں کو ملے گی نانی نے اپنی لڑکی کی جس اولاد کی پرورش کی یہ تبرع واحسان ہوا اس سے وارثت میں کوئی کمی زیادتی نہ ہوگی۔ وھو اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۳/۷/۷۸ء

استفتاء ۱۰۱۹

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں کہ علمائے دین ومفتیانِ شرع متین کہ:
زید کی شادی ہندہ سے ہوئی۔ ہندہ نے تین لڑکوں کو جنم دیا۔ خالد۔ عمر۔ بکر۔ زید نے دوبارہ صالحہ سے شادی کی۔ صالحہ سے شاکر پیدا ہوا زید کا انتقال ہوگیا اب جائداد کس طرح تقسیم کی جائے دونوں ماں اور چاروں بھائی کتنا پائیں گے۔ جواب سے آگاہ فرمائیں!

المستفتی: محمد یوسف حسین رضا محلہ مقام وپوسٹ بنڈریگا، ضلع سندرگڑھ

۲۸/۷/۷۸ء

۹۲/۸۶ ک

الجواب ـــ!

المسئلہ ۴×۸: ۳۲ — زید مرحوم — مف ۱۶/آنے

میـــــــــــ

زوجہ اولی	زوجہ ثانیہ	ابن	ابن	ابن	ابن
۱/۴		خالد	عمر	بکر	شاکر
		۷	۷	۷	۷

برتقدیر صحت سوال متروکہ زید مرحوم ۳۲ سہام پر منقسم ہوکر دونوں بیویوں کو آٹھواں ۱/۸ حصہ یعنی ۴/ اور چاروں لڑکوں کو ۷-۷ حصہ ملیں گے اگر جائداد کو ۱۶/ آنہ پر تقسیم کیا جائے گا تو دونوں بیویوں کو ۲/ اور چاروں لڑکوں کو علی الترتیب ۳/ آنے ۶/ پائی کے حساب سے ملیں گے۔ وھو تعالیٰ اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارہ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتـــبہ

۳۱/۷/۷۸ء

استفتاء ۱۰۲۰

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ:
شیخ محمد حفیظ اللہ کی شادی ایک غریب خاندان کی یتیم بچی مہر النساء سے ۱۹۳۶ء میں ہوئی تھی۔ اس لئے ہم نے پہلے ان کو کہا کہ ہم کو خوش رکھنا ہے تو میری والدین کی خدمت کرنی ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہوا تین چار

سال پر دو بچے پیدا ہوئے تو دونوں اللہ کے پیارے ہو گئے لوگوں نے رائے دی کہ حفیظ اللہ کی دوسری شادی کر دی جائے ۱۹۳۹ء میں والدین حج کرنے کو گئے اور وہیں انہوں نے دعا کی کہ کوئی لڑکا دے تو حیاتی دے چنانچہ ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ قیصر رکھا گیا اس کے بعد دوسرا بچہ پیدا ہوا اس کا نام عبداللہ انور رکھا گیا یہ دو لڑکے ہوئے ۱۹۵۲ء میں ان کی خدمت گزاری رکھتے ہوئے اپنی تمام جائداد کو میں نے اپنی اہلیہ مہر النساء کے نام سے لکھ دیا۔ لکھنے کے بعد میں نے کئی جائیداد کو بیچا بھی اس کا پیسہ لیکر ہم نے خرچ کیا صرف وہ ایک کیشیر کے طور پر تھی میٹرک تک عبداللہ قیصر کا دماغ ٹھیک رہا اور جب سائنس کالج میں ان کا ایڈمیشن کرایا گیا تو اس کا دماغ بالکل پھر گیا اور اپنی مرضی سے شادی بھی کرلی۔ جس کی وجہ سے ماں ان سے کبھی خوش نہیں رہی ان کو کئی بار جائیداد لکھنے کے لئے اپنے نام سے کہا بھی لیکن انہوں نے فوراً یہی جواب دیا کہ ابا کی چیز ہے ان سے کہو میں کچھ نہیں کرسکتی ہوں ۱۹۸۱ء میں ایک جائداد 50,000 میں ٹھیک ہوگیا وہ کہہ رہے تھے کہ روپیہ ابھی لے لیجئے۔ آپ لوگ حج کرکے واپس آئیں گے تو مکان لکھ دیجئے گا مگر میں نے کہا کہ ایسا نہیں ہوسکتا ہے حج کرکے آنے پر ہی پیسہ لیا جائے گا چونکہ کچھ پیسہ کی ضرورت تھی ایک تو یہ کہ جائیداد بیچنے پر گورنمنٹ کو ٹیکس دینا پڑتا ہے اور دوسرا یہ کہ 2½% زکوٰۃ دینا تھا اس سلسلے میں میں نے ریاض صاحب وسراج صاحب بیش کار سے ملا اور ان کو میں نے ٹیکس کے متعلق دریافت کرنے کے لئے بھی کہا تھا۔ حج سے واپسی کے بعد اس نے ملاقات پھر نہ کی اس لئے جائیداد نہ بک سکی۔ مہر النساء، جو میری اہلیہ تھی۔ وہ بیمار پڑیں ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ ان کو دلی لے جانا ہوگا چنانچہ ہم نے بڑے لڑکے عبداللہ قیصر کو ایک میرے محلے کے حکیم صاحب ہیں ان کے سامنے بلا کر کہا کہ علاج میں پچیس ہزار روپئے کی ضرورت ہے۔ اب تم اپنی رائے ظاہر کرو کیا کیا جائے تو اس نے جواب دیا کہ اس مکان کا پونے دو لاکھ روپیہ مل رہا ہے۔ اس پر میں نے جواب دیا کہ ٹھیک ہے، جتنا بھی ملے اس کو فروخت کرکے علاج کرواؤ اسی دن ۳؍اگست ۱۹۸۱ء کو میری اہلیہ اس دنیا سے چل بسی اور دوسری بات یہ ہے کہ ان کی ایک وصیت تھی کہ ان کی چھوٹی بہن کا بچہ ۵ سال کا تھا اسی وقت سے ساتھ رہا اور اب تک ساتھ ہی رہتا ہے اس کو کچھ دے دینے کی وصیت تھی۔ اب یہ میرے لڑکے کہتے ہیں کہ شیخ حفیظ اللہ کا کچھ حصہ ہی نہیں ہے سبھی جائیداد میری ہے جب کہ کل چیز میری تھی ہم نے کچھ ایسی وجوہات کی بناء پر اپنی اہلیہ کو فرضی ٹرانسفر کردیا تھا ساتھ ساتھ ایک مکان فرضی ہم نے محمد اکرام کے نام سے بھی لکھ دیا تھا آج تقریباً بیس سال ہو رہا ہے انہوں نے واپس کردیا۔

المستفتی: حفیظ اللہ صاحب، شاہ گنج، پٹنہ ۶

۸۶/۹۲ھ

الجواب ــــــــ اللهم هداية الحق والصواب ــــــــ!

صورت مذکورہ میں جب حفیظ اللہ صاحب نے اپنی کل جائیداد اپنی شریک حیات مہر النساء کے نام لکھ دی تو اب مہر النساء اس کی مالکہ ہوئی بعد انتقال مہر النساء اس کی مرقومہ متروکہ جائداد حسب سہام شرعی اس کے ورثاء یعنی شوہر اور دونوں لڑکوں پر تقسیم کی جائے گی۔

المسئلہ ۴: ۸ مہر النساء مف ۱۶/آنے

میـــــــــــت

زوج	ابن		ابن
حفیظ اللہ	عبداللہ قیصر	۳	عبداللہ انور
۲/۴	۳/۶		۳/۶

مرحومہ نے جو اپنے بہن کے لڑکے کو کچھ دینے کی وصیت کی تھی ایسی صورت میں وارثوں کو وصیت کے مطابق کچھ دیدینا چاہیے چونکہ مرحومہ نے کوئی خاص جائیداد یا مخصوص رقم کی تعین نہیں کی تھی۔ لہٰذا اس کے ورثاء آپس میں مشورہ کرکے جو مناسب رقم یا جائداد دینے کا فیصلہ کرلیں۔ وہ اس لڑکے کو دیدیں تاکہ مرحومہ کی وصیت پوری ہوجائے۔ **وھو تعالیٰ اعلم!**

برتقدیر صدق مستفتی متروکہ مہر النساء آٹھ سہام شرعی پر منقسم ہوکر دو سہام اس کے شوہر حفیظ اللہ کو اور تین تین سہام ہر ایک بیٹے کو ملیں گے۔ اگر سولہ آنے کو تقسیم کیا جائے تو چار آنہ حفیظ اللہ کو چھ آنے عبداللہ قیصر کو اور چھ آنے عبداللہ انور کو ملیں گے۔

وھو تعالیٰ اعلم۔ مصحیّح

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار القضاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

۱۵/محرم الحرام ۱۴۰۵ھ

استفتاء ۱۰۲۱

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

بکر کے پاس چار لڑکے عمر، خالد، زید، سعید اور دو لڑکی ہے۔ زید کا انتقال باپ کی موجودگی میں ہوگیا۔ ایک زوجہ، ایک لڑکا، ایک لڑکی کو چھوڑا۔ کچھ دنوں کے بعد باپ (بکر) کا بھی انتقال ہوگیا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ باپ کی جائیداد میں سے زید کی بیوی اور اولاد کو حصہ ملے گا یا نہیں؟ دین مہر کون ادا کرے گا؟

المستفتی: محمد محرم علی، پردرا، رامپور، آرہ، بھوجپور

۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــــــــ بعون الملک الوهاب ـــــــــــ!

برتقدیر صدق مستفتی وحسب شرائط فرائض بکر مرحوم کی جائیداد کے وارث اس کے تینوں لڑکے اور دونوں لڑکیاں ہیں۔ چونکہ زید کا انتقال والد کی موجودگی میں ہو گیا اس لئے اس کی اولاد بکر (دادا) کی جائیداد سے محروم ہو جائے گی۔ مسئلہ کی صورت یہ ہے:

المسئلہ ۸: بکر مرحوم مف ۱۶/آنہ

میـــــــــــــــــــــت!

ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	ابن الابن	بنت الابن
۲/۴	۲/۴	۲/۴	۱/۲	۱/۲	محروم	محروم

زید کی بیوی کا خسر کے متروکہ میں کوئی حصہ نہیں۔ اس کا مہر زید کے ذمہ واجب الادا تھا۔ اگر زید مرحوم کی کوئی خاص جائیداد ہوگی تو مہر اس سے ادا کیا جا سکتا ہے۔ وھو اعلم

کـتـــــــــــــبه محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

۲۲/ستمبر ۱۹۸۲ء

استفتـــــــــاء ۱۰۲۲

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ

ایک مکان ہے جس کی مالکہ بلاشرکت غیر مسماۃ عزیزہ خاتون تھیں۔ مسماۃ عزیزہ خاتون نے انتقال کے بعد اپنے پیچھے تین بچے اور دو لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسماۃ عزیزہ خاتون مرحومہ کے چھوڑے ہوئے مکان میں اُن کے تینوں بچوں اور دونوں لڑکیوں میں کس کا کتنا حق ہوگا؟ ازرُوئے فرائض تقسیم کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ والسلام

المستفتی: عبدالکریم خان، لال بازار، گوبند پور، دھنباد

۷۸۶/۹۲

الجواب ـــــــــــ بعون الملک الوهاب ـــــــــــ!

المسئلہ ۸: عزیزہ خاتون مف ۱۶/آنے

میـــــــــــــــــــــت!

ابن	ابن	ابن	بنت	بنت
۲/۴/	۲/۴/	۲/۴/	۱/۲/	۱/۲/

صورت مسئولہ عزیزہ خاتون مرحومہ کا متروکہ ۱۶؍آنے پر تقسیم کیا جائے گا جس میں لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ. ''ترجمہ: اور بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں برابر۔'' کے قاعدے کے مطابق لڑکوں کو فی کس ۴-۴ اور لڑکیوں کو ۲-۲ آنے کے حساب سے دیا جائے گا۔ واضح ہو کہ اگر مرحومہ پر کسی قسم کا کوئی قرض یا دین ہو تو اسے ادا کرنے کے بعد ہی وارثوں میں ترکہ تقسیم کیا جائے گا۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبہ

۱۲؍ذوالقعدہ ۱۴۰۲ھ

استفتاء ۱۰۲۳

مسئلہ: محترم جناب مفتی صاحب　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

صورت مسئولہ کی تفصیل یہ ہے کہ ہندہ کا انتقال ہوگیا بوقت انتقال ان کے وارثین میں سے ان کے شوہر زید اور دو لڑکے خالد و بکر اور ایک لڑکی زینب تھیں۔ یہ تینوں وارثان ابھی بقید حیات ہیں۔ لہٰذا جمیع مال متروکہ میں سے کس کا کتنا کتنا حصہ ہوگا بالتفصیل تحریر فرما کر ممنون و مشکور ہوگا۔

المستفتی: محمد مصطفےٰ صفدری، موضع کٹائی، پوسٹ پھرولی، وایہ بدھنگرہ، ضلع مظفرپور

۹۲/۸۶ ے

الجواب !

المسئلہ ۴: ۲۰　　ہندہ　　مف ۱۶؍آنے

میت

زوج	ابن	ابن	بنت
زید	خالد	بکر	زینب
۱	۶	۶	۳

(۳)

برتقدیر صدق سوال وبعد تقدم علی الارث متروکۂ ہندہ ۲۰؍سہام شرعی پر منقسم ہوکر حسب تقسیم بالا ہر وارث کو سہام و حصص ملیں گے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالقضاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

یکم رجب ۱۴۰۱ھ

استفتاء ۱۰۲۴

مسئلہ: محترمی جناب مفتی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
مندرجہ ذیل صورت مسئولہ میں درج ذیل مورث کے وارثان کا مال متروکہ عن الارث میں از روئے شریعت اسلامیہ جمیع مال متروکہ سے کتنے حصے ملیں گے بالتفصیل تحریر کرکے خاکسار مستفتی کو مشکور وممنون فرمائیں۔ زید انتقال کر گئے ان کی بیوی کا انتقال پہلے ہو چکا تھا مورث ہذا کے انتقال کے وقت ان کے دولڑکے عبدالحمید ومحمد سعید اور ایک لڑکی فاطمہ تھی یہ تمام وارثین ابھی بقید حیات ہیں۔ لہٰذا زید مرحوم کے مال متروکہ کی تقسیم مذکورہ وارثان کے درمیان کس طرح ہوگی۔ بینوا توجروا!

المستفتی: محمد مصطفےٰ صفدری، موضع کٹائی، پوسٹ پھرولی، وایہ بدھنگرہ، مظفر پور

۹۲/۸۶ ط

الجواب !

المسئلہ ۵: زید

میت

ابن	ابن	بنت
عبدالحمید	محمد سعید	بنی فاطمہ
۲	۲	۱

برتقدیر صحت سوال وبعد ادائے قرض ودین متروکہ زید ۵ سہام پر تقسیم کیا جائے گا اور حسب قانون شرعیہ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ قاعدے کے مطابق لڑکی کو ایک حصہ اور دونوں لڑکوں کو دو۔ دو حصے ملیں گے۔ اور موجودہ ۱۰۰ ار پیسے کے حساب سے دونوں لڑکوں کو ۴۰۔۴۰ پیسے اور لڑکی کو ۲۰ پیسے ملیں گے۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار القضاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

استفتا ۱۰۲۵

مسئلہ: بخدمت شریف جناب مفتی صاحب ادارۂ شرعیہ سلطان گنج، پٹنہ

جناب عالی! مندرجہ ذیل نسب نامہ کے مطابق براہ کرم میرے اور میرے چھوٹے بھائی محمد رفیق کے بیچ زمین کے بٹوارہ کی تفصیل ارسال کرنے کی زحمت گوارہ فرما کر شکریہ کا موقع دیں گے۔

وارثوں کی تفصیل یہ ہے:

تفصیل اراضی:

(۱) پھول چند میاں کے نام میراث — ۹۰ ڈسمل
(۲) غلام رسول کے نام قبالہ خرید — ۳۲۴ //
(۳) اکبر حسین کے نام قبالہ خرید بحیات حوالہ — ۲۰۰ //
(۴) اکبر حسین کے نام وفات والد — ۲۳ //

المسئلہ ۳: پھول چند میاں

ابن	بنت
غلام رسول	مجیدن
۲	۱

بنات ۳	ابن	ابن	زوجہ
	اکبر حسین	محمد رفیق	

المستفتی: اکبر حسین مقام وڈاکخانہ: جنداہا، ضلع ویشالی
۸۰/۷/۲۱ء

۷۸۶/۹۲

الجواب ــــــ بعون الملک الوہاب ــــــ!

المسئلہ ۳: پھولچند ۹۰ ڈسمل

میــــــــت

ابن غلام رسول	بنت مجیدن
۲	۱
۶۰ ڈسمل	۳۰ ڈسمل

المسئلہ ۸: غلام رسول ۶۰+۳۲۴=۳۸۴ ڈسمل

میــــــــت

زوجہ	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت
۱	۲	۲	۱	۱	۱
۴۸ ڈسمل	۹۶	۹۶	۴۸	۴۸	۴۸

برتقدیر صدق مستفتی وحسب شرائط فرائض متروکہ پھولچند مرحوم اس کے لڑکا غلام رسول اور لڑکی مجیدن پر اس طرح تقسیم ہوگی کہ ۹۰ ڈسمل میں لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ کے قاعدے کے مطابق لڑکا کو ۶۰ ڈسمل اور لڑکی کو ۳۰ ڈسمل ملیں گے۔
اور غلام رسول کی خود خریدی ہوئی زمین ۳۲۴ ڈسمل ہے دونوں ملا کر ۳۸۴ ڈسمل ہوئے اور غلام رسول کو دولڑکے اور تین لڑکیاں ہیں تو دونوں لڑکوں کو ۹۶ ڈسمل فی کس کے حساب سے اور لڑکیوں کو ۴۸ ڈسمل کے حساب سے دیئے جائیں گے۔ باقی جو اکبر حسین کے نام کی زمین خرید کردہ ہے اس میں بھائی بہن کا شرعاً کوئی حصہ نہ ہوگا۔ ہاں اگر اکبر نے عمارتیں مشترکہ رقم سے خریدی ہے جسے اس کی ذاتی جائداد کہتے ہیں تو دیانت کے پیش نظر بہنوں اور بھائی کو تقسیم کر دینا ہے۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶

کتبــہ

۹ر رمضان ۱۴۰۰ھ

استفتاء ۱۰۲۶

مسئلہ: محترم جناب مفتی صاحب قبلہ السلام علیکم! امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا مندرجہ ذیل سوال پیش خدمت ہے براہ کرم جواب سے نوازیں۔
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جناب محمد سعید علی مرحوم اپنے قریبی وارثان میں اپنے سگے بڑے بھائی، بیوی اور اکلوتی لڑکی (شادی شدہ) کو چھوڑ گئے واضح ہو کہ مرحوم کے بڑے بھائی کو بھی سوائے ایک شادی شدہ لڑکی کے دوسری کوئی اولاد نہیں ہے زمین مکان یا دیگر جائداد جو بھی ہے انہیں دونوں بھائیوں کے مشترکہ مصرف میں چلی آرہی ہے۔
اب سوال یہ ہے کہ مرحوم کی جائداد میں کس وارث کا کتنا حق ہونا چاہیے براہ کرم واپسی ڈاک سے مکمل ومفصل جواب سے نوازیں مشکور رہوں گا۔

المستفتی: عظیم اللہ انصاری، موتی پور، مظفر پور
۱/۱۰/۷۸ء

۸۶/۹۲ھ

الجواب ــــــــ وھو الموفق للحق والصواب ــــــــ !

المسئلہ ۸: سعید علی

میــــــــت

بیوی	لڑکی	بھائی
۱	۴	۳

سعید علی مرحوم کی جائداد سے بیوی کو آٹھواں حصہ $\frac{1}{8}$ اور لڑکی کو نصف $\frac{1}{2}$ اور بھائی کو ان دونوں کے دینے کے بعد جو باقی رہ جائے وہ ملے گا۔ اگر مرحوم کی جائداد کو ۱۶؍ آنے پر تقسیم کیا جائیگا تو بیوی کو ۲؍ آنے لڑکی کو ۸؍ آنے بھائی کو ۶؍ چھ آنے ملیں گے۔

نوٹ: اگر مرحوم پر قرض ہو تو تقسیم سے پہلے قرض ودین ادا کیا جائے دین مہر کی ادائیگی بھی اگر نہ دیا ہو تو پہلے ادا کیا جائے اس کے بعد مذکورہ بالا طریقہ پر تقسیم ہوگی۔ وھو اعلم!

کتبہ: محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

۵/۱۰/۷۸ء

استفتاء ۱۰۲۷

مسئلہ: محترم مفتی صاحب قبلہ دامت برکاتکم ہدیہ سلام ونیاز!

زید اپنے بعد چار لڑکے اور تین لڑکیاں چھوڑ کر مرگیا ان سبھوں میں زید کا ترکہ تقسیم کردیا گیا کچھ دنوں بعد تک دو بھائی زندہ رہ گئے تھے ایک بھائی کو کوئی لڑکا نہ تھا صرف تین لڑکیاں اور ایک بیوی تھی اور اب بھی موجود ہیں مگر یہ بھائی بھی مرگیا، دوسرا بھائی اب بھی زندہ ہے۔ مرحوم بھائی کی جائداد میں صرف اس کی بیوی اور لڑکیوں کا حصہ ہے یا زندہ کا بھی۔ اگر ہے تو یہ جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی۔ بینوا توجروا!

المستفتی: محمد اجمل، بدھو پور

۸۶/۹۲ھ

الجواب ــــــــ !

المسئلہ ۸: ۲۴ زید مف ۱۶؍ آنے

میــــــــت

زوجہ	بنات ۳	اخ
$\frac{1}{3}$	۱۶	۵
۲؍	۸/۱۰ پائی	۳/۴ پائی

صورت مسئولہ میں اگر مرحوم بھائی نے صرف بیوی اور تین لڑکیاں اور ایک بھائی کو چھوڑا تو بیوی کو آٹھواں حصہ یعنی ۱۶؍ر آنے میں ۲؍ر آنے ۔اور تین لڑکیوں کو ۱۰؍ر آنے ۸ پیسے اور بھائی کو ۳ آنے ۴ پیسے ملیں گے۔اگر بھائی کے علاوہ بہن کو بھی چھوڑا ہوگا تو بھائی کے ساتھ بہن کو بھی حصہ ملے گا۔لیکن سوال میں بہن کا تذکرہ نہیں ہے۔واضح ہو کہ مرحوم کے اگر دین ہوگا تو پہلے متروکہ جائداد سے دین ادا کیا جائیگا اگر دین مہر نہیں دیا ہو تو پہلے اسے دیکر متروکہ تقسیم کیا جائے۔وھو اعلم!

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۱۳؍۱۰؍۷۸ء

استفتاء ۱۰۲۸

مسئلہ: مخدومی و مکرمی !السلام علیکم!

زید کو تین لڑکے تھے زید کی زندگی میں دو لڑکے انتقال کر گئے۔ایک زندہ ہے۔اب زید کی جائداد بھی صرف زندہ لڑکے کا حق ہے یا دونوں مرحوم لڑکوں کے بال بچوں کا بھی حق ہوگا کیونکہ دونوں مرحوم لڑکوں کے چند لڑکے موجود ہیں۔یہ براہ کرم شرع کے مطابق اس کا جواب عنایت فرما کر اپنی مہر لگا دیں۔

المستفتی: حافظ محمد غریب اللہ نشتر، مدھوپور

۹۲/۸۶ء

الجواب

جب زید کی موجودگی میں دو لڑکے انتقال کر گئے صرف ایک لڑکا باقی رہ گیا تو زید کے انتقال کے بعد زندہ لڑکے کا حق ہوگا۔ دونوں لڑکوں کی اولاد شرعاً محجوب ہوگی۔اس شرعی قانون کے پیش نظر دادا کی جائیداد میں ان پوتوں کو جن کے والد دادا کی حیات میں انتقال کر گئے چچا کی مودجوگی میں کچھ نہ ملے گا۔ہاں چچا بطور تبرع واحسان اپنے بھتیجوں کو دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں اور وہ عنداللہ ثواب کے مستحق ہوں گے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۱۳؍۱۰؍۷۸ء

استفتاء ۱۲۹۱

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ حسب ذیل میں کہ:
عبدالستار مرحوم کی دو بیویاں تھیں۔ مرحوم نے اپنی زندگی میں ایک بیوی حکیمن کو تین طلاق دیدی تھی۔ اس طرح انھوں نے اپنے پیچھے ایک لڑکا اور چھ لڑکیوں کو چھوڑا۔ موجودہ بیوی آمنہ خاتون سے دو لڑکی۔ زیب النساء، فردوس بیگم، مطلقہ بیوی سے ایک لڑکا عبدالغفار، چار لڑکیاں، لے پالک بی بی، مغلوں بی بی، ثمینہ خاتون۔ مہ جبین خاتون، آخر الذکر طلاق کے بعد پیدا ہوئی۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ مرحوم کے متروکہ جائیداد میں مندرجہ بالا ورثاء میں کس کو کتنا ملے گا مرحوم کے ذمہ قرض بھی ہے یہ کس طرح ادا ہوگا جب کہ مرحوم عبدالستار نے اپنی مطلقہ بیوی حکیما خاتون کو طلاق کے بعد بھی بیوی کی طرح رکھا اور پہلی بیوی کو ہمیشہ الگ رکھا حکیما بی بی کا دین مہر بھی ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے نوازیں گے۔ عین کرم ہوگا۔

المستفتی: محمد سلیمان، مقام پوسٹ بندرگاہ، ضلع سندر گڑھ، اڑیسہ
۹۲/۸۶/۷

الجواب

المسئلہ ۸: عبدالستار مرحوم **مف** ۱۶/آنے

میت

زوجہ آمنہ خاتون	ابن	۷ بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
	عبدالغفار	لولک بی بی	مغلوں بی بی	ثمینہ	زیب النساء	فردوس بیگم
۱	۲	۱	۱	۱	۱	۱

برتقدیر صدق مستفتی عبدالستار مرحوم کی متروکہ جائداد سے پہلے اس کا قرض اور دونوں بیویوں کا دین مہر ادا کیا جائے گا اس کے بعد مندرجہ بالا مسئلہ کے مطابق اس کے ورثاء میں جائداد تقسیم ہوگی۔ عبدالستار نے مطلقہ بیوی کو رکھ کر جرم کا ارتکاب کیا متروکہ جائداد سے مطلقہ بیوی کو سوائے دین مہر کے اور کوئی حصہ نہ ملے گا۔ اور مطلقہ بیوی سے بعد طلاق جو لڑکی مہ جبیں خاتون پیدا ہوئی اگر طلاق کے وقت وہ بیوی حاملہ تھی تو لڑکی باپ کے متروکہ حصہ پائے گی اور وہ حلالی کہلائیگی ورنہ حرامی ہوگی اور باپ کی جائداد سے اس کو کچھ نہ ملے گا۔ ایسی صورت میں کل جائداد کو اگر ۱۶/آنے پر تقسیم کیا جائے گا۔ تو بیوی آمنہ کو دین مہر کے علاوہ ۱۶/آنے میں ۲/آنے اور لڑکا عبدالغفار کو ۴/آنے باقی پانچوں لڑکیوں کو علی الترتیب ۲-۲ آنے ملیں گے۔ جو صورت مسئلہ سے ظاہر ہے۔ مذکورہ بالا مسئلہ میں ۸/سہام پر جائداد کو تقسیم کرکے حصہ نکالا گیا ہے۔ **وھو اعلم!**

کتبہ محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
۱۷/۱۰/۷۸ء

استفتاء ۱۰۳۰

مسئلہ: بحضور فیض گنجور عالی جناب مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ ادارہ شرعیہ بہار پٹنہ!
ایک ضروری مسئلہ دریافت طلب ہے جواب جلد دیں گے۔ ہندہ کو بیوہ ہوئے ۱۵ رسال ہو گئے وہ صرف ایک بچی کی ماں ہے تو جوانی میں اس کے شوہر انتقال کر گئے۔ ہندہ کو اس کے بھینسور نے اپنے مکان میں الگ رکھا اور بھائی کی جو جائداد تھی اس پر قبضہ دلا کر کے دوسری جگہ شادی نہ کرنے دی ہندہ بھی صبر کر کے رہ گئی سوء اتفاق سے کسی ظالم نے ہندہ کے ساتھ فعل بد کیا اور وہ حاملہ ہو گئی اور جب تین ماہ کا حمل ہو گیا تو لوگوں کو معلوم ہوا اس کا بھینسور کہیں باہر جا رہا تھا تو اسے بھی اس کا علم ہوا وہ بہت برانگیختہ ہوا اور کہا کہ میں باہر جا رہا ہوں واپس آنے پر تحقیق کروں گا۔ اس اثناء میں ہندہ نے چند اشخاص سے خفیہ مشورہ کر کے حمل ساقط کرا لیا۔ جب ہندہ کے بھینسور باہر سے آئے تحقیقات کی گئی تو حمل ثابت نہ ہوا اور ہندہ نے انکار کیا۔ مگر کچھ عورتیں اس سے واقف تھیں ان سے معلوم ہوا کہ حمل تھا خراب کر دیا گیا، بات محقق ہو چکی۔ اب ہندہ کے بھینسور کہتے ہیں کہ میں اسے مکان میں رہنے نہ دوں گا اور نہ اسے جائداد میں حصہ دوں گا وہ اپنے میکہ میں چلی جائے۔
اب عرض یہ ہے کہ حمل تو ثابت ہو چکا اور اس کا خراب کر دینا بھی معلوم ہو گیا اب شریعت کا حکم ہندہ کے لئے کیا ہوگا اور اسے کیا سزا دی جائے گی۔ بھینسور جو اسے جائداد سے محروم اور گھر میں رکھنے سے انکار کرتا ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے، جائداد کا بٹوارہ اب تک نہیں ہوا تھا، بھینسور ہی نے اپنے بھائی کی شادی اس سے کی تھی اور اپنی مرضی سے مکان دیئے ہوئے تھے۔

المستفتی: قاری مولانا بدر الدین کیراف محمد شرف الدین، میر گاؤں، ہزاری باغ، بہار

۹۲/۸۶ء

الجواب ___

بر تقدیر صدق مستفتی اگر واقعی ہندہ نے ارتکاب معصیت کیا اور حمل ضائع و ساقط کرا دیا تو وہ سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہے۔
ہندوستان میں شرعی حدود نافذ نہیں کئے جا سکتے کہ اسے رجم یعنی سنگسار کر دیا جائے۔ اس کے سوا اب کوئی چارہ نہیں کہ ہندہ اعلانیہ توبہ کرے اور خدائے قدوس سے اپنے اس فعل قبیح کی معافی طلب کرے۔ اگر وہ اعلانیہ توبہ کرے تو اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا جائز اور اسے گھر میں رکھنا بھی جائز ہے اگر وہ تائب ہو جائے تو اس کے بھینسور کو چاہیے کہ اسے حسب دستور خورد و نوش دے اگر ہندہ کے بھینسور اسے اپنے گھر میں رکھنا پسند نہیں کرتے تو ان پر جبر و دباؤ بھی نہیں ڈالا جا سکتا اس لئے کہ اسے سابق

دستور نفقہ وسکنیٰ دینا بھینسور کے رحم وکرم پر موقوف ہے شرعی حیثیت سے ہندہ کو اپنے شوہر مرحوم کی جائداد سے ۱۶/آنے میں ۲/آنے ملیں گے اور بچی کو اپنے مرحوم باپ کی متروکہ جائداد سے نصف جائداد ملے گی۔ وھو اعلم

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ
کتبہ

۲۶/۱۱/۷۸ء

كتابُ المتفرقات

☆ بابُ العامّة 736

استفتاء ۱۰۳۱
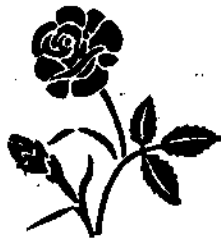
مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ

(۱) ہمارے محلہ کی مسجد کے امام صاحب کا دعویٰ اہل سنت کا ہے۔ پھر بھی وہابی، دیوبندی کو دیندار اور رہبر سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کا دین ومذہب صحیح ودرست ہے۔ وہ امام صاحب صرف ''امارت شرعیہ'' پھلواری شریف کے فتویٰ کو مانتے ہیں۔ بریلی شریف کے ''فتاویٰ رضویہ'' جو اعلیٰ حضرت کی ہے اس کو نہیں مانتے ہیں کیونکہ بریلی شریف کے ''فتاویٰ رضویہ'' میں وہابی، دیوبندی کو کافر ومرتد خارج از اسلام لکھا ہے۔ ''فتاویٰ رضویہ'' سن کر امام کو بہت رنج پہونچتا ہے۔ زید کا کہنا ہے کہ ''جب کہ امام صاحب اہل سنت ہیں تو پھر ''فتاویٰ رضویہ'' کو کیوں نہیں مانتے؟ بریلی تو اہل سنت کا مرکز ہے۔ جو بریلی شریف اعلیٰ حضرت کے فتوے کو نہیں مانتا ہے کیا وہ اہل سنت کہلانے کا حقدار اور صحیح العقیدہ سُنّی ہوسکتا ہے؟ زید سے امام صاحب سخت ناراض رہتے ہیں کہ وہ دیوبندی وہابی کو کافر کہتا ہے۔ زید اس لئے امام صاحب کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا ہے۔ جو لوگ امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں کیا ان کی نماز ہو جائے گی؟ منع کرنے پر بھی کچھ لوگ ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ کیا وہابی کو لڑکی عقد میں دینا ہندو کو دینے کے برابر، وہابی کو امام بنانا ہندو کو امام بنانے کے برابر اور ان کے گھر کا کھانا کھانا ان سے میل جول رکھنا حرام نہیں؟ عمرو کا کہنا ہے کہ دیوبندی گمراہ ہے یہ سب حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے ہیں مگر وہابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں صرف حضرت غوث اعظم دستگیر اور حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کو نہیں مانتے۔ حالانکہ خدائے تعالیٰ کہتا ہے کہ جو ان کا دوست ہے وہ ہمارا حبیب ہے اور جو ان کا دشمن ہے وہ جہنم نصیب ہے تو پھر کیا وہ کافر نہیں ہوئے؟ اب سوال یہ ہے کہ عمرو اور امام صاحب حق پر ہیں کہ زید حق بجانب ہے۔ جواب میں حدیث کا حوالہ پیش کیا جائے۔

(۲) ہماری بستی میں تین کنویں ہیں۔ ایک کنویں سے حیض کے کپڑے برآمد ہوئے جو خون آلودہ، گندگی سے بھرے ہوئے تھے۔ دوسرے کنویں میں ایک نوجوان لڑکی گر گئی جو طہارت نہیں رکھتی ہے۔ تیسرے کنویں میں اسی کنویں کی رسّی اور ڈول ڈال دیا گیا۔ ناپاکی کے بارے میں سبھوں کو بتایا گیا مگر کوئی شخص نہیں مانتا بلکہ کہنے سے لوگ ناراض ہوتے ہیں۔ ہماری بستی میں دو عالم ہیں لیکن عوام کے ڈر سے وہ اعلان نہیں کرتے ہیں اور بستی والے نہ تو ان کی باتوں کو مانتے ہیں نہ کہیں کے فتوے کو تسلیم کرتے ہیں دونوں مولوی صاحب سب کے یہاں دعوت کھاتے ہیں لیکن زید نہیں کھاتا۔ تیسرے کنویں میں بھی

جب وہ ناپاک رسی اور ڈول ڈال دیا گیا تو آخر زید اس مجبوری کے عالم میں کیا کرے؟ ان شخصوں کے یہاں وہ دعوت قبول کرے کہ نہیں؟ جو لوگ ناپاک ونجس کنویں کا پانی استعمال کرتے ہیں۔ جان بوجھ کر اس ناپاک پانی کو استعمال میں لاتے ہیں ان میں سے کوئی شخص نماز پڑھادے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے یا نہیں؟ ان شخصوں کی نماز، روزہ، ان کے ایصال ثواب کے لئے نذر و نیاز، فاتحہ، طہارت، وضو یا کوئی شیرینی وغیرہ اس ناپاک پانی سے تیار کی جائے تو کیا یہ سب مقبول ہوں گے؟ اگر یہ ناپاک پانی شریعت مطہرہ کے مطابق نہ نکالا جائے تو کیا پانی استعمال کرے، سے کچھ عرصے میں یہ کنویں پاک ہو جائیں گے؟ بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ کافی پانی استعمال ہو چکا تو کیا اب تک کنواں ناپاک ہی رہا؟ اس کا جواب کیا ہے؟

(۳) زید چودہ برس کی عمر سے پیٹ کے مرض میں مبتلا ہو گیا ہمیشہ پاخانہ سے خون آتا رہا اور وہ طرح طرح کی تکلیف میں رہا۔ اس طرح بتیس سال کا ہوا تو دل نے فیصلہ کیا کہ ”زندگی بھر بیمار رہو گے تو کیا روزہ نہیں رکھو گے روزہ رکھنا چاہیے۔ گویا خوف خدا دل میں چھا گیا حالانکہ ڈاکٹر کا حکم یہ تھا کہ ”پیٹ کبھی خالی نہ رکھنا ورنہ بیماری بڑھ جائے گی“ مگر زید نے اس کی پرواہ نہ کی۔ روزے رکھنا شروع کیا۔ آج یہ عالم ہے کہ سردی کے ایام میں بھی تین چار کیلو پانی پینے پر ہی پاخانہ ہوتا ہے تو گرمی کے عالم کا کیا پوچھنا؟ گزشتہ سال کے کچھ روزے قضا ہو گئے اور یہ رمضان المبارک پہونچ گیا۔ وہ روزے نہ رکھ سکا بلکہ خیال سے بھی اتر گیا۔ اب سوال یہ ہے کہ اس حالت میں قضا روزے کی اسے نیت کرنی ہے یا اس روزے کی؟ زید اتنی طاقت بھی نہیں رکھتا کہ کسی مسکین کو کھانا کھلائے وہ بیماری کی وجہ سے سترہ سال سے ماہ رمضان کے روزے نہیں رکھ سکا اور قضا پوری کرنے کی طاقت بھی نہیں رکھتا۔ اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ شرعی جواب سے آگاہ کیا جائے۔

محمد یعقوب علی خاں رضوی، سری پور، پوسٹ: بکسر، ضلع آرہ

۸۶/۹۲

الجواب ـــــــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب ـــــــــ!

(۱) صورت مستفسرہ میں زید اپنے قول میں حق بجانب ہے اور امام صاحب وعمر کا خیال غلط ہے۔ جو سنی صحیح العقیدہ ہوگا وہ خدا اور رسول جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جان ومال، اعزہ واقارب، اہل وعیال بلکہ پوری کائنات سے زیادہ عزیز ومحبوب رکھے گا۔ قرآن حکیم میں ہے: **لَاتَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّاللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْا اٰبَآئَھُمْ اَوْاَبْنَآئَھُمْ اَوْاِخْوَانَھُمْ اَوْعَشِیْرَتَھُمْ الخ** ۔ یعنی اللہ ورسول پر ایمان لانے والوں کو تم ایسا نہ پاؤ گے کہ وہ اللہ ورسول کے دشمنوں سے دوستی رکھیں۔ اگرچہ وہ خدا اور رسول کے دشمن ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ

کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں، وہابی، دیوبندی، اہلحدیث وغیرہ عقائد کے اعتبار سے سب ایک ہی ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہے کہ

ذیاب فی ثیاب ☆ لب پہ کلمہ، دل میں گستاخی

ان کے اقوال واعمال میں تضاد ہے۔ عوام کے سامنے کہتے کچھ ہیں کرتے کچھ اور ہیں۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز کے فتوے کو اہل سنت والجماعت دل وجان سے مانتے اور تسلیم کرتے ہیں۔ ہاں! جن کا تعلق مذکورہ بالا جماعتوں سے ہوگا جن کے یہاں میلاد شریف، فاتحہ ونیاز، ایصال ثواب شرک وبدعت ہے وہی لوگ حضرت فاضل بریلوی کے فتویٰ کو تسلیم کرنے سے اعراض وانکار کریں گے۔ اہل سنت والجماعت کو ایسے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے سے اور ان کی گفتگو سننے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ایاکم وایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم۔ ان سے دور رہو اور اپنے کو ان سے دور رکھو ایسا نہ ہو کہ وہ کہیں تمہیں گمراہ کردیں، فتنہ میں ڈال دیں۔ ان لوگوں نے اعلانیہ شان رسالت میں گستاخیاں کیں۔ کتابوں میں ایسے کلمات لکھے جن سے رسول پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی ہے اور توہین رسول کفر ہے۔ ان کی لکھی ہوئی عبارتوں کو پڑھ کر قلب مومن کانپ جاتا ہے۔ ایمان لرزہ براندام ہوجاتا ہے اس کیلئے دیکھئے کتاب تقویۃ الایمان، حفظ الایمان اور تحذیر الناس وغیرہ۔ ان کے پیچھے اہل سنت کی نماز نہ ہوگی۔ ان کو اپنا امام بنانا ناجائز ہے۔

(۲) تینوں کنویں ناپاک ہوگئے جب تک پورا پانی نہ نکالا جائے، کنواں پاک نہ ہوگا۔ اس کنویں کے پانی سے وضو جائز نہ ہوگا اور جب وضو ہی نہ ہوا تو نماز کیسے ہوگی؟ اور جب وضو کرنے والے کی نماز نہ ہوگی۔ تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کی نماز کیسے درست ہوسکتی ہے؟ اس کنویں کے پانی سے جو چیزیں پکائی جائیں گی وہ بھی ناپاک ہوں گی ان کا کھانا درست نہیں۔ سال بھر تک اگر اس کا پانی استعمال کیا جائے تب بھی کنواں پاک نہ ہوگا۔ جب تک کہ بیک وقت پورا پانی نہ نکالا جائے۔

(۳) زید اگر قضا روزہ رکھ سکتا ہے تو رکھے۔ پہلے تو وہی روزے رکھے جائیں گے جو ابتداء میں قضا ہوئے۔ اس کے بعد دوسرے سال کے اس کے بعد تیسرے سال کے علی ھذہ القیاس اور جب بالکل ہی مجبور ہے۔ نہ روزہ رکھ سکتا ہے، نہ فقیروں کو کھانا کھلاسکتا ہے تو اب اس کا معاملہ خدا کے حوالے ہے۔ وہ غفور الرحیم جو چاہے کرے۔ ہاں! اس کیلئے حیلۂ شرعی یہ ہوسکتا ہے کہ کسی مسکین کو دو وقت کا کھانا چاول وغیرہ دے دے۔ پھر اس سے کچھ پیسے دیکر خریدے پھر اسے وہی کھانا دے دے پھر خریدے وہ دیدے۔ اس طرح الٹ پھیر کرکے دیتا اور لیتا جائے۔ ممکن ہے اس حیلہ سے اس کا کفارہ ادا ہوجائے گا۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دار الافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ٦
کتبہ

۷/ مارچ ۱۹۷۱ء

استفتاء ۱۰۳۲

مسئلہ :جناب مفتی اعظم، پٹنہ السلام علیکم

التماس آنکہ براہ کرم یہ تحریر فرمائیں کہ مندرجہ ذیل مسئلوں میں علمائے دین کی کیا رائے ہے؟

(۱) عیدالاضحیٰ منانے کے لئے چاند کی شہادت ضروری ہے یا نہیں؟ ضروری ہے تو کیوں؟

(۲) جناب مولوی الحاج محمد اکبر صاحب، حال مقام ڈونگر پور نے ایک تحریر ''انجمن تعلیم الاسلام'' اودے پور کو اس مضمون کی دی کہ ہمارے یہاں تو عیدالاضحیٰ ۲۷ر جنوری بروز جمعرات کی ہے۔آپ بھی اودے پور میں اُسی دن عیدالاضحیٰ منائیں۔مگر انجمن نے ان کے خط کا کوئی اعتبار نہ کر کے اور ۲۷ر جنوری بروز جمعرات کو عیدالاضحیٰ نہ منا کر دوسرے دن جمعہ کو عیدالاضحیٰ منائی ہے۔جب کہ مولانا اکبر صاحب ایک عالم اور پرہیز گار آدمی ہیں۔اتنا ہوتے ہوئے کیا ان کے خط پر، کوئی اعتبار نہیں کیا جا سکتا ہے؟

(۳) فون کے ذریعہ سے کسی بڑے شہر سے عیدالاضحیٰ یا عید کے متعلق معلوم کرنا صحیح ہے یا غلط؟ تحریر کریں۔

(۴) ماہ اگست ۱۹۶۰ء کے ''نوری کرن'' میں حضور مفتی اعظم ہند، بریلی شریف کا یہ فتویٰ ہے کہ لاؤڈ اسپیکر سے نماز عید پڑھائی جائے۔یہ کیوں اور کیسے؟ ماہ اپریل ۱۹۶۵ء کے ''نوری کرن'' میں مسئلہ ۴ کو واپس غلط قرار دیا ہے۔

(۵) ماہ اپریل ۱۹۶۵ء کے ''نوری کرن'' میں مسئلہ نمبر ۴ کو جو واپس غلط قرار دیا ہے اس کی حقیقت کیا ہے؟

(۶) براہ کرم یہ تحریر کریں کہ ''حق لاالہ الااللہ محمدرسول اللہ'' کہنا درست ہے یا نہیں یعنی ''حق'' کا کہنا کلمہ کے ساتھ درست ہے یا نہیں؟ اور ''یااللہ'' و ''یامحمد'' کہنا درست ہے یا نہیں؟

(۷) سرکار دو عالم ﷺ کی دہائی دینا درست ہے یا نہیں؟

(۸) ماہ محرم الحرام میں پہلی تاریخ سے دس تاریخ تک کے رسم ورواج سے آگاہ کریں۔

(۹) جو ۷۳ رفرقے ہیں، ان کے نام تحریر کریں۔

(۱۰) براہ کرم یہ تحریر کریں کہ ایک عورت قریب ۱۵ ماہ سے اپنے میکہ میں بیٹھی ہوئی ہے اور کئی بار اس کے بھائیوں نے اس کو سسرال بھیجا لیکن اس کا شوہر اس کو مارتا ہے اور گھر سے بھی باہر نکال دیتا ہے۔وہ جب بھی سسرال جاتی ہے وہ ایسی ہی حرکت کرتا ہے اور کھانے پینے کو بھی نہیں دیتا ہے۔پندرہ ماہ سے وہ اپنے بھائیوں سے ساتھ زندگی بسر کر رہی ہے۔جب اس کو بھیجا جاتا ہے تو مارتا ہے اور جب طلاق کے

بارے میں کہا جاتا ہے تو انکار کرتا ہے ایسی حالت میں کیا کیا جائے؟ بینو اتو جروا!

المستفتی: منشی امیر محمد، قصبہ روڈ، ڈاکخانہ: گوگندہ، ضلع اودے پور

۱۰/۲/۲ء۷

۹۲/۸۶ء

الجواب ــــــــــــ وھو الموفق للحق والصواب ــــــــــــ!

(۱) اسلامی فرائض وواجبات کی ادائیگی کا انحصار رویت ہلال یا رویت کی شرعی شہادتوں پر ہے۔ رویت ہلال کے سلسلہ میں ٹیلی گرام، ریڈیو، ٹیلی فون، اخبار، خط وغیرہ کی خبریں نا قابل اعتماد ہیں مذکورہ بالا آلات وذرائع سے دی گئی خبروں پر حج وعید، روزہ وغیرہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے: **صوموا لرویتکم وافطروا لرویتکم فان غم علیکم فاکملوا عدة ثلثین**۔ یعنی چاند دیکھ کر روزہ وافطار کرو۔ کسی موانع کی بنا پر اگر چاند نہ دیکھا جا سکے تو تیس دن پورے کرو۔

(۲) مولانا الحاج محمد اکبر صاحب اگر چہ متقی وپرہیزگار عالم ہیں مگر عید وبقر عید کی ادائیگی کے لئے صرف ان کی تحریر اور حکم کہ فلاں تاریخ میں عید منائیں قابل عمل نہیں اور شرعاً اُن کے خط پر عید منانا جائز نہ ہوگا اس لئے کہ **الخط یشبہ الخط**۔ اس سلسلہ میں خط کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اس کے لئے **شہادت یا شہادت علی الشہادۃ** کی ضرورت ہوگی ہاں! اگر مولانا کسی آدمی کو بھیجتے جو یہ گواہی دیتا ہے کہ ہم نے چاند دیکھا ہے تو اس کی شہادت پر عید منائی جا سکتی تھی۔

(۳) فون سے آئی ہوئی خبر پر عید منانا جائز نہیں۔ اس کے لئے شہادت کی ضرورت ہوگی۔ خبر پر عمل جائز نہیں جیسا کہ جواب نمبرا میں گزرا۔

(۴) و (۵) تعجب ہے کہ ۱۹۶۰ء و ۱۹۶۵ء کا مسئلہ اب آپ ۱۹۷۲ء میں دریافت کر رہے ہیں۔ حضرت مفتی اعظم ہند ابھی ۸ر محرم کو ادارۂ شرعیہ میں تشریف لائے تھے ان سے دریافت کیا۔ حضرت نے انکار فرمایا اور کہا کہ لاؤڈاسپیکر پر نماز عید جائز نہ ہوگی۔ کاتب کی غلطی سے ایسا ہوا ہوگا۔

(۶) کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے ساتھ "حق" کہنا ضروری نہیں، اگر کوئی شخص ایسا کہتا ہے تو ناجائز بھی نہیں۔ "یا اللہ" و "یا محمد" (ﷺ) کہنا جائز ودرست ہے۔

(۷) درست ہے۔

(۸) شریعت مطہرہ میں رسم ورواج کوئی چیز نہیں۔ محرم کے متعلق اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کا رسالہ (رسالۂ تعزیہ داری) دیکھئے۔

(۹) ۷۳ر فرقوں کا تفصیل نام کسی کتاب میں نہیں! موجودہ تمام فرقوں کو شمار کر لیجئے اور کتاب الملل والنحل دیکھئے۔

(۱۰) اس خاتون کو چاہیے کہ دار القضاء میں قاضی شریعت کے پاس باضابطہ درخواست پیش کرے جس میں اپنا نام مع ولدیت و سکونت اور مدعاعلیہ شوہر کا نام ولدیت وسکونت کے ساتھ لکھے اور شادی کی تاریخ، عمر اور بعد میں پیش آنے والے واقعات کو تفصیلی طور پر لکھے اور اب وہ کیا چاہتی ہے، اس کو واضح کرے۔ بعد میں اپنا دستخط کرے۔ وھو تعالیٰ اعلم وعلمہٗ جل مجدہٗ اتم۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

۱۱/۳/۷۳ء

استفتاء ۱۰۳۳

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ:

منبر میں تین زینہ کیوں ہوتا ہے۔ اوّل خطبہ کے بعد امام کو کس زینہ پر بیٹھنا چاہیے۔ تیسرے زینہ پر امام کو بیٹھنا جائز ہے یا نہیں؟ کچھ لوگ کہتے ہیں۔ اوّل پر پیر رکھنا، دُوسرے پر بیٹھنا اور تیسرے کا سہارا لینا چاہیے۔ اس سلسلہ میں کتاب وسنت سے کیا ثابت ہے؟ اس مسئلہ پر اچھی طرح روشنی ڈال دی جائے، مہربانی ہوگی۔

المستفتی: محمد محی الدین آسی، مدرسہ سری پور ۳۳، ڈاکخانہ: سری پور، وایہ کالی پہاڑی، ضلع بردوان

۲۸/۱/۷۳ء

۹۲/۷۸۶

الجواب ــــــــــ وھو الموفق للصواب ــــــــــ !

منبر دو زینہ کا ہو یا تین زینہ کا مگر تین زینوں کا ممبر ہونا سنت ہے۔ خطیب کو یہ اختیار ہے کہ وہ جس زینہ پر بیٹھ کر خطبہ دینا مناسب سمجھے وہ کرے۔ لوگوں کا خیال غلط ہے خطبہ دینے کے لئے اونچی جگہ ہونی چاہیے۔ وھو اعلم بالصواب۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ ۶
کتبہ

استفتاء[۱۰۳۴]

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ
ہمارے دادا مرحوم کا خاندانی ترکہ رشتہ داران ودختران کو نہیں ملتا آیا ہے اور اگر ترکہ دینے کا حق ہے تو انہیں حضرات کو ہے دادا کو اپنی لڑکیوں کو اور ابا کو اپنی لڑکیوں کو۔ غرضیکہ جن کی لڑکیاں ہیں ترکہ باپ ہی کی زندگی میں اور انہیں لوگوں کے ترکہ سے یا باجازت مالکان ترکہ ہم بھی دے سکتے ہیں۔ لیکن پشتہا پشت سے تاہنوز ترکہ کسی کو نہیں ملا اور نہ ہی کسی نے اجازت دی۔

(۱) دریافت طلب امر یہ ہے کہ ہماری دو پھوپھیاں ہیں۔ ایک تو دادا مرحوم کے انتقال کے بعد ہی انتقال کر گئیں۔ دوسری پھوپھی ابھی حیات ہیں۔ مرحومہ پھوپھی کے لڑکوں نے ماں کے ترکہ کے لئے فوجداری کی اور کاشتکاری بھی برباد کی گئی۔ ہمارے آدمی نے ایک کو ہتھیار آبدار سے ایسا مارا ہے کہ شدید زخمی ہے اور زیر علاج ہے۔ اب ایسی صورت میں جب کہ ہمارے ساتھ اس طرح کا برتاؤ کرتے ہیں کیا ہمارے ترکہ میں پھوپھی مرحومہ کا ترکہ مل سکے گا اور جب کہ باحیات پھوپھی ترکہ کا کوئی مطالبہ نہیں کرتی ہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

(۲) ظہر کی نماز میں ہم جماعت میں امام کے ساتھ چوتھی رکعت میں ملے۔ گویا ایک رکعت ہم کو ملی۔ اب تین رکعت کس طرح ادا کی جائے گی؟ نماز مسبوق کسے کہتے ہیں؟

(۳) مردہ جانوروں کا چمڑہ بیچ کر مسلمان اپنے مصرف میں خرچ کرتے ہیں۔ کیا شریعت میں ایسا کوئی حکم ہے ایسا کرنے والا کیسا ہے؟

(۴) عورتوں کو اکثر ناجائز حمل رہ جاتا ہے۔ مرد انکار کرتا ہے۔ عورت اقرار کرتی ہے شہادت کوئی نہیں ہے پھر کس کو صحیح مانا جائے گا؟

(۵) دریائی کتنے جانور حلال ہیں جسے مسلمان کھا سکتا ہے؟ مطلع فرمائیں۔

المستفتی: محمد واعظ الحق، جمنی کولہ، پوسٹ ....، پتھر گاؤں، ضلع سنتھال پرگنہ

۸۶/۹۲ھ

الجواب ــــــــــــ بعون الملک الوھاب ــــــــــــ

(۱) صورت مذکورہ میں اولاد باپ کے مرنے کے بعد حسب سہام شرعی ترکہ پائے گی۔ لڑکا ہو یا لڑکی، باپ کی متروکہ جائیداد سے اس کو ترکہ ملے گا۔ لڑکے کو لڑکی سے دوگنا یعنی لڑکے کو دو کٹھہ زمین یا دو روپے تو لڑکی کو ایک کٹھہ زمین یا ایک روپیہ۔

جتنی چیزیں باپ نے چھوڑی ہیں سب میں اسی طریقہ پر تقسیم ہوگی۔ اگر آپ کے خاندان یا بستی میں لڑکیوں کو ترکہ نہیں دیا جاتا ہے تو یہ قرآن وحدیث کی صریح خلاف ورزی ہے اور نہ دینے والا ظالم وگنہگار۔ باپ یا دادا نے اپنی زندگی میں اگر نہیں دیا تو اس کے مرنے کے بعد آپس میں بھائی بہن میں ترکہ مذکورہ بالا اصول پر تقسیم ہوگا چاہے مرنے والا اجازت دے گیا ہو یا نہ دے گیا ہو۔ جو وارث زندہ ہیں وہ اپنا حق ضرور لیں گے۔ جس پھوپھی کا انتقال والد کے بعد ہوا اس کی اولاد کو حق حاصل ہے کہ نانا کی متروکہ جائیداد سے اپنی ماں کا حق لے لیں۔ اگر باحیات پھوپھی طلب نہیں کرتی ہیں تو یہ ان کی مہربانی ہے۔ وہ چاہیں تو لے سکتی ہیں اور چاہیں تو معاف بھی کرسکتی ہیں۔ شریعت نے لڑکے اور لڑکیوں کا جو حق ماں باپ کے متروکہ میں مقرر کیا ہے، وہ زیادہ دن ہونے پر ختم نہیں ہوتا جب چاہے لے سکتا ہے۔

(۲) مسبوق اس مقتدی کو کہتے ہیں جو شروع سے جماعت میں شریک نہیں ہوا بلکہ بعض رکعت اس کی چھوٹ گئی ہو۔ اگر امام کے ساتھ ایک رکعت ملی تو وہ بھی مسبوق ہے۔ امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو کر ایک رکعت سورہ فاتحہ اور دوسری سورہ ملا کر پڑھے۔ رکعت پوری ہو جانے پر بیٹھ کر التحیات پڑھے اور تیسری کے لئے کھڑا ہو جائے۔ یہ رکعت بھی سورہ ملا کر پڑھے۔ رکعت پوری کر کے چوتھی رکعت میں صرف سورہ فاتحہ پڑھ کر بعد سلام نماز ختم کرے۔

(۳) مردہ جانوروں کا چمڑہ بغیر دباغت دیئے ہوئے بیچنا ناجائز اس کی بیع باطل ہوگی۔ ہاں دباغت کے بعد فروخت کرسکتا ہے، کام میں لاسکتا ہے۔

(۴) عورت گواہ پیش کرے۔ اگر گواہ نہیں تو مرد قسم کھالے کہ میں نے زنا نہیں کیا۔ گواہ کی صورت میں عورت کی بات مانی جائے گی اور اگر وہ گواہ نہیں پیش کرے اور مرد قسم کھالے تو مرد کی بات پر یقین کیا جائے گا۔

(۵) دریائی جانوروں میں جس پر مچھلی کا اطلاق ہوتا ہے وہ جائز، باقی حرام وناجائز ہے۔

محمد فضل کریم غفرلہ الرحیم رضوی، خادم دارالافتاء، ادارۂ شرعیہ بہار، پٹنہ

کتبہ

۱۵-۲-۷۵ء